نئے اضافوں کے ساتھ

عالم اسلام میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

قادیانیت

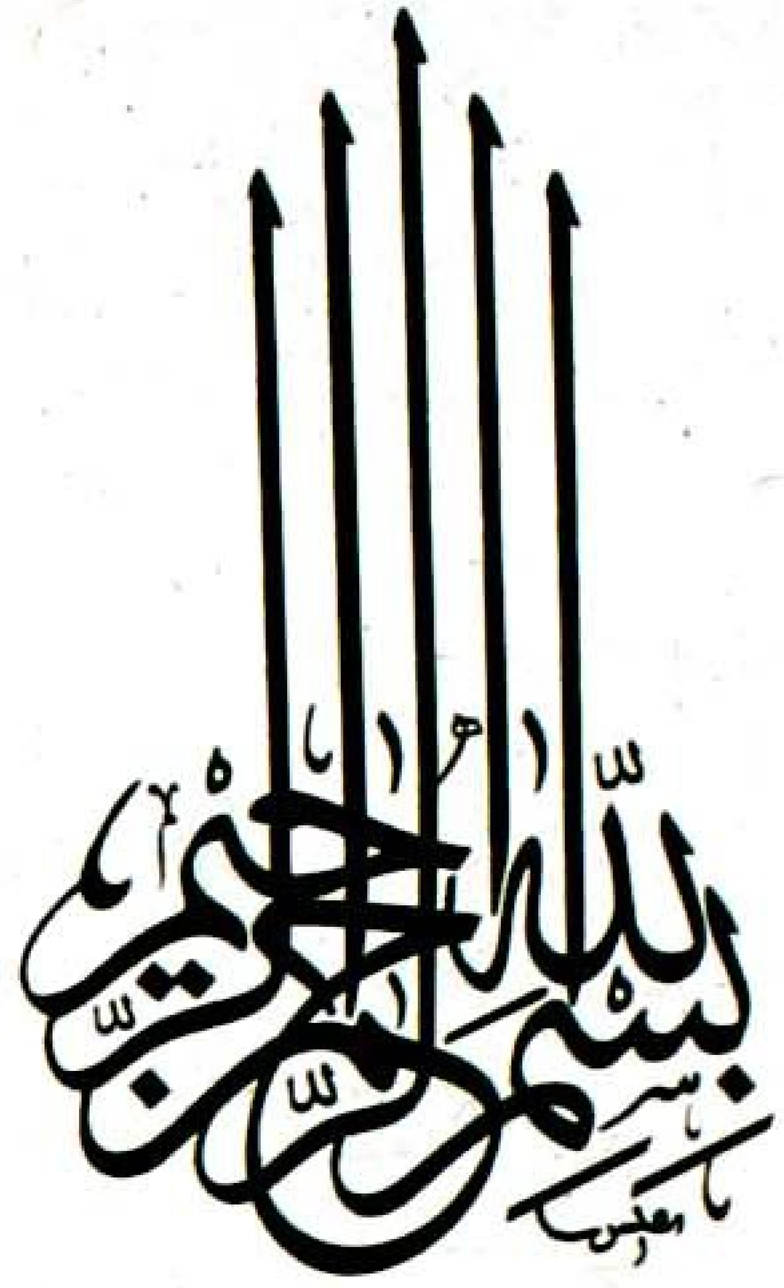
ثبوت حاضر ہیں!

قادیانیوں کے بدترین کفریہ عقائد و عزائم پر مبنی عکسی شہادتیں

2

ترتیب و تحقیق

محمد متین خالد



قادیانیت
ثبوت حاضر ہیں!

چیلنج

''ثبوت حاضر ہیں''

یہ کتاب، اپنے اندر
قادیانی مذہب کے بانی
آنجہانی، مرزا غلام احمد قادیانی
اس کے بیٹوں، اس کے نام نہاد خلیفوں اور دیگر اہم قادیانیوں کی
مستند تصانیف اور اخبارات و رسائل کی
قابلِ اعتراض اور دل آزار کفریہ عبارتوں کی عکسی نقول لیے ہوئے ہے
قادیانی جرائم کے یہ ثبوت
اتنے واضح ہیں کہ دنیا کی کسی بھی عدالت میں
ان عکسی دستاویزات کی صداقت کو چیلنج کرنا
کسی بھی قادیانی کے لیے ممکن نہیں ہے
میں اس کتاب میں درج
تمام حوالوں اور عکسی نقول کے مصدقہ ہونے
کی ذمہ داری قبول کرتا ہوں
اور قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ سمیت
دنیا کے تمام قادیانیوں (بشمول لاہوری گروپ) کو
چیلنج کرتا ہوں کہ
اگر اس کتاب میں موجود، کوئی بھی عکس غیر حقیقی ہو،
یا میری طرف سے کسی بھی نوع کی ترمیم ہوئی ہو، کسی قسم کا اضافہ کیا گیا ہو، یا
ایک بھی خانہ ساز حوالہ پایا جائے
تو میں اس کے لیے ہر قسم کی سزا پانے کے لیے تیار ہوں!
بصورت دیگر انہیں ضد اور ہٹ دھرمی چھوڑ کر آخرت کی فکر کرتے
ہوئے اسلام کی آغوش میں آجانا چاہیے
ہے کسی قادیانی میں اخلاقی جرأت جو میرے اس چیلنج کو قبول کرے؟

محمد متین خالد



نئے اضافوں کے ساتھ

عالم اسلام میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

قادیانیت ثبوت حاضر ہیں!

جلد دوم

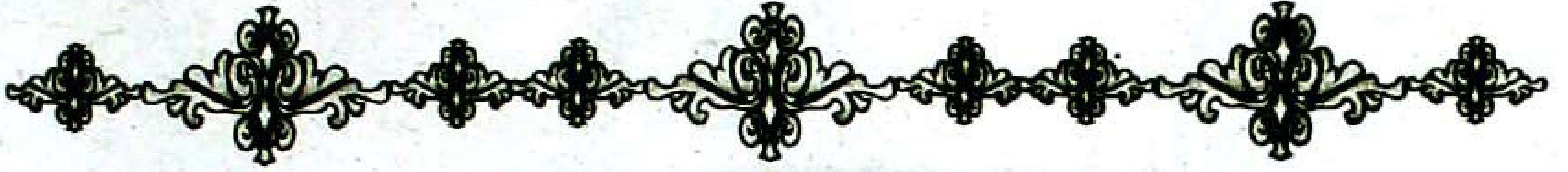
قادیانیوں کے بدترین کفریہ عقائد و عزائم پر مبنی عکسی شہادتیں

محمد متین خالد

علم و عرفان پبلشرز

الحمد مارکیٹ 40- اردو بازار، لاہور،

فون: 7352332-7232336-8405100



نام کتاب	قادیانیت ثبوت حاضر ہیں! جلد دوم
مصنف	محمد متین خالد
ناشر	علم و عرفان پبلشرز
قانونی مشیر	محمد نوید شاہین ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
مطبع	جوہر رحمانیہ پرنٹرز، لاہور
سرورق	فضیل کیانی
کمپوزنگ	تاج کمپوزنگ سنٹر، لاہور
سنِ اشاعت	(نئے اضافوں کے ساتھ) 2010ء
قیمت	-/600 روپے

علم و عرفان پبلشرز

الحمد مارکیٹ 40- اردو بازار، لاہور،

فون: 7352332-7232336-8405100



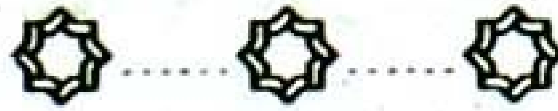
اِنتساب

پھول، خوشبو، رنگ، بہار، صبا، شبنم، روشنی، شفق، نور، چاندنی، حُسن، ترنم، سحر، آبشار، ستارا، نگینہ اور قوس قزح...... اگر یہ ملکوتی جمال آفرینیاں انسانی رُوپ دھار لیں تو یقیناً میرے اہل خانہ کی مانند ہوں گی۔ میری عمر 13 سال تھی جب میرے والد صاحب اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے۔ پھر میری والدہ محترمہ نے ہم سب بھائیوں کی بہترین تعلیم و تربیت کی۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے محاذ پر سب سے زیادہ حوصلہ افزائی اور جرأت انہی کی طرف سے ملی۔ وہ غرقابِ محبت رسول ﷺ اور دینی غیرت وحمیت کا استعارہ تھیں۔ والدہ ہونے کے ناتے ان کی عزت و تکریم مجھ پر فرض ہے لیکن ایک اور حوالہ سے بھی میں انہیں مزید قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ ان کا نام فاطمہ ہے۔ شہرِ خموشاں کے یہ دونوں منور چراغ ماضی کی طرح اب بھی مجھے اپنی محبت و شفقت کی لو دیتے ہیں۔ میرے سب بھائی اور بھتیجے تحفظِ ختم نبوت کے مقدس مشن کے ساتھ بڑی مضبوطی اور اخلاص سے وابستہ ہیں۔ ان میں سب سے نمایاں برادرِ گرامی محترم محمد شاہین پرواز صاحب ہیں جو ناسازیٔ طبع کے باوجود پورے جوش اور جذبے سے میری سرپرستی فرما رہے ہیں۔ گھر میں تالیف و تصنیف کے دوران میری اہلیہ محترمہ ہمیشہ مجھے پرسکون ماحول فراہم کرتے ہوئے میری تمام ضرورتوں کا خاص خیال رکھتی ہیں۔ میری دونوں بیٹیوں نے میری پوری لائبریری کی تزئین و آرائش

سنبھال رکھی ہے جس سے مجھے حوالہ جات کی تلاش میں بے حد آسانی رہتی ہے۔ میرے بیٹے محمد بن متین اور احمد متین جنہیں میں نے تحفظِ ختم نبوت کے لیے وقف کر دیا ہے، وہ بھی میرے کام میں بے حد معاون و مددگار رہتے ہوئے اس بہانے خوب تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ نورِ چشم عزیزی علی مدثر حسین کی معاونت اور مشاورت بھی قابلِ صد ستائش ہے۔ زہد و تقویٰ میں یگانہ روزگار محترمہ آپا جی، خالہ جان اور ماموں جان کی خصوصی دعائیں ہمیشہ میرے لیے مشعل راہ ثابت ہوتی ہیں۔ میں اس لحاظ سے بہت خوش قسمت ہوں جسے ایسے مشفق اہل خانہ کی سرپرستی اور سائبانی میسر ہے۔ میں اس کتاب کا انتساب ان تمام افراد کے نام کرتے ہوئے غیر معمولی دلی راحت اور خوشی محسوس کر رہا ہوں۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ

؎ میں خشک پیڑ خزاں کا تھا، مجھے کیسا برگ و بار دیا

اللھم صلی علیٰ محمد خاتم النبیین و خاتم المرسلین





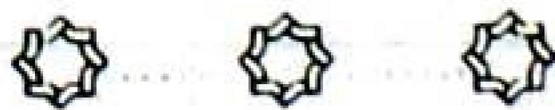
ترتیبِ عنوانات

بہشتی مقبرہ 253

مرزا قادیانی کے استاد 265

توجہ فرمائیں!

- اس کتاب کے 14 ابواب ہیں۔
- ہر باب ایک مختلف موضوع کا مکمل احاطہ کرتا ہے۔
- ان ابواب کے شروع میں قادیانیوں کی متعلقہ گستاخیوں، ہرزہ سرائیوں اور مضحکہ خیزیوں کو نمبر شمار لگا کر ایک ترتیب سے درج کیا گیا ہے۔
- پھر کتاب کے آخر میں اسی ترتیب کے ساتھ اصل قادیانی کتب کے عکس دے دیے گئے ہیں۔ مثلاً ''شرمناک قادیانی تحریریں'' کے باب میں حوالہ نمبر 177 کا عکسی ثبوت، کتاب کے آخر میں حوالہ نمبر 177 کے تحت فراہم کر دیا گیا ہے۔
- اصل قادیانی کتابوں کے ٹائٹل کا عکس ہر حوالہ کے ساتھ بار بار دینے کے بجائے صرف ایک دفعہ دیا گیا ہے، اس کے لیے دیکھیے صفحہ نمبر 27 تا 30
- اہم معترضہ قادیانی تحریروں کو نمایاں کرنے کے لیے ان کے گرد موٹی آؤٹ لائن لگا دی گئی ہے۔
- قادیانی کتب سے پورے صفحے کا عکس دینے سے قادیانیوں کا یہ اعتراض بھی ختم ہو جاتا ہے کہ ان کی گستاخانہ اور متنازع فیہ عبارات سیاق وسباق سے ہٹ کر بیان کی جاتی ہیں۔
- قارئین کرام سے درخواست ہے کہ اس کتاب میں موجود قابل اعتراض، دل آزار اور توہین آمیز قادیانی عبارات پڑھتے وقت کثرت سے استغفار کریں۔ شکریہ!



اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. وَاللّٰهُ اَعْلَمُ
بِاَعْدَآئِكُمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا. لَعْنَتُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ.
اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ. وَلَا حَوْلَ وَلَا
قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمَ. اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ.

فہرست ٹائٹل قادیانی کتب

صفحہ نمبر



قادیانی ڈائریکٹری

قادیانیت اگرچہ بدبختی کا دوسرا نام ہے لیکن خوش بختی تمام قادیانیوں سے محض دو قدم کے فاصلے پر منتظر کھڑی ہے۔ جی ہاں! کفر سے ایمان کی جانب سفر ایسی نیکی ہے، جس سے بہر حال ''جامد مومن'' محروم رہتا ہے۔ وہ خواتین و حضرات جو ''احمدیت'' سے تائب ہو کر از سرنو بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہوئے اور حضوری کے درجات حاصل کر گئے، ان کے مقدر پر رشک کیا جاسکتا ہے۔ قدرت نے اگر انھیں سرفراز فرمایا ہے تو اس کا بنیادی سبب یہی ہے کہ انھوں نے اپنے موروثی معتقدات سے نجات پانے کے لیے ایک صبر آزما جنگ لڑی ہے۔ دوستو! دنیا کا سب سے مشکل کام اپنے آبائی عقیدے کے قلادے کو گردن سے اتار پھینکنا ہے۔ فرد کا تعلق چاہے اقلیت سے ہو، اس کی سوسائٹی کا محاصرہ بڑا ہی سخت ہوتا ہے۔ میں ظاہری پہروں کی بات نہیں کر رہا ہوں، میرے پیش نگاہ وہ ماحول ہے، وہ جذباتی وراثت ہے، جو فرد کو لہو کے خلیوں میں تحلیل شدہ حالت میں ملتی ہے۔ ماں باپ ہر شخص کے ایک جیسے مکرم و مقدس ہوتے ہیں۔ وہ اولاد کو صرف جنم ہی نہیں دیتے، اپنی بے مثل محبت بھی رگوں میں منتقل کرتے ہیں۔ اسی لیے غلط سے غلط مذہب کا پیروکار بھی اپنے اجداد کے مذہب سے شدید قلبی لگاؤ رکھتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ وہ فرد اکثر بے عمل ہوتا ہے، پوجا پاٹھ میں بھی اخلاص اس کا قبلہ نہیں ہوتا مگر جب اس کے بزرگوں کے عقیدے پر حرف گیری کا مرحلہ آتا ہے تو اس کا لہو کھول اٹھتا ہے اور وہ مرنے مارنے پر تل جاتا ہے۔ وجہ یہ نہیں ہوتی کہ وہ اپنے اعتقادات کی حقانیت کے سحر میں گرفتار ہوتا ہے بلکہ سبب اس کا یہ ہوتا ہے کہ اسے اپنے والدین کی نفی کرنا یا ان کا نفی کیا جانا دشنام محسوس ہوتا ہے۔ اس قضیے کا تعلق انسانی نفسیاتی پیچیدگیوں کے

ساتھ ہے اور یہ مسئلہ ایسا سادہ نہیں ہے۔ بہر قصہ جب کسی شخص کو معروضی احوال میں اپنے مذہب کا جائزہ لینے کی توفیق ملتی ہے تو اس کے عقل و شعور اکل کھرے ہو کر بین شہادت دے دیتے ہیں' کیا غلط ہے اور کیا درست ہے...... مگر جس کشمکش کا صحرا' بالعموم اس سے عبور نہیں ہو پاتا' اس کا نام خون کے رشتوں کے ساتھ جذباتی وابستگی ہے۔ عہد طفولیت سے جس ماں نے اپنے بچے کو سکھایا پڑھایا ہو کہ یہی سچ ہے' اس شخصیت کا تقدس ہر ظن سے بالا ہے' جس باپ نے قدم قدم پر اپنے بیٹے/ بیٹی کے لیے لازوال ایثار کا مظاہرہ کیا ہو' اس نے ساتھ ساتھ اس کے شعور کو یوں مرتب کیا ہو کہ یہی نظریہ آسمانی ہے' یہی مامور ربانی ہے اور پھر اس عمل کا تواتر کم و بیش ربع صدی پر محیط ہو۔ نیز ایسے ماں باپ اپنے تئیں اس ''سچ'' کو سچ یقین کرنے کے فریب میں بھی مبتلا ہوں۔ علاوہ ازیں بچپن سے ہی اردگرد موجود تمام ''ایجنسیاں'' اسی کارِ خیر پر مامور ہوں۔ سماجی' معاشی حال و مستقبل ان سے جڑے رہنے ہی سے وابستہ ہو...... تو جناب خم ٹھونک کر یہ کہہ دینا کہ میں آج سے اس مدار کے باہر کھڑا ہوں، بچوں کا کھیل نہیں ہے۔

دوستو! ''احمدیت'' تاریخ کا ایسا التباس ہے' جس کی نظیر نایاب نہیں تو کم یاب ضرور ہے۔ میں گھر کا بھیدی' ہوں' مجھے بہت اچھی طرح معلوم ہے کہ پیدائشی احمدی کو، احمدی برقرار رکھنے اور مزاجِ احمدیت میں پختہ تر کر دینے کے لیے' کیسے کیسے جتن کیے جاتے ہیں۔ ''احمدیت'' وہ قلعہ ہے' جسے نقب لگانا ایسا سہل نہیں ہے۔ اس کے بانیوں نے اس ریاست کے گرد ایسی فولادی فصیل استوار کر رکھی ہے' جس پر کمند ڈالنا آسان نہیں ہے' احمدی گھرانوں میں فکری آزادی اور بے جھجک مکالمے کے لیے فضا کبھی سازگار نہیں رکھی گئی۔ اور عملاً یہ کوشش کی گئی ہے کہ احمدیت کے فکری نظام پر کوئی گفتگو نہ کر سکے۔ احمدی خاندانوں میں مخالف نقطہ نظر کی جس قدر حوصلہ شکنی کی جاتی ہے' اس کی مثال ڈھونڈنی مشکل ہے۔

دوستو! یہ تمہید میں نے اس لیے باندھی ہے کہ میں وہ شخص ہوں' جس نے اعصاب کی رزم گاہ میں ایک ایک ساعت صلیب پر کاٹی ہے...... پیاس کے ایک طویل ریگزار کو طے کیا' تب کہیں جا کر مدنی نخلستانوں تک رسائی حاصل ہوئی ہے۔ قادیانیت سراسر دھوکا ہے مگر اس کا تانا بانا بڑی مہارت سے ترتیب دیا گیا ہے۔ میں اندر کی ہوشربا کہانی سے واقف ہوں...... لیکن میں اکثر یہ سوچ کر ورطہ حیرت میں ڈوب جاتا ہوں کہ علمی دنیا میں ایک شخص

ایسا بھی ہے، جس کی ماضی بعید وقریب میں کبھی، کسی بھی نوعیت کی احمدیت سے نسبت نہیں رہی۔ اس کے علی الرغم وہ قادیانیت کے ریشے ریشے سے آگاہ ہے۔ ان محترم کا نام محمد متین خالد ہے۔ مجھے اکثر یہ گمان گزرتا ہے کہ اگر متین خالد صاحب، مرزا غلام احمد قادیانی کے زمانے میں ہوتے تو یہ اس مدعی نبوت کی راہ میں سد سکندری ثابت ہوتے۔ مجھے بہت اچھی طرح جانکاری ہے کہ احمدی حلقوں میں محمد متین خالد کا حوالہ آتے ہی سب دم بخود ہو جاتے ہیں۔ قادیانیت کی کس چال سے متین صاحب نابلد ہیں، نہیں وہ اس عجیب وغریب مذہب کی رگ رگ سے آگہی رکھتے ہیں۔ احمدیوں کے ساتھ مناظروں میں جب وہ ان کی دکھتی رگوں پر ہاتھ رکھتے ہیں تو منظر دیدنی ہوتا ہے۔ محمد متین خالد صاحب کا طغرائے امتیاز یہ ہے کہ وہ بنیادی طور پر محقق ہیں اور اگر میں یہ کہوں کہ کافی بے رحم محقق ہیں تو نہ یہ گستاخی ہے اور نہ مبالغہ۔ تحقیق کی بازی میں وہ پورے اعتماد کے ساتھ شرکت کرتے ہیں۔ انھوں نے ایک عمر صرف کر کے احمدیہ لٹریچر کو لفظ بہ لفظ پڑھا ہے۔ اور ان کی ریسرچ باون تولے پاؤ رتی درست ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی رد قادیانیت پر لکھی ہوئی چالیس کے قریب کتب میں درج بے شمار حوالوں میں سے کوئی حوالہ چیلنج نہیں ہو سکا۔ یوں تو جناب متین خالد کا سارا کام ہی وقیع ہے لیکن جو اعتبار ان کی کتاب ''ثبوت حاضر ہیں'' کو حاصل ہوا ہے، وہ لاجواب ہے۔ مذکورہ تصنیف پہلی مرتبہ اکتوبر 1997ء میں منظر عام پر آئی تھی اور علمی مجالس میں اس نے تہلکہ مچا دیا تھا۔ اس تالیف کا اختصاص یہ ہے کہ اس میں جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد کی تصانیف کے اصل عکس شامل کر دیے ہیں۔ اس سے قادیانیوں کا یہ شکوہ بھی دور ہو گیا ہے کہ مخالفین بغیر کسی ثبوت کے بات کرتے ہیں۔ حال ہی میں متین صاحب نے اس کتاب کو ''سیریز'' بنا دیا ہے، یعنی اس سلسلے کی مزید جلدیں ترتیب دے دی ہیں۔ ان تمام جلدوں میں نئے حوالے قادیانیت پرشش جہات کو تنگ کرنے پر مستعد ہیں۔ سچی بات ہے، ''ثبوت حاضر ہیں'' کی اشاعت کے بعد احمدیوں کے لیے کوئی جائے مفر، کوئی گریز کی راہ رہی نہیں۔

اللہ تعالیٰ متین صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی اس کاوش کو قادیانیوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین! قادیانی علما کا سدا یہ وتیرہ رہا ہے کہ حالات و واقعات کے مطابق اپنی کتب میں تحریف کر لو (اس ضمن میں ایک نایاب مال میں نے بھی محفوظ کر رکھا ہے، جو وقت

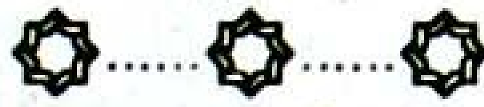
آنے پر جب سامنے آیا تو قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوگا) لیکن یہ تحریفات متین صاحب کی نظر سے بچ کر کہیں نہ جا سکیں۔ سو ''ثبوت حاضر ہیں'' پڑھیے اور سر دھنیے......

؎ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

احمد کریم شیخ

کینیڈا

www.ahmedi.org



نہیں ملتا سخن اپنا کسی سے

یہ محض اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے ورنہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ''ثبوت حاضر ہیں''! کو اس قدر پذیرائی اور مقبولیت حاصل ہوگی کہ اندرون اور بیرون ممالک سے بے شمار خطوط، فون اور ای میلز موصول ہوں گی جن میں احباب نے اس کتاب کی اشاعت پر نہایت خوشی کا اظہار کرتے ہوئے مبارک باد اور دعائیں دیں۔ دراصل ''ثبوت حاضر ہیں''! ایک ایسی کتاب ہے جس کی روشنی میں ایک عام شخص، قادیانی عقائد و عزائم کی بھیانک تصویر واضح طور پر دیکھ سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ قادیانیوں کے لیے بھی یہ کتاب اس لیے ہوش ربا اور چشم کشا ہے کہ انھوں نے آج تک مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے بیٹوں کی ایسی تحریریں کبھی نہیں دیکھیں۔ قادیانی قیادت نے ایک خاص منصوبے کے تحت ایسی متنازعہ تحریروں کو مدتِ مدید قادیانیوں سے چھپا رکھا ہے۔ اس کتاب میں قادیانی تحریروں کی عکسی شہادتوں کی موجودگی میں کیا کوئی قادیانی کہہ سکتا ہے کہ اس میں کسی نوع کا ترمیم و اضافہ کیا گیا ہے؟ یا کوئی حوالہ من گھڑت ہے یا کوئی حوالہ سیاق و سباق سے ہٹ کر ہے؟ یا کوئی حوالہ قادیانی کتب میں موجود نہیں ہے؟

مجھے سب سے زیادہ خوشی اس وقت ہوتی ہے جب قادیانی مجھے فون یا ای میل کر کے کسی حوالہ پر گفتگو کرتے اور اس خواہش کا اظہار کرتے ہیں کہ انھیں اصل کتب دکھائی جائیں۔ اس کے جواب میں، میں انھیں عرض کرتا ہوں کہ آپ اس کتاب میں موجود حوالہ جات کی تصدیق و توثیق کے لیے کسی قادیانی لائبریری بالخصوص اپنی مرکزی خلافت لائبریری چناب نگر (ربوہ) جائیں اور وہاں سے متعلقہ کتاب نکلوا کر مطلوبہ حوالہ کو سطر بہ سطر، لفظ بہ لفظ، حرف بہ حرف موازنہ کریں، اس عبارت کو مکمل سیاق و سباق کے ساتھ پڑھیں، پھر بالکل غیر

جانبدار ہو کر بغیر کسی تاویل کے دیانتداری کے ساتھ اس تحریر کا وہی مطلب سمجھیں جو لکھا گیا ہے۔ اس کے بعد اپنے ضمیر کی عدالت سے فیصلہ لیں کہ کیا یہ سب کچھ آپ سے جان بوجھ کر نہیں چھپایا گیا؟ کیا ان عقائد کی موجودگی میں مسلمانوں کی آپ سے نفرت حق بجانب ہے یا نہیں؟ جس شخص کو مجدد، مہدی، مسیح موعود اور نبی کہتے آپ کا منہ سوکھتا ہے، کیا اس کا کردار اس قابل ہے کہ اسے ایک شریف آدمی بھی کہا جا سکے؟ اس پر وہ بیچارے دوبارہ رابطہ کرنے کا رسمی وعدہ کر کے غائب ہو جاتے ہیں۔ سچ کہا گیا ہے:

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر

مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

''ثبوت حاضر ہیں''! کے حوالہ سے یہاں ایک بات کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ کچھ عرصہ قبل مختلف ٹی وی چینلوں بالخصوص ایکسپریس نیوز چینل پر قادیانیوں کی حمایت میں کئی ایک پروگرام نشر ہوئے۔ جن میں قادیانی جماعت کے سرکردہ راہنماؤں نے شرکت کی اور بڑے جارحانہ انداز میں اپنا موقف پیش کیا۔ اُن لوگوں نے یہاں تک کہا کہ کسی شخص یا جماعت کو عقائد کی بنا پر غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ وہ 7 ستمبر 1974ء کو ملک کی منتخب پارلیمنٹ کی طرف سے متفقہ طور پر منظور کی جانے والی ترمیم کو مانتے اور نہ اس سلسلے میں کسی قسم کے آئین، دستور، ضابطے، قانون کو مانتے ہیں۔ اِسی طرح اس حوالے سے کسی اعلیٰ عدالتی فیصلے کو بھی ہم تسلیم نہیں کرتے۔ قادیانیوں کا یہ اقدام ریاست کے خلاف اعلانِ جنگ اور کھلی بغاوت کے مترادف ہے۔ ایسے پروگراموں کے نشر کیے جانے پر ایکسپریس نیوز چینل کو مسلمانوں کی طرف سے شدید تنقید کا سامنا کرنا پڑا جس کے نتیجہ میں اس کی انتظامیہ نے ''توازن'' برقرار رکھنے کے لیے ایک پروگرام منعقد کروانے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ اس اعتبار سے 11 جون 2010ء کو سہ پہر 4 بجے معروف ٹی وی پروگرام ''فرنٹ لائن'' کے اینکر جناب کامران شاہد کا مجھے فون آیا اور کہا کہ آج رات 10 بجے ''ختم نبوت اور قادیانیت'' کے موضوع پر لائیو پروگرام نشر ہو رہا ہے۔ آپ میرے پروگرام کے مہمان ہیں۔ آپ کے ساتھ ایک معروف قادیانی مبلغ کو بھی مدعو کیا جا رہا ہے جس کی منظوری مرکزی قادیانی قیادت دے گی۔ مزید کہا کہ آپ 9 بجے تک ہمارے سٹوڈیو پہنچ جائیں تاکہ پروگرام کے بارے میں کچھ ضروری امور طے کر لیں۔ میں نے بصد خوشی ہامی بھرتے ہوئے جناب کامران شاہد کا

شکریہ ادا کیا۔ جلدی میں گھر پہنچا، چند ضروری کتب اکٹھی کیں، نشانات لگائے اور ایک خاص ترتیب سے انھیں بیان کرنے کے لیے ذہن میں خاکہ بنایا۔ دوستوں اور بزرگوں کو فون کر کے دعاؤں کی درخواست کی۔ اسی اثنا میں جب جانے کے لیے تیار ہوا تو جناب کامران شاہد کا فون آ گیا: میں آپ سے بے حد معذرت چاہتا ہوں کہ ایکسپریس انتظامیہ کی طرف سے آج کا پروگرام منسوخ کر دیا گیا ہے۔ میں نے حیرت سے وجہ پوچھی تو انھوں نے بتایا کہ قادیانی قیادت نے مجھ سے دریافت کیا تھا کہ پروگرام میں غیر احمدی علماء کی طرف سے کون آ رہا ہے تو میں نے کہا: محمد متین خالد۔ انھوں نے کہا کہ وہ...... ''ثبوت حاضر ہیں'' ...... والے! میں نے عرض کیا...... ہاں! اس پر انھوں نے فوراً کہا کہ ہم اس پروگرام میں شرکت نہیں کریں گے۔ کامران شاہد نے مجھے مزید بتایا کہ قادیانیوں نے اس خوف سے کہ اگر یہ پروگرام نشر ہو گیا تو لوگوں کی ایک کثیر تعداد کو ہمارے اصل عقائد و نظریات کا علم ہو جائے گا اور اس طرح مسلمانوں میں ہمارے خلاف غصہ کی ایک نئی لہر دوڑ جائے گی۔ چنانچہ قادیانی قیادت نے پیمرا اور وزارت اطلاعات و نشریات میں موجود اعلیٰ عہدوں پر فائز قادیانیوں کے ذریعے ایکسپریس نیوز چینل کے مالکان سے اس پروگرام کی منسوخی کے لیے دباؤ ڈالا جس پر ایکسپریس نیوز چینل کی انتظامیہ نے فوری طور پر پروگرام کینسل کر دیا۔ میں نے کامران شاہد کو بتایا کہ میں نے آپ کے پروگرام میں قادیانیوں کی آئینی، قانونی، عدالتی اور شرعی حیثیت کو پیش کرنا تھا اور قادیانیوں کے وہ کفریہ عقائد جنھیں پڑھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے، جو آنجہانی مرزا قادیانی اور اس کے بیٹوں کی کتابوں میں موجود ہیں، بیان کرنے تھے۔ لہٰذا ان عقائد کے منظر عام پر آنے کے اندیشے سے قادیانی راہ فرار اختیار کر گئے۔ میں نے گزارش کی کہ قادیانی جب چاہیں، جس وقت چاہیں، جہاں چاہیں، صحافیوں کی موجودگی میں اپنے عقائد پر پُرامن طور پر بحث مباحثہ کر سکتے ہیں۔ اس پر کامران شاہد بہت خوش ہوئے اور ایک بار پھر معذرت کی۔

16 جون 2010ء کو رات 11 بجے ایکسپریس نیوز چینل کے پروگرام ''پوائنٹ بلینک'' (Point Blank) کے معروف اینکر جناب مبشر لقمان نے اپنے لائیو پروگرام میں ''ثبوت حاضر ہیں''! کا تعارف کرواتے ہوئے اسے تمام مسلمانوں اور قادیانیوں کو پڑھنے کی دعوت دی۔ جس پر قادیانیوں نے انٹرنیٹ پر جناب مبشر لقمان کے خلاف اپنے مسیح موعود کی پیروی میں خوب ہرزہ سرائی کی:

لاکھ سیاہی چھائی ہو، ابر رواں سے کیا ڈرنا
سورج کا مرکز ہے معین، ظلمت چلتا سایہ ہے

باطل اپنے چہرے پر حق کا غازہ مل لے تو سادہ لوحوں کا اس سے بچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ قادیانیت اور دھوکہ دہی دو جڑواں بہنیں ہیں جن کی سرشت ایک، طینت ایک اور روح ایک ہے۔ قادیانیت کا اپنا ایک جہنم ہے جہاں لالچ کے کانٹے، مفاد کے ہتھکنڈے، عقائد کے اندھے گلیارے اور مادی دولت کے آتش کدے ہیں جو اپنے پیروکاروں کو حق کی طرف جانے نہیں دیتے۔ لیکن ہمارا فرض ہے کہ بھٹکے ہوؤں کو راستہ دکھایا جائے۔ ٹیڑھے میڑھے، اوبڑ کھابڑ راستوں سے ہٹا کر انھیں صراط مستقیم پر چلایا جائے۔ سچائی سے انکار کی بھیڑ میں کھوئے ہوئے انسانوں کو راہ راست پر لایا جائے۔ ''ثبوت حاضر ہیں''! اسی مشن کی تکمیل کے لیے تحریر کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے! آمین!

نہیں ملتا سخن اپنا کسی سے
ہماری گفتگو کا ڈھب جدا ہے

خاکپائے مجاہدین ختم نبوت

محمد متین خالد

Email: fatehqadyaniat@hotmail.com





قادیانیت

ثبوت حاضر ہیں!





ثبوت حاضر ہیں!

مرزا قادیانی
کے
حالاتِ زندگی

مسیلمہ ثانی آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنی ذات کے متعلق ایک بڑا ہی عجیب شعر ہے:

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

واقعہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جو حاکم مطلق اور مختار کل ہے، اس نے اپنی قدرت کاملہ اور لازوال طاقت کے ذریعہ ''مسیلمہ قادیان'' کی زبان وقلم سے وہ کچھ کہلوایا جس سے مرزا قادیانی کی حقیقت الم نشرح ہو کر رہ گئی۔ آنجہانی کی تحریرات کو ایک خاص نظم وترتیب سے سامنے رکھا جائے تو اس کے پاگل پن، مراقی طبیعت اور حماقت کی حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے اور ہر شریف آدمی یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ مرزا قادیانی اسلامی اقدار تو کیا، عمومی انسانی اخلاق سے بھی عاری اور محروم تھا، چہ جائیکہ نبوت کا عالی مرتبت مقام،، جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں انسانیت کے لیے سب سے بڑی نعمت ہے۔ ایسی نعمت جس کی تکمیل اللہ رب العزت نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر کردی۔ حضور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اس عظیم منصب پر بہت سے ڈاکو حملہ آور ہونے کے لئے اس جہانِ رنگ و بو میں نمودار ہوئے لیکن آقائے نامدار ﷺ کے غلاموں نے ان طالع آزماؤں کی ایک نہ چلنے دی اور اکثر تو ''ارتداد'' کے سنگین جرم کے سبب تہ تیغ کر دیے گئے۔

یہ محض حسن اتفاق تھا کہ مرزا قادیانی نے منصب نبوت پر اس وقت ڈاکہ ڈالا، جب گوری اقلیت حکمران تھی اور بلکہ اسی اقلیت نے اسے کام کے لیے منتخب کیا۔ برٹش حکومت کے زیر سایہ موصوف پروان چڑھے اور 1908ء میں عبرت ناک موت کے بعد بھی اس کی جماعت اسلام کے نام پر پھیلتی رہی۔ تا آنکہ 1974ء میں پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر مرزا قادیانی کے تمام پیروکاروں کو جسد ملی سے آئینی اور دستوری طور پر کاٹ کر

پھینک دیا۔

''ثبوت حاضر ہیں!'' حصہ اوّل میں آپ مرزا غلام احمد قادیانی کی اسلام، نبی کریم ﷺ اور دیگر مقدس شخصیات کے بارے میں کلیجہ شق کر دینے اور آنکھوں میں خون اتار دینے والی گستاخیاں، ہرزہ سرائیاں اور توہینیں پڑھ آئے ہیں، جس کی مثال پوری تاریخ انسانی میں نہیں ملتی۔ ایسی دریدہ دہنیوں کی جرأت تو شیطان کو بھی نہ ہو سکی تھی۔ مسلیمہ کذاب، اسود عنسی، راج پال، لیکھ رام اور سلمان رُشدی، مرزا قادیانی کے مقابلہ میں اسلام کے خلاف بغض و عناد کے حوالے سے بونے نظر آتے ہیں۔ دوسری طرف مرزا قادیانی کا ذاتی کردار اس قدر مضحکہ خیز ہے کہ اسے نبی تو کیا، ایک شریف آدمی بھی کہنا، شرافت کی اہانت ہے۔

''وفات مسیح'' اور ''اجرائے نبوت'' ہر قادیانی کا پسندیدہ موضوع ہے۔ یہ ایک ایسا ٹیکنیکل موضوع ہے کہ ایک عام اور سادہ لوح مسلمان قرآن و حدیث سے لاعلمی اور ناقص مطالعہ کی بنا پر مدلل گفتگو نہیں کر سکتا۔ جبکہ ایک عام قادیانی کی اس خاص موضوع پر بھرپور تیاری ہوتی ہے اور یوں وہ ایک عام مسلمان پر نفسیاتی فتح بزعم خود حاصل کر لیتا ہے۔ اس کے برعکس کسی بھی قادیانی سے گفتگو، بحث یا مناظرہ کے شروع میں اگر یہ کہہ دیا جائے کہ ''آج مرزا قادیانی کی شخصیت و کردار'' پر بات ہوگی تو یقین جانیے، قادیانیوں کے اوسان خطا اور ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں بلکہ بعض تو اس قدر طیش میں آ جاتے ہیں کہ گویا گالی سے ان کی تواضع کی گئی ہے۔ قادیانی کبھی اس موضوع پر بات کرنے کے لیے رضامند نہیں ہوتے بلکہ صاف انکار کر دیتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ ''کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔'' قادیانیوں کو تنہائی میں بیٹھ کر اس اہم نکتہ پر ضرور غور کرنا چاہیے۔

خود قادیانی قیادت کے نزدیک کسی مدعی نبوت و رسالت کے دعویٰ کو جانچنے کا پہلا معیار یہ ہے کہ اس کا کردار دیکھیں کہ آیا وہ صادق ہے یا کاذب۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے:

(1) ''خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اوّل فرماتے تھے کہ جب فتح اسلام، توضیح

مرام شائع ہوئیں تو ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھیں اور ایک مخالف شخص کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: دیکھو اب میں مولوی صاحب کو یعنی مجھے مرزا غلام احمد سے علیحدہ کیے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب! کیا نبی کریم e کے بعد بھی کوئی نبی ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو پھر؟ میں نے کہا تو پھر ہم یہ دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور راستباز ہے یا نہیں۔ اگر صادق ہے تو بہر حال اس کی بات کو قبول کریں گے۔"

(سیرت المہدی ج اوّل ص 98 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 397 پر)

اس طرح قادیانی جماعت کا دوسرا خلیفہ مرزا محمود اس کی تصدیق کرتے ہوئے لکھتا ہے:

(2) "جب یہ ثابت ہو جائے کہ ایک شخص فی الواقع مامور من اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہے تو پھر اجمالاً اس کے تمام دعاوی پر ایمان لانا واجب ہو جاتا ہے...... غرض اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ مدعی ماموریت فی الواقع سچا ہے یا نہیں؟ اگر اس کی صداقت ثابت ہو جائے تو اس کے تمام دعاوی کی صداقت بھی ساتھ ہی ثابت ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس کی سچائی ہی ثابت نہ ہو تو اس کے متعلق تفصیلات میں پڑنا وقت کو ضائع کرنا ہوتا ہے۔"

(دعوۃ الامیر ص 49، 50 مندرجہ انوار العلوم ج 7 ص 376، 377 از مرزا بشیر الدین محمود) (عکس صفحہ 398 پر)

قادیانی عقائد کے مطابق اگر مرزا قادیانی نبی اور رسول ہے تو قادیانیوں کو مرزا قادیانی کے کردار پر بات کرتے ہوئے ہرگز نہیں کترانا چاہیے۔ کیونکہ نبی اور رسول تو سب سے پہلے لوگوں کے سامنے اپنا کردار پیش کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں، میں آپ کے سامنے پیارے نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔

ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کے لوگوں کو بلانا شروع کیا جب سب جمع ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم مجھے بتاؤ کہ تم مجھے سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا جانتے ہو؟

سب نے ایک آواز سے کہا: ہم نے کوئی بات غلط یا بیہودہ آپؐ کے منہ سے نہیں سنی، ہم یقین کرتے ہیں کہ آپؐ صادق وامین ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ دیکھو! میں پہاڑی کی چوٹی پر کھڑا ہوں اور تم اس کے نیچے ہو۔ میں پہاڑ کے ادھر بھی دیکھ رہا ہوں اور ادھر بھی نظر کر رہا ہوں، اچھا اگر میں یہ کہوں کہ رہزنوں کا ایک مسلح گروہ دور سے نظر آ رہا ہے جو مکہ پر حملہ آور ہوگا۔ کیا تم اس بات کا یقین کر لو گے؟

لوگوں نے کہا: ''بے شک! کیونکہ ہمارے پاس آپ جیسے راست باز آدمی کے جھٹلانے کی کوئی وجہ نہیں، خصوصاً جبکہ وہ ایسے بلند مقام پر کھڑا ہے کہ دونوں طرف دیکھ رہا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ سب کچھ سمجھانے کے لیے ایک مثال تھی۔ اب یہ یقین کر لو کہ موت تمہارے سر پر آ رہی ہے اور تمہیں اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے اور میں عالم آخرت کو بھی ایسا ہی دیکھ رہا ہوں جیسے دنیا پر تمہاری نظر ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے شرک کے خرافات و بطلان کا پردہ چاک کرنا اور بتوں کی حقیقت اور حیثیت کو واشگاف کرنا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ مثالیں دے دے کر سمجھاتے کہ یہ کس قدر عاجز و ناکارہ ہیں اور دلائل سے واضح فرماتے کہ جو شخص انہیں پوجتا ہے' وہ کس قدر کھلی ہوئی گمراہی میں ہے۔ قریش یہ سب کچھ سمجھ رہے تھے، لیکن مشکل یہ آن پڑی تھی کہ ان کے سامنے ایک ایسا شخص تھا جو صادق و امین تھا۔ انسانی اقدار اور مکارم اخلاق کا اعلیٰ نمونہ تھا اور ایک طویل عرصے سے انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کی تاریخ میں اس کے کردار کی نظیر نہ دیکھی تھی اور نہ سنی تھی۔ آخر اس کے بالمقابل کریں تو کیا کریں؟ قریش حیران تھے اور انہیں واقعی حیران ہونا چاہیے تھا۔

قارئین محترم! اس باب میں زیادہ تر حوالہ جات ''تذکرہ'' اور ''سیرت المہدی'' نامی قادیانی کتب سے لیے گئے ہیں۔

''تذکرہ'' مرزا غلام احمد قادیانی پر اترنے والی خود ساختہ وحیوں اور الہامات کا مجموعہ ہے۔ قادیانیوں کے نزدیک اس کی حیثیت نعوذ باللہ قرآن مجید جیسی ہے، کیونکہ قادیانیوں کا دعویٰ ہے کہ یہ تمام وحیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں (نعوذ باللہ)! قرآن مجید

کے بہت سے نام ہیں جن میں ایک نام ''تذکرہ'' بھی ہے۔ قادیانیوں نے دجل وتلبیس سے کام لیتے ہوئے اس کا نام ''تذکرہ'' رکھا۔

''سیرت المہدی'' مرزا بشیر احمد ایم اے کی بدنام زمانہ تصنیف ہے۔ مرزا بشیر احمد، مرزا قادیانی کا منجھلا بیٹا ہے جسے مرزا نے ''قمرالانبیا'' قرار دیا تھا۔ اس کتاب میں مرزا بشیر احمد نے اپنے باپ مرزا قادیانی کے تمام حالاتِ زندگی اور ذاتی کردار تفصیلاً بیان کیا ہے۔ اس لیے اس کی تمام روایات قادیانیوں کے نزدیک مستند ہیں جن سے وہ انکار نہیں کر سکتے۔ قادیانیوں کے نزدیک (نعوذ باللہ) یہ حدیث اور سنت کی کتاب ہے، کیونکہ جو کچھ مرزا قادیانی نے کہا اور کوئی عمل کیا ہے، قادیانیوں کے نزدیک (نعوذ باللہ) حدیث وسنت کے زمرے میں آتا ہے۔ جس طرح ہماری حدیث کی کتابوں (بخاری ومسلم وغیرہ) میں ہر حدیث مبارکہ کے شروع میں درج ہوتا ہے، مثلاً: ''روایت کیا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں......''

اس کی نقل اتارتے ہوئے مرزا بشیر احمد نے اس کتاب میں درج تمام روایات کے شروع میں لکھا: مثلاً، روایت کیا ہے ام المومنین (مرزا قادیانی کی بیوی) نے کہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں............ (نعوذ باللہ)!

قادیانی روزنامہ ''الفضل'' قادیان مورخہ 14 ستمبر 1929ء کے مطابق اس کتاب میں کافی چھان بین اور غور وخوض کے بعد مرزا قادیانی کے خصائص وشمائل و سیرت کے متعلق نہایت ثقہ روایات درج کی گئی ہیں۔ 19 فروری 1924ء کے ''الفضل'' کے مطابق ''ہر روایت کتب حدیث کی طرز پر بیان کی گئی ہے۔ ہر روایت پڑھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے حدیث کی کتاب پڑھی جا رہی ہے۔ ہر احمدی کے پاس اس کتاب کا ہونا لازم ہے۔''

خدا کی زمین پر اس سے بڑی توہین اور کیا ہوگی!

آیئے مرزا قادیانی کی کہانی، خود اس کی اور اس کے اپنوں کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:۔

پیدائش

(3) ''میں توام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا اور یہ الہام کہ یاآدم اسکن انت وزوجک الجنۃ جو آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ 496 میں درج ہے۔ اس میں جو جنت کا لفظ ہے اس میں یہ ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ پیدا ہوئی، اس کا نام جنت تھا اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ رہ کر فوت ہو گئی تھی۔ غرض چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام اور الہام میں مجھے آدم صفی اللہ سے مشابہت دی تو یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس قانون قدرت کے مطابق جو مراتب وجود دوریہ میں حکیم مطلق کی طرف سے چلا آتا ہے۔ مجھے آدم کی خو اور طبیعت اور واقعات کے مناسب حال پیدا کیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ واقعات جو حضرت آدم پر گزرے۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش زوج کے طور پر تھی۔ یعنی ایک مرد اور ایک عورت ساتھ تھی۔ اور اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی۔ یعنی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں۔ میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد میں اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا۔''

(تریاق القلوب صفحہ 351 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 479 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 400 پر)

مرزا قادیانی کے الفاظ پر غور فرمائیں: ''پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد میں اس کے میں نکلا تھا۔'' کتنے بازاری اور گھٹیا الفاظ ہیں۔ جبکہ مرزا قادیانی کا دعویٰ یہ ہے کہ میں سلطان القلم بنایا گیا ہوں۔ پھر قرآن مجید کی آیت کو اپنا الہام بنا کر پیش کیا اور وہ آسمانی جنت جس میں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کو قیام کرنے کی نوید سنائی گئی تھی، مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ وہ میری بہن ہے۔ ایک اور قابل غور بات یہ ہے کہ یہاں مرزا قادیانی ''بقلم خود'' خاتم الاولاد کا معنی ''اولاد کے ختم کرنے والا'' تسلیم کر رہا ہے، لیکن جب خود نبی بننے کی سوجھی تو خاتم الانبیا کا معنی ''نبیوں کے ختم کرنے والا'' ماننے سے انکار کر دیا۔

سر اور پیر

(4) ''اور اس پیشگوئی کو شیخ محی الدین ابن العربی نے فصوص الحکم میں فص شیث میں لکھا ہے اور دراصل یہ پیشگوئی فص آدم میں رکھنے کے لائق تھی۔ مگر انھوں نے شیث کو الولد سرّلابیه کا مصداق سمجھ کر اسی کے فص میں اس کو لکھ دیا ہے۔ ہم مناسب دیکھتے ہیں کہ اس جگہ شیخ کی اصل عبارت نقل کر دیں اور وہ یہ ہے۔''وعلیٰ قدم شیث یکون آخر مولود یولد من هذا النوع الانسانی وهو حامل اسرارہ، ولیس بعده ولد فی هذا النوع فهو خاتم الاولاد. وتولد معهٗ اختٌ لهٗ فتخرج قبله و یخرج بعدها یکون رأسهٗ عند رجلیها. و یکون مولده بالصین ولغته لغت بلده. و یسری العقم فی الرجال والنساء فیکثر النکاح من غیر ولادة. ویدعوهم الی اللّٰه فلا یجاب.'' یعنی کامل انسانوں میں سے آخری کامل ایک لڑکا ہوگا جو اصل مولد اس کا چین ہوگا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ قوم مغل اور ترک میں سے ہوگا۔ اور ضروری ہے کہ عجم میں سے ہوگا نہ عرب میں سے۔ اور اس کو وہ علوم اور اسرار دیے جائیں گے جو شیث کو دیے گئے تھے اور اس کے بعد کوئی اور ولد نہ ہوگا اور وہ خاتم الاولاد ہوگا۔ یعنی اس کی وفات کے بعد کوئی کامل بچہ پیدا نہیں ہوگا اور اس فقرہ کے یہ بھی معنی ہیں کہ وہ اپنے باپ کا آخری فرزند ہوگا۔ اور اس کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوگی جو اس سے پہلے نکلے گی۔ اور وہ اس کے بعد نکلے گا۔ اس کا سر اس دختر کے پیروں سے ملا ہوا ہوگا۔ یعنی دختر معمولی طریق سے پیدا ہوگی کہ پہلے سر نکلے گا اور پھر پیر اور اس کے پیروں کے بعد بلا توقف اس پسر کا سر نکلے گا (جیسا کہ میری ولادت اور میری توام ہمشیرہ کی اسی طرح ظہور میں آئی۔'')

(تریاق القلوب صفحہ 355 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 482، 483 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 401 پر)

تاریخ پیدائش کا دلچسپ اختلاف

مرزا غلام احمد قادیانی پنجاب میں ضلع گورداسپور کے ایک قصبے ''قادیان'' میں پیدا ہوا۔ یہ قصبہ امرتسر سے شمال مشرق کی طرف ریلوے لائن پر ایک قدیم شہر بٹالہ سے گیارہ میل

کے فاصلے پر واقع ہے۔ مرزا قادیانی کی تاریخ پیدائش کا تذکرہ کئی کتابوں سے ملتا ہے، لیکن اس کی تاریخ پیدائش کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی اپنی پیدائش کے بارے لکھتا ہے:

(5) ''میری پیدائش 1839ء یا 1840ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں 1857ء میں سولہ برس کا یا سترہویں برس میں تھا اور ابھی ریش و برودت کا آغاز نہیں تھا۔''
(کتاب البریہ (حاشیہ) صفحہ 159 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 177 مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 403 پر)

(6) ''لیکن بعد میں اس کے خاندان کے افراد میں ان کے سال ولادت کے متعلق اختلاف پیدا ہوگیا، اس کے بیٹے مرزا بشیر احمد، جو اس کا سوانح نگار اور سیرت المہدی کا مصنف ہے، کے پہلے نظریے کے مطابق سال ولادت 1836 یا 1837ء ہوسکتا ہے۔''
(سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 150 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 404 پر)

(7) ''پس 13 فروری 1835ء عیسوی بمطابق 14 شوال 1250 ہجری بروز جمعہ والی تاریخ صحیح قرار پاتی ہے۔''
(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 76 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 405 پر)

(8) ''ایک تخمینہ کے مطابق سال ولادت 1831ء ہوسکتا ہے۔''
(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 74 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 406 پر)

(9) ''معراج دین نے تاریخ ولادت 17 فروری 1832ء مقرر کی ہے۔''
(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 302 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 407 پر)

(10) ''جبکہ دیگر 1833ء یا 1834ء کو سال ولادت قرار دیتے ہیں۔''
(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 194 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 408 پر)

1914ء میں جب قادیانی جماعت دو گروہوں میں تقسیم ہو گئی اور لاہوری گروپ کا وجود عمل میں آیا تو لاہوری گروپ کے مورخ بشارت احمد لاہوری نے مرزا قادیانی کی تحریر کے 42 سال بعد 1939ء میں مرزا قادیانی کی سوانح حیات ''مجدد اعظم'' میں لکھا:

(11) ''حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی سنہ ولادت کے متعلق کوئی تحریری یادداشت تو ہمارے ہاتھ میں نہیں۔ اس لیے اس امر میں اختلاف ہونا لازمی امر تھا۔ مگر تحقیقات سے سنہ ولادت 1835ء صحیح معلوم ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ آپ نے کتاب البریہ میں اپنی پیدائش کا سنہ 1839ء یا 1840ء لکھا ہے لیکن ظاہر ہے کہ آپ نے یہ کسی تحریری یادداشت کی بنا پر نہیں لکھا، محض تخمینہ یا اندازہ سے قیاس کر کے ایسا لکھ دیا۔ اسی لیے کوئی سنہ متعین نہیں کیا۔''
(مجدد اعظم جلد اوّل صفحہ 16 از ڈاکٹر بشارت احمد لاہوری قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 409 پر)

آنجہانی مرزا قادیانی کے اپنے قول کے مطابق اس کی پیدائش 1839ء یا 1840ء میں ہوئی ہے لیکن اس کے سوانح نگاروں نے اس سلسلے میں مرزا قادیانی کی تحریروں کو باہمی اختلاف و تضاد، تخمین و ظن اور قیاس پر مبنی مان کر ان کو مسترد کر دیا ہے اور اپنی نئی نئی تحقیقات کی بنا پر 1835ء، 1836ء کو ولادت کا سن متعین کیا ہے۔

لیکن اس موقع پر مرزائیوں کے لیے ایک بات ضرور غور طلب ہے کہ مرزائیوں کا مرزا قادیانی کی ہی لکھی ہوئی تاریخ ولادت میں اختلاف کرنا اور نت نئی تحقیقات پیش کرنا خود مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی دلیل بنتی ہے۔

مرزا قادیانی کی عمر میں ترمیم ایک خاص مقصد کے لیے کی گئی تھی تا کہ اس کی ایک پیش گوئی کو سچ ثابت کیا جا سکے، مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی اربعین نمبر 3 صفحہ 80 (مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 422) پر درج کی گئی ہے۔ یاد رہے کہ مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی بھی غلط ثابت ہوئی۔

نہایت تاسف کا مقام ہے کہ مرزائی حضرات نے مرزا قادیانی کی مقام افسوس اور خلاف الہام وفات سے سبق لینے کی بجائے اس کے واقعاتِ عمر میں ہی ردوبدل کرنا شروع کردیا۔ وفات کی تاریخ تو وہ بدل نہ سکتے تھے۔ ناچار انہوں نے تاریخ پیدائش میں اختلاف کرنا شروع کردیا کہ کسی نہ کسی بہانے واقعات کو پیش گوئی پر منطبق کیا جاسکے۔

ے کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

نام ونسب

(12) ''میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد، میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضٰی اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمد تھا، اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے۔''

(کتاب البریہ (حاشیہ) صفحہ 144 روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 162 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 410 پر)

میں کون ہوں؟

(13) ''ہمارے خاندان کی قومیت ظاہر ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ قوم کے برلاس مغل ہیں۔''

(تریاق القلوب صفحہ 145 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 273 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 411 پر)

(14) ''ہمارا خاندان جو اپنی شہرت کے لحاظ سے مغلیہ خاندان کہلاتا ہے، اس پیشگوئی کا مصداق ہے کیونکہ اگرچہ سچ وہی ہے کہ جو خدا نے فرمایا کہ یہ خاندان فارسی الاصل ہے مگر یہ تو یقینی اور مشہور ومحسوس ہے کہ اکثر مائیں اور دادیاں ہماری مغلیہ خاندان سے ہیں اور وہ صینی الاصل ہیں یعنی چین کے رہنے والی۔''

(حقیقۃ الوحی صفحہ 209 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 209 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 412 پر)

(15) ''میں باپ کے لحاظ سے قوم کا مغل ہوں مگر بعض دادیاں میری سادات میں سے تھیں۔''
(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 192 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 363 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 413 پر)

(16) ''اس عاجز کا خاندان دراصل فارسی ہے نہ مغلیہ۔ نہ معلوم کس غلطی سے مغلیہ خاندان کے ساتھ مشہور ہوگیا۔''
(حقیقۃ الوحی صفحہ 78 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 81 از مرزا قادیانی)(عکس صفحہ نمبر 414 پر)

(17) ''میں اپنے خاندان کی نسبت کئی دفعہ لکھ چکا ہوں کہ وہ ایک شاہی خاندان ہے اور بنی فارس اور بنی فاطمہؓ کے خون سے ایک معجون مرکب ہے۔''
(تریاق القلوب صفحہ 158 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 286، 287 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 415, 416 پر)

ذات بدلنے والا کون؟

(18) ''عتل بعد ذلک زنیم.'' (القلم:13)
قرآن مجید میں زنیم کا لفظ ہے جس کے معنی ہوتے ہیں کہ وہ شخص جو کسی قوم کا فرد تو نہیں مگر اپنے آپ کو اس کی طرف منسوب کرتا ہے۔''
(تفسیر صغیر صفحہ 763 از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)(عکس صفحہ نمبر 417 پر)

(19) مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں عتل بعد ذلک زنیم، (القلم:13) کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ زنیم کے معنی ہیں ولد الزنا (یعنی زنا کی پیداوار، ولد الحرام)
(ازالہ اوہام صفحہ 29، 30 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 116، 117 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 418، 419 پر)

والد اور بھائی کے نقش قدم پر

(20) ''اور اگر ہم اس کی تمام خدمات لکھنا چاہیں تو اس جگہ سما نہ سکیں اور ہم لکھنے سے عاجز رہ جائیں۔ پس خلاصۂ کلام یہ ہے کہ میرا باپ سرکار انگریزی کے مراحم کا ہمیشہ امیدوار رہا اور عندالضرورت خدمتیں بجا لاتا رہا۔ یہاں تک کہ سرکار انگریزی نے اپنی خوشنودی کی چٹھیات سے اس کو معزز کیا اور ہر ایک وقت اپنے عطاؤں کے ساتھ اس کو خاص فرمایا اور اس کی غمخواری فرمائی اور اس کی رعایت رکھی اور اس کو اپنے خیرخواہوں اور مخلصوں میں سے سمجھا۔ پھر جب میرا باپ وفات پا گیا تب ان خصلتوں میں اس کا قائم مقام میرا بھائی ہوا جس کا نام مرزا غلام قادر تھا اور سرکار انگریزی کی عنایات ایسی ہی اس کے شامل حال ہو گئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں اور میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہو گیا، پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں ان کے نقش قدم پر چلا اور ان کی سیرتوں کی پیروی کی۔''

(نورالحق صفحہ 38 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 38 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 420 پر)

والد کی وفات پر اللہ تعالیٰ کی تعزیت

(21) ''میں اس بات کو فراموش نہیں کروں گا کہ میرے والد صاحب کی وفات کے وقت خدا تعالیٰ نے میری عزا پرسی کی اور میرے والد کی وفات کی قسم کھائی جیسا کہ آسمان کی قسم کھائی۔ جن لوگوں میں شیطانی روح جوش زن ہے وہ تعجب کریں گے کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا کسی کو اس قدر عظمت دے کہ اس کے والد کی وفات کو ایک عظیم الشان صدمہ قرار دے کر اس کی قسم کھاوے۔ مگر میں پھر دوبارہ خدائے عزوجل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ واقعہ حق ہے اور وہ خدا ہی تھا جس نے عزا پرسی کے طور پر مجھے خبر دی اور کہا کہ والسماء والطارق اور اسی کے موافق ظہور میں آیا۔''

(حقیقۃ الوحی صفحہ 219 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 219 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 421 پر)

حیرت زدہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے ان کے والد محترم

حضرت یعقوب علیہ السلام کی رحلت پر عزا پرسی نہ کی اور اگر کی ہوتی تو ضرور احادیث نبویہ میں اس کا ذکر ہوتا۔ اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس ان کے والد مکرم حضرت اسحاق علیہ السلام کے حادثہ انتقال پر تعزیت نہ فرمائی اور حضرت اسحاق علیہ السلام سے ان کے پدر بزرگوار حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر کوئی عزا پرسی نہ کی۔ اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ان کے والد مکرم حضرت داؤد علیہ السلام کے سانحۂ ارتحال پر تعزیت نہ کی حالانکہ یہ تمام باپ بیٹے انبیا و مرسلین تھے لیکن عزاداری کی تو انگریزوں کے ٹاؤٹ غلام مرتضیٰ کے انتقال پر کی، جو نبی تھا نہ صدیق، مہاجر تھا نہ شہید، زاہد تھا نہ عارف، عالم تھا نہ حافظ، غرض کچھ بھی نہ تھا۔ البتہ مرزا غلام مرتضیٰ میں دو ''خصوصیات'' ایسی پائی جاتی تھیں جو کسی نبی میں گزری ہیں اور نہ کسی صدیق، شہید، عارف اور ولی میں۔ ان میں سے پہلی خصوصیت یہ تھی کہ وہ جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی کا والد تھا۔ دوسری یہ کہ وہ بے نمازی تھا۔ موخر الذکر خصوصیت کے متعلق مرزا بشیر احمد، ایم۔ اے ''سیرۃ المہدی'' میں لکھتا ہے:

مرزا قادیانی کا والد بے نمازی

(22) ''بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کہ ایک دفعہ قادیان میں ایک بغدادی مولوی آیا۔ دادا صاحب نے اس کی بڑی خاطر و مدارات کی۔ اس مولوی نے دادا صاحب سے کہا مرزا قادیانی آپ نماز نہیں پڑھتے؟ دادا صاحب نے اپنی کمزوری کا اعتراف کیا اور کہا کہ ہاں بیشک میری غلطی ہے۔ مولوی صاحب نے پھر بار بار اصرار کے ساتھ کہا اور ہر دفعہ دادا صاحب یہی کہتے گئے کہ میرا قصور ہے۔ آخر مولوی نے کہا آپ نماز نہیں پڑھتے، اللہ آپ کو دوزخ میں ڈال دے گا۔ اس پر دادا صاحب کو جوش آ گیا اور کہا ''تمہیں کیا معلوم ہے کہ وہ مجھے کہاں ڈالے گا۔ میں اللہ تعالیٰ پر ایسا بدظن نہیں ہوں، میری امید وسیع ہے۔ خدا فرماتا ہے لا تقنطوا من رحمة اللہ تم مایوس ہو گئے، میں مایوس نہیں ہوں۔ اتنی بے اعتقادی میں تو نہیں کرتا۔'' پھر کہا ''اس وقت میری عمر 75 سال کی ہے۔ آج تک خدا نے میری پیٹھ نہیں لگنے دی ہے تو کیا اب وہ مجھے دوزخ میں ڈال دے گا۔'' خاکسار عرض کرتا ہے۔ پیٹھ لگنا پنجابی کا محاورہ ہے جس کے معنی دشمن کے مقابلہ میں

ذلیل و رسوا ہونے کے ہیں ورنہ ویسے مصائب تو دادا صاحب پر بہت آئے ہیں۔"
(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 231 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 422 پر)

مقدمات میں وقت ضائع

(23) "میرے والد صاحب اپنے بعض آبا و اجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لیے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے، انھوں نے ان ہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقت عزیز میرا ان بیہودہ جھگڑوں میں ضائع گیا اور اس کے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا۔ میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا۔ اس لیے اکثر والد صاحب کی ناراضگی کا نشانہ رہتا رہا۔"
(کتاب البریہ حاشیہ صفحہ 164 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 182 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 423 پر)

مرزا قادیانی کی تلاش

(24) "کوئی حضرت مرزا صاحب سے ملنے آتا اور آپ کے متعلق دریافت کرتا تو فرماتے کہ مسجد کے سقاوہ کی کسی ٹونٹی میں جا کر دیکھو۔ اگر وہاں نہ پاؤ تو مسجد کے اندر کسی گوشہ میں تلاش کرو۔ اگر وہاں بھی نہ ہو تو دیکھنا کہ کسی صف میں کوئی لپیٹ کر کھڑا کر گیا ہوگا، کیونکہ وہ زندگی میں ہی مرا ہوا ہے۔"
(مجدد اعظم جلد اوّل صفحہ 27 از ڈاکٹر بشارت احمد لاہوری قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 424 پر)

بازو ٹوٹ گیا

(25) "بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کہ ایک دفعہ والد صاحب اپنے چوبارے کی کھڑکی سے گر گئے اور دائیں بازو پر چوٹ آئی

چنانچہ آخر عمر تک وہ ہاتھ کمزور رہا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ آپ کھڑکی سے اترنے لگے تھے، سامنے سٹول رکھا تھا، وہ الٹ گیا اور آپ گر گئے اور دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور یہ ہاتھ آخر عمر تک کمزور رہا۔ اس ہاتھ سے آپ لقمہ تو منہ تک لے جاسکتے تھے مگر پانی کا برتن وغیرہ منہ تک نہیں اٹھا سکتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ نماز میں بھی آپ کو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے سہارے سے سنبھالنا پڑتا تھا۔"

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 216،217 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 425 پر)

اور انگلی کٹ گئی

(26) "خاکسار کے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گھر میں ایک مرغی کے چوزہ کے ذبح کرنے کی ضرورت پیش آئی اور اس وقت گھر میں کوئی اور اس کام کو کرنے والا نہ تھا۔ اس لیے حضرت صاحب اس چوزہ کو ہاتھ میں لے کر خود ذبح کرنے لگے مگر بجائے چوزہ کی گردن پر چھری پھیرنے کے غلطی سے اپنی انگلی کاٹ ڈالی جس سے بہت خون گیا اور آپ توبہ توبہ کرتے ہوئے چوزہ کو چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر وہ چوزہ کسی اور نے ذبح کیا۔"

(سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 4 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 427 پر)

کسی کی جان گئی، کسی کی ادا ٹھہری

(27) "صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مرحوم کے دل بہلانے کے واسطے ایک دفعہ چھوٹی چھوٹی چڑیاں کہیں سے لائی گئیں۔ صاحبزادہ صاحب ان چڑیوں کو اپنے ہاتھ میں پکڑے رکھنا پسند کرتے تھے اور بعض دفعہ بچپن کی ناواقفی سے ایسی طرح پکڑتے اور دبائے رکھتے کہ چڑیا کی جان پر بن جاتی۔ اس پر گھر کی کسی خادمہ نے صاحبزادہ صاحب کو چڑیا ہاتھ میں پکڑنے سے روکا۔ مگر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اس خادمہ کو منع کیا۔ فرمایا کہ یہ چڑیاں اس کے دل بہلانے کے واسطے ہیں۔ جس طرح چاہے پکڑے، تم نہ روکو۔"

(ذکر حبیب صفحہ 171 از مفتی محمد صادق قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 428 پر)

چھری چل گئی

(28) ''حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ ایک چوزہ ذبح کرتے ہوئے زخمی ہو گئے۔ پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے بذریعہ تحریر خاکسار سے بیان کیا کہ حضرت اقدس مسیح موعود عصر کی نماز کے وقت مسجد مبارک میں تشریف لائے، بائیں ہاتھ کی انگلی پر پٹی پانی میں بھیگی ہوئی باندھی ہوئی تھی۔ اس وقت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے حضرت اقدس سے پوچھا کہ حضور نے یہ پٹی کیسے باندھی ہے؟ تب حضرت اقدس نے ہنس کر فرمایا کہ ایک چوزہ ذبح کرنا تھا۔ ہماری انگلی پر چھری پھر گئی۔ مولوی صاحب مرحوم بھی ہنسے اور عرض کیا کہ آپ نے ایسا کام کیوں کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس وقت اور کوئی نہ تھا۔''

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 6 از بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 429 پر)

لطیفہ

(29) ''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب سناتے تھے کہ جب میں بچہ ہوتا تھا تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ گھر سے میٹھا لاؤ۔ میں گھر آیا اور بغیر کسی سے پوچھنے کے ایک برتن میں سے سفید بُورا اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی، بس پھر کیا تھا میرا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سفید بورا سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا، وہ بُورا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھے یاد آیا کہ ایک دفعہ گھر میں میٹھی روٹیاں پکیں کیونکہ حضرت صاحب کو میٹھی روٹی پسند تھی، جب حضرت صاحب کھانے لگے تو آپ نے اس کا ذائقہ بدلا ہوا پایا مگر آپ نے اس کا خیال نہ کیا، کچھ اور کھانے پر حضرت صاحب نے کڑواہٹ محسوس کی اور والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ روٹی کڑوی معلوم ہوتی ہے؟ والدہ صاحبہ نے پکانے والی سے پوچھا، اس نے کہا میں نے تو میٹھا ڈالا تھا۔ والدہ صاحبہ نے پوچھا کہ کہاں سے لے کر ڈالا تھا؟ وہ برتن لاؤ۔ وہ عورت ایک ٹین کا ڈبہ اٹھا لائی دیکھا تو معلوم ہوا کہ کونین کا ڈبہ تھا اور اس عورت نے جہالت سے بجائے میٹھے کے روٹیوں میں کونین ڈال دی تھی، اس دن گھر میں یہ بھی ایک لطیفہ ہوگیا۔''

(سیرت المہدی، جلد اول صفحہ 244، 245 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 430 پر)

راکھ سے روٹی

(30) ''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت صاحب نے اپنی والدہ سے روٹی کے ساتھ کچھ کھانے کو مانگا، انہوں نے کوئی چیز شاید گڑ بتایا کہ یہ لے لو۔ حضرت نے کہا نہیں یہ میں نہیں لیتا۔ انہوں نے کوئی اور چیز بتائی، حضرت صاحب نے اس پر بھی وہی جواب دیا۔ وہ اس وقت کسی بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھیں، سختی سے کہنے لگیں کہ جاؤ پھر راکھ سے روٹی کھالو۔ حضرت صاحب روٹی پر راکھ ڈال کر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطیفہ ہوگیا۔ یہ حضرت صاحب کا بالکل بچپن کا واقعہ ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ نے یہ واقعہ سنا کر کہا کہ جس وقت اس عورت نے مجھے یہ بات سنائی تھی، اس وقت حضرت صاحب بھی پاس تھے مگر آپ خاموش رہے۔''

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 245 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 432 پر)

مٹی اور گڑ کے ڈھیلے

(31) ''آپ (مرزا قادیانی) کو شیرینی سے بہت پیار تھا اور مرض بول بھی عرصہ سے آپ کو لگی ہوئی تھی۔ اس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔''

(مسیح موعود کے مختصر حالات ملحقہ براہین احمدیہ طبع چہارم صفحہ 67، مرتبہ معراج الدین عمر قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 433 پر)

نمک اور چینی میں فرق نہ کرنے والا مرزا قادیانی مٹی اور گڑ کے ڈھیلے سے جو سلوک کرتا ہوگا، وہ تو ظاہر ہی ہے مگر اس سے بھی زیادہ مزیدار بات یہ ہے کہ اس جیب کی صورت اور حالت کیا ہوگی جس میں وٹوانی کے لئے مٹی کے کئی ڈھیلے اور کھانے کے لئے گڑ کے کئی ڈھیلے اکٹھے رکھتا تھا۔ کیا مرزا قادیانی کی نفاست طبعی جانچنے کے لئے یہ ایک عمل ہی کافی نہیں ہے؟

بالفرض اگر ڈھیلے نہ بھی بدلتا ہو مگر مٹی کو گڑ اور گڑ کو مٹی تھوڑا بہت تو لگ ہی جاتا ہوگا۔ اس طرح مرزا قادیانی گڑ کھاتے وقت مٹی کے ذائقے اور وٹوانی کرتے وقت گڑ کے مزے سے یقیناً لطف اندوز ہوتا ہوگا۔

سُندھی

(32) ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ تمہاری دادی ایمہ ضلع ہوشیار پور کی رہنے والی تھیں۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہم اپنی والدہ کے ساتھ بچپن میں کئی دفعہ ایمہ گئے ہیں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ وہاں حضرت صاحب بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے اور چاقو نہیں ملتا تھا تو سرکنڈے سے ذبح کرلیا کرتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایمہ سے چند بوڑھی عورتیں آئیں تو انہوں نے باتوں باتوں میں کہا کہ سندھی ہمارے گاؤں میں چڑیاں پکڑا کرتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نہ سمجھ سکی کہ سندھی سے کون مراد ہے۔ آخر معلوم ہوا کہ ان کی مراد حضرت صاحب سے ہے۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ دستور ہے کہ کسی منت ماننے کے نتیجے میں بعض لوگ خصوصاً عورتیں اپنے کسی بچے کا عرف سندھی رکھ دیتے ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے آپ کی والدہ اور بعض عورتیں آپ کو بھی بچپن میں کبھی اس لفظ سے پکار لیتی تھیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ سندھی غالباً دسوندھی یا دسبندھی سے بگڑا ہوا ہے۔ جو ایسے بچے کو کہتے ہیں جس پر کسی منت کے نتیجہ میں دس دفعہ کوئی چیز باندھی جاوے اور بعض دفعہ منت کوئی نہیں ہوتی بلکہ یونہی پیار سے عورتیں اپنے کسی بچے پر یہ رسم ادا کر کے اسے سندھی پکارنے لگ جاتی ہیں۔''

(سیرت المہدی، جلد اول صفحہ 45 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 434 پر)

مرزا قادیانی کا مشہور شعر ہے:

میں کبھی آدم، کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں، نسلیں ہیں میری بے شمار

(درثمین صفحہ 123 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کو چاہیے تھا، اس شعر میں اپنا سب سے بہتر نام ''سُندھی'' بھی کسی طرح ایڈجسٹ کرتا۔

اِدھر اُدھر

(33) ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے، باہر لے گیا اور اِدھر اُدھر پھراتا رہا۔ پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے (نہ کرتے بے شرمی کا کام) اور چونکہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں، اس لیے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔" ....

..........."والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہمیں چھوڑ کر پھر مرزا امام الدین اِدھر اُدھر پھرتا رہا۔ آخر اس نے چائے کے ایک قافلہ پر ڈاکہ مارا اور پکڑا گیا مگر مقدمہ میں رہا ہو گیا۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ معلوم ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے ہماری (''خدمت خاص'' کی) وجہ سے ہی اسے قید سے بچا لیا ورنہ خواہ وہ خود کیسا ہی آدمی تھا، ہمارے مخالف یہی کہتے کہ ان کا ایک چچازاد بھائی جیل خانہ میں رہ چکا ہے۔"

(سیرت المہدی، جلد اول صفحہ 43، 44 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 435 پر)

عجیب بات ہے ''خدمت خاص'' کی وجہ سے اللہ نے ایک ڈاکو کو سزا سے تو بچا لیا مگر اسے ڈاکے کی واردات سے نہیں بچایا۔

یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ مرزا قادیانی کا چچازاد بھائی، امام الدین نہ صرف بے دین اور دہریہ طبع بلکہ بھنگی چرسی تھا۔ مرزا قادیانی ادھر ادھر اس کے ساتھ پھرتا رہا تو اس سفر کی روشنی میں مرزا قادیانی کا کردار بھی واضح ہو جاتا ہے۔

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

اس سلسلہ میں مولانا منظور احمد چنیوٹی لکھتے ہیں:

"واضح ہو کہ مرزا قادیانی کی عمر اس وقت 24، 25 برس کی تھی کیونکہ اس کا سن پیدائش بقول اس کے 1839ء یا 1840ء ہے۔ (دیکھیے حاشیہ کتاب البریہ صفحہ 159 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 177) اور تاریخ ملازمت حسب تحریر سیرت المہدی صفحہ 154 جلد اوّل، 1864ء ہے اور یہ واقعہ ملازمت سے کچھ پہلے کا ہے۔ نیز واضح ہو کہ یہ پنشن کی رقم

معمولی رقم نہ تھی بلکہ 700 سو روپیہ تھی جو آج کل کے سات لاکھ کے برابر ہے۔ (دیکھیے سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 131)

اب مرزا قادیانی کی عمر کو ملحوظ رکھیے اور اتنی خطیر رقم کو بھی ذہن میں رکھیے اور ادھر ادھر کے الفاظ پر غور کیجیے کہ آخر اتنی بڑی رقم سیر و تفریح میں کہاں خرچ ہوئی؟ کیا مرزا قادیانی اس وقت بچہ تھا کہ کوئی دھوکہ دے سکتا ہے یا پھسلا سکتا ہے؟ اور پھر اِدھر اُدھر پھرانے کا کیا مطلب ہے؟ یہ بات تو قطعی ہے کہ کسی دینی کام یا مسجد و مدرسہ میں نہیں گئے ہوں گے اور نہ یہ رقم کسی اچھی جگہ خرچ کی ہوگی۔ ''اِدھر اُدھر'' سے اگر بازارِ حسن مراد نہیں تو اور کون سی جگہ ہوگی جو مرزا قادیانی کو پسند آئی ہوگی۔ اگر یہ کوئی شرمناک وارداتیں نہ تھیں تو مرزا قادیانی کو شرم کیوں آئی جو وہ سیالکوٹ بھاگ گیا؟

اب مرزائیوں سے ہمارا سوال یہ ہے کہ وہ اتنی خطیر رقم کا حساب دیں کہ کہاں کہاں خرچ ہوئی، بصورتِ دیگر مرزا قادیانی کی شرافت باقی نہیں رہتی اور یہ دعویٰ کہ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت سے قبل کی زندگی بالکل بے داغ تھی، بالکل باطل ہو جاتا ہے۔''

(رد قادیانیت کے زریں اصول از مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ صفحہ 267، 268)

مولانا رفیق دلاوریؒ کا کہنا ہے:

''بقول نصرت جہاں بیگم، امام الدین، مسیح موعود صاحب کو ان کی جوانی کے زمانہ میں پھسلا کر لے گیا اور ان کو دھوکا دیا۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا ''مسیح موعود'' کوئی نا کتخدا لڑکی تھی جسے کوئی بدمعاش اغوا کر کے لے گیا یا کوئی ننھا بچہ تھا جو مٹھائی کا نام سن کر پیچھے چل پڑا؟ جب ''مسیح موعود'' صاحب عاقل، بالغ، ذی ہوش اور صاحب علم و خرد تھے تو مرزا امام الدین کا پھسلانا اور دھوکا دینا کیا معنی رکھتا ہے؟ ممکن ہے کہ مرزا امام الدین نے ہی یہ رائے دی ہو کہ چلو ذرا لاہور اور امرتسر کی دلفریبیاں دیکھیں، وہاں کے تعیشات سے جی بہلائیں، چمن جوانی کی بہار کے مزے لوٹیں کہ ع

بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

لیکن ظاہر ہے کہ جب تک خود مسیح صاحب ہوا و ہوس کے غلام نہ ہوتے، فانی دلچسپیوں اور نفسانی خواہشوں سے انس نہ ہوتا، مرزا امام الدین لاکھ سر پٹکتا، وہ اس کے دام اغوا میں نہیں پھنس سکتے تھے۔ پس کوئی ذی عقل انسان ایسی طفل تسلیوں کو ایک منٹ کے لیے

بھی باور کرنے پر تیار نہ ہوگا کہ مرزا امام الدین کے پھسلاتے وقت ''مسیح موعود'' صاحب کے ہوش و حواس برقرار نہیں تھے۔ ظاہر ہے کہ کھانے پینے میں سات سو روپیہ کی کثیر رقم خصوصاً 1864ء جیسے ارزاں ترین زمانہ میں جبکہ گیہوں کا نرخ قریباً آٹھ آنہ من، گوشت ایک آنہ سیر، گھی چار آنہ فی سیر بتایا جاتا ہے، صرف کھانے پینے پر یا اس قسم کی عام مباح تفریحات پر کبھی اٹھ نہیں سکتی تھی اور اگر بالفرض پندرہ بیس روپے جائز تفریحات پر اٹھ ہی گئے تھے تو یہ کوئی ایسا قابل سرزنش فعل نہیں تھا کہ جس کی وجہ سے مسیح صاحب گھر جانے سے ہچکچاتے اور بھاگ کر سیالکوٹ جیسے دور افتادہ مقام پر جادم لیتے، لیکن دس بیس روپے کا کیا ذکر ہے، اتنی کثیر رقم میں سے ایک حبہ بھی گھر نہیں پہنچا۔ ظاہر ہے کہ اس ضیاع مایہ پر مرزا غلام مرتضٰی اور چراغ بی بی، جن کے سال بھر کے مصارف اور خانگی ضروریات کا مدار اسی رقم پر تھا، کس درجہ مضطرب اور بدحواس ہوئے ہوں گے۔ اس وقت مرزا امام الدین سن کہولت کو پہنچا ہوا تھا اور مرزا قادیانی کا اوج شباب تھا اور جوش جوانی میں اکثر لوگ بے اعتدالیاں کر گزرتے ہیں۔ پس اگر ''مسیح موعود'' صاحب سے کچھ بے اعتدالیاں ہوگئیں تو میرے نزدیک وہ نظر انداز کر دینے کے قابل ہیں، کیونکہ جوانی دیوانی مشہور ہے اور خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو عالم شباب سے نکل کر سن کہولت میں قدم رکھ دیتے ہیں۔

''اچھا ہوا شباب کا عالم گزر گیا
اک جن چڑھا ہوا تھا کہ سر سے اتر گیا

اس لیے کم از کم مجھے عالم شباب کی بے اعتدالیوں پر قطعاً کوئی اعتراض نہیں ہے اور اگر اعتراض ہے تو محض اس چیز پر کہ جب ''مسیح موعود'' صاحب نہ صرف عاقل، بالغ بلکہ بقول مرزائیہ مادر زاد نبی تھے تو وہ مرزا امام الدین کے چکمہ میں کس طرح آ گئے اور مرزا امام الدین کو تنہا کیوں مجرم گردانا جاتا ہے؟

غور فرمائیں! جو شخص والدین کے اعتماد کو دھوکا دیتے ہوئے، اتنے سستے زمانے میں اتنی زیادہ رقم ایک بھنگی چرسی آدمی کی مصاحبت میں ادھر ادھر اڑا دے۔ ایسا شخص نبوت جیسے عظیم الشان منصب کا اہل ہونا تو کجا، کسی سیٹھ کا منشی یا منیم بننے کا اہل بھی نہیں ہو سکتا۔''

مختاری کے امتحان میں فیل

(34) ''چونکہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے، اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کردی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے۔''

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 156 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 437 پر)

غرارہ

(35) ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود اوائل میں غرارے استعمال فرمایا کرتے تھے۔ پھر میں نے کہہ کر وہ ترک کروادیئے۔ اس کے بعد آپ معمولی پاجامے استعمال کرنے لگ گئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ غرارہ بہت کھلے پائنچے کے پائجامے کو کہتے ہیں۔ (پہلے اس کا ہندوستان میں بہت رواج تھا، اب بہت کم ہوگیا ہے)۔''

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 66 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 438 پر)

کیا قادیانی حضرات اپنے ''نبی جی'' کی متروک سنت کو زندہ کرنے کی مشکور مساعی نہیں کریں گے؟

قادیانی جماعت کا نام

(36) ''اور وہ نام جو اس سلسلہ کے لیے موزوں ہے جس کو ہم اپنے لیے اور اپنی جماعت کے لیے پسند کرتے ہیں وہ نام مسلمان فرقہ احمدیہ ہے اور جائز ہے کہ اس کو احمدی مذہب کے مسلمان کے نام سے بھی پکاریں۔ یہی نام ہے جس کے لیے ہم ادب سے اپنی معزز گورنمنٹ میں درخواست کرتے ہیں کہ اسی نام سے اپنے کاغذات اور مخاطبات میں اس فرقہ کو موسوم کرے یعنی مسلمان فرقہ احمدیہ۔''

(تریاق القلوب صفحہ 398 از روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 526 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 439 پر)

ہر نبی کا کلمہ

(37) ''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کا ایک کلمہ ہوتا ہے۔ مرزا کا کلمہ یہ ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔''

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 305 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 440 پر)

تیمّم

(38) ''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کو اگر تیمم کرنا ہوتا تو بسا اوقات تکیہ یا لحاف پر ہی ہاتھ مار کر تیمم کرلیا کرتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ تکیہ یا لحاف میں سے جو گرد نکلتی ہے، وہ تیمم کی غرض سے کافی ہوتی ہے۔ لیکن اگر کوئی تکیہ یا لحاف بالکل نیا ہو اور اس میں کوئی گرد نہ ہو تو پھر اس سے تیمم جائز نہ ہوگا۔''

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 259 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 441 پر)

اس کا ''فقہی حل'' بڑا آسان ہے، پہلے تھوڑی سی گرد تکیے یا لحاف پر چھڑک لی جائے، پھر اس خاک کو اڑایا جائے اور تیمم کرلیا جائے۔

تیز گرم پانی سے طہارت

(39) ''میرے گھر سے یعنی والدۂ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) عموماً گرم پانی سے طہارت فرمایا کرتے تھے اور ٹھنڈے پانی کو استعمال نہ کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے کسی خادمہ سے فرمایا کہ آپ کے لیے پاخانہ میں لوٹا رکھ دے۔ اس نے غلطی سے تیز گرم پانی کا لوٹا رکھ دیا۔ جب حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) فارغ ہوکر باہر تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ لوٹا کس نے رکھا تھا؟ جب بتایا گیا کہ فلاں خادمہ نے رکھا تھا تو آپ نے اسے بلوایا اور اسے اپنا ہاتھ آگے کرنے کو کہا اور پھر اس کے ہاتھ پر آپ نے اس لوٹے کا بچا ہوا پانی بہا دیا تا کہ اسے احساس ہو کہ یہ پانی اتنا گرم ہے کہ

طہارت میں استعمال نہیں ہوسکتا۔اس کے سوا آپ نے اسے کچھ نہیں کہا۔''

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 243،244 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 442 پر)

یہ بھی قادیانی نبی کی کوئی اعلیٰ اخلاقی حالت ہوگی جو اس واقعہ کو اس کی سیرت پر لکھی گئی کتاب میں بیان کیا گیا ہے۔ ورنہ عام حالت میں اس سے زیادہ بداخلاقی ہو ہی نہیں سکتی کہ جان بوجھ کر بطور سزا کسی خادمہ کے ہاتھ گرم پانی سے جلائے جائیں۔

عورتوں کا امام

(40) ''باہر مردوں میں نمازیں باجماعت ہونے کے علاوہ آخری سالوں میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ایک بہت بڑے عرصہ تک اندر عورتوں میں خود پیش امام ہو کر مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک لمبے عرصہ تک جمع کراتے رہے۔''

(ذکر حبیب صفحہ 65 از مفتی محمد صادق قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 444 پر)

زنانہ نماز

(41) ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو میں نے بارہا دیکھا کہ گھر میں نماز پڑھاتے تو حضرت اُم المومنین کو اپنے دائیں جانب بطور مقتدی کے کھڑا کر لیتے حالانکہ مشہور فقہی مسئلہ یہ ہے کہ خواہ عورت اکیلی ہی مقتدی ہو تب بھی اسے مرد کے ساتھ نہیں بلکہ الگ پیچھے کھڑا ہونا چاہیے۔ ہاں اکیلا مرد مقتدی ہو تو اسے امام کے ساتھ دائیں طرف کھڑا ہونا چاہیے۔ میں نے حضرت ام المومنین سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ حضرت صاحب نے مجھ سے یہ بھی فرمایا تھا کہ مجھے بعض اوقات کھڑے ہو کر چکر آجایا کرتا ہے۔ اس لیے تم میرے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھ لیا کرو۔''

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 131 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 445 پر)

مرزا قادیانی کی کیفیت اس شعر سے گہری مطابقت کی حامل دکھائی دیتی ہے

دیوارِ خستگی ہوں مجھے ہاتھ مت لگا
میں گر پڑوں گا دیکھ مجھے آسرا نہ دے

لیکن لگتا ہے کہ کبھی کبھی اپنی مقتدیہ کا آسرا لینے کے لیے وہ دورانِ نماز چکر کا اہتمام کر لیتا ہوگا۔

نماز میں فارسی نظم

(42) ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گرمیوں میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پیر سراج الحق صاحب نے پڑھائی۔ حضور (مرزا قادیانی) بھی اس نماز میں شامل تھے۔ تیسری رکعت میں رکوع کے بعد انہوں نے بجائے مشہور دعاؤں کے حضور کی ایک فارسی نظم پڑھی، جس کا یہ مصرعہ ہے:

''اے خدا اے چارۂ آزارِ ما''

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ فارسی نظم نہایت اعلیٰ درجہ کی مناجات ہے جو روحانیت سے پُر ہے۔''

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 138 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 446 پر)

نماز میں پان

(43) ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کو سخت کھانسی ہوئی ایسی کہ دم نہ آتا تھا البتہ منہ میں پان رکھ کر قدرے آرام معلوم ہوتا تھا۔ اس وقت آپ نے اس حالت میں پان منہ میں رکھے رکھے نماز پڑھی تا کہ آرام سے پڑھ سکیں۔''

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 103 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 447 پر)

بواسیر اور نماز

(44) ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی وجہ سے مولوی

عبدالکریم صاحب مرحوم نماز نہ پڑھا سکے، حضرت خلیفۃ المسیح اول بھی موجود نہ تھے تو حضرت صاحب نے حکیم فضل الدین صاحب مرحوم کو نماز پڑھانے کے لیے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور تو جانتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا مرض ہے اور ہر وقت ریح خارج ہوتی رہتی ہے۔ میں نماز کس طرح سے پڑھاؤں؟ حضور نے فرمایا حکیم صاحب آپ کی اپنی نماز باوجود اس تکلیف کے ہو جاتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا ہاں حضور۔ فرمایا کہ پھر ہماری بھی ہو جائے گی، آپ پڑھایئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بیماری کی وجہ سے اخراج ریح جو کثرت کے ساتھ جاری رہتا ہو، نواقض وضو میں نہیں سمجھا جاتا۔"

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 111 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 448 پر)

مرید کی ریح جاری، نبی صاحب کا پیشاب جاری۔ سچ ہے، جیسی روح ویسے فرشتے!

بیٹے کی خاطر نمازِ جمعہ نہیں پڑھی

(45) "صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی مرض الموت کے ایام میں ایک جمعہ کے دن حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) حسب معمول کپڑے بدل کر عصا ہاتھ میں لے کر جامعہ مسجد کو جانے کے واسطے طیار ہوئے۔ جب صاحبزادہ کی چارپائی کے پاس سے گذرتے ہوئے ذرا کھڑے ہو گئے، تو صاحبزادہ صاحب نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا دامن پکڑ لیا اور اپنی چارپائی پر بیٹھا دیا اور اٹھنے نہ دیا۔ صاحبزادہ صاحب کی خاطر حضور بیٹھے رہے، اور جب دیکھا کہ بچہ اٹھنے نہیں دیتا اور نمازِ جمعہ کے وقت میں دیر ہوتی ہے تو حضور نے کہلا بھیجا کہ جمعہ پڑھ لیں اور حضور کا انتظار نہ کریں۔"

(ذکر حبیب صفحہ 172 از مفتی محمد صادق قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 449 پر)

سب کا نماز جنازہ پڑھا دیا

(46) "قاضی سید امیر حسین صاحب کا ایک چھوٹا بچہ فوت ہونے پر جنازے کے ساتھ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) بھی تشریف لے گئے۔ اور خود ہی جنازہ پڑھایا۔ عموماً جنازے کی نمازیں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اگر موجود ہوتے تو خود ہی امامت

کرتے۔اس وقت نمازِ جنازہ میں شامل ہونے والے دس پندرہ آدمی ہی تھے۔ بعد سلام کسی نے عرض کی کہ حضور میرے لیے بھی دعا کریں۔فرمایا۔ میں نے تو سب کا ہی جنازہ (ایمان کا۔ناقل) پڑھ دیا ہے۔مراد یہ تھی کہ جتنے لوگ نماز جنازہ میں شامل ہوئے تھے،ان سب کے لیے نماز جنازہ کے اندر حضرت صاحب نے دعائیں کردی تھیں۔"

(ذکر حبیب صفحہ 161،162 از مفتی محمد صادق قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 450 پر)

روزہ توڑ دیا

(47) "ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا تھا کہ دل گھٹنے کا دورہ ہوا اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوگئے۔اس وقت غروب آفتاب کا وقت بہت قریب تھا مگر آپ نے فوراً روزہ توڑ دیا۔آپ ہمیشہ شریعت میں سہل راستہ کو اختیار فرمایا کرتے تھے۔"

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 131 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 452 پر)

روزے تڑوا دیئے

(48) "ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لاہور سے کچھ احباب رمضان میں قادیان آئے۔حضرت صاحب کو اطلاع ہوئی تو آپ مع کچھ ناشتہ کے ان سے ملنے کے لیے مسجد میں تشریف لائے۔ان دوستوں نے عرض کیا کہ ہم سب روزے سے ہیں۔آپ نے فرمایا سفر میں روزہ ٹھیک نہیں، اللہ تعالیٰ کی رخصت پر عمل کرنا چاہیے، چنانچہ ان کو ناشتہ کروا کے ان کے روزے تڑوا دیئے۔"

(سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 59 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 453 پر)

روزے نہیں رکھے

(49) "بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے

نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کیے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا اس لیے باقی چھوڑ دیئے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو آپ کا تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جتنے رمضان آئے آپ نے سب روزے رکھے مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل کمزوری کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا فرماتے رہے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپ نے ابتداءً دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے تو کیا بعد میں ان کو قضا کیا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں صرف فدیہ ادا کر دیا تھا۔"

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 65، 66 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 454 پر)

روزہ کھلوا دیا

(50) "بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ اوائل زمانہ کی بات ہے کہ ایک دفعہ رمضان کے مہینہ میں کوئی مہمان یہاں حضرت صاحب کے پاس آیا۔ اسے اس وقت روزہ تھا اور دن کا زیادہ حصہ گزر چکا تھا۔ بلکہ شاید عصر کے بعد کا وقت تھا۔ حضرت صاحب نے اسے فرمایا آپ روزہ کھول دیں۔ اس نے عرض کیا کہ اب تھوڑا سا دن رہ گیا ہے، اب کیا کھولنا ہے۔ حضور نے فرمایا آپ سینہ زوری سے خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سینہ زوری سے نہیں بلکہ فرمانبرداری سے راضی ہوتا ہے۔ جب اس نے فرما دیا ہے کہ مسافر روزہ نہ رکھے تو نہیں رکھنا چاہیے۔ اس پر اس نے روزہ کھول دیا۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 108، 109 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 456 پر)

رمضان المبارک کا احترام؟

(51) "اس موخر الذکر سفر میں حضور نے لدھیانہ میں ایک لیکچر دیا، جس میں ہندو، عیسائی، مسلمان اور بڑے بڑے معزز لوگ موجود تھے۔ تین گھنٹے حضور اقدس نے تقریر فرمائی۔

حالانکہ بوجہ سفرِ دہلی کچھ طبیعت بھی درست نہ تھی۔ رمضان کا مہینہ تھا، اس لیے حضورِ اقدس نے بوجہ سفر روزہ نہ رکھا تھا۔ اب حضور اقدس نے تین گھنٹہ تقریر جو فرمائی تو طبیعت پر ضعف سا طاری ہوا۔ مولوی محمد احسن صاحب نے اپنے ہاتھ سے دودھ پلایا، جس پر ناواقف مسلمانوں نے اعتراضاً کہا کہ مرزا رمضان میں دودھ پیتا ہے، اور شور کرنا چاہا۔ لیکن چونکہ پولیس کا انتظام اچھا تھا، فوراً یہ شور کرنے والے مسلمان وہاں سے نکال دیے گئے۔"

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 272 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 458 پر)

(52) "آپ (مرزا قادیانی) لیکچر گاہ میں اندر تشریف لے گئے اور لیکچر شروع کیا۔ لیکن مولوی صاحبان کو اعتراض کا کوئی موقعہ نہ ملا جس پر لوگوں کو بھڑکائیں۔ پندرہ منٹ آپ کی تقریر ہو چکی تھی کہ ایک شخص نے آپ کے آگے چائے کی پیالی پیش کی کیونکہ آپ کے حلق میں تکلیف تھی اور ایسے وقت میں اگر تھوڑے تھوڑے وقفہ سے کوئی سیال چیز استعمال کی جائے تو آرام رہتا ہے۔ آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ رہنے دو لیکن اُس نے آپ کی تکلیف کے خیال سے پیش کر ہی دی۔ اس پر آپ نے بھی اُس میں سے ایک گھونٹ پی لیا۔ لیکن وہ مہینہ روزوں کا تھا۔ مولویوں نے شور مچا دیا کہ یہ شخص مسلمان نہیں کیونکہ رمضان شریف میں روزہ نہیں رکھتا۔"

(سیرت مسیح موعود صفحہ 55، 56 از مرزا بشیر الدین محمود) (عکس صفحہ نمبر 459 پر)

حج، اعتکاف، زکوٰۃ

(53) "ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے حج نہیں کیا، اعتکاف نہیں کیا، زکوٰۃ نہیں دی، تسبیح نہیں رکھی .... اور زکوٰۃ اس لیے نہیں دی کہ آپ کبھی صاحب نصاب نہیں ہوئے البتہ حضرت والدہ صاحبہ زیور پر زکوٰۃ دیتی رہی ہیں اور تسبیح اور رسمی وظائف وغیرہ کے آپ قائل ہی نہ تھے۔"

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 119 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 461 پر)

اعتکاف

(54) "بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ میں نے کبھی حضرت مسیح موعود (مرزا

قادیانی) کو اعتکاف بیٹھتے نہیں دیکھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میاں عبداللہ سنوری نے بھی مجھ سے یہی بیان کیا ہے۔"

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 68 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 462 پر)

مُردہ اسلام

(55) "چنانچہ ایک دفعہ ان لوگوں نے یہ تجویز پیش کی کہ ریویو میں حضرت صاحب کا اور احمدیت کی خصوصیات کا ذکر نہ ہو بلکہ عام اسلامی مضامین ہوں تا کہ اشاعت زیادہ ہو۔ اخبار وطن میں بھی یہ تحریک چھپی تھی جس پر حضرت صاحب نے نہایت ناراضگی کا اظہار کیا تھا اور فرمایا تھا کہ ہمیں چھوڑ کر کیا آپ مردہ اسلام کو پیش کریں گے؟"

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 116 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 463 پر)

کنجنی (بدکار عورت) کی رقم

(56) "بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری صاحب نے کہ ایک دفعہ انبالہ کے ایک شخص نے حضرت صاحب سے فتویٰ دریافت کیا کہ میری ایک بہن کنجنی تھی۔ اس نے اس حالت میں بہت سا روپیہ کمایا پھر وہ مرگئی اور مجھے اس کا ترکہ ملا مگر بعد میں مجھے اللہ تعالیٰ نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی۔ اب میں اس مال کو کیا کروں؟ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے خیال میں اس زمانہ میں ایسا مال اسلام کی خدمت میں خرچ ہوسکتا ہے۔"

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 261، 262 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 464 پر)

(نوٹ) کنجنی پیشہ ور فاحشہ عورت کو کہتے ہیں۔

سود جائز ہے!

(57) "ہمارا یہی مذہب ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ہمارے دل میں ڈالا ہے کہ ایسا روپیہ اشاعت دین کے کام میں خرچ کیا جاوے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ سود حرام ہے لیکن اپنے نفس

کے واسطے۔ اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں جو چیز جاتی ہے وہ حرام نہیں رہ سکتی کیونکہ حرمت اشیا کی انسان کے لیے ہے نہ اللہ تعالیٰ کے واسطے۔ پس سودا اپنے نفس کے لیے، بیوی بچوں، احباب، رشتہ داروں اور ہمسائیوں کے لیے بالکل حرام ہے۔ لیکن اگر یہ روپیہ خالصتاً اشاعتِ دین کے لیے خرچ ہو تو حرج نہیں ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ اسلام بہت کمزور ہو گیا ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 368 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 466 پر)

□ "ومن تفوه بكلمة ليس له اصل صحيح فی الشرع. ملهما كان او مجتهدا. فبه الشياطين متلاعبة"

(ترجمہ): "جو شخص ایسی بات کہے کہ جس کی شرع میں کوئی اصل نہ ہو، خواہ وہ شخص ملہم یا مجتہد ہی کیوں نہ ہو، سمجھ لینا چاہئے کہ شیاطین اس سے کھیلتے ہیں۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 21 از مرزا قادیانی)

جیب میں اینٹ

(58) "آپ کے ایک بچے نے آپ کی واسکٹ کی ایک جیب میں ایک بڑی اینٹ ڈال دی۔ آپ جب لیٹتے تو وہ اینٹ چبھتی۔ کئی دن ایسا ہی ہوتا رہا۔ ایک دن اپنے ایک خادم کو کہنے لگے کہ میری پسلی میں درد ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز چبھتی ہے۔ وہ حیران ہوا اور آپ کے جسد مبارک پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اس کا ہاتھ اینٹ پر جالگا۔ جھٹ جیب سے نکال لی۔ دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ چند روز ہوئے، محمود نے میری جیب میں ڈالی تھی، اور کہا تھا کہ اسے نکالنا نہیں، میں اس سے کھیلوں گا۔"

(مسیح موعود کے مختصر حالات ملحقہ براہین احمدیہ طبع چہارم صفحہ 53، مرتبہ معراج الدین عمر قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 467 پر)

جرابیں، کاج، گرگابی اور کھانا

(59) "ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تھے تو بے

توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہوجاتی تھی اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوا ہوتا تھا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لیے گرگابی ہدیۃً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں۔ چنانچہ اسی تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتی پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آجاتا ہے۔"

(سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 58 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 468 پر)

الٹے کاج

(60) "بارہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے ہی میں لگے ہوئے ہوتے تھے بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگائے ہوئے دیکھے گئے۔"

(سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 126 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 469 پر)

الٹی سیدھی گرگابی

(61) "ایک دفعہ کوئی شخص آپ کے لیے گرگابی لے آیا، آپ نے پہن لی مگر اس کے الٹے سیدھے پاؤں کا آپ کو پتہ نہیں لگتا تھا، کئی دفعہ الٹی پہن لیتے تھے اور پھر تکلیف ہوتی تھی بعض دفعہ آپ کا الٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ ہو کر فرماتے، ان (انگریز) کی کوئی چیز بھی اچھی نہیں ہے۔ (یہاں تک کہ انگریزوں سے کوئی ڈھنگ کا "نبی" بھی نامزد نہ ہوسکا۔ مرتب) والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کی سہولت کے واسطے الٹے سیدھے پاؤں کی شناخت کے لیے نشان لگا دیئے تھے مگر باوجود اس کے آپ الٹا سیدھا پہن لیتے تھے۔"

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 67 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 470 پر)

اس پر قارئین کی تفننِ طبع کے لیے ایک لطیفہ پیش کرتے ہیں:

دو سکھوں نے دو گھوڑے خرید لیے۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ شناخت کیسے ہو، کون سا گھوڑا کس سکھ کا ہے؟ حل اس پرابلم کا یہ ڈھونڈا گیا کہ بطور نشانی ایک سکھ نے اپنے گھوڑے کا

کان کاٹ دیا۔ اگلی صبح جو دیکھا تو دوسرے گھوڑے کا کان بھی کسی نے کاٹ دیا تھا۔ نئے سرے سے غور وخوض ہوا اور اب یہ کیا گیا کہ دوسرا کان کاٹ ڈالا گیا تا کہ گھوڑے مکس نہ ہو جائیں۔ اگلی صبح عجیب حادثہ دیکھا گیا کہ دوسرے گھوڑے کا دوسرا کان بھی کٹا ہوا تھا۔ دونوں دانشور سکھ سخت پریشان ہوئے۔ سو تازہ فیصلہ کے مطابق پہلے گھوڑے کی دُم کاٹ ڈالی گئی۔ جب نیا دِن طلوع ہوا تو منظر یہ تھا کہ دوسرے گھوڑے کی دم بھی کٹی ہوئی تھی۔ سو طویل تر تفکر کے بعد دونوں سکھوں نے مستقل بنیادوں پر یہ قضیہ حل کر لیا۔ جی ہاں دونوں نے فیصلہ کر لیا کہ ایک کا گھوڑا کالا ہوگا اور دوسرے کا سفید۔ معلوم ہوتا ہے مرزا قادیانی کے جوتوں کے حوالے سے بھی ایسا ہی.......... پائیدار حل ڈھونڈا گیا تھا۔ مگر افسوس! وہ پھر بھی جوتا الٹا ہی پہنتا رہا۔

الٹی سیدھی جرابیں

(62) ''جرابیں آپ سردیوں میں استعمال فرماتے اور ان پر مسح فرماتے۔ بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے مگر بارہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی، کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ پیر کی پشت پر آ جاتی، کبھی ایک جراب سیدھی دوسری الٹی۔''

(سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 127 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 471 پر)

پہلوانوں والی خوراک

(63) ''روٹی آپ تندوری اور چولھے کی دونوں قسم کی کھاتے تھے، ڈبل روٹی چائے کے ساتھ یا بسکٹ اور بکرم بھی استعمال فرما لیا کرتے تھے بلکہ ولایتی بسکٹوں کو بھی جائز فرماتے تھے اس لیے کہ ہمیں کیا معلوم کہ اس میں چربی ہے کیونکہ بنانے والوں کا ادعا تو مکھن ہے پھر ہم ناحق بدگمانی اور شکوک میں کیوں پڑیں۔ مکئی کی روٹی بہت مدت آپ نے آخری عمر میں استعمال فرمائی کیونکہ آخری سات آٹھ سال سے آپ کو دستوں کی بیماری ہوگئی تھی اور ہضم کی طاقت کم ہوگئی تھی۔ علاوہ ان روٹیوں کے آپ شیرمال کو بھی پسند فرماتے تھے اور باقرخانی قلچہ

وغیرہ غرض جو جو اقسام روٹی کے سامنے آجایا کرتے تھے، آپ کسی کو رد نہ فرماتے تھے۔

سالن آپ بہت کم کھاتے تھے۔ گوشت آپ کے ہاں دو وقت پکتا تھا مگر دال آپ کو گوشت سے زیادہ پسند تھی۔ یہ دال ماش کی یا اوڑدہ کی ہوتی تھی جس کے لیے گورداسپور کا ضلع مشہور ہے۔ سالن ہر قسم کا اور ترکاری عام طور پر ہر طرح کی آپ کے دسترخوان پر دیکھی گئی ہے اور گوشت میں ہر حلال اور طیب جانور کا آپ کھاتے تھے۔ پرندوں کا گوشت آپ کو مرغوب تھا۔ اس لیے بعض اوقات جب طبیعت کمزور ہوتی تو تیتر فاختہ وغیرہ کے لیے شیخ عبدالرحیم صاحب نومسلم کو ایسا گوشت مہیا کرنے کو فرمایا کرتے تھے۔ مرغ اور بٹیروں کا گوشت بھی آپ کو پسند تھا مگر بٹیرے جب سے کہ پنجاب میں طاعون کا زور ہوا، کھانے چھوڑ دیئے تھے بلکہ منع کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کے گوشت میں طاعون پیدا کرنے کی خاصیت ہے اور بنی اسرائیل میں ان کے کھانے سے سخت طاعون پڑی تھی۔ حضور کے سامنے دو ایک دفعہ گوہ کا گوشت پیش کیا گیا مگر آپ نے فرمایا کہ جائز ہے جس کا جی چاہے کھالے مگر رسول کریمؐ نے چونکہ اس سے کراہت فرمائی اس لیے ہم کو بھی اس سے کراہت ہے اور جیسا کہ وہاں ہوا تھا۔ یہاں بھی لوگوں نے آپ کے مہمان خانہ بلکہ گھر میں بھی بچوں اور لوگوں نے گوہ کا گوشت کھایا مگر آپ نے اسے اپنے قریب نہ آنے دیا۔ مرغ کا گوشت ہر طرح کا آپ کھا لیتے تھے۔ سالن ہو یا بھنا ہوا کباب ہو یا پلاؤ مگر ایک ران پر ہی گزارہ کر لیتے تھے اور وہی آپ کو کافی ہو جاتی تھی بلکہ کبھی کچھ بچ بھی رہا کرتا تھا۔ پلاؤ بھی آپ کھاتے تھے مگر ہمیشہ نرم اور گداز اور گلے گلے ہوئے چاولوں کا اور میٹھے چاول تو کبھی خود کہہ کر پکوا لیا کرتے تھے مگر گڑ کے اور وہی آپ کو پسند تھے۔ عمدہ کھانے یعنی کباب مرغ پلاؤ یا انڈے اور اسی طرح فیرنی میٹھے چاول وغیرہ۔"

(سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 132 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 472 پر)

مرزا قادیانی انگریزوں کے ساتھ ساتھ ان کی "ایجاد" بسکٹوں سے بھی بہت مرغوب تھا۔ معروف افسانہ نگار آغا بابر، اعجاز حسین بٹالوی اور عاشق حسین بٹالوی کے بھائی ہیں۔ وہ اپنی کتاب "خدوخال" کے صفحات 110، 111 میں بتاتے ہیں کہ غالباً 1900ء میں ان کے والد غلام اکبر صاحب کو ذوقِ تجسس قادیان لے گیا تاکہ مرزا غلام احمد قادیانی سے مل سکیں۔ اس ملاقات کی تفصیل بڑی دلچسپ ہے، پڑھ کر لطف اٹھایئے۔ ہم آپ کی ضیافت طبع

کے لیے یہاں صرف دو سطریں Quote کرتے ہیں:

''(مرزا صاحب بولے): ''شاباش! تمہیں ایک خاص چیز کھلاؤں؟'' چھت سے ایک چھینکا لٹک رہا تھا۔ اُٹھ کر انہوں نے اس میں سے ایک چیز نکالی اور کہنے لگے: ''کسی نے امرتسر سے یہ سوغات بھیجی ہے۔ اسے ''بِسّی کُٹ'' کہتے ہیں۔ کیسا ہے؟''

والد صاحب نے تعریف کی۔

بولے: ''یہ انگریز لوگ کھاتے ہیں۔''

''بڑی مزیدار چیز ہے۔''

• قارئین! آپ بسکٹ کے مزے کو جانے دیجیے، آپ بس ''بِسّی کُٹ'' (Biscuit) کی ادائیگی پر فدا ہو جائیے۔ اس اچھے خاصے نرم اور ملائم لفظ کو جانگلی لہجے کے سپرد کرنے کی بجائے بہتر تھا، موصوف ''بادامی رنگ کی خستہ اور میٹھی ٹِکیہ'' فرما کر ہی اپنا مدعا بیان کر لیتے۔

(64) ''بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب جب بڑی مسجد میں جاتے تھے تو گرمی کے موسم میں کنوئیں سے پانی نکلوا کر ڈول سے ہی منہ لگا کر پانی پیتے تھے اور مٹی کی تازہ ٹنڈیا تازہ آبخورہ میں پانی پینا آپ کو پسند تھا اور میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب اچھے تلے ہوئے کرارے پکوڑے پسند کرتے تھے۔ کبھی کبھی مجھ سے منگوا کر مسجد میں ٹہلتے ٹہلتے کھایا کرتے تھے اور سالم مُرغ کا کباب بھی پسند تھا۔ چنانچہ ہوشیار پور جاتے ہوئے ہم مرغ پکوا کر ساتھ لے گئے تھے۔ مولی کی چٹنی اور گوشت میں مونگرے بھی آپ کو پسند تھے۔ گوشت کی خوب بھنی ہوئی بوٹیاں بھی مرغوب تھیں۔ چپاتی خوب سکی ہوئی جو سکنے سے سخت ہو جاتی ہے، پسند تھی۔ گوشت کا پتلا شوربہ بھی پسند کرتے تھے۔ جو بہت دیر تک پکتا رہا ہو حتیٰ کہ اس کی بوٹیاں خوب گل کر شوربہ میں اس کا عرق پہنچ جاوے۔ سکنجبین بھی پسند تھی۔ میاں جان محمد مرحوم آپ کے واسطے سکنجبین تیار کیا کرتا تھا۔ نیز میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب نے ایک دفعہ یہ بھی فرمایا تھا کہ گوشت زیادہ نہیں کھانا چاہیے۔ جو شخص چالیس دن لگاتار کثرت کے ساتھ صرف گوشت ہی کھاتا رہتا ہے۔ اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ دال، سبزی، ترکاری کے ساتھ بدل بدل کر گوشت کھانا چاہیے بھیڑ کا گوشت ناپسند فرماتے تھے۔ میٹھے چاول، گڑ یعنی قند سیاہ میں پکے ہوئے پسند

فرماتے تھے۔ابتدا میں چائے میں دیسی شکر (جو گڑ کی طرح ہوتی ہے) ڈال کر استعمال فرماتے
تھے۔شوربہ کے متعلق فرماتے تھے کہ گاڑھا کیچڑ جیسا ہم کو پسند نہیں، ایسا پتلا کرنا چاہیے کہ ایک
آنہ کا گوشت آٹھ آدمی کھائیں۔اس وقت ایک آنہ کا سیر خام گوشت آتا تھا۔"
(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 181، 182 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 473 پر

کھانے کا انداز

(65) "کھانا کھاتے ہوئے روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرتے جاتے تھے، کچھ
کھاتے تھے، کچھ چھوڑ دیتے تھے، کھانے کے بعد آپ کے سامنے سے بہت سے ریزے
اٹھتے تھے۔"
(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 51 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 475 پر

گوشت کی قیمت

(66) "شوربہ کے متعلق فرماتے تھے کہ گاڑھا کیچڑ جیسا ہم کو پسند نہیں۔ ایسا پتلا کر
چاہیے کہ ایک آنہ کا گوشت آٹھ آدمی کھائیں۔اس وقت ایک آنہ کا سیر خام گوشت آتا تھا۔"
(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 182 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 476 پر

تکیے کے نیچے کپڑے

(67) "کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ، صدری، ٹوپی، عمامہ رات کو اتار کر تکیہ کے
نیچے ہی رکھ لیتے اور رات بھر تمام کپڑے جنہیں محتاط لوگ شکن اور میل سے بچانے کو الگ جگہ
کھونٹی پر ٹانگ دیتے ہیں، وہ بستر پر سر اور جسم کے نیچے ملے جاتے اور صبح کو ان کی ایک
حالت ہو جاتی کہ اگر کوئی فیشن کا دلدادہ اور سلوٹ کا دشمن ان کو دیکھ لے تو سر پیٹ لے۔"
(سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 128 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 477 پر

ریشمی ازار بند

(68) ''خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ہم بچے تھے تو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) خواہ کام کر رہے ہوں یا کسی اور حالت میں ہوں، ہم آپ کے پاس چلے جاتے تھے کہ ابا پیسہ دو اور آپ اپنے رومال سے پیسہ کھول کر دے دیتے تھے۔ اگر ہم کسی وقت کسی بات پر زیادہ اصرار کرتے تھے تو آپ فرماتے تھے کہ میاں میں اس وقت کام کر رہا ہوں۔ زیادہ تنگ نہ کرو۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ آپ معمولی نقدی وغیرہ اپنے رومال میں جو بڑے سائز کا ململ کا بنا ہوا تھا، باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا کنارہ واسکٹ کے ساتھ سلوا لیتے یا کاج میں بندھوا لیتے تھے اور چابیاں ازار بند کے ساتھ باندھتے تھے جو بوجھ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا (کیا نظارہ ہوتا ہوگا کہ انگریزی نبوت جا رہی ہے؟) اور والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) عموماً ریشمی ازار بند استعمال فرماتے تھے کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا اس لیے ریشمی ازار بند رکھتے تھے تاکہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جاوے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔ سوتی ازار بند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔''

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 478 پر)

ریشمی ازار بند کے فوائد

(69) ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے پاجاموں میں، میں نے اکثر ریشمی ازار بند پڑا ہوا دیکھا ہے اور ازار بند میں کنجیوں کا گچھا بندھا ہوتا تھا (اور جب چلتا ہوگا تو چھن چھنا چھن چھن سے کیا سماں پیدا ہوتا ہوگا؟) ریشمی ازار بند کے متعلق بعض اوقات فرماتے تھے کہ ہمیں پیشاب کثرت سے اور جلدی جلدی آتا ہے تو ایسے ازار بند کے کھولنے میں بہت آسانی ہوتی ہے۔''

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 110 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 479 پر)

جیبی گھڑی •

(70) ”بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت صاحب کو ایک جیبی گھڑی تحفہ میں دی۔ حضرت صاحب اس کو رومال میں باندھ کر جیب میں رکھتے تھے۔ زنجیر نہیں لگاتے تھے اور جب وقت دیکھنا ہوتا تھا تو گھڑی نکال کر ایک کے ہندسے یعنی عدد سے گن کر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور انگلی رکھ رکھ کر ہندسے گنتے تھے اور منہ سے بھی گنتے جاتے تھے اور گھڑی دیکھتے ہی وقت نہ پہچان سکتے تھے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ آپ کا جیب سے گھڑی نکال کر اس طرح وقت شمار کرنا مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا۔“

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 180 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 480 پر)

گویا ذہانت یا دماغی قابلیت کو گولہ ماریے ”انگریزی نبی“ کی ادا پر لہلوٹ ہو جایئے۔ سچ ہے کہ دنیا میں ہر فرد کی قسمت کے بےوقوف مقرر و موجود ہیں جو خود چل کر اس تک پہنچ جاتے ہیں۔

پیشہ نبوت

(71) ”18 جنوری 1905ء کو جبکہ میں قادیان کے ہائی سکول میں ہیڈ ماسٹر تھا، میں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی خدمت بابرکت میں ایک رقعہ لکھا تھا، جس کا اصل بمعہ جواب درج کرنا مناسب ہے۔ امید ہے کہ ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوگا:

رقعہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت اقدس مرشدنا ومہدینا مسیح موعود

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ صاحبزادہ میاں محمود احمد کا نام برائے امتحان (مڈل) آج ارسال کیا جائے گا۔ جس فارم کی خانہ پری کرنی ہے، اس میں ایک خانہ ہے کہ اس لڑکے کا باپ کیا کام کرتا ہے؟ میں نے وہاں لفظ نبوت لکھا ہے۔“

(ذکر حبیب صفحہ 244، 245 از مفتی محمد صادق قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 481 پر)

خدا کی مشین

(72) ''ایک دفعہ جب سخت گرمی پڑی، تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک مضمون لکھا جس میں گرمی کا اظہار کرتے ہوئے، اور گرمی کے سبب کام نہ کرسکنے کی معذرت کرتے ہوئے یہ الفاظ بھی لکھ دیئے کہ ''گرمی ایسی سخت ہے کہ اس کے سبب سے خدا کی مشین بھی بند ہوگئی ہے۔'' اس میں مولوی صاحب نے اس امر کی طرف اشارہ کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے بھی شدت گرمی کے سبب کام چھوڑ دیا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے یہ مضمون سنا تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو غلط ہے ہم نے تو کام نہیں چھوڑا۔''
(ذکر حبیب صفحہ 161 از مفتی محمد صادق قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 483 پر)

نبی کے ہتھیار

(73) ''بیان کیا مجھ سے شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود نماز ظہر کے بعد مسجد میں بیٹھ گئے۔ ان دنوں میں آپ نے شیخ سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق لکھا تھا کہ یہ ابتر رہے گا اور اس کا بیٹا جواب موجود ہے، وہ نامرد ہے۔ گویا اس کی اولاد آگے نہیں چلے گی۔ (خاکسار عرض کرتا ہے کہ سعد اللہ سخت معاند تھا اور حضرت مسیح موعود کے خلاف بہت بیہودہ گوئی کیا کرتا تھا) مگر ابھی آپ کی یہ تحریر شائع نہ ہوئی تھی۔ اس وقت مولوی محمد علی صاحب نے آپ سے عرض کیا کہ ایسا لکھنا قانون کے خلاف ہے۔ اس کا لڑکا اگر مقدمہ کر دے تو پھر اس بات کا کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ وہ واقعی نامرد ہے؟ حضرت صاحب پہلے نرمی کے ساتھ مناسب طریق پر جواب دیتے رہے۔ مگر جب مولوی محمد علی صاحب نے بار بار پیش کیا اور اپنی رائے پر اصرار کیا تو حضرت صاحب کا چہرہ سرخ ہوگیا اور آپ نے غصے کے لہجے میں فرمایا۔ ''جب نبی ہتھیار لگا کر باہر آجاتا ہے تو پھر ہتھیار نہیں اتارتا۔''
(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 34، 35 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 484 پر)

کس درجہ افسوس کی بات ہے کہ یہ نعرہ لگانے والا ''نبی'' عدالت میں لکھ کر توبہ کرتا ہے کہ میں آئندہ کسی کے خلاف انذاری پیش گوئی شائع نہیں کیا کروں گا............ تفصیل آگے آرہی ہے۔

قادیانی خلیفہ مرزا مسرور کا دادا

(74) ''خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایک دفعہ ہم گھر کے بچے مل کر حضرت صاحب کے سامنے میاں شریف احمد کو چھیڑنے لگ گئے کہ ابا کو تم سے محبت نہیں ہے اور ہم سے ہے۔ میاں شریف بہت چڑتے تھے۔ حضرت صاحب نے ہمیں روکا بھی کہ زیادہ تنگ نہ کرو مگر ہم بچے تھے لگے رہے۔ آخر میاں شریف رونے لگ گئے اوران کی عادت تھی کہ جب روتے تھے تو ناک سے بہت رطوبت بہتی تھی۔ حضرت صاحب اٹھے اور چاہا کہ ان کو گلے لگالیں تا کہ ان کا شک دور ہو مگر وہ اس وجہ سے کہ ناک بہ رہا تھا، پرے پرے کھچتے تھے۔ حضرت صاحب سمجھتے تھے کہ شاید اسے تکلیف ہے، اس لیے دور ہٹتا ہے چنانچہ کافی دیر تک یہی ہوتا رہا کہ حضرت صاحب ان کو اپنی طرف کھینچتے تھے اور وہ پرے پرے کھچتے تھے اور چونکہ ہمیں معلوم تھا کہ اصل بات کیا ہے، اس لیے ہم پاس کھڑے ہنستے جاتے تھے۔''

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 54، 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 486 پر)

بقول شخصے: مرزا محمود احمد نے ہمیشہ مرزا شریف احمد کو ایک کونے میں لگا کر رکھا۔ جب وہ قادیان میں تھا، تب اس کو باڈی بلڈنگ کا شوق تھا۔ اس کے مسلز اتنے زبردست ہو گئے تھے کہ کوئی لاٹھی چلانے والا لاٹھی مارتا تو لاٹھی ٹوٹ جاتی۔ تب مرزا محمود نے اس کی قوت سے ڈر کر اسے بعض فضول قسم کے نشوں میں لگا دیا۔ نیز اپنی نگرانی میں چھپوائی جانے والی ''سیرت المہدی'' میں اس کا ذکر اس انداز سے کرایا جس میں اس کی تضحیک کا پہلو نمایاں رکھا گیا۔

پانچ اور پچاس کا شہرت یافتہ قادیانی فرق

مرزا قادیانی نے شروع شروع میں ایک عالم کا روپ دھارا اور اعلان کیا کہ وہ عیسائیت، ہندومت اور آریہ سماج کے خلاف کتاب لکھے گا جس میں اسلام کی حقانیت اور ان مذکورہ مذاہب کا ابطال ہوگا اور یہ کتاب پچاس جلدوں پر مشتمل ہوگی۔ مرزا قادیانی نے اعلان کیا کہ تمام مسلمان مخیّر حضرات اس کی طباعت وغیرہ کے لیے پیشگی رقوم ارسال کریں۔ مرزا قادیانی کے بیان کے مطابق لوگوں نے پچاس جلدوں کی رقم پیشگی بھجوادی۔ مرزا قادیانی نے

"براہین احمدیہ" کے نام سے اس کتاب کو لکھا۔ 5 جلدیں مکمل ہونے پر اعلان کر دیا کہ چونکہ 5 اور 50 میں صرف صفر کا فرق ہے، اس لیے پانچویں جلد کے ساتھ ہی ان کا پچاس جلدیں لکھنے کا وعدہ پورا ہو گیا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے مرزا قادیانی کی مضحکہ خیز دلیل!

(75) "پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے، اس لیے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم دیباچہ صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 9 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 488 پر)

ہاتھ لا استاد کیوں کیسی کہی!

اسلامی شریعت میں خیانت بہت بڑا اور سنگین جرم ہے۔ خیانت میں جھوٹ، بے ایمانی، دھوکا، فریب اور دغا بازی جیسی برائیاں شامل ہیں۔ سب سے پہلے خیانت کے معنی سمجھ لینے چاہئیں۔ ایک انسان کا جو حق دوسرے انسان کے ذمے واجب ہو، اس کے ادا کرنے میں ایمان داری نہ برتنا بد دیانتی اور خیانت ہے۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

- "اے ایمان والو! تم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے مت کھاؤ۔"

یہ آیت ایک اصولی حیثیت رکھتی ہے، جس میں ہر اس مال کو حرام بتایا گیا ہے، جو کسی ناجائز طریقے سے حاصل کیا گیا ہو۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کوئی بندہ حرام مال کھائے، پھر اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کرے تو یہ صدقہ اس کی طرف سے قبول نہیں کیا جائے گا اور اگر اپنی ذات اور گھر والوں پر خرچ کرے گا تو برکت سے خالی ہو گا۔ اگر وہ اس کو چھوڑ کر مرا تو وہ اس کے جہنم کے سفر میں زادِ راہ بنے گا۔"

حضور نبی کریم ﷺ جن بری باتوں سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے، ان میں سے

قادیانی خلیفہ مرزا مسرور کا دادا

(74) ”خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایک دفعہ ہم گھر کے بچے مل کر حضرت صاحب کے سامنے میاں شریف احمد کو چھیڑنے لگ گئے کہ ابا کو تم سے محبت نہیں ہے اور ہم سے ہے۔ میاں شریف بہت چڑتے تھے۔ حضرت صاحب نے ہمیں روکا بھی کہ زیادہ تنگ نہ کرو مگر ہم بچے تھے لگے رہے۔ آخر میاں شریف رونے لگ گئے اور ان کی عادت تھی کہ جب روتے تھے تو ناک سے بہت رطوبت بہتی تھی۔ حضرت صاحب اٹھے اور چاہا کہ ان کو گلے لگالیں تا کہ ان کا شک دور ہو مگر وہ اس وجہ سے کہ ناک بہ رہا تھا، پرے پرے کھچتے تھے۔ حضرت صاحب سمجھتے تھے کہ شاید اسے تکلیف ہے، اس لیے دور ہٹتا ہے چنانچہ کافی دیر تک یہی ہوتا رہا کہ حضرت صاحب ان کو اپنی طرف کھینچتے تھے اور وہ پرے پرے کھچتے تھے اور چونکہ ہمیں معلوم تھا کہ اصل بات کیا ہے، اس لیے ہم پاس کھڑے ہنستے جاتے تھے۔“

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 54، 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 486 پر)

بقول شخصے: مرزا محمود احمد نے ہمیشہ مرزا شریف احمد کو ایک کونے میں لگا کر رکھا۔ جب وہ قادیان میں تھا، تب اس کو باڈی بلڈنگ کا شوق تھا۔ اس کے مسلز اتنے زبردست ہو گئے تھے کہ کوئی لاٹھی چلانے والا لاٹھی مارتا تو لاٹھی ٹوٹ جاتی۔ تب مرزا محمود نے اس کی قوت سے ڈر کر اسے بعض فضول قسم کے نشوں میں لگا دیا۔ نیز اپنی نگرانی میں چھپوائی جانے والی ”سیرت المہدی“ میں اس کا ذکر اس انداز سے کرایا جس میں اس کی تضحیک کا پہلو نمایاں رکھا گیا۔

پانچ اور پچاس کا شہرت یافتہ قادیانی فرق

مرزا قادیانی نے شروع شروع میں ایک عالم کا روپ دھارا اور اعلان کیا کہ وہ عیسائیت، ہندومت اور آریہ سماج کے خلاف کتاب لکھے گا جس میں اسلام کی حقانیت اوران مذکورہ مذاہب کا ابطال ہوگا اور یہ کتاب پچاس جلدوں پر مشتمل ہوگی۔ مرزا قادیانی نے اعلان کیا کہ تمام مسلمان مخیّر حضرات اس کی طباعت وغیرہ کے لیے پیشگی رقوم ارسال کریں۔ مرزا قادیانی کے بیان کے مطابق لوگوں نے پچاس جلدوں کی رقم پیشگی بھجوادی۔ مرزا قادیانی نے

"براہین احمدیہ" کے نام سے اس کتاب کو لکھا۔ 5 جلدیں مکمل ہونے پر اعلان کر دیا کہ چونکہ 5 اور 50 میں صرف صفر کا فرق ہے، اس لیے پانچویں جلد کے ساتھ ہی ان کا پچاس جلدیں لکھنے کا وعدہ پورا ہو گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے مرزا قادیانی کی مضحکہ خیز دلیل!

(75) "پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے، اس لیے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم دیباچہ صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 9 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 488 پر)

ہاتھ لا استاد کیوں کیسی کہی!

اسلامی شریعت میں خیانت بہت بڑا اور سنگین جرم ہے۔ خیانت میں جھوٹ، بے ایمانی، دھوکا، فریب اور دغا بازی جیسی برائیاں شامل ہیں۔ سب سے پہلے خیانت کے معنی سمجھ لینے چاہئیں۔ ایک انسان کا جو حق دوسرے انسان کے ذمے واجب ہو، اس کے ادا کرنے میں ایمان داری نہ برتنا بد دیانتی اور خیانت ہے۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

- "اے ایمان والو! تم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے مت کھاؤ۔"

یہ آیت ایک اصولی حیثیت رکھتی ہے، جس میں ہر اس مال کو حرام بتایا گیا ہے، جو کسی ناجائز طریقے سے حاصل کیا گیا ہو۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کوئی بندہ حرام مال کھائے، پھر اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کرے تو یہ صدقہ اس کی طرف سے قبول نہیں کیا جائے گا اور اگر اپنی ذات اور گھر والوں پر خرچ کرے گا تو برکت سے خالی ہوگا۔ اگر وہ اس کو چھوڑ کر مرا تو وہ اس کے جہنم کے سفر میں زادراہ بنے گا۔"

حضور نبی کریم ﷺ جن بری باتوں سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے، ان میں سے

ایک خیانت بھی ہے۔ ابوداؤد کی ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

''الٰہی! مجھے خیانت سے بچائے رکھنا کہ یہ بہت برا اندرونی ساتھی ہے۔''

خیانت کی کراہیت کا اندازہ حضرت ابن مسعودؓ کی اس روایت سے بھی واضح ہو جاتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کہ اللہ کی راہ میں مارا جانا ہر گناہ کا کفارہ ہے لیکن خیانت کا نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک بندے کو لایا جائے گا، اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوا ہو اور کہا جائے گا: ''تم امانت لاؤ اور ادا کرو۔'' وہ کہے گا: ''اے اللہ! اب کیسے لاؤں؟'' کہا جائے گا کہ: ''اس کو دوزخ میں لے جاؤ۔''

مولانا رفیق دلاوریؒ لکھتے ہیں: ''اس شاعرانہ خیال آفرینی کے متعلق التماس ہے کہ اس قسم کی طفل تسلیاں اور مہمل نگاریاں مرزا قادیانی کے ماؤف الدماغ اور فریب خوردہ مرید تو قبول کر سکتے ہیں لیکن دنیا کا کوئی دوسرا صحیح العقل انسان ان سے مطمئن نہیں ہو سکتا۔ اگر پچاس کا وعدہ پانچ سے پورا ہو سکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اگر کوئی شخص رمضان کے تین روزے رکھ کر باقی روزے ترک کر دے اور کہنے لگے کہ 30 اور 3 کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے، اس لیے 30 روزوں کا فریضہ خداوندی ادا ہو گیا تو ارباب قادیاں اپنے مرزائی اصول کے بموجب اس کی تصدیق نہ کریں یا اگر مرزا قادیانی کے ذمہ کسی کے پچاس روپے قرض تھے تو وہ پانچ روپے دے کر قرض خواہ کو اس قسم کی حیلہ گرانہ منطق سے کبھی مطمئن نہیں کر سکتے تھے کہ پچاس اور پانچ میں ایک ہی نقطہ کا فرق ہے، اس لیے سارا قرضہ ادا ہو گیا۔'' بہر حال مرزا قادیانی صاحب مسلمانوں کا جو ہزار ہا روپیہ کھا گئے، اس کے متعلق یوم الحساب کو ان سے یقیناً باز پرس ہو گی اور رب العالمین کی بارگاہ عالی میں پچاس کی جگہ پانچ حصوں سے وعدہ پورا کرنے کی جسارت کا جو انجام ہو سکتا ہے، وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔''

(رئیس قادیان از مولانا رفیق دلاوریؒ)

معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی بھی غبی ہیں، اپنے ''نبی'' پر گئے ہیں، ورنہ اس مسئلے کا حل بڑا سادہ ہے کہ ''براہین احمدیہ'' کے پانچوں حصوں کے صفحات کو برابر تقسیم کر کے پچاس جلدیں بنوالیں۔ یوں مرزا قادیانی کا وعدہ بھی پورا ہو جائے گا اور ''فقہ احمدیہ'' میں ''باب الحیل'' کا مفید اضافہ بھی ہو جائے گا۔

سر سید کی نظر میں

[HEIGHT OF INSULT]

(76) ''ہنسی اور ٹھٹھا کرنا اکثر انکا شیوہ تھا۔ جب میں ایک دفعہ علی گڑھ میں گیا۔ تو مجھ سے بھی اسی رعونت کی وجہ سے جس کا محکم پودہ ان کے دل میں مستحکم ہو چکا تھا، ہنسی ٹھٹھا کیا اور یہ کہا کہ ''آؤ، میں مُرید بنتا ہوں اور آپ مُرشد بنیں اور حیدر آباد میں چلیں اور کچھ جھوٹی کرامات دکھائیں اور میں تعریف کرتا پھروں گا۔ تب ریاست اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے ایک لاکھ روپیہ دے دے گی۔ اس میں دو حصے میرے اور ایک حصہ آپ کا ہوا۔'' گویا اس تقریر میں وہ ٹھگ جو سادھو کہلاتے ہیں، مجھے قرار دیا۔ ایسا ہی اور کئی باتیں تھیں جن کا اب ان کی وفات کے بعد لکھنا بے فائدہ ہے۔''

(تریاق القلوب صفحہ 339، 340 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 467، 468 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 489 پر)

ہندوؤں کی نظر میں

(77) ''جس شخص نے اُن کے اخبار شبھ چنتک کے چند پرچے دیکھے ہوں گے، وہ اس بات کا اقرار کرے گا کہ یہ تمام پرچے بد زبانی اور گند اور افترا سے بھرے ہوئے ہیں، چنانچہ اخبار مذکور کے پرچہ 22 اپریل 1906ء میں میری نسبت لکھا ہے کہ یہ شخص خود پرست ہے، نفس پرست ہے، فاسق ہے، فاجر ہے، اس واسطے گندی اور ناپاک خوابیں اس کو آتی ہیں۔

پھر پرچہ 15 مئی 1906ء میں لکھا ہے۔ قادیانی مسیح کے الہاموں اور اس کی پیشگوئیوں کی اصلیت طشت از بام کرنے کا ذمہ اُٹھانے والا ایک ہی پرچہ شبھ چنتک ہے۔ مرزا قادیانی بد اخلاق، شہرت کا خواہاں، شکم پرور ہے۔

اور پھر پرچہ 22 مئی 1906ء میں میری نسبت لکھتا ہے۔ کمبخت کمانے سے عار رکھنے والا۔ مکر اور فریب اور جھوٹ میں مشاق۔ اور پھر پرچہ 22 دسمبر 1906ء میں لکھتا ہے۔ ہم ان کی چالاکیوں کو ضرور طشت از بام کریں گے اور ہمیں امید ہے کہ ہم اپنے ارادہ میں

ضرور کامیاب ہوں گے۔ اور پرچہ 22 دسمبر 1906ء میں لکھا ہے۔ مرزا مکار اور جھوٹھ بولنے والا ہے۔ مرزا کی جماعت کے لوگ بد چلن اور بدمعاش ہیں۔ غرض ہر ایک پرچہ ان کا ناپاک گالیوں سے بھرا ہوا نکلتا رہا ہے۔ میں نے کئی مرتبہ جناب الٰہی میں دعائیں کیں کہ خدا اس اخبار کے کارکنوں کو نابود کر کے اس فتنہ کو درمیان سے اٹھا دے۔ چنانچہ کئی مرتبہ مجھے یہ خبر دی گئی کہ خدا تعالیٰ ان کی بیخ کنی کرے گا۔ زیادہ تر میرے پر ناگوار یہ امر تھا کہ چونکہ یہ لوگ قادیان میں رہتے تھے۔ اس لیے ان کے قرب مکانی کی وجہ سے ان کے جھوٹ کو بطور سچ کے دیکھا جاتا تھا۔ چنانچہ اُنہوں نے خود بھی اپنے اخبار یکم مارچ 1907ء میں محض دھوکا دینے کے لیے یہ شایع کیا ہے کہ ہم نے...... پندرہ سال تک متواتر پہلو بہ پہلو ایک ہی قصبہ میں ان کے ساتھ رہ کر ان کے حال پر غور کی تو اتنی غور کے بعد ہمیں یہی معلوم ہوا کہ یہ شخص درحقیقت مکار، خودغرض، عشرت پسند، بدزبان وغیرہ وغیرہ ہے۔'' اب ظاہر ہے کہ جو لوگ پندرہ سال کی ہمسائیگی کا دعویٰ کر کے یہ گواہی دیتے ہیں کہ یہ شخص درحقیقت مکار اور مُفتری ہے، ایسے لوگوں کی گواہی کا کس قدر دِلوں پر اثر پڑ سکتا ہے۔ پھر اسی پرچہ میں لکھا ہے کہ نشان تو ہم نے اس مدت تک کوئی نہیں دیکھا، البتہ یہ دیکھا ہے کہ یہ شخص ہر روز جھوٹے الہام بناتا ہے۔ ایک لاثانی بے وقوف ہے۔''

(حقیقۃ الوحی (تتمہ) صفحہ 153 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 590، 591 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 491 پر)

کتب فروش

(78) ''اس وقت ایک کتاب ''آئینہ کمالات اسلام'' نام سے تالیف کی ہے جس میں بڑی تحقیق و تدقیق سے اسلام اور قرآن کریم کی خوبیوں اور کمالات کا بیان ہے۔ اور علاوہ اس کے مخالفین مذہب کے عقاید باطلہ کا ردّ ہے۔ اور فرقہ نیچریہ کے خیالات باطلہ کا بھی اچھی طرح استیصال کیا گیا ہے۔ ضخامت اس کی ساڑھے چھ سو صفحہ سے زیادہ ہے۔ قیمت دو روپیہ اور محصول علاوہ ہے۔ اور ماسوا اس کے مفصلہ ذیل کتابیں بھی موجود ہیں۔ فتح اسلام، توضیح مرام، ازالہ اوہام۔ محصول علاوہ ہے اور فتح اسلام اور توضیح مرام کی قیمت آٹھ آنہ تھی۔

اب ہم نے چار چار آنہ کم کر دیئے ہیں۔ (المشتہر مرزا غلام احمد قادیان ضلع گورداسپور پنجاب)''
(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 359، طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 493 پر)

(79) ''چونکہ رسالہ سراج منیر جو پیشگوئیوں پر مشتمل ہوگا۔ چودہ سو روپیہ کی لاگت سے چھپے گا۔ اس لیے چھپنے سے پہلے خریداروں کی درخواستیں آنا ضروری ہے۔ تابعد میں دقتیں پیدا نہ ہوں۔ قیمت اس رسالہ کی ایک روپیہ علاوہ محصول ہوگی۔ لہٰذا اطلاع دی جاتی ہے کہ جو صاحب پختہ ارادہ سے سراج منیر کو خریدنا چاہتے ہیں، وہ اپنی درخواست معہ پتہ سکونت وغیرہ کے ارسال فرمائیں۔ جب ایک حصہ کافی درخواستوں کا آجائے گا تو فی الفور کتاب کا طبع ہونا شروع ہوجائے گا۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ خاکسار غلام احمد از قادیان۔''
(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 118 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 494 پر)

(80) ''عزیزو! یہ کتاب قدرت حق کا ایک نمونہ ہے اور انسان کی معمولی کوششیں خود بخود اس قدر ذخیرہ معارف کا پیدا نہیں کرسکتیں۔ اس کی ضخامت چھ سو صفحہ کے قریب ہے اور کاغذ عمدہ اور کتاب خوشخط اور قیمت دو روپیہ اور محصول علاوہ ہے اور یہ صرف ایک حصہ ہے اور دوسرا حصہ الگ طبع ہوگا اور قیمت اس کی الگ ہوگی۔ اس میں علاوہ حقائق و معارف قرآنی اور لطائف کتاب رب عزیز کے ایک وافر حصہ اُن پیشگوئیوں کا بھی موجود ہے جن کو اوّل سراج منیر میں شائع کرنے کا ارادہ تھا۔ اور میں اس بات پر راضی ہوں کہ اگر خریدارانِ کتاب میری اس تعریف کو خلاف واقعہ پائیں تو کتاب مجھے واپس کردیں میں بلاتوقف ان کی قیمت واپس بھیج دوں گا۔ لیکن یہ شرط ضروری ہے کہ کتاب کو دو ہفتے کے اندر واپس کریں اور دست مالیدہ اور داغی نہ ہو........... اب گزارش مدعا یہ ہے کہ جو صاحب اس کتاب کو خریدنا چاہیں وہ بلا توقف مصمم ارادہ سے اطلاع بخشیں تاکہ کتاب بذریعہ ویلیو پی ایبل ان کی خدمت میں روانہ کی جائے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ (خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب)''
(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 652 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 652 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 495 پر)

(81) ''اور کتاب ازالہ اوہام کے خریداروں پر واضح ہو کہ میں بلی ماروں کے بازار میں کوٹھی لاہورو والی میں فروکش ہوں اور ازالہ اوہام کی جلدیں میرے پاس موجود ہیں۔ جو صاحب تین روپیہ قیمت داخل کریں۔ وہ خرید سکتے ہیں۔ والسلام (المشتہر خاکسار غلام احمد قادیانی حال وارد دھلی بازار بلیماراں کوٹھی نواب لوہارو۔۲۔اکتوبر۱۸۹۱ء)''

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 218 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 496 پر)

(82) ''کتاب براہین احمدیہ کی قیمت جو بالفعل دس روپیہ قرار پائی ہے۔ وہ صرف مسلمانوں کے لیے کمال درجہ کی تخفیف اور رعایت ہے کہ جن کو بشرط وسعت اور طاقت مالی کے اعانت دین متین میں کسی نوع کا دریغ نہیں۔ لیکن جو صاحب کسی اور مذہب یا ملت کے پابند ہو کر اس کتاب کو خریدنا چاہیں تو چونکہ اعانت کی ان سے کچھ توقع نہیں۔ لہٰذا ان سے وہ پوری پوری قیمت لی جائے گی جو حصہ اول کے اعلان میں شائع ہو چکی ہے۔ (المشتہر مؤلف براہین احمدیہ)''

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 50 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 497 پر)

چوہڑی، زانیہ اور کنجروں کے خواب

(83) ''بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدین اور چور اور حرام خور اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ ان کو بھی کبھی کبھی سچی خوابیں آتی ہیں اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے (تجربہ کے لیے مرزا قادیانی ان کے پاس جاتے تھے یا وہ ان کے پاس آتے تھے؟) کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی یعنی بھنگن تھیں جن کا پیشہ مردار کھانا اور ارتکاب جرائم کام تھا، انہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں۔ اس سے بھی عجیب تر یہ تھا کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے کنجر جن کا دن رات زنا کاری کام تھا، ان کو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں انہوں نے بیان کیں اور وہ پوری ہو گئیں۔''

(حقیقۃ الوحی صفحہ 3، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 5 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 498 پر)

واہ! کیا خوب تحقیق ہے۔

ٹیچی ٹیچی

(84) ''5 مارچ 1905ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا، میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ (بلی کو خواب چھیچھڑوں کے) میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا، نام کچھ نہیں، میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا۔ اس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی۔ ٹیچی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت پر آنے والا۔ تب میری آنکھ کھل گئی۔''

(حقیقۃ الوحی صفحہ 332، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 346 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 499 پر)

مرزا قادیانی کے فرشتے کا نام ٹیچی ٹیچی ہے۔ جب قادیانیوں سے اس کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ لفظ ''ٹچ'' سے بنا ہے جس کا مطلب تیز رفتار ہے۔ یہ فرشتہ ٹچ کر کے مرزا قادیانی کا پیغام اللہ تعالیٰ کے پاس لے جاتا ہے اور ٹچ کر کے واپس آتا ہے۔ اب اگر کوئی مسلمان کسی قادیانی کو ازراہ مذاق ''ٹیچی ٹیچی'' کہتا ہے تو وہ غصہ سے آگ بگولا ہو جاتا ہے۔ کئی قادیانی اساتذہ نے طلبہ کی طرف سے بلیک بورڈ پر ''ٹیچی ٹیچی'' لکھنے یا کورس کے انداز میں با آواز بلند ٹیچی ٹیچی کہنے پر اپنے تبادلے کروا لیے ہیں۔ (آزمائش شرط ہے) جس کی وجہ بظاہر ہمیں نظر نہیں آتی۔ حالانکہ انہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ مسلمان مرزا قادیانی کے فرشتے کا نام لے رہے ہیں۔

''ماہواری'' چندہ

(85) ''ہر ایک شخص سوچ سمجھ کر اس قدر ماہواری چندہ کا اقرار کرے جس کو وہ دے سکتا ہے، گو ایک پیسہ ماہواری ہو۔ مگر خدا کے ساتھ فضول گوئی اور دروغ گوئی کا برتاؤ نہ کرے۔ ہر ایک شخص جو مرید ہے، اس کو چاہئے جو اپنے نفس پر کچھ ماہواری مقرر کر دے خواہ ایک پیسہ ہو اور خواہ ایک دھیلہ اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہیں کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلہ کے لیے کچھ بھی مدد دے سکتا ہے، وہ منافق ہے۔ اب اس کے بعد وہ سلسلہ میں رہ نہیں سکے گا۔ اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے جواب کا انتظار کیا جائے گا کہ وہ کیا کچھ ماہواری چندہ اس سلسلہ کی مدد کے لیے قبول کرتا ہے۔ اور اگر تین ماہ

تک کسی کا جواب نہ آیا تو سلسلہ بیعت سے اُس کا نام کاٹ دیا جائے گا اور مشتہر کر دیا جائے گا۔ اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کر کے تین ماہ تک چندہ کے بھیجنے سے لاپرواہی کی، اس کا نام بھی کاٹ دیا جائے گا اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپروا جو انصار میں داخل نہیں، اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہے گا۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔"

(اشتہارات جلد دوم صفحہ 556 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 500 پر)

قادیانی حضرات صرف اس ایک اشتہار پر غور کرلیں تو انہیں معلوم ہو جانا چاہئے کہ مرزا قادیانی نے "نبوت" کو بطور دھندے کے اختیار کیا تھا۔ چندے کے نام پر پیسے بٹورنا اس کا بنیادی مقصد تھا۔

جماعت مرغی کی آواز پر توجہ دے

(86) "رؤیا دیکھا کہ ایک دیوار پر ایک مرغی ہے۔ وہ کچھ بولتی ہے۔ سب فقرات یاد نہیں رہے۔ مگر آخری فقرہ جو یاد رہا یہ تھا:۔

ان کنتم مسلمین

(ترجمہ) اگر تم مسلمان ہو۔ اس کے بعد بیداری ہوئی۔ یہ خیال تھا کہ مُرغی نے یہ کیا الفاظ بولے ہیں۔ پھر الہام ہوا:۔

انفقوا فی سبیل اللّٰہ ان کنتم مسلمین

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ اگر تم مسلمان ہو۔

فرمایا کہ

مُرغی کا خطاب اور الہام کا خطاب ہر دو جماعت کی طرف تھے۔ دونو فقروں میں ہماری جماعت مخاطب ہے۔ چونکہ آج کل روپیہ کی ضرورت ہے۔ لنگر میں بھی خرچ بہت ہے اور عمارت پر بھی بہت خرچ ہو رہا ہے۔ اس واسطے جماعت کو چاہئے کہ اس حکم پر توجہ کریں۔"

(ملفوظات جلد چہارم، صفحہ 582، طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 501 پر)

دعا برائے فروخت

(87) "بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ پٹیالہ میں خلیفہ محمد حسین

صاحب وزیر پٹیالہ کے مصاحبوں اور ملاقاتیوں میں ایک مولوی عبدالعزیز صاحب ہوتے تھے جو کوم ضلع لدھیانہ کے رہنے والے تھے۔ ان کا ایک دوست تھا، جو بڑا امیر کبیر اور صاحب جائداد تھا اور لاکھوں روپے کا مالک تھا۔ مگر اس کے کوئی لڑکا نہ تھا جو اس کا وارث ہوتا۔ اس نے مولوی عبدالعزیز صاحب سے کہا کہ مرزا صاحب سے میرے لیے دعا کرواؤ کہ میرے لڑکا ہو جاوے۔ مولوی عبدالعزیز نے مجھے بلا کر کہا کہ ہم تمھیں کرایہ دیتے ہیں۔ تم قادیان جاؤ اور مرزا صاحب سے اس بارہ میں خاص طور پر دعا کے لیے کہو۔ چنانچہ میں قادیان آیا اور حضرت صاحب سے سارا ماجرا عرض کر کے دعا کے لیے کہا۔ آپ نے اس کے جواب میں ایک تقریر فرمائی، جس میں دعا کا فلسفہ بیان کیا اور فرمایا کہ محض رسمی طور پر دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دینے سے دعا نہیں ہوتی بلکہ اس کے لیے ایک خاص قلبی کیفیت کا پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ جب آدمی کسی کے لیے دعا کرتا ہے تو اس کے لیے ان دو باتوں میں سے ایک کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ یا تو اس شخص کے ساتھ کوئی ایسا گہرا تعلق اور رابطہ ہو کہ اس کی خاطر دل میں ایک خاص درد اور گداز پیدا ہو جائے، جو دعا کے لیے ضروری ہے اور یا اس شخص نے کوئی ایسی دینی خدمت کی ہو کہ جس پر دل سے اس کے لیے دعا نکلے۔ مگر یہاں نہ تو ہم اس شخص کو جانتے ہیں اور نہ اس نے کوئی دینی خدمت کی ہے کہ اس کے لیے ہمارا دل پگھلے۔ پس آپ جا کر اسے یہ کہیں کہ وہ اسلام کی خدمت کے لیے ایک لاکھ روپیہ دے یا دینے کا وعدہ کرے۔ (یعنی مینوں نوٹ وکھا، میرا موڈ بنے۔ مرتب) پھر ہم اس کے لیے دعا کریں گے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ پھر اللہ اسے ضرور لڑکا دے دے گا۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے جا کر یہی جواب دے دیا۔ مگر وہ خاموش ہو گئے اور آخر وہ شخص لاولد ہی مر گیا۔ اور اس کی جائداد اس کے دور نزدیک کے رشتہ داروں میں کئی جھگڑوں اور مقدموں کے بعد تقسیم ہو گئی۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 257 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 502 پر)

افریقہ کے بندر اور مرزا قادیانی

(88) "میر شفیع احمد صاحب محقق دہلوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک مرتبہ ایک عرب حضرت مسیح موعود کے پاس بیٹھا ہوا افریقہ کے بندروں کے اور افریقن لوگوں کے لغو قصے سنانے لگا۔ حضرت صاحب بیٹھے ہوئے ہنستے رہے۔ آپ نہ تو کبیدہ خاطر ہوئے اور نہ

ہی اس کو ان لغو قصوں کے بیان کرنے سے روکا کہ میرا وقت ضائع ہو رہا ہے بلکہ اس کی دلجوئی کے لیے اخیر وقت تک خندہ پیشانی سے سنتے رہے۔"

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 215 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 503 پر)

بتوں کی زیارت

(89) "ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ سفر ملتان کے دوران میں حضرت صاحب ایک رات لاہور میں شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم کے ہاں بطور مہمان ٹھہرے تھے۔ ان دنوں لاہور میں ایک کمپنی آئی ہوئی تھی۔ اس میں قد آدم موم کے بنے ہوئے مجسمے تھے۔ جن میں بعض پرانے زمانہ کے تاریخی بت تھے اور بعض میں انسانی جسم کے اندرونی اعضاء طبی رنگ میں دکھائے گئے تھے۔ شیخ صاحب مرحوم حضرت صاحب کو اور چند احباب کو وہاں لے گئے اور حضور نے وہاں پھر کر تمام نمائش دیکھی۔"

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 38 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 504 پر)

یہاں سید ضمیر جعفری کے شعر بے ساختہ یاد آئے ہیں:

ایبسٹرکٹ آرٹ کی دیکھی تھی نمائش میں نے
کی تھی ازراہِ مروت بھی ستائش میں نے
آج تک دونوں گناہوں کی سزا پاتا ہوں
لوگ کہتے ہیں کہ کیا دیکھا تو شرماتا ہوں

مرزا قادیانی کی "علمی" باتیں

حمل کاذب

(90) "اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک تو حمل حقیقی ہوتا ہے۔ جب مدت مقررہ نو ماہ گزر جاتے ہیں تو لڑکا یا لڑکی پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک اس کے مقابلہ میں حمل کاذب ہوتا ہے۔ بعض

عورتیں رات دن اولاد کی خواہش کرتی رہتی ہیں جس سے رجاء کی مرض پیدا ہو جاتی ہے اور جھوٹا حمل ہو کر پیٹ پھولنے لگتا ہے اور حمل کی علامات ظاہر ہوتی ہیں۔ لیکن نو ماہ کے بعد پانی کی مشک نکل جاتی ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 105، 106 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 505 پر)

عورتوں کی خاص قسم

(91) "تحقیق کی رُو سے بعض اس قسم کی بھی عورتیں ہوتی ہیں کہ قوت رجولیت اور انثیت دونوں اُن میں جمع ہوتی ہیں اور کسی تحریک سے جب اُن کی منی جوش مارے تو حمل ہو سکتا ہے۔"

(چشمہ معرفت صفحہ 218 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 226 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 507 پر)

مرشد کے ساتھ مرید کا تعلق

(92) "مرشد کے ساتھ مُرید کا تعلق ایسا ہونا چاہیے، جیسا عورت کا تعلق مرد سے ہو۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 404 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 508 پر)

مرزا قادیانی نے یہ واضح نہیں کیا کہ مرید کے ذمے کس کردار کو نبھانا ضروری ہے؟ یا پھر اس پر ماہر الطرفین ہونے کی پابندی ہے؟

ہر ایک سے آشنا ہوں، لیکن جدا جدا رسم و راہ میری
کسی کا راکب، کسی کا مرکب، کسی کو عبرت کا تازیانہ

مرزا قادیانی کی سائنس

قلمی اسلحہ

(93) "اِس وقت جو ضرورت ہے۔ وہ یقیناً سمجھ لو۔ سیف کی نہیں بلکہ قلم کی ہے۔ ہمارے مخالفین نے اسلام پر جو شبہات وارد کئے ہیں اور مختلف سائنسوں اور مکائد کی رُو سے

اللہ تعالیٰ کے سچے مذہب پر حملہ کرنا چاہا ہے۔ اس نے مجھے متوجہ کیا ہے کہ میں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنس اور علمی ترقی کے میدانِ کارزار میں اُتروں اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا کرشمہ بھی دکھلاؤں۔ میں کب اس میدان کے قابل ہوسکتا تھا۔ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی بے حد عنایت ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ میرے جیسے عاجز انسان کے ہاتھ سے اُس کے دین کی عزت ظاہر ہو۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 38، طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 509 پر

(94) "اور اس مادہ کے لیے ضروری نہیں کہ ساگ پات کی کسی قسم پر رُوح، شبنم کی طرح گرے اور اس سے رُوح کا نطفہ پیدا ہو۔ بلکہ وہ مادہ گوشت سے بھی پیدا ہوسکتا ہے خواہ وہ گوشت بکرہ کا ہو۔ یا مچھلی کا۔ یا ایسی مٹی ہو جو زمین کی نہایت عمیق تہہ کے نیچے ہوتی ہے جس سے مینڈکیں وغیرہ کیڑے مکوڑے پیدا ہوتے ہیں۔"

(چشمہ معرفت صفحہ 116 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 124 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 510 پر

(95) "اگر تم مثلاً دودھ کو جو باسی ہو کر سڑنے کو ہے، ہاتھ میں لو اور خوب اس دودھ میں نظر لگائے رکھو تو تمہارے دیکھتے دیکھتے ہزارہا کیڑے بن جائیں گے۔"

(چشمہ معرفت صفحہ 117 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 125 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 511 پر

(96) "مثلاً زمین کے نیچے کا طبقہ جو ستر اسی ہاتھ تک کھود کر پھر دکھائی دیتا ہے، اس میں جاندار پائے جاتے ہیں۔"

(چشمہ معرفت صفحہ 122 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 130 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 512 پر

(97) "دُنیا میں ہزاروں چیزیں نیست سے ہست ہو رہی ہیں مثلاً ایک دھات جو بالکل نیست ہو جاتی اور مر جاتی ہے وہ شہد اور سہاگہ اور گھی میں جوش دینے سے پھر زندہ ہو جاتی ہے کسی نے پنجابی میں کہا ہے شہد سہاگہ گھی، موئی دھات دا ایہو جی۔ یعنی شہد، سہاگہ اور گھی جو

ہے، مری ہوئی دھات کی یہی جان ہے۔"
(چشمہ معرفت صفحہ 163 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 171 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 513 پر)

(98) "یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جب ایک گلہری کو پتھر یا سوٹے سے مارا جائے اور وہ بظاہر بالکل مرجائے مگر ابھی تازہ ہو تو اگر اس کے سر کو گوبر میں دبایا جائے تو چند منٹ میں وہ زندہ ہو کر بھاگ جاتی ہے، مکھی بھی اگر پانی میں مرجائے تو وہ بھی زندہ ہو کر پرواز کر جاتی ہے اور بعض جانور جیسے زنبور اور دوسرے حشرات الارض سخت سردی کے ایام میں مرجاتے ہیں اور زمین میں یا دیواروں کے سُوراخوں میں چھپے رہتے ہیں اور جب گرمی کا موسم آتا ہے تو پھر زندہ ہو جاتے ہیں۔"
(چشمہ معرفت صفحہ 163 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 171، 172 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 514 پر)

؎ جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

(99) "اور بعض درخت ایسے ہیں کہ ان کے پتوں میں سے بڑے بڑے پرندے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک آک کا درخت بھی ہے اور اس کی نظیریں ہزار ہا ہیں نہ صرف ایک دو۔"
(چشمہ معرفت صفحہ 269 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 282 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 516 پر)

؎ اک معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا

مرزا قادیانی کا حال اس سکھ جیسا ہے جس نے شراب پی کر ایک مکھی کے دونوں پر کاٹ دیئے اور کہا "اُڑ جا"۔ وہ نہ اڑی تو سردار جی بولے۔ تجربہ سے ثابت ہوا کہ مکھی کے دونوں پر کاٹ دیئے جائیں تو وہ سن نہیں سکتی۔ اس کے باوجود مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے:

ایک ایک حرف...... خدا تعالیٰ کی طرف سے

(100) "میں تو ایک حرف بھی نہیں لکھ سکتا۔ اگر خدا تعالیٰ کی طاقت میرے ساتھ نہ ہو۔

بارہا لکھتے لکھتے دیکھا ہے کہ ایک خدا کی رُوح ہے جو تیر رہی ہے۔ قلم تھک جایا کرتی ہے مگر اندر جوش نہیں تھکتا۔ طبیعت محسوس کیا کرتی ہے کہ ایک ایک حرف خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 483 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 517 پر)

اللہ نے جو مجھے سکھایا، وہ کسی اور کو نہ سکھایا

(101) "کالجوهرین من المادة الواحدة ووهب لی علوما مقدسة نقیة و معارف صافیة جلیة و علمنی مالم یعلم غیری من المعاصرین."

(ترجمہ) اور اس نے (یعنی اللہ تعالیٰ نے) مجھے پاکیزہ اور صاف علوم دیئے اور خالص اور اعلیٰ درجہ کے معارف دیئے اور مجھے وہ کچھ سکھایا جو اس زمانہ میں کسی اور کو نہ سکھایا۔

(انجام آتھم صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 75 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 518 پر)

جو میرے ہاتھ سے جام پیے گا، وہ ہر گز نہیں مرے گا

(102) "اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا جو مجھے دیا گیا ہے، وہ ہر گز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں۔ اور وہ حکمت جو میرے مُنہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مُردہ دلوں کے لیے آبِ حیات کا حکم رکھتی ہے، دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا۔"

(ازالہ اوہام صفحہ 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 104 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 519 پر)

یہ غالباً وہی "جام" ہے جو مرزا امام الدین کی رفاقت میں مرزا قادیانی کو نصیب ہوا تھا۔

مرزا قادیانی کے "معجزات"

(103) "ہر ایک شخص کا الہام جو نرے الفاظ ہوں اور کوئی فوق العادت امر اُن میں نہ ہو، خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی الہام ہر گز قابل پذیرائی نہیں جب تک کہ اس میں

الٰہی شوکت نہ ہو۔ اور الٰہی شوکت یہ ہے کہ فوق العادت اور عظیم الشان پیشگوئیاں جو الوہیت کی قدرت اور علم سے بھری ہوئی ہوں، اُس الہام میں پائی جائیں۔"

(تریاق القلوب صفحہ 42، 43 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 170، 171 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 520 پر)

(104) "خدا نے میرے لیے وہ نشان دکھائے کہ اگر وہ ان امتوں کے وقت نشان دکھلائے جاتے جو پانی اور آگ اور ہوا سے ہلاک کی گئیں تو وہ ہلاک نہ ہوتیں۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 619 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 522 پر)

(105) "مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں، وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں، وہ ہرگز دِکھلا نہ سکتا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 148 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 152 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 523 پر)

کجا عیسیٰ کجا دجال ناپاک

(106) "صدہا نشانوں اور آسمانی شہادتوں اور قرآن شریف کی قطعیۃ الدلالت آیات اور نصوص صریحہ حدیثیہ نے مجھے اس بات کے لیے مجبور کر دیا کہ مَیں اپنے تئیں مسیح موعود مان لوں۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 150 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 153 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 524 پر)

(107) "خدا نے میری سچائی کی گواہی کے لیے تین لاکھ سے زیادہ آسمانی نشان ظاہر کیے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 168 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 168 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 525 پر)

(108) ''پس یقیناً سمجھو کہ سچا مذہب اور حقیقی راستباز ضرور اپنے ساتھ امتیازی نشان رکھتا ہے اور اسی کا نام دوسرے لفظوں میں معجزہ اور کرامت اور خارق عادت امر ہے۔''
(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 50 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 63 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 526 پر)

(109) ''نشان: بعض نشان اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان کے وقوع میں ایک منٹ کی تاخیر بھی نہیں ہوتی کہ فی الفور واقع ہوجاتے ہیں اور ان میں گواہ کا پیدا ہونا کم میسر آتا ہے۔ اسی قسم کا یہ ایک نشان ہے کہ ایک دن بعد نماز صبح میرے پر کشفی حالت طاری ہوئی۔ اور مَیں نے اُس وقت اس کشفی حالت میں دیکھا کہ میرا لڑکا مبارک احمد باہر سے آیا ہے اور میرے قریب جو ایک چٹائی پڑی ہوئی تھی، اُس کے ساتھ پَیر پھسل کر گر پڑا ہے اور اُس کو بہت چوٹ لگی ہے اور تمام کُرتہ خون سے بھر گیا ہے۔ میں نے اس وقت مبارک احمد کی والدہ کے پاس جو اُس وقت میرے پاس کھڑی تھیں، یہ کشف بیان کیا۔ تو ابھی مَیں بیان ہی کر چکا تھا کہ مبارک احمد ایک طرف سے دوڑا آیا۔ جب چٹائی کے پاس پہنچا تو چٹائی سے پَیر پھسل کر گر پڑا۔ اور سخت چوٹ آئی اور تمام کُرتہ خون سے بھر گیا اور ایک منٹ کے اندر ہی یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔''
(حقیقۃ الوحی صفحہ 384 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 398، 399 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 527 پر)

(110) ''نشان: ایسا ہی عرصہ قریباً تین سال کا ہوا ہے کہ صبح کے وقت کشفی طور پر مجھے دکھایا گیا کہ مبارک احمد سخت مبہوت اور بدحواس ہوکر میرے پاس دوڑا آیا ہے اور نہایت بے قرار ہے اور حواس اُڑے ہوئے ہیں اور کہتا ہے کہ ابا پانی یعنی مجھے پانی دو! یہ کشف مَیں نے نہ صرف گھر کے لوگوں کو بلکہ بہتوں کو سُنا دیا تھا۔ کیونکہ اس کے وقوع میں ابھی قریباً دو گھنٹے باقی تھے۔ اس کے بعد اُسی وقت ہم باغ میں گئے اور قریباً 8 بجے صبح کا وقت تھا اور مبارک احمد بھی ساتھ تھا اور مبارک احمد کئی دوسرے چھوٹے بچوں کے ساتھ باغ کے ایک گوشہ میں کھیلتا تھا اور عمر تقریباً چار برس کی تھی، اُس وقت میں ایک درخت کے نیچے کھڑا تھا۔ مَیں نے دیکھا کہ مبارک احمد زور سے میری طرف دوڑتا چلا آتا ہے اور سخت بدحواس ہو رہا ہے۔ میرے سامنے

آ کرا تنا اُس کے مُنہ سے نکلا کہ ابا پانی۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ 385 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 399 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 529 پر)

(111) ”نشان: ایک دفعہ 1902ء میں مجھے الہام ہوا یریدون ان یطفؤا نورک ویتخطفوا عرضک وانی معک ومع اھلک یعنی دشمن لوگ ارادہ کریں گے کہ تیرے نور کو بجھا دیں اور تیری آبروریزی کریں مگر میں تیرے ساتھ ہوں گا۔ اوران کے ساتھ جو تیرے ساتھ ہیں اورانہی دنوں میں مَیں نے دیکھا مَیں ایک کوچہ میں ہوں جو آگے سے بند ہے اور بہت تنگ کوچہ ہے کہ بمشکل ایک آدمی اس میں گزر سکتا ہے۔ میں بند کوچہ کے آخری حصہ میں جس کے آگے کوئی راہ نہ تھا، دیوار کے ساتھ کھڑا ہوگیا۔ اور جو واپس جانے کی طرف راہ تھی، اس کی طرف جب نظر اُٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تین قوی ہیکل سنڈھے وہاں کھڑے ہیں جو خونی ہیں اور گزرنے کی راہ بند کر رکھی ہے۔ ایک اُن میں سے میری طرف حملہ کر کے دوڑا۔ اُس کو مَیں نے ہاتھ سے ہٹا دیا۔ پھر دُوسرا حملہ آور ہوا اور اس کو بھی مَیں نے ہاتھ سے ہٹا دیا۔ پھر تیسرا اس شدت اور جوش سے آیا کہ اسے دیکھ کر یقین ہوتا تھا کہ اب خیر نہیں لیکن جب میرے قریب آیا تو دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہوگیا اور مَیں اس کے ساتھ رگڑ کر اُس کے پاس سے گزر گیا۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے چند کلمات میرے دل پر القا ہوئے جن کو میں پڑھتا جاتا اور دوڑتا تھا اور وہ یہ ہیں رب کل شیء خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی۔ اس واقعہ کے دیکھنے کے ساتھ ہی مجھ کو تفہیم ہوا کہ کوئی دشمن مقدمہ برپا کرے گا اور اس کے تین وکیل ہوں گے۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ 381 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 394، 395 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 530 پر)

(112) ”نشان: ایک دفعہ مجھے لُدھیانہ سے پٹیالہ جانے کا اتفاق ہوا اور میرے ساتھ وہی شیخ حامد علی اور دوسرا شخص فتح خان نام ساکن ایک گاؤں متصل ٹانڈہ ضلع ہوشیار پور کا اور تیسرا شخص عبدالرحیم نام ساکن انبالہ چھاؤنی تھا اور بعض اور بھی تھے جو یاد نہیں رہے۔ جس صبح ہم نے ریل پر سوار ہونا تھا، مجھے الہام کے ذریعہ سے بتایا گیا تھا کہ اس سفر میں کچھ نقصان ہوگا

اور کچھ حرج بھی۔ مَیں نے اپنے ان تمام ہمراہیوں کو کہا کہ نماز پڑھ کر دُعا کرلو کیونکہ مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ چنانچہ سب نے دُعا کی اور پھر ہم ریل پر سوار ہو کر ہر ایک طور کی عافیت سے پٹیالہ میں پہنچ گئے۔ جب ہم اسٹیشن پر پہنچے تو وزیر اعظم ریاست کا خلیفہ محمد حسن مع اپنے تمام ارکانِ ریاست کے جو شاید اٹھارہ گاڑیوں پر سوار ہوں گے، پیشوائی کے لیے موجود دیکھے۔ اور جب آگے بڑھے تو شاید سات ہزار کے قریب دوسرے عام و خاص شہر کے رہنے والے ملاقات کے لیے موجود تھے۔ اس حد تک تو خیر گزری نہ کوئی نقصان ہوا اور نہ کوئی حرج۔ لیکن جب واپس آنے کا ارادہ ہوا تو وہی وزیر صاحب مع اپنے بھائی سید محمد حسین صاحب کے جو شاید ان دنوں میں ممبر کونسل ہیں، مجھے ریل پر سوار کرنے کے لیے اسٹیشن پر میرے ہمراہ گئے اور ان کے ساتھ نواب علی محمد خان صاحب مرحوم جھجر والے بھی تھے۔ جب ہم اسٹیشن پر پہنچے تو ریل کے چلنے میں کچھ دیر تھی۔ میں نے ارادہ کیا کہ عصر کی نماز یہیں پڑھ لوں، اس لیے میں نے چوغہ اتار کر وضو کرنا چاہا اور چوغہ وزیر صاحب کے ایک ملازم کو پکڑا دیا اور پھر چوغہ پہن کر نماز پڑھ لی اور اس چوغہ میں زادِ راہ کے طور پر کچھ روپیہ تھے اور اسی میں ریل کا کرایہ بھی دینا تھا۔ جب ٹکٹ لینے کا وقت آیا تو میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا کہ تا ٹکٹ کے لیے روپیہ دوں تو معلوم ہوا کہ وہ رومال جس میں روپیہ تھا، گم ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ چوغہ اتارنے کے وقت کہیں گر پڑا۔ مگر مجھے بجائے غم کے خوشی ہوئی کہ ایک حصہ پیشگوئی کا پورا ہو گیا۔ پھر ہم ٹکٹ کا انتظام کر کے ریل پر سوار ہو گئے۔ جب ہم دوراہہ کے اسٹیشن پر پہنچے تو شاید اس وقت دس بجے رات کا وقت تھا اور وہاں صرف پانچ منٹ کے لئے ریل ٹھہرتی تھی۔ میرے ایک ہمراہی شیخ عبدالرحیم نے ایک انگریز سے پوچھا کہ کیا لودہانہ آ گیا؟ اُس نے شرارت سے یا کسی اپنی خود غرضی سے جواب دیا کہ ہاں آ گیا۔ (یہ ہوتا ہے نقصان بچ کر کے آنے والے "ٹیچی ٹیچی" پر اعتماد کرنے کا، وگرنہ کوئی جینوئن فرشتہ رکھا ہوتا تو بتا دیتا مرزا صاحب! یہ انگریز آپ سے دھوکا کر رہا ہے۔ مرتب)۔ تب ہم مع اپنے تمام اسباب کے جلد جلد اُتر آئے۔ اتنے میں ریل روانہ ہو گئی۔ اُترنے کے ساتھ ہی ایک ویرانہ اسٹیشن دیکھ کر پتہ لگ گیا کہ ہمیں دھوکہ دیا گیا۔ وہ ایسا ویرانہ اسٹیشن تھا کہ بیٹھنے کے لیے چار پائی بھی نہیں ملتی تھی اور نہ روٹی کا سامان ہو سکتا تھا مگر اس امر کے خیال سے کہ اس حرجہ کے پیش آنے سے دُوسرا حصہ پیشگوئی کا بھی پورا ہو گیا۔ اس قدر مجھے خوشی ہوئی کہ گویا اس مقام میں کسی نے ہمیں بھاری دعوت دی اور گویا ہر ایک قسم کا خوش مزہ کھانا ہمیں مل گیا۔ بعد اس کے اسٹیشن ماسٹر اپنے کمرہ سے نکلا۔ اس نے افسوس کیا کہ

کسی نے ناحق شرارت سے آپ کو حرج پہنچایا اور کہا کہ آدھی رات کو ایک مال گاڑی آئے گی۔ اگر گنجائش ہوئی تو میں اس میں بٹھا دوں گا۔ تب اُس نے اس امر کے دریافت کے لیے تار دی اور جواب آیا گنجائش ہے۔ تب ہم آدھی رات کو سوار ہو کر لودہانہ میں پہنچ گئے۔ گویا یہ سفر اسی پیشگوئی کے لیے تھا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 257 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 257 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 532 پر)

(113) "نشان: ایک دفعہ نواب علی محمد خان مرحوم رئیس لودھیانہ نے میری طرف خط لکھا کہ میرے بعض امور معاش بند ہو گئے ہیں، آپ دُعا کریں کہ تا وہ کھل جائیں۔ جب میں نے دعا کی تو مجھے الہام ہوا کہ کھل جائیں گے۔ میں نے بذریعہ خط اُن کو اطلاع دے دی۔ پھر صرف دو چار دن کے بعد وہ وجوہ معاش کھل گئے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 257 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 257 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 534 پر)

(114) "میرے پاس ایک شیشی مُشک کی ہے جس میں سے میں کھایا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کے سلسلہ کو منقطع کرنا نہیں چاہتا تو جس طرح چاہے اس کو برکت دے دے۔ میں نے گھر والوں سے کہا کہ لاؤ اس شیشی کو میں برکت دیتا ہوں۔ چنانچہ میں نے اُس میں پھونک مار دی۔ ڈاک کے وقت فضل الٰہی ایک شیشی لایا۔ میں نے سمجھا کہ کوئی دوائی ہے اور رکھ دی۔ مگر فجر کو جب اسے کھول کر دیکھا تو وہ مُشک نکلا۔ میں نے اس کو بُلا کر پوچھا کہ کس نے بھیجی ہے۔ اس نے کہا کہ وہ کاغذ گم ہو گیا۔ اس شیشی پر بھی مُرسل وفریسندہ کا نام نہیں۔ یہ نمونہ خدا تعالیٰ نے برکت کا دیا ہے میں نے گھر میں خود پھونک ماری اور دوسرے دن وہ شیشی آ گئی۔ یہ خدا کے عجیب کام ہیں۔ جو آج کل ظاہر ہو رہے ہیں۔ فالحمد للہ علی ذالک۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 286 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 535 پر)

(115) ''نشان: ایک دفعہ مجھے دانت میں سخت درد ہوئی۔ ایک دم قرار نہ تھا۔ کسی شخص سے میں نے دریافت کیا کہ اس کا کوئی علاج ہے۔ اس نے کہا کہ علاج دندان، اخراج دندان۔ اور دانت نکالنے سے میرا دل ڈرا۔ تب اس وقت مجھے غنودگی آ گئی اور میں زمین پر بے تابی کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا اور چارپائی پاس بچھی تھی۔ میں نے بے تابی کی حالت میں اس چارپائی کی پائینتی پر اپنا سر رکھ دیا اور تھوڑی سی نیند آ گئی۔ جب میں بیدار ہوا تو درد کا نام و نشان نہ تھا اور زبان پر یہ الہام جاری تھا:۔

اذا مرضت فھو یشفی یعنی جب تو بیمار ہوتا ہے تو وہ تجھے شفا دیتا ہے **فالحمد للہ علی ذالک.**

(حقیقۃ الوحی صفحہ 246، 247 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 246، 247 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 536 پر)

(116) ''نشان: خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ ایک لڑکی تمہارے گھر میں پیدا ہوگی اور مر جائے گی اور اس کا نام غاسق رکھا یعنی غروب ہونے والی۔ اور یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ طفولیت میں ہی مر جائے گی۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق لڑکی پیدا ہوئی اور پیشگوئی کے مطابق طفولیت میں ہی مر گئی۔''

(حقیقۃ الوحی صفحہ 396 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 396 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 538 پر)

(117) ''میری سچائی پر ایک نشان ہے۔ یہ ہے کہ جب میری لڑکی مبارکہ پیٹ میں تھی۔ اور قریباً پچیس روز اس کی پیدائش میں باقی رہتے تھے تو اس لڑکی کی والدہ نہایت تکلیف میں مبتلا تھی۔ اور حساب کی غلطی سے یہ غم بھی ان کو لاحق ہوا کہ شاید یہ حمل نہ ہو، کوئی اور بیماری ہو۔ کیونکہ انہوں نے ٹھیک ٹھیک یاد نہ رہنے کی وجہ سے خیال کیا کہ یہ گیارہواں مہینہ جاتا ہے اور عام دستور کے لحاظ سے یہ مدت حمل کی نہیں ہوسکتی۔ اس لیے دوہری تکلیف دامنگیر ہوگئی اور جب ایسے ایسے خیالات سے ان کا غم حد سے بڑھ گیا تو میں نے ان کے لیے دعا کی۔ تب مجھے یہ الہام ہوا۔ آید آں روزے کہ مستخلص شود۔ یعنی وہ دن چلا آتا ہے کہ چھٹکارا ہو جائے گا

اور اس الہام کے معنوں کی مجھے یہ تفہیم ہوئی کہ لڑکی پیدا ہوگی اور اسی وجہ سے کوئی لفظ بشارت کا اس الہام میں استعمال نہیں کیا گیا بلکہ چھٹکارا کا لفظ استعمال کیا گیا۔ چنانچہ میں نے اس الہام سے اپنی جماعت میں سے بہتوں کو اطلاع دے دی۔ آخر 27 رمضان 1314ھ کو لڑکی پیدا ہوگئی جس کا نام مبارکہ رکھا گیا۔"

(تریاق القلوب صفحہ 323 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 451 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 539 پر)

(118) "میرا ارادہ تھا کہ ان نشانوں کو تین سو تک اس کتاب میں لکھوں اور وہ تمام نشان جو میری کتاب نزول المسیح اور تریاق القلوب وغیرہ کتابوں میں لکھے گئے ہیں اور دوسرے نئے نشان اس قدر اس میں لکھ دوں کہ تین سو کا عدد پورا ہو جائے مگر تین روز سے میں بیمار ہوگیا ہوں اور آج انتیس ستمبر 1906ء کو اس قدر غلبہ مرض اور ضعف اور نقاہت ہے کہ میں لکھنے سے مجبور ہوگیا ہوں۔ اگر خدا نے چاہا تو حصہ پنجم براہین احمدیہ میں یہ تین سو نشان یا زیادہ اس سے لکھے جائیں گے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 400 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 400 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 540 پر)

(119) "جھوٹے اور فریبی اپنے جھوٹ میں تھک کر رہ جاتے ہیں۔"
(ملفوظات جلد دوم صفحہ 642 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 541 پر)

بائبل میں لکھا ہے:

☐ "احمق بھی بہت سی باتیں بناتا ہے، پر آدمی نہیں بتا سکتا ہے کہ کیا ہوگا، اور جو کچھ اس کے بعد ہوگا اسے کون سمجھا سکتا ہے؟ احمق کی محنت اسے تھکاتی ہے۔"

(واعظ 10:15-14)

معجزانہ انشا پردازی کا ایک نمونہ

(120) "مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب قریشی سلمہ اللہ تعالیٰ، السلام علیکم و رحمۃ اللہ و

برکاتہ۔ اشیاء مفصلہ ذیل ہمراہ لیتے آویں اور اگر خدانخواستہ ایسی مجبوری ہو تو کسی اور آنے والے کے ہاتھ بھیج دیں۔ وائی بیوٹر جو ایک رحم کے متعلق دوائی ہے، پلومر کی دوکان سے (عصہ) مشک خالص عمدہ جس میں چھیچھڑانہ ہو ایک تولہ، پان عمدہ بیگمی (عصہ) اور ایک انگریزی وضع کا پاخانہ جو ایک چوکی ہوتی ہے اور اس میں ایک برتن ہوتا ہے اس کی قیمت معلوم نہیں۔ آپ ساتھ لاویں۔ قیمت یہاں سے دی جاوے گی، مجھے دوران سر کی بہت شدت سے مرض ہو گئی ہے۔ پیروں پر بوجھ دے کر پاخانہ پھرنے سے مجھے سر کو چکر آتا ہے۔ اس لیے ایسے پاخانہ کی ضرورت پڑی۔ اگر شیخ صاحب کی دوکان میں ایسا پاخانہ ہو تو وہ دے دیں گے مگر ضرور لانا چاہیے اور روپیہ 30 کا منی آرڈر آپ کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے۔ باقی سب خیریت ہے۔ والسلام۔ مرزا غلام احمد!

(خطوط امام بنام غلام صفحہ 6 از حکیم محمد حسین قریشی قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 542 پر)

مجھ سے خدا تعالیٰ لکھواتا ہے

(121) ''یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی میں یا اُردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔''

(نزول المسیح صفحہ 56 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 434 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 543 پر)



ثبوت حاضر ہیں!

مرزا قادیانی
کے
خانگی حالات

اسلام کا خانگی نظام بے نظیر و بے مثال ہے۔ اسلام فطرت اور اخلاقی پاکیزگی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہنگامی حالات میں دوسری شادی بلکہ چار شادیوں تک کی اجازت دیتا ہے اور اس حالت میں بیویوں کے درمیان پورا انصاف اور تمام حقوق ادا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ یہ ایک کڑی شرط ہے جو دین اسلام کے علاوہ دوسرے مذاہب میں نہیں۔ پہلی بیوی کو صرف اس لیے طلاق دے دینا کہ مرد کو دوسری عورت سے نکاح کی خواہش یا ضرورت ہے، پہلی بیوی اور اس کی اولاد سے سراسر ناانصافی ہے۔ جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں 2 شادیاں کیں۔ مگر نفسانی خواہش اور لالچ کی بنا پر ان دونوں میں انصاف و حقوق کا پلڑا برابر نہ رکھ سکا۔ بقول ملک محمد جعفر خاں:

''مرزا قادیانی کی پہلی شادی عمر کے اوائل میں ہی ہو گئی تھی اور اس شادی سے مرزا قادیانی کے دو لڑکے مرزا سلطان احمد اور فضل احمد موجود تھے۔ 1884ء میں جب کہ مرزا قادیانی کی عمر تقریباً انچاس سال تھی، انہوں نے دہلی کے ایک معزز خاندان کی ایک نو عمر کنواری لڑکی سے رشتہ کیا۔ جس بیوی کے ساتھ مرزا قادیانی کی جوانی کا بہترین حصہ گزر چکا تھا، بڑھاپے میں اسے عذاب میں مبتلا کرنا کسی طرح جائز نہ تھا۔ اگر مرزا قادیانی قرآنی حکم کے ماتحت دیانت داری سے غور کرتا تو یقیناً وہ اس نتیجہ پر پہنچتا کہ اس عمر میں وہ اپنی نئی دلہن اور ادھیڑ عمر کی بیوی کے درمیان انصاف نہ کر سکے گا۔ خدا سے زیادہ کون انسانی فطرت اور ازدواجی تعلقات کے تقاضوں کی نزاکت اور اہمیت سے واقف ہے۔ اس لیے سورہ نساء میں جہاں تعدد ازدواج کے لیے انصاف کی شرط مقرر کی گئی ہے، ساتھ ہی مردوں کو اس حقیقت سے متنبہ کر دیا گیا ہے کہ اس بارے میں اپنی استعداد کی نسبت کسی خوش فہمی اور حسن ظن میں مبتلا نہ رہو اور یہ نہ سمجھو کہ تم آسانی کے ساتھ انصاف کے تقاضے پورے کر سکو گے۔ چنانچہ فرمایا:

□ ''ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النسآء ولو حرصتم فلا تمیلو

کل ایمل فتذروھا کالمعلقۃ." (النساء:129)

ترجمہ: "اور تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے کہ پورا پورا انصاف کرو اپنی بیویوں کے درمیان، اگرچہ تم اس کے بڑے خواہش مند بھی ہو۔ تو یہ نہ کرو کہ جھک جاؤ (ایک بیوی کی طرف) بالکل اور چھوڑ دو دوسری کو جیسے وہ (درمیان میں) لٹک رہی ہو۔"

مرزا قادیانی کی نسبت ہمارے پاس ایسی شہادت موجود ہے جو ظاہر کرتی ہے کہ اپنے حالات کے ماتحت ان کو یقین تھا کہ دوسری شادی کے بعد وہ اپنی پہلی بیوی سے انصاف نہ کرسکیں گے اور اس کے حقوق ادا کرنے سے قاصر رہیں گے۔ مرزا قادیانی کی زندگی کے حالات کی نسبت ان کے چھوٹے صاحبزادے میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے نے ایک کتاب "سیرۃ المہدی" لکھی ہے۔ اس میں انہوں نے اپنی والدہ یعنی مرزا قادیانی کی دوسری بیوی کی زبانی یہ واقعہ لکھا ہے:

- "والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میری شادی کے بعد حضرت صاحب نے انہیں (یعنی پہلی بیوی کو) کہلا بھیجا کہ آج تک تو جس طرح ہوتا رہا، ہوتا رہا، اب میں نے دوسری شادی کرلی ہے۔ اس لیے اب اگر دونوں بیویوں میں برابری نہیں رکھوں گا تو میں گنہگار ہوں گا۔ اس لیے اب دو باتیں ہیں۔ یا تو تم مجھ سے طلاق لے لو اور یا مجھے اپنے حقوق چھوڑ دو۔ میں تم کو خرچ دیے جاؤں گا۔ انہوں نے کہلا بھیجا کہ اب میں بڑھاپے میں کیا طلاق لوں گی۔ بس مجھے خرچ ملتا رہے، میں اپنے باقی حقوق چھوڑتی ہوں۔"

مرزا بشیر احمد صاحب نے "سیرت المہدی" میں ہمیں اپنی سوتیلی والدہ کا اصل نام تک نہیں بتایا لیکن اس کا ذکر ان تحقیر آمیز الفاظ سے کیا ہے کہ "فضل احمد کی والدہ جس کو لوگ عام طور پر "پھجے دی ماں" کہا کرتے تھے۔" خدا کی شان ہے کہ ایک عورت تو اس اعزاز سے ام المومنین بن جائے کہ اس نے اپنی جوانی میں ایک ادھیڑ عمر کے مرد سے شادی کرلی اور دوسری بے چاری محض اس قصور کی بنا پر کہ وہ خاوند کے ساتھ ساتھ بوڑھی ہوتی گئی، صرف "پھجے دی ماں" ہو کر رہ جائے۔ اس ذکر سے میرے ذہن میں بیسیوں اور مثالیں آ گئی ہیں۔

اگر آپ اپنے ملک کے ان لوگوں پر نظر ڈالیں تو شروع میں چھوٹے چھوٹے عہدوں پر فائز تھے یا متوسط طبقہ سے تعلق رکھتے تھے اور اب اتفاق زمانہ سے یک لخت اعلیٰ عہدوں پر پہنچ گئے ہیں یا دولت مند ہو گئے ہیں تو آپ دیکھیں گے کہ ان میں سے اکثر کی ایک تو ''بیگم صاحبہ'' ہوتی ہے اور ایک غریب کوئی ''پھجے دی ماں'' ہوتی ہے جو گمنامی میں اپنے آبائی گاؤں میں کسی نہ کسی طرح زندگی کے دن پورے کر رہی ہوتی ہے۔ ان حالات میں مرزا قادیانی کا طرز عمل کوئی ایسا انوکھا نہیں ہے۔ انہوں نے وہی کیا جوان کے طبقے کے دوسرے مرد کرتے تھے اور اب بھی کر رہے ہیں۔ لیکن کیا نبی اور مجددین کی صداقت کا یہی معیار ہونا چاہیے کہ اس کی زندگی معاشرہ کی مروج برائیوں کے عین مطابق ہے اور کسی برائی میں وہ منفرد نہیں ہے؟ کیا نبی برائیوں کی تقلید اور ان کے استحکام کے لیے آتے ہیں؟

اور کتنی بے بسی اور مظلومیت ٹپکتی ہے مرزا قادیانی کی بیوی کے جواب سے......
''اب میں بڑھاپے میں کیا طلاق لوں گی!''...... ان الفاظ میں ایک لطیف اور گہرا طنز ہے، جس کو مرزا قادیانی اور ان کے سیرت نگار دونوں نے محسوس نہیں کیا۔ کیا یہ عورت یہ کہتی ہوئی نہیں معلوم ہوتی:

- ''آخر میرا قصور کیا ہے؟ یہی نا کہ میں جوان نہیں رہی؟ کیا میں ہمیشہ بوڑھی تھی؟ میں نے اپنی جوانی کس پر نثار کی ہے؟ پھر اپنی عمر کا بھی تو خیال کرو۔ کیا تم ویسے ہی جوان ہو؟ کیا نکاح صرف جنسی خواہش کو پورا کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ کیا ہم نے زندگی کا اتنا لمبا عرصہ ایک دوسرے کے غم اور خوشی میں شریک ہو کر نہیں گزارا۔ اب مجھے کیوں چھوڑتے ہو؟ کیا زندگی کی شام کے لیے جوانی کی یادیں اور جوان بیٹوں کی خوشیاں ناکافی ہیں؟''

سیرۃ المہدی کے متذکرہ بالا اقتباس سے واضح ہوگا کہ مرزا قادیانی اس امر کے معترف تھے کہ وہ دو بیویوں میں برابری کا سلوک کرنے کے اہل نہیں ہیں۔ تعجب ہے کہ اس احساس کے باوجود انہوں نے (محمدی بیگم نامی ایک کم عمر لڑکی سے) جلد ہی ایک تیسری شادی کا بھی ارادہ کر لیا۔'' (احمدیہ تحریک از ملک محمد جعفر خاں)

آیئے دیکھتے ہیں مرزا قادیانی کے خانگی حالات۔

بیوی سے حسنِ سلوک

(122) ''جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا، وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔''

(کشتی نوح صفحہ 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 19 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ 544 پر)

بیوی سے عمدہ سلوک

(123) ''ہمارے ہادیٔ کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خیر کم خیر کم لاھلہ. تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں، وہ نیک کہاں۔ دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کرسکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 403 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ 545 پر)

طلاق سے پرہیز کرو

(124) ''اس الہام میں تمام جماعت کے لیے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں سے رفق اور نرمی کے ساتھ پیش آئیں۔ وہ ان کی کنیزیں نہیں ہیں۔ درحقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے۔ پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدہ میں دغا باز نہ ٹھہرو۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ وعاشروھن بالمعروف یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو اور حدیث میں ہے۔ خیر کم خیر کم لاھلہ یعنی تم میں سے اچھا وہی ہے جو اپنی بیوی سے اچھا ہے۔ سو روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو۔ ان کے لیے دعا کرتے رہو اور طلاق سے پرہیز کرو۔ کیونکہ نہایت بد، خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے۔ جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو ایک گندے برتن کی طرح جلد مت توڑو۔''

(تحفہ گولڑویہ صفحہ 39 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 75 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 546 پر)

''پھجے دی ماں'' کو طلاق

(125) ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کو، اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر ''پھجے دی ماں'' کہا کرتے تھے، بے تعلقی سی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی اور ان کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں۔ اس لیے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی۔ (اپنی دوسری والدہ کی بابت یہ بے رحم حقیقت نگاری کیا نام پائے گی؟ کوئی قادیانی ہی اس پر تبصرہ کرے!۔ مرتب) ہاں آپ اخراجات وغیرہ با قاعدہ دیا کرتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میری شادی کے بعد حضرت صاحب نے انھیں کہلا بھیجا کہ آج تک تو جس طرح ہوتا رہا، ہوتا رہا، اب میں نے دوسری شادی کر لی ہے اس لیے اب اگر دونوں بیویوں میں برابری نہیں رکھوں گا تو میں گنہگار ہوں گا۔ اس لیے اب دو باتیں ہیں یا تو تم مجھ سے طلاق لے لو اور یا مجھے اپنے حقوق چھوڑ دو۔ میں تم کو خرچ دیے جاؤں گا۔ انھوں نے کہلا بھیجا کہ اب میں بڑھاپے میں کیا طلاق لوں گی۔ بس مجھے خرچ ملتا رہے، میں اپنے باقی حقوق چھوڑتی ہوں۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ چنانچہ پھر ایسا ہی ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ محمدی بیگم کا سوال اٹھا اور آپ کے رشتہ داروں نے مخالفت کر کے محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ کرا دیا اور فضل احمد کی والدہ نے ان سے قطع تعلق نہ کیا بلکہ ان کے ساتھ رہیں۔ **تب حضرت صاحب نے ان کو طلاق دے دی۔** خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا یہ طلاق دینا آپ کے اس اشتہار کے مطابق تھا جو آپ نے 2 مئی 1891ء کو شائع کیا تھا اور جس کی سرخی تھی ''اشتہار نصرت دین و قطع تعلق از اقارب مخالفِ دین۔'' اس میں آپ نے بیان فرمایا تھا کہ اگر مرزا سلطان احمد اور ان کی والدہ اس امر میں مخالفانہ کوشش سے الگ نہ ہو گئے تو پھر آپ کی طرف سے مرزا سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوں گے اور ان کی والدہ کو آپ کی طرف سے طلاق ہو گی۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ فضل احمد نے اس وقت اپنے آپ کو عاق ہونے سے بچا لیا۔ نیز والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ اس واقعہ کے بعد ایک دفعہ مرزا سلطان احمد کی والدہ بیمار ہوئیں تو چونکہ حضرت صاحب کی طرف سے مجھے اجازت تھی، میں انھیں دیکھنے کے لیے گئی۔ واپس آ کر میں نے حضرت صاحب سے ذکر کیا کہ پھجے کی ماں بیمار

ہے، اور یہ تکلیف ہے۔ آپ خاموش رہے۔ میں نے دوسری دفعہ کہا تو فرمایا میں تمھیں دو گولیاں دیتا ہوں، یہ دے آؤ۔ مگر اپنی طرف سے دینا میرا نام نہ لینا۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ اور بھی بعض اوقات حضرت صاحب نے اشارۃً کنایۃً مجھ پر ظاہر کیا کہ میں ایسے طریق پر کہ حضرت صاحب کا نام درمیان میں نہ آئے، اپنی طرف سے کبھی کچھ مدد کر دیا کروں، سو میں کر دیا کرتی تھی۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 33، 34 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 547 پر)

بدذات بیوی

(126) "عورتوں میں یہ بھی ایک بدعادت ہے کہ جب کسی عورت کا خاوند کسی اپنی مصلحت کے لیے کوئی دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے تو وہ عورت اور اس کے اقارب سخت ناراض ہوتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں اور شور مچاتے ہیں اور اس بندۂ خدا کو ناحق ستاتے ہیں۔ ایسی عورتیں اور ایسے ان کے اقارب بھی نابکار اور خراب ہیں کیونکہ اللہ جل شانہ نے اپنی حکمت کاملہ سے جس میں صدہا مصالحہ ہیں، مردوں کو اجازت دے رکھی ہے کہ وہ اپنی کسی ضرورت یا مصلحت کے وقت چار تک بیویاں کر لیں۔ پھر جو شخص اللہ رسولؐ کے حکم کے مطابق کوئی نکاح کرتا ہے تو اس کو کیوں بُرا کہا جائے۔ ایسی عورتیں اور ایسے ہی اس عادت والے اقارب جو خدا اور اس کے رسولؐ کے حکموں کا مقابلہ کرتی ہیں، نہایت مردود اور شیطان کی بہنیں اور بھائی ہیں کیونکہ وہ خدا اور رسولؐ کے فرمودہ سے منہ پھیر کر اپنے رب کریم سے لڑائی کرنا چاہتے ہیں۔ اور اگر کسی نیک دل مسلمان کے گھر میں ایسی بدذات بیوی ہو تو اسے مناسب ہے کہ اس کو سزا دینے کے لیے دوسرا نکاح ضرور کرے۔

بعض جاہل مسلمان اپنے ناطہ رشتہ کے وقت یہ دیکھ لیتے ہیں کہ جس کے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کرنا منظور ہے اس کی پہلی بیوی بھی ہے یا نہیں۔ پس اگر پہلی بیوی موجود ہو تو ایسے شخص سے ہرگز نکاح کرنا نہیں چاہتے۔ سو یاد رکھنا چاہیے کہ ایسے لوگ بھی صرف نام کے مسلمان ہیں اور ایک طور سے وہ ان عورتوں کے مددگار ہیں جو اپنے خاوندوں کے دوسرے نکاح سے ناراض ہوتی ہیں۔ سو ان کو بھی خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 86 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 549 پر)

حالت مردمی کالعدم

(127) ''ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا۔ اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا۔ میری حالت مردمی کالعدم تھی۔ اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی اس لیے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے۔ غرض اس ابتلا کے وقت میں نے جناب الٰہی میں دعا کی اور مجھے اس نے دفع مرض کے لیے اپنے الہام کے ذریعہ سے دوائیں بتلائیں۔ اور میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ وہ دوا میں نے طیار کی اور اس میں خدا نے اس قدر برکت ڈال دی کہ میں نے دلی یقین سے معلوم کیا کہ وہ پر صحت طاقت جو ایک پورے تندرست انسان کو دنیا میں مل سکتی ہے۔ وہ مجھے دی گئی اور چار لڑکے مجھے عطا کیے گئے۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 98، 99 طبع چہارم، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 550 پر)

بیوی کے ایام نے عزت رکھ لی

(128) ''مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ، حافظ صاحب سے روایت کرتے ہیں: حضرت مسیح موعود نے (گویا نومبر 1884ء میں) ایک روز مجھے فرمایا: میاں حامد علی! سفر پر جانا ہے۔ چنانچہ یکہ کرایہ پر لیا۔ جب خاکروبوں کے محلّہ کے قریب پہنچے تو مرزا اسمٰعیل بیگ صاحب سے فرمایا کہ میں دہلی شادی کرنے کے لیے جا رہا ہوں۔ وہیں رخصتانہ اور ولیمہ ہوگا۔ یہ بات کسی کو نہ بتائیں۔ میں جا کر خط لکھوں گا۔ اس وقت سلطان احمد کی والدہ کو بتا دینا تاکہ میری واپسی تک وہ رو دھو بیٹھے۔ میں حضور کی یہ بات سن کر سخت حیرت زدہ ہو گیا، کیونکہ مجھے بخوبی معلوم تھا کہ حضور اس وقت ازدواجی زندگی کے قابل نہ تھے۔ اور عرصہ سے میں مختلف حکیموں اور طبیبوں سے نسخے معلوم کر کے نوٹ کیا کرتا تھا (اور حضور کو کھلاتا تھا لیکن کسی کا بھی اثر نہ ہوتا تھا) مرزا اسمٰعیل بیگ صاحب کی موجودگی میں تو میں نے اپنے تئیں بمشکل ضبط کیا لیکن نہر کے پل پر پہنچے تو عرض کیا: آپ کی حالت آپ پر اور نہ مجھ پر مخفی ہے۔ پھر آپ نے شادی کا کیوں ارادہ فرمایا ہے؟ فرمایا کہ آپ کی بات درست ہے۔ لیکن میں کیا کروں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ چل تو میں چلتا

ہوں۔ اس جواب پر میں کیا عرض کرتا۔ سو میں خاموش ہو گیا۔

دہلی میں حضرت میر ناصر نواب صاحب کے ہاں پہنچے تو بیٹھک میں مجھے ٹھہرایا گیا۔ چند روز قبل ہی بیوی صاحبہ (حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ) ایام سے پاک ہوئی تھیں۔ گھر پر ہی رخصتانہ عمل میں آیا۔ رخصتانہ کی رات میں نہایت بیقرار تھا کہ کیا ہوگا۔ چنانچہ شدت اضطراب کی وجہ سے میری نیند کافور ہوگئی۔ اور میں رات بھر حضور کے لیے نہایت تضرع سے دعا میں مصروف رہا۔ صبح کی اذان ہوئی تو حضور میرے پاس تشریف لائے اور ہم نے نماز فجر ادا کی، جس کے بعد فرمایا۔ آؤ! لال قلعہ کی طرف سیر کر آئیں۔ چنانچہ راستہ میں خود ہی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کتنی پردہ پوش اور باوفا ہے کہ رات بیوی صاحبہ کو پھر ایام شروع ہو گئے اور ہمیں چھٹی ہو گئی۔ چنانچہ اسی حالت میں حضور حضرت ام المومنین کو لے کر قادیان تشریف لے آئے۔

کچھ عرصہ بعد حضرت میر صاحب نے حضور کو لکھا کہ آپ لڑکی کو چھوڑ جائیں۔ حضور نے ایک سو روپیہ بھجوا کر لکھا کہ مجھے تصنیف کے کام کی وجہ سے فرصت نہیں، آپ آ کر لے جائیں۔ چنانچہ میر صاحب آ کر لے گئے۔ پھر دو تین ماہ بعد حضور کو لکھا کہ آپ آ کر بچی کو لے جائیں۔ حضور نے ایک سو روپیہ بھیج دیا اور لکھا کہ آپ آ کر چھوڑ جائیں۔ چنانچہ میر صاحب آ کر چھوڑ گئے۔ حضرت ام المومنین کے اخلاقِ عالیہ قابل تعریف ہیں کہ آپ نے اپنے والدین کے ہاں اور سہیلیوں سے اس بارہ میں کوئی شکوہ نہیں کیا۔

میں حضور کے علاج میں پہلے ہی مصروف تھا۔ بیوی صاحبہ کی واپسی پر آٹھ دس ماہ گزر گئے لیکن علاج بے اثر رہا۔ ایک روز سیر میں حضور نے ہمیں فرمایا کہ تم لوگ دعویٰ محبت کرتے ہو، میں تمہارا امتحان کرنا چاہتا ہوں۔ ہم حیران ہوئے کہ نہ معلوم کیا امتحان ہوگا۔ تو فرمایا: میرے دل میں ایک بات ہے اس کے متعلق دعا کرو۔ اور جو پتہ لگے بتاؤ۔ چنانچہ حضور روزانہ ہم سے دریافت کرتے تھے کہ کیا خواب آئی ہے۔ دیگر احباب اپنی خوابیں سناتے تو حضور فرماتے کہ یہ اس امر کے متعلق نہیں۔ مجھے کوئی خواب نہ آئی تھی۔ ایک روز موضع تھہ غلام نبی اپنے اہل وعیال کے پاس جانے کی میں نے اجازت لی اور ابھی قادیان سے نکلا ہی تھا کہ غیر اختیاری طور پر میری زبان پر دُرود شریف جاری ہو گیا اور میں گاؤں تک درود شریف ہی پڑھتا گیا اور گھر پہنچا اور بچوں سے ملا، کھانا کھایا۔ لیکن میری یہ خاص کیفیت اسی طرح قائم تھی۔ تھکا ماندہ تھا، سو گیا۔ رات خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام ملے اور فرمایا۔ حامد علی!

تمہاری کاپی میں جو فلاں نسخہ ہے وہ مرزا صاحب کو کیوں نہیں دیتے؟ اس پر میں بیدار ہو گیا۔ اور صحن میں نکل کر دیکھا تو رات چاندنی ہونے کی وجہ سے یہ سمجھا کہ صبح ہو گئی ہے۔ اور میں قادیان کو روانہ ہو گیا۔ جب میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب والے مکان کی بیٹھک والی جگہ پر پہنچا تو حضور بیت الفکر میں ٹہل رہے تھے اور اس وقت فجر کی اذان کا وقت ہو گیا تھا۔ میں نے کوچہ سے السلام علیکم عرض کیا، تو حضور نے جواب دے کر پوچھا۔ کون ہے؟ عرض کیا: حامد علی۔ فرمایا۔ خیر ہے؟ عرض کیا کہ خیر ہے۔ اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی خواب بیان کی۔ فرمایا۔ یہی بات تھی جس کے لیے میں نے آپ دوستوں کو دعا کے لیے کہا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنی کاپی میں تحریر کردہ وہ دو اڑھائی پیسے کا معمولی نسخہ بنا کر حضور کو استعمال کروایا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا مفید ثابت ہوا کہ کچھ عرصہ تک حضور ہر نماز غسل کر کے پڑھتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعد میں ایک اور نسخہ بھی بتا دیا جو بے حد مفید ثابت ہوا۔ چنانچہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کی روایت ہے:

''حافظ حامد علی صاحب مرحوم خادم مسیح موعود بیان کرتے تھے کہ جب حضرت صاحب نے دوسری شادی کی تو ایک عمر تک تجرد میں رہنے اور مجاہدات کرنے کی وجہ سے آپ نے اپنے قویٰ میں ضعف محسوس کیا۔ اس پر وہ الہامی نسخہ جو ''زدجام عشق'' کے نام سے مشہور ہے بنوا کر استعمال کیا۔ چنانچہ وہ نسخہ نہایت ہی بابرکت ثابت ہوا۔ حضرت خلیفہ اوّل بھی فرماتے تھے کہ میں نے یہ نسخہ ایک بے اولاد امیر کو کھلایا تو خدا کے فضل سے اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس پر اس نے ہیرے کے کڑے ہمیں نذر دیے۔''

یہ ساری تفصیل فضلِ الٰہی کے نشان کی خاطر دی گئی ہے۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:

''اس وقت میرا دل و دماغ اور جسم نہایت کمزور تھا اور علاوہ ذیابیطس اور دورانِ سر اور تشنجِ قلب کے دق کی بیماری کا اثر ابھی بکلی دور نہیں ہوا تھا۔ اس نہایت درجہ کے ضعف میں جب نکاح ہوا تو بعض لوگوں نے افسوس کیا کیونکہ میری حالتِ مردمی کالعدم تھی۔ اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے مجھے خط لکھا تھا...... کہ آپ کو شادی نہیں کرنی چاہیے تھی۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی ابتلاء پیش آوے۔ مگر باوجود ان کمزوریوں کے خدا نے مجھے پوری قوت، صحت اور طاقت بخشی اور چار لڑکے عطا کیے۔''

(اصحابِ احمد جلد سیزدہم صفحہ 31 تا 33 از ملک صلاح الدین قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 552 پر)

قربان جائیں قادیانی لٹریچر پر، کوئی حجاب نہیں، کوئی پردہ نہیں۔ صدائے عام

ہے............!!!

ڈھیٹ اور بے شرم بھی عالم میں ہوتے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی بے حیائی آپ کی

پچاس مردوں کے برابر طاقت

(129) ''ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا۔ اور دو مرضیں یعنی ذیابیطس اور دردسر مع دورانِ سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا۔ اس لیے میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ اس لیے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا اور ایک خط جس کو میں نے اپنی جماعت کے بہت سے معزز لوگوں کو دکھلا دیا ہے۔ جیسے اخویم مولوی نور الدین صاحب اور اخویم مولوی برہان الدین وغیرہ۔ مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعۃ السنہ نے ہمدردی کی راہ سے میرے پاس بھیجا کہ آپ نے شادی کی ہے اور مجھے حکیم محمد شریف کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے۔ اگر یہ امر آپ کی روحانی قوت سے تعلق رکھتا ہے تو میں اعتراض نہیں کر سکتا کیونکہ میں اولیاء اللہ کے خوارق اور روحانی قوتوں کا منکر نہیں ورنہ ایک بڑے فکر کی بات ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی ابتلا پیش آوے۔'' یہ ایک چھوٹے سے کاغذ پر رقعہ ہے جو اب تک اتفاقاً میرے پاس محفوظ رہا ہے۔ اور میری جماعت کے پچاس کے قریب دوستوں نے بچشم خود اس کو دیکھ لیا اور خط پہچان لیا ہے۔ اور مجھے امید نہیں کہ مولوی محمد حسین صاحب اس سے انکار کریں اور اگر کریں تو پھر حلف دینے سے حقیقت کھل جائے گی۔ غرض اس ابتلا کے وقت میں نے جناب الٰہی میں دعا کی۔ اور مجھے اس نے رفع مرض کے لیے اپنے الہام کے ذریعہ سے دوائیں بتلائیں۔ اور میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ وہ دوا میں نے طیار کی اور اس میں خدا نے اس قدر برکت ڈال دی کہ میں نے دلی یقین سے معلوم کر لیا کہ وہ پرصحت طاقت جو ایک پورے تندرست انسان کو دنیا میں مل سکتی ہے وہ مجھے دی گئی اور چار لڑکے مجھے عطا کیے گئے۔ اگر دنیا اس بات کو مبالغہ نہ سمجھتی تو میں اس جگہ اس واقعہ حقہ کو جو اعجازی رنگ میں ہمیشہ کے لیے مجھے عطا کیا گیا بہ تفصیل بیان کرتا تا معلوم ہوتا کہ ہمارے قادر قیوم کے نشان ہر رنگ میں

ظہور میں آتے ہیں اور ہر رنگ میں اپنے خاص لوگوں کو وہ خصوصیت عطا کرتا ہے جس میں دنیا کے لوگ شریک نہیں ہو سکتے۔ میں اس زمانہ میں اپنی کمزوری کی وجہ سے ایک بچہ کی طرح تھا۔ اور پھر اپنے تئیں خداداد طاقت میں پچاس مرد کے قائم مقام دیکھا۔ اس لیے میرا یقین ہے کہ ہمارا خدا ہر چیز پر قادر ہے۔"

(تریاق القلوب صفحہ 36 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 203، 204 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 555 پر)

واقعی یہ ایک عجیب نسخہ ہوگا اور عجب نہیں کہ حکیم نور الدین سے لے کر موجودہ قادیانی خلیفہ تک اس نسخہ سے نہ صرف خود مستفیض ہوئے ہوں گے بلکہ خاص خاص "قادیانیوں" کو بھی اس عجیب الفعل تریاق سے بہرہ مند فرماتے ہوں گے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مرزا قادیانی کے گھر میں چالیس پچاس زن مدخولہ ہوتیں تو پچاس مردوں کی طاقت قرین قیاس تھی لیکن ایک بیوی اور پچاس مردوں کی طاقت، ایک بعید از فہم اور بے جوڑ سی بات معلوم ہوتی ہے۔

حقیقی بیعت

(130) "ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ اگر آپ کو ہر طرح سے بزرگ مانا جائے اور آپ کے ساتھ صدق اور اخلاص ہو مگر آپ کی بیعت میں انسان شامل نہ ہووے تو اس میں کیا حرج ہے؟ فرمایا۔ "بیعت کے معنی ہیں اپنے تئیں بیچ دینا اور یہ ایک کیفیت ہے جس کو قلب محسوس کرتا ہے جبکہ انسان اپنے صدق اور اخلاص میں ترقی کرتا کرتا اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ اس میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو وہ بیعت کے لیے خود بخود مجبور ہو جاتا ہے۔ اور جب تک یہ کیفیت پیدا نہ ہو جائے تو انسان سمجھ لے کہ ابھی اس کے صدق اور اخلاص میں کمی ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 506 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 557 پر)

نصرت جہاں بیگم نے بیعت نہیں کی

(131) "بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود نے پہلی بیعت

لدھیانہ میں لی تھی۔ پہلے دن چالیس آدمیوں نے بیعت کی تھی، پھر جب آپ گھر میں آئے تو بعض عورتوں نے بیعت کی۔ سب سے پہلے مولوی صاحب (حضرت مولوی نور الدین صاحب) نے بیعت کی تھی۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ آپ نے کب بیعت کی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ میرے متعلق مشہور ہے کہ میں نے بیعت سے توقف کیا اور کئی سال بعد بیعت کی۔ یہ غلط ہے بلکہ میں کبھی بھی آپ سے الگ نہیں ہوئی۔ ہمیشہ آپ کے ساتھ رہی اور شروع سے ہی اپنے آپ کو بیعت میں سمجھا اور اپنے لیے باقاعدہ الگ بیعت کی ضرورت نہیں سمجھی۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 18، 19 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 558 پر)

بیعت نہ کرنے والا منافق

(132) "اب یہ ظاہر بات ہے کہ جو شخص حضرت مسیح موعود کو واقعی سچا مسلمان جانتا ہے اور آپ کے مکذبین کو کافر سمجھتا ہے اور آپ کے الہامات اور نشانات کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مانتا ہے اور پھر آپ کی بیعت نہیں کرتا، ایسا شخص یقیناً منافق ہے اور صرف زبانی دعویٰ کرتا ہے ورنہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ حضرتؑ صاحب تو یہ کہیں کہ میری بیعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر ایک شخص پر ضروری ہے اور وہ باوجود آپ کو راستباز جاننے اور آپ کے نشانات اور الہامات پر ایمان لانے کے آپ کی بیعت میں داخل نہ ہو۔ اس لیے اگر کوئی شخص ایسا اشتہار دے بھی دے جس میں حضرت صاحب کے مکفرین کو کافر لکھا گیا ہو اور یہ بھی اعلان کرے کہ میں حضرت مرزا قادیانی کو راستباز مسلمان سمجھتا ہوں اور آپ کے نشانات پر ایمان لاتا ہوں لیکن بیعت نہ کرے تو تب بھی ہم اس کو مسلمان نہیں کہیں گے کیونکہ وہ منافق ہے اور صرف زبان سے دعویٰ کرتا ہے...... اور یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک شخص آپ کو آپ کے تمام دعاوی میں صادق جانتا ہو اور پھر باقاعدہ سلسلہ میں داخل نہ ہو۔ خاص کر جب حضرت مسیح موعود کا یہ ارشاد بھی موجود ہے کہ میری بیعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر ایک شخص پر واجب قرار دی گئی ہے ایسے شخص کے منافق ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔"

(کلمۃ الفصل صفحہ 162، 163، 165 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 560 پر)

تنگ پاجامہ

(133) ''مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دن حضرت صاحب کی مجلس میں عورتوں کے لباس کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ایسا تنگ پاجامہ جو بالکل بدن کے ساتھ لگا ہوا ہو اچھا نہیں ہوتا کیونکہ اس سے عورت کے بدن کا نقشہ ظاہر ہو جاتا ہے جو ستر کے منافی ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ صوبہ سرحد میں اور اس کے اثر کے ماتحت پنجاب میں بھی عورتوں کا عام لباس سلوار ہے۔ لیکن ہندوستان میں تنگ پاجامہ کا دستور ہے اور ہندوستان کے اثر کے ماتحت پنجاب کے بعض خاندانوں میں بھی تنگ پاجامے کا رواج قائم ہو گیا ہے۔ چنانچہ ہمارے گھروں میں بھی بوجہ حضرت والدہ صاحبہ کے اثر کے جو دلی کی ہیں، زیادہ تر تنگ پاجامے کا رواج ہے۔ لیکن سلوار بھی استعمال ہوتی رہتی ہے مگر اس میں شک نہیں کہ ستر کے نکتہ نگاہ سے تنگ پاجامہ ضرور ایک حد تک قابل اعتراض ہے اور سلوار کا مقابلہ نہیں کرتا ہاں زینت کے لحاظ سے دونوں اپنی اپنی جگہ اچھے ہیں یعنی بعض بدنوں پر تنگ پاجامہ سجتا ہے اور بعض پر سلوار۔''

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 66 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 563 پر)

غرارہ

(134) ''آخری ایام میں حضور ہمیشہ ایسے پاجامے پہنا کرتے تھے، جو نیچے سے تنگ اوپر سے کھلے گاؤ دم طرز کے اور شرعی کہلاتے ہیں۔ لیکن شروع میں 95-1890ء میں، میں نے حضور کو بعض دفعہ غرارہ پہنے ہوئے بھی دیکھا ہے۔''

(ذکر حبیب صفحہ 39 از مفتی محمد صادق قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 564 پر)

مصافحہ

(135) ''میاں فخر الدین صاحب ملتانی ثم قادیانی نے مجھ سے بیان کیا کہ جب 1907ء میں حضرت بیوی صاحبہ لاہور تشریف لے گئیں تو ان کی واپسی کی اطلاع آنے پر حضرت مسیح موعود ان کو لانے کے لیے بٹالہ تک تشریف لے گئے۔ میں نے بھی مولوی سید محمد احسن صاحب مرحوم کے واسطے سے حضرت صاحب سے آپ کے ساتھ جانے کی اجازت حاصل کی

اور حضرت صاحب نے اجازت عطا فرمائی۔ مگر مولوی صاحب سے فرمایا کہ فخر الدین سے کہہ دیں کہ اور کسی کو خبر نہ کرے اور خاموشی سے ساتھ چلا چلے۔ بعض اور لوگ بھی حضرت صاحب کے ساتھ ہمرکاب ہوئے۔ حضرت صاحب پالکی میں بیٹھ کر روانہ ہوئے جسے آٹھ کہار باری باری اٹھاتے تھے۔ قادیان سے نکلتے ہی حضرت صاحب نے قرآن شریف کھول کر اپنے سامنے رکھ لیا اور سورہ فاتحہ کی تلاوت شروع فرمائی اور میں غور کے ساتھ دیکھتا گیا کہ بٹالہ تک حضرت صاحب سورہ فاتحہ ہی پڑھتے چلے گئے اور دوسرا ورق نہیں الٹا۔ راستہ میں ایک دفعہ نہر پر حضرت صاحب نے اتر کر پیشاب کیا اور پھر وضو کر کے پالکی میں بیٹھ گئے اور اس کے بعد پھر اسی طرح سورۃ فاتحہ کی تلاوت میں مصروف ہو گئے۔ بٹالہ پہنچ کر حضرت صاحب نے سب خدام کی معیت میں کھانا کھایا اور پھر سٹیشن پر تشریف لے گئے۔ جب حضرت صاحب سٹیشن پر پہنچے تو گاڑی آ چکی تھی۔ اور حضرت بیوی صاحبہ گاڑی سے اتر کر آئی ہوئی تھیں اور حضرت صاحب کو ادھر دیکھ رہی تھیں۔ حضرت صاحب بھی بیوی صاحبہ کو دیکھتے پھرتے تھے کہ اتنے میں لوگوں کے مجمع میں حضرت بیوی صاحبہ کی نظر حضرت صاحب پر پڑ گئی اور انھوں نے محمود کے ابا کہہ کر حضرت صاحب کو اپنی طرف متوجہ کیا اور پھر حضرت صاحب نے سٹیشن پر ہی سب لوگوں کے سامنے بیوی صاحبہ کے ساتھ مصافحہ فرمایا اور ان کو ساتھ لے کر فرودگاہ پر واپس تشریف لے آئے۔"

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 106، 107 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 565 پر)

ملکہ کا راج

(136) "مکرمی مفتی محمد صادق صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں میں کسی وجہ سے اپنی بیوی مرحومہ پر کچھ خفا ہوا، جس پر میری بیوی نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی بڑی بیوی کے پاس جا کر میری ناراضگی کا ذکر کیا اور حضرت مولوی صاحب کی بیوی نے مولوی صاحب سے ذکر کر دیا۔ اس کے بعد میں جب حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سے ملا تو انھوں نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ "مفتی صاحب آپ کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہاں ملکہ کا راج ہے۔" بس اس کے سوا اور کچھ نہیں کہا مگر میں ان کا مطلب سمجھ گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے یہ الفاظ عجیب معنی خیز ہیں کیونکہ ایک طرف تو ان دنوں میں برطانیہ کے تخت پر ملکہ وکٹوریا متمکن تھیں اور دوسری

طرف حضرت مولوی صاحب کا اس طرف اشارہ تھا کہ حضرت مسیح موعود اپنے خانگی معاملات میں حضرت ام المومنین کی بات بہت مانتے ہیں۔''

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 102 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 567 پر)

میں ایسے پردے کا قائل نہیں

(137) ''بیان کیا حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۂ اول نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کسی سفر میں تھے۔ سٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی، آپ بیوی صاحبہ کے ساتھ سٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگ گئے، یہ دیکھ کر مولوی عبدالکریم صاحب جن کی طبیعت غیور (اور مرزا قادیانی کی؟) اور جوشیلی تھی، میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ ادھر ادھر پھرتے ہیں۔ آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جاوے۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کہا میں تو نہیں کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں۔ ناچار مولوی عبدالکریم صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور، لوگ بہت ہیں۔ بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا جاؤ جی میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آئے۔ میں نے کہا مولوی صاحب! جواب لے آئے؟''

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 63 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 568 پر)

مر جا بیوی دی گل بڑی مندا اے

(138) ''خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ جاننے کے لیے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا اپنے گھر والوں کے ساتھ کیسا معاملہ تھا، مولوی عبدالکریم صاحب کی تصنیف سیرت مسیح موعود کے مندرجہ ذیل فقرات ایک عمدہ ذریعہ ہیں۔ مولوی صاحب موصوف فرماتے ہیں: ''عرصہ قریب پندرہ برس کا گزرتا ہے جبکہ حضرت صاحب نے بار دیگر خدا تعالیٰ کے امر سے معاشرت کے بھاری اور نازک فرض کو اٹھایا ہے۔ اس اثنا میں کبھی ایسا موقع نہیں آیا کہ خانہ جنگی کی آگ مشتعل ہوئی ہو۔ وہ ٹھنڈا دل اور بہشتی قلب قابل غور ہے، جسے اتنی مدت میں کسی قسم کے

رنج اور تغص عیش کی آگ کی آنچ تک نہ چھوئی ہو۔ اس بات کو اندرون خانہ کی خدمتگار عورتیں جو عوام الناس سے ہیں، اور فطری سادگی اور انسانی جامہ کے سوا کوئی تکلف اور تصنع، زیرکی اور استنباطی قوت نہیں رکھتیں بہت عمدہ طرح محسوس کرتی ہیں۔ وہ تعجب سے دیکھتی ہیں تو اور زمانہ اور گردوپیش کے عام عرف اور برتاؤ کے بالکل برخلاف دیکھ کر بڑے تعجب سے کہتی ہیں اور میں نے بارہا انہیں خود حیرت سے کہتے ہوئے سنا ہے کہ

''مرجا بیوی دی گل بڑی منداا ے۔''

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 276 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 569 پر)

مبارکہ بیگم اور امتہ الحفیظ کا حق مہر

(139) ''خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم کا نکاح حضرت صاحب نے نواب محمد علی خان صاحب کے ساتھ کیا تو مہر 56 ہزار روپیہ مقرر کیا گیا تھا اور حضرت صاحب نے مہر نامہ کو باقاعدہ رجسٹری کروائے اس پر بہت سے لوگوں کی شہادتیں ثبت کروائی تھیں۔ اور جب حضرت صاحب کی وفات کے بعد ہماری چھوٹی ہمشیرہ امتہ الحفیظ بیگم کا نکاح خان محمد عبداللہ خان صاحب کے ساتھ ہوا تو مہر -/15000 مقرر کیا گیا اور یہ مہر نامہ بھی باقاعدہ رجسٹری کرایا گیا تھا۔ لیکن ہم تینوں بھائیوں میں سے جن کی شادیاں حضرت صاحب کی زندگی میں ہوگئی تھیں، کسی کا مہر نامہ تحریر ہو کر رجسٹری نہیں ہوا اور مہر ایک ایک ہزار روپیہ مقرر ہوا تھا۔'' (اس لیے کہ آپ کی بیویاں پیغمبر زادیاں نہ تھیں۔ ناقل)

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 53 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 570 پر)

قادیانی بتائیں! لڑکی اور لڑکوں کے مہر میں اتنا تفاوت کیوں؟ اور کیا انبیا کا یہی شیوہ ہوتا ہے کہ اتنا گراں مہر مقرر کریں، اور رجسٹری کرا دیں۔ ظلی اور بروزی نبوت کا رنگ بھرنے والو! حضرت زہرا سیدۃ النسا اہل الجنتہ کے نکاح کی سادگی دیکھو اور خانہ ساز نبوت کو ظلی اور عین محمد ﷺ کی نبوت کہتے ہوئے شرم کرو! یہاں یہ بھی یاد رہے کہ اس زمانہ میں ایک روپیہ آج کے 6000 ہزار روپے کے برابر تھا۔ قارئین کرام اب خود ہی جمع تفریق کر لیں۔

داماد کی قوت باہ کا علاج

(140) ''مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
کسی قدر تریاق جدید کی گولیاں ہمدست مرزا خدا بخش صاحب آپ کی خدمت میں ارسال ہیں اور کسی قدر اس وقت دے دوں گا جب آپ قادیان آئیں گے۔ یہ دوا تریاق الٰہی سے فوائد میں بہت بڑھ کر ہے۔ اس میں بڑی بڑی قابل قدر دوائیں پڑی ہیں۔ جیسے مشک عنبر، زنبی، مروارید، سونے کا کشتہ، فولاد، یاقوت احمر، کونین، فاسفورس، کہربا، مرجان، صندل، کیوڑہ، زعفران۔ یہ تمام دوائیں قریب سو کے ہیں اور بہت سا فاسفورس اس میں داخل کیا گیا ہے۔ یہ دوا علاج طاعون کے علاوہ مقوی دماغ، مقوی جگر، مقوی معدہ، مقوی باہ اور مراق کو فائدہ کرنے والی مصفی خون ہے۔ مجھ کو اس کے تیار کرنے میں اول تامل تھا کہ بہت سے روپیہ پر اس کا تیار کرنا موقوف تھا لیکن چونکہ حفظ صحت کے لیے یہ دوا مفید ہے، اس لے اس قدر خرچ گوارا کیا گیا۔ چالیس تولہ سے کچھ زیادہ اس میں یاقوت احمر ہے۔ اگر خریدا جاتا تو شاید کئی سو روپیہ سے آتا............

خوراک اس کی اول استعمال میں دو رتی سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے تا کہ گرمی نہ کرے۔ نہایت درجہ مقوی اعصاب ہے اور خارش اور بثورات اور جذام اور ذیابیطس اور انواع واقسام کے خطرناک امراض کے لیے مفید ہے اور قوت باہ میں اس کا ایک عجیب اثر ہے۔''

(خاکسار مرزا غلام احمد 29 اگست 1899ء)

(مرزا قادیانی کا اپنے داماد نواب محمد علی کے نام، مکتوبات احمد جلد دوم، طبع جدید صفحہ 250 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 571 پر)

اپنے بیٹے فضل احمد کی موت پر خوشی کا اظہار

(141) ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب مرزا فضل احمد فوت ہوا تو اس کے کچھ عرصہ بعد حضرت صاحب نے مجھے فرمایا کہ تمہاری اولاد کے ساتھ جائداد کا حصہ بٹانے والا ایک فضل احمد ہی تھا۔ سو وہ بیچارہ بھی گزر گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ہمارے دادا صاحب کے دو لڑکے تھے ایک حضرت صاحب جن کا نام مرزا غلام احمد تھا اور دوسرے ہمارے تایا مرزا غلام قادر صاحب جو حضرت صاحب سے بڑے

تھے۔ ہمارے دادا نے قادیان کی زمین میں دو گاؤں آباد کر کے ان کو اپنے دونوں بیٹوں کے نام موسوم کیا تھا۔ چنانچہ ایک کا نام قادر آباد رکھا اور دوسرے کا احمد آباد، احمد آباد بعد میں کسی طرح ہمارے خاندان کے ہاتھ سے نکل گیا اور صرف قادر آباد رہ گیا۔ چنانچہ قادر آباد حضرت صاحب کی اولاد میں تقسیم ہوا اور اسی میں مرزا سلطان احمد صاحب کا حصہ آیا۔ لیکن خدا کی قدرت کہ اب قریباً چالیس سال کے عرصہ کے بعد احمد آباد جو ہمارے خاندان کے ہاتھ سے نکل کر غیر خاندان میں جا چکا تھا۔ واپس ہمارے پاس آ گیا ہے اور اب وہ کلیتہً صرف ہم تین بھائیوں کے پاس ہے۔ یعنی مرزا سلطان احمد صاحب کا اس میں حصہ نہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ قادر آباد قادیان سے مشرق کی جانب واقع ہے اور احمد آباد جانب شمال ہے۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 22 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 572 پر)

سسرالی عورتوں کے متعلق الہام

(142) "ایک دفعہ میری بیوی کے حقیقی بھائی سید محمد اسمٰعیل کا (جن کی عمر اس وقت دس برس کی تھی) پٹیالہ سے خط آیا کہ میری والدہ فوت ہو گئی ہے۔ اور اسحاق میرے چھوٹے بھائی کو کوئی سنبھالنے والا نہیں ہے۔ اور پھر خط کے اخیر میں یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ اسحاق فوت ہو گیا ہے اور بڑی جلدی سے بلایا کہ دیکھتے ہی چلے آئیں۔ اس خط کے پڑھنے سے بڑی تشویش ہوئی کیونکہ اس وقت میرے گھر کے لوگ بھی سخت تپ سے بیمار تھے...... تب مجھے اس تشویش میں یک دفعہ غنودگی ہوئی اور یہ الہام ہوا۔

اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ.

یعنی اے عورتو! تمہارے فریب بہت بڑے ہیں...... اس کے ساتھ ہی تفہیم ہوئی کہ یہ ایک خلاف واقعہ بہانہ بنایا گیا ہے۔ تب میں نے...... شیخ حامد علی کو جو میرا نوکر تھا، پٹیالہ روانہ کیا، جس نے واپس آ کر بیان کیا کہ اسحٰق اور اس کی والدہ ہر دو زندہ موجود ہیں۔"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 163، 164 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 573 پر)



ثبوت حاضر ہیں!

مرزا قادیانی
اور
غیرمحرم عورتیں

اسلام نے عورت کی عصمت و پاکیزگی کی حفاظت کے لیے پردہ ضروری قرار دیا۔عورت کے پردہ ترک کر دینے سے وہ عورت نہیں رہتی بلکہ بے حیائی کا مجسم فتنہ بن جاتی ہے جس سے معاشرے کی اخلاقی حالت ناگفتہ بہ ہو جاتی ہے۔اس کے ساتھ ہی اسلام نے غیر محرم مردوں اور عورتوں کے اختلاط پر بھی سختی سے پابندی عائد کی ہے کیونکہ اس سے جنسی جذبات انگیخت ہوتے ہیں جس کا اکثر نتیجہ زنا کی صورت میں وقوع پذیر ہوتا ہے۔نکاح کی تقدیس کو قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ غیر محرم عورت اور مرد تنہائی میں ایک جگہ پر اکٹھے نہ ہوں کیونکہ یہ ملاقات دعوت گناہ کی پہلی دستک ثابت ہو سکتی ہے۔اور شیطان کی منشا و مراد اسی طرح پوری ہوتی ہے۔

جھوٹا مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی اسلام کی ان بنیادی قدغنوں سے نالاں تھا۔ اس کی اپنی شریعت تھی۔وہ اپنے پیشرو مسیلمہ کذاب کی طرح بڑا حسن پرست تھا۔اس لیے غیر محرم عورتوں سے بڑی بے تکلفی سے گفتگو کرتا۔رات کو وہ عورتیں چراغ محفل بن کر اُسے رغبت اور شہوت دلانے کا محرک بنتیں۔مرزا قادیانی ان کے جسم سے لطف اٹھاتا اور حیران کن بات یہ ہے کہ اس کے اہل خانہ یا مریدوں میں سے کسی کو بھی مرزا قادیانی کے ان مشاغل پر کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ممکن ہے قارئین کرام میرے ان خیالات کو جانبدارانہ سمجھیں اور انھیں اس سے حیرت ہو مگر مجھے یقین ہے کہ مندرجہ ذیل حوالہ جات پڑھنے کے بعد وہ میری تائید فرمائیں گے۔

نبی کریم محمد ﷺ کا تقویٰ

(143) ''ہمارے سید و مولیٰ افضل الانبیاء خیر الاصفیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کا تقویٰ دیکھیے کہ وہ

ان عورتوں کے ہاتھ سے بھی ہاتھ نہیں ملاتے تھے جو پاکدامن اور نیک بخت ہوتی تھیں اور بیعت کر لینے کے لیے آتی تھیں بلکہ دور بٹھا کر صرف زبانی تلقین توبہ کرتے تھے۔"

(نور القرآن صفحہ 74 مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 449 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 574 پر)

اسلام کی اعلیٰ تعلیم

(144) "یہ اسلام کی اعلیٰ تعلیم کا ایک نمونہ ہے کہ ہرگز قصداً کسی عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھو کہ یہ بدنظری کا پیش خیمہ ہے۔"

(نور القرآن صفحہ 72 مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 447 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 575 پر)

جو عورتیں پردہ نہیں کرتیں، شیطان ان کے ساتھ ہے

(145) "عورتوں کو چاہیے کہ اپنے خاوندوں کا مال نہ چراویں اور نامحرم سے اپنے تئیں بچاویں۔ اور یاد رکھنا چاہیے کہ بغیر خاوند اور ایسے لوگوں کے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جتنے مرد ہیں اُن سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ جو عورتیں نامحرم لوگوں سے پردہ نہیں کرتیں شیطان اُن کے ساتھ ساتھ ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 86 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 576 پر)

عورت سے مصافحہ جائز نہیں

(146) "مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود سے عرض کیا کہ میرے ساتھ شفاخانہ میں ایک انگریز لیڈی ڈاکٹر کام کرتی ہے اور وہ ایک بوڑھی عورت ہے۔ وہ کبھی کبھی میرے ساتھ مصافحہ کرتی ہے، اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ تو جائز نہیں ہے۔ آپ کو عذر کر دینا چاہیے کہ ہمارے مذہب میں یہ جائز نہیں۔"

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 76 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 577 پر)

غیر محرم عورتوں کو چھونا

(147) ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) عورتوں سے بیعت صرف زبانی لیتے تھے۔ ہاتھ میں ہاتھ نہیں لیتے تھے نیز آپ بیعت ہمیشہ اُردو الفاظ میں لیتے تھے مگر بعض اوقات دہقانی لوگوں یا دیہاتی عورتوں سے پنجابی الفاظ میں بھی بیعت لے لیا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ آنحضرت صلعم بھی عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے ان کے ہاتھ کو نہیں چھوتے تھے۔ دراصل قرآن شریف میں جو یہ آتا ہے کہ عورت کو کسی غیر محرم پر اظہار زینت نہیں کرنا چاہیے، اسی کے اندر لمس کی ممانعت بھی شامل ہے کیونکہ جسم کے چھونے سے بھی زینت کا اظہار ہو جاتا ہے۔''

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 15 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 578 پر)

''نبی معصوم''

(148) ''سوال ششم: حضرت اقدس (مرزا قادیانی) غیر عورتوں سے ہاتھ پاؤں کیوں دبواتے ہیں؟

جواب: وہ نبی معصوم ہیں، ان سے مس کرنا اور اختلاط منع نہیں بلکہ موجب رحمت و برکات ہے۔''

(قادیانی اخبار الحکم قادیان جلد 11 نمبر 13 مورخہ 17 اپریل 1907ء) (عکس صفحہ نمبر 579 پر)

اِدھر اُدھر

(149) ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے، باہر لے گیا اور اِدھر اُدھر پھراتا رہا۔ پھر جب اس نے سارا روپیہ

اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے (بے شرمی کا کام نہ کرتے) اور چونکہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں، اس لیے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔"..................

............"والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہمیں چھوڑ کر پھر مرزا امام الدین اِدھر اُدھر پھرتا رہا۔ آخر اس نے چائے کے ایک قافلہ پر ڈاکہ مارا اور پکڑا گیا مگر مقدمہ میں رہا ہو گیا۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ معلوم ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے ہماری (''خدمت خاص'' کی) وجہ سے ہی اسے قید سے بچا لیا ورنہ خواہ وہ خود کیسا ہی آدمی تھا، ہمارے مخالف یہی کہتے کہ ان کا ایک چچازاد بھائی جیل خانہ میں رہ چکا ہے۔"

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 43، 44 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 580 پر)

تھیٹر

(150) ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے امرتسر جانے کی خبر سے بعض اور احباب بھی مختلف شہروں سے وہاں آگئے۔ چنانچہ کپورتھلہ سے محمد خاں صاحب اور منشی ظفر احمد صاحب بہت دنوں وہاں ٹھہرے رہے۔ گرمی کا موسم تھا۔ اور منشی صاحب اور میں ہر دو نحیف البدن اور چھوٹے قد کے آدمی ہونے کے سبب ایک ہی چارپائی پر دونوں لیٹ جاتے تھے۔ ایک شب دس بجے کے قریب میں تھیٹر میں چلا گیا، جو مکان کے قریب ہی تھا۔ اور تماشہ ختم ہونے پر دو بجے رات کو واپس آیا۔ صبح منشی ظفر احمد صاحب نے میری عدم موجودگی میں حضرت صاحب کے پاس میری شکایت کی کہ مفتی صاحب رات تھیٹر چلے گئے تھے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے تاکہ معلوم ہو کہ وہاں کیا ہوتا ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں فرمایا۔ منشی ظفر احمد صاحب نے خود ہی مجھ سے ذکر کیا کہ میں تو حضرت صاحب کے پاس آپ کی شکایت لے کر گیا تھا اور میرا خیال تھا کہ حضرت صاحب آپ کو بلا کر تنبیہ کریں گے مگر حضور نے تو صرف یہی فرمایا کہ ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے۔"

(ذکر حبیب صفحہ 18 از مفتی محمد صادق قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 582 پر)

ٹانک وائن شراب کا استعمال

(151) ''مجبی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!
اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیا خریدنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں مگر ٹانک وائن چاہیے۔ اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام (مرزا غلام احمد)''
(خطوط امام بنام غلام، صفحہ 5، مرزا غلام احمد قادیانی صاحب، بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی، مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور) (عکس صفحہ نمبر 583 پر)

❑ ''ٹانک وائن کی حقیقت لاہور میں پلومر کی دکان سے ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت معلوم کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں حسب ارشاد پلومر کی دکان سے دریافت کیا گیا، جواب حسب ذیل ملا:
''ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سربند بوتلوں میں آتی ہے۔ اس کی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے۔'' (21 ستمبر 1933ء)
(''سودائے مرزا، صفحہ 39، حاشیہ، طبع دوم، مصنفہ حکیم محمد علی صاحب، پرنسپل طبیہ کالج امرتسر)

ٹانک وائن کا فتویٰ

❑ ''پس ان حالات میں اگر حضرت مسیح موعود برانڈی اور رم کا استعمال بھی اپنے مریضوں سے کرواتے یا خود بھی مرض کی حالت میں کر لیتے تو وہ خلاف شریعت نہ تھا۔ چہ جائیکہ ٹانک وائن جو ایک دوا ہے۔ اگر اپنے خاندان کے کسی ممبر یا دوست کے لیے جو کسی لمبے مرض سے اٹھا ہو اور کمزور ہو یا بالفرض محال خود اپنے لیے بھی منگوائی ہو اور استعمال بھی کی ہو تو اس میں کیا حرج ہو گیا۔ آپ کو ضعف کے دورے ایسے شدید پڑتے تھے کہ ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے تھے، نبض ڈوب جاتی تھی۔ میں نے خود ایسی حالت میں آپ کو دیکھا ہے۔ نبض کا پتہ نہیں ملتا تھا تو اطبا یا ڈاکٹروں کے مشورے سے آپ نے ٹانک وائن کا استعمال اندریں حالات کیا ہو تو عین مطابق شریعت ہے۔ آپ تمام تمام دن تصنیفات کے کام میں لگے رہتے تھے۔ راتوں کو عبادت کرتے تھے۔ بڑھاپا بھی پڑتا تھا تو اندریں حالات اگر ٹانک وائن بطور

علاج پی بھی لی ہوتو کیا قباحت لازم آ گئی۔"

(از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی، فریق لاہوری، مندرجہ اخبار "پیغام صلح" جلد 23، نمبر 15، مورخہ 4 مارچ 1935ء، وجلد 23، نمبر 65، مورخہ 11 اکتوبر 1935ء)

لڑکی کیسی ہونی چاہیے؟؟

(152) "ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے لاہور کی پہلی شادی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے گورداسپور میں کرائی تھی۔ جب رشتہ ہونے لگا تو لڑکی کو دیکھنے کے لیے حضور نے ایک عورت کو گورداسپور بھیجا تاکہ وہ آ کر رپورٹ کرے کہ لڑکی صورت وشکل وغیرہ میں کیسی ہے اور مولوی صاحب کے لیے موزوں بھی ہے یا نہیں۔ چنانچہ وہ عورت گئی۔ جاتے ہوئے اسے ایک یادداشت لکھ کر دی گئی۔ یہ کاغذ میں نے لکھا تھا اور حضرت صاحب نے بمشورہ حضرت ام المومنین لکھوایا تھا۔ اس میں مختلف باتیں نوٹ کرائی تھیں۔ مثلاً یہ کہ لڑکی کا رنگ کیسا ہے۔ قد کتنا ہے۔ اس کی آنکھوں میں کوئی نقص تو نہیں۔ ناک، ہونٹ، گردن، دانت، چال ڈھال وغیرہ کیسے ہیں۔ غرض بہت ساری باتیں ظاہری شکل وصورت کے متعلق لکھوا دی تھیں کہ ان کی بابت خیال رکھے اور دیکھ کر واپس آ کر بیان کرے۔ جب وہ عورت واپس آئی اور اس نے ان سب باتوں کی بابت اچھا یقین دلایا تو رشتہ ہوگیا۔ اسی طرح جب خلیفہ رشید الدین صاحب نے اپنی بڑی لڑکی حضرت میاں صاحب (مرزا محمود) کے لیے پیش کی تو ان دنوں میں یہ خاکسار ڈاکٹر صاحب موصوف کے پاس چکراتہ پہاڑ پر جہاں وہ متعین تھے، بطور تبدیلی آب وہوا کے گیا ہوا تھا۔ واپسی پر مجھ سے لڑکی کا حلیہ وغیرہ تفصیل سے پوچھا گیا۔ پھر حضرت میاں صاحب سے بھی شادی سے پہلے کئی لڑکیوں کا نام لے لے کر حضور نے ان کی والدہ کی معرفت دریافت کیا کہ ان کی کہاں مرضی ہے۔ چنانچہ حضرت میاں صاحب نے بھی والدۂ ناصر احمد کو انتخاب فرمایا اور اس کے بعد شادی ہوگئی۔"

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 296 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 584 پر)

گول منہ، لمبا منہ

(153) ”بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ مدت کی بات ہے جب میاں ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کی پہلی بیوی فوت ہوگئی اور ان کو دوسری بیوی کی تلاش ہوئی تو ایک دفعہ حضرت صاحب نے ان سے کہا کہ ہمارے گھر میں دو لڑکیاں رہتی ہیں۔ ان کو میں لاتا ہوں، آپ ان کو دیکھ لیں۔ پھر ان میں سے جو آپ کو پسند ہو اس سے آپ کی شادی کر دی جاوے۔ چنانچہ حضرت صاحب گئے اور ان دو لڑکیوں کو بلا کر کمرہ کے باہر کھڑا کر دیا اور پھر اندر آ کر کہا کہ وہ باہر کھڑی ہیں، آپ چک کے اندر سے دیکھ لیں چنانچہ میاں ظفر احمد صاحب نے ان کو دیکھ لیا اور پھر حضرت صاحب نے ان کو رخصت کر دیا اور اس کے بعد میاں ظفر احمد صاحب سے پوچھنے لگے کہ اب بتاؤ تمھیں کونسی لڑکی پسند ہے؟ وہ نام تو کسی کا جانتے نہ تھے، اس لیے انھوں نے کہا کہ جس کا منہ لمبا ہے، وہ اچھی ہے۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے میری رائے لی۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں نے تو نہیں دیکھا۔ پھر آپ خود فرمانے لگے کہ ہمارے خیال میں تو دوسری لڑکی بہتر ہے جس کا منہ گول ہے۔ پھر فرمایا جس شخص کا چہرہ لمبا ہوتا ہے، وہ بیماری وغیرہ کے بعد عموماً بدنما ہو جاتا ہے۔ لیکن گول چہرہ کی خوبصورتی قائم رہتی ہے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ اس وقت حضرت صاحب اور میاں ظفر احمد صاحب اور میرے سوا اور کوئی شخص وہاں نہ تھا۔ اور نیز یہ کہ حضرت صاحب ان لڑکیوں کو کسی احسن طریق سے وہاں لائے تھے اور پھر ان کو مناسب طریق پر رخصت کر دیا تھا، جس سے ان کو کچھ معلوم نہیں ہوا مگر ان میں سے کسی کے ساتھ میاں ظفر احمد صاحب کا رشتہ نہیں ہوا۔ یہ مدت کی بات ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اللہ کے نبیوں میں خوبصورتی کا احساس بھی بہت ہوتا ہے۔ دراصل جو شخص حقیقی حسن کو پہچانتا اور اس کی قدر کرتا ہے۔ وہ مجازی حسن کو بھی ضرور پہچانے گا۔“
(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 259 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 585 پر)

ایہو کڑی لینی ایں

(154) ”آج میں نے بوقت صبح صادق چار بجے خواب میں دیکھا کہ ایک حویلی ہے۔ اس

میں میری بیوی والدۂ محمود اور ایک عورت بیٹھی ہے۔ تب میں نے ایک مشک سفید رنگ میں پانی بھرا ہے، اور اس مشک کو اٹھا کر لایا ہوں۔ اور وہ پانی لا کر ایک گھڑے میں ڈال دیا ہے۔ میں پانی کو ڈال چکا تھا کہ وہ عورت جو بیٹھی ہوئی تھی، یکا یک سرخ اور خوش رنگ لباس پہنے ہوئے میرے پاس آ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جوان عورت ہے۔ (محمدی بیگم۔ ناقل) پیروں سے سر تک سرخ لباس پہنے ہوئے شاید جالی کا کپڑا ہے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ وہی عورت ہے جس کے لیے اشتہار دیئے تھے۔ لیکن اس کی صورت میری بیوی کی صورت معلوم ہوئی۔ گویا اس نے کہا، یا دل میں کہا کہ میں آ گئی ہوں۔ میں نے کہا یا اللہ آ جاوے! اور پھر وہ عورت مجھ سے بغلگیر ہوئی۔ اس کے بغلگیر ہوتے ہی میری آنکھ کھل گئی۔ فالحمد لِلّٰہ علی ذالک. اس سے دو چار روز پہلے خواب میں دیکھا تھا کہ روشن بی بی میرے دالان کے دروازہ پر آ کھڑی ہوئی ہے اور میں دالان کے اندر بیٹھا ہوں۔ تب میں نے کہا کہ آ، روشن بی بی اندر آ جا۔"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 158، 159 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 586 پر)

احتلام

(155) "ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب کے خادم میاں حامد علی کی روایت ہے کہ ایک سفر میں حضرت صاحب کو احتلام ہوا۔ جب میں نے یہ روایت سنی تو بہت تعجب ہوا کیونکہ میرا خیال تھا کہ انبیا کو احتلام نہیں ہوتا پھر بعد فکر کرنے کے اور طبی طور پر اس مسئلہ پر غور کرنے کے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ احتلام تین قسم کا ہوتا ہے ایک فطرتی، دوسرا شیطانی خواہشات اور خیالات کا نتیجہ اور تیسرا مرض کی وجہ سے۔ انبیا کو فطرتی اور بیماری والا احتلام ہو سکتا ہے مگر شیطانی نہیں ہوتا۔ لوگوں نے سب قسم کے احتلام کو شیطانی سمجھ رکھا ہے جو غلط ہے۔"

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 242 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 588 پر)

میں ایسے پردے کا قائل نہیں

(156) ''بیان کیا حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کسی سفر میں تھے۔ سٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی، آپ بیوی صاحبہ کے ساتھ سٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگ گئے، یہ دیکھ کر مولوی عبدالکریم صاحب جن کی طبیعت غیور (اور مرزا قادیانی کی؟) اور جوشیلی تھی، میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ ادھر ادھر پھرتے ہیں۔ آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جاوے۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کہا میں تو نہیں کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں۔ ناچار مولوی عبدالکریم صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور، لوگ بہت ہیں۔ بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا جاؤ جی میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آئے۔ میں نے کہا مولوی صاحب! جواب لے آئے؟''

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 63 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 589 پر)

رات کا پہرہ

(157) ''مائی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حافظ حامد علی صاحب نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ مولوی فاضل مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے وقت میں، میں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سونے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگا دینا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے سنے اور آپ کو جگا دیا۔ اس وقت رات کے بارہ بجے تھے، ان ایام میں عام طور پر پہرہ پر مائی فجو، منشیانی اہلیہ محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابو شاہ دین ہوتی تھیں۔''

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 213 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 590 پر)

مائی تابی

(158) ''میرے گھر سے یعنی والدۂ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم گھر کی چند لڑکیاں تربوز کھا رہی تھیں۔ اس کا ایک چھلکا مائی تابی کو جالگا جس پر مائی تابی بہت ناراض ہوئی اور ناراضگی میں بد دعائیں دینی شروع کر دیں اور پھر خود ہی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے پاس جا کر شکایت بھی کر دی۔ اس پر حضرت صاحب نے ہمیں بلایا اور پوچھا کہ کیا بات ہوئی ہے؟ ہم نے سارا واقعہ سنا دیا جس پر آپ مائی تابی پر ناراض ہوئے کہ تم نے میری اولاد کے متعلق بد دعا کی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی تابی قادیان کے قریب ایک بوڑھی عورت تھی جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے گھر میں رہتی تھی اور اچھا اخلاص رکھتی تھی۔''

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 244 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 591 پر)

مائی کاکو

(159) ''مائی کاکو نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے سامنے میاں عبدالعزیز صاحب پٹواری سیکھواں کی بیوی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے لیے کچھ تازہ جلیبیاں لائی۔ حضرت صاحب نے ان میں سے ایک جلیبی اٹھا کر منہ میں ڈالی۔ اس وقت ایک راولپنڈی کی عورت پاس بیٹھی تھی۔ اس نے گھبرا کر حضرت صاحب سے کہا حضرت یہ تو ہندو کی بنی ہوئی ہیں۔ حضرت صاحب نے کہا تو پھر کیا ہے۔ ہم جو سبزی کھاتے ہیں، وہ گوبر اور پاخانہ کی کھاد سے تیار ہوتی ہے اور اسی طرح بعض اور مثالیں دے کر اسے سمجھایا۔''

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 244، 245 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 592 پر)

بھانو

(160) ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام المومنین (مرزا قادیانی کی بیوی) نے ایک دن سنایا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسماۃ بھانو

تھی۔ وہ ایک رات جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی، حضور کو دبانے بیٹھی۔ چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی اس لیے اسے یہ پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں، وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا بھانو آج بڑی سردی ہے۔ بھانو کہنے لگی ''ہاں جی تدے تے تہاڈی لتاں لکڑی وانگر ہویاں ایں۔'' یعنی جی ہاں جبھی تو آج آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے جو بھانو کو سردی کی طرف توجہ دلائی تو اس میں بھی غالباً یہ جتانا مقصود تھا کہ آج شاید سردی کی شدت کی وجہ سے تمہاری حس کمزور ہو رہی ہے اور تمہیں پتہ نہیں لگا کہ کس چیز کو دبا رہی ہو مگر اس نے سامنے سے اور ہی لطیفہ کر دیا۔''

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 210 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 594 پر)

زینب بیگم

(161) ''ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کی خدمت میں رہی ہوں، گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی۔ مجھ کو اس اثنا میں کسی قسم کی تھکان و تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ دو دفعہ ایسا موقع آیا کہ عشا کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقع ملا۔ پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ نیند نہ غنودگی اور نہ تھکان معلوم ہوئی بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔ (موقع بھی تو سرور کا تھا۔ مرتب) اسی طرح جب مبارک احمد صاحب بیمار ہوئے تو مجھ کو ان کی خدمت کے لیے بھی اسی طرح کئی راتیں گزارنی پڑیں تو حضور نے فرمایا کہ زینب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے (کیوں؟) اور آپ کئی دفعہ اپنا تبرک مجھے دیا کرتے تھے۔''

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 272، 273 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 595 پر)

(162) ''ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میری لڑکی

زینب بیگم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب حضور (مرزا قادیانی) سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے تو میں رعیہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ان ایام میں مجھے مراق کا سخت دورہ تھا، میں شرم کے مارے آپ سے عرض نہ کرسکتی تھی مگر میرا دل چاہتا تھا کہ میری بیماری سے کسی طرح حضور کو علم ہوجائے تاکہ میرے لیے حضور دعا فرمائیں۔ میں حضور کی خدمت (؟) کررہی تھی کہ حضور نے اپنے انکشاف اور صفائی قلب سے خود معلوم کرکے فرمایا: زینب تم کو مراق کی بیماری ہے، ہم دعا کریں گے۔" (ولی را ولی می شناسد۔ مرتب)!

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 275 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 597 پر)

دوپٹہ تیرا ململ دا

(163) "ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ڈاکٹر نور محمد صاحب لاہوری کی ایک بیوی ڈاکٹرنی کے نام سے مشہور تھی۔ وہ مدتوں قادیان آ کر حضور (مرزا قادیانی) کے مکان میں رہی اور حضور کی خدمت کرتی تھی۔ اس بے چاری کو سل کی بیماری تھی۔ جب وہ فوت ہوگئی تو اس کا ایک دوپٹہ حضرت صاحب نے دعا کے لئے یاد دہانی کے لئے بیت الدعا کی کھڑکی کی ایک آہنی سلاخ سے بندھوا دیا۔"

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 126، از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 598 پر)

بچہ سپیشلسٹ

(164) "بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت صاحب کی دائی کا نام لاڈو تھا۔ اور وہ ہاکوناکو بر والوں سکنہ قادیان کی ماں تھی۔ جب میں نے اسے دیکھا تھا تو وہ بہت بوڑھی ہو چکی تھی۔ مرزا سلطان احمد بلکہ عزیز احمد کو بھی اسی نے جنایا تھا۔ ایک دفعہ حضرت صاحب نے اس سے اپنی پیدائش کے متعلق کچھ شہادت بھی لی تھی۔ اپنے فن میں وہ اچھی ہوشیار عورت تھی چنانچہ ایک دفعہ یہاں کسی عورت کے بچہ پھنس گیا اور پیدا نہ ہوتا تھا تو حضرت صاحب نے فرمایا تھا کہ لاڈو کو بلا کر دکھاؤ وہ ہوشیار ہے۔ چنانچہ اسے بلایا گیا تو اللہ کے فضل سے بچہ آسانی سے پیدا ہوگیا۔"

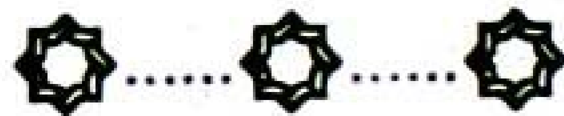
(سیرت المہدی جلد اوّل از مرزا بشیر احمد صفحہ 256) (عکس صفحہ نمبر 599 پر)

قادیانی لاہوری جماعت کے ایک ذمہ دار شخص نے قادیانی خلیفہ مرزا محمود پر رنگ رلیوں کے الزامات لگائے اور اس سلسلہ میں ایک اہم خط لکھا۔ لاہوری جماعت کے لوگ مرزا محمود کے تو خلاف ہیں لیکن مرزا قادیانی کو مہدی اور مسیح موعود مانتے ہیں۔ ایسے ہی ایک عقیدت مند نے اپنے خط میں لکھا کہ مرزا قادیانی اور اس کا بیٹا مرزا محمود قادیانی خلیفہ دونوں زنا کرتے تھے۔ مرزا محمود نے قادیان میں اپنے ایک خطبہ جمعہ میں اس خط کو پڑھ کر سنایا اور بعد ازاں یہ خط قادیانی اخبار روزنامہ الفضل میں شائع بھی ہوا۔ ملاحظہ فرمائیں:

کبھی کبھی زنا

(165) ”حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ولی اللہ تھے۔ اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں۔ اگر انھوں نے کبھی کبھی زنا کر لیا تو اس میں حرج کیا ہوا۔ پھر لکھا ہے۔ ہمیں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر اعتراض نہیں۔ کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے۔ کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔“

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ 31 اگست 1938ء) (عکس صفحہ نمبر 600 پر)



ثبوت حاضر ہیں!

شرمناک قادیانی تحریریں

ارشاد خداوندی ہے:

☐ ولا تقربوا الفواحش ماظهر منها وما بطن. (سورۃ الانعام:152)

''اور بے حیائیوں کے پاس بھی نہ جاؤ، چاہے ان میں سے پوشیدہ ہوں یا ظاہر۔''

قرآن حکیم نے فحاشی کے ارتکاب سے بڑی شدت کے ساتھ روکا ہے۔ مذکورہ بالا حکم کے باوجود جو لوگ بے حیائی کی طرف راغب رہتے ہیں اور افواہوں یا دیگر حرکات کے ذریعے برائی کو فروغ دینے میں سرگرم عمل رہتے ہیں، انھیں سرزنش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

☐ ان الذين يحبون ان تشيع الفاحشة فی الذين آمنوالهم عذاب اليم فی الدنيا والآخرة. (النور:19)

بے شک جو لوگ (مسلمانوں میں) بے حیائی کا چرچا کرنے کو عزیز رکھتے ہیں، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

اس دنیوی اور اخروی عذاب میں اس وقت مزید اضافہ ہو جاتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے بے حیائی کے کاموں سے سختی سے منع فرما دیا ہے:۔

☐ ان اللہ لا يامر بالفحشاء. (الاعراف:28)

بے شک اللہ تعالیٰ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔

☐ دينهی عن الفحشاء والمنکر (النمل:130)

اور اللہ تعالیٰ فحش اور منکر باتوں سے روکتا ہے۔

فحاشی کو ناپسند کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ایک عمدہ معیار مقرر فرمایا:

☐ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ عليه وسلم ماکان الفحش فی شئی الاشانه وما کان الحياء فی شئی الازانه. (مشکوٰۃ المصابیح)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

جس چیز میں فحاشی ہو، وہ اسے عیب دار بنا دیتی ہے اور جس چیز میں حیا ہو، وہ اسے زینت بخشتی ہے۔" اس حدیث سے یہ حقیقت بھی عیاں ہوتی ہے کہ فحاشی کی ضد حیا ہے اور حیا ایمان کا ایک اساسی حصہ ہے اور انسانوں کو جنت کی طرف لے جاتا ہے۔ مسلمان حیا دار ہوتا ہے اور وہ اسلامی حدود و قیود میں رہ کر زندگی بسر کرتا ہے، جب کہ بے حیا انسان جو چاہے، کر گزرتا ہے۔ وہ اخلاقی، سماجی اور مذہبی حدود و قیود کا پابند نہیں ہوتا۔

بابو تاج محمدؒ، مرزا قادیانی کی "خوش اخلاقی" کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف میں دو قسم کی بدزبانی پائی جاتی ہے۔ پہلی قسم انفرادی حیثیت رکھتی ہے اور دوسری اجتماعی۔ اگر ایک طرف مرزا یہ لکھتا ہے: "گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے" (ست بچن صفحہ 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 133) تو دوسری طرف تحریر کرتا ہے: کہ "اگر تو نرمی کرے گا تو میں بھی نرمی کروں گا۔ اگر تو گالی دے گا تو میں بھی گالی دوں گا" (حجۃ اللہ صفحہ 93) اگر ایک پہلو پر یہ فقرہ نظر آئے گا تا کہ "کسی کو گالی مت دو اگرچہ وہ گالی دیتا ہو۔" (کشتی نوح صفحہ 11) تو دوسرے پہلو پر یہ عبارت بھی ملے گی کہ "کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی مخالف کی نسبت اس کی بدگوئی سے پہلے خود بدزبانی میں سبقت کی ہو۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 21) اگر ایک طرف یہ لکھا ہوا دیکھو گے کہ "ہر ایک سختی کو برداشت کرو۔ ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو"، تو دوسری جانب یہ تحریر بھی ملے گی کہ "اے گولڑہ کی سرزمین تجھ پر لعنت تو ملعون کے سبب معلون ہو گئی۔" (اعجاز احمدی صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 188)

مناظر اسلام مولانا حافظ نور محمد صاحب سہارنپوری تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مصلح اور رہبرِ قوم جس کا فرض منصبی قوموں و جماعتوں کی اصلاح و تعلیم ہو اس کے لیے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ وہ تہذیب و اخلاق سے موصوف اور صبر و تحمل، علم و عفو سے آراستہ ہو۔ وہ برگشتہ قوم کو اپنی شیریں بیانی کے ذریعہ راہ راست پر لائے اور ان کو رذائل و خبائث سے پاک کر کے محاسن و مکارم کا حامل بنا دے۔ چنانچہ دیکھیے انبیا علیہم السلام و دیگر مصلحین امت میں کس قدر اخلاق حسنہ کی فراوانی تھی۔ خصوصاً سردار انبیا حضور نبی رحمت ﷺ تو مکارم اخلاق کے ایک بے نظیر پیکر اور صبر و تحمل اور علم و عفو کے ایک بے مثال مجسمہ بن کر رونق افروز عالم ہوئے تھے کہ دوستوں کے علاوہ ان کے جانی دشمنوں کے لیے بھی جن کا شب و روز آپ ﷺ

کو تکلیف پہنچانا، شیوۂ خاص تھا، مگر آپ ﷺ سراپا رحمت تھے کہ زبان مبارک سے ان کے لیے بھی کوئی برا کلمہ نہیں نکلا۔ اس نرمی و شیریں بیانی سے گفتگو فرماتے تھے کہ دشمن سخت دل بھی پانی پانی ہو جاتا تھا اور دل دکھانے والے سخت الفاظ سے دشمن کو بھی یاد کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔

لیکن پنجاب کی نبوت خیز سرزمین ضلع گورداسپور کے ایک غیر معروف گاؤں قادیان میں غلام احمد نامی ایک شخص پیدا ہوا اور کچھ لکھ پڑھ کر سیالکوٹ کی کچہری میں پندرہ روپے ماہوار پر کلرک لگ گیا۔ اس کے بعد اس کا اپنے متعلق یہ یقین ہو گیا کہ میں ''مصلحِ اعظم'' ''مسیحِ موعودؑ'' اور ''نبی و رسول'' ہوں بلکہ کامل اتباع و فنافی الرسول کے باعث ''محمد ثانی'' ہوں۔ اس لیے لازم تھا کہ وہ بھی اعلیٰ اخلاق، بہترین تہذیب، علم و عفو، شیریں کلامی، سنجیدگی و دیگر اخلاقی کمالات سے نہ صرف موصوف ہی ہوتا بلکہ اس میں یکتائے روزگار بھی ہوتا۔ لیکن افسوس کہ مصلح اعظم بننے والے اور نبوت و رسالت کے دعوے کرنے والے مرزا کے ''ظرف'' میں اخلاق حسنہ کا ایک قطرہ بھی نہیں تھا۔ بلکہ وہ سراسر اخلاقی کمزوریوں نکتہ چینیوں، بدگوئیوں بدکلامیوں سے لبریز تھا۔ اور یہاں تک اس نے اس فن دشنام دہی میں وہ ترقی کی تھی کہ اس کو دیکھ کر اور سن کر بداخلاقی و بدتمیزی بھی شرم و ندامت سے سرنگوں ہو جاتی ہے۔ اس لیے اگر مرزا قادیانی کو اس فن کا ''بے تاج بادشاہ'' کہا جائے تو کچھ بے جا نہیں۔ نگاہ عبرت سے دیکھیے کہ خدا تعالیٰ کو یہ بھی پسند نہیں ہے کہ اس کے مقدس حبیب ﷺ کی بنوت کا روپ بدلنے والا دنیا میں مہذب و خلیق بن کر زندگی بسر کرے۔ بقول مرزا قادیانی

''ہر ایک برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس کے اندر ہے۔'' **(166)**

(چشمہ معرفت صفحہ 1 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 9 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 602 پر)

فواحش سے لبریز تحریریں ہر معاشرے کے لیے زہر قاتل ہیں۔ اس سے نہ صرف معاشرے میں شرم و حیا ختم ہو جاتا بلکہ عفت و عصمت اپنی اصل قدر و قیمت بھی کھو بیٹھتی ہیں۔ انسانی جذبات و احساسات کو برانگیختہ کرنے والی، آنجہانی مرزا قادیانی کی کتابیں فحش لٹریچر کا نادر نمونہ ہیں۔ اس کی تحریروں میں بے شرمی و بے حیائی کی باتیں نمایاں ہوتی ہیں۔

قادیانی جماعت کا بانی آنجہانی مرزا قادیانی جس طرح ظاہری طور پر بدصورت تھا،

اسی طرح باطنی طور پر بھی بد سیرت تھا۔ قادیانی امت اسے ''سلطان القلم'' کہتی نہیں تھکتی۔ اس پنجابی نبی کی تحریرات کو ملاحظہ کیا جائے تو جا بجا بد کلامی و بد گوئی کی نجاست و غلاظت بکھری ہوئی نظر آئے گی۔ ذیل میں کوڑے کرکٹ کے ڈھیر سے نمونہ کے طور پر ''سلطان القلم'' کی تحریروں کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں، وگرنہ مرزا قادیانی کی ساری کتابیں ایسی ہی تحریروں سے بھری ہوئی ہیں۔ ان فحش، مخرب اخلاق، حیا سوز، گندی اور بازاری تحریروں سے بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کیا یہ کسی شریف انسان کی تحریریں ہوسکتی ہیں اور ہے کوئی قادیانی جو اپنے ''نبی'' کی ان تحریروں کو اپنی جوان اولاد کے سامنے بآواز بلند پڑھ سکے۔

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے

فحاشی کی اشاعت

(167) ''مومنوں کو چاہیے کہ اشاعت فحش سے پرہیز کریں۔''

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 603 از مرزا قادیانی)

مصروفیات

(168) ''آج کل میری مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی جاتی ہے اور دورانِ سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ مگر میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 565 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 604 پر)

پلید دل

(169) ''پلید دل سے پلید باتیں نکلتی ہیں اور پاک دل سے پاک باتیں۔ انسان اپنی باتوں سے ایسا ہی پہچانا جاتا ہے جیسا کہ درخت اپنے پھلوں سے۔''

(تحفہ غزنویہ صفحہ 11 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 541 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 605 پر)

خیالات

(170) ''انسان کے الفاظ ہمیشہ اس کے خیالات کے تابع ہوتے ہیں۔''

(براہین احمدیہ جلد اوّل تا چہارم صفحہ 393 (حاشیہ) مندرجہ روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 393 (حاشیہ) از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 606 پر)

بے حیا انسان

(171) ''بے حیا انسان کی زبان کو قابو میں لانا تو کسی نبی کے لیے ممکن نہیں ہوا۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 59 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 75 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 607 پر)

جب انسان حیا چھوڑ دیتا ہے......

(172) ''جب انسان حیا کو چھوڑ دیتا ہے تو جو چاہے بکے۔ کون اس کو روکتا ہے۔''

(اعجاز احمدی صفحہ 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 109 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 608 پر)

میں وہی کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ میرے دل میں ڈالتا ہے

(173) ''میں اپنے نفس سے کچھ نہیں کہتا بلکہ وہی کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ میرے دل میں ڈالتا ہے۔''

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ 79 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 79 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 609 پر)

مرزا قادیانی کی اپنی جماعت کو نصیحت

(174) ''مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے

کہ ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہیے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں اور فرماتے تھے کہ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا، اس کے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے۔"
(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 78 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 610 پر)

بڑا کارنامہ

(175) "اخرجت الارض من اثقالھا کے نیچے جو یہ معنے بتائے گئے تھے کہ لوگ اپنے گندے خیالات بیان کرنے لگ جائیں گے۔
اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی خبر دی گئی ہے کہ لوگ اپنے گند کتابوں میں شائع کریں گے اور خوش ہوں گے کہ انہوں نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے گویا جن امور کو لوگ پہلے چھپایا کرتے تھے، ان کو مزے لے لے کر بیان کریں گے اور شرم و حیا کا مفہوم اس زمانہ میں بالکل بدل جائے گا۔"
(تفسیر کبیر از مرزا بشیر الدین محمود جلد نمبر 9 صفحہ 416، 418) (عکس صفحہ نمبر 611، 612 پر)

پرمیشر کی جگہ

(176) "پرمیشر ناف سے دس انگلی نیچے ہے (سمجھنے والے سمجھ لیں)۔"
(چشمہ معرفت صفحہ 106 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 114 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 613 پر)

پرمیشر ہندوؤں کے خدا کو کہتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے ہندوؤں کے خدا کو اپنی ناف سے دس انگل نیچے قرار دے کر انہیں بہت بڑی گالی دی۔ اس کے ردعمل میں ہندوؤں نے نہ صرف اپنے جلوسوں میں اسلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی توہین کی بلکہ مسلمانوں کی دل آزاری پر مبنی "ستیارتھ پرکاش" نامی رسوائے زمانہ کتاب بھی لکھی جس کے پہلے ایڈیشن میں صرف 13 ابواب تھے جبکہ مرزا قادیانی کی طرف سے ہندوؤں کی مذہبی شخصیات کو گالیاں دینے کے بعد چودھویں باب کا اضافہ کیا گیا جس میں انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو ناقابل بیان گالیاں دیں۔ پھر ایک عرصہ بعد بدنام ترین کتاب "رنگیلا رسول" بھی لکھی گئی جس سے

برعظیم کے مسلمانوں میں کہرام برپا ہوگیا۔ اس کی تمام تر ذمہ داری مرزا قادیانی اور اس کی ذریت پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے ہندوؤں کو اشتعال دلایا۔ حالانکہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ جھوٹے خداؤں کو بھی گالی نہ دو مبادا یہ کہ وہ تمہارے سچے خدا کو گالی دیں۔

قادیانی کوک شاستر

(177) ''ایک معزز آریہ کے گھر میں اولاد نہیں ہوتی، دوسری شادی کر نہیں سکتا کہ وید کی رُو سے حرام ہے، آخر نیوگ کی ٹھہرتی ہے، یار دوست مشورہ دیتے ہیں کہ لالہ صاحب نیوگ کرائیے، اولاد بہت ہو جائے گی۔ ایک بول اٹھتا ہے کہ مہر سنگھ جو اسی محلہ میں رہتا ہے، اس کام کے بہت لائق ہے۔ لالہ بہاری لال نے اس سے نیوگ کرایا تھا، لڑکا پیدا ہو گیا۔ یہ لالہ لڑکا پیدا ہونے کا نام سن کر باغ باغ ہو گیا۔ بولا مہاراج آپ ہی نے سب کام کرنے ہیں، میں تو مہر سنگھ کا واقف بھی نہیں۔ مہاراج شریر النفس بولے کہ ہاں ہم سمجھا دیں گے، رات کو آجائے گا۔ مہر سنگھ کو خبر دی گئی، وہ محلہ میں ایک مشہور قمار باز، اول نمبر کا بدمعاش اور حرام کار تھا۔ سنتے ہی بہت خوش ہو گیا اور انہیں کاموں کو وہ چاہتا تھا پھر اس سے زیادہ اس کو کیا چاہیے تھا۔ ایک نوجوان عورت اور پھر خوبصورت، شام ہوتے ہی آموجود ہوا۔ لالہ صاحب نے پہلے ہی دلالہ عورتوں کی طرح ایک کوٹھری میں نرم بستر بچھوا رکھا تھا اور کچھ دودھ اور حلوا بھی دو برتنوں میں سرہانے کی طاق میں رکھوا دیا تھا تا اگر بیرج داتا کو ضعف ہو تو کھا پی لیں۔ پھر کیا تھا آتے ہی بیرج داتا نے لالہ دیوث کے نام و ناموس کا شیشہ توڑ دیا اور وہ بدبخت عورت تمام رات اس سے منہ کالا کراتی رہی اور اس پلید نے جو شہوت کا مارا تھا، نہایت قابل شرم اس عورت سے حرکتیں کیں اور لالہ باہر کے دالان میں سوئے اور تمام رات اپنے کانوں سے بے حیائی کی باتیں سنتے رہے بلکہ تختوں کی دراڑوں سے مشاہدہ بھی کرتے رہے۔ صبح وہ خبیث اچھی طرح لالہ کی ناک کاٹ کوٹھری سے باہر نکلا۔ لالہ تو منتظر ہی تھے، دیکھ کر اس کی طرف دوڑے اور بڑے ادب سے اس پلید بدمعاش کر کہا سردار صاحب رات کیا کیفیت گذری؟ اس نے مسکرا کر مبارک باد دی اور اشاروں میں جتا دیا کہ حمل ٹھہر گیا۔ لالہ دیوث سن کر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ مجھے تو اسی دن سے آپ پر یقین ہو گیا تھا جبکہ میں نے بہاری لالہ کے گھر کی کیفیت سنی تھی اور پھر کہا وید حقیقت میں ودیا سے بھرا ہوا ہے۔ کیا عمدہ تدبیر لکھی ہے جو خطا نہ گئی۔ مہر سنگھ نے کہا کہ ہاں لالہ صاحب، سب سچ ہے کیا وید کی آ گیا کبھی خطا بھی ہو جاتی

ہے میں تو انہی باتوں کے خیال سے وید کو ست ودیاؤں کا پستک مانتا ہوں۔اور دراصل مہر سنگھ ایک شہوت پرست آدمی تھا۔اس کو کسی وید شاستر اور شرتی شلوک کی پروانہ تھی اور نہ ان پر کچھ اعتقاد رکھتا تھا۔اس نے صرف لالہ دیوث کی حماقت کی باتیں سن کر اس کے خوش کرنے کے لیے ہاں میں ہاں ملا دی۔مگر اپنے دل میں بہت ہنسا کہ اس دیوث کی پُتر لینے کے لیے کہاں تک نوبت پہنچ گئی۔پھر اس کے بعد مہر سنگھ تو رخصت ہوا اور لالہ گھر کی طرف خوش خوش آیا اور اسے یقین تھا کہ اس کی استری رام دئی بہت ہی خوشی کی حالت میں ہو گی کیونکہ مراد پوری ہوئی۔لیکن اس نے اپنے گمان کے برخلاف اپنی عورت کو روتے پایا اور اس کو دیکھ کر تو وہ بہت ہی روئی، یہاں تک کہ چیخیں نکل گئیں، اور ہچکی آنی شروع ہوئی۔لالہ نے حیران سا ہو کر عورت کو کہا کہ ''باہے بھاگوان آج تو خوشی کا دن ہے کہ دل کی مرادیں پوری ہوئیں اور بیج ٹھہر گیا پھر تو روتی کیوں ہے؟ وہ بولی میں کیوں نہ روؤں، تو نے سارے کنبے میں میری مٹی پلید کی اور اپنی ناک کاٹ ڈالی اور ساتھ ہی میری بھی۔اس سے بہتر تھا کہ میں پہلے ہی مر جاتی۔ لالہ دیوث بولا کہ یہ سب کچھ ہوا مگر اب بچہ ہونے کی بھی کس قدر خوشی ہو گی، وہ خوشیاں بھی تو تُو ہی کرے گی مگر رام دئی شاید کوئی نیک اصل کی تھی۔اس نے ترت جواب دیا کہ حرام کے بچہ پر کوئی حرام کا ہی ہو تو خوشی منائے۔لالہ تیز ہو کر بولا کہ ہے ہے کیا کہہ دیا۔یہ تو وید آ گیا ہے۔عورت کو یہ بات سن کر آگ لگ گئی، بولی میں نہیں سمجھ سکتی کہ یہ کیسا وید ہے جو بدکاری سکھلاتا اور زنا کاری کی تعلیم دیتا ہے۔یوں تو دنیا کے مذاہب ہزاروں باتوں میں اختلاف رکھتے ہیں مگر یہ کبھی نہیں سنا کہ کسی مذہب نے وید کے سوا یہ تعلیم بھی دی ہو کہ اپنی پاک دامن عورتوں کو دوسروں سے ہم بستر کراؤ۔آخر مذہب پاکیزگی سکھلانے کے لیے ہوتا ہے نہ بدکاری اور حرام کاری میں ترقی دینے کے لیے۔جب رام دئی سب باتیں کہہ چکی تو لالہ نے کہا کہ چپ رہو، اب جو ہوا سو ہوا۔ایسا نہ ہو کہ شریک سنیں اور میرا ناک کاٹیں۔رام دئی نے کہا کہ اے بے حیا کیا ابھی تک تیرا ناک تیرے منہ پر باقی ہے۔ساری رات میرے شریک نے جو تیرا ہمسایہ اور تیرا پکا دشمن ہے، تیری سہروں کی بیاہتا اور عزت کے خاندان والی سے تیرے ہی بستر پر چڑھ کر تیرے ہی گھر میں خرابی کی اور ہر ایک ناپاک حرکت کے وقت جتا بھی دیا کہ میں نے خوب بدلا لیا۔سو کیا اس بے غیرتی کے بعد تو جیتا ہے۔کاش تو اس سے پہلے ہی مرا ہوتا۔اب وہ شریک اور پھر دشمن باتیں بنانے اور ٹھٹھا کرنے سے کب باز رہے گا بلکہ وہ تو کہہ گیا ہے کہ میں اس فتح عظیم کو چھپا نہیں سکتا کہ جو آج وساواِل کے مقابل پر مجھے حاصل ہوئی۔میں ضرور رام دائی کا سارا نقشہ محلہ کے لوگوں پر ظاہر کروں گا، سو یاد رکھ کہ وہ ہر ایک

مجلس میں تیرا ناک کاٹے گا اور ہر ایک لڑائی میں یہ قصہ تجھے جتائے گا اور اس سے کچھ تعجب نہیں کہ وہ دعویٰ کر دے کہ رام دئی میری ہی عورت ہے کیونکہ وہ اشارہ سے یہ بھی کہہ گیا ہے کہ آئندہ بھی میں تجھے کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ لالہ دیوث نے کہا کہ نکاح کا دعویٰ ثابت ہونا تو مشکل ہے البتہ یارانہ کا اظہار کرے تو کرے تا ہماری اور بھی رسوائی ہو، بہتر تو یہ ہے کہ ہم دیش ہی چھوڑ دیں۔ بیٹا ہونے کا خیال تھا، وہ تو ایشر نے دے ہی دیا۔ بیٹے کا نام سن کر عورت زہر خندہ ہنسی اور کہا کہ تجھے کس طرح اور کیونکر یقین ہوا کہ ضرور بیٹا ہوگا، اول تو پیٹ ہونے میں ہی شک ہے اور پھر اگر ہو بھی تو اس بات پر کوئی دلیل نہیں کہ لڑکا ہی ہوگا، کیا بیٹا ہونا کسی کے اختیار میں رکھا ہے۔ کیا ممکن نہیں کہ حمل ہی خطا جائے یا لڑکی پیدا ہو۔ لالہ دیوث بولے کہ اگر حمل خطا گیا تو میں کھڑک سنگھ کو جو اسی محلہ میں رہتا ہے، نیوگ کے لیے بلا لاؤں گا۔ عورت نہایت غصہ سے بولی کہ اگر کھڑک سنگھ بھی کچھ نہ کر سکا تو پھر کیا کرے گا؟ لالہ بولا کہ تو جانتی ہے کہ نرائن سنگھ بھی ان دونوں سے کم نہیں، اس کو بلا لاؤں گا۔ پھر اگر ضرورت پڑی تو جیمل سنگھ، لہنا سنگھ، بوڑ سنگھ، جیون سنگھ، صوبا سنگھ، خزان سنگھ، ارجن سنگھ، رام سنگھ، کشن سنگھ، دیال سنگھ سب اس محلہ میں رہتے ہیں اور زور اور قوت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں، میرے کہنے پر سب حاضر ہو سکتے ہیں۔ عورت بولی کہ میں اس سے بہتر تجھے صلاح دیتی ہوں کہ مجھے بازار میں ہی بٹھا دے، تب دس بیس کیا ہزاروں لاکھوں آ سکتے ہیں، منہ کالا جو ہونا تھا، وہ تو ہو چکا مگر یاد رکھ کہ بیٹا ہونا پھر بھی اپنے بس میں نہیں اور اگر ہوا بھی تو تجھے اس سے کیا جس کا وہ نطفہ ہے آخر وہ اسی کا ہوگا اور اسی کی خوبو، لائے گا کیونکہ درحقیقت وہ اسی کا بیٹا ہے، اس کے بعد رام دئی نے کچھ سوچ کر پھر رونا شروع کیا اور دور دور تک آواز گئی اور آواز سن کر ایک پنڈت نہال چند نام دوڑا آیا اور آتے ہی کہا کہ لالہ سکھ تو ہے، یہ کیسی رونے کی آواز آئی۔ لالہ ناک کٹا چاہتا تو نہیں تھا کہ نہال چند کے آگے قصہ بیان کرے مگر اس خوف سے کہ رام دئی اس وقت غصہ میں ہے، اگر میں بیان نہ کروں تو وہ ضرور بیان کر دے گی۔ کچھ کھسیانا سا ہو کر زبان دبا کر کہنے لگا کہ مہاراج آپ جانتے ہیں کہ وید میں وقت ضرورت نیوگ کے لیے آ گیا ہے۔ سو میں نے بہت دنوں سوچ کر رات کو نیوگ کرایا تھا، مجھ سے یہ غلطی ہوئی کہ میں نے نیوگ کے لیے مہر سنگھ کو بلا لیا، پیچھے معلوم ہوا کہ وہ میرے دشمن کرم سنگھ کا بیٹا اور نہایت شریر آدمی ہے، وہ مجھے اور میری استری کو ضرور خراب کرے گا اور وہ وعدہ کر گیا ہے کہ میں یہ ساری کیفیت خوب شائع کروں گا۔ نہال چند بولا کہ درحقیقت بڑی غلطی ہوئی اور پھر بولا کہ وساوامل تیری سمجھ پر نہایت ہی افسوس ہے۔ کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ نیوگ کے لیے پہلا

حق برہمنوں کا ہے اور غالباً یہ بھی تجھ پر پوشیدہ نہیں ہوگا کہ اس محلہ کی تمام کھترانی عورتیں مجھ سے ہی نیوگ کراتی ہیں اور میں دن رات اسی سیوا میں لگا ہوا ہوں پھر اگر تجھے نیوگ کی ضرورت تھی تو مجھے بلا لیا ہوتا۔ سب کام سدھ ہو جاتا اور کوئی بات نہ نکلتی۔ اس محلہ میں اب تک تین ہزار کے قریب ہندو عورتوں نے نیوگ کرایا ہے مگر کیا کبھی تم نے اس کا ذکر بھی سنا، یہ پردہ کی باتیں ہیں، سب کچھ ہوتا ہے پھر ذکر نہیں کیا جاتا لیکن مہر سنگھ تو ایسا نہیں کرے گا۔ ذرہ دو چار گھنٹوں تک دیکھنا کہ سارے شہر میں رام دئی کے نیوگ کا شور وغوغا ہوگا۔ لالہ دیوث بولا کہ درحقیقت مجھ سے سخت غلطی ہوئی۔ اب کیا کروں۔ اس وقت شریر پنڈت نے جو باعث نہ ہونے رسم پردہ کے رام دئی کو دیکھ چکا تھا کہ جوان اور خوش شکل ہے، نہایت بے حیائی کا جواب دیا کہ اگر اسی وقت رام دئی مجھ سے نیوگ کرے تو میں ذمہ دار ہوتا ہوں کہ مہر سنگھ کے فتنہ کو میں سنبھال لوں گا اور پہلا حمل ایک شکی بات ہے۔ اب بہر حال یقینی ہو جائے گا۔ تب وساوامل دیوث تو اس بات پر بھی راضی ہو گیا مگر رام دئی نے سن کر سخت گالیاں اس کو نکالیں۔ تب وساوامل نے پنڈت کو کہا کہ مہاراج اس کا یہی حال ہے، ہرگز نیوگ کرنا نہیں چاہتی۔ پہلے بھی مشکل سے کرایا تھا جس کو یاد کر کے اب تک رو رہی ہے کہ میرا منہ کالا کیا۔ اسی سے تو اس نے چیخیں ماری تھی جن کو آپ سن کر دوڑے آئے۔ تب وہ شہوت پرست پنڈت وساوامل کی یہ بات سن کر رام دئی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا نہیں بھاگوان نیوگ کو برا نہیں ماننا چاہیے۔ یہ وید آ گیا ہے مسلمان بھی تو عورتوں کو طلاق دیتے ہیں اور وہ عورتیں کسی دوسرے سے نکاح کر لیتی ہیں۔ سو جیسے طلاق جیسے نیوگ۔ بات ایک ہی ہے۔"

(آریہ دھرم صفحہ 31 تا 34 مندرجہ ذیل روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 31 تا 34 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 614 تا 617 پر)

میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا

مرزا قادیانی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے مجھ سے وعدہ کیا:

(178) "واوحی الی ربی ووعدنی انه سینصرنی حتی یبلغ امری مشارق الارض ومغاربها. وتتموج بحور الحق حتی یعجب الناس حباب غواربها."

ترجمہ: "میرے رب نے میری طرف وحی بھیجی اور وعدہ فرمایا کہ وہ مجھے مدد دے گا یہاں تک کہ میرا کلام مشرق ومغرب میں پہنچ جائے گا اور راستی کے دریا موج میں آئیں گے یہاں

تک کہ اس کی موجوں کے حباب لوگوں کو تعجب میں ڈالیں گے۔"

"میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 260، طبع چہارم، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 618 پر)

نیوگ، روز کی مشق

(179) "واضح ہو کہ آریہ سماج کے اصولوں میں سے نہایت قبیح اور قابلِ شرم نیوگ کا مسئلہ ہے، جس کو پنڈت دیانند صاحب نے بڑی جرأت کے ساتھ اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں درج کیا ہے اور وید کی قابل فخر تعلیم اس کو ٹھہرایا ہے۔ اور اگر وہ اس مسئلہ کو صرف بیوہ عورتوں تک محدود رکھتے، تب بھی ہمیں کچھ غرض نہیں تھی کہ ہم اس میں کلام کرتے مگر انھوں نے تو اس اصول، انسانی فطرت کے دشمن کو، انتہا تک پہنچا دیا، اور حیا اور شرم کے جامہ سے بالکل علیحدہ ہو کر یہ بھی لکھ دیا کہ ایک عورت جو خاوند زندہ رکھتی ہے اور وہ کسی بدنی عارضہ کی وجہ سے اولاد نرینہ پیدا نہیں کر سکتا۔ مثلاً لڑکیاں ہی پیدا ہوتی ہیں، یا بباعث رقت منی کے اولاد ہی نہیں ہوتی، یا وہ شخص گو جماع پر قادر ہے، مگر بانجھ عورتوں کی طرح ہے، یا کسی اور سبب سے اولاد نرینہ ہونے میں توقف ہو گئی ہے، تو ان تمام صورتوں میں اس کو چاہیے کہ اپنی عورت کو کسی دوسرے سے ہم بستر کراوے۔ اور اس طرح پر وہ غیر کے نطفہ سے گیارہ بچے حاصل کر سکتا ہے گویا قریباً بیس برس تک اس کی عورت دوسرے سے ہم بستر ہوتی رہے گی۔ جیسا کہ ہم نے مفصل کتاب کے حوالہ سے یہ تمام ذکر اپنے رسالہ آریہ دھرم میں کر دیا ہے اور حیا مانع ہے کہ ہم اس جگہ وہ تمام تفصیلیں لکھیں۔ غرض اسی عمل کا نام نیوگ ہے۔

اب ظاہر ہے کہ یہ اصول انسانی پاکیزگی کی بیخ کنی کرتا ہے اور اولاد پر ناجائز ولادت کا داغ لگاتا ہے۔ اور انسانی فطرت اس بے حیائی کو کسی طرح قبول نہیں کر سکتی کہ ایک انسان کی ایک عورت منکوحہ ہو، جس کے بیاہنے کے لیے وہ گیا تھا اور والدین نے صدہا یا ہزارہا روپیہ خرچ کر کے اس کی شادی کی تھی جو اس کے ننگ و ناموس کی جگہ تھی، اور اس کی عزت و آبرو کا مدار تھا۔ وہ باوجودیکہ اس کی بیوی ہے اور وہ خود زندہ موجود ہے۔ اس کے سامنے رات کو دوسرے سے ہم بستر ہووے اور غیر انسان اس کے ہوتے ہوئے اسی کے مکان میں اس کی بیوی سے منہ کالا کرے۔ اور وہ آوازیں سنے اور خوش ہو کہ اچھا کر رہا ہے، اور یہ تمام ناجائز حرکات اس کی آنکھوں کے سامنے ہوں اور اس کو کچھ بھی جوش نہ آوے۔ اب بتلاؤ کہ کیا ایسا شخص جس کی منکوحہ اور سہروں کے ساتھ بیاہی ہوئی اس کی آنکھوں کے سامنے

دوسرے کے ساتھ خراب ہو۔ کیا اس کی انسانی غیرت اس بیحیائی کو قبول کرے گی ....

مجھے ٹھیک معلوم نہیں کہ نیوگ میں یعنی اپنی بیوی کو دوسرے سے ہم بستر کروا کر صرف گیارہ بچوں تک لینے کا حکم ہے یا زیادہ۔ مدت ہوئی کہ میں نے ستیارتھ پرکاش میں پڑھا تو تھا مگر حافظہ اچھا نہیں، یاد نہیں رہا۔ آریہ صاحبان خود مطلع فرمائیں۔ کیونکہ بوجہ روز کی مشق کرانے کے ان کو خوب یاد ہوگا۔ (حاشیہ)

(نسیم دعوت صفحہ 78 تا 80 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 438 تا 440 بمعہ حاشیہ از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 619 تا 621 پر)

قانون دکھائی

(180) ''وزارت کے تبدیل ہوتے ہی ولایت کے نامور اور سربرآوردہ اخبار ٹائمز نے جس زور شور سے قانون دکھائی کو پھر جاری کرنے کے سلسلہ جنبانی کی ہے، وہ ناظرین پر ظاہر کی جا چکی ہے۔ کنسرویٹو وزارت سے جو سرکاری عہدہ داران کی رائے کو ہمیشہ بڑی وقعت سے دیکھتی ہے۔ امید ہوسکتی ہے کہ بالضرور وہ اُس معاملہ پر اچھی طرح غور کرے گی کیونکہ اس قانون کی منسوخی کے وقت سر جارج وائٹ صاحب کمانڈر انچیف افواج ہند نے جو پرزور مخالفانہ رائے ظاہر کی تھی، وہ اس قابل ہے کہ ضرور کنسرویٹو گورنمنٹ اس پر توجہ کرے گورنمنٹ ہند بھی اس قانون کے منسوخ کرنے پر رضامند نہ تھی پس ان واقعات کی رو سے پورے طور پر خیال ہوسکتا ہے کہ قانون دکھائی پھر جاری کیا جاوے اس میں شک نہیں ہے کہ قانون دکھائی کے منسوخ ہونے کے دن سے گورہ سپاہیوں کی حالت بہت خراب ہوگئی ہے۔ دیکھا جاتا ہے کہ برٹش کے بہادر سپاہی بازاروں میں آتشک کی مریض فاحشہ عورتوں کے ساتھ خراب ہوتے پھرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ حسب رائے کمانڈر انچیف صاحب بہادر بہت خوفناک نکلنے کی امید ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ سرکاری طور پر ہمیں اس بات کی خبر نہیں ملی کہ سال 1894ء میں کتنے گورے سپاہی مرض آتشک میں مبتلا ہوئے۔ گو مخالفان قانون دکھائی نے مہم چترال کی گورہ فوج کی صحت کو دیکھ کر نہایت مسرت ظاہر کی تھی اور کہا تھا کہ مویدان قانون دکھائی کی یہ رائے کہ اس قانون کے منسوخ ہونے سے تمام گورہ سپاہ مرض آتشک وغیرہ میں مبتلا ہو جائے

گی، غلط ٹھہرتی ہے مگر یہ واقعہ اس قابل نہیں ہے کہ جس سے تشفی ہو سکے کیونکہ مہم چترال میں چیدہ اور تندرست جوان بھیجے گئے تھے نیز لڑائی اور جنگلی ملک کی وجہ سے وہ کہیں خراب ہو کر بیمار نہیں ہو سکتے تھے۔ اس امر کا دہرانا ضروری نہیں کہ گورے سپاہی چونکہ بالکل کم تعلیم یافتہ اور دیہاتی نوجوان ہیں۔ نیز بوجہ گوشت خور ہونے کے وہ زیادہ گرم مزاج کے ہیں۔ اس لیے ان سے نفسانی خواہش روکے رکھنے کی امید رکھنا محض لاحاصل ہے۔ قانون دکھائی کے جاری ہونے کے دنوں ہر ایک گورہ پلٹن کے لیے کسبی عورتیں ملازم رکھی جاتی تھیں جن کا ہمیشہ ڈاکٹری معائنہ ہوتا رہتا تھا اور تمام گورہ لوگوں کو ان ملازم رنڈیوں کے علاوہ اور جگہ جانے کی بھی شاید ممانعت تھی۔ اس طریق سے ان کی صحت میں کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہوتا تھا نیز اس طریق کے بند ہونے کی وجہ سے اور بھی کئی ایسی وارداتیں ہوئی ہیں جن سے اہل ہند کی طرف سے بہت ناراضی پھیلتی جاتی ہے جن میں سے میاں میر کا مقدمہ زنا بالجبر جو گورہ سپاہیوں کی طرف سے ایک بدصورت بڈھی اور اندھی عورت سے کیا گیا تھا، قابل غور ہے۔ ایسا ہی ایک واقعہ مدراس کے صوبہ میں ہوا جہاں ایک ریلوے پھاٹک کے چوکیدار نے ہندوستانی عورتوں کی عفت بچانے میں اپنی جان دے دی تھی۔ اگر چندے گورے سپاہیوں کے لیے انتظام سرکاری طور پر نہ کیا گیا تو علاوہ اس کے کہ تمام فوج بیماری سے ناکارہ ہو جائے ملک میں بڑی بھاری بددلی پھیلنے کا اندیشہ ہے اور یہ دونوں امور قیام سلطنت کے لیے غیر مفید ہیں۔ اس وقت جبکہ قانون دکھائی کو پھر جاری کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ہمیں یہ ظاہر کر دینا بھی نہایت ضروری ہے کہ اگر اب پھر قانون مذکور جاری کیا جاوے تو گورنمنٹ ہند اور خصوصاً کمانڈر انچیف افواج ہند کو یہ بھی ضرور انتظام کرنا چاہیے کہ بجائے ہندوستانی عورتوں کے یورپین عورتیں ملازم رکھی جائیں کیونکہ قانون دکھائی کے متعلق ہندوستانی اور انگریز مخالفین کا سب سے بڑا اعتراض یہی تھا کہ ہندوستان کی غریب عورتوں کو دلالہ عورتوں کے ذریعہ سے اس فحش ملازمت کی ترغیب دی جاتی ہے اور بعض اوقات نہایت کمینہ فریبوں سے اچھے گھروں کی یتیم لڑکیوں کو اس پیشہ کے لیے مجبور کیا جاتا ہے اور یہی وجہ تھی جس سے ہند کے بہت سے باشندگان نے قانون دکھائی کی منسوخی میں معمول سے بڑھ کر انٹرسٹ لیا تھا۔ ورنہ کسی معمولی سمجھ کے آدمی کو بھی ان بدمعاش عورتوں سے ہرگز ہمدردی نہیں ہو سکتی تھی۔ قانون دکھائی کے مکرر اجرا کی کوشش محض اسی غرض سے کی جاتی ہے کہ گورہ سپاہیوں

کی خواہش نفسانی کو پورا کرنے کے لیے سرکاری طور پر انتظام کیا جائے ورنہ دیسی لوگوں کی بہتری کلاس میں ذرا بھی خیال نہیں۔ اس لیے اگر مخالفین قانون مذکور کی دلجوئی گورنمنٹ کو منظور ہو تو یہی ایک طریق ہے جس سے بلا قانون مذکور کے جاری کرنے کے مقصد مطلوبہ حاصل ہوسکتا ہے۔ اگر حسب تجویز ہماری کے یورپین سپاہیوں کے لیے یورپین عورتیں بہم پہنچائی جائیں تو ان سے مرض آتشک کا خدشہ نہیں رہ سکتا کیونکہ ایک تو یورپ میں مرض مذکور شاید ہوگا ہی نہیں دوم ان عورتوں کو بروقت بھرتی ہونے کے دایہ ڈاکٹروں کے ذریعہ مثل فوجی سپاہیوں کے ملاحظہ کرایا جائے گا اس سے فریقین کے مرض مذکور سے پاک ہونے کی وجہ سے ڈاکٹری معائنہ کی ہمیشہ کے لیے ضرورت ہی نہ رہے گی۔ اس طرح بغیر قانون دکھائی جاری کرنے کے سپاہیوں کی خواہش نفسانی کے لیے عمدہ طور سے انتظام ہوسکتا ہے۔

اس بات سے تو کوئی انکار ہی نہیں کرسکتا کہ ولایت میں مثل ہندوستان کے فاحشہ عورتیں موجود ہیں۔ اس لیے گورنمنٹ کو اس انتظام میں ذرا بھی وقت نہ ہوگی بلکہ ہمیں یقین ہے کہ یورپ کی مہذب کسبیاں (واہ مرزا قادیانی! کسبیاں اور مہذب!۔مرتب) بہادر سپاہیوں کو خوش رکھنے کے لیے نہایت خوشی سے اپنی خدمات سپرد کردیں گی رہی یہ بات کہ ان عورتوں کے ہندوستان لانے اور واپس لے جانے میں گورنمنٹ کو رقم کثیر خرچ کرنی پڑے گی۔ اس کا ہندوستان کے باشندوں کو ذرا بھی رنج نہ ہوگا جہاں وہ ملٹری ڈیپارٹمنٹ کے اخراجات کے لیے پہلے سے ہی لاتعداد روپیہ خوشی سے دیتے ہیں اس رقم کے اضافہ سے بھی ہرگز انھیں اختلاف نہ ہوگا بلکہ وہ اس تجویز کو جس سے ہندوستان کی بدبخت عورتوں کی عفت بچ رہے گی اور برٹش گورنمنٹ کے بہادر گورے سپاہی تندرست اور خوش رہ سکیں گے۔ نہایت خوشی سے پسند کریں گے۔

اگر گورنمنٹ ہند کو یہ مطلوب ہے کہ ہندوستان کے نوجوان بھی جن میں دیسی پلٹنوں اور رسالوں کے سپاہی بھی شامل ہیں بازاری عورتوں کے ذریعہ مریض ہونے سے بچ رہیں تو ہم تمام ہندوستان کی فاحشہ عورتوں کے لیے قانون دکھائی کے جاری ہونے کو صدق دل سے پسند کرتے ہیں۔ کسی شریف ہندوستانی کو ان بدکار فاحشہ عورتوں کے ساتھ جو تمام قسم کے لوگوں کے لیے باعث خرابی ہیں۔ ذرا بھی ہمدردی نہیں ہوسکتی۔ ہم قبل ازیں بارہا کہہ چکے ہیں کہ ایسی عورتوں کے لیے جنھوں نے اپنے خاندان کے ناموس کو خیرباد کہہ دی ہے، قانون

دکھائی کی آزمائش باعث شرم نہیں ہوسکتی ہے۔ وہ عورتیں جو تھوڑے سے پیسوں میں بھنگی کے ساتھ منہ کالا کرنے کو تیار ہیں۔ معزز ڈاکٹر کے معائنہ سے کب شرمسار ہوسکتی ہیں۔ بے شک یہ افسوسناک امر ہے کہ عورتوں کی عفت کا مردوں کے ذریعہ امتحان کرایا جائے مگر کیا ہوسکتا ہے ان بے شرم بدذات عورتوں کے لیے جنھوں نے دنیا کی شرم کو بالائے طاق رکھ دیا ہے حق بات تو یہ ہے کہ قانون دکھائی کی ہندوستان میں سخت ضرورت ہے۔ جب یہ قانون جاری تھا تو ہر ایک بدکار عورت کو خوف ہوتا تھا کہ اگر وہ فحش پیشہ اختیار کرے گی تو اسے قانون دکھائی کی سخت آزمائش بھی برداشت کرنی پڑے گی۔ بہت سی عورتیں اسی خوف کی وجہ سے اپنی زندگی خراب کرنے سے بچ رہتی تھیں۔ اس زمانہ میں جبکہ دکھائی کا طریق بند ہے۔ مرض آتشک کے ادویات کے اشتہارات کثرت سے شائع ہوتے ہیں جو اس امر کا کافی ثبوت ہیں کہ ملک میں مرض آتشک بہت پھیلا ہوا ہے اول تو ہمیں اس خراب فرقہ کے وجود سے ہی سخت اختلاف ہے مگر ایسے زمانہ میں جبکہ اخلاق اور مذہب کی سخت کمزوری ہو رہی ہے، یہ امید کرنا فضول ہے کہ یہ شیطانی فرقہ نیست و نابود ہو جائے گا۔ اس لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ ان کے لیے کوئی ایسا قانون بنایا جائے جس سے یہ اخلاق اور مذہب کو بگاڑنے کے علاوہ عوام کی صحت کو ہمیشہ کے لیے خراب کرنے کے قابل نہ رہ سکیں اور وہ قانون صرف قانون دکھائی ہی ہے۔ ہم نہایت شکرگزار ہوں گے اگر دوبارہ ہند میں قانون دکھائی جاری کیا جائے گا مگر یہ شرط ضرور ساتھ ہے کہ گورہ لوگوں کے لیے یورپین رنڈیاں بہم پہنچائی جائیں۔ یقین ہے کہ گورنمنٹ ہند اور معزز ہمعصران اس معاملہ پر ضرور توجہ اور غور فرمائیں گے۔"

(آریہ دھرم صفحہ 72 تا 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 72 تا 75 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 622 تا 625 پر)

قادیانی خشوع وخضوع

(181) مرزا قادیانی سورۃ المومنون کی ابتدائی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"جیسا کہ اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے: **قد افلح المومنون الذین ھم فی صلوتھم خاشعون.** یعنی وہ مومن مراد پا گئے جو اپنی نمازوں میں اور ہر ایک طور کی یادِ الٰہی

میں فروتنی اور عجز و نیاز اختیار کرتے ہیں اور رقت اور سوز و گداز اور قلق اور کرب اور دلی جوش سے اپنے رب کے ذکر میں مشغول ہوتے ہیں۔ یہ خشوع کی حالت جس کی تعریف کا اوپر اشارہ کیا گیا ہے۔ ....وہ لوگ جو قرآن شریف میں غور کرتے ہیں سمجھ لیں کہ نماز میں خشوع کی حالت روحانی وجود کے لیے ایک نطفہ ہے اور نطفہ کی طرح روحانی طور پر انسان کامل کے تمام قوئ اور صفات اور تمام نقش و نگار اس میں مخفی ہیں اور جیسا کہ نطفہ اس وقت تک معرض خطر میں ہے جب تک کہ رحم سے تعلق نہ پکڑے ....یہی سنت اللہ بنی آدم کے لیے جاری ہے پس جبکہ انسان نماز اور یاد الہٰی میں خشوع کی حالت اختیار کرتا ہے، تب اپنے تئیں رحیمیت کے فیضان کے لیے مستعد بناتا ہے۔ سو نطفہ میں اور روحانی وجود کے پہلے مرتبہ میں جو حالت خشوع ہے، صرف فرق یہ ہے کہ نطفہ رحم کی کشش کا محتاج ہوتا ہے اور یہ رحیم کی کشش کی طرف احتیاج رکھتا ہے اور جیسا کہ نطفہ کے لیے ممکن ہے کہ وہ رحم کی کشش سے پہلے ہی ضائع ہو جائے۔ ایسا ہی روحانی وجود کے پہلے مرتبہ کے لیے یعنی حالت خشوع کے لیے ممکن ہے کہ وہ رحیم کی کشش اور تعلق سے پہلے ہی برباد ہو جائے۔ جیسا کہ بہت سے لوگ ابتدائی حالت میں اپنی نمازوں میں روتے اور وجد کرتے اور نعرے مارتے اور خدا کی محبت میں طرح طرح کی دیوانگی ظاہر کرتے ہیں اور طرح طرح کی عاشقانہ حالت دکھلاتے ہیں اور چونکہ اس ذات ذوالفضل سے جس کا نام رحیم ہے، کوئی تعلق پیدا نہیں ہوتا اور نہ اس کی خاص تجلی کے جذبہ سے اس کی طرف کھنچے جاتے ہیں۔ اس لیے ان کا وہ تمام سوز و گداز اور تمام وہ حالت خشوع بے بنیاد ہوتی ہے اور بسا اوقات ان کا قدم پھسل جاتا ہے یہاں تک کہ پہلی حالت سے بھی بدتر حالت میں جا پڑتے ہیں۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 188 تا 190 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 188 تا 190 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 626 تا 628 پر)

(182) "یاد رکھنا چاہیے کہ نماز اور یاد الہٰی میں جو کبھی انسان کو حالت خشوع میسر آتی ہے اور وجد اور ذوق پیدا ہو جاتا ہے یا لذت محسوس ہوتی ہے۔ یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اس انسان کو رحیم خدا سے حقیقی تعلق ہے جیسا کہ اگر نطفہ اندام نہانی کے اندر داخل ہو جائے اور لذت بھی محسوس ہو تو اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اس نطفہ کو رحم سے تعلق ہو گیا ہے بلکہ تعلق کے لیے علیحدہ آثار اور علامات ہیں۔ پس یاد الہٰی میں ذوق شوق جس کو دوسرے لفظوں میں

حالت خشوع کہتے ہیں نطفہ کی اس حالت سے مشابہ ہے جب وہ ایک صورت انزال پکڑ کر اندام نہانی کے اندر گر جاتا ہے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 192 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 192 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 629 پر)

(183) ''جیسا کہ نطفہ کبھی حرام کاری کے طور پر کسی رنڈی کے اندام نہانی میں پڑتا ہے تو اس میں بھی وہی لذت، نطفہ ڈالنے والے کو حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اپنی بیوی کے ساتھ۔ پس ایسا ہی بت پرستوں اور مخلوق پرستوں کا خشوع وخضوع اور حالت ذوق وشوق، رنڈی بازوں سے مشابہ ہے یعنی خشوع اور خضوع مشرکوں اور ان لوگوں کا جو محض اغراضِ دنیویہ کی بنا پر خدا تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں، اس نطفہ سے مشابہت رکھتا ہے جو حرام کار عورتوں کے اندام نہانی میں جا کر باعث لذت ہوتا ہے بہرحال جیسا کہ نطفہ میں تعلق پکڑنے کی استعداد ہے، حالت خشوع میں بھی تعلق پکڑنے کی استعداد ہے مگر صرف حالت خشوع اور رقت اور سوز اس بات پر دلیل نہیں ہے کہ وہ تعلق ہو بھی گیا ہے جیسا کہ نطفہ کی صورت میں جو اس روحانی صورت کے مقابل پر ہی مشاہدہ ظاہر کر رہا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے صحبت کرے اور منی عوت کے اندام نہانی میں داخل ہو جائے اور اس کو فعل سے کمال لذت حاصل ہو تو یہ لذت اس بات پر دلالت نہیں کرے گی کہ حمل ضرور ہو گیا ہے۔ پس ایسا ہی خشوع اور سوز و گداز کی حالت گو وہ کیسی ہی لذت اور سرور کے ساتھ ہو، خدا سے تعلق پکڑنے کے لیے کوئی لازمی علامت نہیں ہے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 193 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 193 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 630 پر)

(184) ''اور پھر ایک اور مشابہت خشوع اور نطفہ میں ہے اور وہ یہ کہ جب ایک شخص کا نطفہ اس کی بیوی یا کسی اور عورت کے اندر داخل ہوتا ہے تو اس نطفہ کا اندام نہانی کے اندر داخل ہونا اور انزال کی صورت پکڑ کر رواں ہو جانا بعینہ رونے کی صورت میں ہوتا ہے جیسا کہ خشوع کی حالت کا نتیجہ بھی رونا ہی ہوتا ہے، اور جیسے بے اختیار نطفہ اچھل کر صورت انزال اختیار کرتا

ہے، یہی صورت کمال خشوع کے وقت رونے کی ہوتی ہے کہ رونا آنکھوں سے اچھلتا ہے اور جیسی انزال کی لذت کبھی حلال طور پر ہوتی ہے جبکہ اپنی بیوی سے انسان صحبت کرتا ہے اور کبھی حرام طور پر جبکہ انسان کسی حرام کار عورت سے صحبت کرتا ہے۔ یہی صورت خشوع اور سوز و گداز اور گریہ وزاری کی ہے یعنی کبھی خشوع اور سوز و گداز محض خدائے واحد لاشریک کے لیے ہوتا ہے جس کے ساتھ کسی بدعت اور شرک کا رنگ نہیں ہوتا۔ پس وہ لذت سوز و گداز کی ایک لذت حلال ہوتی ہے مگر کبھی خشوع اور سوز و گداز اور اس کی لذت بدعات کی آمیزش سے یا مخلوق کی پرستش اور بتوں اور دیویوں کی پوجا میں بھی حاصل ہوتی ہے مگر وہ لذت حرامکاری کے جماع سے مشابہ ہوتی ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 196 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 196 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 631 پر)

قادیانی ترانہ

(185) "چیکے چیکے حرام کروانا
آریوں کا اصول بھاری ہے
زن بیگانہ پر یہ شیدا ہیں
جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
غیر مردوں سے مانگنا نطفہ
سخت خبث اور نابکاری ہے
غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے
وہ نہ بیوی زن بزاری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے
ساری شہوت کی بے قراری ہے
بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط

یار کی اس کو آہ و زاری ہے
دس سے کروا چکی زنا لیکن
پاک دامن ابھی بچاری ہے
گھر میں لاتے ہیں اس کے یاروں کو
ایسی جورو کی پاسداری ہے
اس کے یاروں کو دیکھنے کے لیے
سرِ بازار ان کی باری ہے
ہے قوی مرد کی تلاش انہیں
خوب جورو کی حق گذاری ہے“

(آریہ دھرم صفحہ 75، 76 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 75، 76 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 632، 633 پر)

نرم اندام عورتیں اور ہمارے باکرہ مضامین

(186) ”اور میرے مضامین نازک اندام عورتوں کی طرح تھے، پس حسن کے ساتھ پھر اس آواز کے ساتھ جو بطور قبا کے تھی، دل اس کی طرف جھک گئے۔ اور میرے کلمے آئینہ کی طرح صاف کیے گئے ہیں، پس تعجب کرنے والے کی نظر اس کو ٹکٹکی لگا کر دیکھتی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ نرم اندام عورتیں اسراء کی ہمارے لیے ننگی ہو گئیں اور غیروں سے وہ چھپنے والیوں کی طرح دور ہو گئیں۔ اور جب کہ وہ ہودہ سے زینت کے ساتھ نکلیں پس ان کا حسن اندام دیکھنے والوں کا دل لے گیا۔ اور جب ان کا حسن اپنے نور کے ساتھ چمکا، پس اندھیرا یوں چلا گیا جیسا کہ وہ لوگ جو اپنے گھروں سے آوارہ پھرتے ہیں۔ اور معشوقوں میں سے بہت کم ہوگا جس کا حسن ہمارے ان باکرہ مضامین کی طرح ہوگا اور رخسار روشن ہوں گے۔ اور جب میں نے خدا سے کلمات فصاحت طلب کیے پس میں اپنے رب سے گونا گوں فصاحت کلام دیا گیا۔“

(حجۃ اللہ صفحہ 100 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 227، 238، 247 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 634 تا 636 پر)

برہنہ شخص سے بغلگیری

(187) ''اور ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں محمد حسین کے مکان پر گیا ہوں اور میرے ساتھ ایک جماعت ہے اور ہم نے وہیں نماز پڑھی اور میں نے امامت کرائی اور مجھے خیال گزرا کہ مجھ سے نماز میں یہ غلطی ہوئی ہے کہ میں نے ظہر یا عصر کی نماز میں سورۂ فاتحہ کو بلند آواز سے پڑھنا شروع کر دیا تھا پھر مجھے معلوم ہوا کہ میں نے سورۂ فاتحہ بلند آواز سے نہیں پڑھی بلکہ صرف تکبیر بلند آواز سے کہی پھر جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ محمد حسین ہمارے مقابل پر بیٹھا ہے اور اس وقت مجھے اس کا سیاہ رنگ معلوم ہوتا ہے اور بالکل برہنہ ہے پس مجھے شرم آئی کہ میں اس کی طرف نظر کروں پس اسی حال میں وہ میرے پاس آ گیا۔ میں نے اسے کہا کہ کیا وقت نہیں آیا کہ تو صلح کرے اور کیا تو چاہتا ہے کہ تجھ سے صلح کی جائے اس نے کہا کہ ہاں پس وہ بہت نزدیک آیا اور بغلگیر ہوا۔''

(سراج منیر صفحہ 78 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 80 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 637 پر)

پیٹ سے چوہا؟

(188) ''اب عبدالحق کو ضرور پوچھنا چاہیے کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا؟ کیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پا گیا یا پھر رجعت قہقری کر کے نطفہ بن گیا۔۔۔۔۔۔اور اب تک اس کی عورت کے پیٹ میں سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔''

(انجام آتھم صفحہ 311، 317 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 311، 317 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 638، 639 پر)

رحم پر مُہر

(189) ''خدا تعالیٰ نے اس (عبدالحق غزنوی) کی بیوی کے رحم پر مُہر لگا دی''

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 444 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 444 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 640 پر)

عضو تناسل کاٹ دیتا......

(190) ''حضرت مسیح موعود کے قریباً ہم عمر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی تھے۔ ان کے والد کا جس وقت نکاح ہوا، اگر ان کو حضرت اقدس مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی حیثیت معلوم ہوتی اور وہ جانتے کہ میرا ہونے والا بیٹا محمد رسول اللہ ﷺ کے ظل اور بروز کے مقابلہ میں وہی کام کرے گا جو آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں ابوجہل نے کیا تھا تو وہ اپنے آلہ تناسل کو کاٹ دیتا اور اپنی بیوی کے پاس نہ جاتا۔''

(مرزا البشیر الدین محمود کا خطبہ نکاح۔ روزنامہ الفضل قادیان مورخہ 2 نومبر 1922ء جلد 10 شمارہ 35)

(عکس صفحہ نمبر 641 پر)

جہاں سے نکلے تھے......

(191) ''جھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ جاہلوں کے روبرو تو بہت گزاف مارتے ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے، وہیں داخل ہو جاتے ہیں۔''

(حیات احمد، حضرت مسیح موعود کے سوانح حیات جلد دوم نمبر اول صفحہ 25 از یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان)

(عکس صفحہ نمبر 642 پر)

بے غسل......؟

(192) ''اس شخص نے کہا کہ کیا ہم یہودی ہیں۔ میں نے کہا تم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو کہ تمہارے قول و فعل کس سے ملتے جلتے ہیں۔ اس بات پر وہ شخص سخت غضبناک ہو کر کہنے لگا۔ دیکھو جی مرزا رات کو لگائی سے بدکاری کرتا ہے اور صبح کو بے غسل لوڑا بھرا ہوا ہوتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ مجھے یہ الہام ہوا اور وہ الہام ہوا، میں مہدی ہوں، مسیح ہوں۔ مجھ جیسا انسان غیرت مند کب روا رکھ سکتا تھا کہ حضرت اقدس مرزا قادیانی (فداہ

جانی وروحی ونفسی وامی وابی) کی نسبت ایسا گندہ جملہ سن سکے۔ بس میں نے اس کے ایک ایسا تھپڑ مارا کہ اس کی ٹوپی پگڑی سر پر سے اتر کر دور جا پڑی اور کہا او مردود و دشمن مقبول الٰہی، تو ایسا جملہ ناپاک ایسے صادق مصدوق، طاہر و مطہر انسان کی نسبت اور میرے سامنے بکتا ہے اور نہیں جانتا کہ میں ان کا خادم اور مرید ہوں اور وہ میرے آقا اور مرشد اور رہنما ہیں۔ خبردار جو آج سے میرے پاس آیا اور یا مجھ سے ملا۔"

(تذکرہ المہدی صفحہ 157 از پیر سراج الحق نعمانی قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 643 پر)

عورت کی کارروائی

(193) "مرد اور کئی وجوہات اور موجبات سے ایک سے زیادہ بیوی کرنے کے لیے مجبور ہوتا ہے۔ مثلاً اگر مرد کی ایک بیوی تغیر عمر یا کسی بیماری کی وجہ سے بدشکل ہو جائے تو مرد کی قوت فاعلی جس پر سارا مدار عورت کی کارروائی کا ہے، بیکار اور معطل ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر مرد بدشکل ہو تو عورت کا کچھ بھی حرج نہیں کیونکہ کارروائی کی کل مرد کو دے دی گئی ہے اور عورت کا تسکین کرنا مرد کے ہاتھ میں ہے۔ ہاں اگر مرد اپنی قوت مردمی میں قصور یا عجز رکھتا ہے تو قرآنی حکم کی رُو سے عورت اس سے طلاق لے سکتی ہے اور اگر پوری پوری تسلی کرنے پر قادر ہو تو عورت یہ عذر نہیں کر سکتی کہ دوسری بیوی کیوں کی ہے۔ کیونکہ مرد کی ہر روزہ حاجتوں کی عورت ذمہ دار اور کاربرار نہیں ہو سکتی۔ اور اس سے مرد کا استحقاق دوسری بیوی کرنے کے لیے قائم رہتا ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 282 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 282 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 644 پر)

نوٹ: (لجنہ اماء اللہ سے تعلق رکھنے والی تمام قادیانی حوریں کارروائی کرواتے وقت مرزا قادیانی کی مندرجہ بالا ہدایات پر "سختی" سے عمل کریں، فائدہ ہوگا)۔

قابل افسوس بات یہ ہے کہ جس کتاب میں مرزا قادیانی نے "عورت سے کارروائی" کا فلسفہ پیش کیا، اس کا نام "آئینہ کمالات اسلام" رکھا ہے۔ مزید ستم ظریفی یہ کہ اس کی فروخت کے لیے جھوٹے خوابوں کا سہارا لے کر کہا "ایک رات یہ بھی دیکھا کہ ایک

فرشتہ بلند آواز سے لوگوں کے دلوں کو اس کتاب کی طرف بلاتا ہے اور کہتا ہے هذا کتاب مبارک فقوموا الاجلال والاکرام یعنی یہ کتاب مبارک ہے، اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 652 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 652 از مرزا قادیانی)

سلطان القلمی کا نادر نمونہ

(194) "جس طرح کھانگڑ بھینس کا دودھ نکالنا بہت مشکل ہے۔ اسی طرح سے خدا کے نشان بھی سخت تکلیف کی حالت میں اترا کرتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 428 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 645 پر)

یورپین سوسائٹی کا عیب والا حصہ

(195) "جب میں ولایت گیا تو مجھے خصوصیت سے خیال تھا کہ یورپین سوسائٹی کا عیب والا حصہ بھی دیکھوں۔ مگر قیام انگلستان کے دوران میں مجھے اس کا موقع نہ ملا۔ واپسی پر جب ہم فرانس آئے تو میں نے چودھری ظفر اللہ خان صاحب سے جو میرے ساتھ تھے، کہا کہ مجھے کوئی ایسی جگہ دکھائیں جہاں یورپین سوسائٹی عریانی سے نظر آسکے۔ وہ بھی فرانس سے واقف تو نہ تھے مگر مجھے ایک اوپیرا میں لے گئے جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ اوپیرا سینما کو کہتے ہیں۔ چودھری صاحب نے بتایا کہ یہ اعلیٰ سوسائٹی کی جگہ ہے جسے دیکھ کر آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان لوگوں کی کیا حالت ہے۔ میری نظر چونکہ کمزور ہے، اس لیے دور کی چیز اچھی طرح نہیں دیکھ سکتا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے جو دیکھا تو ایسا معلوم ہوا کہ سینکڑوں عورتیں بیٹھی ہیں۔ میں نے چودھری صاحب سے کہا، کیا یہ ننگی ہیں؟ انہوں نے بتایا یہ ننگی نہیں بلکہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ مگر باوجود اس کے، وہ ننگی معلوم ہوتی تھیں۔ تو یہ بھی ایک لباس ہے۔ اسی طرح ان لوگوں کے شام کی دعوتوں کے گاؤن ہوتے ہیں۔ نام تو اس کا بھی لباس ہے۔ مگر اس میں سے جسم کا ہر حصہ بالکل ننگا نظر آتا ہے۔"

(روزنامہ اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ 24 جنوری 1934ء) (عکس صفحہ نمبر 646 پر)

کبھی کبھی زنا

(196) ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ولی اللہ تھے۔ اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کرلیا کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کرلیا، تو اس میں حرج کیا ہوا۔ پھر لکھا ہے۔ ہمیں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر اعتراض نہیں، کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے، کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔''

(روزنامہ اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ 31 اگست 1938ء) (عکس صفحہ نمبر 647 پر)

اللہ عورت، مرزا مرد

(197) ''اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود کو فرماتا ہے یا شمس یا قمر! اے سورج، اے چاند! سورج کی خاصیت یہ ہے کہ وہ چاند کو روشنی دیتا ہے، اور چاند کی خاصیت یہ ہے کہ وہ سورج سے روشنی لیتا ہے۔ گویا اس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو سورج کہا اور خود چاند بنا۔ اسی طرح عورت مرد سے نطفہ لیتی ہے اور مرد نطفہ دیتا ہے۔ سورج کا قائم مقام مرد ہے، اور چاند کا قائم مقام عورت ہے، اس وقت بھی لوگوں نے حضرت موعود پر اعتراض کیا کہ خود سورج بنے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو چاند بنایا ہے اور اب بھی لوگ اعتراض کرسکتے ہیں، (میں نے) اللہ تعالیٰ کو عورت دیکھا۔''

(قادیانی خلیفہ مرزا محمود کا خواب مندرجہ روزنامہ الفضل قادیان، 20 مارچ 1947ء جلد 35 شمارہ 67 صفحہ 2) (عکس صفحہ نمبر 649 پر)

تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق

زمین و آسمان اپنے جائے قیام بدل سکتے ہیں، فرشتے زمین پر اور انسان آسمان پر منتقل ہوسکتے ہیں لیکن خدائے برتر ایسے انسانوں کو کبھی معاف نہیں کرے گا جن کی مذہبی قیادت نے ہزاروں عصمتوں پر ڈاکے ڈالے، وہ پیشوا جو رہبر کے بھیس میں دنیا کے سامنے آیا،

لوگ اسے رہنما سمجھ کر پیچھے ہو لیے لیکن وہ رہزن نکلا۔ دنیا نے اسے انسان سمجھا لیکن وہ بھیڑیا ثابت ہوا۔ اس نے اپنے چاروں طرف ظلمتیں پھیلا دیں تا کہ اس کی بے راہ روی پر پردے پڑے رہیں۔ بظاہر رہنما بباطن رہزن یہ کون شخص تھا، یہ تھا مرزا بشیر الدین قادیانی۔

مرزا بشیر الدین محمود آنجہانی جو مرزا غلام احمد قادیانی کا بڑا بیٹا تھا، اس پر زنا کا الزام تواتر کے ساتھ اس کے مریدوں نے لگایا۔ اس نے قادیان و ربوہ کے کسی قابل ذکر لڑکے و عورت کو نہیں چھوڑا۔ اس کی بدکرداریوں پر انہی کے اپنے آدمی، یعنی قادیانیوں کا تبصرہ، اعداد وشمار، شواہد، حلفی بیانات، مباہلے، قسمیں، حکومت کو درخواستیں، بشیر الدین سے خط کتابت غرضیکہ ایسی ایسی چیزیں ہیں کہ آپ پڑھ کر پکار اٹھیں گے کہ جس طرح مرزا قادیانی اس صدی میں دنیا کا سب سے بڑا کذاب تھا۔ اسی طرح آپ یقین کریں گے کہ اس صدی کا سب سے بڑا بدکردار شخص مرزا بشیر الدین تھا جس نے اپنی بیٹیوں تک کو اپنی ہوس کا نشانہ بنایا۔ مرزائیوں کے منہ پر مرزائیوں کے جوتے یہ اس کتاب کا تعارف ہے۔ مصنف کے باپ فخر الدین ملتانی کو مرزا بشیر الدین محمود نے محض اس لیے قتل کرا دیا تھا کہ اس نے بشیر الدین کے کریکٹر سے متعلق قادیان میں ایک اشتہار شائع کیا تھا۔ قادیانیوں کی قادیانی سربراہ کے متعلق تصنیف اور تحریری شہادت ایک تاریخی دستاویز ہے اور ایک ایسا آئینہ ہے، جس میں قادیانی اپنے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی عریاں تصویریں دیکھ سکتے ہیں۔

مرزا بشیر الدین محمود آنجہانی نام نہاد مرزائی خلیفہ کی عریاں، شرم ناک سنگین و رنگین کہانی کو حلف موکد بعذاب کے ساتھ اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے اور مرزائیوں کی عورتوں، مردوں کی حلفیہ شہادتوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا بشیر الدین ایک زانی و بدمعاش شخص تھا جو تقدس کے پردہ میں عورتوں اور لڑکوں کا شکار کرتا تھا۔

مظہر الدین ملتانی قادیانی نے راسپوٹین مرزا محمود کے متعلق جو انکشافات کیے ہیں، وہ پڑھنے کے لائق ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مظہر الدین ملتانی آخری وقت تک قادیانی مذہب پر قائم رہے۔ صرف مرزا محمود سے اس کی رنگینیوں اور سنگینیوں کی وجہ سے اختلاف رہا۔ سچ ہے اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔

مباہلہ جائز ہے

(198) ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے تین حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔ اس میں زنا کے الزام پر مباہلہ کرنے کی پوری پوری وضاحت موجود ہے۔ اس سے یہ ثابت ہے کہ زنا کے الزام لگانے والے خواہ چار گواہ پیش نہ بھی کریں تو وہ میدان مباہلہ میں نکل آئیں تو ان سے مباہلہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ حضور کا حکم ملاحظہ فرمایئے:

(1) ''مباہلہ صرف ایسے شخصوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کسی دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔'' (الحکم، 24 مارچ 1902ء)

(2) ''دوم اس ظالم کے ساتھ جو بے جا تہمت کسی پر لگا کر اور اس کو ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ مثلاً مستورہ عورت کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ عورت زانیہ ہے، کیونکہ میں نے بچشم خود اس کو زنا کرتے دیکھا ہے یا مثلاً ایک شخص کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شراب خور ہے، کیونکہ بچشم خود اسے شراب پیتے دیکھا ہے۔ تو اس حالت میں بھی مباہلہ جائز ہے، کیونکہ اس جگہ کوئی اجتہادی اختلاف نہیں کیونکہ ایک شخص اپنے یقین اور رؤیت کی بنا رکھ کر ایک مومن بھائی کو ذلت پہنچانا چاہتا ہے۔'' (الحکم، 24 مارچ 1902ء)

(3) ''یہ تو اسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسے بچشم خود زنا کرتے دیکھا ہے یا بچشم خود شراب پیتے دیکھا ہے۔ اگر میں اس بے بنیاد افترا کے لیے مباہلہ نہ کرتا تو اور کیا کرتا۔'' (تبلیغ رسالت، جلد نمبر 2، صفحہ 2)

خلیفہ صاحب کی عیاری

□ خلیفہ صاحب ربوہ نے جب یہ دیکھا کہ میری بدچلنی کا بھانڈا چوراہے میں پھوٹ رہا ہے اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے فتویٰ کی روشنی میں چار گواہوں کی بھی ضرورت نہیں اور کہیں احمدی جماعت کے افراد مجھے مباہلہ کے لیے تیاری شروع نہ کروا دیں، فوراً کمال چابکدستی سے پینترا یوں بدلا کہ میں مباہلہ کے لیے تیار ہوں مگر گمنام شخص دعوت مباہلہ دے رہا

ہے۔ اس لیے اس سے مباہلہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور 8 ستمبر 1956ء کے الفضل میں گواہیوں کو رد کرتے ہوئے میاں زاہد کی گواہی کو سراہا اور یوں فرمایا:

''کہ مجھے کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ میرے لیے میاں زاہد کی گواہی اور اپنا حافظہ کافی ہے۔'' (الفضل، 8 ستمبر 1956ء)

الفضل 31 جولائی 56 میں میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ نے یہ بھی شکوہ فرمایا ہے کہ ''ہر عقل مند انسان سمجھ سکتا ہے کہ گمنام شخص سے مباہلہ کون کر سکتا ہے۔''

(الفضل، 31 جولائی 1956ء)

میاں زاہد سے میری بیویاں پردہ نہیں کرتیں

☐ چونکہ خلیفہ صاحب کو اپنے حافظہ پر ناز ہے۔ بھولنا بھی ان کے بس کی بات نہیں۔ حفظ ما تقدم کے طور پر یاد کروانا ضروری خیال کرتا ہوں۔ ہاں! یہ وہی میاں زاہد ہیں جن کو آپ نے مورخہ 8 ستمبر 1956ء کے الفضل میں فرمایا تھا کہ میری بیویاں میاں زاہد سے پردہ نہیں کرتیں۔ الفضل .... میں عرض کر رہا تھا۔ یہ دونوں صورتیں میاں زاہد نے پوری کر دیں، جو ان کے بیان سے ظاہر ہے۔ اس لیے غور سے ملاحظہ کیجیے۔

شہادت نمبر 1
چیلنج مباہلہ
بنام میاں محمود احمد خلیفہ قادیان
صدق و کذب میں فیصلہ کا آسان طریق

اب میاں زاہد صاحب کا بیان مباہلہ بغیر تبصرہ کے شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں اور میاں محمود احمد صاحب ان کی گواہی از خود تسلیم کر چکے ہیں۔ اس لیے آپ بغیر کسی تاویل کے حضرت مسیح موعود کے فتویٰ کی روشنی میں اس مباہلہ کو قبول فرمائیے۔ ''مباہلہ ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین کی بنا رکھ کر دوسرے کو مفتری اور زانی

قرار دیتے ہیں۔" (اخبار الحکم)

کیونکہ آپ عجیب وغریب تفرقہ انگیز فتویٰ مثلاً یہ کہ تمام روئے زمین کے کلمہ گو مسلمان کافر ہیں۔ ان کے پیچھے نماز قطعی حرام ہے۔ ان کے اور ان کے معصوم بچوں کا جنازہ تک پڑھنا ناجائز اور ان سے رشتہ و ناطہ حرام ہے، صادر فرمانے کی وجہ سے مسلمانوں میں خصوصاً اور باقی دنیا میں عموماً کافی شہرت رکھتے ہیں۔ آنجناب کا دعویٰ ہے کہ آپ خدا کے مقرر کردہ خلیفۃ المسلمین ہیں اور خدا نے ہی آپ کو دنیا کی ہدایت و اصلاح کے لیے مامور فرمایا ہے اور اگر فی زمانہ کوئی روحانیت کا مجسم نمونہ اور اسلام کا سچا حامی علمبردار ہے تو وہ آپ کی ذات والا صفات ہے۔

خلافت مآب کے ان عظیم الشان دعاوی نے ایک دنیا کو حیرت میں ڈال رکھا تھا لیکن یہ کیونکر ممکن تھا کہ وہ قادر مطلق خبیر وعلیم جس سے کوئی نہاں در نہاں فعل پوشیدہ نہیں اور جس نے ابتدائے عالم سے مخلوق کو گمراہی سے بچانے کے سامان پیدا کیے اور بالآخر ہمارے مولیٰ و آقا سید الکونین حضرت محمد ﷺ کو دنیا کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا، کسی ایسے شخص کو زیادہ مہلت دیتا جو اس کے اور اس کے پاک رسولؐ کے نام کی آڑ میں بندگان خدا کو گمراہ کر رہا ہو۔ آج اس مسبب الاسباب کے پیدا کردہ یہ سامان ہیں کہ خود خلیفۂ قادیان کے مخلص مرید آنجناب کے پوشیدہ رازوں کا انکشاف کر رہے ہیں اور عرصہ سے خلافت مآب کو جو پیشتر ازیں ہر مخالف کو مباہلہ کے لیے بلایا کرتے تھے، ان کے مشتبہ چال چلن پر مباہلہ کی دعوت دے رہے ہیں مگر آج تک اس روحانیت، پاکیزگی اور تعلق باللہ کے مدعی کو میدان میں آنے کی جرأت نہیں۔

خاکسار اپنے فرض سے سبکدوش ہونے کے لیے اور دنیا پر حقیقت کو بے نقاب اور جملہ برادرانِ اسلامی کی آگاہی کے لیے بذریعہ اشتہار ہذا اس امر کی اطلاع دیتا ہوں کہ یہ عاجز بھی عرصہ سے خلافت مآب کو یہی چیلنج دے رہا ہے کہ اگر ان کی ذات پر عائد کردہ الزامات غلط ہیں تو وہ میدان مباہلہ میں آکر اپنی روحانیت کی صداقت کا ثبوت دیں مگر خلافت مآب نے آج تک اس چیلنج کو قبول ہی نہیں کیا۔ آج پھر اتمام الحجت بذریعہ اعلانِ ہذا میں خلیفۂ قادیان کو چیلنج دیتا ہوں کہ ان کے دعاوی میں ذرہ بھر بھی صداقت ہے تو اپنے چال چلن پر الزامات کے خلاف دُعاء مباہلہ کریں تاکہ فریقین میں سے جو جھوٹا اور کاذب ہو، وہ

سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جائے اور دنیا اس مباہلہ کے نتیجے میں حق و باطل میں فیصلہ کر سکے۔
کیا میں امید کروں کہ آنحضرت ﷺ کی مماثلت کا دعویٰ کر کے اہل اسلام کے دلوں کو مجروح کرنے والا اور تمام انبیاء کی پیش گوئیوں کا مصداق ہونے کا دعوے دار اس دعوتِ مباہلہ کو قبول کر کے اپنی صداقت کا ثبوت دے گا۔
ذیل میں یہ عاجز اس ہستی کا فتویٰ درج کرتا ہے جس کے قائم مقام ہونے کا خلافت مآب کو دعویٰ ہے اور جس کو آپ بعد آنحضرت ﷺ حقیقی نبی تسلیم کرتے ہیں تا کہ خلیفہ صاحب یہ کہنے کی جرأت نہ کر سکیں کہ ایسا مباہلہ جائز نہیں۔
مباہلہ ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔ (اخبار الحکم)
خاکسار خلیفۂ قادیان کا ایک سابق مرید محمد زاہد اخبار مباہلہ قادیان

شہادت نمبر 2

چونکہ شریعت نے عورتوں کو پردے کی اجازت دی ہے، اس لیے اس نام کو بے پردہ نہیں کیا گیا۔ اس کی فی الحال ضرورت تو نہ تھی لیکن اس خوف سے کہ خلیفہ صاحب کو ٹال مٹول کا موقع نہ ملے کہ عورتوں کی گواہی کسی کی بھی نہیں۔ اس لیے مباہلہ نامی اخبار قادیان میں جو بیان شائع ہوا ہے وہ ایک احمدی قادیانی خاتون کا ہے۔ وہ پیش خدمت ہے:

ایک احمدی خاتون کا بیان

میں میاں صاحب کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں اور لوگوں میں، میں ظاہر کر دینا چاہتی ہوں کہ وہ کیسی روحانیت رکھتے ہیں۔ میں اکثر اپنی سہیلیوں سے سنا کرتی تھی کہ وہ بڑے زانی شخص ہیں مگر اعتبار نہیں آتا تھا کیونکہ ان کی مومنانہ صورت اور نیچی شرمیلی آنکھیں ہرگز یہ اجازت نہ دیتی تھیں کہ ان پر ایسا الزام لگایا جا سکے۔
ایک دن کا ذکر ہے کہ میرے والد صاحب نے، جو ہر کام کے لیے حضور سے اجازت حاصل کیا کرتے تھے اور بہت مخلص احمدی ہیں، ایک رقعہ حضرت صاحب کو پہنچانے کے لیے دیا، جس میں اپنے ایک کام کے لیے اجازت مانگی تھی۔ خیر میں رقعہ لے کر گئی۔ اس وقت میاں صاحب نئے مکان (قصر خلافت) میں مقیم تھے۔ میں نے اپنے ہمراہ ایک لڑکی لی،

جو وہاں تک میرے ساتھ گئی اور ساتھ ہی واپس آ گئی۔ چند دن بعد مجھے پھر ایک رقعہ لے کر جانا پڑا۔ اس وقت بھی وہی لڑکی میرے ہمراہ تھی۔ جونہی ہم دونوں میاں صاحب کی نشست گاہ میں پہنچیں تو اس لڑکی کو کسی نے پیچھے سے آواز دی۔ میں اکیلی رہ گئی۔ میں نے رقعہ پیش کیا اور جواب کے لیے عرض کیا مگر انہوں نے فرمایا کہ میں تم کو جواب دے دوں گا، گھبراؤ مت! باہر ایک دو آدمی میرا انتظار کر رہے ہیں، ان سے مل آؤں۔ مجھے یہ کہہ کر اس کمرے کے باہر کی طرف چلے گئے اور چند منٹ بعد پیچھے کے تمام کمروں کو قفل لگا کر اندر داخل ہوئے اور اس کا بھی باہر والا دروازہ بند کر دیا اور چٹخنیاں لگا دیں۔ جس کمرے میں، میں تھی وہ اندر کا چوتھا کمرہ تھا۔ میں یہ حالت دیکھ کر سخت گھبرائی اور طرح طرح کے خیال دل میں آنے لگے۔ آخر میاں صاحب نے مجھ سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور مجھ سے برا فعل کروانے کو کہا۔ میں نے انکار کیا۔ آخر زبردستی انہوں نے مجھے پلنگ پر گرا کر میری عزت برباد کر دی اور ان کے منہ سے اس قدر بدبو آ رہی تھی کہ مجھ کو چکر آ گیا اور وہ گفتگو بھی ایسی کرتے تھے کہ بازاری آدمی بھی ایسی نہیں کرتے۔ ممکن ہے جسے لوگ شراب کہتے ہیں، انہوں نے پی ہو، کیونکہ ان کے ہوش و حواس بھی درست نہیں تھے۔ مجھ کو دھمکایا کہ اگر کسی سے ذکر کیا تو تمہاری بدنامی ہوگی۔ مجھ پر کوئی شک بھی نہ کرے گا۔" (از حضرت مرزا غلام احمد و مسیح موعود کی تحریر میں مرزا محمود احمد کی تصویر)

شہادت نمبر 3

خاکسار پرانا قادیانی ہے اور قادیان کا ہر فرد بشر مجھے خوب جانتا ہے۔ ہجرت کا شوق مجھے بھی دامن گیر ہوا اور میں قادیان ہجرت کر آیا۔ قادیان میں سکونت اختیار کی۔ خلیفۂ قادیان کے محکمہ قضاء میں بھی کچھ عرصہ کام کیا۔ مگر دل میں آرزو آزاد روزگار کی تھی اور اخلاص مجبور کرتا تھا کہ اپنا کاروبار شروع کر کے خدمت دین بجا لاؤں۔ چنانچہ خاکسار نے احمدیہ دوا گھر کے نام سے ایک دواخانہ کھولا، جس کے اشتہارات عموماً اخبار الفضل میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ اگر میں یہ کہوں تو بجا ہوگا کہ قادیان کی رہائش میری عقیدت کو زائل کرنے کا باعث ہوئی ورنہ اگر میں قادیانی بھائیوں کی طرح دور دور ہی رہتا تو آج مجھے اس تجارتی کمیٹی کے ایکٹروں کے سربستہ رازوں کا انکشاف نہ ہوتا یا اگر میں خاص قادیان میں اپنا مکان بنا لیتا یا خلیفۂ قادیان کا ملازم ہو جاتا تو بھی مجھے آج اس اعلان کی جرأت نہ ہوتی۔..........

(خاکسار شیخ مشتاق احمد، احمدیہ دواگھر قادیان)

شہادت نمبر 4

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اسی کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے، یہ شہادت دیتا ہوں کہ میں اس ایمان اور یقین پر ہوں کہ موجودہ خلیفہ مرزا محمود احمد دنیا دار، بدچلن اور عیش پرست انسان ہے۔ میں ان کی بدچلنی کے متعلق خانۂ خدا خواہ وہ مسجد ہو یا بیت اللہ شریف یا کوئی اور مقدس مقام ہو، میں حلف موکد بعذاب اٹھانے کے لیے ہر وقت تیار ہوں۔ اگر خلیفہ صاحب مباہلہ کے لیے نکلیں تو میں مباہلہ کے لیے حاضر ہوں۔

یہ الفاظ میں نے دلی ارادہ سے لکھ دیئے ہیں تاکہ دوسروں کے لیے ان کی حقیقت کا انکشاف ہو سکے۔ والسلام!

(خاکسار ڈاکٹر محمد عبداللہ، آنکھوں کا ہسپتال قادیان حال لائلپور)

شہادت نمبر 5 (حلفیہ شہادت)

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر یہ تحریر کرتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ مرزا محمود احمد دنیا دار، عیش پرست اور بدچلن انسان ہے۔ میں ہر وقت اس سے مباہلہ کے لیے تیار ہوں۔ (مستری اللہ بخش احمدی، قادیان)

شہادت نمبر 6

بیگم صاحبہ ڈاکٹر عبداللطیف صاحب مرحوم ہم زلف خلیفہ ربوہ فرماتی ہیں:

''مرزا محمود احمد خلیفۂ ربوہ بدچلن، زناکار انسان ہیں۔ میں نے ان کو خود زنا کرتے دیکھا اور میں اپنے دونوں بیٹوں کے سر پر ہاتھ رکھ کر موکد بعذاب حلف اٹھاتی ہوں۔''

بے خوف مجاہد

خان عبدالرب خان صاحب برہم صدر انجمن کے دفتر بیت المال میں کام کرتے اور سر محمد ظفر اللہ کی کوٹھی کے ایک حصہ میں رہائش پذیر تھے۔ آپ نے مرزا محمود کی ہمشیرہ کا دودھ بھی پیا ہوا ہے۔ اس سے آپ گہرے مراسم کا اندازہ لگایئے۔ باوجود اس قدر گہرے تعلقات کے جب حق کی بات کا قصہ آیا، حق کو مقدم کر کے خدا کو خوش کر لیا۔

امر واقعہ یہ ہے کہ آپ نے ایک مخلص قادیانی دوست کو مرزا محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان کی آلودہ زندگی کے مخفی در مخفی حقائق سنائے۔ اس پر مخلص احمدی دوست نے مرزا محمود احمد صاحب کو لکھ بھیجا کہ خان صاحب موصوف نے آپ کی بدچلنی کے واقعات سنا کر مجھے محو حیرت کر دیا ہے اور دلائل اس نے ایسے دیئے ہیں جو میرے دل و دماغ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس شکایت کے چند گھنٹے بعد مرزا بشیر احمد ایم۔ اے المعروف "قمر الانبیاء" نے خان صاحب موصوف کو بلا کر سمجھایا کہ اگر حضور کچھ باتیں دریافت کریں تو اس سے لاعلمی کا اظہار کر دینا۔ آپ خاموش ہو گئے۔ مرزا بشیر احمد صاحب کے دل میں خیال آیا، اب بس کام بن گیا۔

ان کے ایک آدھ گھنٹہ بعد برہم صاحب کو قصر خلافت میں مرزا محمود احمد صاحب نے بلایا۔ جب آپ وہاں گئے تو وہ مخلص احمدی دوست بھی موجود تھا اور خان صاحب موصوف کے والد محترم بھی وہیں تھے اور دو تین تنخواہ دار ایجنٹ بھی تھے اور سب کو اکٹھے کرنے کا مطلب یہ تھا تاکہ رعب ڈال کر حق کو بدلا جا سکے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ خلیفہ صاحب نے جب خان صاحب موصوف سے دریافت کیا تو اس بے خوف مجاہد نے کہا: جو کچھ میں نے آپ کی بدچلنی کے متعلق ان صاحب سے کہا، وہ حرف بحرف درست ہے۔ آخر جب کام نہ بنا تو کھڑے ہو کر خلیفہ صاحب نے احسان گننے شروع کر دیئے اور ساتھ ہی یہ کہا کہ تم نے میری ہمشیرہ کا دودھ بھی پیا ہوا۔ خاں صاحب موصوف نے کہا یہ درست ہے لیکن یہ حق کا معاملہ ہے۔ دنیاداری کے مقابلہ میں حق مقدم ہے اور اس حق کے لیے ہم نے حضرت مسیح موعود کو مانا ہے۔ اس لیے آپ نے قصر خلافت سے آ کر از خود بیعت سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ آپ نے ایک کتاب بلائے دمشق بھی لکھی ہے جس میں حضرت مسیح موعود کے حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ خلیفۂ قادیان غیر صالح ہے۔ اس کا اشتہار اس کتاب کے صفحہ 80 پر ملاحظہ کریں۔ خان صاحب کا حلفیہ بیان درج ذیل ہے:

شہادت نمبر 7 (حلفیہ شہادت)

میں شرعی طور پر پورا پورا اطمینان حاصل کرنے کے بعد خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ کہتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب یعنی مرزا محمود احمد کا چال چلن نہایت خراب ہے۔ اگر وہ مباہلہ کے لیے آمادگی کا اظہار کریں تو میں خدا کے فضل سے ان کے مدمقابل مباہلہ کے لیے

ہر وقت تیار ہوں۔ (عبدالرب خاں برہم)

شہادت نمبر 8 (حلفیہ شہادت)

میری قادیانی جماعت سے علیحدگی کی وجوہات منجملہ دیگر دلائل و براہین کے ایک وجہ اعظم جناب خلیفہ صاحب کی سیاہ کاریاں اور بدکاریاں ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ خلیفہ صاحب مقدس اور پاکیزہ انسان نہیں بلکہ نہایت ہی سیاہ کار اور بدکار ہیں۔ اگر خلیفہ صاحب اس امر کے تصفیہ کے لیے مباہلہ کرنا چاہیں تو میں بطیب خاطر میدان مباہلہ میں آنے کے لیے تیار ہوں۔ فقط (خاکسار عتیق الرحمان فاروق، سابق مبلغ جماعت احمدیہ (قادیان)

شہادت نمبر 9 (حلفیہ شہادت)

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے، مندرجہ ذیل شہادت لکھتا ہوں۔ بیان کیا مجھے میری والدہ نے کہ میں حضرت خلیفہ مرزا محمود احمد صاحب کے گھر میں رہا کرتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت صاحب جوان نامحرم لڑکیوں پر عمل مسمریزم کر کے انہیں سلا دیا کرتے تھے۔ پھر آپ ان کو کوئی جگہ سے ہاتھ سے کاٹتے۔ تب بھی انہیں ہوش نہ ہوتی تھی۔

(2) ایک دفعہ حضرت صاحب کے گھر میں سیڑھیاں چڑھ رہی تھی کہ اوپر سے حضرت صاحب انہیں سیڑھیوں پر اترتے آ رہے تھے۔ جب میرے مقابل پہنچے تو انہوں نے میری چھاتی پکڑ لی۔ میں نے زور سے چھڑائی۔ (خاکسار علی حسین)

شہادت نمبر 10

جناب ملک عزیز الرحمٰن صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ حقیقت پسند پارٹی لاہور قادیانی جماعت کے مشہور و معروف سرگرم مبلغ ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم گجراتی مصنف احمدیہ پاکٹ بک کے حقیقی برادر ہیں۔ آپ وقف زندگی ہو کر ربوہ میں عرصہ تک قیام پذیر رہے اور دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بطور سپرنٹنڈنٹ کے فرائض سرانجام دیتے رہے اور آپ فارن مشن اکاؤنٹس کے انچارج بھی تھے۔ ان کی شہادت پیش خدمت ہے:

حلفیہ شہادت

میں اس قہار خدا کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے یہ بیان کرتا ہوں کہ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض واقفِ زندگی ربوہ (حال راولپنڈی) نے میرے سامنے میرے مکان واقعہ لاہور پر کئی ایک ایسے واقعات بیان کیے جن سے خلیفہ صاحب ربوہ کے اول درجہ بدکار ہونے کا یقین کامل ہو جاتا ہے۔ اس نے میرے اور چند دوستوں کے سامنے بالوضاحت یہ بیان دیا کہ خلیفہ صاحب ربوہ معہ اپنی بیویوں کے باقاعدہ پروگرام کے تحت بدکاری کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے مزید فرمایا کہ میں نے اس تمام بدکاری کو بچشم خود دیکھا۔ اگر ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض اس بیان مذکورہ بالا سے انحراف کریں تو میں ان سے حلف موکد بعذاب کا مطالبہ کروں گا۔ مزید برآں مجھے چونکہ خلیفہ صاحب کے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بطور سپرنٹنڈنٹ کام کرنے اور خلیفہ صاحب کو نزدیک سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ میں بھی خلیفہ صاحب سے اس ضمن میں اور ان کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے بارہ میں مباہلہ کرنے کو ہر وقت تیار ہوں۔ فقط

(ملک عزیز الرحمٰن جنرل سیکرٹری احمدیہ حقیقت پسند پارٹی لاہور)

شہادت نمبر 11 (حلفیہ شہادت)

اگرچہ میں نے خلیفہ صاحب.......... کا مطالبہ پورا کر دیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ان تحریروں میں کسی نقص کا جواز نکال لیں۔ عین ممکن ہے کہ یہ کہیں میری زناکاری کی وضاحت نہیں کی گئی۔ اس لیے مباہلہ نہیں کرسکتا۔ وقت کی بچت کی خاطر محمد یوسف صاحب ناز کا بیان ہدیہ ناظرین ہے۔

محمد یوسف ناز کا حلفیہ بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ خدا کے نبی اور خاتم النبیین اور اسلام سچا مذہب ہے۔ میں احمدیت کو برحق سمجھتا ہوں اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے دعویٰ پر ایمان رکھتا ہوں اور مسیح موعود مانتا ہوں اور اس کے بعد میں موکد بعذاب حلف اٹھاتا ہوں۔ میں اپنے علم مشاہدہ اور رویت عینی اور آنکھوں دیکھی بات کی بنا پر خدا کو حاضر و

ناظر جان کر اس پاک ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۂ ربوہ نے خود اپنے سامنے اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد سے زنا کروایا۔ اگر میں اس حلف میں جھوٹا ہوں تو خدا کی لعنت اور عذاب مجھ پر نازل ہو۔ اس بات پر مرزا بشیر الدین محمود احمد کے ساتھ بالمقابل حلف اٹھانے کو تیار ہوں۔

(دستخط محمد یوسف ناز معرفت عبدالقادر تیرتھ سنگھ بے ملوائی روڈ عقب شالیمار ہوٹل کراچی، از حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود کی تحریر میں مرزا محمود احمد کی تصویر)

شہادت نمبر 12

خلیفہ صاحب کے رفیق کار جن کو 1924ء میں انگلستان ہمراہ لے گئے تھے یعنی فاضل اجل حضرت شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری مولوی فاضل بی۔اے کا مکمل بیان آگے ملے گا۔ آپ کی خلیفہ صاحب سے بیعت کی علیحدگی کے اسباب کا بیان درج ہے:

''موجودہ خلیفہ سخت بدچلن ہے۔ یہ تقدس کے پردہ میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے۔ اس کام کے لیے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔'' (دورِ حاضر کا مذہبی آمر)

جناب عبدالمجید صاحب اکبر احمدی مخلص نوجوان ہیں۔ قادیان کی مقدس سرزمین میں آپ پیدا ہوئے اور مختلف طریق سے جماعت کی خدمت میں منہمک رہے۔ اس خدمت کی وجہ سے آپ اس قدر مقبول ہوگئے۔ آپ کو سیکرٹری خدام الاحمدیہ حلقہ مسجد اقصیٰ منتخب کرلیا گیا۔ آپ ہر کس و ناکس سے متانت اور سنجیدگی سے پیش آتے تھے۔ ان اوصاف حمیدہ کی وجہ سے مزید مقبولیت حاصل ہوگئی اور ممبر مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ لاہور کی رکنیت بھی خدمت کے اصول کے پیش نظر اعزازی طور پر قبول فرمائی۔ ان کا حلفیہ بیان پیش خدمت ہے:

شہادت نمبر 13 (حلفیہ شہادت)

قسم ہے مجھ کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی، قسم ہے مجھ کو قرآن پاک کی سچائی کی، قسم ہے مجھ کو حبیب کبریا کی معصومیت کی کہ میں اپنے قطعی علم کی بنا پر جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۂ ربوہ کو ایک ناپاک انسان سمجھنے میں حق الیقین پر قائم ہوں۔ نیز مجھے اس بات پر بھی

شرح صدر حاصل ہے کہ آپ جیسے شعلہ بیان یعنی (سلطان البیان) مقرر سے قوت بیان کا چھن جانا اور دیگر بہت سے امراض کا شکار ہونا مثلاً نسیان، فالج وغیرہ یقیناً خدائی عذاب ہیں، جو کہ خدائے عزیز کی طرف سے اس کی قدیم سنت کے مطابق مفتریان کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔

علاوہ دیگر واسطوں کے آپ کے مخلص ترین مریدوں کی زبانی وقتاً فوقتاً آپ کے گھناؤنے کردار کے بارہ میں عجیب وغریب انکشافات اس عاجز پر ہوئے۔ مثال کے طور پر آپ کے ایک مخلص مرید جناب محمد صدیق صاحب شمس نے بارہا میرے سامنے جناب خلیفہ صاحب کے چال چلن اور غیر شرعی افعال کے مرتکب ہونے کے بارہ میں بہت سے دلائل و ثبوت اور خلیفہ صاحب کے پرائیویٹ خط پیش کیے۔

اس جگہ میں احتیاطاً یہ لکھ دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ اگر محترم صدیق صاحب کو میرے بیان بالا کی صحت کے بارہ میں کوئی اعتراض ہو تو میں ہر دم ان کے ساتھ اپنے اس بیان کی صداقت پر مباہلہ کے لیے تیار ہوں۔

(احقر العباد عبد المجید اکبر، مکان نمبر 5، بلاک ڈی ٹمپل روڈ لاہور)

شہادت نمبر 14 (حلفیہ شہادت)

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جو جبار و قہار ہے، جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی اور مردود کا کام ہے، حسب ذیل شہادت دیتا ہوں۔

میں 1932ء سے لے کر 1936ء تک مرزا گل محمد صاحب رئیس قادیان کے گھر میں رہا۔ اس دوران میں کئی مرتبہ ایک عورت مسماۃ عزیز بیگم صاحبہ کے خطوط خفیہ طریقہ سے ان ہدایات پر عمل کرتے ہوئے کہ ان خطوں کا کسی سے بھی ذکر نہ کرنا، خلیفہ محمود کے پاس لے جاتا رہا۔ خلیفہ مذکور بھی اس طریقہ سے اور ہدایت بالا کو دہراتے ہوئے جواب دیتا رہا۔ خطوط انگریزی میں تھے۔

اس کے علاوہ اس عورت کو رات کے دس بجے بیرونی راستہ سے لے جاتا رہا، جب کہ اس کا خاوند کہیں باہر ہوتا۔ عورت غیر معمولی بناؤ سنگھار کر کے خلیفہ کے دفتر میں آتی تھی۔ میں بموجب ہدایت اسے گھنٹہ یا دو گھنٹہ بعد لے آتا تھا۔

ان واقعات کے علاوہ بعض اور واقعات سے اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ خلیفہ صاحب کا چال چلن خراب ہے اور میں ہر وقت ان سے مباہلہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔

(حافظ عبدالسلام، پسر حافظ سلطان حامد خان صاحب استاد میاں ناصر احمد)

شہادت نمبر 15 (حلفیہ شہادت)

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اور اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنی آنکھ سے حضرت صاحب (یعنی مرزا محمود احمد) کو صادقہ کے ساتھ زنا کرتے دیکھا۔ اگر میں جھوٹ لکھ رہا ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر لعنت ہو۔ (غلام حسین احمدی)

شہادت نمبر 16 (حلفیہ شہادت)

مجھے دلی یقین ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان نہایت بدچلن لوز کریکٹر انسان ہے۔ بے شمار عینی شہادتیں جو مجھ تک پہنچ چکی ہیں جن کی بنا پر میں یہ جاننے کے لیے تیار ہوں کہ واقعی خلیفہ صاحب قادیان زانی اور اغلام باز (فاعل و مفعول) بھی ہیں۔

اس دلی یقین کا ثبوت میں یہاں تک دے سکتا ہوں اگر خلیفہ صاحب قادیان اپنے کریکٹر چال چلن کی صفائی کے لیے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں تو ہر طرح اسے قبول کرنے کو تیار ہوں۔ (مرزا منیر احمد نصیر)

شہادت نمبر 17 (حلفیہ شہادت)

میں خداوند تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر بیان کرتا ہوں کہ میں نے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو بچشم خود زنا کرتے دیکھا ہے۔ اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہوں۔ (شیخ بشیر احمد مصری)

مرزا محمود کی اپنی گواہی

حکیم عبدالعزیز صاحب (سابق پریذیڈنٹ انجمن انصارِ احمدیہ قادیان پنجاب) نے خلیفہ صاحب کی بدچلنی کے پیش نظر مسجد اقصیٰ میں جب خلیفہ صاحب مجمع عام کے سامنے تقریر کر رہے تھے، علی الاعلان لکھ کر دیا کہ آپ زنا کار اور بدچلن ہیں۔ اس لیے میں آپ کی بیعت نہیں کر سکتا۔ آپ پر بھی 1937ء پر حملہ کروایا گیا۔ پندرہ بیس دن ہسپتال میں رہے اور خلیفہ صاحب کو للکارتے رہے۔ آپ نے مرزا محمود احمد صاحب کو ایک خط لکھا، جس میں آپ نے تحریر کیا کہ ”سنا ہے کہ آپ نے چار گواہوں کا ذکر لوگوں سے کیا ہے اگرچہ ہم سے تو نہیں کیا۔

اگر یہ بات درست ہے تو پھر آپ اسی کے لیے تیاری فرمالیں۔ ہم صرف چار ہی نہیں بلکہ بہت سی شہادتیں علاوہ عورتوں، لڑکیوں اور لڑکوں کی شہادت کے خود جناب والا کی اپنی شہادت بھی پیش کریں گے۔ اگر ہم ثبوت نہ دے سکے تو آپ کی بریت ہو جائے گی اور ہم ہمیشہ کے لیے ذلیل ہونے کے علاوہ ہر قسم کی سزا بھگتنے کے لیے بھی تیار ہیں۔ حکیم صاحب موصوف کا حلفیہ بیان درج ذیل ہے: .

شہادت نمبر 18 (حلفیہ شہادت)

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے، یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں مرزا محمود احمد صاحب کی بیعت سے اس لیے علیحدہ ہوا تھا کہ میرے پاس ان کے خلاف احمدی لڑکوں، لڑکیوں اور عورتوں کے صحیح واقعات پہنچے تھے، جن کے ساتھ مرزا محمود احمد نے بدکاری کی تھی۔ اسی بنا پر میں نے مرزا محمود احمد صاحب کو لکھا تھا کہ آپ کے خلاف احمدی لڑکے، لڑکیاں اور عورتیں اپنے واقعات بیان کرتی ہیں۔ ایسی صورت میں آپ یا جماعتی کمیشن کے سامنے معاملہ پیش ہونے دیں، یا میدان مباہلہ کے لیے تیار ہوں یا حلف موکد بعذاب اٹھائیں یا ہمیں موقع دیں کہ ہم تمام واقعات پیش کر کے جلسۂ سالانہ کے موقع پر تمام احمدیوں کی موجودگی میں آپ کے سامنے حلف موکد بعذاب اٹھائیں گے تا کہ روز بروز کا جھگڑا ختم ہو کر حق کا بول بالا ہو لیکن مرزا محمود احمد صاحب کو کسی طریق پر بھی عمل پیرا ہونے کی جرأت نہیں ہوئی۔ سوائے کفار والا حربہ بائیکاٹ مقاطع استعمال کرنے کے۔

37ء سے لے کر آج تک میں اسی عقیدہ پر علی وجہ البصیرت قائم ہوں کہ میاں محمود احمد ایک زانی اور بدچلن انسان ہے، جس کو خدا، رسولؐ اور اس کے خادم حضرت مسیح موعود سے کسی قسم کی کوئی نسبت نہیں۔ اگر میں اپنے اسی عقیدہ میں باطل پر ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر لعنت ہو۔ (حکیم عبدالعزیز سابق پریزیڈنٹ انجمن انصار احمدیہ قادیان)

شہادت نمبر 19 (حلفیہ شہادت)

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر جس کی جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے، یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں نے حضرت مرزا محمود احمد صاحب قادیان کو اپنی آنکھ سے زنا کرتے دیکھا ہے اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اس نے میرے ساتھ بھی بدفعلی کی ہے، اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی

لعنت ہو۔ میں بچپن سے وہیں رہتا ہوں۔ (منیر احمد)

شہادت نمبر 20 (حلفیہ شہادت)

مصری عبدالرحمٰن صاحب کے بڑے لڑکے حافظ بشیر احمد نے میرے ساتھ ہاتھ میں قرآن شریف لے کر یہ لفظ کہے، خدا تعالیٰ مجھے پارہ پارہ کردے اگر میں جھوٹ بولتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب نے میرے ساتھ بدفعلی کی ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر یہ واقعہ لکھ رہا ہوں۔ (بقلم خود محمد عبداللہ احمدی، سیمنٹ فرنیچر ہاؤس مسلم ٹاؤن لاہور)

شہادت نمبر 21 (حلفیہ شہادت)

مرزا گل محمد صاحب مرحوم (آپ قادیان کے رئیس اعظم تھے اور وہاں بڑی جائداد کے مالک تھے) اور مرزا غلام احمد صاحب کے خاندان کے رکن تھے، ان کی دوسری بیوہ (چھوٹی بیگم) نے مجھے بیان کیا کہ خلیفہ صاحب کو میں نے اپنی آنکھوں سے ان کی صاحبزادی اور بعض دوسری عورتوں کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے خلیفہ صاحب سے ایک دفعہ عرض کی، حضور یہ کیا معاملہ ہے؟

آپ نے فرمایا کہ قرآن وحدیث میں اس کی اجازت ہے۔ البتہ اس کو عوام میں پھیلانے کی ممانعت ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)!!!

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناضر جان کر حلفیہ بیان تحریر کر رہی ہوں۔ شاید میری مسلمان بہنیں اور بھائی اس سے کوئی سبق حاصل کریں۔ فقط

(سیدہ ام صالحہ بنت سید ابرار حسین، سمن آباد لاہور)

شہادت نمبر 22 (حلفیہ شہادت)

چودھری علی محمد صاحب واقف زندگی اپنے خاندان میں صرف اکیلے ہی احمدی ہیں جنہوں نے سب کچھ قربان کر کے احمدیت جیسی نعمت کو پالیا۔ آپ ملٹری میں حوالدار تھے اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی کتب کے مطالعہ کے بعد آپ نے احمدیت قبول کی۔ اللہ بخش صاحب تسنیم کے برادر میر محمد بخش، ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ گوجرانوالہ کے ذریعہ 30 مارچ 1945ء کو جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے اور کچھ دن بعد اپنے آپ کو خدمت دین کے لیے وقف کردیا۔ مئی 1945ء میں قادیان سے بلاوا آیا تو آپ بلا حیل و حجت پورے

اخلاص و عقیدت مندی کے ساتھ قادیان تشریف لے گئے اور خدمت کی ابتدا دفتر وکیل الصنعت تحریک جدید سے کی اور پھر مختلف شعبہ جات میں متعین کیے گئے مثلاً

سندھ جننگ فیکٹری کنڑی میں بطور اکاؤنٹنٹ مقرر کیا گیا۔ پھر اس دوران میں نمائندہ خصوصی بنا کر دی ایشیو افریقین لمیٹڈ کراچی سپیشل آڈٹ کرنے کی غرض سے بھیجا گیا اور منڈی گوجرہ میں تحریک جدید کے حصول کی نگرانی کے لیے نمائندہ خاص مقرر کیا گیا۔ لاہور میں انڈسٹریل کمرشل ڈویلپمنٹ کمپنی کے دفتر میں اکاؤنٹنٹ مقرر کیا گیا۔ تجارت اور صنعت کے دفتر میں ہیڈ اکاؤنٹنٹ مقرر کیا گیا اور دی بورڈ آف ڈائریکٹر کا سیکرٹری مرزا محمود احمد کی ذاتی منظوری سے کیا گیا جس کا چیئرمین مرزا مبارک احمد ہے۔ بدستور سالہا سال سندھ کی زمینوں .... سلسلہ کے تجارتی کارخانوں اور فضل عمر انسٹیٹیوٹ کا حساب آڈٹ کرتے رہے۔

بسا اوقات قیام ربوہ میں اکثر مالی خیانتوں کے قصوں پر آپ کو بطور کمیشن مقرر کیا جاتا اور بعض دفعہ دارالقضا بھی فیصلوں کے لیے آپ کو ہی بطور کمیشن مقرر کرتے۔ آپ بطور محاسب خدام الاحمدیہ مرکزی میں بھی کام کرتے رہے اور خلیفہ صاحب چودھری صاحب موصوف سے خاص ملاقاتیں بھی کیا کرتے تھے۔ حافظ عبدالسلام وکیل اعلیٰ نے جب کسی بات پر چودھری صاحب کی شکایت خلیفہ صاحب سے کی، خلیفہ صاحب نے بالوضاحت جواب میں کہا جو درج ذیل ہے:

"میرے نزدیک تو یہ محنت اور دیانت داری سے کام کرتے ہیں۔"

الغرض چودھری صاحب موصوف نے مختلف شعبہ جات میں اکاؤنٹنٹ اور بطور نائب آڈیٹر کے کام کیے، ان کے علم اور یقین کے پیش نظر ان کو تمام مخفی راز از بر بھی یاد ہیں کہ روپیہ پیسہ کیسے اور کس طریق سے ہضم کیا جاتا ہے۔ پھر آپ نے ایک کتاب میں حساب بنا کر پیش کیا ہے اور چیلنج بھی دیا ہے کہ یہاں مالی بدعنوانیوں، خیانتوں اور دھاندلیوں کے ریکارڈ کی رُو سے میں عینی شاہد ہوں۔

بہرحال چودھری صاحب موصوف کی خدمت جلیلہ قابل قدر ہیں۔ ضرورت پڑنے پر وقت کے تقاضوں کو ضرور پورا کریں گے۔ قیام ربوہ میں ان سے جو حالات پیش آئے، اس کے ذرائع سے ان کا حلفیہ بیان پیش خدمت ہے:

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس پاک ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ صوفی روشن دین صاحب جو ربوہ میں انجمن کی چکی پر عرصہ تک بطور

مستری کام کرتے رہے اور وہ قادیان کے پرانے رہنے والوں میں سے ہیں اور مخلص احمدی ہیں اور جن کے مرزا محمود احمد صاحب اور ان کے خاندان کے بعض افراد سے قریبی تعلقات تھے اور خصوصاً مرزا حنیف احمد ابن مرزا محمود احمد کے صوفی صاحب موصوف کے ساتھ نہایت عقیدت مندانہ مراسم تھے اور قلبی عقیدت کی بنا پر مرزا حنیف احمد گھنٹوں صوفی صاحب کے پاس روزانہ ان کے گھر جا کر بیٹھتے اور بسا اوقات صوفی صاحب کو قصر خلافت میں اپنے ایک کمرۂ خاص میں بھی لے جا کر ان کی خاطر و مدارات کرتے۔ انہوں نے مجھ سے بارہا بیان کیا کہ مرزا حنیف احمد خدا کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ جس کو تم لوگ خلیفہ اور مصلح الموعود سمجھتے ہو، وہ زنا کرتا ہے اور یہ کہ مرزا حنیف نے اپنی آنکھوں سے اپنے والد کو ایسا کرتے دیکھا۔ صوفی صاحب نے یہ بھی کہا کہ انہوں نے کئی دفعہ حنیف احمد سے کہا کہ تم ایسا سنگین الزام لگانے سے قبل اچھی طرح اپنی یادداشت پر زور ڈالو۔ کہیں ایسا تو نہیں جس کو تم کوئی غیر سمجھے ہو، وہ دراصل تمہاری کوئی والدہ ہی تھیں۔ مبادا خدا کے قہر و غضب کے نیچے آ جاؤ تو اس پر مرزا حنیف احمد اپنی رؤیت عینی پر حلفاً مُصر رہے کہ ان کا والد پاک سیرت نہیں ہے اور یہ بھی کہا کہ انہوں نے اپنے والد کی کبھی کوئی کرامت مشاہدہ نہیں کی۔ البتہ یہ تڑپ شدت کے ساتھ پائی ہے کہ کسی طرح انہیں جلد از جلد دنیاوی غلبہ حاصل ہو جائے۔

اگر میں اس بیان میں جھوٹا ہوں اور افراد جماعت کو اس سے محض دھوکا دینا مقصود ہے تو خدا تعالیٰ مجھ پر اور میری بیوی بچوں پر ایسا عبرتناک عذاب نازل فرمائے جو مخلص اور ہر دیدۂ بینا کے لیے ازدیادِ ایمان کا موجب ہو۔

ہاں اس نام نہاد خلیفہ کی مالی بدعنوانیوں، خیانتوں اور دھاندلیوں کے ریکارڈ کی رُو سے میں عینی شاہد ہوں، کیونکہ خاکسار نے ساڑھے نو سال تحریک جدید اور انجمن احمدیہ کے مختلف شعبوں میں اکاؤنٹنٹ اور نائب آڈیٹر کی حیثیت سے کام کیا ہے۔

(خاکسار، چودھری علی محمد عفی عنہ، واقف زندگی حال نمائندہ خصوصی کوہستان، لائل پور)

شہادت نمبر 23 (حلفیہ شہادت)

جناب مولوی محمد صالح نور واقف زندگی سابق کارکن وکالت، تحریک جدید ربوہ مولانا محمد یامین صاحب تاجر کتب کے چشم و چراغ ہیں۔ صحابی ہونے کے علاوہ سلسلہ احمدیہ کا

بے شمار لٹریچر شائع کرتے ہیں۔ آپ قادیان کی مقدس سرزمین میں 1929ء میں پیدا ہوئے اور مولوی فاضل تک تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں مختلف شعبہ جات میں آپ نہایت خوش اسلوبی سے خدمت سرانجام دیتے رہے مثلاً:

(1) قادیان میں مسجد خدام الاحمدیہ کے جنرل سیکرٹری کے عہدہ پر فائز رہے۔

(2) زعیم مجلس خدام الاحمدیہ دارالصدر ربوہ۔

(3) نائب منتظم تبلیغ مرکز خدام الاحمدیہ ربوہ۔

(4) سندھ ویجی ٹیبل اور پروڈکٹس کے ہیڈ آفس میں کام کیا۔

(5) رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور سن رائز اخبار کے مینجر بھی رہے۔

(6) محتسب امور عامہ کا معتمد خاص ربوہ بھی رہے۔ ان شعبہ جات کے علاوہ بھی جماعتی طور پر جس خدمت پر بھی مامور کیا گیا، آپ نے دیانت اور تقویٰ کی راہ پر چل کر صحیح معنوں میں خدمت کی۔ آپ میاں عبدالرحیم احمد جو خلیفہ صاحب کے داماد ہیں، ان کے پرسنل اسسٹنٹ وکیل التعلیم تحریک جدید ربوہ بھی تھے۔ آپ جس جانفشانی، اخلاص اور محنت سے کام کرتے تھے، اس کی وجہ سے آپ کے ذمہ مزید کام سپرد کیے جاتے تھے۔ آٹھ دس شعبہ جات کی کارکردگی آپ کی مقبولیت کی شاہد ہے اور گہرے تعلقات کا اندازہ بھی اس سے لگایا جاسکتا ہے۔ آپ کا حلفیہ بیان ہدیۂ ناظرین ہے:

حلفیہ شہادت

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر مندرجہ ذیل سطور محض اس لیے سپرد قلم کررہا ہوں کہ جو لوگ اب بھی مرزا محمود احمد صاحب خلیفۂ ربوہ کے تقدس کے قائل ہیں، ان کے لیے راہنمائی کا باعث ہو۔ اگر میں درج ذیل بیان میں جھوٹا ہوں تو خدا تعالیٰ کا عذاب مجھ پر اور میرے اہل وعیال پر نازل ہو۔

میں پیدائشی احمدی ہوں اور 57ء تک میں مرزا محمود احمد صاحب کی خلافت سے وابستہ رہا۔ خلیفہ صاحب نے مجھے ایک خودساختہ فتنہ کے سلسلہ میں جماعت ربوہ سے خارج کردیا۔ ربوہ کے ماحول سے باہر آکر خلیفہ صاحب کے کردار کے متعلق بہت ہی گھناؤنے

حالات سننے میں آئے۔ اس پر میں نے خلیفہ صاحب کی صاحبزادی امۃ الرشید بیگم، بیگم میاں عبدالرحیم احمد سے ملاقات کی۔ انہوں نے خلیفہ صاحب کے بدچلن اور بدقماش اور بدکردار ہونے کی تصدیق کی۔ باتیں تو بہت ہوئیں لیکن خاص بات قابل ذکر یہ تھی کہ جب میں نے امۃ الرشید بیگم سے کہا کہ آپ کے خاوند کو ان حالات کا علم ہے تو انہوں نے کہا کہ صالح نور صاحب آپ کو کیا بتلاؤں کہ ہمارا باپ ہمارے ساتھ کیا کچھ کرتا رہا ہے۔ اگر وہ تمام واقعات میں اپنے خاوند کو بتلا دوں تو وہ مجھے ایک منٹ کے لیے بھی اپنے گھر میں بسانے کے لیے تیار نہ ہوگا۔ تو پھر میں کہاں جاؤں گی۔ اس واقعہ پر امۃ الرشید کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور یہ لرزہ خیز بات سن کر میں بھی ضبط نہ کرسکا اور وہاں سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ اس وقت میں ان واقعات کی بنا پر جو میں ڈاکٹر نذیر احمد ریاض، محمد یوسف ناز، راجہ بشیر احمد رازی سے سن چکا ہوں، حق الیقین کی بنا پر خلیفہ صاحب کو ایک بدکردار اور بدچلن انسان سمجھتا ہوں اور اسی کی بنا پر وہ آج خدا کے عذاب میں گرفتار ہیں۔

(خاکسار محمد صالح نور، واقف زندگی سابق کارکن وکالت تعلیم تحریک جدید ربوہ)

شہادت نمبر 24 (حلفیہ شہادت)

حضرت ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض کی شہادت

خلیفہ صاحب کا اصول

حضرت ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض، مولوی فاضل واقفِ زندگی خلیفۂ ربوہ کے خاص ڈاکٹر تھے اور خلیفہ صاحب نے از خود سلسلہ کے خرچ سے حکمت اور ڈاکٹر کی تعلیم دلوائی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف علاجِ مخصوصہ میں کافی سے زیادہ مہارت رکھتے ہیں اور عرصہ دراز تک خلافت مآب کے چرنوں میں رہے۔ آپ نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کی سوانح حیات مرتب کر کے شائع کی ہے جو تقریباً 300 صفحات پر مشتمل ہے۔ آپ جامعۃ المبشرین میں پروفیسر بھی تھے۔ آپ اپنی خداداد دماغی صلاحیتوں کی وجہ سے خلیفہ صاحب کی آلودہ زندگی سے ہی نہیں بلکہ اندرونِ خانہ کے ہر شعبہ سے پوری طرف واقفِ راز بھی ہیں۔ یعنی بہت سے بچشم خود راز دار خصوصی کے علاوہ آپ خلیفہ صاحب کے اصول کے متعلق فرماتے ہیں:

آپ کو یاد ہوگا جب تک ہم ربوہ میں رہے، ہماری آپس میں کچھ ایسی قلبی مجانست

رہی کہ باہم مل کر طبیعت بے حد خوش ہوتی تھی۔ کبھی شعرو شاعری کے سلسلہ میں، تو کبھی مخلص کے مصنوعی تقدس پر نکتہ چینی کرنے میں بڑا لطف آتا تھا۔ دراصل خلیفہ صاحب کا اصول ہے کہ

مست رکھو ذکر و فکر صبح گاہی میں انہیں
اور پختہ تر کر دو مزاج خانقاہی میں انہیں

اور خود خوب رنگ رلیاں مناؤ۔ عیش و عشرت میں بسر کرو۔ ہم نے تو بھائی خلوص دل سے وقف کیا تھا۔ خدا ہمیں ضرور اس کا اجر دے گا۔ انہیں یہ خلوص پسند نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ بہتر حکم و عدل سے خود فیصلہ کر دے گا کہ ٹھکرائے ہوئے ہیرے کتنے قیمتی اور کتنے عزیز تھے۔

شروع شروع میں میرے دل کی عجیب کیفیت تھی۔ ہر وقت دل مختلف افکار کی آماج گاہ بنا رہتا تھا۔ ماں باپ کی یاد، عزیزوں کی جدائی کا احساس، دوستوں کے بچھڑنے کا غم اور حاسدوں کے تیروں کی چبھن سبھی کچھ تھا لیکن

ہر داغ تھا اس دل میں بجز داغ ندامت

سب سے بڑا معلم انسان کی فطرت صحیحہ ہے جس کی روشنی میں انسان اپنے قدموں کو استوار رکھتا ہے اور ہر افتاد پر ڈگمگانے سے بچاتا ہے۔ اگر یہ کلی طور پر مسخ ہو جائے تو پھر کسی بے راہ روی کا احساس دل میں نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلائے! آمین! آپ کا ریاض

اگر میں جھوٹ بولوں تو خدا کی لعنت ہو مجھ پر

شہادت نمبر 25 (حلفیہ شہادت)

جناب غلام حسین صاحب احمدی فرماتے ہیں:

میں نے اپنی شہادت کے علاوہ حبیب احمد کا بھی ذکر کیا تھا۔ وہ مجھے قادیان میں مل گئے۔ میں نے ان سے قسم دے کر دریافت کیا تو انہوں نے قسم کھا کر مجھے بتلایا کہ حضرت صاحب (مرزا محمود) نے دو مرتبہ ان سے لواطت (یعنی لونڈے بازی) کی ہے۔ ایک دفعہ قصر خلافت میں اور دوسری دفعہ ڈلہوزی میں۔ میں نے اس سے تحریری شہادت مانگی تو پوری تفصیل کے ساتھ نہیں لکھی بلکہ نامکمل لکھ کر دی۔ حبیب احمد صاحب اعجاز اس کی پوری پوری تصدیق

فرمارہے ہیں جو درج ذیل ہے:

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم و علٰی عبدہ المسیح الموعود. نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم. بخدمت شریف جناب بھائی غلام حسین صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد التماس ہے کہ میں نے آپ کو.......... جو بات بتائی تھی، میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ وہ بات بالکل صحیح ہے۔ اگر میں جھوٹ بولوں تو خدا کی لعنت ہو مجھ پر۔..........

میں علی وجہ البصیرت شاہد ناطق ہوں۔ (خاکسار حبیب احمد اعجاز)

شہادت نمبر 26

راجہ بشیر احمد صاحب رازی (خلف)

مکرمی ومحترمی راجہ علی محمد صاحب ریٹائرڈ افسر مال امیر جماعت احمدیہ گجرات کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ نے خدمت دین کے لیے 1945ء میں اپنے آپ کو وقف کیا اور پورے اخلاص کے ساتھ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا اور خلیفۂ ربوہ کے بلاوے پر آپ ربوہ تشریف لے آئے اور نائب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے کام پر مامور کیا گیا۔ آپ نے اس کام کو یا جو کام بھی آپ کے سپرد کیے جاتے، نہایت ہی استقلال اور محنت اور دیانت داری سے سرانجام دیتے رہے۔ آپ ربوہ کے کچے کوارٹروں میں رہائش پذیر تھے اور دوستوں کے علاوہ آپ کے مراسم جناب شیخ نور الحق صاحب احمدیہ سنڈیکیٹ سے ہوئے تو انہوں نے خلیفہ صاحب کی آلودہ زندگی کا ایسا بھیانک منظر پیش کیا، آپ ششدر رہ گئے۔ آپ کا ذہن اس آلودہ زندگی کو تسلیم نہیں کرتا تھا کہ ایسا مقدس انسان بدکار نہیں ہوسکتا۔ بالآخر رفتہ رفتہ آپ کے مراسم رازدار خصوصی ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض سے ہوگئے تو انہوں نے بھی اس ناپاک انسان کے عشرت کدہ کی رنگین مجالسوں کا ذکر فرمایا اور ان کی مزید پختگی کے لیے اس رنگین اور سنگین مجالس تک لے جانے کا وعدہ کر کے اس مجلس میں شامل کرلیا۔ رازی صاحب موصوف نے جب اس مجالس خاص میں عملاً رسائی حاصل کر لی اور اپنی آنکھوں سے اس منظر کو دیکھا تو آپ محوِ حیرت ہوگئے۔ بعد ازیں آپ نے علی الاعلان پوری دیانت داری سے اس نقشہ خصوصی کو جو علی وجہ البصیرت پورے اطمینان کے ساتھ دیکھ چکے تھے، اپنے دوستوں سے کھلم کھلا اظہار

کرتے رہے۔ رازی صاحب موصوف کا بجواب خط بیان درج ذیل ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

ارشاد گرامی پہنچا۔ خلیفہ صاحب سے عدم وابستگی کی اصل وجہ تو وہی ہے جو ہمارے مکرم بھائی مرزا محمد حسین صاحب بی کام فرمایا کرتے ہیں کہ جو سفر ہم نے ماموریت سے شروع کیا، اسے آمریت پر ختم کرنا ہمیں گوارا نہیں۔

مگر یہ اجمال شاید آپ کے لیے وجہ تسلی نہ بن سکے۔ لیجیے مختصراً ہماری روئیداد بھی سن لیجیے۔ یہ اُن دنوں کی بات ہے جب ہم ربوہ کے کچے کوارٹروں میں خلیفہ صاحب ربوہ کے کچے قصر خلافت کے سامنے رہائش پذیر تھے۔ قرب مکانی کے سبب شیخ نورالحق احمد "احمد یہ سنڈیکیٹ" سے راہ رسم بڑھی تو انہوں نے خلیفہ صاحب کی زندگی کے ایسے مشاغل کا تذکرہ کیا، جن کی روشنی میں ہمارا وقف کارِ احمقاں نظر آنے لگا۔ اتنے بڑے دعویٰ کے لیے شیخ صاحب کی روایت کافی نہ تھی۔ خدا بھلا کرے ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض کا جن کی ہم رکابی میں مجھے خلیفہ صاحب کے ایک ذیلی عشرت کدہ میں چند ایسی ساعتیں گزارنے کا موقع ہاتھ آیا جس کے بعد میرے لیے خلیفہ صاحب ربوہ کی پاک دامنی کی کوئی سی بھی تاویل وتعریف کافی نہ تھی اور میں اب بفضل ایزدی علی وجہ البصیرت خلیفہ صاحب ربوہ کی بداعمالیوں پر شاہد ناطق ہوگیا ہوں۔ میں صاحب تجربہ ہوں کہ یہ سب بداعمالیاں ایک سمجھی سوچی ہوئی سکیم کے تحت وقوع پذیر ہوتی ہیں اور ان میں اتفاق یا بھول کا کوئی دخل نہیں۔ جن دنوں ہم تھے۔

محاسب کا گھڑیال

ان رنگین مجالس کے لیے سٹینڈرڈ ٹائم (Standard Time) کی حیثیت رکھتا تھا۔ اب نہ جانے کون سا طریقہ رائج ہے۔ میرے اس بیان کو اگر کوئی صاحب مذکور چیلنج کرے تو میں حلف موکد بعذاب اٹھانے کو تیار ہوں۔ والسلام

(بشیر رازی بی کام، سابق نائب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ، ربوہ)

شہادت نمبر 27

چوہدری صلاح الدین صاحب بنگالی (خلف)

خاں بہادر ابوالہاشم خاں مرحوم چودھری صاحب موصوف کے والد محترم نے بنگال میں جماعت احمدیہ کی قیادت کی اور آپ نے پورے اخلاص کے ساتھ حضرت مسیح موعود کی

تعلیم کو اجاگر کیا اور آپ نے مرزا محمود کی تفسیر کا انگریزی میں ترجمہ بطور خدمت کے کیا، اور آپ جب ریٹائر ہوئے تو آپ مع اہل و عیال قادیان تشریف لے آئے اور محلہ دارلانوار میں ایک بہترین کوٹھی رہائش کے لیے تعمیر کی اور آپ کے خاندان کو خلیفہ صاحب کے خاندان سے والہانہ عقیدت تھی۔ اس قریبی تعلقات کی وجہ سے آپ خصوصیت سے واقف راز ہوگئے۔ چودھری صاحب صدر انجمن کے شعبہ جات میں بھی کام کرتے رہے اور آپ کی انتھک مساعی محض دین کی خاطر شامل حال رہی۔ آپ بھی ربوہ میں کچے کوارٹروں میں عرصہ تک رہائش پذیر رہے۔ لیکن جب آپ کو مرزا محمود کی ناپاک سیرت کا بخوبی علم ہوگیا اور علی وجہ البصیرت حق الیقین تک پہنچ گئے تو آپ نے ربوہ کو خیر باد کرنے کا تہیہ کرلیا۔ موقع پا کر آپ خفیہ طور سے مع ہمشیرگان اور والدہ محترمہ کو رات کی تاریکی میں لے کر لاہور روانہ ہوگئے اور پھر علی الاعلان خلیفہ صاحب کی ناپاک سیرت پر اخباروں اور لیکچروں میں بلاخوف اظہار فرماتے رہے۔ چودھری صاحب موصوف حقیقت پسند پارٹی کے پہلے جنرل سیکرٹری رہے۔ آپ نے اس کام کو بھی اپنی صلاحیتوں کے پیش نظر حسب دستور مستعدی اور جانفشانی سے انجام دیا۔ اس بدکار اور بداعمال کے لیے آپ نے اپنے آپ کو وقف کیا اور اس کی ناپاک سیرت پر الارم دینا اپنا فرض اولین تصور کرتے ہیں۔ چودھری صاحب گہرے رازداروں میں سے واقع ہوئے ہیں۔ لکھتے ہیں:

''قادیانی جماعت کے اندر فدائیانِ احمدیت کے نام کی خفیہ تنظیم کو بے نقاب کیا جائے، جو ایک نقاب پوش خطرناک قسم کی نوجوانوں کی تنظیم ہے، جو عملی طور پر تشدد کی حامی ہے اور اپنے کسی راز کو افشا کرنے والے کا کام تمام کردیتی ہے اور ذیل کے احمدی حضرات کو عدم آباد تک پہنچا چکی ہے۔'' (''نوائے پاکستان'' 28 مارچ 1957ء)

چودھری صاحب کی مجاہدانہ سرگرمیوں کا اندازہ بہت سے اخباروں کے علاوہ مذکورہ بالا عبارت سے ظاہر ہے، جس میں آپ نے طویل لسٹ مختلف لوگوں کی دی ہے، جن کو راز افشا کرنے کے جرم میں ان کا کام تمام کردیا گیا۔ طوالت کے خوف سے مثال کے طور پر صرف ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں۔ چودھری صاحب نے اپنی ہمشیرہ عابدہ بیگم بنت خاں بہادر ابوالہاشم خاں صاحب آف بنگال کے اہم واقعہ کا ذکر بھی فرمایا ہے، کہ ان کو بھی بذریعہ بندوق مار کر اچانک موت سے منسوب کیا گیا۔ ان کے خیال کے مطابق کہ کہیں راز افشا نہ کردے۔

بہر حال چودھری صاحب صحیح معنوں میں حقیقت پسند واقع ہوئے ہیں۔ ان کا ہر کام دیانتدارانہ اور اخلاص پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کو مزید استقامت بخشے۔ علاوہ ازیں جب گجرات میں جلسہ ہوا تو آپ نے اس وقت بھی صداقت کو پورے طور سے روشن کیا کہ ہم نے تقدس کے پردے میں جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، وہی ہماری اس سے علیحدگی کا باعث ہوا۔ چنانچہ چودھری صاحب فرماتے ہیں:

بعد ازاں چودھری صلاح الدین صاحب نے جو مشرقی پاکستان کے رہنے والے ہیں، بنگالی میں تقریر کی اور بتایا کہ ہم نے تقدس کے پردے میں جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ہماری اس جماعت سے علیحدگی اس کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے بتایا میں مشرقی پاکستان کے ایک معزز خاندان کا نوجوان ہوں اور امام جماعت احمدیہ کی دھاندلیوں کی وجہ سے علیحدہ ہوگیا ہوں اور دیانتداری سے سمجھتا ہوں کہ ان کے خلاف آمریت کا ایک واضح نمونہ ہے۔

(''نوائے پاکستان'' 28 مارچ 1957ء)

شہادت نمبر 28

امام جماعت احمدیہ (قادیان) ربوہ کے متعلق

حضرت ڈاکٹر سید میر محمد اسماعیل صاحب مرحوم

سول سرجن کی شہادت

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب، خلیفہ صاحب کے ماموں اور خسر بھی ہیں۔ آپ کی قطعی رائے ہے کہ خلیفہ عیاش ہو تو میں ڈاکٹر ہوں اور میں جانتا ہوں کہ عیاشی کی وجہ سے نہ دماغ کام کرتا ہے اور نہ عقل اور نہ ہی حرکات صحیح طور پر کرسکتا ہے۔ سب قویٰ برباد ہوجاتے ہیں جس کو انگریزی میں Wreck کہتے ہیں۔ زنا انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب موصوف فرماتے ہیں۔ بڑا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ خلیفہ عیاش ہے۔ اس کے متعلق میں کہتا ہوں۔ میں ڈاکٹر ہوں اور میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو چند دن بھی عیاشی میں پڑ جائیں، وہ وہ ہوجاتے ہیں، جنہیں انگریزی میں Wreck کہتے ہیں۔ ایسے انسان کا دماغ کام کا رہتا ہے نہ عقل درست رہتی ہے، نہ حرکات صحیح طور پر کرتا ہے۔ غرض سب قویٰ اس کے برباد ہوجاتے ہیں اور سر سے لے کر پیر تک اس پر نظر ڈالنے سے فوراً معلوم ہوجاتا

ہے کہ وہ عیاشی میں پڑ کر اپنے آپ کو برباد کر چکا ہے۔ اسی لیے کہتے ہیں:

الزنا یخروج البناء

زنا انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے۔ (''الفضل'' 10 جولائی 1937ء)

حق پسند اصحاب کی توجہ کے لیے

اپنی طرف سے نہایت اختصار کے ساتھ کچھ حوالہ جات حضرت مسیح موعود پیش کردیے ہیں تا کہ فیصلہ میں آسانی رہے۔ اہل دانش اور طالبان حق کے لیے نہایت ضروری ہے کہ ٹھنڈے دل سے ان تمام واقعات کو جو خلیفہ کے چال چلن پر سالہا سال سے بیان کیے جارہے ہیں اور وہ انہیں ٹال رہے ہیں۔ آپ نے دلائل کی روشنی میں موازنہ کر کے خلیفہ صاحب کا احتساب کرنا ہے تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اصول جو بدچلن اور بدکار کے متعلق موجود ہے، اس کی بے حرمتی نہ ہو۔ اگر آپ نے اس اصول کو جرأت مندانہ اقدام سے اجاگر کردیا تو آنے والی نسلیں آپ کی اس جسارت کو جو اصول کے لیے برتی جائے گی، قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھیں گی۔

علاوہ ازیں انسان غلطی کا پتلا ہے، بھول جانا کوئی بات نہیں ہوتی چونکہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے مصنفہ جواہر پارے دیگر تنخواہ دار علما اس امر کے لیے کوشاں رہتے ہیں کہ اس خلافت کو مضبوطی سے پکڑو اور بعض حوالے ان پر چسپاں کیے جاتے ہیں۔ لیکن حضرت اقدس نے زانی، بدکار، عیاش کے متعلق ایک قطعی فیصلہ دیا ہے جو درج ذیل ہے:

(1) مباہلہ صرف ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر کسی دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔ (''الحکم'' 24 مارچ 1902ء)

(2) یہ تو اسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسے بچشم خود زنا کرتے دیکھا یا بچشم خود شراب پیتے دیکھا۔ اگر میں اس بے بنیاد افترا کے لیے مباہلہ نہ کرتا تو اور کیا کرتا۔ (''تبلیغ رسالت'' جلد دوم صفحہ نمبر 2)

تو اس کی طرف آنے میں ہچکچاہٹ کیوں! جب آپ کا دعویٰ ہے کہ خلیفہ صاحب سے خدا خلوت میں باتیں کرتا ہے اور جلوت میں باتیں کرتا ہے۔ اس عدالت میں حضرت اقدس کا حوالہ بھی یہی مطالبہ کرتا ہے، پھر ڈرتے کیوں ہو؟ ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت

اقدس کا قطعی فیصلہ ہے یا آپ کی نگاہ میں حضرت اقدس کا کتابوں میں ایسا حوالہ موجود ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ بدکار عیاش بھی مصلح موعود ہوسکتا ہے تو خدا کی قسم اگر یہ حوالہ میرے علم اور سمجھ میں آ گیا تو میں سر تسلیم خم کروں گا۔ ورنہ بصورت دیگر آپ کا فرض ہوگا کہ حضرت اقدس کے ان حوالوں کی موجودگی میں جو بدکار کے لیے آپ نے لکھا ہے عمل کرنا ہوگا اور جماعت کے ہر فرد کو احتساب کرنا پڑے گا۔

بدکردار مصلح موعود نہیں ہوسکتا

یہ بات اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ خلیفہ صاحب بدکار، عیاش، بدچلن انسان ہیں۔ بدکردار مصلح موعود نہیں ہوسکتا اور اپنی اس بدمعاشی کو چھپانے کی خاطر مختلف بہانے اور حیل و حجت، قتل و غارت و بائیکاٹ اور صدر انجمن احمدیہ کا روپیہ مقدمے میں ضائع کیا جاتا ہے۔ پھر ''الفضل'' میں یوں کہا جاتا ہے کہ زنا کرنا جرم نہیں، اس کی تشہیر جرم ہے۔ زنا تو آپ عین شریعت کے مطابق کرتے ہیں، اس لیے اس کا تو جرم نہیں۔ مگر مباہلہ حضرت اقدس کے فرمان کے مطابق کیا جاتا ہے۔ وہ جرم ہے۔ خلیفہ صاحب نے حضرت اقدس کی تعلیم کو پس پشت ڈال کر اپنا سکہ جمانے کی کوشش کی۔ مقدس اصطلاحوں سے اپنے آپ کو نوازا۔ کبھی صحابہ کرام کے متعلق بدتہذیبی کا مظاہرہ کیا اور کبھی آنحضرت ﷺ سے بھی آگے بڑھنے کا قدم اٹھایا۔ انشاء اللہ ایسے شخص کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔ اس کو اس دنیا میں جو سزا مل رہی ہے، وہ ایک زندہ نشان ہے۔ چلنے پھرنے سے عاری ہے۔ دماغ کسی قدر ماؤف ہو چکا ہے، فالج نے اس کو اپنا شکار بنا لیا ہے۔ (''الفضل'' 4 اگست 1956ء)

ایسے شخص کو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے قادیان کی مقدس سرزمین میں بھی جگہ نصیب نہیں ہوئی۔ دراصل اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ گندی مچھلی سب کو خراب کرتی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس ناپاک وجود کو وہاں سے نکال کر مقدس بستی کو محفوظ کر لیا۔

میں عرض کر رہا تھا کہ اب حاشیہ بردار اس کو سہارا دیے ہوئے ہیں۔ کبھی ٹیکہ کے زور سے اس کو ہوش میں لایا جاتا ہے، کبھی ٹیپ ریکارڈر سنا کر جماعت کو تسلی دی جاتی ہے۔ بارہا طریق سے اس میں پیوند لگائے گئے، لیکن جب ایک عمارت بوسیدہ ہو جاتی ہے اس کے پیوند کہاں تک سہارا دے سکتے ہیں۔ بالآخر اس بوسیدہ عمارت کو تہس نہس کر کے از سر نو بنائی

پڑتی ہے۔ یہی حال خلیفہ کا ہے۔ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے قعر مذلت میں گر چکا ہے۔ اس وقت سہارا بے سود ہے۔ یہ غلط ملط سہارے دیکھنے والوں کے لیے اس شخص کی بدکرداری کا زندہ ثبوت ہے۔ یہ ناپاک وجود ختم ہو کر رہے گا اور حضرت اقدس کا اصول بڑی آب وتاب سے چمکے گا۔ خدا کے گھر میں دیر ضرور ہے اندھیر نہیں۔

میرے احمدی بزرگو! بھائیو اور بہنو! جماعت احمدیہ کا ہر فرد جو حضرت مسیح موعود کے اصولوں کو اپنانے کے لیے بے تاب ہے، ان سے استدعا ہے کہ خلیفہ صاحب اس وقت زندہ ہیں۔ ان کی موجودگی میں جس اسلامی شریعت کو آپ پسند فرمائیں، فیصلہ کی راہ نکالیں۔ انسان کی سوجھ بوجھ کے مطابق تین ہی صورتیں قابل عمل ہیں:۔

(1) عدالت

(2) کمیشن

(3) مباہلہ

اظہار واقعہ کو بدزبانی نہیں کہا جا سکتا

حضرت اقدس ازالۂ اوہام میں فرماتے ہیں:

”دشنام دہی اور چیز ہے اور بیان واقعہ کا گو وہ کیسا ہی تلخ اور سخت ہو، دوسری شے ہے۔ ہر ایک محقق اور حق گو کا یہ فرض ہوتا ہے کہ سچی بات کو پورے پورے طور پر مخاطب گم گشتہ کے کانوں تک پہنچا دے۔ پھر اگر وہ سچ سن کر برافروختہ ہو تو ہوا کرے۔

(ازالۂ اوہام، صفحہ 20)

خلیفہ صاحب کی بداعمالیوں کے متعلق اقوال اور مسیح موعود کے حوالہ جات اور شہادتیں درج ہیں:

میں انصاف پسند اور فہمیدہ اصحاب سے درخواست کرتا ہوں۔ تینوں صورتیں پیش کر دی ہیں جو صورت آپ کے لیے آسان ہو، اس پر عمل کریں ورنہ بصورت دیگر اگر اس میں لیت ولعل کیا گیا تو وہ اپنے متعلق شکوک میں اضافہ کریں گے لیکن یاد رکھیں خلیفہ صاحب اپنی بدکرداری اور کرتوتوں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ وہ کبھی بھی مباہلہ کے لیے میدان میں نہیں نکلیں گے۔

حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں بھی مرزا محمود احمد صاحب پر کمیشن مقرر کیا گیا اور سنا

ہے کہ جرم ثابت ہے مگر بدنامی کے خوف سے اس کو درگزر کیا گیا۔ اگر ہمارے بزرگانِ ملت اُس وقت اس خوف کو بالائے طاق رکھ کر اس کو گندے چیتھڑے کی طرح نکال دیتے تو آج اس بدنما داغ اور لعنت سے محفوظ رہتے۔

بس آپ اپنے فرضوں کو پہچانیں۔ اس بدنما دھبہ کو مباہلہ کی صورت میں خدا کی عدالت میں لائیں تاکہ تقدس اور پاکبازی الم نشرح ہو کر جماعت احمدیہ کے لیے خصوصاً ہدایت کا موجب ہو۔ (طالب دعا، خادم ملت مظہر ملتانی)

انتباہ!

جس قدر شہادتیں اور حلفیہ بیان کتاب ہذا میں درج ہیں، ان کی اصل تحریرات موجود ہیں۔ اگر ضرورت پڑی تو اصل تحریرات کے عکس شائع کر دیے جاویں گے۔ تاہم اگر کوئی صاحب کسی دباؤ کے ماتحت یا جماعت احمدیہ ربوہ کے سربراہ یا بالخصوص مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے ''قمر الانبیا'' (ان کے کریکٹر کے متعلق بھی شہادتیں موجود ہیں جو کسی وقت منظر عام پر لائی جاسکتی ہیں) اپنے حکیمانہ اور فلسفیانہ لاطائل انداز میں ان بیانات کی تردید کرنے کی جرأت کریں تو اس موقع پر بھی انہیں قہار و جبار کی عدالت میں آنا ہوگا اور موکد بعذاب حلف اٹھانا ہوگا۔ جو صاحب تردید کریں ان کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ بالمقابل کم از کم دوصد اشخاص کے سامنے مسجد میں کھڑے ہو کر بروئے اشہاد مندرجہ ذیل موکد بعذاب حلف اٹھائیں۔

میں اس خدائے ذوالجلال حی و قیوم اور قہار و جبار کی قسم کھا کر کہتا ہوں، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے، اور میں اپنے بیٹوں، بیٹیوں، بیوی، بہنوں، ماں، باپ، لکھتے وقت بھی رشتہ دار زندہ یا موجود نہ ہوں، ان کا نام کاٹ دیا جائے، سر پر ہاتھ رکھ کر موکد بعذاب حلف اٹھاتا ہوں کہ جناب مرزا محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ربوہ نے کبھی زنا یا لواطت نہیں کی۔ اور میری طرف جو یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ میں نے ان کے دامن کو ایسی بدکاری سے داغ دار قرار دیا ہے، بالکل غلط ہے۔ میں نے کبھی نہ انہیں بدکار اور زانی سمجھا اور نہ کہا اور نہ ہی کوئی ایسی بات ان کی طرف منسوب کی اور نہ ہی میں نے کوئی تحریر لکھ کر دی۔

اے میرے خدا میں تجھے حاضر و ناظر جان کر یہ کہتا ہوں کہ میرا یہ بیان بالکل سچ

اور واقعات کے مطابق ہے اور میں نے کسی ترغیب و ترہیب یا کسی بھی قسم کے دباؤ کے تحت یہ بیان نہیں دیا، میں جانتا ہوں کہ تیرے ہاتھ کے برابر کوئی ہاتھ نہیں۔ تیری قوت سے بڑھ کر کوئی قوت نہیں، تو ہی جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کرتا ہے۔

اے میرے خدا اگر میں اوپر کے سارے بیان میں جھوٹا ہوں اور فریب، دغا، مکاری، چالبازی، لفظوں کے ہیر پھیر، فقرہ بازی اور خیانت سے کام لے رہا ہوں تو تیرا قہر تلوار کی مانند مجھ پر پڑے۔ تیرا غضب مجھے بھسم کردے۔ ذلت، تباہی، غربت، بیماری، عزیزوں، رشتہ داروں، بیوی بچوں کی موت اور مصائب و آلام کی مار مجھ پر مار اور اپنے ہیبت ناک ہاتھ کے ساتھ مجھے تباہ و برباد کر کے رکھ دے۔ میرے درودیوار پر آگ برسے۔ میرے دشمنوں کو خوش کردے۔ میں ذلیل اور رسوا ہو جاؤں اور میری اور میرے باپ کی نسل منقطع ہو جائے اور ابدالآباد کے لیے مجھ پر لعنتیں برستی رہیں اور عفو کی چادر مجھے کبھی نہ ڈھانپے۔

لعنۃ اللہ علی الکاذبینo

فیصلہ عدالت عالیہ ہائی کورٹ لاہور

بہ نگرانی شیخ عبدالرحمٰن مصری قادیان

ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے جو حکم شیخ عبدالرحمٰن مصری کی اپیل کے خلاف دیا ہے، اس پر نظر ثانی کے لیے موجودہ درخواست ہے۔ شیخ عبدالرحمٰن مصری سے میجسٹریٹ فسٹ کلاس کے حکم کے ماتحت 14 مارچ 1938ء کو ضمانت حفظ امن طلب کی گئی تھی اور اس حکم کے خلاف ڈپٹی کمشنر نے 24 مئی 1938ء کو اپیل کو مسترد کردیا تھا۔ لہٰذا اب وہ عدالت ہذا میں نظر ثانی کی درخواست دے رہا ہے۔ چنانچہ اس عدالت کے ایک فاضل جج نے حکومت کو حاضری کا نوٹس دیا۔

موجودہ کارروائی کی تحریک کا اصل باعث وہ اختلاف ہے جو جماعت احمدیہ قادیان کے اندر رونما ہوا ہے۔ درخواست کنندہ اس انجمن کا صدر ہے جو خلیفہ سے شدید اختلاف کے باعث علیحدہ ہو چکی ہے۔ درخواست کنندہ کے خلاف اصل الزام یہ ہے کہ اس نے دو پوسٹر شائع کیے۔ اولاً پی-اے اگزبٹ جو مورخہ 29 جون 1937ء کو شائع ہوا اور ثانیاً اگزبٹ پی-جی جو 13 جولائی 1937ء کو شائع کیا گیا۔ ان پوسٹروں کے ذریعے درخواست کنندہ نے اپنا مافی الضمیر

بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ پوسٹر بجائے خود قابل اعتراض نہیں ہیں۔ مدعی نے اگز بٹ
پی۔ جے میں سے ایک پیرا کی بنا پر اپنا دعویٰ قائم کیا ہے جو اس طرح شروع ہوتا ہے:

''میرے عزیزو، میرے بزرگو آپ نے اپنے ایک بے قصور بھائی، ہاں اس بھائی
کو جس نے محض آپ لوگوں کو ایک خطرناک ظلم کے پنجہ سے چھڑانے کے لیے اپنی عزت
اپنے مال، اپنے ذریعہ معاش اور اپنے آرام کو قربان کر دیا ہے۔۔۔۔۔۔

مدعی کا دارومدار ایک اور پیرا بھی ہے جس کا خلاصہ یوں دیا جاسکتا ہے کہ موجودہ
خلیفہ میں ایسے سخت عیوب ہیں کہ اسے معزول کرنا ضروری ہے اور میں نے اپنے آپ کو جماعت
سے اس لیے علیحدہ کیا ہے تا کہ میں ایک نئے خلیفہ کے انتخاب کے لیے جدوجہد کرسکوں۔''

میری رائے میں متذکرہ بالا قسم کے بیانات بجائے خود ایسے نہیں ہیں کہ ان کی بنا پر
کسی شخص کی حفظ امن کی ضمانت طلب کی جائے۔ مگر عدالت میں درخواست کنندہ نے ایک
تحریری بیان دیا ہے، جس کے دوران میں اس نے کہا ہے۔

''موجودہ خلیفہ سخت بدچلن ہے۔ یہ تقدس کے پردہ میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے۔
اس کام کے لیے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے۔ ان کے
ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے جس میں
مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔''

درخواست کنندہ نے آگے چل کر بیان کیا ہے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ قوم کو اس
قسم کے گندے شخص سے آزاد کرائے۔

اب اگر پوسٹر کو جس کا خلاصہ میں نے اوپر بیان کیا ہے، درخواست کنندہ کے اس
بیان کی روشنی میں جو اس نے عدالت میں دیا ہے، پڑھا جائے، جیسا کہ بہت سے پڑھنے
والے ایسا کریں گے تو ان کا رنگ کچھ اور ہی ہو جائے گا اور میری رائے میں یہ امر قابل
اعتراض ہو جاتا اور حفظ امن کی ضمانت طلبی کا متقاضی ہے۔

اس خطبہ میں خلیفہ نے جماعت سے علیحدہ ہونے والوں شخصوں پر حملے کیے ہیں اور
ایسے الفاظ ان کی نسبت استعمال کیے ہیں جن کی نسبت میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ وہ
منحوس Unfortunate اور افسوس ناک تھے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فخر الدین نے جو اس انجمن کا سیکرٹری تھا، جس کے صدر شیخ

عبدالرحمٰن مصری ہیں، ان کا جواب لکھا جس میں اس نے یہ کہا۔ ''اسی لیے تو ہم بار بار جماعت سے آزاد کمشن کا مطالبہ کررہے ہیں تاکہ اس کے روبرو تمام امور اور شہادتوں اور مخفی در مخفی حقائق پیش ہو کر اس قضیہ کا جلد فیصلہ ہو جائے کہ کس کا خاندان ''فحاشی کا مرکز'' یا بالفاظ دیگر وہ ہے جو خلیفہ نے بیان کیا۔''

اب اس بیان میں خلیفہ کے خطبہ کے بیان کی طرف اشارہ ہے جس میں اس نے اپنے دشمنوں اور مخرجین کے خاندانوں کے متعلق یہ کہا تھا کہ ان میں سے حیا اور پاکیزگی جاتی رہے گی اور وہ فحاشی کا اڈا بن جائیں گے۔ میری رائے میں فخر الدین کے اس پوسٹر کا مطلب صاف اور واضح ہے اور ایسا ہی قادیان میں اس کا مطلب سمجھا گیا۔ کیونکہ صرف دو دن بعد سات اگست کو ایک متعصب مذہبی مجنون نے فخر الدین کو مہلک زخم لگایا۔

میاں محمد امین خان نے جو درخواست کنندہ کا وکیل ہے، اس امر پر زور دیا ہے کہ شیخ عبدالرحمان مصری اس آخری پوسٹر کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ واقعات یہ ہیں کہ انجمن ایک مختصر سی حیثیت رکھتی تھی جس کا صدر عبدالرحمٰن اور سیکرٹری فخر الدین تھے۔ اصل پوسٹر ہاتھ کا لکھا ہوا تھا جواب دستیاب نہیں ہوسکتا۔ البتہ اس کی نقل ایک کانسٹیبل نے کی تھی، جس کا یہ بیان ہے کہ اس کے نیچے فخر الدین سیکرٹری مجلس احمدیہ کے دستخط تھے مگر اس امر کے برخلاف فخر الدین کے لڑکے نے اصل مسودہ پیش کیا ہے جو اس کے باپ نے اس کی موجودگی میں لکھا تھا اور جس کے نیچے صرف اس قدر دستخط ہیں۔ فخر الدین ملتانی۔ میں کانسٹیبل کے بیان کو قابل قبول سمجھتا ہوں، کیونکہ اسے جھوٹ کہنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی جو وجہ صفائی کے گواہ میں پائی جاتی ہے یعنی یہ کہ اس کا مقصد اپنے لیڈر کو چھڑانا ہے۔

یہ امر کہ فخر الدین نے اصل مسودہ پر ''سیکرٹری'' کے الفاظ نہ لکھے تھے، ظاہر نہیں کرتا کہ صاف کردہ اور شائع کنندہ کاپی پر بھی یہ الفاظ نہیں لکھے گئے تھے۔ میری رائے میں شیخ عبدالرحمٰن پر بھی اس پوسٹر کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ خصوصاً اس بیان کے سامنے جو انہوں نے عدالت میں دیا ہے۔

ان حالات میں مقامی حکام نے شیخ عبدالرحمان کے برخلاف جو کچھ کارروائی حفظ امن کی ضمانت کی کی، وہ مناسب تھی۔

ایک ہزار روپیہ کی ضمانت کچھ بھاری ضمانت نہیں ہے اور یہ ضمانت دی جاچکی ہے

اور نصف سے زائد عرصہ گزر بھی چکا ہے۔ لہٰذا درخواست مسترد کی جاتی ہے۔

دستخط

ایف ڈبلیو سکیمپ جج

(عدالت عالیہ ہائیکورٹ لاہور مورخہ 23 ستمبر 1938ء)

(تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق از مظہر الدین ملتانی) (عکس صفحہ نمبر 651 تا 684 پر)

مرزائیوں کی روحانی شکار گاہ

عبدالرزاق مہتہ پاکستان بھر کے قادیانیوں میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے خاندان نے قادیانیت کے لیے سب کچھ قربان کر دیا۔ شب و روز قادیانیت کی خدمت میں جت گئے۔ ان کی یہ قربانیاں رنگ لائیں اور وہ ''خاندان'' سے قریب تر ہوتے گئے۔ ان کے اخلاص میں حماقت کی حد تک اضافہ ہوگیا تو وہ مرزا محمود کی خلوتوں کے ساتھی بن گئے۔ مرزا محمود کی بیگمات و صاحبزادیوں نے گلچھرے اڑاتے اور احمدیت کی برکات کے ترانے گاتے رہے۔ ایک مرتبہ خود خلیفہ جی سے عدومیت کا بدیشی شوق بھی فرمایا۔ فوٹو گرافی کے رسیا ہونے کی وجہ سے انہوں نے ''اجنتا'' اور ''ایلورا'' کے غاروں کے مناظر کو کیمرے کی گرفت میں لے کر ہمیشہ کے لیے انہیں محفوظ کر لیا اور خود غیر محفوظ ہو گئے۔ مگر ان کی ہمتِ مردانہ پر قربان جائیے کہ یہ سب دیکھنے، کرنے اور کرانے کے باوجود بھی احمدیت کی صداقت پر ان کا ایمان متزلزل نہیں ہوا۔ ان رنگین تصویروں اور سنگین لمحات کی یادوں کو ان سے واپس حاصل کرنے کے لیے ان کے گھر پر متعدد بار شب خون مارا گیا، حملے کرائے گئے، تلاشی لی گئی۔ ان مظالم سے عاجز آ کر انہوں نے جماعت کے سربراہ کو خط لکھا کہ مجھے ان کے مظالم سے نجات دلوائی جائے۔ اس درخواست میں مظالم کے جو اسباب اور واقعات بیان کیے، انہیں پڑھ کر ایک شریف النفس انسان لرزہ براندام ہو جاتا ہے۔ عصمت و عفت کو بازیچۂ اطفال بنانے میں مرزائیت نے ایک ایسا ریکارڈ قائم کیا ہے جسے بڑے سے بڑا بدکار بھی نہیں توڑ سکتا۔ خود مصنف کا بیان ہے کہ مرزا محمود نے میرے ساتھ مل کر اپنی لڑکی کو ہوس کا نشانہ بنایا۔ الف ننگے ایک چارپائی پر باہم دیگر تینوں ''مصروف بکارِ خاص'' تھے کہ مؤذن نے نماز کے لیے بلایا، اسی حالت میں غسل و وضو تو درکنار کسی عضو کو دھوئے بغیر مصلیٰ پر چڑھ گئے اور پھر پھرتی میں واپس

آ کر بیٹی کے سینے پر سوار ہو گئے۔ لعنت ہو قادیانیت پر۔

مرزائیت ایسی گندگی ہے جسے صاف کرنا چاہیں تو اس گندگی کا وجود پانی پڑنے سے ختم ہوتا جائے گا مگر یہ پاک نہ ہوگی۔ اسے پاک کرنے والوں کو کبھی نہ بھولنا چاہیے کہ اسے ختم کر دینا ہی، اصل اس کا علاج ہے۔

روحانی شکار گاہ

(199) ''ایک خاندان کی بیماری، دوسرے خاندان میں (یعنی اولاد وغیرہ) میں آ جاتی سنی ہوگی۔ دودھ کو ایک دفعہ جاگ لگا دی جائے تو پھر وہی جاگ کام آتی رہتی ہے۔ بعینہ اسی طرح اب یہ جاگ آخر (یعنی عیاشوں کی رنگ رلیاں) انہی مغلیہ خاندان کی نسل ہوتے اس خاندان میں بھی لگنی ضروری تھی، سو لگی اور خوب لگی اور غالباً ان کی طرز عیاشوں کو بھی مات کر دیا ہوگا۔

جناب سیکرٹری صاحب ہوشیار باش جاگتے رہیے، نظارہ جلوہ قریب آ رہا ہے۔ دل مضبوط کر لیجیے۔ ہوش وحواس قائم رکھیے گا۔ قادیان کے عوام ہماری اس خاندان سے وابستگی چولی دامن کا ساتھ سمجھتے تھے۔ ایک دن ہوتا کیا ہے غور فرمایئے گا۔ حضرت خلیفہؒ ثانی حکم فرماتے ہیں عشا کے بعد اُم طاہر کے صحن والی سیڑھیوں کی طرف سے آنا۔ چنانچہ حاضر ہو کر دستک دی۔ حضور خود دروازہ کھول کر اپنے ساتھ صحن میں لے گئے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ دو بڑی چارپائیاں ہیں جن پر بستر لگے ہیں جن کی پوزیشن یوں تھی۔ سرہانہ شمال قبلہ رخ والی چارپائی کے پاس لے جا کر اس پر بیٹھنے کا حکم دیا تو دوسری پر حضور لیٹ گئے۔ مقام خلیفہ کے تقدس کے خیال سے کبھی برابری میں بیٹھنے کا وہم وخیال بھی نہ ہوتا تھا۔ اسی شش وپنج میں حیران پریشان کھڑا بت بنا رہا۔ الٰہی کیا شامت اعمال ہے، کیا مصیبت آنے والی ہے۔ اتنے میں حضور تشریف لائے۔ پکڑ کر بٹھاتے ہوئے فرمایا فکر نہ کرو، شرماؤ نہیں۔ جس کے چند ہی سیکنڈ بعد چارپائی پر بچھی چادر کے نیچے سے کچھ حرکت معلوم ہوئی۔ سکڑا، سنبھلا کہ ایک چٹکی پیٹھ پر کٹتی ہے۔ گھبرایا ہوش وحواس گم ہی تھے کہ اب چادر کے نیچے سے کوئی ذرا زیادہ ہلتا معلوم ہوا دراصل کروٹ لی گئی تھی کروٹ لیتے پھر دو چار چٹکیاں کٹتی ہیں پھر بھی ''صم بکم'' بنا بیٹھا تھا کہ پھر حضور آئے شرماؤ نہیں، لیٹ جاؤ فرماتے چادر کے اندر منہ کر کے اس صاحبہ سے کچھ کہا جس

نے نصف اٹھتے ہوئے اپنے بازو میری کمر کے گرد حمائل کرتے کھینچ کر اپنے اوپر لٹا لیا، اس کھینچنے کے نتیجے میں سر ہاتھ اچانک جو اس جسم نفیس پر لگے تو حیرانی ہوئی کہ محترمہ الف ننگی پڑی ہیں۔ ادھر میں بے حس و حرکت پتھر بنا پڑا تھا، مجھے علم نہ ہو سکا کس وقت میرے بھی کپڑے اتار پھینکے اور کیسے پوری طرح اپنے اوپر لٹا نے لگیں بد مستی کی شرارتیں کرتے "آخر جیت ان کی ہوئی ہار میری" گویا ان ٹرینڈ کو ٹرینڈ کر کے مستقل ممبر سر روحانی (یہ نام میرا دیا ہوا ہے) کا اعزاز بخشا گیا۔ ہاں یہ صاحبہ آخر کون تھیں آپ جستجو تو ضرور کر رہے ہوں گے، لیکن فی الحال بغیر نام بتائے اتنا عرض کیے دیتا ہوں کہ وہ صاحبہ حضور خلیفۂ ثانی کی بیٹی تھیں بس پھر کیا تھا پانچوں گھی میں سر کڑاہی میں والا معاملہ۔ آئے دن بلاوے دن ہو یا رات دفتر یا چوکیدار گو پہلے بھی روک ٹوک نہ تھی مگر اب تو بالکل ہی ختم سیدھے اوپر بیٹیوں سے بڑھتے اب بیگمات کے پیش ہونے یا کیے جانے لگے۔ پہلے پہل تو گھروں میں پھر قصر خلافت کے ایک کمرہ ملحقہ باتھ روم جو دراصل مستقل داد عیش کی رنگ رلیوں کے لیے مخصوص فرمایا ہوا تھا۔ جہاں بیک وقت ایک ہی بیٹی اور یا بیگم صاحبہ سے خود بھی اکثر شریک رنگ رلیاں ہو جاتے گویا تینوں ایک ہی چار پائی پر پڑے محو مستیاں ہوتے (محترم سیکرٹری صاحب امور عامہ اسلام میں پردہ کا حکم سخت بتایا جاتا ہے۔ لیکن یہاں دیکھتے ہیں کہ آپ کا امور عامہ، خلیفہ کے اس پردہ زادہ پر کیا نوٹس لیتا ہے، کونسی جماعت سے خارج کرتا ہے) خیر یہ آپ کی دردسری ہے۔

ناراض تو نہیں ہو گئے ابھی تو ابتدائے عشق ہے آگے دیکھیے کیا ہوتا ہے۔ بقول کہاوت "پانہ ٹریا متھا سڑیا" ابھی تو سنسنی خیز جلووں کی روشنائی ہونی باقی ہے لہذا دل قابو میں رکھیے جناب ہوشیار رہیں غور فرمائیں ایک عرصہ جب کہ ایک بیٹی سے دونوں ہی رنگ رلیاں مناتے محو مستیاں تھے کہ موذن نے آ کر نماز کی اطلاع دی مجھے یوں فرمایا تم مزے کرتے رہو، میں نماز پڑھا کر ابھی آیا۔ چنانچہ اسی حالت میں جب کہ پسینہ میں شرابور تھے، وضو تو درکنا اعضا بھی نہ دھوئے نماز پڑھی اور سنتیں نوافل، پھر بیٹی کے سینہ پر پڑے غرقِ عیش وعشرت ہو گئے۔ کیا خوب کہا ہے:

"تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں"

(جس کسی نے بھی یہ کہا خوب باموقع اور اغلباً انہی کی ذات مبارک کا نقشہ اللہ نے کھینچوایا ہے) مختصر کرنے کے لیے اللہ کو حاضر ناظر کرتے جن سے یہ رنگ رلیاں منائی منوائی

گئیں فی الحال تعداد لکھ دیتا ہوں بوقت کارروائی اسمائے گرامی سے مطلع کروں گا۔ بیگمات تین، صاحبزادیاں بھی تین۔ ان دو صاحبزادیوں سے دو دو دفعہ ایک تو قریباً مستقل۔

یہاں لگے ہاتھوں ایک بیگم صاحبہ (بڑی) اُمِ ناصر کی حسرت جو قبر میں ساتھ لے گئے یوں فرمایا دیکھو ام ناصر ہیں کہ یہ شریک محفل نہیں ہوتیں تبھی تو موٹی بھینس ہوتی جاتی ہیں۔ اس کے مقابل غور فرمایا جائے۔ ام مظفر کو دیکھو کیسی خوبصورت نازک سی چلتی پھرتی ہیں کیونکہ یہ کرواتی رہتی ہیں گویا بھاوجوں کو بھی نہ بخشا گیا۔ یہ خیال ذہن نشین ہونا ضروری ہے جن سے یا صاحب مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہوا۔ وہ پاک وصاف ہیں اور الفاظ ''رنگ یا مطلب '' جس کی نسبت بیان کیے یا کہے گئے وہی تحریر ہذا کر رہا ہوں کسی کا بلاوجہ مبالغتہً قطعاً قطعاً اشارہ بھی نہ کروں گا انشاء اللہ۔

انسان گنہگار ہے اور ضرور ہے لیکن حد سے تجاوز ارکان اسلام سے استہزا شاید کوئی نام کا مسلمان بھی نہ کرے گا۔ چہ جائیکہ جو خود کو مقام خلیفہ پر کھڑا کرے استغفر اللہ ربی جناب عالی یہ تو رہی نماز اور اس کا احترام اب ذرا اچھی طرح سنبھل کر اپنی غیرت کے جوش کو دبا کر قرآن پاک کی عظمت پر اس اولوالعزم خلیفہ کے اس چاند سے مکھڑے کی زبان مبارک سے ادا کیے ہوئے بولے ہوئے خواہ ایک دفعہ دوسرے کی نسبت کہ وہ یوں کہتا ہے اول تو اگر کسی نے ان کے سامنے کہے بھی تو غیرت کا تقاضا اس کو ڈانٹ تھا، چہ جائیکہ ان الفاظ کو اپنی زبان مبارک سے نہ صرف ایک دفعہ بلکہ ڈھٹائی کی حد یوں کہ پھر دوسری دفعہ وہی دہرائے جاتے ہیں۔ جنابِ عالی یقین جانیں ان کے لکھنے کی مجھ میں نہ ہمت نہ ہی سکت ہے، سمجھانے کی کوشش کروں گا کہا نعوذ باللہ نعوذ باللہ قرآن پاک کا نام لیتے ہیں میں اس کو اپنے .... پر مارتا ہوں استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب علیہ شرم کے مارے میری آنکھیں زمین پر گڑ گئیں کاٹو تو جسم میں خون کا قطرہ نہیں۔ کیا یہی مقام خلیفہ ہے اور یہی وہ بلند بانگ پرچار ہے کہ ہم ہی ہیں جو خدمت قرآن فلاں فلاں زبانوں میں کر رہے ہیں اور ادھر اسی قرآن کی فضیلت و عظمت کا عمل بمحاورہ ''صورت مومناں کرتوت کافراں'' سے دیا جاتا ہے توبہ توبہ۔

یہ بھی بتائے جاؤں کہ یہ کس موڈ میں کہے گئے۔ ایک بیگم صاحبہ کو حضور کے ہر طرح کے قرب، صلاح مشورے وغیرہ وغیرہ کی بنا پر چہیتی کہا جاتا اور مانا جاتا تھا اور اہلِ قادیان کی مستورات خصوصاً جانتی تھیں، بعد منانے رنگ رلیاں حضور کی خوشنودی کے لیے کھڑے محو گفتگو

تھے کہ اُن بیگم صاحبہ نے مجھے اپنے سینہ سے لگاتے کہا ''آپ مجھے اپنی چھیتی کہتے ہیں، یہ میر چھیتا ہے۔'' باموقع خوب مذاق ہوا جس میں نعوذ باللہ وہ الفاظ دو مرتبہ کہے گئے یہ الفاظ پنجابی میں نام لیتے کہے گئے جو ان کی خلافت کی جیتی جاگتی حقیقت و اصلیت اسلام اور رسول مقبول ﷺ سے وابستگی کی نمایاں جھلک دیتی ہے۔ اب ان کی اصلیت ضمیر کی نصیحت و وصیت بھی لگے ہاتھوں ملاحظہ فرما ہی لیجیے۔ فرمایا:

''میں نے تمام بچوں کو کہہ دیا ہوا ہے کہ جس کے اولاد نہ ہو، ایک دوسرے سے کرلی جائے۔ سبحان اللہ کیا یہ نصیحت و وصیت خلیفہ کو زیب دیتی ہے۔ گویا اس سے صاف ثابت ہوگیا کہ یہ رنگ رلیاں صرف حضور کی ذات مبارک تک ہی محدود نہیں بلکہ کل اولاد کیا لڑکے اور کیا لڑکیاں جن کو پہلے ہی استعمال کرنا کرانا شروع کردیا ہوا ہے۔

تو بھلا اس صورت میں لڑکے کہاں متقی و پرہیزگار ہو سکتے ہیں تبھی تو یہ رونا حق بجانب ہے کہ ماؤں، بہنوں، بیٹیوں، بھاوجوں کی عزت و ناموس ہر وقت خطرے میں ہے۔

اب ان ملفوظات میں سے ایک اور فرمان ملاحظہ فرمالیا جائے:

فرمایا لوگ باہر سے تبرک کے لیے اپنی بیویاں، بیٹیاں، بہویں بھیجتے رہتے ہیں لیکن پھر بھی جنون عشق بازی سے تسلی نہیں ہوتی۔ مجبوراً پنجابی کہاوت ''جنے لائی لوئی، کرے کی کوئی''، کے مطابق بے شرموں کے ساتھ بے شرم ہونا ہی پڑے گا۔ مجبوراً حقیقت حال بیان کرنا پڑے گی۔ وہ یہ کہ لونڈے بازی کروانے کا بھی شوق باقی تھا۔ چنانچہ یہ چکر میرے ساتھ بھی ہو چکا ہے لیکن چونکہ مجھے اس قبیح عادت سے نفرت تھی مجبوراً خود ہی کروٹ لیتے اعضا پکڑ کے اپنے میں ڈالنے کی ناکام عیاشی۔

تو اس پر ایک دفعہ یوں فرمایا کہ خلیفہ صلاح الدین کا (جو رشتہ میں سالا تھا) .... (وہی پنجابی لفظ اعضا) کتنا موٹا اور لمبا ہے۔ اب اس سے غور کریں کہ ان کی عادات رنگ رلیاں اور عشق مزاجی میرے اس لفظ ممبر محفل سیر روحانی سے بالکل صحیح اور سچ ثابت ہوگیا، ابھی اور بھی ممبر اور ممبرات محفل ہیں جن کی تعداد جو میرے علم میں ہے، پندرہ بیس ہے اور ان سے آگے جاگ لازمی لگے گی، جاگ کا کام ہی یہی ہے۔ اب واقعات کرسچین استانیوں کے، ایک کا ذکر لاہور کے اخبارات میں ہوا، خبر یوں لگی کہ ''مرزا قادیانی ہوٹل سے

ایک لڑکی لے اڑے'' یہ برگینزا ہوٹل لاہور کا واقعہ ہے ایک دوسرے کو بھیجنے پر ناکامی کے بعد مجھے حکم ملا، بعد کامیابی شاباش ملی الغرض اسے لے کر سینما جو ملکہ کے بت کے پاس ریڈ کراس آفس کے بالمقابل ہے (پلازہ سینما ناقل) مع عملہ گئے انٹرول کے قریب یکدم بھاگم بھاگ کاروں میں بیٹھ یہ جا وہ جا بعد میں علم ہوا کہ کیبن میں یہ کرسچین لڑکی بغل میں لیے ہوئے پیار وغیرہ کرتے تھے۔ باہر سے کسی کی نظر کا نظارہ ہو گیا گویا نام کو استانی اندر خانہ عیاشی۔

اب یہاں اصل معاملہ یوں بیٹھتا ہے کہ قادیان پہنچ کر سینما بینی میں کل دنیا جہان کی خرابیاں گنوائیں۔ خطبہ جمعہ کے سٹیج سے اخبارات رسائل تقاریر کے ذریعہ سینما بینی سے سختی سے منع فرمایا جاتا ہے مگر اس سے پہلے جب بھی لاہور گئے سینما ضرور دیکھا جاتا، آیا خیال شریف میں۔

جناب سیکرٹری صاحب امور عامہ معلوم ہوتا ہے سینما بینی سختی سے منع ہونے پر آپ کا حلق خشک ہو گیا ہے فکر نہ کریں میرے پاس تری کا بھی سامان موجود ہے۔ سو محترم من وہ یوں قادیان سے کار لاہور جاتی وہاں سے محترم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ بعد جج کے ذریعہ شراب کار کی پچھلی سیٹ کے نیچے چھپا کر لائی جاتی تاکہ عیاشی میں کوئی کمی نہ رہ سکے (حلق ٹھیک ہو گیا ہوگا) مگر صاحب میں معافی چاہوں گا اوپر لکھا تو ''وجہ مظالم'' تھا لیکن مظالم کی بجائے عیاشیوں کی داستانوں میں پڑ گئے مگر جناب مجبور ہوا تھا سو چلیے میرے ساتھ قصر خلافت کے اس مخصوص کمرہ رنگینیوں میں جسے اس اولوالعزم خلیفہ نے مغلوں کی عیاشیوں کا گہوارہ بنا رکھا تھا ملاحظہ ہو بحیثیت فن فوٹو گرافی ایسے ایسے رنگین نظاروں سے بھلا نظر کیونکر چوک سکتی تھی۔ لہٰذا ہر ہی پہلو سے اچھی طرح محظوظ ہوئے بس اور بس یہی 42 سالہ وجہ مظالم ہے جن کی تلاش کے لیے چوریاں خانہ تلاشیاں تالے ڈکٹیٹری میں توڑے تڑوائے گئے۔ سرتوڑ کوشش فرماتے، ایڑی چوٹی کا زور لگاتے، ناکام و نامراد ہوتے، ذلت کے اتھاہ گڑھے میں ڈبکیاں ہی کھاتے رہے۔ اب جب کہ خاموش بیٹھے بھی صبر نہ آیا مجبور کر دیا ''تم صبر کرو وقت آنے دو''، سو وقت آ گیا ہے ڈبکیوں کی بجائے ڈوبنے کا۔ بھلا ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے ایسی ایسی رنگینیوں کی تصاویر بھلا کوئی گھروں میں رکھتا ہے۔ خصوصاً جب کہ تلاش میں ہر قسم کی ذلالت کے حربے استعمال کیے کروائے جاتے ہوں۔ اب وقت آیا ہے ان کے منظرِ عام پر لانے کا جو پیش کیے جائیں گے تاکہ ان کی عیاشیوں کو حقیقی رنگ میں ننگا کرنے

کے لیے بوقت کارروائی ممد و معاون ہوں۔"

(مرزائیوں کی روحانی شکار گاہ، صفحہ 21 تا 30 از عبدالرزاق مہتہ قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 685 تا 694 پر)

اس حوالے کی موجودگی میں سمجھ نہیں آتا، قادیانی مذہب کس طرح باقی ہے؟ یقیناً یہ اعتراف رونگٹے کھڑے کر دینے والا ہے۔ اے کاش! قادیانی حضرات قادیانیت کے چنگل سے نکل کر اسلام کی آغوش میں آ جائیں۔

بے نقاب

(200) مرزا بشیر الدین محمود کا اپنا ایک شعر ہے جس میں اس نے مندرجہ بالا برائیوں کا اقبالِ جرم کرتے ہوئے کہا:

"کیا بتاؤں کس، قدر کمزوریوں میں ہوں پھنسا
سب جہاں بیزار ہو جائے جو ہوں میں بے نقاب"

(کلام محمود از مرزا بشیر الدین محمود صفحہ 78) (عکس صفحہ نمبر 695 پر)

مرزا قادیانی کی کتابیں پڑھنے سے فرشتے نازل ہوتے ہیں

(201) "جو کتابیں ایک ایسے شخص نے لکھی ہوں جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے۔ ان کے پڑھنے سے بھی ملائکہ نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحب کی کتابیں جو شخص پڑھے گا، اس پر فرشتے نازل ہوں گے۔ یہ ایک خاص نکتہ ہے کہ کیوں حضرت صاحب کی کتابیں پڑھتے ہوئے نکات اور معارف کھلتے ہیں اور جب پڑھو جب ہی خاص نکات اور برکات کا نزول ہوتا ہے۔ براہینِ احمدیہ خاص فیضانِ الٰہی کے ماتحت لکھی گئی ہے۔ اس کے متعلق میں نے دیکھا ہے جب کبھی میں اس کو لے کر پڑھنے کے لیے بیٹھا ہوں۔ دس صفحے بھی نہیں پڑھ سکا کیونکہ اس قدر نئی باتیں اور معرفت کے نکتے کھلنے شروع ہو جاتے ہیں کہ دماغ انہیں میں مشغول ہو جاتا ہے۔"

(ملائکۃ اللہ صفحہ نمبر 30 مندرجہ انوار العلوم جلد 5 صفحہ 560 از مرزا بشیر الدین محمود)

(عکس صفحہ نمبر 696 پر)

مرزا قادیانی کی کتابوں میں قرآن مجید والا نور اور ہدایت ہے

(202) ''اصلاح نفس کے لیے دوسری چیز یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی کتب کا مطالعہ کیا جائے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ لوگ باقاعدہ حضرت صاحب کی کتب کا مطالعہ نہیں کرتے۔ اگر ہر ایک احمدی یہ فیصلہ کر لے کہ حضرت صاحب کی کسی کتاب کا روزانہ کم از کم ایک صفحہ کا مطالعہ کیا کروں گا تو اس کا بہت بڑا فائدہ ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود کی کتب میں وہ روشنی اور وہ معارف ہیں جو قرآن کریم میں مخفی طور پر بیان ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے ان کی اپنی کتب میں تشریح فرمائی ہے حتیٰ کہ ایک ادنیٰ لیاقت کا آدمی بھی انہیں سمجھ سکتا ہے۔ اس وجہ سے آپ کی کتب میں بھی وہ نور اور ہدایت ہے جو قرآن کریم میں ہے۔''

(تقریر دلپذیر صفحہ 25 مندرجہ انوار العلوم جلد 10 صفحہ 92، 93 از مرزا بشیر الدین محمود)
(عکس صفحہ نمبر 697 پر)

مرزا قادیانی کی کتابیں قرآن کی تفسیر ہیں

(203) ''تم بے شک ظاہری علوم پڑھو مگر دین کا علم ضرور حاصل کرو اور اپنے اندر دین کی باتیں سمجھنے اور اخذ کرنے کا ملکہ پیدا کرو۔ اس کے لیے ایک تو قرآن کریم سیکھو اور دوسرے حضرت صاحب کی کتابیں پڑھو اور خوب یاد رکھو کہ حضرت صاحب کی کتابیں قرآن کی تفسیر ہیں۔ کل میں ان کے متعلق ایک خاص نکتہ بتاؤں گا، آج صرف اتنا ہی کہتا ہوں کہ وہ قرآن کی تفسیر ہیں، ان کو پڑھو۔''

(اصلاح نفس صفحہ 95 مندرجہ انوار العلوم جلد 5 صفحہ 447 از مرزا بشیر الدین محمود)
(عکس صفحہ نمبر 699 پر)

مرزا قادیانی کا طرز تحریر

(204) ''حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 10، جولائی 1931ء کو جماعت کے مصنفوں، اخبار نویسوں اور مضمون نگاروں کو یہ اہم تحریک فرمائی کہ وہ حضرت مسیح موعود کی طرز تحریر اپنائیں تا ہمارے جماعتی لٹریچر ہی میں اس کا نقش قائم نہ ہو بلکہ دنیا کے ادب کا رنگ ہی اس میں ڈھل جائے۔

چنانچہ حضور نے فرمایا:

''حضرت مسیح موعود کے وجود سے دنیا میں جو بہت سی برکات ظاہر ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک بڑی برکت آپ کا طرز تحریر بھی ہے۔ جس طرح حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے الفاظ جو ان کے حواریوں نے جمع کیے ہیں یا کسی وقت بھی جمع ہوئے، ان سے آپ کا ایک خاص طرز انشا ظاہر ہوتا ہے اور بڑے بڑے ماہرین تحریر اس کی نقل کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود کا طرز تحریر بھی بالکل جداگانہ ہے اور اس کے اندر اس قسم کی روانی، زور اور سلاست پائی جاتی ہے کہ باوجود سادہ الفاظ کے، باوجود اس کے کہ وہ ایسے مضامین پر مشتمل ہے جن سے عام طور پر دنیا ناواقف نہیں ہوتی اور باوجود اس کے کہ انبیا کا کلام مبالغہ، جھوٹ اور نمائشی آرائش سے خالی ہوتا ہے، اس کے اندر ایک ایسا جذب اور کشش پائی جاتی ہے کہ جوں جوں انسان اسے پڑھتا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے الفاظ سے بجلی کی تاریں نکل نکل کر جسم کے گرد لپٹتی جارہی ہیں اور یہ انتہا درجہ کی ناشکری اور بے قدری ہوگی، اگر ہم اس عظیم الشان طرز تحریر کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے طرز تحریر کو اس کے مطابق نہ بنائیں۔''

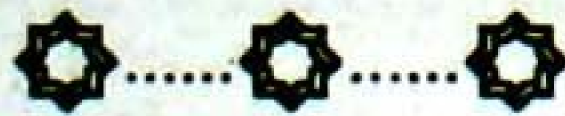
نیز فرمایا:

''پس میں اپنی جماعت کے مضمون نگاروں اور مصنفوں سے کہتا ہوں کہ کسی کی فتح کی علامت یہ ہے کہ اس کا نقش دنیا میں قائم ہوجائے۔ پس جہاں حضرت مسیح موعود کا نقش قائم کرنا جماعت کے ذمہ ہے، آپ کے اخلاق کو قائم کرنا اس کے ذمہ ہے۔ آپ کے دلائل کو قائم رکھنا ہمارے ذمہ ہے۔ آپ کی قوت قدسیہ اور قوت اعجاز کو قائم کرنا جماعت کے ذمہ ہے۔ آپ کے نظام کو قائم کرنا جماعت کے ذمہ ہے وہاں آپ کے طرز تحریر کو قائم رکھنا بھی جماعت کے ذمہ ہے۔''

اس ضمن میں حضور نے اپنا تجربہ بتایا کہ:

''میں نے ہمیشہ یہ قاعدہ رکھا ہے۔ خصوصاً شروع میں جب مضمون لکھا کرتا تھا۔ پہلا مضمون جو میں نے تشحیذ میں لکھا، وہ لکھنے سے قبل میں نے حضرت مسیح موعود کی تحریروں کو پڑھا، تاکہ اس رنگ میں لکھ سکوں اور آپ کی وفات کے بعد جو کتاب میں نے لکھی، اس سے پہلے آپ کی تحریروں کو پڑھا اور میرا تجربہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سے میری تحریر میں ایسی برکت پیدا ہوئی کہ ادیبوں سے بھی میرا مقابلہ ہوا اور اپنی قوت ادبیہ کے باوجود انہیں نیچا دیکھنا پڑا۔'' (روزنامہ الفضل 16 جولائی 1931ء صفحہ 5)

(قادیانی روزنامہ الفضل چناب نگر، 8 ستمبر 2007ء) (عکس صفحہ نمبر 700 پر)



ثبوت حاضر ہیں!

مرزا قادیانی

بحیثیت

ایک طبیب

آنجہانی مرزا قادیانی مدعی نبوت و رسالت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک طبیب ہونے کا دعوے دار بھی تھا۔ جس طرح اس کی پیغمبری ہر قسم کے پیغام سے خالی تھی، اسی طرح اس کی طب بھی ہر قسم کی حکمت سے خالی تھی۔ ''نیم حکیم خطرہ جاں'' کی ضرب المثل اس پر پوری طرح صادق آتی تھی۔ بالکل اس شخص کی طرح جس نے اپنے دوست سے کہا تھا: یار! میری بھینس بہت بیمار ہے۔ دوست نے جواب دیا: اسے ایک بوتل مٹی کا تیل پلا دو۔ وہ شخص اپنے گھر گیا اور بھینس کو مٹی کا تیل پلا دیا۔ چند منٹوں بعد بھینس مر گئی۔ وہ شخص بھاگم بھاگ اپنے دوست کے پاس واپس آیا اور پریشانی کے عالم میں بولا: یار! میں نے تمھارے تجویز کردہ نسخہ کے مطابق بھینس کو مٹی کا تیل پلایا لیکن وہ تو منٹوں میں مر گئی۔ دوست نے بڑی بے نیازی سے جواب دیا: ''میری بھینس بھی اسی طرح مر گئی تھی۔''

مرزا قادیانی ایک دائم المرض آدمی تھا جسے بیسیوں بیماریاں لاحق تھیں جو اس کے جسم پر ناسور بن کر ہمہ وقت کرکٹ میچ کھیلتی رہتی تھیں۔ بھلا سوچیے! ایسا شخص دوسروں کا کیا علاج کر سکتا ہے؟ دوسری اہم بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے اور دوسروں کے علاج میں استعمال ہونے والی اشیا وغیرہ میں حلال و حرام کی تمیز نہ کرتا تھا۔ جبکہ شافع محشر حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''حرام چیزوں سے علاج نہ کیا جائے۔'' اور ایک دوسری حدیث مبارکہ ہے: ''اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں میں شفا نہیں رکھی جنھیں تم پر حرام کر دیا گیا ہے۔'' یاد رہے مرزا قادیانی جو ادویات استعمال کرتا، ان میں شراب، افیون، بھنگ اور دھتورہ وغیرہ کا خوب استعمال ہوتا۔ بقول مرزا قادیانی طب کا علم اس نے اپنے والد غلام مرتضیٰ سے حاصل کیا جو نہایت حاذق طبیب تھا۔ ظاہر ہے جیسا سوتا، ویسا ہی دھارا۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا طریقہ علاج کیا تھا؟

حکمت کی کتابیں، تفسیر قرآن ہیں

مرزا قادیانی اپنے ایک کشف میں لکھتا ہے:

(205) ''ایک دفعہ مجھے بعض محقق اور حاذق طبیبوں کی بعض کتابیں کشفی رنگ میں دکھلائی گئیں جو طبِ جسمانی کے قواعدِ کلیہ اور اصولِ علمیہ اور ستہ ضروریہ وغیرہ کی بحث پر مشتمل اور متضمن تھیں، جن میں طبیب حاذق قرشی کی کتاب بھی تھی۔ اور اشارہ کیا گیا کہ یہی تفسیر قرآن ہے...... اور جب میں نے ان کتابوں کو پیش نظر رکھ کر جو طبِ جسمانی کی کتابیں تھیں، قرآن شریف پر نظر ڈالی تو وہ عمیق در عمیق طبِ جسمانی کے قواعدِ کلیہ کی باتیں نہایت بلیغ پیرایہ میں قرآن شریف میں موجود پائیں۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 628، 629 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 701 پر)

مرزا قادیانی کی علم طب میں دسترس

مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے:

(206) ''خاکسار عرض کرتا ہے، کہ طبابت کا علم ہمارا خاندانی علم ہے اور ہمیشہ سے ہمارا خاندان اس علم میں ماہر رہا ہے۔ دادا صاحب نہایت ماہر اور مشہور حاذق طبیب تھے۔ تایا صاحب نے بھی طب پڑھی تھی۔ حضرت مسیح موعود بھی علم طب میں خاصی دسترس رکھتے تھے۔ اور گھر میں ادویہ کا ایک ذخیرہ رکھا کرتے تھے۔''

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 44 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 703 پر)

کچلہ کونین فولاد

(207) ''مفتی محمد صادق صاحب نے بیان کیا:

حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ایک صاحب جو غالباً ریاست جیند کے رہنے والے تھے، بیمار ہو کر علاج کے واسطے قادیان آئے، اور پیر سراج الحق صاحب کے مکان پر انھوں نے قیام کیا۔ پیر صاحب نے ان کی سفارش حضرت صاحب سے کی کہ یہ بیمار رہتے

ہیں۔ حضور ان کے لیے دعا کریں۔ حضور نے ان کے لیے دعا کی تو حضور کو الہام ہوا:

''کچلہ کونین فولاد یہ ہے دوائے ہمزاد''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 674 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 704 پر)

یعنی کچلہ کھائیں اور قبرستان جائیں!

نیم حکیم، خطرہ جان

مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

(208) ''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ علاج کے معاملہ میں حضرت مسیح موعود کا طریق تھا کہ کبھی ایک قسم کا علاج نہ کرتے تھے، بلکہ ایک ہی بیماری میں انگریزی دوا بھی دیتے رہتے تھے اور ساتھ ساتھ یونانی بھی دیتے جاتے تھے۔ پھر جو کوئی شخص مفید بات کہہ دے اس پر بھی عمل کرتے تھے۔ اور اگر کسی کو خواب میں کچھ معلوم ہوا تو اس پر بھی عمل فرماتے تھے۔ پھر ساتھ ساتھ دعا بھی کرتے تھے۔ اور ایک ہی وقت میں ڈاکٹروں اور حکیموں سے مشورہ بھی لیتے تھے اور طب کی کتاب دیکھ کر بھی علاج میں مدد لیتے تھے۔ غرض علاج کو ایک عجیب رنگ کا مرکب بنا دیتے تھے۔ اور اصل بھروسہ آپ کا خدا پر ہوتا تھا۔''

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 270 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 705 پر)

عجیب مماثلت ہے۔ مرزا قادیانی کے دعاوی بھی مرکب، خاندان بھی مرکب، اور اب طب بھی مرکب۔ میرے خیال میں یہ طریقہ علاج نہیں بلکہ چوں چوں کا ''مرکب'' ہے۔ ایک ایسا شخص جسے (نعوذ باللہ) سب نبیوں اور رسولوں سے افضل ہونے کا دعویٰ ہے، فن طبابت میں بالکل ناکام ہے۔ معمولی علم رکھنے والا ہر شخص بھی یہ بات جانتا ہے کہ کسی مریض کا ایک ہی وقت میں ایلوپیتھک اور یونانی علاج نہیں کیا جاتا۔ اس سے فائدہ کی بجائے نقصان ہوتا ہے۔ لیکن کیا کیا جائے اس کے بغیر بھینس مرتی بھی تو نہیں۔

پیغمبری ادویات

(209) ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مفصلہ ذیل ادویات

حضرت مسیحِ موعود (مرزا قادیانی) ہمیشہ اپنے صندوق میں رکھتے تھے اور انہی کو زیادہ استعمال کرتے تھے۔ انگریزی ادویہ میں کونین، ایسٹن سیرپ، فولاد، ارگٹ، وائینم اپی کاک، کوکا اور کولا کے مرکبات، سپرٹ ایمونیا، بید مشک، سٹرنس وائن آف کاڈلور آئل، کلوروڈین کاکل پل سلفیورک ایسڈ ایرومیٹک۔ سکاٹس ایملشن رکھا کرتے تھے اور یونانی میں سے مشک، عنبر، کافور، ہینگ، جدوار، اور ایک مرکب جو خود تیار کیا تھا یعنی تریاقِ الٰہی رکھا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ ہینگ غربا کی مشک ہے اور فرماتے تھے کہ افیون میں عجیب وغریب فوائد ہیں۔ اسی لیے اسے حکما نے تریاق کا نام دیا ہے۔ ان میں سے بعض دوائیں اپنے لیے ہوتی تھیں اور بعض دوسرے لوگوں کے لیے۔ کیونکہ اور لوگ بھی حضور کے پاس دوا لینے آیا کرتے تھے۔"

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 284 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 706 پر)

ممنوعہ چیزیں "بھنگ دھتورہ افیون" سب جائز

(210) "ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیحِ موعود (مرزا قادیانی) نے سل دق کے مریض کے لیے ایک گولی بنائی تھی۔ اس میں کونین اور کافور کے علاوہ افیون، بھنگ اور دھتورہ وغیرہ زہریلی ادویہ بھی داخل کی تھیں اور فرمایا کرتے تھے کہ دوا کے طور پر علاج کے لیے اور جان بچانے کے لیے ممنوع چیز بھی جائز ہو جاتی ہے۔"

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 111 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 707 پر)

افیون

(211) "مجھے اس وقت اپنا سرگزشت قصہ یاد آتا ہے اور وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے اور بعض وقت سو سو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آتا ہے بوجہ اس کے کہ پیشاب میں شکر ہے، کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے اور کثرت پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لیے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ

ہمدردی فرمائی۔ لیکن اگر میں ذیابیطس کے لیے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی اور دوسرا افیونی۔"

("نسیم دعوت" صفحہ 67، روحانی خزائن صفحہ 434، 435 جلد 19 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 708 پر)

☐ افیون دواؤں میں اس کثرت سے استعمال ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) فرمایا کرتے تھے کہ بعض اطبا کے نزدیک وہ نصف طب ہے۔ پس دواؤں کے ساتھ افیون کا استعمال بطور دوا نہ کہ بطور نشہ کسی رنگ میں بھی قابل اعتراض نہیں۔ ہم میں سے ہر ایک شخص نے علم کے ساتھ یا بغیر علم کے ضرور کسی نہ کسی وقت افیون کا استعمال کیا ہوگا۔

حضرت مسیح موعود نے تریاق الٰہی دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جزو افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اوّل (حکیم نور الدین صاحب) کو حضور (مرزا قادیانی) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے۔

(مضمون میاں محمود احمد صاحب، خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار "الفضل" جلد 17 نمبر 6 صفحہ 2 مورخہ 19 جولائی 1929ء)

(212) "مجھے بچپن میں بیماری کی وجہ سے افیون دیتے تھے۔ چھ ماہ متواتر دیتے رہے۔"

("منہاج الطالبین" صفحہ 74، مندرجہ انوار العلوم جلد 9 صفحہ 220، از مرزا بشیر الدین محمود)
(عکس صفحہ نمبر 710 پر)

سنکھیا

☐ "جب مخالفت زیادہ بڑھی اور حضرت مسیح موعود کو قتل کی دھمکیوں کے خطوط موصول ہونے شروع ہوئے تو کچھ عرصے تک آپ نے سنکھیا کے مرکبات استعمال کیے تا کہ خدانخواستہ آپ کو زہر دیا جائے تو جسم میں اس کے مقابلے کی طاقت ہو۔"

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب، خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان، جلد 22، نمبر 99، صفحہ 4، مورخہ 5 فروری 1935ء)

دو بوتل برانڈی

□ ''حضور (مرزا قادیانی) نے مجھے لاہور سے بعض اشیا لانے کے لیے ایک فہرست لکھ کر دی۔ جب میں چلنے لگا تو پیر منظور محمد صاحب نے مجھے روپیہ دے کر کہا کہ دو بوتل برانڈی کی میری اہلیہ کے لیے پلومر کی دکان سے لیتے آئیں۔ میں نے کہا کہ اگر فرصت ہوئی تو لیتا آؤں گا۔ پیر صاحب فوراً حضرتِ اقدس کی خدمت میں گئے اور کہا کہ حضور مہدی حسین میرے لیے برانڈی کی بوتل نہیں لائیں گے۔ حضور ان کو تاکید فرما دیں۔ حقیقۃً میرا ارادہ لانے کا نہ تھا۔ اس پر حضور اقدس (مرزا قادیانی) نے مجھے بلا کر فرمایا کہ میاں مہدی حسین! جب تک تم برانڈی کی بوتلیں نہ لے لو، لاہور سے روانہ نہ ہونا۔ میں نے سمجھ لیا کہ اب میرے لیے لانا لازمی ہے۔ میں نے پلومر کی دکان سے دو بوتلیں برانڈی کی غالباً چار روپیہ میں خرید کر پیر صاحب کو لا دیں۔ ان کی اہلیہ کے لیے ڈاکٹروں نے بتلائی ہوں گی۔''

(اخبار ''الحکم'' قادیان، جلد 39، نمبر 25، مورخہ 7 نومبر 1936ء)

ٹانک وائن

مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

(213) ''اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیا خریدنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں مگر ٹانک وائن چاہیے۔ اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام (مرزا غلام احمد)

(خطوط امام بنام غلام، صفحہ 5، مجموعہ مکتوبات، مرزا غلام احمد قادیانی صاحب، بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی، مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور) (عکس صفحہ نمبر 711 پر

□ ''ٹانک وائن کی حقیقت لاہور میں پلومر کی دکان سے ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت معلوم کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں حسب ارشاد پلومر کی دکان سے دریافت کیا گیا، جواب حسب ذیل ملا:

''ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سر بند

بوتلوں میں آتی ہے۔اس کی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے۔" (21 ستمبر 1933ء)

("سودائے مرزا، صفحہ 39، حاشیہ، طبع دوم، مصنفہ حکیم محمد علی صاحب، پرنسپل طبیہ کالج امرتسر)

ٹانک وائن کا فتویٰ

□ "پس ان حالات میں اگر حضرت مسیح موعود برانڈی اور رم کا استعمال بھی اپنے مریضوں سے کرواتے یا خود بھی مرض کی حالت میں کر لیتے تو وہ خلاف شریعت نہ تھا۔ چہ جائیکہ ٹانک وائن جو ایک دوا ہے۔ اگر اپنے خاندان کے کسی ممبر یا دوست کے لیے جو کسی لمبے مرض سے اٹھا ہو اور کمزور ہو یا بالفرض محال خود اپنے لیے بھی منگوائی ہو اور استعمال بھی کی ہو تو اس میں کیا حرج ہو گیا۔ آپ کو ضعف کے دورے ایسے شدید پڑتے تھے کہ ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے تھے، نبض ڈوب جاتی تھی۔ میں نے خود ایسی حالت میں آپ کو دیکھا ہے۔ نبض کا پتہ نہیں ملتا تھا تو اطبا یا ڈاکٹروں کے مشورے سے آپ نے ٹانک وائن کا استعمال اندریں حالات کیا ہو تو عین مطابق شریعت ہے۔ آپ تمام تمام دن تصنیفات کے کام میں لگے رہتے تھے۔ راتوں کو عبادت کرتے تھے۔ بڑھاپا بھی پڑتا تھا تو اندریں حالات اگر ٹانک وائن بطور علاج پی بھی لی ہو تو کیا قباحت لازم آ گئی۔"

(از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی، فریق لاہوری، مندرجہ اخبار "پیغام صلح" جلد 23، نمبر 15، مورخہ 4 مارچ 1935ء، جلد 23، نمبر 65، مورخہ 11 اکتوبر 1935ء)

حالتِ مردمی

(214) "ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا، اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا، میری حالتِ مردمی کالعدم تھی، اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ اس لیے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے...... غرض اس ابتلا کے وقت میں نے جنابِ الٰہی میں دعا کی، اور مجھے اس نے دفع مرض کے لیے اپنے الہام کے

ذریعہ سے دوائیں بتلائیں۔ اور میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ وہ دوا میں نے طیار کی اور اس میں خدا نے اس قدر برکت ڈال دی کہ میں نے دلی یقین سے معلوم کیا کہ وہ پُرصحت طاقت جو ایک پورے تندرست انسان کو دنیا میں مل سکتی ہے، وہ مجھے دی گئی اور چار لڑکے مجھے عطا کیے گئے۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 98، 99 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 712 پر)

قادیانی ویاگرا

(215) ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حافظ حامد علی صاحب خادم حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) بیان کرتے تھے کہ جب حضرت صاحب نے دوسری شادی کی تو ایک عمر تک تجرد میں رہنے اور مجاہدات کرنے کی وجہ سے آپ نے اپنے قویٰ میں ضعف محسوس کیا۔ اس پر وہ الہامی نسخہ جو ''زدجام عشق'' کے نام سے مشہور ہے، بنوا کر استعمال کیا۔ چنانچہ وہ نسخہ نہایت ہی بابرکت ثابت ہوا۔ حضرت خلیفۂ اول بھی فرماتے تھے کہ میں نے یہ نسخہ ایک بے اولاد امیر کو کھلایا تو خدا کے فضل سے اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس پر اس نے ہیرے کے کڑے ہمیں نذر دیئے۔

نسخہ زدجام عشق یہ ہے جس میں ہر حرف سے دوا کے نام کا پہلا حرف مراد ہے۔

زعفران، دار چینی، جائفل (جند بید ستر) افیون، مشک، عقر قرحا، شنگرف، قرنفل یعنی لونگ، ان سب کو ہم وزن کوٹ کر گولیاں بناتے ہیں اور روغن سم الفار میں چرب کر کے رکھتے ہیں اور روزانہ ایک گولی استعمال کرتے ہیں۔

الہامی ہونے کے متعلق دو باتیں سنی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ یہ نسخہ ہی الہام ہوا تھا۔ دوسرے یہ کہ کسی نے یہ نسخہ حضور کو بتایا، اور پھر الہام نے اسے استعمال کرنے کا حکم دیا۔ واللہ اعلم!''

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 50، 51 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 714 پر)

داماد اور قوت باہ

(216) ''مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!
کسی قدر تریاق جدید کی گولیاں ہمدست مرزا خدا بخش صاحب آپ کی خدمت میں ارسال ہیں اور کسی قدر اس وقت دے دوں گا جب آپ قادیان آئیں گے۔ یہ دوا تریاق الٰہی سے فوائد میں بہت بڑھ کر ہے۔ اس میں بڑی بڑی قابل قدر دوائیں پڑی ہیں۔ جیسے مشک عنبر، زبی، مروارید، سونے کا کشتہ، فولاد، یاقوت احمر، کونین، فاسفورس، کہربا، مرجان، صندل، کیوڑہ، زعفران۔ یہ تمام دوائیں قریب سو کے ہیں اور بہت سا فاسفورس اس میں داخل کیا گیا ہے۔ یہ دوا علاج طاعون کے علاوہ مقوی دماغ، مقوی جگر، مقوی معدہ، مقوی باہ اور مراق کو فائدہ کرنے والی مصفی خون ہے۔ مجھ کو اس کے تیار کرنے میں اول تامل تھا کہ بہت سے روپیہ پر اس کا تیار کرنا موقوف تھا لیکن چونکہ حفظ صحت کے لیے یہ دوا مفید ہے، اس لے اس قدر خرچ گوارا کیا گیا۔ چالیس تولہ سے کچھ زیادہ اس میں یاقوت احمر ہے۔ اگر خریدا جاتا تو شاید کئی سو روپیہ سے آتا............

خوراک اس کی اول استعمال میں دو رتی سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے تاکہ گرمی نہ کرے۔ نہایت درجہ مقوی اعصاب ہے اور خارش اور شبورات اور جذام اور ذیابیطس اور انواع واقسام کے خطرناک امراض کے لیے مفید ہے اور قوت باہ میں اس کا ایک عجیب اثر ہے۔''

(خاکسار مرزا غلام احمد 29 اگست 1899ء)

(مرزا قادیانی کا اپنے داماد نواب محمد علی کے نام، مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ 250 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 716 پر)

بھنگ، افیون شراب کے بہن بھائی ہیں

(217) ہر ایک شے کے لیے چالیس دن ہی ہیں۔ بات یہ ہے کہ شراب اور اُس کے بہن بھرا (بھنگ، افیون وغیرہ) ایسی خراب شے ہیں کہ ان سے مٹی پلید ہوتی ہے۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 423 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 717 پر)

"دست شریف" میں دودھ کا استعمال

(218) "دودھ کا استعمال آپ اکثر رکھتے تھے اور سوتے وقت تو ایک گلاس ضرور پیتے تھے اور دن کو بھی پچھلے دنوں میں زیادہ استعمال فرماتے تھے کیونکہ یہ معمول ہو گیا تھا کہ ادھر دودھ پیا اور ادھر دست آ گیا۔ اس لیے بہت ضعف ہوتا جاتا تھا۔ اس کے دور کرنے کو دن میں تین چار مرتبہ تھوڑا تھوڑا دودھ طاقت قائم کرنے کو پی لیا کرتے تھے۔"

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 134 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 718 پر)

علم طب کی رُو سے دستوں کے دوران دودھ استعمال کرنا نہایت مضرِ صحت ہے۔ مگر مرزا قادیانی تو دست بہ دست "جنگ مقدس" کا ماہر تھا۔

سوڈا وغیرہ

(219) "زمانہ موجودہ کے ایجادات مثلاً برف اور سوڈا لیمونیڈ جنجر وغیرہ بھی گرمی کے دنوں میں پی لیا کرتے تھے بلکہ شدتِ گرمی میں برف بھی امرتسر لاہور سے خود منگوالیا کرتے تھے۔"

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 134 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 719 پر)

تریاق الٰہی؟

(220) "ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود نے طاعون کے ایام میں ایک دوائی 'تریاق الٰہی' تیار کرائی تھی۔ حضرت خلیفہ اوّل نے ایک بڑی تھیلی یاقوتوں کی پیش کی۔ وہ بھی سب پسوا کر اس میں ڈلوا دیے۔ لوگ کوٹتے پیستے تھے۔ آپ اندر جا کر دوائی لاتے اور اس میں ملواتے جاتے تھے۔ کونین کا ایک بڑا ڈبہ لائے اور وہ بھی سب اسی کے اندر الٹا دیا۔ اسی طرح وائینم اپی کاک کی ایک بوتل لا کر ساری الٹ دی۔ غرض دیسی اور انگریزی اتنی دوائیاں ملا دیں کہ حضرت خلیفہ اوّل فرمانے لگے کہ طبی طور پر تو اب اس مجموعہ میں کوئی جان اور اثر نہیں رہا۔ بس روحانی اثر ہی ہے۔"

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 218 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 720 پر)

اور جہاں تک روحانی اثر کا تعلق ہے، مندرجہ ذیل حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

شربت کی جگہ تیل

(221) ''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کی اولاد میں آپ کی لڑکی عصمت ہی صرف ایسی تھی جو قادیان سے باہر پیدا ہوئی اور باہر ہی فوت ہوئی۔ اس کی پیدائش انبالہ چھاؤنی کی تھی اور فوت وہ لدھیانہ میں ہوئی۔ اسے ہیضہ ہوا تھا۔ اس لڑکی کو شربت پینے کی عادت پڑ گئی تھی، یعنی وہ شربت کو پسند کرتی تھی۔ حضرت مسیح موعود اس کے لیے شربت کی بوتل ہمیشہ اپنے پاس رکھا کرتے تھے۔ رات کو وہ اٹھا کرتی تو کہتی ابا شربت پینا۔ آپ فوراً اٹھ کر شربت بنا کر اسے پلا دیا کرتے تھے۔ ایک روز لدھیانہ میں اس نے اسی طرح رات کو اٹھ کر شربت مانگا۔ حضرت صاحب نے اسے شربت کی جگہ غلطی سے چنبیلی کا تیل پلا دیا۔''

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 259 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 721 پر)

حالانکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

(222) ''اللہ تعالیٰ مجھے غلطی پر ایک لحہ بھی باقی نہیں رہنے دیتا، اور مجھے ہر ایک غلط بات سے محفوظ رکھتا ہے۔''

(نور الحق صفحہ 86 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 272 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 722 پر)

کھانسی کا علاج

(223) ''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کو سخت کھانسی ہوئی۔ ایسی کہ دم نہ آتا تھا۔ البتہ منہ میں پان رکھ کر قدرے آرام معلوم ہوتا تھا۔ اس وقت آپ نے اس حالت میں پان منہ میں رکھے رکھے نماز پڑھی، تاکہ آرام سے پڑھ سکیں۔''

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 103 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 723 پر)

گنے سے کھانسی کا علاج

(224) ''سفر گورداسپور میں 1903ء میں ایک دفعہ حضرت صاحب کو کھانسی کی شکایت تھی۔ میں نے عرض کی کہ میرے والد مرحوم اس کا علاج گرم کیا ہوا گنا بتلایا کرتے تھے۔ تب حضور کے فرمانے سے ایک گنا چند پوریاں لے کر آگ پر گرم کیا گیا اور اس کی گنڈیریاں بنا کر حضور کو دی گئیں اور حضور نے چوسیں۔''

(ذکر حبیب صفحہ 111 از مفتی محمد صادق قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 724 پر)

پھوڑے کا علاج

(225) ''حضرت والدہ صاحبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کے ٹخنے کے پاس پھوڑا ہو گیا تھا۔ جس پر حضرت صاحب نے اس پر سکہ یعنی سیسہ کی ٹکیا بندھوائی تھی جس سے آرام آ گیا۔''

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 28 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 725 پر)

بال بڑھانے کی دوا

(226) ''آخری عمر میں حضور کے سر کے بال بہت پتلے اور ہلکے ہو گئے تھے۔ چونکہ یہ عاجز ولایت سے ادویہ وغیرہ کے نمونے منگوایا کرتا تھا۔ غالباً اس واسطے مجھے ایک دفعہ فرمایا۔ مفتی صاحب سر کے بالوں کے اگانے اور بڑھانے کے واسطے کوئی دوائی منگوائیں۔''

(ذکر حبیب صفحہ 173 از مفتی محمد صادق قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 726 پر)

مفت بر

(227) ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

جزاکم اللہ خیراً کثیرا فی الدنیا والآخرۃ. دوا پہنچ گئی۔ ایک اشتہار بالوں کی کثرت کا شاید لندن میں کسی نے دیا ہے، اور مفت دوا بھیجتا ہے۔ آپ وہ دوا بھی منگوالیں

تا کہ آزمائی جائے۔ لکھتا ہے کہ اس سے گنجے بھی شفا پاتے ہیں۔ والسلام"

مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ"

(ذکر حبیب صفحہ 360 از مفتی محمد صادق قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 727 پر)

چچازاد بھائی سے علاج

(228) "ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کا ایک چچیرا بھائی مرزا کمال الدین تھا۔ یہ شخص جوانی میں فقرا کے پھندے میں پھنس گیا تھا۔ (شکر ہے آپ کے دھندے میں نہیں پھنسا۔ ناقل) اس لیے دنیا سے کنارہ کش ہو کر بالکل گوشہ گزین ہو گیا۔ مگر وہ اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح حضرت صاحب سے پرخاش نہ رکھتا تھا۔ علاج معالجہ اور دم تعویذ بھی کیا کرتا تھا، اور بعض عمدہ عمدہ نسخے اس کو یاد تھے۔ چنانچہ ہماری والدہ صاحبہ میاں محمد اسحاق کے علاج کے لیے ان سے ہی گولیاں اور ادویہ وغیرہ منگایا کرتی تھیں اور حضرت صاحب کو بھی اس کا علم تھا۔ آپ بھی فرماتے تھے کہ کمال الدین کے بعض نسخے اچھے ہیں۔"

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 234 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 728 پر)

یعنی گھر والے بھی مرزا قادیانی کی طبابت پر یقین نہ رکھتے تھے اور دوسروں سے علاج کرواتے تھے۔ اور جب کبھی کوئی طبیب نہ ملتا تو پھر مجبوراً وہ مرزا قادیانی سے علاج کرواتے۔ اور مرزا قادیانی کس طرح علاج کرتا تھا، ملاحظہ فرمائیں:

مرغا ذبح کر کے......

(229) "حضرت والدہ صاحبہ یعنی ام المؤمنین اطال اللہ بقائہا نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ مرزا نظام الدین صاحب کو سخت بخار ہوا، جس کا دماغ پر بھی اثر تھا۔ اس وقت کوئی اور طبیب یہاں نہیں تھا۔ مرزا نظام الدین صاحب کے عزیزوں نے حضرت صاحب کو اطلاع دی اور آپ فوراً وہاں تشریف لے گئے اور مناسب علاج کیا۔ علاج یہ تھا کہ آپ نے مرغا ذبح کرا کے سر پر باندھا، جس سے فائدہ ہو گیا۔ اس وقت باہمی سخت مخالفت تھی۔"

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 27 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 729 پر)

زیادہ بہتر تھا زندہ مرغ ہی سر پر بندھوا دیتے تا کہ بے چارے مرغ کی جان تو بچ جاتی............ نیز اس بہانے مرزا نظام الدین کی سماعتیں مرغ کی بانگ سے بھی مستفیض ہو جاتیں۔قربان جائیں ایسی طبابت پر!

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بو العجبیست

رسوا کن باتیں

(230) ”لا ابقی لک فی المخزیات ذکراً

اور اس (اللہ تعالیٰ) نے مجھے بشارت دی اور فرمایا، میں تیرے متعلق رسوا کن باتوں کا ذکر تک نہیں چھوڑوں گا۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 371 طبع چہارم از مرزا قادیانی)(عکس صفحہ نمبر 730 پر)



ثبوت حاضر ہیں!

مرزا قادیانی
اور
شاعری

مرزا قادیانی کی ادبی لیاقت بالکل زیرو تھی۔ شعر و نثر میں مخالفین کو موٹی موٹی گالیاں دینا اس کی "سلطان القلمی" کا شرمناک نمونہ ہے۔ قواعد، عروض اور محاورات کا موصوف کو کچھ خیال نہ تھا۔ اس کی کوئی نظم کسی بھی معمولی شاعر کے سامنے رکھی جائے تو تخلیقیت کے وصف اور ادبیت کے جوہر کے لحاظ سے بالکل شاخ بے برگ نظر آتی ہے۔ اس نے شاعری کے میدان میں ایسے ایسے گل کھلائے ہیں کہ ان کی موجودگی میں اس کے پیروکار ہمیشہ شرمندہ نظر آئیں گے۔ مرزا قادیانی نے شاعری کا وہ ستیاناس کیا کہ علم عروض کے ماتھے پر یہ جناب کلنک کا ٹیکہ ہیں۔

یہ بات مسلمہ اصول میں شامل ہے کہ نبی شاعر نہیں ہوتا۔

جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

- "وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ (یٰسین:69)

(ترجمہ): اور نہیں سکھایا ہم نے اپنے نبی کو شعر اور نہ یہ ان کے شایانِ شان ہے۔

اور اسی طرح قرآن کے بارے میں فرمایا:

- "وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ" (الحاقہ:41)

"اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں۔"

لیکن مرزا قادیانی نبوت کا دعویٰ کرنے کے باوجود شاعر تھا۔ اس کی شاعری "فحش ادب" کا ایک اہم تر نمونہ ہے۔ وہ اپنی "ناموزوں" شاعری میں عورت کو خواہ مخواہ برہنہ کر کے اپنی شاعری میں گھسیٹ لاتا ہے اور یہ سب کچھ اس کے خبث باطن کا کرشمہ ہے۔ مرزا قادیانی ایک آوارہ مزاج اور بدقماش شاعر تھا جو اپنی پوری رذالتوں کے ساتھ خیر کے نام پر شر پھیلاتا رہا۔ اس کی شاعری ہر قادیانی گھرانے میں موجود ہے جسے بڑی محبت اور شوق سے پڑھا جاتا ہے۔ ایسے ماحول میں پرورش پانے والے قادیانی لڑکے اور لڑکیاں پاکیزگی اور ناپاکی میں کیا

فرق کر سکتے ہیں۔ بصیرت سے محروم یہ نسل، جہالت کی تاریکی میں مخصوص ''قادیانی کارنامے'' انجام دے کر خوشی سے پھولے نہیں سماتی۔

مرزا قادیانی ''شاعر اور شاعری'' کے بارے میں لکھتا ہے:

(231) ''کوئی شاعر اس بات کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا اور نہ کبھی ہوا کہ اس کا کلام ہر ایک قسم کے کذب اور ہزل اور غیر ضروری باتوں سے پاک اور ضروری اور لابدی امور پر احاطہ رکھتا ہے۔ پھر جبکہ شاعروں کی فضول باتوں کو وہ مراتب حاصل نہیں ہیں کہ جو خدائے تعالیٰ کے پاک کلام کو حاصل ہیں اور نہ اس بارے میں شاعر کچھ دم مارتے ہیں اور نہ ذمہ دار بنتے ہیں، بلکہ اپنے عجز کے آپ ہی اقراری ہیں تو کلام الٰہی کے مقابلہ پر ان کا ناچیز کلام پیش کرنا کیسی سفاہت اور نادانی ہے۔ شاعر تو اگر مر بھی جاویں تو صداقت اور راستی وضرورتِ حقہ کا اپنے کلام میں التزام نہ کر سکیں۔ وہ تو بغیر فضول گوئی کے بول ہی نہیں سکتے اور ان کی ساری کل فضول اور جھوٹ پر ہی چلتی ہے۔ اگر جھوٹ نہیں یا فضول گوئی نہیں تو پھر شعر بھی نہیں۔ اگر تم ان کا فقرہ فقرہ تلاش کرو کہ کس قدر حقائق ودقائق ان میں جمع ہیں۔ کس قدر راستی اور صداقت کا التزام ہے۔ کس قدر حق اور حکمت پر قیام ہے۔ کس ضرورتِ حقہ سے وہ باتیں ان کے منہ سے نکلی ہیں اور کیا کیا اسرار بیمثل و مانند ان میں لپٹے ہوئے ہیں تو تمہیں معلوم ہو کہ ان تمام خوبیوں میں سے کوئی بھی خوبی ان کی مردہ عبارات میں پائی نہیں جاتی۔ ان کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ جس طرف قافیہ ردیف ملتا نظر آیا، اسی طرف جھک گئے اور جو مضمون دل کو اچھا لگا وہی جھک ماری۔ نہ حق اور حکمت کی پابندی ہے اور نہ فضول گوئی سے پرہیز ہے اور نہ یہ خیال ہے کہ اس کلام کے بولنے کے لیے کونسی سخت ضرورت درپیش ہے اور اس کے ترک کرنے میں کونسا سخت نقصان عائد حال ہے۔ ناحق بے فائدہ فقرہ سے فقرہ ملاتے ہیں۔ سر کی جگہ پاؤں، پاؤں کی جگہ سر لگاتے ہیں۔ سراب کی طرح چمک تو بہت ہے پر حقیقت دیکھو تو خاک بھی نہیں۔ شعبدہ باز کی طرح صرف کھیل ہی کھیل، اصلیت دیکھو تو کچھ بھی نہیں۔ نادار، ناطاقت اور ناتوان اور گئے گزرے ہیں۔ آنکھیں اندھی اور اس پر عشوہ گری ان کی نسبت نہایت ہی نرمی کیجیے تو یہ کہیے کہ وہ سب ضعیف اور ہیچ ہونے کی وجہ سے عنکبوت کی طرح ہیں اور ان کے اشعار بیتِ عنکبوت ہیں۔ ان کی نسبت خداوند کریم نے خوب فرمایا ہے وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ o اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ o وَاَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ۔''

ترجمہ: رہے شعرا تو ان کے پیچھے بہکے ہوئے لوگ چلا کرتے ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے ہیں اور ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں ہیں۔"

(الشعراء: 224، 226)

(براہین احمدیہ جلد اوّل صفحہ 467 تا 469 مندرجہ روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 467 تا 469 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 731 تا 733 پر)

ان ساری باتوں کے برعکس مرزا قادیانی کی **عشقیہ شاعری** ملاحظہ فرمائیں:

(232) "خاکسار عرض کرتا ہے کہ مرزا سلطان احمد صاحب سے مجھے حضرت مسیح موعود کی ایک شعروں کی کاپی ملی ہے جو بہت پرانی معلوم ہوتی ہے۔ غالباً نوجوانی کا کلام ہے۔ حضرت صاحب کے اپنے خط میں ہے جسے میں پہچانتا ہوں۔ بعض بعض شعر بطور نمونہ درج ذیل ہیں۔

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو اس کی دوا
ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے
کچھ مزا پایا مرے دل! ابھی کچھ پاؤ گے
تم بھی کہتے تھے کہ اُلفت میں مزا ہوتا ہے

....

ہائے کیوں ہجر کے الم میں پڑے
مفت بیٹھے بٹھائے غم میں پڑے
اس کے جانے سے صبر دل سے گیا
ہوش بھی ورطۂ عدم میں پڑے

....

سبب کوئی خداوندا بنا دے
کسی صورت سے وہ صورت دکھا دے
کرم فرما کے آ او میرے جانی
بہت روئے ہیں اب ہم کو ہنسا دے
کبھی نکلے گا آخر تنگ ہو کر
دلا اک بار شور و غل مچا دے

....

نہ سر کی ہوش ہے تم کو نہ پا کی
سمجھ ایسی ہوئی قدرت خدا کی
مرے بت اب سے پردہ میں رہو تم
کہ کافر ہو گئی خلقت خدا کی

....

نہیں منظور تھی گر تم کو اُلفت
تو یہ مجھ کو بھی جتلایا تو ہوتا
مری دلسوزیوں سے بے خبر ہو
مرا کچھ بھید بھی پایا تو ہوتا
دل اپنا اس کو دوں یا ہوش یا جاں
کوئی اک حکم فرمایا تو ہوتا

....

اس کاپی میں کئی شعر ناقص ہیں۔ یعنی بعض جگہ مصرع اول موجود ہے۔ مگر دوسرا نہیں ہے اور بعض جگہ دوسرا ہے مگر پہلا ندارد۔ بعض اشعار نظر ثانی کے لیے بھی چھوڑے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اور کئی جگہ فرخ تخلص استعمال کیا ہے۔''

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 332، 333 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ 734، 735 پر)

بھینی بھینی خوشبو

(233) ''حضرت مسیح موعود کے اردو اشعار جن کی تمام اردو لٹریچر میں کوئی نظیر موجود نہیں، جس کی بھینی بھینی خوشبو دل و دماغ کو حیات تازہ بخشتی اور روح کو فرحت پہنچاتی ہے۔''

(پیش لفظ درثمین از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 736 پر)

قادیانی ترانہ

(234) ”چھپکے چھپکے حرام کروانا
آریوں کا اصول بھاری ہے
زن بیگانہ پر یہ شیدا ہیں
جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
غیر مردوں سے مانگنا نطفہ
سخت خبث اور نابکاری ہے
غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے
وہ نہ بیوی زن بزاری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے
ساری شہوت کی بے قراری ہے
بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط
یار کی اس کو آہ و زاری ہے
دس سے کروا چکی زنا لیکن
پاک دامن ابھی بچاری ہے
گھر میں لاتے ہیں اس کے یاروں کو
ایسی جورو کی پاسداری ہے
اس کے یاروں کو دیکھنے کے لیے
سرِ بازار ان کی باری ہے
ہے قوی مرد کی تلاش انہیں
خوب جورد کی حق گذاری ہے“

(آریہ دھرم صفحہ 75، 76 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 75، 76 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ 737، 738 پر)

مرزا قادیانی کی شاعری سے قبض دور ہو جاتا ہے

مرزا قادیانی اپنی شاعری کے بارے میں لکھتا ہے:

□ ''اشعار میں اپنے مضامین کو بیان کرنے کی ہمیں ضرورت اس لیے پیش آئی کہ بعض طبائع اس قسم کی ہوتی ہیں کہ ان کو نثر عبارت میں ہزار پیرایۂ لطیف میں کوئی صداقت بتائی جائے، وہ نہیں سمجھتے۔ لیکن اسی مفہوم کو اگر ایک برجستہ شعر میں منظوم کر کے سُنایا جاوے تو شعر کی لطافت ان پر بہت کچھ اثر کر جاتی ہے۔ شعر کو سن کر پھڑک اٹھتے ہیں اور حق کو شعر کے ذریعہ فوراً قبول کر لیتے ہیں۔ اس کی مثال طبیب کے اس معالجۂ جسمانی کی طرح ہے کہ جب طبیب دیکھتا ہے کہ مریض کو منہ کی راہ سے اب دوا مفید نہیں ہوگی تو پھر بیمار کے لیے حقنہ تجویز کرتا ہے اور اس ذریعہ سے بیمار کی قبض دُور ہو جاتی ہے اور وہ صحت یاب ہو جاتا ہے۔ سو یہی حال ہمارے شعر و سخن کا ہے۔ اور تجربہ سے دیکھا گیا ہے کہ بعض طبائع کے لیے مضامین شعریہ بہ نسبت مضامین نثر کے زیادہ موثر ثابت ہوتے ہیں۔ اسی لیے قرآن شریف مقفی اور مسجع عبارت میں نازل ہوا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ہمیں اشعار کہنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اکثر لوگوں کو بہت کچھ دلائل دے کر سمجھایا گیا مگر کارگر نہ ہوئے۔ لیکن جب انہوں نے اشعار پڑھے تو یہ اشعار انہی منکرین پر بہت اثر کر گئے۔ اور فوراً انہوں نے حق کو قبول کر لیا۔''

(الحکم قادیان 28 اگست 7 ستمبر 1938ء صفحہ 2)

پاکیزہ جذباتِ عشق میں ڈوبا ہوا کلام

مرزا قادیانی کی شاعری کے متعلق قادیانی جماعت کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر کا کہنا ہے:

□ ''ایک ایک شعر، ایک ایک مصرعہ، ایک ایک لفظ سچائی میں ڈوبا ہوا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کا کلام ہی آپ کی سچائی کی دلیل ہے۔ کوئی سعید فطرت انسان اگر اس کلام کو سنے تو ممکن نہیں ہے کہ وہ اس کلام کے کہنے والے کے حق میں اس سچائی کی گواہی نہ دے۔ حیرت انگیز طور پر پاکیزہ جذبات عشق میں ڈوبا ہوا یہ کلام سن کر روح پر وجد طاری ہو جاتا ہے...... حضرت مسیح موعود کا کلام یاد کریں اور درویشوں کی طرح گاتے ہوئے قریہ قریہ

پھریں اور اس کلام کی منادی کریں اور دنیا کو بتائیں کہ وہ آ گیا ہے جس کے آنے سے تمہاری نجات وابستہ ہے۔"

(روزنامہ الفضل 28 جون 1983ء)

حیا سوز شاعری

مرزا قادیانی کی مخرب اخلاق اور حیا سوز شاعری کا مزید نمونہ ملاحظہ فرمائیں:

(235) "ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت مسیح موعود کو کئی دفعہ یہ شعر پڑھتے سنا ہے اور فرمایا کرتے تھے کہ زبان کے لحاظ سے یہ بڑا فصیح و بلیغ شعر ہے ۔

یا تو ہم پھرتے تھے ان میں یا ہوا یہ انقلاب
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے کوچہ ہائے لکھنؤ

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 253 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 739 پر)

مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

(236) ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء صفحہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 240 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ 740 پر)

چہ نسبت خاک را با عالم پاک
کجا عیسیٰ کجا دجال ناپاک

فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات مرزا قادیانی کا مذکورہ بالا شعر اس طرح پڑھتے تھے۔

□ ابن ملجم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بدتر غلام احمد ہے

یاد رہے کہ ابن ملجم حضرت علیؓ کا قاتل تھا۔

نسلیں ہیں میری بے شمار

(237) میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(درثمین صفحہ 123 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 741 پر

اس شعر میں ''نسلیں ہیں میری بے شمار'' سے مراد، مرزا قادیانی کہہ رہا ہے کہ میری اتنی نسلیں ہیں جنھیں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ دعویٰ مرزا قادیانی کے علاوہ شاید کسی نے نہ کیا ہو۔ قادیانیوں سے سوال ہے کہ براہ کرم وہ مرزا قادیانی کی چند نسلیں ضرور بتا دیں۔ مگر قادیانی خطرات شاید اس لیے شرماتے ہیں کہ وہ سب ''اداس نسلیں'' ہیں۔ (عبداللہ حسین سے معذرت کے ساتھ)۔

ہوں بشر کی جائے نفرت..........

(238) ''کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 97 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 127 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 742 پر

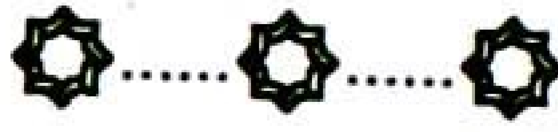
اس شعر میں مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں خاک کا کیڑا ہوں اور میں کسی انسان کی اولاد نہیں ہوں۔ البتہ میں بشر کی نفرت اور شرم والی جگہ ہوں۔ یاد رہے کہ ہر انسان کی جائے نفرت عقب اور پیش ہے۔ میں یہ فیصلہ قادیانیوں پر چھوڑتا ہوں کہ وہ بتائیں کہ مرزا قادیانی کا تعلق کس علاقے سے تھا؟ قادیانی اس شعر پر اعتراض کے جواب میں کہتے ہیں کہ اس شعر میں مرزا قادیانی نے نہایت عاجزی و انکساری کا اظہار کیا ہے۔ قادیانیوں سے پوچھنا چاہیے کہ یہ کہاں کا عجز و انکسار ہے کہ ایک آدمی، آدم زادہ ہونے سے انکار کر دے اور یہ اعلان کرتا پھرے کہ میں بشر کی جائے نفرت اور عار والی جگہ ہوں۔ یہ عجیب بات ہے کہ ایک جگہ تو مرزا قادیانی خود کو آدمیت سے خارج کر دے اور دوسری جگہ اپنے آپ کو نبیوں سے افضل قرار

دے۔ قادیانیوں کو چاہیے کہ وہ اپنے نبی مرزا قادیانی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنے گھروں کے باہر دروازوں پر موٹے حروف سے مرزا قادیانی کا مذکورہ بالا شعر لکھوائیں تاکہ اس کی عاجزی اور انکساری عام ہو جائے۔ ہے کوئی قادیانی یہ جرأت کرنے والا؟ جبکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

خدا کا کلام

(239) ''یہ کلام جو میں سناتا ہوں، یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے جیسا کہ قرآن اور توریت خدا کا کلام ہے۔''

(کشتی نوح صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 95 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 743 پر)



ثبوت حاضر ہیں!

مرزا قادیانی ایک ڈرپوک اور بزدل شخص

نبوت کی شرائط میں ہے کہ نبی انتہائی بہادر اور نڈر ہوتا ہے۔ وہ فولادی اور مضبوط اعصاب کا مالک ہوتا ہے۔ وہ اسباب پر بھروسہ کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے۔ اس کی شجاعت و بہادری کے قصے زبان زد عام ہوتے ہیں۔ وہ ایسے ایسے جانگسل کارنامے سرانجام دیتا ہے کہ اپنے تو اپنے مخالفین بھی عش عش کر اٹھتے ہیں۔ لیکن خفقان زدہ قادیان کا جھوٹا مدعی نبوت و رسالت مرزا غلام احمد قادیانی انتہائی بزدل، کمزور دل اور ڈرپوک شخصیت کا مالک تھا۔ مگر اُسے شیخ چلی کی طرح بہادر بننے کا بہت شوق تھا۔ مراق اور مالیخولیا کے بخارات جب اس کے دماغ کو چڑھتے تو وہ خبطِ عظمت میں مبتلا ہو جاتا اور اسے جو بھی نام یا خطاب یاد آ جاتا، اسے الہام کا جامہ پہنا کر اپنے اوپر فٹ کر لیتا۔ ایسے ہی ناموں میں ان کا ایک نام ''امین الملک جے سنگھ بہادر'' بھی ہے۔ شاید اس نے اپنا یہ نام آئینہ دیکھ کر رکھا ہو۔ مرزا قادیانی ایک جگہ لکھتا ہے:

میرا نام غازی ہے

(240) ''اس عاجز کا نام مکاشفات میں غازی رکھا گیا ہے۔''

(نشان آسمانی صفحہ 15 مندرجہ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 375 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ 744 پر)

غازی نام رکھنا رسول کریم ﷺ کی نافرمانی ہے

جبکہ دوسری جگہ لکھتا ہے:

(241) ''اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا اور اپنا نام غازی رکھتا ہے، وہ اس رسول کریم ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 408 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ 745 پر)

ہم موت سے نہیں ڈرتے

مرزا قادیانی اپنے بہادر ہونے کے سلسلہ میں لکھتا ہے:

(242) ”اور ہم ایسے نہیں ہیں کہ کوئی موت ہمیں خدا کی راہ سے ہٹا دے اور اگرچہ خدا کی راہ میں ہم مجروح ہو جائیں یا ذبح کیے جائیں۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم (ضمیمہ) صفحہ 153 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 321 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ 746 پر)

بزدلی ایمان کی کمزوری ہے

(243) ”ہم خدا کے مرسلین اور مامورین کبھی بزدل نہیں ہوا کرتے، بلکہ سچے مومن بھی بزدل نہیں ہوتے۔ بزدلی ایمان کی کمزوری کی نشانی ہے۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 286 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ 747 پر)

(244) مرزا قادیانی کا ایک الہام ہے:

”انی لایخاف لدیّ المرسلون۔ میرے قرب میں میرے رسول کسی دشمن سے نہیں ڈرا کرتے۔“

(حقیقت الوحی صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 75 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ 748 پر)

مجھے للکارنا اچھا نہیں

مرزا قادیانی کا ایک شعر ہے:

(245) جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 101 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 131، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ 749 پر)

مرزا قادیانی کا ایک اور الہام ملاحظہ فرمائیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے مرزا

(246) ''ارید ماتریدون. میں وہی ارادہ کروں گا جو تمہارا ارادہ ہے۔''

(حقیقت الوحی صفحہ 109 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 109 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ 750 پر)

مرزا قادیانی کہتا ہے:

(247) ''اور میرے ساتھ تو خدا تعالیٰ کے پاسبان ہیں کہ وہ میری میرے دشمنوں سے حفاظت کرتے ہیں۔''

(خطبہ الہامیہ صفحہ 64 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 110، 111 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ 751 پر)

(248) مرزا قادیانی نے مزید کہا:

''براہینِ احمدیہ میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی یہ پیش گوئی ہے کہ قتل وغیرہ کے منصوبوں سے میں بچایا جاؤں گا۔''

(حقیقۃ الوحی صفحہ 234 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 234 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 753 پر)

(249) مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

''اور خدا کی طرف سے آپ کو ایک رعب عطا ہوا تھا جس کے سامنے دلیر سے دلیر دشمن بھی کانپنے لگ جاتا تھا اور آپ ایک معجز نما حسن و احسان سے آراستہ کیے گئے تھے۔''

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 138 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 754 پر)

مذکورہ بالا حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ:

(1) مرزا قادیانی سکھوں کی طرح بہادر تھا۔

(2) مرزا قادیانی کا ایک نام ''غازی'' بھی تھا۔

(3) مرزا قادیانی کو دنیا کی کوئی طاقت کسی کام سے ہٹا نہیں سکتی تھی خواہ وہ مجروح ہوتا یا

ذبح کیا جاتا۔

(4) مرزا قادیانی بزدل نہیں تھا کیونکہ بزدلی ایمان کی کمزوری کی نشانی ہے۔

(5) مرزا قادیانی شیر تھا اور شیر کو للکارنا اچھا نہیں۔

(6) مرزا قادیانی سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میں وہی کروں گا جو تیرا ارادہ ہے۔

(7) مرزا قادیانی سے اللہ تعالیٰ کا یہ بھی وعدہ تھا کہ وہ قتل وغیرہ کے منصوبوں سے بچایا جائے گا۔

(8) خدا کے پاسباں مرزا قادیانی کی حفاظت کرتے تھے۔

(9) بقول مرزا بشیر احمد، مرزا قادیانی کو خدا کی طرف سے ایسا رعب عطا ہوا تھا کہ بڑے سے بڑے دشمن بھی اس کے سامنے کانپنے لگ جاتے تھے۔

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی واقعی بہادر، دلیر اور نڈر تھا؟ کیا اسے اپنے الہامات پر پورا یقین تھا؟ اور کیا وہ جو کہتا تھا، اس پر پورا بھی اترتا تھا؟

سب سے پہلے میں قارئین کرام سے پُرزور درخواست کروں گا کہ وہ مرزا قادیانی کی بہادری کے سلسلہ میں اس کا تحریر کردہ کتابچہ ''ستارہ قیصرہ'' کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔ ستارہ قیصرہ ایک خط ہے جو مرزا قادیانی نے ملکہ وکٹوریہ (والیۂ برطانیہ) کو لکھا۔ مرزا قادیانی نے اس خط میں ملکہ وکٹوریہ کی مبالغہ آمیز خوشامد کر کے اس کی شان میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے ہیں۔ ملکہ برطانیہ کی قصیدہ گوئی میں مرزا قادیانی اس حد تک آگے چلا گیا ہے کہ اسے پڑھ کر متلی ہونے لگتی ہے۔ چاپلوسی کی بھی کوئی انتہا ہوتی ہے۔ اس خط کا ایک ایک لفظ قادیانیت کی ذلت و رسوائی پر خدائی مہر ہے۔ اس خط کو پڑھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نبی نہیں بلکہ ایک اعلیٰ درجے کا جھولی چک اور میراثی تھا۔ اگر وہ اس تملق بھرے کتابچے کا نام ''ستارہ قیصرہ'' کی بجائے ''بھاگ لگے رہن!'' رکھ لیتا تو زیادہ بہتر تھا۔

پادریوں کی حمایت

قادیانی اکثر پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لیے عیسائیت کے غلط عقائد کا جواب دیا اور اس طرح اسے کسرِ صلیب کا اعزاز

حاصل ہوا۔ لیجیے دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی عیسائیت کے غلط عقائد کے خلاف کام کرنے والوں کو کیا مشورہ دیتا ہے:

(250) ”یہ بھی تو سوچو کہ پادری صاحبوں کا مذہب ایک شاہی مذہب ہے۔ لہٰذا ہمارے ادب کا یہ تقاضا ہونا چاہیے کہ ہم اپنی مذہبی آزادی کو ایک طفیلی آزادی تصور کریں، اور اس طرح پر ایک حد تک پادری صاحبوں کے احسان کے بھی قائل رہیں۔ گورنمنٹ اگر ان کو باز پرس کرے تو ہم کس قدر باز پرس کے لائق ٹھہریں گے۔ اگر سبز درخت کاٹے جائیں تو پھر خشک کی کیا بنیاد ہے۔ کیا ایسی صورت میں ہمارے ہاتھ میں قلم رہ سکے گی؟ سو ہوشیار ہو کر طفیلی آزادی کو غنیمت سمجھو اور اس محسن گورنمنٹ کو دعائیں دو جس نے تمام رعایا کو ایک ہی نظر سے دیکھا۔“

(البلاغ صفحہ 24 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 392 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 755 پر)

زلزلہ

مرزا قادیانی کا ایک الہام ہے:

(251) ”میں ہر ایک کو جو اس گھر کی چار دیواری کے اندر ہے، بچا لوں گا۔ کوئی ان میں سے طاعون یا بھونچال سے نہیں مرے گا۔“

(حقیقت الوحی صفحہ 97 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 97 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 756 پر)

لیکن ہوا کیا؟ مرزا قادیانی کے بیٹے کی زبانی سنیے!

(252) ”خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب 1905ء کا زلزلہ آیا تو میں بچہ تھا اور نواب محمد علی خان صاحب کے شہر والے مکان کے ساتھ ملحق حضرت صاحب کے مکان کا جو حصہ ہے، اس میں ہم دوسرے بچوں کے ساتھ چارپائیوں پر لیٹے ہوئے سو رہے تھے۔ جب زلزلہ آیا تو ہم سب ڈر کر بے تحاشا اٹھے اور ہم کو کچھ خبر نہیں تھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ صحن میں آئے تو اوپر سے کنکر روڑے برس رہے تھے۔ ہم بھاگتے ہوئے بڑے مکان کی طرف آئے وہاں حضرت مسیح

موعود اور والدہ صاحبہ کمرے سے نکل رہے تھے۔ ہم نے جاتے ہی حضرت مسیح موعود کو پکڑ لیا اور آپ سے لپٹ گئے۔ آپ اس وقت گھبرائے ہوئے تھے اور بڑے صحن کی طرف جانا چاہتے تھے۔ مگر چاروں طرف بچے چمٹے ہوئے تھے۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 26 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 757 پر)

دوسرا بیان مرزا قادیانی کا اپنا ہے:

(253) "اور جس آنے والے زلزلہ سے میں نے دوسروں کو ڈرایا، ان سے پہلے میں آپ ڈرا اور اب تک قریباً ایک ماہ سے میرے خیمے باغ میں لگے ہوئے ہیں۔ میں واپس قادیان میں نہیں گیا۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 649 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 758 پر)

انگریزی عدالت میں

مرزا قادیانی نے عدالتی حکم کی تعمیل کرتے ہوئے 26 فروری 1899ء کو ایک اشتہار شائع کیا جس کا عنوان تھا۔ "اپنے مریدوں کی اطلاع کے لیے۔" اس اشتہار میں مرزا قادیانی لکھتا ہے:

اپنے مریدوں کی اطلاع کے لیے

(254) جو پنجاب اور ہندوستان اور دوسرے ممالک میں رہتے ہیں اور نیز دوسروں کے لیے اعلان جو کہ ایک مقدمہ زیر دفعہ 107 ضابطہ فوجداری مجھ پر اور مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعت السنہ پر عدالت جے۔ ایم ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور میں دائر تھا۔ بتاریخ 24 فروری 1899ء بروز جمعہ اس طرح پر اس کا فیصلہ ہوا کہ فریقین سے اس مضمون کے نوٹسوں پر دستخط کرائے گئے کہ آئندہ کوئی فریق اپنے کسی مخالف کی نسبت موت وغیرہ دل آزار مضمون کی پیشگوئی نہ کرے۔ کوئی کسی کو کافر اور دجال اور مفتری اور کذاب نہ کہے۔ کوئی کسی کو مباہلہ کے لیے نہ بلاوے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 299 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 759 پر)

اسی اشتہار میں مزید لکھتا ہے:

آئندہ پیش گوئی سے میری توبہ

(255) ''اور ہم تو ایک عرصہ گزر گیا کہ اپنے طور پر یہ عہد شائع بھی کر چکے کہ آئندہ کسی مخالف کے حق میں موت وغیرہ کی پیشگوئی نہیں کریں گے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 300 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 760 پر)

حج نہ کرنے کی وجہ

ایک موقع پر مرزا قادیانی پر اعتراض ہوا کہ اگر آپ مسیح موعود ہیں تو آپ حج کے لئے کیوں نہیں جاتے؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ موقع پر لوگ مجھے قتل کر دیں۔ لہٰذا جان بچانی فرض ہے۔ مزید کہا:

(256) ''تمام مسلمان علماء اوّل ایک اقرار نامہ لکھ دیں کہ اگر ہم حج کر آویں تو وہ سب کے سب ہمارے ہاتھ پر توبہ کر کے ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے اور ہمارے مرید ہو جائیں گے۔ اگر وہ ایسا لکھ دیں اور اقرار حلفی کریں تو ہم حج کر آتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 248، طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 761 پر)

پولیس کا پہرہ

(257) ''حضرت والدہ صاحبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت صاحب شروع دعویٰ مسیحیت میں دہلی تشریف لے گئے تھے اور مولوی نذیر حسین کے ساتھ مباحثہ کی تجویز ہوئی تھی، اس وقت شہر میں مخالفت کا سخت شور تھا۔ چنانچہ حضرت صاحب نے افسران پولیس کے ساتھ انتظام کر کے ایک پولیس مین کو اپنی طرف سے تنخواہ دینی کر کے مکان کی ڈیوڑھی پر پہرہ کے لیے مقرر کرا لیا تھا۔ یہ پولیس مین پنجابی تھا۔ اس کے علاوہ ویسے بھی مردانہ میں کافی احمدی حضرت صاحب کے ساتھ ٹھہرے ہوئے تھے۔''

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 64 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 762 پر)

کتا محافظ

(258) ''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے گھر کی حفاظت کے لیے ایک دفعہ ایک گدی کتا بھی رکھا تھا۔ وہ دروازے پر بندھا رہتا تھا اور اس کا نام شیرو تھا۔ اس کی نگرانی بچے کرتے تھے یا میاں قدرت اللہ خان صاحب مرحوم کرتے تھے جو گھر کے دربان تھے۔''

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 298 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 763 پر)

مناظرہ سے فرار

مرزا قادیانی نے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو مناظرے کا چیلنج دیا تو پیر صاحب نے اس چیلنج کو مرزا قادیانی کی تمام شرائط پر قبول کر لیا۔ لیکن جب مرزا قادیانی کو پتہ چلا کہ جناب پیر صاحب مناظرہ کے لیے لاہور تشریف لا رہے ہیں تو اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور مقررہ تاریخ کو وہ اس مناظرہ میں نہ آیا اور پیٹھ دکھا کر بھاگ گیا۔ بعد میں اس نے مندرجہ ذیل عذر کیا:

(259) ''اور میں بہرحال لاہور پہنچ جاتا مگر میں نے سنا ہے کہ اکثر پشاور کے جاہل سرحدی پیر صاحب کے ساتھ ہیں۔ اور ایسا ہی لاہور کے اکثر سفلہ اور کمینہ طبع لوگ گلی کوچوں میں مستوں کی طرح گالیاں دیتے پھرتے ہیں اور نیز مخالف مولوی بڑے جوشوں سے وعظ کر رہے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے۔ تو اس صورت میں لاہور میں جانا بغیر کسی احسن انتظام کے کس طرح مناسب ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 461 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 764 پر)



ثبوت حاضر ہیں!

قادیان

معروف قادیانی مصنف، مورخِ احمدیت، دوست محمد شاہد ''قادیان کی گمنام حالت'' کے عنوان سے لکھتا ہے:

''اُس زمانہ میں قادیان ایک انتہائی بے رونق گاؤں تھا۔ چنانچہ پیر سراج الحق نعمانی کی چشم دید شہادت ہے کہ جب آپ 1882ء میں قادیان گئے تو یہ بستی ویران پڑی تھی جس کے بازار خالی پڑے تھے اور بہت کم آدمی چلتے پھرتے نظر آتے تھے۔ بعض دکانیں ٹوٹی پھوٹی اور بعض غیر آباد خالی پڑی تھیں اور دو تین یا کم وبیش دکانیں نون مرچ کی تھیں، وہ بھی ایسی کہ اگر چار پانچ آنے کا مصالحہ خریدنے کا اتفاق ہو تو ان دکانوں سے بجز دو چار پیسہ کے نہیں مل سکتا تھا، اور تھوڑی تھوڑی ضرورتوں کے واسطے بٹالہ جانا پڑتا تھا۔ علیٰ ہذا القیاس اور چیزوں کا بھی یہی حال تھا۔ دو دکان حلوائیوں کی بھی تھی لیکن ان کی بے رونقی اور کم مائیگی کا یہ حال تھا کہ شاید دو تین پیسہ کی ریوڑیاں گڑ کی جن سے دانتوں کے بھی ٹوٹنے کا احتمال ہو، اگر کوئی خرید لے تو خریدے، ورنہ اور مٹھائی کے لیے مصالحہ کی طرح بٹالہ ہی یاد آئے۔ مجھے اب تک وہ دکان یاد ہے کہ جس میں کسی قدر نون مرچ اور کچھ تیل کے علاوہ دو چار تھان کپڑے کے بھی رکھے تھے، ایک تھان گاڑھے اور ادھوتر کا جس کو پنجابی میں کھدر کہتے ہیں اور ایک دو تھان گھٹیل قند سرخ کے جس کو ہلوان بھی کہتے ہیں اور شاید ایک دو تھان نکمی سی سوسی اور بھدی سی چھینٹ کے بھی رکھے ہوئے تھے جن کو جٹیوں کے سوا اور کوئی خریدنے کا نام تک نہ لے۔ اناج کی منڈی، سبزی کی منڈی یا اور کسی قسم کے فواکہ اور میوے کا تو ذکر کیا، گھی چاول دودھ کمیاب اور دیگر اشیائے ضروری مفقود۔ قصائی کی ایک دکان ایسی تھی کہ اگر قصاب کبھی شامت سے ایک بکرا ذبح کر لیتا تھا تو وہ بکرا اس کی جان کا وبال ہو جاتا تھا۔ اگر گرمیوں کا موسم ہے تو گل سڑ کر خراب ہو گیا اور جو سردیاں ہوئیں تو چار پانچ روز تک رکھ کر کچھ یہاں کچھ دیہات میں اناج کے بدلے بمشکل تمام بیچ کھوچ کر پورا کیا، جس میں نفع نقصان برابر سرابر...... جس

طرف دیکھو کچے مکان اور بے مرمت مکان پڑے تھے۔ ہاں مرزا قادیانی کا مکان پختہ تھا یا آپ کے بڑے بھائی کا لیکن وہ کچے مکانوں کی طرح مکان تھے، جو بعض حصہ ان کا زمین دوز تھا۔ اندر کا پانی باہر جانا برسات میں دشوار تھا جس کا نمونہ اب تک موجود ہے کہ مرزا قادیانی کے مکان کے ملحق مرزا غلام قادر قادیانی کا مکان ہے۔ مرزا قادیانی جس مکان میں جلوہ افروز تھے وہ ایک چھوٹا سا حجرہ تھا اور اب بھی ہے۔ اس میں دس پندرہ آدمیوں کے سوا زیادہ نہیں آ سکتے تھے، اس حجرہ کا نام بیت الفکر ہے۔ اس حجرے کے آگے ایک دالان تھا اور نیچے کے مکان میں بھی ایک دالان تھا اور ایک دو مکان اور مختصر سے تھے۔ اور ایک طرف کی عمارت خام تھی اور ایک گول کمرہ تھا جس کو تیار کرایا جاتا تھا یعنی کچھ حصہ اس کا بن چکا تھا اور کچھ بن رہا تھا، اور مسجد مبارک بھی اس وقت ناتمام تھی۔ معمار مزدور لگ رہے تھے اور اب تو اس مکان میں بہت سے مکان بعمارت پختہ عالی شان بن گئے ہیں۔ آپ کے ہاں لوگوں کی آمد و رفت بہت کم تھی یہاں تک کہ بعض دو دو چار چار یا دس دس کوس کے آدمی بھی آپ سے کم واقفیت رکھتے تھے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ اس وقت دو چار نمازی آپ کے ساتھ ہوتے تھے۔ اکثر مرزا قادیانی نماز پڑھایا کرتے تھے اور کبھی میں ایک ہی مقتدی ہوتا تھا اور آپ امام، اور کبھی میں امام اور آپ مقتدی۔ سیر کا بھی یہی حال تھا کہ کبھی ایک دو آدمی ساتھ ہوتے تھے اور کبھی آپ اکیلے ہی سیر کو تشریف لے جاتے تھے۔ ایک دو ہندو اُس زمانہ میں آیا کرتے تھے۔ وہ ہندو آپ کے الہامات کو جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتے تھے لکھا کرتے تھے اور ہمیشہ آپ کی پیشگوئیوں کی تگ و دو میں لگے رہتے تھے کہ آیا یہ پیشگوئی پوری ہوئی یا نہیں۔" (الحکم 30 اپریل 1902ء صفحہ 9) غرضیکہ اس وقت قادیان ایک ویرانے کا منظر پیش کر رہا تھا جس پر چاروں طرف غار کی سی تاریکی اور خاموشی مسلط تھی۔"

(تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 207، 208 از دوست محمد شاہد قادیانی)

اس کے برعکس مرزا قادیانی کی ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ قادیان کسی نہ کسی طرح ایک عظیم الشان شہر بن جائے۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی نے کہا:

کشف کا قادیان

(260) ہم نے کشف میں دیکھا کہ قادیان ایک بڑا عظیم الشان شہر بن گیا اور انتہائی نظر سے بھی پرے تک بازار نکل گئے۔ اونچی اونچی دو منزلی یا چومنزلی یا اس سے بھی زیادہ اونچے اونچے چبوتروں والی دوکانیں عمدہ عمارت کی بنی ہوئی ہیں اور موٹے موٹے سیٹھ، بڑے بڑے پیٹ والے، جن سے بازار کو رونق ہوتی ہے، بیٹھے ہیں اور ان کے آگے جواہرات اور لعل اور موتیوں اور ہیروں، روپوں اور اشرفیوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں اور قسما قسم کی دوکانیں خوبصورت اسباب سے جگمگا رہی ہیں۔ یکے، بگھیاں، ٹم ٹم، فٹن، پالکیاں، گھوڑے، شکرمیں، پیدل اس قدر بازار میں آتے جاتے ہیں کہ مونڈھا بھڑ کر چلتا ہے اور راستہ بمشکل ملتا ہے۔"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 343 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 765 پر)

معروف مصنف جناب پروفیسر محمد اسلم (سابق صدر شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی لاہور) اپنے "سفرنامہ ہند" میں قادیان کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"دو سال کے بعد مجھے دوبارہ امرتسر، بٹالہ اور قادیان جانے کا اتفاق ہوا۔ اس بار میں نے اکیلے ہی قادیاں میں گھوم پھر کر قصبے کا جائزہ لیا۔ وہاں اس وقت تیرہ صد قادیانی آباد تھے۔ ان میں اکثریت بہاریوں کی تھی۔ انھوں نے گزر بسر کے لیے تھوڑا بہت کام شروع کیا ہوا تھا۔ کوئی ریڈیو مرمت کرتا تھا۔ کسی نے بجلی کے سامان کی دکان کھولی ہوئی تھی۔ کوئی معمولی سا چائے کا ریسٹورنٹ چلا رہا تھا۔ ایک شخص بازار میں بیٹھا آئس کریم بیچ رہا تھا۔ ایک مرزائی سائیکلوں کو پنکچر لگا رہا تھا۔ غربت و افلاس کی جھلک ان کے چہروں سے نمایاں تھی۔ ان کا فقط یہی "کارنامہ" تھا کہ وہ قادیان میں آباد تھے۔ قادیان کی آبادی پندرہ ہزار نفوس پر مشتمل ہے جس میں تیرہ صد مرزائی ہیں اور وہ سمٹ سمٹا کر قادیاں کے ایک گوشے میں آ بسے ہیں۔ گلیوں اور بازاروں میں ہُو کا عالم تھا۔ کوئی ویرانی سی ویرانی تھی۔ مرزا قادیانی نے بربنائے الہام یہ بھی کہا تھا کہ ایک ایسا وقت بھی آنے والا ہے کہ لوگ لاہور کے بارے میں استفسار کریں گے تو انھیں بتایا جائے گا کہ اب وہ قادیاں کا ایک محلہ ہے۔ میں قادیاں کے ویران بازار میں کھڑا اس الہام پر غور کر رہا تھا تو اس الہام کے تار و پود تارِ عنکبوت کی طرح ہوا میں ہچکولے کھاتے ہوئے نظر آتے تھے۔ یہاں بڑی بڑی توندوں والے جواہرات کا کاروبار کرنے والے سیٹھ

تو کجا، خالی شکم مرجھائے ہوئے چہروں والے لُٹ پونجیے دکاندار نظر آ رہے تھے جو قادیاں کے ایک گوشے میں سمٹ آئے تھے۔ قادیاں پھیلنے کی بجائے اب سمٹ چکا تھا...... بہشتی مقبرے سے نکل کر میں سیدھا بس سٹینڈ کی طرف روانہ ہوا، راستے میں ایک اور بات مشاہدہ میں آئی کہ گلیوں میں موٹے تازے چوہے مرے پڑے تھے۔ میں نے دل میں سوچا کہ شاید اس مقہور بستی میں کوئی وبا پھوٹنے والی ہے کیونکہ طاعون پھیلنے سے پہلے چوہے مرنے لگتے ہیں۔ بس سٹینڈ پر پہنچتے ہی مجھے بس مل گئی اور میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹے میں امرتسر پہنچ گیا۔"

خواب میں قادیان

(261) "مجھے یاد ہے اس میدان سے جاتے ہوئے حضرت مسیح موعود نے اپنا ایک رؤیا سنایا تھا کہ قادیان بیاس تک پھیلا ہوا ہے اور مشرق کی طرف بھی بہت دور تک اس کی آبادی چلی گئی ہے۔ اس وقت یہاں صرف آٹھ دس گھر احمدیوں کے تھے اور وہ بھی بہت تنگدست۔ باقی سب بطور مہمان آتے تھے۔"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 666 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 766 پر)

دریائے بیاس قادیان سے تقریباً 60 کلومیٹر دور ہے۔ 22 جنوری 1886ء کو ہوشیار پور جاتے ہوئے مرزا قادیانی نے بذریعہ کشتی اس دریا کو عبور کیا تھا۔ اب اس پر پختہ پل تعمیر ہو چکا ہے۔ مرزا قادیانی کی خواہش تھی کہ قادیان، شیطان کی آنت کی طرح پھیل کر دریائے بیاس تک جا پہنچے مگر مرزا قادیانی کا یہ رؤیا بھی پورا نہ ہوا۔

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

لاہور بھی کوئی شہر ہوتا تھا

(262) "حضرت مسیح موعود نے ایک دفعہ طاعون کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: "ابھی کیا ہے۔ ابھی وہ دن آئیں گے جبکہ لوگ کہیں گے کہ

"لاہور بھی کوئی شہر ہوتا تھا۔"

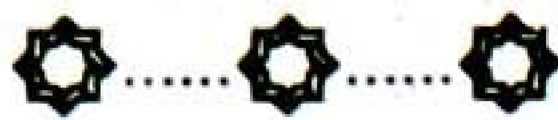
لاہور کی تباہی کی پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں شائع ہو چکی تھی۔ وہ یہ ہے: ''لاہور کی نسبت کہا جاتا تھا کہ اس کی سرزمین میں ایسے اجزا ہیں کہ اس میں طاعونی کیڑے زندہ نہیں رہ سکتے۔ لیکن وہاں بھی طاعون نے آن ڈیرا ڈالا ہے۔ ابھی لوگوں کو معلوم نہیں ہے لیکن سالہا سال کے بعد لوگ دیکھیں گے کہ کیا ہوگا۔ کئی لوگ اور دیہات بالکل تباہ ہو جائیں گے۔ دنیا سے ان کا نام ونشان مٹ جائے گا اور ان کے آثار تک باقی نہ رہیں گے۔ لیکن یہ حالت قادیان پر وارد نہ ہوگی۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 676 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 767 پر)

مرزا قادیانی کا یہ خواب بھی اس کے جھوٹے مدعی نبوت ہونے کی بین دلیل ہے۔ مرزا قادیانی نے لاہور شہر کی تباہی کے بارے میں یہ پیش گوئی 1908ء میں کی تھی۔ پیش گوئی کے 2 ماہ بعد وہ لاہور میں ہی عبرتناک موت سے ہمکنار ہو کر سوئے جہنم واصل ہوا۔ مرزا قادیانی کی اس پیشگوئی کو تقریباً 100 سال پورے ہونے کو ہیں مگر لاہور ہے کہ پھلتا پھولتا ہی جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفظ وامان میں رکھے! یہاں کئی جید اولیائے کرام کے علاوہ بے شمار نیک اور متقی آدمی استراحت فرما رہے ہیں۔ ان شاء اللہ یہ شہر ہمیشہ قائم رہے گا، اس کے برعکس قادیان و ربوہ، شہر سدوم، عمورہ اور ادمہ کی طرح جلد ہی حرف غلط کی طرح صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے۔

شہر لاہور تحفظ ختم نبوت کا مضبوط گڑھ ہے۔ 1953ء کی مقدس تحریک ختم نبوت میں 10 ہزار سے زائد زندہ دلان لاہور اپنے سروں کی فصل کٹوا کر یمامہ کے شاہسواروں کے ہم رکاب ہوئے اور اس طرح بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں باریاب ہوئے۔ لاہور کی فضاؤں میں اس کی بوئے جناں آج بھی محسوس ہوتی ہے۔ ان کی موت حیات جاوداں ہے۔ یہ لوگ فتح وظفر کے روشن باب ہیں۔ ان کی قربانیوں کے نتیجہ میں قادیانی کبر وغرور کی ایسی کمر ٹوٹی کہ وہ 7 ستمبر 1974ء کو ملک کی منتخب پارلیمنٹ سے متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

زندہ دلان شہر کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ جب آنجہانی مرزا قادیانی 26 مئی 1908ء کو لاہور میں جہنم واصل ہوا تو انھوں نے اس گستاخ رسولؐ جھوٹے مدعی نبوت کے جنازہ پر تاریخی کوڑا پاشی کی۔



ثبوت حاضر ہیں!

قادیانی بہشتی مقبرہ

بہشتی مقبرہ قادیانیوں کا ایک ایسا منافع بخش ادارہ ہے جو آنجہانی مرزا قادیانی نے اپنی نسل در نسل کے شاہانہ اخراجات کو پورا کرنے کے لیے قادیان میں قائم کیا۔ بعد میں پاکستان بننے کے بعد جب قادیانیوں نے چنیوٹ ضلع جھنگ کے قریب اپنا الگ شہر ''ربوہ'' بسایا تو بہشتی مقبرہ کی ایک برانچ یہاں بھی کھول دی گئی۔ معتبر ذرائع کے مطابق اب یورپ میں بھی اس کی برانچیں کھولنے پر غور ہو رہا ہے۔ نام نہاد بہشتی مقبرہ کی تقدیس کے متعلق مرزائیوں کے عقائد درج ذیل ہیں:۔

بہشتی مقبرہ بہشتی لوگ

(263) ''فرمایا کہ نماز (فجر) سے کوئی بیس یا پچیس منٹ پیشتر میں نے خواب دیکھا کہ گویا ایک زمین خریدی ہے کہ اپنی جماعت کی میتیں وہاں دفن کیا کریں تو کہا گیا کہ اس کا نام مقبرہ بہشتی ہے۔ یعنی جو اس میں دفن ہوگا، وہ بہشتی ہوگا۔''
(تذکرہ مجموعہ وحی و الہامات صفحہ 360 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 768 پر)

جنت ارضی

(264) ''فاوحی الی ربی واشار الی ارض وقال انها ارض تحتها الجنته فمن دفن فیها دخل الجنته و انه من الامنین.''
ترجمہ: خدا تعالیٰ نے مجھے وحی کی اور ایک زمین کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ وہ زمین ہے جس کے نیچے جنت ہے۔ پس جو شخص اس میں دفن ہوگا، وہ جنت میں داخل ہوا اور

وہ امن پانے والوں میں سے ہے۔

(حقیقۃ الوحی ضمیمہ الاستفتاء صفحہ 51 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 675 از مرزا قادیانی

(عکس صفحہ نمبر 769 پر

(265) ''پھر بعد اس کے کشفی رنگ میں وہ مقبرہ مجھے دکھلایا گیا جس کا نام خدا نے بہشتی مقبرہ رکھا ہے اور پھر الہام ہوا۔

''کل مقابر الارض لا تقابل هذا الارض

یعنی ہند کے تمام قبرستان اس زمین سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ یعنی اس زمین کو جو برکتیں دی گئیں، وہ برکتیں تمام پنجاب اور ہندوستان میں کسی اور قبرستان کو نہیں دی گئیں۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 599، 600 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 770 پر

مرزا اور اس کے اہل وعیال کے لیے کوئی فیس نہیں

(266) ''میری نسبت اور میرے اہل وعیال کی نسبت خدا نے استثنا رکھا ہے، باقی ہر ایک مرد یا عورت ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔''

(الوصیت صفحہ 29 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 327 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 772 پر)

آپ مرزا قادیانی کی لالچی ذہنیت کا اندازہ کیجیے کہ اپنے اور اپنے خاندان کے لیے استثنا تراش لیا، مبادا اپنی جائیدادوں کا 1/10 مرکز کو نہ دینا پڑ جائے۔ گویا ذرا بھی حوصلہ نہیں ہے وگرنہ قادیانی خزانہ عامرہ ''خاندانِ نبوت'' کے ہی تصرف میں رہا ہے۔

بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی وصیت نہ کرنے والا منافق

(267) ''حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے جو وصیت نہیں کرتا، وہ منافق ہے اور وصیت کا کم از کم چندہ 1/10 حصہ مال کا رکھا ہے جس میں عام چندہ جو وقتاً فوقتاً کرنا پڑے، شامل نہیں۔''

(منہاج الطالبین صفحہ 16 مندرجہ انوار العلوم جلد 9 صفحہ 166 از مرزا بشیر الدین محمود)

(عکس صفحہ نمبر 773 پر)

بہشت سے اخراج، چندہ ضبط

□ ''بموجب ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جو مومن وصیت کا چندہ واجب ہونے کی تاریخ کے چھ ماہ بعد تک رقم وصیت ادا نہ کرے گا۔ نہ دفتر سے اپنی معذوری بتا کر مہلت حاصل کرے گا۔ اس کی وصیت انجمن کار پرداز ان مصالح قبرستان کو منسوخ کرنے کا کامل اختیار ہے اور جس قدر روپیہ وہ وصیت میں ادا کر چکا ہے۔ اس کے واپس لینے کا موصی کو حق نہ ہوگا۔'' (سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان)

(اخبار الفضل قادیان جلد 24 نمبر 62 مورخہ 11 ستمبر 1936ء)

دائمی جنت

□ یہ وہ نعمت ہے کہ جس کو آدم کے وقت سے اس وقت تک کے لوگ ترستے مر گئے۔ گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ آدم اول کو جب شیطان نے ایک عارضی بہشت سے نکالا تھا تو اس کی تلافی کے لیے چھ ہزار سال بعد پھر آدم ثانی کی معرفت یہ محکمہ دائمی جنت میں داخل ہونے کا اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کے لیے کھولا ہے۔ (فردوس اعلیٰ عارضی جنت، بہشتی مقبرہ دائمی جنت نعوذ باللہ) اگلے زمانہ میں انبیا اپنے بعض خاص خاص مقبروں کو بہشت میں داخل ہونے کی بشارت دیا کرتے تھے اور یہاں تو یہ نظر آتا ہے کہ بہشت کا دروازہ کھل گیا ہے۔ صرف ذرا کھڑا ہونے اور قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔''

(اخبار الفضل قادیان جلد 24 نمبر 65، 15 ستمبر 1936ء)

ابوبکرؓ و عمرؓ کی سی فضیلت

□ آج تمہارے لیے ابوبکرؓ و عمرؓ سی فضیلت حاصل کرنے کا موقع ہے اور وہ بہشتی مقام موجود ہے جہاں تم وصیت کر کے اپنے پیارے آقا المسیح الموعود کے قدموں میں دفن ہو سکتے ہو۔ اور چونکہ حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح موعود رسول کریمؐ کی قبر میں دفن ہوگا اس لیے تم اس مقبرہ میں دفن ہو کر خود رسول اکرمؐ کے پہلو میں دفن ہو گئے۔ اور تمہارے لیے اس خصوصیت

میں ابوبکرؓ کے ہم پلہ ہونے کا موقع ہے۔"

(اعلان مندرجہ الفضل قادیان جلد سوم نمبر 99، 2 فروری 1915ء)

بہشتی مقبرہ

(268) "خدا نے مجھے میری وفات سے اطلاع دی ہے اور مجھے مخاطب کر کے میری زندگی کی نسبت فرمایا کہ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اور فرمایا کہ تمام حوادث اور عجائباتِ قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئے گا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ضرور ہے کہ میری وفات سے پہلے دنیا پر کچھ حوادث پڑیں اور کچھ عجائباتِ قدرت ظاہر ہوں تا دنیا ایک انقلاب کے لیے طیار ہو جائے اور اس انقلاب کے بعد میری وفات ہو اور مجھے ایک جگہ دکھلا دی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر اس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔ تب سے ہمیشہ مجھے یہ فکر رہی کہ جماعت کے لیے ایک قطعہ زمین قبرستان کی غرض سے خریدا جائے لیکن چونکہ موقع کی عمدہ زمینیں بہت قیمت سے ملتی تھیں۔ اس لیے یہ غرض مدت دراز تک معرض التوا میں رہی۔ اب اخویم مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات کے بعد جب کہ میری وفات کی نسبت بھی متواتر وحی الٰہی ہوئی، میں نے مناسب سمجھا کہ قبرستان کا جلدی انتظام کیا جائے، اس لیے میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جس کی قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں اس کام کے لیے تجویز کی اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے۔"

(الوصیت صفحہ 17 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 316 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 774 پر)

مرزا قادیانی کی یہ انوسٹ منٹ بے حد کامیاب رہی ہے............ قادیانیو! ٹکٹ کٹاؤ! لین بناؤ............ کتنے کِتنے جانا، بہشتی مقبرہ!!! انسانی کمزوریوں کو Exploit کرنے کی ایسی مثال مذہب کی تاریخ میں کہیں کم ہی ملے گی۔

بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی شرائط

(269) ”رسالہ الوصیت کے متعلق چند ضروری امر قابل اشاعت ہیں جو ذیل میں لکھے جاتے ہیں:

(1) اول یہ کہ جب تک انجمن کارپرداز مصالح قبرستان اس امر کو شائع نہ کرے کہ قبرستان باعتبار لوازم ضروری کے من کل الوجوہ طیار ہو گیا ہے اس وقت تک جائز نہ ہوگا کہ اس کی میت جس نے رسالہ الوصیت کی شرائط کی پابندی کی ہے، قبرستان میں دفن کرنے کے لیے لائی جائے بلکہ پل وغیرہ لوازم ضروریہ کا پہلے طیار ہو جانا ضروری ہوگا اور اس وقت تک میت ایک صندوق میں امانت کے طور پر کسی اور قبرستان میں رکھی جائے گی۔

(2) ہر ایک صاحب جو شرائط رسالہ الوصیت کی پابندی کا اقرار کریں ضروری ہوگا کہ وہ ایسا اقرار کم سے کم دو گواہوں کی ثبت شہادت کے ساتھ اپنے زمانہ قائمی ہوش و حواس میں انجمن کے حوالہ کریں اور تصریح سے لکھیں کہ وہ اپنی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ کا دسواں حصہ اشاعت اغراض سلسلہ احمدیہ کے لیے بطور وصیت یا وقف دیتے ہیں۔ اور ضروری ہوگا کہ وہ کم سے کم دو اخبار میں اس کو شائع کرا دیں۔

(3) انجمن کا یہ فرض ہوگا کہ قانونی اور شرعی طور پر وصیت کردہ مضمون کی نسبت اپنی پوری تسلی کر کے وصیت کنندہ کو ایک سرٹیفکیٹ اپنے دستخط اور مہر کے ساتھ دے دیں اور جب قواعد مذکور بالا کی رو سے کوئی میت اس قبرستان میں لائی جائے تو ضروری ہوگا کہ وہ سرٹیفکیٹ انجمن کو دکھلا دیا جائے اور انجمن کی ہدایت اور موقع نمائی سے وہ میت اس موقع میں دفن کی جائے جو انجمن نے اس کے لیے تجویز کیا ہے۔

(4) اس قبرستان میں بجز کسی خاص صورت کے جو انجمن تجویز کرے، نابالغ بچے دفن نہیں ہوں گے کیونکہ وہ بہشتی ہیں اور نہ اس قبرستان میں اس میت کا کوئی دوسرا عزیز دفن ہوگا جب تک وہ اپنے طور پر کل شرائط رسالہ الوصیت کو پورا نہ کرے۔

(5) ہر ایک میت جو قادیان کی زمین میں فوت نہیں ہوئی ان کو بجز صندوق قادیان میں لانا ناجائز ہوگا اور نیز ضروری ہوگا کہ کم سے کم ایک ماہ پہلے اطلاع دیں تاکہ انجمن کو اگر

اتفاقی موانع قبرستان کے متعلق پیش آ گئے ہوں، ان کو دور کر کے اجازت دے۔

(6) اگر کوئی صاحب خدانخواستہ طاعون کی مرض سے فوت ہوں جنہوں نے رسالہ الوصیت کے تمام شرائط پورے کر دیئے ہوں ان کی نسبت یہ ضروری حکم ہے کہ وہ دو برس تک صندوق میں رکھ کر کسی علیحدہ مکان میں امانت کے طور پر دفن کیے جائیں اور دو برس کے بعد ایسے موسم میں لائے جائیں کہ اس فوت ہونے کے مقام اور قادیان میں طاعون نہ ہو۔ (گویا طاعون سے متوفی پر دو برس تک بہشتی مقبرہ کی رحمتیں نازل نہیں ہوتیں۔ مرتب)

(7) یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا کہ جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جائے بلکہ ضروری ہوگا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لیے ممکن ہے، پابند احکام اسلام ہو اور تقویٰ طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو اور مسلمان، خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسولؐ پر سچا ایمان لانے والا ہو اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو۔

(8) اگر کوئی صاحب دسویں حصہ جائداد کی وصیت کریں اور اتفاقاً ان کی موت ایسی ہو کہ مثلاً کسی دریا میں غرق ہو کر ان کا انتقال ہو یا کسی اور ملک میں وفات پا دیں جہاں سے میت کو لانا متعذر ہو تو ان کی وصیت قائم رہے گی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہوگا کہ گویا وہ اسی قبرستان میں ایک کتبہ اینٹ یا پتھر پر لکھ کر نصب کیا جائے اور اس پر واقعات لکھے جائیں۔

(9) انجمن جس کے ہاتھ میں ایسا روپیہ ہوگا، اس کو اختیار نہیں ہوگا کہ بجز اغراض سلسلہ احمدیہ کے کسی اور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے۔ اور ان اغراض میں سے سب سے مقدم اشاعت اسلام ہوگی اور جائز ہوگا کہ انجمن باتفاق رائے اس روپیہ کو تجارت کے ذریعہ ترقی دے۔

(10) انجمن کے تمام ممبر ایسے ہوں گے کہ جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں اور پارسا طبع اور دیانتدار ہوں اور اگر آئندہ کسی کی نسبت یہ محسوس ہوگا کہ وہ پارسا طبع نہیں ہے یا یہ کہ وہ دیانت دار نہیں یا یہ کہ وہ ایک چالباز ہے اور دنیا کی ملونی اپنے اندر رکھتا ہے تو انجمن کا فرض ہوگا کہ بلاتوقف ایسے شخص کو اپنے مجمع سے خارج کرے اور اس کی

جگہ کوئی اور مقرر کرے۔

(11) اگر وصیتی مال کے متعلق کوئی جھگڑا پیش آئے تو اس جھگڑے کی پیروی میں جو اخراجات ہوں، وہ تمام وصیتی مالوں میں سے دیئے جائیں گے۔

(12) اگر کوئی شخص وصیت کر کے پھر اپنے کسی ضعف ایمان کی وجہ سے اپنی وصیت سے منکر ہو جائے یا اس سلسلے میں روگردان ہو جائے تو گو انجمن نے قانونی طور پر اس کے مال پر قبضہ کر لیا ہو۔ پھر بھی جائز نہ ہوگا کہ وہ مال اپنے قبضہ میں رکھے، بلکہ وہ تمام مال واپس کرنا ہوگا۔ کیونکہ خدا کسی کے مال کا محتاج نہیں اور خدا کے نزدیک ایسا مال مکروہ اور رد کرنے کے لائق ہے۔

(13) چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اس لیے اس انجمن کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں۔

(14) جائز ہوگا کہ اس انجمن کی تائید اور نصرت کے لیے دور دراز ملکوں میں اور انجمنیں ہوں جو اس کی ہدایت کی تابع ہوں اور جائز ہوگا کہ اگر وہ ایسے ملک میں ہوں کہ وہاں سے میت کو لانا متعذر ہے تو اسی جگہ میت کو دفن کر دیں اور ثواب سے حصہ پانے کی غرض سے ایسا شخص قبل از وفات اپنے مال کے دسویں حصہ کی وصیت کرے اور اس وصیتی مال پر قبضہ کرنا اس انجمن کا کام ہوگا جو اس ملک میں ہی ہے اور بہتر ہوگا کہ وہ روپیہ اسی ملک کے اغراض دینیہ کے لیے خرچ ہو اور جائز ہوگا کہ کوئی ضرورت محسوس کر کے وہ روپیہ اس انجمن کو دیا جائے جس کو ہیڈ کوارٹر یعنی مرکز مقامی قادیان ہوگا۔

(15) یہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے اور جائز ہوگا کہ وہ آئندہ ضرورتیں محسوس کر کے اس کام کے لیے کوئی کافی مکان طیار کریں۔

(16) انجمن میں کم سے کم ہمیشہ ایسے دو ممبرز رہنے چاہئیں جو علم قرآن اور حدیث سے بخوبی واقف ہوں اور تحصیل علم عربی رکھتے ہوں اور سلسلہ احمدیہ کی کتابوں کو یاد رکھتے ہوں۔

(17) اگر خدانخواستہ کوئی ایسا شخص جو رسالہ الوصیت کی رو سے وصیت کرتا ہے، مجذوم ہو جس کی جسمانی حالت اس لائق نہ ہو جو وہ اس قبرستان میں لایا جائے تو ایسا شخص حسب مصالح ظاہری مناسب نہیں ہے اس قبرستان میں لایا جائے لیکن اگر اپنی وصیت پر قائم ہوگا تو اس کو وہی درجہ ملے گا جیسا کہ دفن ہونے والے کو۔

(18) اگر کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہ رکھتا ہو اور بایں ہمہ ثابت ہو کہ وہ ایک صالح درویش ہے اور متقی اور خالص مومن ہے اور کوئی حصہ نفاق یا دنیا پرستی یا قصور اطاعت کا اس کے اندر نہ ہو تو وہ بھی میری اجازت سے یا میرے بعد انجمن کی اتفاق رائے سے اس مقبرہ میں دفن ہوسکتا ہے۔

(19) اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کی خاص وحی سے رد کیا جائے تو گو وصیتی مال بھی پیش کرے تاہم اس قبرستان میں داخل نہیں ہوگا۔

(20) میری نسبت اور میرے اہل وعیال کی نسبت خدا نے استثنار کھا ہے۔ باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت اُن کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔"

(رسالہ الوصیت صفحہ 25 تا 29 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 323 تا 327 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 775 تا 779 پر)

جناب پروفیسر محمد اسلم ""بہشتی مقبرہ" کے بارے میں آنکھوں دیکھا حال لکھتے ہیں:
""تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے ساتھ والی گلی میں مہمان خانہ بھی ہے، جہاں مجھے گذشتہ سفرِ قادیان میں قیام کرنے کی دعوت ملی تھی۔ اسی گلی کے خاتمہ پر ایک بڑا سا جوہڑ ہے جسے عرف عام میں "ڈھاب" کہتے ہیں۔ اسی ڈھاب میں ہوس کا شکار معصوم لڑکیاں اپنے گناہوں پر پردہ ڈالنے کی غرض سے خودکشی کیا کرتی تھیں یا ان کا گلا گھونٹ کر رات کے اندھیرے میں ڈھاب میں پھینک دیا جاتا تھا۔ میں اسی خونی ڈھاب کے کنارے چلتا ہوا بہشتی مقبرے کی طرف بڑھا۔ ڈھاب سے بہشتی مقبرے کا فاصلہ بمشکل ایک فرلانگ ہوگا۔ مقبرے کے اردگرد ایک مضبوط اور بلند چاردیواری ہے۔ میں ایک آہنی پھاٹک سے گزر کر بہشتی مقبرے میں داخل ہوا۔ کلکتہ کے ایک مرزائی تاجر نے بہشتی مقبرے کی آرائش کے لیے کافی رقم خرچ

کی ہے۔ میں پھاٹک سے گزر کر سیدھا جنازہ گاہ کی طرف بڑھا۔ اس کے قریب ہی درختوں کے ایک جھنڈ میں ایک پتھر نصب ہے جس پر ”ظہورِ قدرتِ ثانیہ“ کندہ ہے۔ اس پتھر پر منقوش ایک عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نماز جنازہ کے بعد اس مقام پر حکیم نورالدین بھیروی کے ہاتھ پر بیعت خلافت ہوئی تھی۔ اس روایت کے راوی ”بھائی عبدالرحمٰن قادیانی“ کا نام بھی پتھر پر درج ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں مرزا غلام احمد قادیانی کو الہام ہوا تھا کہ وہ مسیح موعود ہے۔ بھائی عبدالرحمٰن پیدائشی سکھ تھا لیکن بعد میں مرزائی ہو گیا تھا۔ اس کا شمار مرزا قادیانی کے خواص میں ہوتا ہے۔ وہ اس بیعت کا عینی شاہد تھا، اس لیے اس کی روایت اور نشاندہی پر اس تاریخی مقام پر پتھر نصب کر دیا گیا ہے۔

بھائی عبدالرحمٰن آزادی کے بعد پاکستان آ گیا تھا۔ اس کا انتقال ربوہ میں ہوا اور اس کی میت تدفین کے لیے قادیان لے جائی گئی اور اسے بہشتی مقبرہ میں ”خواص“ کی صف میں دفن کیا گیا۔ یہ پہلی اور غالباً آخری مثال ہے کہ کسی مرزائی کی میت تدفین کے لیے پاکستان سے قادیان لے جائی گئی ہو، ورنہ مرزا بشیرالدین محمود اور ان کی ماں نصرت جہاں بھی اس ”سعادت“ سے محروم رہے ہیں۔ ربوہ میں بشیرالدین محمود کی قبر پر ایک تختی نصب ہے جس پر یہ لکھا ہوا ہے کہ اس کے معتقدین کا یہ فرض ہے کہ جب بھی موقع ملے اس کا تابوت ربوہ سے قادیان پہنچا دیا جائے۔ بہشتی مقبرہ میں غلام احمد متنبی کی قبر کے دائیں جانب حکیم نورالدین کی قبر ہے اور بائیں طرف نصرت کے لیے جگہ مخصوص ہے۔

نصرت سے یاد آیا۔ مولانا احمد سعید دہلویؒ بیان کیا کرتے تھے کہ جب نصرت کا غلام احمد کے ساتھ نکاح ہوا تو دلی والیاں اسے وداع کرنے آئیں۔ انھوں نے نصرت کو مخاطب کر کے کہا ”اری نصو سنا ہے کہ تمہارا نکاح کسی پنجابی نبی کے ساتھ ہوا ہے۔“ دلی میں پنجابی کو گنوار سمجھا جاتا ہے اور اس پر طرہ یہ کہ وہ متنبی بھی ہے۔ مولانا احمد سعید کی کرخنداری زبان میں یہ دلچسپ جملہ سن کر جو لطف آتا تھا، وہ بیان سے باہر ہے۔

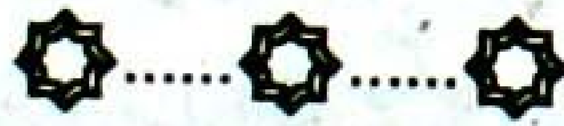
میں جنازہ گاہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کی قبر کی طرف چلا۔ مرزا اور اس کے رشتہ داروں اور خاص خاص دوستوں اور حواریوں کی قبریں ایک مخصوص احاطے کے اندر ہیں۔ اس احاطے کے باہر ایک ہینڈ پمپ نصب ہے جس کا پانی مرزائیوں کے نزدیک کوثر و سلسبیل کے پانی کا حکم رکھتا ہے۔ مجھے اس وقت پیاس محسوس ہو رہی تھی لیکن اس کے باوجود میں نے اس

پمپ کا پانی پینا مناسب نہ سمجھا۔

مرزا غلام احمد اور حکیم نورالدین کی قبروں کے جانب غرب ایک ''مواجہہ'' بنایا گیا ہے اور ایک ایسا ہی مواجہہ جانب جنوب بھی ہے جسے میں اپنے پہلے سفر قادیان میں نہیں دیکھ سکا تھا۔ جنوبی مواجہے کے قریب مرزا بشیرالدین محمود کی تین بیویاں دفن ہیں۔ ان میں سے ایک بیوی ام طاہر سابق قادیانی سربراہ مرزا طاہر کی ماں ہے۔ دوسری بیوی سارہ کے بطن سے طاہر احمد کا حریف مرزا رفیع احمد ہے۔ تیسری بیوی کا نام اس وقت میرے ذہن میں نہیں رہا۔ وہ لجنہ اما اللہ کی سیکرٹری تھی۔

ان میں سے ایک بیوی کی لوحِ مزار پر بشیرالدین محمود نے ایک طویل عبارت کندہ کروائی ہے اور اس میں اس بات کا ادعا کیا گیا ہے کہ مرزا بشیرالدین محمود کے لیے اس کا انتخاب مرزا غلام احمد نے بذریعہ الہام کیا تھا۔ چند روز قبل میں نے اس کا ذکر مرزا شفیق سے کیا تو انھوں نے کہا کہ باپ کے لیے بذریعہ الہام جس خاتون (محمدی بیگم) کا انتخاب خالق کون و مکان نے کیا تھا، وہ تو اسے مل نہ سکی، بیٹے کو وحی کے ذریعہ کیسے مل گئی؟

بہشتی مقبرے میں مدفون لوگوں کی قبروں کے اندر جو حالت ہوگی، وہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ امام حسن بصریؒ فرمایا کرتے تھے کہ لوگ جس خطۂ زمین کو شہر خموشاں کہتے ہیں، اگر انھیں یہ معلوم ہو جائے کہ وہاں مدفون لوگوں کے ساتھ کیا بیت رہی ہے تو لوگ مارے ڈر کے اپنے مردے وہاں لانے سے انکار کر دیں۔ بس ایسا ہی معاملہ بہشتی مقبرہ میں دفن مردوں کے ساتھ پیش آ رہا ہوگا۔'' (سفرنامہ ہند از پروفیسر محمد اسلم سابق صدر شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی لاہور)



ثبوت حاضر ہیں!

مرزا قادیانی
کے
اُستاد

ہر طالب علم کا فرض ہے کہ وہ اپنے استاد کا ادب و احترام کرے۔ جس طرح مریض طبیب کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتا ہے، اس طرح ہر طالب علم استاد کے سامنے تواضع کا مظاہرہ کرے۔ اگر کسی شاگرد کے دل میں اپنے استاد کے خلاف نفرت و بغض ہوگا تو وہ علم تو درکنار، تزکیہ نفس بھی حاصل نہ کر سکے گا۔ مشہور کہاوت ہے: با ادب، با نصیب، بے ادب بے نصیب! آنجہانی مرزا قادیانی ہمیشہ بے ادب اور بے نصیب رہا۔ وہ علم کے میدان میں "تیس مار خاں" تھا۔ ڈینگیں مارنا، بے پر کیاں اڑانا، شیخیاں بگھارنا، لاف زنی کرنا اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ اس کے کئی اساتذہ تھے۔ مگر وہ ان سب کا انکاری ہے۔ بلکہ اپنی کتابوں میں ان کا تذکرہ بھی بڑی حقارت سے کرتا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں اپنے اساتذہ کے بارے مرزا قادیانی کا طرز عمل!

مہدی کسی کا شاگرد نہیں ہوتا

(270) "مہدی کے مفہوم میں یہ معنی ماخوذ ہیں کہ وہ کسی انسان کا علم دین میں شاگرد یا مرید نہ ہو۔ اور خدا کی ایک خاص تجلی تعلیم لدنی کے نیچے دائمی طور پر نشوونما پاتا ہو جو روح القدس کے ہر ایک تمثل سے بڑھ کر ہے اور ایسی تعلیم پانا صفت محمدیؐ ہے۔"

(اربعین نمبر 2 صفحہ 19 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 360، 361 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 780 پر)

مہدی کے لیے ضروری ہے............

(271) "مہدی کے لیے ضروری ہے کہ آدم وقت ہو اور اس کے وقت میں دنیا بکلی بگڑ گئی

ہواور نوع انسان میں سے اس کا دین کے علوم میں کوئی استاد اور مرشد نہ ہو بلکہ اس لیاقت
آدمی کوئی موجود ہی نہ ہو اور محض خدا نے اسرار اور علوم آدم کی طرح اس کو سکھائے ہوں۔"
(اربعین نمبر 2 صفحہ 18 مندرجہ روحانی خزائن، جلد 17 صفحہ 360 از مرزا قادیانی
(عکس صفحہ نمبر 781 پ

مذکورہ تحریر میں مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ "مہدی کے لئے ضروری ہے کہ وہ آد
وقت ہو۔" اس تحریر کی روشنی میں مرزا قادیانی مہدی نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کا دعویٰ ہے کہ
آدم زاد نہیں ہے۔ مرزا قادیانی کہتا ہے:

(272) "کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار"
(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 97 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 127 از مرزا قادیا
(عکس صفحہ نمبر 782

نبی کا کوئی استاد نہیں ہوتا

(273) "لاکھ لاکھ حمد اور تعریف اس قادرِ مطلق کی ذات کے لائق ہے کہ جس نے سار
ارواح اور اجسام بغیر کسی مادہ اور ہیولیٰ کے اپنے ہی حکم اور امر سے پیدا کر کے اپنی قدر
عظیمہ کا نمونہ دکھلایا اور تمام نفوسِ قدسیہ انبیا کو بغیر کسی استاد اور اتالیق کے آپ ہی تعلیم ا
تادیب فرما کر اپنے فیوضِ قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا۔"
(دیباچہ براہین احمدیہ جلد اوّل صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 16 از مرزا قادیانی
(عکس صفحہ نمبر 783

میرے کئی استاد تھے

(274) "جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لیے نوکر رکھا گ

جنھوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لیے مقرر کیے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی، اس لیے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے، وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لیے مقرر کیا تھا۔ اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔"

(کتاب البریہ صفحہ 162 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 180، 181 [حاشیہ] از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 784، 785 پر)

بیٹے کی تصدیق

(275) "خاکسار عرض کرتا ہے کہ جہاں تک میں نے تحقیق کی ہے حضرت مسیح موعود کی زندگی کے مندرجہ ذیل واقعات ذیل کے سنین میں وقوع پذیر ہوئے ہیں:۔ واللہ اعلم!

1836ء یا 1837ء۔ ولادت حضرت مسیح موعود۔

1842ء یا 1843ء۔ ابتدائی تعلیم از منشی فضل الٰہی صاحب۔

1846ء یا 1847ء۔ صرف ونحو کی تعلیم از مولوی فضل احمد صاحب۔

1852ء یا 1853ء۔ حضرت مسیح موعود کی پہلی شادی (غالباً)۔

1853ء یا 1854ء۔ نحو و منطق و حکمت و دیگر علوم مروجہ کی تعلیم از مولوی گل علی شاہ صاحب اور اسی زمانہ کے قریب بعض کتب طب اپنے والد ماجد سے۔"

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 150 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 786 پر)

حلفاً کہتا ہوں میرا کوئی استاد نہیں

(276) ”سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا، سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے وا
علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا۔ اور قرآن اور حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں
حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے۔ کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ میں نے کسی انسان سے
قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔ یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔“

(ایام الصلح صفحہ 168 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 394 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 787 پر

مرزا قادیانی نے مذکورہ عبارت میں حلفاً یعنی قسم اٹھا کر کہا ہے کہ میرا کوئی استا
نہیں۔ قسم کے بارے میں مرزا قادیانی کا کہنا ہے۔

قسم کی اہمیت

(277) ”والقسم یدل علی ان الخبر محمول علی الظاهر لا تأویل فیه ولا
استثناء والا فای فائدة کانت فی ذکر القسم.“

ترجمہ: ”قسم اس امر کی دلیل ہے کہ خبر اپنے ظاہر پر محمول ہے۔ اس میں نہ تاویل
ہے نہ استثنا۔ ورنہ قسم سے بیان کرنے کا کیا فائدہ۔“

(حاشیہ حمامتہ البشریٰ صفحہ 26 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 192 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 788 پر)

اس عبارت کی رو سے کوئی قادیانی اپنے گرو گھنٹال مرزا قادیانی کے اساتذہ کے حوالے
سے کوئی تاویل نہیں کرسکتا۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے قسم اٹھا کر کہا ہے کہ میرا کوئی استاد نہیں اور
بقول مرزا قادیانی جب کوئی بات قسم اٹھا کر کہی جائے تو اس میں کوئی تاویل نہیں کرنی چاہیے۔

قارئین کرام! آپ مرزا قادیانی کی تحریروں سے خود اندازہ لگالیں کہ ایک طرف
وہ قسم اٹھا کر کہتا ہے کہ میرا کوئی استاد نہیں کیونکہ نبی یا مہدی کا کوئی استاد نہیں ہوتا، اس لیے کہ
وہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس مرزا قادیانی کا یہ بھی دعویٰ
ہے کہ اس نے کئی اساتذہ سے علم حاصل کیا۔

اپنے استاد کی تعریف

(278) ''ہمارے استاد ایک شیعہ تھے۔گل علی شاہ ان کا نام تھا۔کبھی نماز نہ پڑھا کرتے تھے۔ منہ تک نہ دھوتے تھے۔'' (یقیناً مرزا قادیانی نے ایسے ہی لوگوں سے ٹیوشن پڑھی ہوگی۔مرتب)۔
(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 583 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 789 پر)

☐ ''آج سے تیس سال قبل بہت سے لوگ ایسے تھے جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے متعلق کہتے تھے انھیں اردو بھی نہیں آتی اور عربی دوسروں سے لکھا کر اپنے نام سے شائع کرتے ہیں۔بعض لوگ کہتے مولوی نور الدین آپ کو کتابیں لکھ کر دیتے ہیں۔خود حضرت مسیح موعود کو بھی یہ دعویٰ نہ تھا کہ آپ نے ظاہری علوم کہیں پڑھے۔آپ فرمایا کرتے میرا ایک استاد تھا جو افیم کھایا کرتا تھا اور حقہ لے کر بیٹھ رہتا تھا۔کئی دفعہ پینک میں اس سے اس کے حقہ کی چلم ٹوٹ جاتی۔ایسے استاد نے پڑھانا کیا تھا۔غرض آپ کو لوگ جاہل اور بے علم سمجھتے تھے۔''
(تقریر مرزا بشیر الدین محمود، خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار ''الفضل'' قادیان، جلد 16، نمبر 62، صفحہ 8، مورخہ 5 فروری 1929ء)

دیکھیے کس طرح تصدیق پر تصدیق ہو رہی ہے کہ مرزا قادیانی کے ٹیوٹرز بھی اس جیسے تھے۔لیکن شاید نہیں۔

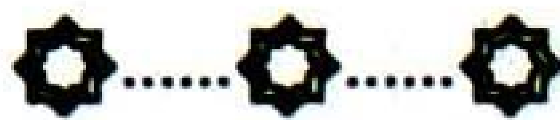
گرو جو کہ تھا وہ تو گو ہوگیا
ولے اس کا چیلا شکر ہوگیا

جو ''ناموری'' مرزا قادیانی کے حصے میں آئی ہے، استاد بے چارے تو بہت پیچھے رہ گئے۔

شاگرد، استاد کی مانند ہوتا ہے

☐ ''شاگرد اپنے استاد سے بڑا نہیں ہوتا اور نہ نوکر اپنے مالک سے۔شاگرد کے لیے یہ کافی ہے کہ اپنے استاد کی مانند ہو۔''

(متی باب 10 فقرہ 24، 25)



ثبوت حاضر ہیں!

مرزا قادیانی

اور

اُس کے "فیض یافتہ" مُرید

قادیان کے جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب ''خطبہ الہامیہ'' میں لکھا ہے کہ جو شخص میری جماعت میں داخل ہوا، درحقیقت وہ ''صحابہ'' کی جماعت میں داخل ہوا۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ 171 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 258 از مرزا قادیانی) ظاہر ہے جب کوئی آدمی کسی جماعت کا پیروکار بن جاتا ہے تو وہ اس سے اثر لیتا ہے۔ اردو کی ایک کہاوت ہے کہ گوہ کا کیڑا گوہ ہی میں خوش رہتا ہے۔ یعنی بری صحبت میں رہنے والا اس محفل کا ضرور اثر لیتا ہے اور اس میں خوش رہتا ہے۔ ایک اور مثل مشہور ہے: ''جیسا راجا ویسی پرجا۔'' جس طرح سونے کا کھوٹا اور کھرا پن کسوٹی پر پرکھنے سے معلوم ہوتا ہے، اس طرح ہم مرزا قادیانی کے نام نہاد ''صحابہ'' کو بھی اخلاقیات کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھ لیتے ہیں کہ وہ کس قماش کے لوگ تھے۔

گرو جنہاں دے ٹپنے۔ چیلے انہاں دے شڑپ۔ (یعنی جن کے گرو تیز رو ہوں، ان کے چیلے چانٹے اس سے بھی تیز چلنے والے ہوتے ہیں)۔ صفحات کی کمی کے پیش نظر صرف چند حوالے بطور نمونہ مشتے از خروارے پیش خدمت ہیں:۔

نماز میں نامناسب تکلیف

(279) ''قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت اقدس حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے ساتھ اس کوٹھڑی میں نماز کے لیے کھڑے ہوا کرتے تھے جو مسجد مبارک میں بجانب مغرب تھی مگر 1907ء میں جب مسجد مبارک وسیع کی گئی تو وہ کوٹھڑی منہدم کردی گئی۔ اس کوٹھڑی کے اندر حضرت صاحب کے کھڑے ہونے کی وجہ اغلباً یہ تھی کہ قاضی یار محمد صاحب حضرت اقدس کو نماز میں تکلیف دیتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ قاضی یار محمد صاحب بہت مخلص آدمی تھے مگران کے دماغ میں کچھ خلل تھا جس کی وجہ سے ایک زمانہ میں ان کا یہ طریق ہوگیا تھا کہ حضرت صاحب کے جسم (خاص حصہ) کو ٹٹولنے لگ جاتے تھے اور تکلیف اور پریشانی کا باعث ہوتے تھے۔"

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 265 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 790 پر)

اللہ کا بچہ

(280) "اسی طرح میری کتاب اربعین نمبر 4 صفحہ 19 میں بابو الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے...... یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہوگیا ہے۔ ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔"

(تتمہ حقیقت الوحی صفحہ 581، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 581 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 791 پر)

کم بخت بابو الٰہی بخش کو سوجھی بھی تو کیا سوجھی اور دیکھا بھی تو کیا دیکھا! مرزا قادیانی کا حیض و نفاس اور وہ بھی کن دنوں میں جبکہ مرزا قادیانی ایام ماہواری کی مصیبت میں دوچار تھا۔

یا مظہر العجائب
بچہ معہ زچہ کے غائب

اللہ مرد، مرزا عورت؟

(281) "حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا، سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے۔"

(اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر 34، صفحہ 12 از قاضی یار محمد قادیانی مرید مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 792 پر)

جسم پر نامناسب ہاتھ پھیرنا

(282) ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ قدیم مسجد مبارک میں حضور (مرزا قادیانی) نماز میں ہمیشہ پہلی صف کے دائیں طرف دیوار کے ساتھ کھڑے ہوا کرتے تھے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے آج کل موجودہ مسجد مبارک کی دوسری صف شروع ہوتی ہے۔ یعنی بیت الفکر کی کوٹھڑی کے ساتھ ہی مغربی طرف۔ امام اگلے حجرہ میں کھڑا ہوتا تھا۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شخص پر جنون کا غلبہ ہوا اور وہ حضرت صاحب کے پاس کھڑا ہونے لگا اور نماز میں آپ کو تکلیف دینے لگا اور اگر کبھی اس کو پچھلی صف میں جگہ ملتی۔ تو ہر سجدہ میں وہ صفیں پھلانگ کر حضور کے پاس آتا اور تکلیف دیتا اور قبل اس کے کہ امام سجدہ سے سر اٹھائے، وہ اپنی جگہ پر واپس چلا جاتا۔ اس تکلیف سے تنگ آ کر حضور (مرزا قادیانی) نے امام کے پاس حجرہ میں کھڑا ہونا شروع کر دیا مگر وہ بھلا مانس حتی المقدور وہاں بھی پہنچ جایا کرتا اور ستایا کرتا تھا مگر پھر بھی وہاں نسبتاً امن تھا۔ اس کے بعد آپ وہیں نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ مسجد کی توسیع ہوگئی۔ یہاں بھی آپ دوسرے مقتدیوں سے آگے امام کے پاس ہی کھڑے ہوتے رہے۔ مسجد اقصیٰ میں جمعہ اور عیدین کے موقع پر آپ صف اول میں عین امام کے پیچھے کھڑے ہوا کرتے تھے۔ وہ معذور شخص جو ویسے مخلص تھا، اپنے خیال میں اظہار محبت کرتا اور جسم پر نامناسب طور پر ہاتھ پھیر کر تبرک حاصل کرتا تھا۔''

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 268، 269 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 793، 794 پر)

جناب افتخار احمد صاحب (جرمنی) اس حوالہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''غور طلب بات یہ ہے کہ عرصہ دراز تک ایک شخص دوران نماز، نبوت کے دعویدار کے ساتھ انتہائی فحش اور نازیبا حرکات کرتا رہا اور جسم کے حصوں پر ہاتھ پھیرتا رہا اور پچھلی صف میں جگہ پانے کی صورت میں ہر سجدے کے دوران چھلانگیں لگا لگا کر یہ حرکتیں کرتا رہا اور نمازیوں کے آگے سے گزر کر ان کی نمازیں خراب کرتا رہا، مگر بجائے اس شخص کو مسجد میں آنے سے منع کرنے کے تحریر میں بھی اسے مخلص اور بھلا مانس لکھا گیا۔ دوران نماز ایسی حرکتیں جب بار بار ہو رہی ہوں تو یقیناً کوئی بھی شخص ایسی بے ہودہ حرکات دیکھ کر اپنی نماز توجہ سے ادا نہیں

کر سکتا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لوگ نماز پڑھنے کم اور تماشا دیکھنے زیادہ آتے ہوں۔ اعلیٰ صفات اور اعلیٰ اخلاق کے حامل نبی کے دعویدار اور اس کے امتی کے اخلاق کا اندازہ مندرجہ بالا تحریر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔" (ہفت روزہ لولاک، ملتان ستمبر 2009ء)

قادیان اور سجدہ

(283) ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود نے پسر موعود کی پیشگوئی شائع فرمائی تو آپ کی زندگی میں ہی ایک شخص نور محمد نامی جو پٹیالہ کی ریاست میں کہیر وگاؤں کا رہنے والا تھا، پسر موعود ہونے کا مدعی بن بیٹھا اور بعض جاہل طبقہ کے لوگ اس نے اپنے مرید کر لیے۔ سنا ہے یہ لوگ قادیان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے اور ایک دفعہ ان کا ایک وفد قادیان بھی آیا تھا۔ انھوں نے حضرت صاحب کو سجدہ کیا مگر حضرت صاحب نے سختی سے منع فرمایا۔ وہ لوگ چند روز رہ کر واپس چلے گئے اور پھر نہیں دیکھے گئے۔"

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 232 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 795 پر)

کفن چور

(284) "ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میاں الہ دین فلاسفر اور پھر اس کے بعد مولوی یار محمد صاحب کو ایک زمانہ میں قبروں کے کپڑے اتار لینے کی دھت ہو گئی تھی یہاں تک کہ فلاسفر نے ان کو بیچ کر کچھ روپیہ بھی جمع کر لیا۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ اس طرح ہم بدعت اور شرک کو مٹاتے ہیں۔ حضرت صاحب نے جب یہ سنا تو اس کام کو ناجائز فرمایا، تب یہ لوگ باز آئے اور وہ روپیہ اشاعت اسلام میں دے دیا۔"

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 264 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 796 پر)

ظاہر ہے کفن چوری کی رقم "اشاعت اسلام" کے لیے مرزا قادیانی کی خدمت میں ہی پیش کی۔ گویا غریبوں کے کفنوں کی کمائی بھی نہ چھوڑی موصوف نے۔

تھیٹر

(285) ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے امرتسر جانے کی خبر سے بعض اور احباب بھی مختلف شہروں سے وہاں آ گئے۔ چنانچہ کپورتھلہ سے محمد خاں صاحب اور منشی ظفر احمد صاحب بہت دنوں وہاں ٹھہرے رہے۔ گرمی کا موسم تھا۔ اور منشی صاحب اور میں ہر دو نحیف البدن اور چھوٹے قد کے آدمی ہونے کے سبب ایک ہی چارپائی پر دونوں لیٹ جاتے تھے۔ ایک شب دس بجے کے قریب میں تھیٹر میں چلا گیا، جو مکان کے قریب ہی تھا۔ اور تماشہ ختم ہونے پر دو بجے رات کو واپس آیا۔ صبح منشی ظفر احمد صاحب نے میری عدم موجودگی میں حضرت صاحب کے پاس میری شکایت کی کہ مفتی صاحب رات تھیٹر چلے گئے تھے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے تاکہ معلوم ہو کہ وہاں کیا ہوتا ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں فرمایا۔ منشی ظفر احمد صاحب نے خود ہی مجھ سے ذکر کیا کہ میں تو حضرت صاحب کے پاس آپ کی شکایت لے کر گیا تھا اور میرا خیال تھا کہ حضرت صاحب آپ کو بلا کر تنبیہ کریں گے مگر حضور نے تو صرف یہی فرمایا کہ ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے۔''

(ذکر حبیب صفحہ 18 از مفتی محمد صادق قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 797 پر)

ضرور بدکاری کرے گا

(286) ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب ایک دفعہ کسی شخص کا ذکر سنانے لگے کہ وہ کسی عورت پر سخت عاشق ہو گیا اور باوجود ہزار کوشش کے وہ اس عشق کو دل سے نہ نکال سکا۔ آخر حضرت صاحب کے پاس آیا اور طالب دعا ہوا۔ حضرت صاحب نے مولوی صاحب نے فرمایا کہ مجھے خدا کی طرف سے معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص اس عورت کے ضرور بدکاری کرے گا۔ مگر میں بھی پورے زور سے اس کے لیے دعا کروں گا۔ چنانچہ وہ شخص قادیان ٹھہرا رہا اور حضور دعا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اس نے ایک روز مولوی صاحب سے کہا کہ آج رات خواب میں مَیں نے اس عورت کو دیکھا اور خواب میں ہی اس سے مباشرت کی اور میں نے اس دوران میں اس کی شرمگاہ کو جہنم کے گڑھے کی طرح دیکھا۔ جس سے مجھے اس سے اس قدر خوف اور نفرت پیدا ہوئی کہ یکدم وہ آتشِ عشق

ٹھنڈی ہوگئی اور وہ محبت کی بے قراری سب دل سے نکل گئی۔ بلکہ دل میں دوری پیدا ہوگئی۔ اور خدا کے فضل اور حضور کی دعا کی برکت سے مَیں بدکاری سے بھی محفوظ رہا اور وہ جنون بھی جاتا رہا۔ اور حضور نے جو بات میری بابت کہی تھی وہ ظاہری رنگ سے بدل کر خدا نے خواب میں پوری کرادی۔ یعنی مَیں نے اس سے تعلق بھی کرلیا اور ساتھ ہی مجھے گناہ سے بھی بچالیا۔ غالباً یہ شخص سیالکوٹ کا رہنے والا تھا اور متمول آدمی تھا اور اس نے حضرت صاحب کی بیعت بھی کی تھی۔ مگر تعلق کو آخر تک نہیں نبھایا۔"

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 298 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 798 پر)

قوت رجولیت بالکل معدوم

(287) "ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میاں معراج الدین صاحب عمر کے ساتھ ایک نومسلمہ چوہڑی لاہور سے آئی۔ اس کے نکاح کا ذکر ہوا۔ تو حافظ عظیم بخش صاحب مرحوم پٹیالوی نے عرض کی کہ مجھ سے کردیا جائے۔ حضرت مسیح موعود نے اجازت دے دی اور نکاح ہوگیا۔ دوسرے روز اس مسماۃ نے حافظ صاحب کے ہاں جانے سے انکار کردیا اور خلع کی خواہش مند ہوئی۔ خلیفہ رجب دین صاحب لاہوری نے حضرت صاحب کی خدمت میں مسجد مبارک میں یہ معاملہ پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اتنی جلدی نہیں۔ ابھی صبر کرے۔ پھر اگر کسی طرح گزارہ نہ ہو تو خلع ہوسکتا ہے۔ اس پر خلیفہ صاحب نے جو بہت بے تکلف آدمی تھے، حضرت صاحب کے سامنے ہاتھ کی ایک حرکت سے اشارہ کرکے کہا کہ حضور وہ کہتی ہے کہ حافظ صاحب کی یہ حالت ہے۔ (یعنی قوتِ رجولیت بالکل معدوم ہے) اس پر حضرت صاحب نے خلع کی اجازت دے دی۔"

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 227 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 799 پر)

عجیب بات ہے نا "زد جام عشق" کے ہوتے ہوئے خلع کی اجازت!

قادیان میں بڑے بڑے خبیث، شریر،
ناپاک طبع، کذاب اور مفتری رہتے ہیں

(288) ''جیسا کہ اُس نے فرمایا کہ لَوْ لَا الْاِکْرَامُ. لھلک المقام۔ یعنی اگر مجھے تمہاری عزت ظاہر کرنا ملحوظ نہ ہوتا تو میں اس مقام کو یعنی قادیان کو طاعون سے فنا کر دیتا یعنی اس گاؤں میں بھی بڑے بڑے، خبیث اور شریر اور ناپاک طبع اور کذاب اور مفتری رہتے ہیں اور وہ اس لائق تھے کہ قہر الٰہی سب کو ہلاک کر دیوے۔''

(نزول المسیح صفحہ 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 394 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 800 پر)

مرزا قادیانی کی بیعت کا ''فیض''

(289) ''منجملہ ان نشانوں کے جو پیشگوئی کے طور پر ظہور میں آئے۔ وہ پیشگوئی ہے جو میں نے اخویم قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹی ضلع گوجرانوالہ کے متعلق کی تھی اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس جگہ خود ان کے خط کی عبارت نقل کر دوں جو اس پیشگوئی کے بارے میں انھوں نے میری طرف بھیجا ہے اور وہ یہ ہے:

''مجھے یقینی یاد ہے کہ حضور (مرزا قادیانی) نے بماہ مارچ 1888ء جبکہ اس عاجز نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی تو ایک لمبی دعا کے بعد اسی وقت آپ نے فرمایا تھا کہ قاضی صاحب آپ کو ایک سخت ابتلا پیش آنے والا ہے۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے بعد اس عاجز نے کئی اپنے عزیز دوستوں کو اس سے اطلاع بھی دے دی کہ حضور نے میری نسبت اور میرے حق میں ایک ابتلائی حالت کی خبر دی تھی۔ اب اس کے بعد جس طرح پر وہ پیشگوئی پوری ہوئی وہ وقوعہ بعینہٖ عرض کرتا ہوں کہ میں حضرت اقدس سے روانہ ہو کر ابھی راستہ میں ہی تھا کہ مجھے خبر ملی کہ میری اہلیہ بعارضۂ درد گردہ و قولنج دقے مفرط سخت بیمار ہے۔ جب میں گھر پہنچا اور دیکھا تو واقع میں ایک نازک حالت طاری تھی اور عجیب تر یہ کہ شروع بیماری وہی رات تھی، جس کی شام کو حضور نے اس ابتلاء سے اطلاع دی تھی۔ شدت درد کا یہ حال تھا کہ جان ہر

دم ڈوبتی جاتی تھی اور بے تابی ایسی تھی کہ باوجود کثیر الحیاء ہونے کے، مارے درد کے بے اختیار ان کی چیخیں نکلتی تھیں اور گلی کوچے تک آواز پہنچتی تھی۔ اور ایسی نازک اور دردناک حالت تھی کہ اجنبی لوگوں کو بھی وہ حالت دیکھ کر رحم آتا تھا۔ شدت مرض تخمیناً تین ماہ تک رہی۔ اس قدر مدت میں کھانے کا نام تک نہ تھا۔ صرف پانی پیتیں اور قے کر دیتیں۔ دن رات میں پچاس ساٹھ دفعہ متواتر قے ہوتی۔ پھر درد قدرے کم ہوا۔ مگر نادان طبیبوں کے بار بار فصد لینے سے ہزال مفرط کی مرض مستقل طور پر دامنگیر ہوگئی۔ ہر وقت جان بلب رہتیں۔ دس گیارہ دفعہ تو مرنے تک پہنچ کر بچوں اور عزیز اقربا کو پورے طور پر الوداعی غم والم سے رُلایا۔ غرض گیارہ مہینے تک طرح طرح کے دکھوں کی تختہ مشق رہ کر آخر کشادہ پیشانی بہوش تمام کلمہ شریف پڑھ کر 28 برس کی عمر میں سفرِ جاودانی اختیار کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور اس حادثۂ جانکاہ کے درمیان ایک شیر خوار بچہ رحمت اللہ نام بھی دودھ نہ ملنے کے سبب سے بھوکا پیاسا راہی ملک بقا ہوا۔ ابھی یہ زخم تازہ ہی تھا کہ عاجز کے دو بڑے بیٹے عبدالرحیم و فیض رحیم تپ محرقہ سے صاحب فراش ہوئے۔ فیض رحیم کو تو ابھی گیارہ دن پورے نہ ہونے پائے کہ اس کا پیالہ عمر کا پورا گیا۔ اور سات سالہ عمر میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر جلدی سے اپنی پیاری ماں کو جا ملا، اور عبدالرحیم تپ محرقہ اور سرسام سے برابر دو ڈھائی مہینے بیہوش میت کی طرح پڑا رہا۔ سب طبیب لاعلاج سمجھ چکے۔ کوئی نہ کہتا تھا کہ یہ بچے گا۔ لیکن چونکہ زندگی کے دن باقی تھے، بوڑھے باپ کی مضطربانہ دعائیں خدا نے سن لیں اور محض اس کے فضل سے صحیح سلامت بچ نکلا۔ اگرچہ پٹھوں میں کمزوری اور زبان میں لکنت ابھی باقی ہے۔ یہ حوادثِ جانکاہ تو ایک طرف ادھر مخالفوں نے اور بھی شور مچا دیا تھا۔ آبروریزی اور طرح طرح کے مالی نقصانوں کی کوششوں میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ غریب خانہ میں نقب زنی کا معاملہ بھی ہوا۔ اب تمام مصیبتوں میں یکجائی طور پر غور کرنے سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے کہ عاجز راقم کس قدر بلیہ دل دوز سینہ سوز میں مبتلا رہا۔"

راقم مسکین ضیاء الدین عفی عنہ قاضی کوٹی ضلع گوجرانوالہ"

(تریاق القلوب صفحہ 153 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 472 تا 475 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 801 تا 804 پر)

کثرت قبولیت دعا کا نشان

(290) ”میں کثرتِ قبولیت دعا کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں تیس ہزار کے قریب قبول ہو چکی ہیں اور ان کا میرے پاس ثبوت ہے۔“

(ضرورۃ الامام صفحہ 27 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 497 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 805 پر)

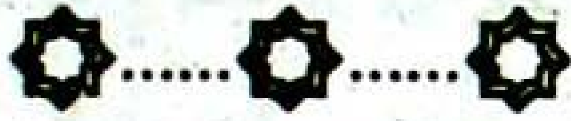
(291) ”پس یہ اصول نہایت صحیح اور سچا ہے کہ جن نبیوں کو قبولیت دی جاتی ہے اور ہر ایک قدم میں حمایت اور نصرت الٰہی اُن کے شامل حال ہو جاتی ہے۔“

(چشمہ معرفت صفحہ 378 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 378 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 806 پر)

قادیانیو! آپ کبھی تنہائی میں غور کرنا کہ آخر مرزا قادیانی کے خدا نے اسے اس قدر رسوا کر کے کیوں رکھ دیا؟ کیا اتنی سی بات بھی آپ کو سمجھ میں نہیں آتی کہ مرزا قادیانی جو کچھ کہتا تھا، نتیجہ ہمیشہ الٹ نکلا، ایک بار بھی تائیدِ خداوندی اس کے شاملِ حال نہیں ہوئی، مطلب کتنا واضح ہے کہ سچے خدا نے مرزا قادیانی سے حق عداوت ادا کر کے مرزا قادیانی کے کذب کو دو اور دو چار کی طرح دنیا کے سامنے رکھ دیا ہے۔ گویا مرزا قادیانی کے دعویٰ نے ایک بار پھر ثابت کر دیا ہے کہ خدا کا سچوں کے ساتھ ایسا سلوک نہیں ہوا کرتا۔

مسیلمہ پنجاب اور مسیلمہ کذاب میں کئی باتوں میں مماثلت ہے۔ ان میں ایک یہ بھی ہے کہ دونوں کی کرامات الٹ ہوتی تھیں۔ ایک مرتبہ مسیلمہ کذاب کے بعض پیروکاروں نے اس سے کہا کہ فلاں کنویں میں تھوک دیجیے تاکہ پانی تبرک بن جائے چنانچہ اس نے کنویں میں تھوک دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی نجاست سے سارے کنویں کا پانی خراب اور نمکین ہو گیا۔ اسی طرح ایک بار اس کے کسی چیلے چانٹے نے مسیلمہ سے اپنے بچے کے سر پر ہاتھ رکھوا دیا۔ نتیجہ میں وہ بچہ ایسا گنجا ہوا کہ عمر بھر اس کی کھوپڑی پر ایک بال بھی نہیں نکلا (اور اس کے ہاتھ کی ناپاکی اسے ہمیشہ لیے لے ڈوبی) اسی طرح ایک دفعہ ایک شخص نے اپنے دو بچوں کے لیے اس سے برکت کی دعا کرائی مگر مسیلمہ سے دعا کرا کے جب وہ شخص اپنے گھر

پہنچا تو معلوم ہوا کہ دونوں بچوں میں سے ایک کنویں میں گر کر ہلاک ہو چکا ہے اور دوسرے کو کسی درندے نے پھاڑ کھایا۔ ایک بار اس کے ایک پیروکار کی آنکھوں میں کچھ تکلیف ہوئی اس غریب نے شفا کی امید میں مسیلمہ کا ہاتھ اپنی دونوں آنکھوں پر پھیر لیا مگر اس کا انجام یہ ہوا کہ اس کی دونوں آنکھیں بالکل سفید اور بے رونق و بے نور ہو گئیں۔



ثبوت حاضر ہیں!

قادیانی جماعت، قادیانی قیادت کی نظر میں

فارسی مقولہ مشہور ہے:

''ایں خانہ تمام آفتاب است''! یعنی اس حمام میں سب ہی ننگے ہیں۔ ہر بات کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوتا ہے اور تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی۔ خرابی اور بگاڑ دونوں جانب سے ہوتا ہے۔ قادیانی قیادت اور ان کے پیروکار دونوں بدزبانی و بدعملی، فتنہ وفساد اور بدی و شرارت میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ آیئے! ملاحظہ فرمائیں!

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے

☐ ''درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔'' یہ ایک خدا کے صادق نبی کا قول ہے اور درحقیقت ایک بہت سچی بات ہے۔ اگر ایک شخص خود راستی پر نہیں بلکہ وہ کذاب اور مفتری ہے، اور اس میں خود قوت قدسی نہیں، بلکہ وہ ایک گمراہ اور گندہ آدمی ہے، جو مکر وفریب سے لوگوں کا مال کھاتا ہے، اور خدا پر گند کے افترا پر منہ مارتا ہے تو وہ دوسروں میں راستی کی روح کیونکر پھونک سکتا ہے؟ اور ان کو گندوں سے کیونکر پاک کر سکے گا؟ مرزا قادیانی کی صداقت یا غیر صداقت پرکھنے کے لیے آسان نسخہ یہی راہ ہے کہ جس جماعت کو وہ تیار کر کے چھوڑ گئے ہیں، اس جماعت کو دیکھ لو کہ اس کی کیا حالت ہے؟''

(مسٹر محمد علی ایم اے، مندرجہ ریویو آف ریلیجنز قادیان جون، جولائی 1908ء)

قادیان؟

(292) ''قادیان کی نسبت مجھے یہ الہام ہوا ہے کہ

''اخرج منه اليزيديون''

یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کیے گئے ہیں۔"
(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 141 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 807 پر)

بھیڑیوں کی جماعت

(293) "بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں۔ وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کر سکتے چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں اور انہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خود غرضی کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں۔"
(شہادت القرآن صفحہ 99 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 808 پر)

درندے، قادیانیوں سے اچھے

(294) "خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے اور غریبوں سے نرم ہو کر اور جھک کر بات کرنا مقبولِ الٰہی ہونے کی علامت ہے اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے۔

مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اس کو اٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اٹھتا تو چارپائی کو الٹا دیتا ہے اور اس کو نیچے گرا دیتا ہے۔ پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور وہ اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے۔ یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں۔ تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے۔ پھر میں کس

خوشی کی امید سے لوگوں کو جلسہ کے لیے اکٹھے کروں۔"
(شہادت القرآن صفحہ 2 (آخر) مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 396 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 809 پر)

قادیانی جلسہ، اخلاقی حالتوں کے بگاڑنے کا ایک ذریعہ

(295) "اس اجتماع میں بعض دفعہ بباعث تنگی مکانات اور قلت وسائل مہمانداری ایسے نالائق رنجش اور خودغرضی کی سخت گفتگو بعض مہمانوں میں باہم ہوتی دیکھی ہے کہ جیسے ریل میں بیٹھنے والے تنگی مکان کی وجہ سے ایک دوسرے سے لڑتے ہیں اور اگر کوئی بیچارہ عین ریل چلنے کے قریب اپنی گٹھڑی کے سمیت مارے اندیشہ کے دوڑتا دوڑتا ان کے پاس پہنچ جاوے تو اس کو دھکے دیتے اور دروازہ بند کر لیتے ہیں کہ ہم میں جگہ نہیں، حالانکہ گنجائش نکل سکتی ہے مگر سخت دلی ظاہر کرتے ہیں اور وہ ٹکٹ لیے اور بقچہ اٹھائے ادھر ادھر پھرتا ہے اور کوئی اس پر رحم نہیں کرتا مگر آخر ریل کے ملازم جبراً اس کو جگہ دلاتے ہیں۔ سو ایسا ہی یہ اجتماع بھی بعض اخلاقی حالتوں کے بگاڑنے کا ایک ذریعہ معلوم ہوتا ہے۔"
(شہادت القران صفحہ "ز" مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 810 پر)

کج دل لوگوں کی جماعت

(296) "میں اس وقت کج دل لوگوں کا ذکر کرتا ہوں اور میں حیران ہوتا ہوں کہ خدایا یہ کیا حال ہے۔ یہ کونسی جماعت ہے جو میرے ساتھ ہے۔ نفسانی لالچوں پر کیوں ان کے دل گرے جاتے ہیں اور کیوں ایک بھائی دوسرے بھائی کو ستاتا اور اس سے بلندی چاہتا ہے۔"
(شہادت القرآن صفحہ 99 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 811 پر)

تہذیب اور پرہیزگاری سے عاری جماعت

(297) ''اخی مکرم حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری اور للہی محبت باہم پیدا نہیں کی۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے۔''

(شہادت القرآن صفحہ 99، مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 812 پر)

مخنثوں کی جماعت

(298) ''اگر مسلمان ان تعلیموں کے پابند ہو جائیں تو میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ فرشتے بن جائیں اور اگر وہ اس گورنمنٹ کے سب قوموں سے بڑھ کر خیر خواہ ہو جائیں تو تمام قوموں سے زیادہ خوش قسمت ہو جائیں۔ اگر وہ مجھے قبول کر لیں اور مخالفت نہ کریں تو یہ سب کچھ انہیں حاصل ہوگا اور ایک نیکی اور پاکیزگی کی روح ان میں پیدا ہو جائے گی، اور جس طرح ایک انسان خوجہ (مخنث) ہو کر گندے شہوات کے جذبات سے الگ ہو جاتا ہے اسی طرح میری تعلیم سے ان میں تبدیلی پیدا ہوگی (گویا مرزا قادیانی کی تعلیم پر عمل کرنے والی قادیانی جماعت اب خوجوں یعنی مخنثوں پر مشتمل ہے۔ مرتب)

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 357، 358 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 813، 814 پر)

اکیلا کسی جنگل میں ہوتا تو بہتر تھا

(299) ''میں کہتے کہتے ان باتوں کو تھک گیا کہ اگر تمہاری یہی حالتیں ہیں تو پھر تم میں اور غیروں میں فرق ہی کیا ہے لیکن یہ دل کچھ ایسے ہیں کہ توجہ نہیں کرتے اور ان آنکھوں سے مجھے بینائی کی توقع نہیں لیکن خدا اگر چاہے اور میں تو ایسے لوگوں سے دُنیا اور آخرت میں بیزار ہوں۔ اگر میں صرف اکیلا کسی جنگل میں ہوتا تو میرے لیے ایسے لوگوں کی رفاقت سے بہتر تھا

جو خدا تعالیٰ کے احکام کو عظمت سے نہیں دیکھتے۔''
(شہادت القرآن صفحہ 101 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 397 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 815 پر)

جیسے کتا مردار کی طرف

(300) ''بیعت سے مراد وہ بیعت نہیں جو صرف زبان سے ہوتی ہے اور دل اس سے غافل بلکہ روگرداں ہے۔ بیعت کے معنے بیچ دینے کے ہیں۔ پس جو شخص درحقیقت اپنی جان اور مال اور آبرو کو اس راہ میں بیچتا نہیں، میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ خدا کے نزدیک بیعت میں داخل نہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلا کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں اور بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں جیسے کتا مردار کی طرف۔ پس میں کیونکر کہوں کہ وہ حقیقی طور پر بیعت میں داخل ہیں۔ مجھے وقتاً فوقتاً ایسے آدمیوں کا علم بھی دیا جاتا ہے مگر اذن نہیں دیا جاتا کہ ان کو مطلع کروں۔ کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کیے جائیں گے اور کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کیے جائیں گے۔ پس مقام خوف ہے۔''
(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 87 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 114 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 816 پر)

شوق پورا نہیں ہوا

(301) ''میری جان اس شوق سے تڑپ رہی ہے کہ کبھی وہ بھی دن ہو کہ اپنی جماعت میں بکثرت ایسے لوگ دیکھوں جنہوں نے درحقیقت جھوٹ چھوڑ دیا اور ایک سچا عہد اپنے خدا سے کر لیا کہ وہ ہر ایک شر سے اپنے تئیں بچائیں گے اور تکبر سے جو تمام شرارتوں کی جڑ ہے، بالکل دور جا پڑیں گے اور اپنے رب سے ڈرتے رہیں گے۔ مگر ابھی تک بجز خاص چند آدمیوں کے ایسی شکلیں مجھے نظر نہیں آتیں۔''
(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 364 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 817 پر)

جلنے والی لکڑیاں

(302) ''اور میں اس جگہ اس بات کا اظہار بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ جس قدر لوگ میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہیں، وہ سب کے سب ابھی اس بات کے لائق نہیں کہ میں ان کی نسبت کوئی عمدہ رائے ظاہر کرسکوں۔ بلکہ بعض خشک ٹہنیوں کی طرح نظر آتے ہیں۔ جن کو میرا خداوند جو میرا متولی ہے، مجھ سے کاٹ کر جلنے والی لکڑیوں میں پھینک دے گا۔ بعض ایسے بھی ہیں کہ اول ان میں دلسوزی اور اخلاص بھی تھا مگر اب اُن پر سخت قبض وارد ہے اور اخلاص کی سرگرمی اور مریدانہ محبت کی نورانیت باقی نہیں رہی۔ بلکہ صرف بلعم کی طرح مکاریاں باقی رہ گئی ہیں اور بوسیدہ دانت کی طرح اب بجز اس کے کسی کام کے نہیں کہ منہ سے اُکھاڑ کر پیروں کے نیچے ڈال دیئے جائیں۔ وہ تھک گئے اور درماندہ ہوگئے۔ اور نابکار دنیا نے اپنے دامِ تزویر کے نیچے انہیں دبالیا۔ سو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عنقریب مجھ سے کاٹ دیئے جائیں گے۔''

(فتح اسلام صفحہ 68 مندرجہ روحانی خزائن جلد سوم صفحہ 40 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 818 پر)

خصی جماعت

□ ''ہمیں تو حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) نے خصی کردیا ہے۔''

(تقریر مرزا محمود سابق خلیفۂ قادیان مندرجہ اخبار ''الفضل'' قادیان جلد 22 نمبر 87، صفحہ 7، 20 جنوری 1935ء)

□ ''حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے: ''سچا مومن خصی ہو جاتا ہے۔'' پس حکومت کے افسروں کو، پولیس اور سول کے حکام کو اور احراریوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ باوجود ان اشتعال انگیزیوں کے جو وہ کر رہے ہیں، ہم بالکل پُرامن ہیں، کیونکہ ہم سچے مومن ہیں اور مومن خصی ہو جاتا ہے۔''

(تقریر مرزا محمود سابق خلیفۂ قادیان مندرجہ ''الفضل'' قادیان جلد 22، نمبر 87، صفحہ 5، مورخہ 20 جنوری 1935ء)

سُوروں کی جماعت

(303) ''مجھے نہایت ہی افسوس سے معلوم ہوا کہ ''جامعہ احمدیہ'' میں جو طلبا تعلیم پاتے ہیں، انھیں کنوؤں کے مینڈکوں کی طرح رکھا گیا ہے۔ ان میں کوئی وسعت خیال نہ تھی۔ ان میں کوئی شاندار امنگیں نہ تھیں اور ان میں کوئی روشن دماغی نہ تھی۔ میں نے کرید کرید کران کے دماغ میں داخل ہو جانا چاہا۔ مگر مجھے چاروں طرف سے ان کے دماغ کا راستہ بند نظر آیا اور مجھے معلوم ہوا کہ سوائے اس کے کہ انھیں کہا جاتا ہے۔ وفات مسیح کی یہ آیتیں رٹ لو یا نبوت کے مسئلہ کی یہ دلیلیں یاد کرلو، انھیں اور کوئی بات نہیں سکھلائی جاتی............ میں نے جس سے بھی سوال کیا، معلوم ہوا کہ اس نے اخبار کبھی نہیں پڑھا، اور جب بھی میں نے ان سے امنگ پوچھی تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم تبلیغ کریں گے، اور جب سوال کیا کہ کس طرح تبلیغ کرو گے، تو یہ جواب دیا کہ: ''جس طرح بھی ہوگا تبلیغ کریں گے۔'' یہ الفاظ کہنے والوں کی ہمت تو بتاتے ہیں مگر عقل تو نہیں بتاتے۔ الفاظ سے یہ تو ظاہر ہوتا ہے کہ کہنے والا ہمت رکھتا ہے مگر یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ کہنے والے میں عقل نہیں اور نہ وسعت خیال ہے۔ ''جس طرح ہوگا'' تو سُور کیا کرتا ہے۔ اگر سُور کی زبان ہوتی اور اس سے پوچھا جاتا کہ تُو کس طرح حملہ کرے گا تو وہ یہی کہتا کہ: ''جس طرح ہوگا کروں گا۔ پس سور کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ سیدھا چل پڑتا ہے۔ آگے نیزہ لے کر بیٹھو تو نیزہ پر حملہ کردے گا۔ بندوق لے کر بیٹھو تو بندوق کی گولی کی طرف دوڑتا چلا آئے گا۔ پس یہ تو سوروں والا حملہ ہے کہ سیدھے چلے گئے اور عواقب کا کوئی خیال نہیں کیا۔''

(تقریر مرزا محمود خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار ''الفضل'' جلد 22 نمبر 89 صفحہ 8 مورخہ 24 جنوری 1935ء)

(عکس صفحہ نمبر 819 پر)

کیا خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے، اپنے سادہ لوح مریدوں کو! ویسے خلیفہ صاحب اگر غور کرتے تو اسی نتیجے پر پہنچتے کہ اگر ان کے فدائیوں میں عقل وشعور نام کی کوئی چیز ہوتی تو وہ قادیانیت سے وابستہ ہی کیوں رہتے...... چنانچہ ایسے ہی بے سمجھوں سے انہیں استفادہ کرنا چاہیے تھا جو خیر سے سو اصدی سے برابر ہو بھی رہا ہے۔ جس گاؤں میں بے وقوف نہیں ہوتے، اس کے ٹھگ بھوکے مرجاتے ہیں جناب!

جماعت میں بہت کمی ہے

(304) ''بیان کیا مجھ سے مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے کہ ایک دفعہ کسی کام کے متعلق میر صاحب یعنی میر ناصر نواب صاحب کے ساتھ مولوی محمد علی صاحب کا اختلاف ہوگیا۔ میر صاحب نے ناراض ہوکر اندر حضرت صاحب کو جا اطلاع دی۔ مولوی محمد علی صاحب کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ ہم لوگ یہاں حضور کی خاطر آئے ہیں کہ تا حضور کی خدمت میں رہ کر کوئی خدمت دین کا موقعہ مل سکے۔ لیکن اگر حضور تک ہماری شکایتیں اس طرح پہنچیں گی تو حضور بھی انسان ہیں۔ ممکن ہے کسی وقت حضور کے دل میں ہماری طرف سے کوئی بات پیدا ہو تو اس صورت میں ہمیں بجائے قادیان آنے کا فائدہ ہونے کے الٹا نقصان ہو جائے گا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ میر صاحب نے مجھ سے کچھ کہا تو تھا۔ مگر میں اس وقت اپنی فکروں میں اتنا محو تھا کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے معلوم نہیں کہ میر صاحب نے کیا کہا اور کیا نہیں کہا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ چند دن سے ایک خیال میرے دماغ میں اس زور کے ساتھ پیدا ہو رہا ہے کہ اس نے دوسری باتوں سے مجھے بالکل محو کر دیا ہے۔ بس ہر وقت اٹھتے بیٹھتے وہی خیال میرے سامنے رہتا ہے۔ میں باہر لوگوں میں بیٹھا ہوتا ہوں اور کوئی شخص مجھ سے کوئی بات کرتا ہے تو اس وقت بھی میرے دماغ میں وہی خیال چکر لگا رہا ہوتا ہے۔ وہ شخص سمجھتا ہوگا کہ میں اس کی بات سن رہا ہوں مگر میں اپنے اس خیال میں محو ہوتا ہوں۔ جب میں گھر جاتا ہوں تو وہاں بھی وہی خیال میرے ساتھ ہوتا ہے غرض ان دنوں یہ خیال اس زور کے ساتھ میرے دماغ پر غلبہ پائے ہوئے ہے کہ کسی اور خیال کی گنجائش نہیں رہی۔ وہ خیال کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ میرے آنے کی اصل غرض یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت تیار ہو جائے جو سچی مومن ہو اور خدا پر حقیقی ایمان لائے اور اس کے ساتھ حقیقی تعلق رکھے اور اسلام کو اپنا شعار بنائے اور آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ پر کاربند ہو اور اصلاح و تقویٰ کے رستے پر چلے اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ قائم کرے تا کہ پھر ایسی جماعت کے ذریعہ دنیا ہدایت پائے اور خدا کا منشا پورا ہو پس اگر یہ غرض پوری نہیں ہوتی تو اگر دلائل و براہین سے ہم نے دشمن پر غلبہ بھی پالیا اور اس کو پوری طرح زیر بھی کرلیا تو پھر بھی ہماری کوئی فتح نہیں کیونکہ اگر ہماری بعثت کی اصل غرض پوری نہ ہوئی تو گویا ہمارا سارا کام

رائیگاں گیا۔ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ دلائل و براہین کی فتح کے تو نمایاں طور پر نشانات ظاہر ہورہے ہیں اور دشمن بھی اپنی کمزوری محسوس کرنے لگا ہے لیکن جو ہماری بعثت کی اصل غرض ہے۔ اس کے متعلق ابھی تک جماعت میں بہت کمی ہے اور بڑی توجہ کی ضرورت ہے۔ پس یہ خیال ہے جو مجھے آج کل کھا رہا ہے اور یہ اس قدر غالب ہورہا ہے کہ کسی وقت بھی مجھے نہیں چھوڑتا۔"

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 254 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 821 پر)

میں کسی کو حساب نہیں دوں گا

(305) "میں ایک مدت سے بیماریوں میں رہا اور اب بھی ان کا بقیہ باقی ہے۔ میں چاہتا تھا کہ اپنے ہاتھ سے جواب لکھوں مگر بباعث بیماری کے لکھ نہ سکا۔ آپ کے پہلے خط کا ماحصل جس قدر مجھ کو یاد ہے، یہ ہے کہ میری نسبت...... کی جماعت کی طرف سے یہ پیغام پہنچایا تھا کہ روپیہ کے خرچ میں بہت اسراف ہوتا ہے آپ اپنے پاس روپیہ جمع نہ رکھیں اور یہ روپیہ ایک کمیٹی کے سپرد ہو جو حسب ضرورت خرچ کیا کریں اور یہ بھی ذکر تھا کہ اس روپیہ میں سے باغ کے چند خدمتگار بھی روٹیاں کھاتے ہیں اور ایسا ہی اور کئی قسم کے اسراف کی طرف اشارہ تھا جن کو میں سمجھتا ہوں آپ نے اپنی نیک نیتی سے جو کچھ لکھا بہتر لکھا۔ میں ضروری نہیں سمجھتا کہ اس کا رد لکھوں میں آپ کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں جس کی قسم کو پورا کرنا مومن کا فرض ہے اور اس کی خلاف ورزی معصیت ہے کہ آپ...... کی تمام جماعت کو اور خصوصاً ایسے صاحبوں کو جن کے دلوں میں یہ اعتراض پیدا ہوا ہے، بہت صفائی اور اور کھول کر سمجھا دیں کہ اس کے بعد ہم...... کا چندہ بجلی بند کرتے ہیں اور ان پر حرام ہے اور قطعاً حرام ہے اور مثل گوشت خنزیر ہے کہ ہمارے کسی سلسلہ کی مدد کے لئے اپنی تمام زندگی تک ایک حبہ بھی بھیجیں۔ ایسا ہی ہر شخص جو ایسے اعتراض دل میں مخفی رکھتا ہے، اس کو بھی ہم یہی قسم دیتے ہیں۔

یہ کام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جس طرح وہ میرے دل میں ڈالتا ہے خواہ وہ کام لوگوں کی نظر میں صحیح ہے یا غیر صحیح، درست ہے یا غلط، میں اسی طرح کرتا ہوں۔ پس جو شخص کچھ مدد دے کہ مجھے اسراف کا طعنہ دیتا ہے وہ میرے پر حملہ کرتا ہے۔ ایسا حملہ قابل

برداشت نہیں۔ اصل تو یہ ہے کہ مجھے کسی کی بھی پرواہ نہیں۔ اگر تمام جماعت کے لوگ متفق ہو کر چندہ بند کردیں یا مجھ سے منحرف ہو جائیں تو وہ جس نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے، وہ اور جماعت ان سے بہتر پیدا کردے گا جو صدق اور اخلاص رکھتی ہوگی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے **ینصرک اللّٰہ من عندہٖ. ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء**۔ یعنی خدا تیری اپنے پاس سے مدد کرے گا۔ تیری وہ مدد کریں گے جن کے دلوں میں ہم آپ وحی کریں گے اور الہام کریں گے۔ پس اس کے بعد میں ایسے لوگوں کو ایک مرے ہوئے کیڑے کی طرح بھی نہیں سمجھتا جن کے دلوں میں بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں اور کیا وجہ ہے کہ انہیں جبکہ میں ایسے خشک دل لوگوں کو چندہ کے لیے مجبور نہیں کرتا جن کا ایمان ہنوز ناتمام ہے۔ مجھے وہ لوگ چندہ دے سکتے ہیں جو اپنے سچے دل سے مجھے خلیفۃ اللہ سمجھتے ہیں اور میرے تمام کاروبار خواہ ان کو سمجھیں یا نہ سمجھیں، ان پر ایمان لاتے اور ان پر اعتراض کرنا موجب سلبِ ایمان سمجھتے ہیں۔ میں تاجر نہیں کہ کوئی حساب رکھوں، میں کسی کمیٹی کا خزانچی نہیں کہ کسی کو حساب دوں۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 249، 250، طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 822 پر)

بے حیا اور بزدل جماعت

(306) "کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم ایک سخت بدلگام دشمن کا جواب دے کر اس سے حضرت مسیح (یعنی مرزا قادیانی) کو گالیاں دلواتے ہو اور پھر خاموشی سے گھروں میں بیٹھ رہتے ہو۔ اگر تم میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی حیا ہے اور تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہے کہ دشمن کو سزا دینی چاہیے تو پھر یا تم دنیا سے مٹ جاؤ یا گالیاں دینے والوں کو مٹا ڈالو۔ مگر ایک طرف تم جوش اور بہادری کا دعویٰ کرتے ہو اور دوسری طرف بزدلی اور دُوں ہمتی کا مظاہرہ کرتے ہو۔"

(تقریر مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 25 نمبر 129، صفحہ 6 مورخہ 5 جون 1937ء)
(عکس صفحہ نمبر 824، 825 پر)

جہنم کی آگ کی حامل جماعت

(307) "رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جہنم کی آگ میں سے اگر ایک رائی کے برابر

آگ بھی ساری دنیا پر ڈالی جائے تو دنیا جل کر راکھ ہو جائے۔ میری کوشش یہ ہے کہ میں وہ جہنم کی آگ تمھارے اندر پیدا کروں جو پہاڑوں کے برابر ہو۔ اگر جہنم کی رائی بھر آگ ساری دنیا کو جلانے کے لیے کافی ہے تو جو آگ میں تمھارے دلوں میں پیدا کرنا چاہتا ہوں، اگر پیدا ہو جائے تو ایک دنیا نہیں، ہزاروں دنیاؤں کو تم جلانے کے قابل ہو جاؤ گے (یہ آگ قادیانیوں کے اندر اسی وقت پیدا ہو گئی تھی جب انھوں نے محمد عربی ﷺ سے رشتہ توڑ کر مرزا غلام احمد قادیانی سے رشتہ جوڑ لیا تھا۔ یہ آگ انھیں دنیا میں بھی جلائے گی اور آخرت میں بھی وہ جہنم کی آگ میں جلیں گے۔ مرتب)"

(تقریر مرزا محمود مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان مورخہ 12 دسمبر 1935ء جلد 23 نمبر 139 صفحہ 9)
(عکس صفحہ نمبر 826، 827 پر)

بد دیانت جماعت

(308) "جیسا کہ سب کو معلوم ہے، یہاں (یعنی قادیان میں) ایک سٹور قائم کیا گیا تھا۔ جماعت کے کچھ افراد نے اس میں روپیہ دیا تھا.......... میرے نام ایک خط آیا ہے.......... یہ بات کہ یہ کسی احمدی کہلانے والے کا ہے، اس سے معلوم ہوتی ہے کہ میرا نام خلیفۃ المسیح لکھا ہے.......... وہ یہ ہے کہ یہ قادیانیوں کی دیانت کا حال ہے، جو دنیا میں بڑے بڑے دینداری کے دعویدار ہیں۔ اس کے بعد اس نے پہلے میری سٹور کے متعلق سفارش نقل کی ہے کہ "جہاں تک میرا علم ہے، سٹور کے کارکن دیانت دار ہیں۔" اس کو نقل کر کے (خط میں) کہا ہے کہ یہ ایک پھندا تھا، جب روپیہ لوگوں نے دیا تو پھر روپیہ کھانا شروع کر دیا اور کھاتے کھاتے یہاں تک پہنچایا کہ (اس دور کے) ساٹھ ہزار میں سے صرف اٹھارہ ہزار باقی رہ گیا۔"

(تقریر مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 10 نمبر 41، 42 صفحہ 6 مورخہ 23 تا 27 نومبر 1942ء)
(عکس صفحہ نمبر 828، 829 پر)

گالیاں کھلوانے والی جماعت

(309) "گندے سے گندے الفاظ حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) کے متعلق کہے جاتے

ہیں۔ تم خود دشمن سے وہ الفاظ کہلواتے ہو اور پھر تمہاری تگ و دو یہیں تک آ کر ختم ہو جاتی ہے کہ گورنمنٹ سے کہتے ہو، وہ تمہاری مدد کرے، گورنمنٹ کو کیا ضرورت ہے کہ وہ تمہاری مدد کرے؟"

(مرزا محمود کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 25، نمبر 129، صفحہ 6 مورخہ 5 جون 1937ء)

(عکس صفحہ نمبر 830 پر)

کتے

(310) "وہ مفسد لوگ جو میرے ہاتھ کے نیچے ہاتھ رکھ کر اور یہ کہہ کر کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کیا۔ پھر وہ اپنے گھروں میں جا کر ایسے مفاسد میں مشغول ہو جائیں کہ صرف دنیا ہی دنیا ان کے دلوں میں ہوتی ہے۔ نہ ان کی نظر پاک ہے، نہ ان کا دل پاک ہے۔ اور نہ ان کے ہاتھوں سے کوئی نیکی ہوتی ہے اور نہ ان کے پیر کسی نیک کام کے لیے حرکت کرتے ہیں اور وہ اس چوہے کی طرح ہیں جو تاریکی میں ہی پرورش پاتا ہے اور اسی میں رہتا اور اسی میں مرتا ہے۔ وہ آسمان پر ہمارے سلسلہ میں سے کاٹے گئے ہیں۔ وہ عبث کہتے ہیں کہ ہم اس جماعت میں داخل ہیں کیونکہ آسمان پر وہ داخل نہیں سمجھے جاتے۔ جو شخص میری اس وصیت کو نہیں مانتا کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور درحقیقت ایک پاک انقلاب اس کی ہستی پر آ جائے اور درحقیقت وہ پاک دل اور پاک ارادہ ہو جائے اور پلیدی اور حرامکاری کا تمام چولہ اپنے بدن پر سے پھینک دے اور نوع انسان کا ہمدرد اور خدا کا سچا تابعدار ہو جائے اور اپنی تمام خود روی کو الوداع کہہ کر میرے پیچھے ہو لے۔ میں اُس شخص کو اُس کتے سے مشابہت دیتا ہوں جو ایسی جگہ سے الگ نہیں ہوتا جہاں مردار پھینکا جاتا ہے اور جہاں سڑے گلے مردوں کی لاشیں ہوتی ہیں۔ کیا میں اس بات کا محتاج ہوں کہ وہ لوگ زبان سے میرے ساتھ ہوں اور اس طرح پر دیکھنے کے لیے ایک جماعت ہو۔"

(تذکرہ الشہادتین صفحہ 78 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 78 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 832 پر)

"سلطان القلم" کو یہ بھی نہیں معلوم کہ تابع دار، تابع رکھنے والے کو کہتے ہیں، جیسے تھانے دار، جمع دار وغیرہ...... یہاں اسے تابع فرمان لکھنا چاہیے تھا۔

احمق جماعت

(311) ''میں نے دیکھا ہے، قادیان کی لوکل جماعت کے پریذیڈنٹ (صدر یا امیر) چونکہ بدلتے رہتے ہیں، اس لیے ان کے متعلق یہ بات خوب نظر آتی ہے، ایک وقت جب ایک شخص پریذیڈنٹ ہوتا ہے تو دوسرا آ کر کہتا ہے: دیکھیے کیا اندھیر نگری ہے، کوئی سننے والا ہی نہیں، ہر کوئی اپنی حکومت جتاتا ہے۔ لیکن جب دوسرے وقت وہی شخص خود پریذیڈنٹ ہو جاتا ہے تو شکایت کرتا ہے: پبلک (یعنی قادیانی) بالکل جاہل اور احمق ہے، وہ تو کام کرنے ہی نہیں دیتی، گویا جب خود پریذیڈنٹ ہوتا ہے تو (قادیانی) پبلک کو احمق قرار دیتا ہے اور جب پبلک میں شامل ہو جاتا ہے تو (اپنے) پریذیڈنٹ کو احمق کہنے لگ جاتا ہے۔'' (گویا پوری قادیانی جماعت ہی احمق ہے۔ اس حساب سے بہشتی مقبرے کا نام ''جنت الحمقا'' ہونا چاہیے تھا۔ مرتب)''

(خطبہ جمعہ از مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 20، نمبر 143، صفحہ 7 مورخہ یکم جون 1933ء)

(عکس صفحہ نمبر 833، 834 پر)

انگاروں والی جماعت

(312) ''میں چاہتا ہوں کہ جو جو مظالم تم پر کیے جاتے ہیں، وہ تمھارے دلوں میں انگارے بن بن کر جمع ہوتے چلے جائیں لیکن ان کا دھواں باہر نہ نکلے، یہاں تک کہ تم ان انگاروں سے جل کر اندر ہی اندر راکھ ہو کر بھسم ہو جاؤ۔''

(خطبہ جمعہ از مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 23، نمبر 139، صفحہ 9 مورخہ 12 دسمبر 1935ء)

(عکس صفحہ نمبر 335، 836 پر)

جھگڑالو جماعت

(313) ''مجھے ان (قادیانی) لوگوں کو ڈھیل دیتے دیتے ایک لمبا عرصہ ہو گیا ہے اور اب بھی میں انھیں کچھ نہیں کہتا مگر میں انھیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ سوچیں ان کا اپنا طریق عمل کیا ہے۔ ان کی اپنی تو یہ حالت ہے کہ وہ اس بات پر لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں کہ ہمیں فلاں عہدہ

کیوں نہیں دیا گیا؟ فلاں کیوں دیا گیا؟ فلاں کے ماتحت ہم رہنا نہیں چاہتے۔ کبھی تنخواہ پر جھگڑا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ تمام باتیں بتلاتی ہیں کہ ان کے دماغ کی کل بگڑی ہوئی ہے، ورنہ کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) کو اگر برا بھلا کہا جائے تو انھیں غصہ نہیں آتا لیکن اپنی کوئی بات ہو تو جھگڑے بغیر رہ نہیں سکتے۔"

(اخبار الفضل قادیان جلد 22، نمبر 94، صفحہ 9 مورخہ 5 فروری 1935ء) (عکس صفحہ نمبر 837، 838 پر)

کسی ماہر نفسیات کے لیے یہ بہت بڑی Assignment ہے کہ وہ گہرائی میں جا کر مفصل علمی تجزیہ کرے، آخر مرزا قادیانی کے لیے قادیانیوں کے دِلوں میں غیرت کا اس قدر فقدان کیوں ہے؟ مرزا قادیانی کو نبی کہتے ہوئے ان کا منہ سوکھتا ہے مگر جب موقع آتا ہے، اپنے اس "مسیح موعود" کی عزت کے لیے تو ان کی حمیت نہیں جاگتی۔ آخر اس کے اسباب کیا ہیں؟

غیر مہذب اور غیر شائستہ جماعت

(314) "بعض دفعہ (میری) بغل کے نیچے سے کوئی ہاتھ نمودار ہو رہا ہوتا ہے اور بعض دفعہ میں آگے ہوتا ہوں اور کوئی پیچھے سے میرے ہاتھ کو مروڑ رہا ہوتا ہے اور میں قیاس سے سمجھتا ہوں کہ کوئی مصافحہ کرنا چاہتا ہے، پھر میں نے کئی بار دیکھا ہے بعض لوگ میری پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہیں.......... پھر میری یہ حالت ہے کہ اگر میرے بدن پر ہاتھ رکھ دیا جائے تو میری حالت ناقابلِ برداشت ہو جاتی ہے اور دم گھٹنے لگتا ہے.......... وہ تو برکت حاصل کرنے کے لیے ایسا کرتے ہیں مگر مجھے ایسی گدگدی اور کھجلی ہوتی ہے کہ طبیعت میں سخت انقباض پیدا ہوتا ہے پھر کئی لوگ ہیں کہ وہ دبانے لگتے ہیں مگر دو چار بار دبا کر پھر کمر پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں، حالانکہ یہ تو برابر کے دوست کے لیے بھی معیوب بات ہے، چہ جائیکہ امام جماعت کے لیے ہو۔ ہماری مجالس میں باہر سے غیر احمدی بلکہ غیر مسلم بھی آ کر بیٹھتے ہیں اور عام طور پر ہماری جماعت کو مہذب اور شائستہ سمجھا جاتا ہے۔ ایسی حالت دیکھ کر ان لوگوں پر کیا اثر ہوتا ہوگا؟ (ظاہر ہے کہ وہ قادیانیوں کو غیر مہذب اور غیر شائستہ ہی سمجھیں گے۔ مرتب)"

(خطبہ جمعہ از مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 21، نمبر 149، صفحہ 5 تا 7 مورخہ 14 جون 1934ء)

(عکس صفحہ نمبر 839 تا 841 پر)

نفس پرور جماعت

(315) ""پس جولوگ دنیا میں نفسانفسی میں ہی پڑے رہتے ہیں، قیامت کے روز ان سے بھی نفسی نفسی کا معاملہ ہوگا۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس کی تازہ مثال ہم میں موجود ہے۔ ایک (قادیانی) شخص کی لڑکی فوت ہوگئی۔ وہ اکیلا اس کا جنازہ لے کر گیا اور راستہ میں دو ایک آدمی اور مل گئے۔ یہ کیوں ہوا؟ اس لیے کہ میں بوجہ بیماری کے اس جنازے کے ساتھ نہ جا سکا۔""

(خطبہ جمعہ از مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 8، نمبر 10، صفحہ 8 مورخہ 12 اگست 1920ء)

(عکس صفحہ نمبر 842، 843 پر)

ایک پیسے سے بھی کم حیثیت جماعت

(316) ""اگر ہزاروں احمدیوں کی جانیں بھی چلی جائیں تو پھر بھی ان کی اتنی حیثیت بھی نہ ہوگی، جتنی ایک کروڑ پتی کے لیے ایک پیسہ کی ہوتی ہے۔""

(خطبہ جمعہ از مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 22، نمبر 72، صفحہ 8 مورخہ 13 دسمبر 1934ء)

(عکس صفحہ نمبر 844، 845 پر)

لومڑی، سؤر اور سانپ

مرزا قادیانی کا اپنی جماعت کے بارے میں ""ارشاد"" ہے:

(317) ""بن کے رہنے والو تم ہرگز نہیں ہو آدمی
کوئی ہے روباہ کوئی خنزیر اور کوئی ہے مار""

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 108 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 138، از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 846 پر)

مرزا قادیانی کے اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ اے قادیان کے رہنے والو! تم ہرگز انسان نہیں ہو۔ تم میں کوئی اپنی منافقت اور مکر و فریب کی وجہ سے لومڑی ہے۔ کوئی بے حیا اور پلید ہونے کی وجہ سے سور ہے اور کوئی اپنی زہرناکیوں کی وجہ سے سانپ ہے۔

ان القابات کے جواب میں قادیانی بھی اپنے ''حضرت صاحب'' کو کہہ سکتے ہیں کہ جناب اگر ہم لومڑی، سور اور سانپ ہیں تو آپ بھی انسان نہیں ہیں کیونکہ مستند ہے آپ کا فرمایا ہوا کہ

ے کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 97 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 127 از مرزا قادیانی)



ثبوت حاضر ہیں!

مرزا قادیانی
کی
بیماریاں

انبیائے کرام انسانوں میں اللہ تعالیٰ کا بہترین انتخاب ہوتے ہیں۔ انھیں نبوت ورسالت ایسے عظیم ترین منصب سے سرفراز اور ممتاز کیا جاتا ہے۔ وہ عند اللہ بے حد مقبول اور محبوب ہوتے ہیں۔ ان کا مقام و مرتبہ پوری انسانیت میں سے بلند ہوتا ہے۔ انھیں جہاں دیگر اعلیٰ ترین اوصافِ حمیدہ سے نوازا جاتا ہے، وہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ انبیائے کرام کی صحت نہایت قابل رشک ہوتی ہے کیونکہ بارِ نبوت اٹھانے اور نباہنے کے لیے ان کا تندرست اور صحت مند ہونا لازمی امر ہے۔ وہ کسی خاص مرض کا نشانہ نہیں بنتے۔ انھیں کوئی ایسی بیماری لاحق نہیں ہوتی جو ان کے عظیم مشن میں رکاوٹ بن سکے۔ اگر کبھی خدانخواستہ کوئی نبی کسی بیماری میں مبتلا ہو جائے تو یہ دائمی اور ابدی نہیں ہوتی بلکہ وقتی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر کی آزمائش ہوتی ہے۔ اس کے برعکس آنجہانی مرزا قادیانی پوری زندگی جسمانی اور دماغی بیماریوں کا شکار رہا۔ وہ بیمار نہیں بلکہ ''بیماری'' تھا۔ سستی نامردی سے لے کر مراق تک ہر بیماری اسے ''جاناں'' سمجھ کر چمٹی ہوئی تھی۔ مرزا قادیانی چلتا پھرتا بیماریوں کا ہسپتال تھا۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ آنجہانی مرزا قادیانی کو کون کون سی پیچیدہ بیماریاں لاحق تھیں:

مردانہ حسن کا نمونہ

(318) ''آپ مردانہ حسن کے اعلیٰ نمونہ تھے۔''

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 120 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 847 پر)

صحت کا ٹھیکہ

مرزا قادیانی کو الہام ہوا کہ

(319) ''ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے؟''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 685 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 848 پ

انبیا اور خبیث امراض

(320) ''انبیا خبیث امراض سے محفوظ رکھے جاتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 397 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 849 پ

دائم المرض اور طرح طرح کی بیماریاں

(321) ''اس عاجز کی عمر اس وقت پچاس برس سے کچھ زیادہ ہے اور ضعیف اور دائم الم
اور طرح طرح کے عوارض میں مبتلا ہے۔''

(سراج منیر صفحہ 15 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 17 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 850 پ

آنکھوں کی نسبت خاص الہام

(322) ''ایسا ہی خدا تعالیٰ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر کوئی خبیث مرض دامن گیر ہو جائے جی
کہ جذام اور جنون اور اندھا ہونا اور مرگی، تو اس سے یہ لوگ نتیجہ نکالیں گے کہ اس پر غضب
الٰہی ہو گیا۔ اس لیے پہلے سے اس نے مجھے براہین احمدیہ میں بشارت دی کہ ہر ایک خبیث
عارضہ سے تجھے محفوظ رکھوں گا۔ اور اپنی نعمت تجھ پر پوری کروں گا۔ اور بعد اس کے آنکھوں
نسبت خاص کر یہ بھی الہام ہوا۔ تنزل الرحمة علیٰ ثلٰث. العین و علی الاخریین. یع
رحمت تین عضووں پر نازل ہوگی۔ ایک آنکھیں کہ پیرانہ سالی ان کو صدمہ نہیں پہنچائے گی او
نزول الماء وغیرہ سے جس سے نورِ بصارت جاتا رہے محفوظ رہیں گی اور دو عضو اور ہیں جن

خدا تعالیٰ نے تصریح نہیں کی۔ ان پر بھی یہی رحمت نازل ہوگی اور ان کی قوتوں اور طاقتوں میں فتور نہیں آئے گا۔"

(تحفہ گولڑویہ | ضمیمہ | صفحہ 31 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 67 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 851 پر)

مائی اوپیا

(323) "ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کی آنکھوں میں مائی اوپیا تھا، اسی وجہ سے پہلی رات کا چاند نہ دیکھ سکتے تھے۔"

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 119 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 852 پر)

چشم نیم باز

(324) "مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب مع چند خدام کے فوٹو کھنچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہوگئیں۔"

(سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 77 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 853 پر)

الٹا جوتا پہننا

(325) "ایک دفعہ کوئی شخص آپ کے لیے گرگابی لے آیا آپ نے پہن لی مگر اس کے اُلٹے سیدھے پاؤں کا آپ کو پتہ نہیں لگتا تھا، کئی دفعہ الٹی پہن لیتے تھے اور پھر تکلیف ہوتی تھی۔ بعض دفعہ آپ کا الٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ ہو کر فرماتے ان کی کوئی چیز بھی اچھی نہیں ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کی سہولت کے واسطے اُلٹے سیدھے پاؤں کی شناخت کے لیے نشان لگا دیے تھے مگر باوجود اس کے آپ اُلٹا سیدھا پہن لیتے تھے اس لیے

آپ نے اسے اتار دیا۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 67 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 854 پر)

کس کی چھڑی ہے؟

(326) "بیان کیا مجھ سے مولوی ذوالفقار علی خان صاحب نے کہ جن دنوں میں گورداسپور میں کرم دین کا مقدمہ تھا، ایک دن حضرت صاحب کچہری کی طرف تشریف لے جانے لگے اور حسبِ معمول پہلے دعا کے لیے اس کمرہ میں گئے جو اس غرض کے لیے پہلے مخصوص کر لیا تھا۔ میں اور مولوی محمد علی صاحب وغیرہ باہر انتظار میں کھڑے تھے اور مولوی صاحب کے ہاتھ میں اس وقت حضرت صاحب کی چھڑی تھی۔ حضرت صاحب دعا کر کے باہر نکلے تو مولوی صاحب نے آپ کو چھڑی دی۔ حضرت صاحب نے چھڑی ہاتھ میں لے کر اسے دیکھا اور فرمایا۔ یہ کس کی چھڑی ہے؟ عرض کیا گیا کہ حضور ہی کی ہے جو حضور اپنے ہاتھ میں رکھا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اچھا! میں تو سمجھا تھا کہ یہ میری نہیں ہے۔ خان صاحب کہتے ہیں کہ وہ چھڑی مدت سے آپ کے ہاتھ میں رہتی تھی۔" (کیا تجاہلِ عارفانہ ہے! مرتب)۔

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 245 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 855 پر)

گھڑی

(327) "بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت صاحب کو ایک جیبی گھڑی تحفہ دی۔ حضرت صاحب اس کو رومال میں باندھ کر جیب میں رکھتے تھے۔ زنجیر نہیں لگاتے تھے، اور جب وقت دیکھنا ہوتا تھا تو گھڑی نکال کر ایک کے ہندسے یعنی عدد سے گن کر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور انگلی رکھ رکھ کر ہندسے گنتے تھے اور منہ سے بھی گنتے جاتے تھے اور گھڑی دیکھتے ہی وقت نہ پہچان سکتے تھے۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 180 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 856 پر)

''انہوں کچھ دیدا ہے''

(328) ''حضرت مسیح موعود کے اندرونِ خانہ ایک نیم دیوانی سی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اس نے کیا حرکت کی کہ جس کمرے میں حضرت صاحب بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے، وہاں ایک کونے میں کھڑا تھا، جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے۔ وہاں اپنے کپڑے اتار کر اور ننگی بیٹھ کر نہانے لگ گئی۔ حضرت صاحب اپنے کام تحریر میں مصروف رہے اور کچھ خیال نہ کیا کہ وہ کیا کرتی ہے۔ جب وہ نہا چکی تو ایک اور خادمہ اتفاقاً آ نکلی۔ اس نے اس نیم دیوانی کو ملامت کی کہ حضرت صاحب کے کمرے میں اور موجودگی کے وقت تُو نے کیا حرکت کی؟ تو اس نے ہنس کر جواب دیا، انہوں کچھ دیدا ہے؟ یعنی اسے کیا دکھائی دیتا ہے؟'' (اسے کہتے ہیں: دیوانہ بکار خویش ہوشیار۔ مرتب)

(ذکرِ حبیب صفحہ 38 از مفتی محمد صادق قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 857 پر)

ذیابیطس، سوسو دفعہ پیشاب

(329) ''مجھے اس وقت ایک اپنا سرگذشت قصہ یاد آتا ہے اور وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے۔ اور بعض وقت سوسو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آیا ہے اور بوجہ اس کے کہ پیشاب میں شکر ہے، کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے اور کثرت پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لیے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابیطس کے لیے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا، اور دوسرا افیونی۔''

(نسیمِ دعوت صفحہ 74، 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 434، 435 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 858 پر)

حالتِ مردمی کالعدم

(330) ''میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا اور دو

مرضیں یعنی ذیابیطس اور دردِ سر مع دورانِ سر، قدیم سے میرے شامل حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا۔ اس لیے میری حالتِ مردمی کالعدم تھی۔"

(تریاق القلوب صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 203 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 859 پر)

سردرد، کمی خواب، تشنجِ دل، ذیابیطس، کثرت پیشاب

(331) "میں ایک دائم المرض آدمی ہوں اور وہ دو زرد چادریں جن کے بارے میں حدیثوں میں ذکر ہے کہ ان دو چادروں میں مسیح نازل ہوگا، وہ دو زرد چادریں میرے شامل حال ہیں، جن کی تعبیر علم تعبیر الرؤیا کے رُو سے دو بیماریاں ہیں۔ سو ایک چادر میرے اوپر کے حصہ میں ہے کہ ہمیشہ سردرد اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے، وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے، اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے، اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں، وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔"

(ضمیمہ اربعین نمبر 4 صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 470، 471 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 860 پر)

سردرد، کثرتِ پیشاب و دست

(332) "مجھے دو مرض دامن گیر ہیں۔ ایک جسم کے اوپر کے حصہ میں کہ سردرد اور دورانِ سر اور دورانِ خون کم ہو کر ہاتھ پیر سرد ہو جانا، نبض کم ہو جانا، دوسرے جسم کے نیچے کے حصہ میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا۔ یہ دونوں بیماریاں قریباً بیس برس سے ہیں۔ کبھی دعا سے ایسی رخصت ہو جاتی ہیں کہ گویا دُور ہو گئیں۔ مگر پھر شروع ہو جاتی ہیں۔ ایک دفعہ میں نے دعا کی کہ یہ بیماریاں بالکل دُور کر دی جائیں تو جواب ملا کہ ایسا نہیں ہوگا۔"

(نسیم دعوت صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 435 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 862 پر)

سر اور دستوں کی بیماری

(333) ''احادیث میں ہے کہ مسیح موعود دو زرد رنگ چادروں میں اترے گا۔ ایک چادر بدن کے اوپر کے حصہ میں ہوگی اور دوسری چادر بدن کے نیچے کے حصہ میں۔ سو میں نے کہا کہ یہ اس طرف اشارہ تھا کہ مسیح موعود دو بیماریوں کے ساتھ ظاہر ہوگا کیونکہ تعبیر کے علم میں زرد کپڑے سے مراد بیماری ہے۔ اور وہ دونوں بیماریاں مجھ میں ہیں یعنی ایک سر کی بیماری اور دوسری کثرت پیشاب اور دستوں کی بیماری۔''

(تذکرہ الشہادتین صفحہ 44 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 46 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 863 پر)

دست

(334) ''مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 565 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 864 پر)

دورے

(335) ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ اوائل میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کو سخت دورہ پڑا۔ کسی نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد کو بھی اطلاع دے دی اور وہ دونوں آ گئے۔ پھر ان کے سامنے بھی حضرت صاحب کو دورہ پڑا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ مرزا سلطان احمد تو آپ کی چارپائی کے پاس خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے۔ مگر مرزا فضل احمد کے چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا اور وہ کبھی اِدھر بھاگتا تھا اور کبھی اُدھر۔ کبھی اپنی پگڑی اتار کر حضرت صاحب کی ٹانگوں کو باندھتا تھا اور کبھی پاؤں دبانے لگ جاتا تھا اور گھبراہٹ میں اس کے ہاتھ کانپتے تھے۔''

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 28 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 865 پر)

دورے اور روزے

(336) ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کیے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا اس لیے باقی چھوڑ دیے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو آپ کا تیرہواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جتنے رمضان آئے آپ نے سب روزے رکھے مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل کمزوری کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا فرماتے رہے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپ نے ابتدا دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے تو کیا پھر بعد میں ان کو قضا کیا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں صرف فدیہ ادا کر دیا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود کو دورانِ سر اور بردِ اطراف کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانہ میں آپ بہت کمزور ہو گئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی، اس لیے جب آپ روزے چھوڑتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پھر دوسرے رمضان تک ان کے پورا کرنے کی طاقت نہ پاتے تھے۔ مگر جب اگلا رمضان آتا تو پھر شوقِ عبادت میں روزے رکھنے شروع فرما دیتے تھے لیکن پھر دورہ پڑتا تھا تو ترک کر دیتے تھے اور بقیہ کا فدیہ ادا کر دیتے تھے۔''

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 65، 66 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 866، 867 پر)

مرگی

(337) ''مجھے دو بیماریاں مدت دراز سے تھیں۔ ایک شدید دردِ سر جس سے میں نہایت بیتاب ہو جاتا تھا اور ہولناک عوارض پیدا ہو جاتے تھے اور یہ مرض قریباً پچیس برس تک دامنگیر رہی اور اس کے ساتھ دورانِ سر بھی لاحق ہو گیا اور طبیبوں نے لکھا کہ ان عوارض کا آخر نتیجہ مرگی ہوتی ہے۔ چنانچہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر قریباً دو ماہ تک اسی مرض میں مبتلا ہو

کر آخر مرض صرع میں مبتلا ہو گئے اور اسی سے ان کا انتقال ہو گیا۔"
(حقیقۃ الوحی صفحہ 363 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 376 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 868 پر)

مرزا قادیانی کی عادت تھی کہ اپنی تقریر میں ایک بات کو کم از کم تین دفعہ عموماً دہراتا تھا اور یہ غالباً مراق کا اثر تھا کیونکہ جس قدر کسی کو مراق ہوتا ہے۔ اس قدر اپنا سلسلہ کلام لمبا کرتا ہے اور ایک بات کو بار بار دہراتا ہے۔ انبیائے علیہم السلام میں یہ کمزوری نہیں پائی جاتی بلکہ وہ قلیل الکلام ہوتے ہیں۔ مرزا قادیانی اپنے مراق کا خود اقرار کرتا ہے:

ہسٹریا

(338) "ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرتے کرتے یکدم ضعف ہو جانا، چکروں کا آنا، ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا، گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیرہ ذلک۔ یہ اعصاب کی ذکاوت حس یا تکان کی علامات ہیں اور ہسٹریا کے مریضوں کو بھی ہوتی ہیں اور انہیں معنوں میں حضرت صاحب کو ہسٹریا یا مراق بھی تھا۔"
(سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 869 پر)

ہسٹریا کے دورے

(339) "بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کو پہلی دفعہ دورانِ سر اور ہسٹریا کا دورہ بشیر اول (ہمارا ایک بڑا بھائی ہوتا تھا جو 1888ء میں فوت ہو گیا تھا) کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔ رات کو سوتے ہوئے آپ کو اتھو آیا اور پھر اس کے بعد طبیعت

خراب ہوگئی۔ مگر یہ دورہ خفیف تھا۔ پھراس کے کچھ عرصہ بعد آپ ایک دفعہ نماز کے لیے باہر گئے اور جاتے ہوئے فرما گئے کہ آج کچھ طبیعت خراب ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے بعد شیخ حامد علی (حضرت مسیح موعود کے ایک پرانے مخلص خادم تھے۔ اب فوت ہو چکے ہیں) نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ جلدی پانی کی ایک گاگر گرم کر دو۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں سمجھ گئی کہ حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی ہوگی۔ چنانچہ میں نے کسی ملازم عورت کو کہا کہ اس سے پوچھو میاں کی طبیعت کا کیا حال ہے۔ شیخ حامد علی نے کہا کہ کچھ خراب ہوگئی ہے۔ میں پردہ کرا کے مسجد میں چلی گئی، تو آپ لیٹے ہوئے تھے۔ میں جب پاس گئی تو فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی۔ لیکن اب افاقہ ہے۔ میں نماز پڑھا رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے۔ پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اس کے بعد سے آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے۔ خاکسار نے پوچھا: دورہ میں کیا ہوتا تھا؟ والدہ صاحبہ نے کہا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھچ جاتے تھے، خصوصاً گردن کے پٹھے۔ اور سر میں چکر ہوتا تھا اور اس حالت میں آپ اپنے بدن کو سہار نہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوتے تھے۔ پھراس کے بعد کچھ تو دوروں کی ایسی سختی نہیں رہی اور کچھ طبیعت عادی ہوگئی۔ خاکسار نے پوچھا اس سے پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سر درد کے دورے ہوا کرتے تھے۔ خاکسار نے پوچھا کیا پہلے حضرت صاحب خود نماز پڑھاتے تھے؟ والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں مگر پھر دوروں کے بعد چھوڑ دی۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 16، 17 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 870، 871 پر)

اگر ہسٹریا ثابت ہو جائے......

☐ "ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹریا یا مالیخولیا یا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعویٰ کی تردید کے لیے کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتی ہے۔"

(ریویو آف ریلیجنز قادیاں اگست 1926ء مضمون شاہنواز قادیانی)

مراق

(340) ''آج کل میری مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی جاتی ہے اور دورانِ سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ مگر میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کام کو کیے جاتا ہوں۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 565 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 872 پر)

ہسٹریا اور مراق

(341) ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹیریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرتے کرتے یکدم ضعف ہو جانا، چکروں کا آنا، ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا، گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیرذلک۔''

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 873 پر)

مراق اور کثرت بول

(342) ''دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپؐ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اُترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں، ایک اُوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 32، 33 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 874 پر)

مسیح موعود کی صداقت کے لیے اس کا دائم المرض ہونا کیا ضروری تھا؟ یقیناً یہ مرز
قادیانی کا ذہن رسا ہے جو دو زرد چادروں کو علامت قرار دے کر پھر اسے ''ڈی کوڈ'' کر دیا ک
دراصل یہ دو بیماریاں ہیں جو مجھے لاحق ہیں۔ مسیح کا کام مسیحائی ہے نہ کہ خود امراض کا مجموعہ ہونا۔

ہر نبی کو مراق

(343) ''سیٹھی غلام نبی صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دن کا ذکر ہے
کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے حضرت مسیح موعود سے فرمایا کہ حضور غلام نبی کو مراق ہے
حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک رنگ میں سب نبیوں کو مراق ہوتا ہے اور مجھ کو بھی ہے۔
طبیعتوں کی مناسبت ہے۔ جس قدر ایسے آدمی ہیں کھچے چلے آویں گے۔''
(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 304 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 876 پ

سِل

(344) ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ تمھارے دادا کی زندگی میں
حضرت صاحب کو سِل ہو گئی اور چھ ماہ تک بیمار رہے اور بڑی نازک حالت ہو گئی، حتیٰ ک
زندگی سے ناامیدی ہو گئی۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت صاحب کے چچا آپ کے پاس آ کر بیٹھ
اور کہنے لگے کہ دنیا میں یہی حال ہے۔ سبھی نے مرنا ہے۔ کوئی آگے گزر جاتا ہے۔ کوئی پیچھ
جاتا ہے اس لیے اس پر ہراساں نہیں ہونا چاہیے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تمھارے دادا خو
حضرت صاحب کا علاج کرتے تھے اور برابر چھ ماہ تک انھوں نے آپ کو بکرے کے پائے
شوربا کھلایا تھا۔''
(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 55، 56 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 877 پ

خونی قے

(345) ''پھر آپ نے فرمایا میں کیا کروں میں نے تو خدا کے سامنے پیش کیا ہے کہ م

تیرے دین کی خاطر اپنے ہاتھ اور پاؤں میں لوہا پہننے کو تیار ہوں۔ مگر وہ کہتا ہے کہ نہیں میں تجھے ذلت سے بچاؤں گا اور عزت کے ساتھ بری کروں گا۔ پھر آپ محبت الٰہی پر تقریر فرمانے لگے اور قریباً نصف گھنٹہ تک جوش کے ساتھ بولتے رہے۔ لیکن پھر یکلخت بولتے بولتے آپ کو اُبکائی آئی اور ساتھ ہی قے ہوئی، جو خالص خون کی تھی، جس میں کچھ خون جما ہوا تھا اور کچھ بہنے والا تھا۔ حضرت نے قے سے سر اٹھا کر رومال سے اپنا منہ پونچھا اور آنکھیں بھی پونچھیں، جو قے کی وجہ سے پانی لے آئیں تھیں۔ مگر آپ کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ قے میں کیا نکلا ہے کیونکہ آپ نے یکلخت جھک کر قے کی اور پھر سر اٹھا لیا۔ مگر میں اس کے دیکھنے کے لیے جھکا تو حضور نے فرمایا کیا ہے؟ میں نے عرض کیا۔ حضور قے میں خون نکلا ہے۔ تب حضور نے اس کی طرف دیکھا۔ پھر خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب اور دوسرے لوگ بھی کمرے میں آ گئے اور ڈاکٹر کو بلوایا گیا۔ ڈاکٹر انگریز تھا۔ وہ آیا اور قے دیکھ کر خواجہ صاحب کے ساتھ انگریزی میں باتیں کرتا رہا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اس بڑھاپے کی عمر میں اس طرح خون کی قے آنا خطرناک ہے۔ پھر اس نے کہا کہ یہ آرام کیوں نہیں کرتے؟ خواجہ صاحب نے کہا آرام کس طرح کریں۔ مجسٹریٹ صاحب قریب قریب کی پیشیاں ڈال کر تنگ کرتے ہیں، حالانکہ معمولی مقدمہ ہے جو یونہی طے ہو سکتا ہے۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 97 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 879 پر)

قولنج زحیری

(346) "ایک مرتبہ میں قولنج زحیری سے سخت بیمار ہوا اور سولہ دن پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 234 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 246 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 880 پر)

کیچڑ اور ریت سے علاج

(347) "بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم

اے کہ ایک دفعہ والد صاحب سخت بیمار ہو گئے اور حالت نازک ہو گئی اور حکیموں نے ناامیدی کا اظہار کر دیا اور نبض بھی بند ہو گئی۔ مگر زبان جاری رہی۔ والد صاحب نے کہا کہ کیچڑ لا کر میرے اوپر اور نیچے رکھو۔ چنانچہ ایسا کیا گیا اور اس سے حالت رُو بہ اصلاح ہو گئی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ یہ مرض قولنج زحیری کا تھا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھایا تھا کہ پانی اور ریت منگوا کر بدن پر ملی جاوے۔ سو ایسا کیا گیا تو حالت اچھی ہو گئی۔"
(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 221، 222 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 881 پر)

خارش

(348) "ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کو غالباً 1892ء میں ایک دفعہ خارش کی تکلیف بھی ہوئی تھی۔ اس واقعہ کے بہت عرصہ بعد ایک دفعہ ہنس کر فرمانے لگے کہ خارش والے کو کھجانے سے اتنا لطف آتا ہے کہ بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ ہر بیماری کا اجر انسان کو آخرت میں ملے گا، سوائے خارش کے۔ کیونکہ خارش کا بیمار دنیا میں ہی اس سے لذت حاصل کر لیتا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کو خارش کی تکلیف مرزا عزیز احمد صاحب کی پیدائش پر ہوئی تھی جو غالباً 1891ء کا واقعہ ہے۔"
(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 53 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 883 پر)

لکنت

(349) "قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی زبان میں کسی قدر لکنت تھی اور آپ پرنالے کو پنالہ فرمایا کرتے تھے۔"
(سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 25 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 884 پر)

دانتوں کو کیڑا

(350) "دندانِ مبارک آپ کے آخر عمر میں کچھ خراب ہو گئے تھے، یعنی کیڑا بعض ڈاڑھوں کو لگ گیا تھا جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جاتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک ڈاڑھ کا سرا

ایسا نوکدار ہوگیا تھا کہ اس سے زبان میں زخم پڑ گیا تو ریتی کے ساتھ اس کو گھسوا کر برابر بھی کرایا تھا۔ مگر کبھی کوئی دانت نکلوایا نہیں۔"
(سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 125 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 885 پر)

ایڑیاں پھٹ گئیں

(351) "پیر کی ایڑیاں آپ کی بعض دفعہ گرمیوں کے موسم میں پھٹ جایا کرتی تھیں۔"
(سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 125 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 886 پر)

بال سفید

(352) "فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے بال تیس سال کی عمر میں سفید ہونے شروع ہوئے تھے (البتہ دل آخری وقت تک سیاہ رہا۔ ناقل) اور پھر جلد جلد سب سفید ہوگئے۔"
(ذکر حبیب صفحہ 38 از مفتی محمد صادق قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 887 پر)

دایاں بازو

(353) "بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کہ ایک دفعہ والد صاحب اپنے چوبارے کی کھڑکی سے گر گئے اور دائیں بازو پر چوٹ آئی۔ چنانچہ آخر عمر تک وہ ہاتھ کمزور رہا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ آپ کھڑکی سے اُترنے لگے تھے سامنے سٹول رکھا تھا وہ اُلٹ گیا اور آپ گر گئے اور دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور یہ ہاتھ آخر عمر تک کمزور رہا۔ اس ہاتھ سے آپ لقمہ تو منہ تک لے جا سکتے تھے مگر پانی کا برتن وغیرہ منہ تک نہیں اُٹھا سکتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ نماز میں بھی آپ کو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے سہارے سے سنبھالنا پڑتا تھا۔"
(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 216، 217 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 888 پر)

حافظہ خراب

(354) ''میرا حافظہ بہت خراب ہے۔ اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو، تب بھی بھول جاتا ہوں۔ یاددہانی عمدہ طریقہ ہے۔ حافظہ کی یہ ابتری ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔''
(مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ 483 (طبع جدید) از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 890 پر)

سرعت انزال

(355) ''ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھی کہ صحبت کے وقت لیٹنے کی حالت میں نعوظ بکلی جاتا رہتا تھا۔ شاید قلت حرارت غریزی اس کا موجب تھی۔ وہ عارضہ بالکل جاتا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوا حرارت غریزی کو بھی مفید ہے اور منی کو بھی غلیظ کرتی ہے۔''
(مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ 20 (طبع جدید) از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 891 پر)

قارئین کرام! آپ نے آنجہانی مرزا قادیانی کو لاحق مختلف بیماریوں کا مطالعہ کیا۔ ان بیماریوں میں ایک اہم بیماری مراق ہے جس کے متعلق دنیا بھر کے مستند ڈاکٹروں اور حکیموں کا کہنا ہے کہ یہ مالیخولیا کی ایک قسم ہے۔ یہ مرض، تیز سودا سے جو معدہ میں جمع ہوتا ہے پیدا ہوتا ہے، اس سے فضلات اور آنتوں کے سیاہ بخارات اُٹھ کر دماغ کی طرف چڑھتے ہیں، مریض اس کی ظلمت سے پراگندہ خاطر ہو جاتا ہے اور یہی چیز مراق ہوتی ہے۔

ماہرین طب نے مراق کی علامات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس مرض میں مریض کے افکار و خیالات، حالت طبعی سے بدل جاتے ہیں اور بالعموم اس میں انانیت یعنی خودی، تکبر اور تعلّی یعنی اپنی بڑائی کے فاسد خیالات سما جاتے ہیں۔ وہ ہر بات میں مبالغہ کرتا ہے۔ اس کے دماغی حواس درست نہیں رہتے۔ وہ ہر وقت ست متفکر اور خودی کے خیالات میں مست رہتا ہے۔ اگر مریض پڑھا لکھا ہو تو پیغمبری اور معجزات و کرامات کا دعویٰ کرتا ہے۔ خدائی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے۔ مرض کبھی اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ مریض گمان کرنے لگتا ہے کہ وہ فرشتہ ہے اور کبھی اس سے بھی زیادہ حد تک پہنچ جاتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ وہ خدا ہے۔ بعض مریضوں میں گاہے گاہے یہ مرض اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیب دان سمجھتا ہے اور بعض میں یہ مرض یہاں تک ترقی کر جاتا ہے کہ اس کو اپنے متعلق یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ فرشتہ ہے اور کبھی اپنے آپ کو بادشاہ اور کبھی پیغمبر سمجھتا ہے۔

ثبوت حاضر ہیں!

مرزا قادیانی
کا
عبرتناک انجام

جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی کو درجنوں بیماریاں لاحق تھیں اور یہ بیماریاں ساری زندگی اس کے ساتھ چمٹی رہیں۔ بالآخر اس کی زندگی کا عبرتناک انجام قریب آ گیا۔ روزنامہ الفضل قادیان، مرزا قادیانی کی اہم تحریروں میں سے درج ذیل اقتباس نقل کرتا ہے جو ہر قادیانی کے لیے دعوتِ فکر ہے:۔

بہت بری موت

❑ ''اور جو شخص کہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہوں حالانکہ وہ نہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہے، وہ بہت بری موت مرتا ہے اور اس کا انجام نہایت ہی بد اور قابل عبرت ہوتا ہے۔''

(روزنامہ الفضل قادیان جلد 28، نمبر 50، صفحہ 1 مورخہ 2 مارچ 1940ء)

اب اس معیار پر مرزا قادیانی کو جانچ لیتے ہیں۔ یعنی اگر مرزا قادیانی اپنے دعوؤں میں سچا تھا تو اس کا انجام اچھا ہونا چاہیے تھا، اور اگر اپنے دعوؤں میں جھوٹا تھا تو ''نہایت ہی بد اور قابل عبرت انجام'' ہونا چاہیے تھا۔ مزید براں خود مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

(356) ''غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں، بلکہ نہایت شریر اور بد ذات آدمیوں کا کام ہے۔''

(آریہ دھرم صفحہ 13 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 13 از مرزا غلام احمد قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 892 پر)

(357) ''واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لیے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور

کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ 288، مندرجہ روحانی خزائن، جلد 5 صفحہ 288 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 893 پر)

(358) "مولوی ثناء اللہ سے آخری فیصلہ" میں اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی سے لکھوایا تھا:

"بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب۔ السلام علی من اتبع الھدیٰ! مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود، کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور دجال اور کذاب ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لیے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں...... اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے، تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں، آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔

یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک!...... اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے، تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت

کو خوش کر دے۔ آمین! مگر اے میرے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی ہی میں ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے۔ بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین!

میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے...... تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص (مرزا قادیانی) درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے...... میں دیکھتا ہوں مولوی ثناء اللہ ان ہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لیے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے، اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے۔ یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک! تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین! **ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔**

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی کا اشتہار مورخہ 5 اپریل 1907ء مجموعہ اشتہارات، جلد دوم، صفحہ 705، 706 طبع جدید)

(عکس صفحہ نمبر 894، 895 پر)

اس اشتہار کی اشاعت کے ہفتہ عشرہ بعد ہی 25 اپریل 1907ء کو اخبار بدر قادیان میں مرزا قادیانی کی روزانہ ڈائری میں شائع ہوا کہ:

یہ خدا کی طرف سے ہے

(359) ''ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا یہ دراصل ہماری (یعنی مرزا قادیانی کی) طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 206 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 896 پر)

اس پیش گوئی کے تقریباً ایک سال بعد مرزا قادیانی کی موت نے ''آخری فیصلہ'' کر دیا کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں تھا کیونکہ اس کی موت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی زندگی میں بقول اس کے ''خدائی ہاتھوں کی سزا'' سے ہوئی۔ ہر شخص دم بخود رہ گیا کہ خود مرزا قادیانی کی دعا پر قدرتِ حق نے عجب فیصلہ کیا۔

25 مئی 1908ء کو شام کھانے کے بعد اس کی حالت اچانک بگڑنے لگی۔ اسے مسلسل اسہال شروع ہوگئے۔ ایک دو دفعہ رفع حاجت کے لیے لیٹرین گیا، بعد ازاں ضعف کی وجہ سے نڈھال ہوگیا۔ اس کے جسم کا پانی اور نمک ختم ہوگیا تھا۔ بلڈ پریشر کم ہونے سے ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔ آنکھیں اندر کو دھنس گئیں اور نبض اتنی کمزور ہوگئی کہ محسوس کرنا مشکل ہوگئی۔ مرزا بشیر احمد ایم، اے ابن مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

حالت دگرگوں

(360) ''حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا۔ مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی۔ لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کے لیے آپ پاخانہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا، تو اپنے ہاتھ سے مجھے جگایا۔ میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے، اور میں آپ کے پاؤں دبانے کے لیے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا: تم اب سو جاؤ۔ میں نے کہا۔ نہیں میں دباتی ہوں۔ اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا۔ مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ

پاخانہ نہ جاسکتے تھے۔ اس لیے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا۔ اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے۔ پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی۔ مگر ضعف بہت ہوگیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے۔ اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہوگئی۔"

(سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ 11 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 897 پر)

□ بقول حکیم نورالدین "معدہ کے اندر کی تمام سوزشیں، آنتوں کی سوزشیں اور پیٹ کی جھلیوں کی سوزشیں قے کا باعث بنتی ہیں۔ ہیضہ کی صورت میں جب آنتیں متاثر ہوتی ہیں تو قے کے ساتھ اسہال ہوتے ہیں۔ قے کا آنا بذاتِ خود کوئی بیماری نہیں بلکہ یہ متعدد بیماریوں کی علامت ہے۔ آنتوں کے فالج اور رکاوٹ میں غذا ہی قے کا باعث بنتی ہے۔ کھانے کے فوراً بعد شراب یا افیون کے استعمال سے بھی قے ہوتی ہے۔ اگر اسہال کے ساتھ قے بھی شامل ہو تو مرض اسہال کے بجائے ہیضہ بن جاتا ہے۔" (بیاض نورالدین ص 209)

□ مسلسل اسہال اور قے کی وجہ سے مرزا قادیانی کے جسم، بستر اور کمرے میں سخت بدبو اور تعفن پھیل گیا تھا۔ اس کی حالت دگرگوں ہوگئی اور نورالدین کو بلانے کے لیے کہا۔ حکیم نورالدین آیا تو مرزا قادیانی نے اسے کہا "مجھے اسہال کا دورہ ہوگیا ہے۔ آپ کوئی دوائی تجویز کریں۔" (ضمیمہ الحکم 28 مئی 1908ء)

حکیم نورالدین نے چند مقوی ادویات کھانے کو دیں مگر مرزا قادیانی نے قے کر دیں۔ اس کے بعد اس کی نبض ڈوبنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد ایک انگریز ڈاکٹر آیا مگر وہ نہایت عبرتناک حالت دیکھتے ہی چلا گیا۔ بعض عینی شاہدین کے مطابق مرزا قادیانی کے منہ سے پاخانہ نکل رہا تھا۔ ایسی ہی بھیانک حالت میں مرزا قادیانی 26 مئی 1908ء کو صبح ساڑھے دس بجے جہنم واصل ہوگیا۔

لکھا تھا کاذب مرے گا بیشتر
قول کا پکا تھا پہلے مر گیا

قادیانی کہتے ہیں کہ: مرزا قادیانی کی موت ہیضہ سے نہیں ہوئی۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کی موت کس عارضہ سے ہوئی؟ اس کے لیے کسی ڈاکٹری رپورٹ کی احتیاج نہیں، بلکہ مرزا قادیانی کے ''نام نہاد صحابی'' اور خسر میر ناصر نواب کی ثقہ روایت سے خود مرزا قادیانی کا اپنا ''اقرارِ صالح'' موجود ہے، میر ناصر نواب لکھتا ہے:

میر صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے

(361) ''حضرت (مرزا) صاحب جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا، جب آپ کو سخت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا، جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو مجھے مخاطب کر کے فرمایا: ''میر صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔'' اس کے بعد کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں آپ نے نہیں فرمائی، یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔''

(حیاتِ ناصر صفحہ 14، از شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 898 پر)

لیجیے! بہت ''بری موت'' کے تینوں مرحلے اللہ تعالیٰ نے خود مرزا قادیانی کی زبان و قلم سے طے کرا دیئے، یعنی پہلے اس سے لکھوایا کہ مفتری بہت ہی بری موت مرتا ہے، پھر اس کی تعیین و تشخیص بھی اسی کے قلم سے کرا دی کہ طاعون اور ہیضہ کی موت ہی وہ ''بری موت'' ہے، جو بطور سزا ''خدا تعالیٰ کے ہاتھوں'' سے کسی سرکش مفتری کو دی جاتی ہے، اور پھر خود اسی کی زبان سے یہ اقرار بھی کرا دیا کہ وہ ''وبائی ہیضہ'' سے ''بہت بری موت'' مر رہا ہے، اور یہ اقرار ریکارڈ پر موجود ہے۔

قادیانیوں کی نفسیات بھی بڑی دلچسپ ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو ''مسیح موعود'' مانتے ہیں مگر اس کی کوئی بات ماننے کو تیار نہیں ہیں۔ ان کا ''مسیحا'' کہتا ہے ''...... مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔'' ...... مگر قادیانی مصر ہیں کہ حضرت صاحب کا کہنا درست نہیں ہے۔

؎ کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے ترا آنا جانا

میں نجاست کے کیڑے سے بھی بدتر ہوں

(362) ''مگر مجھے ایسے مفتری اور بدگولوگوں کی کچھ پروانہیں۔ کیونکہ اگر جیسا کہ مجھے اس نے دغاباز، حرام خور، مکار، فریبی اور جھوٹ بولنے والا قرار دیا ہے اور طریق اسلام اور دیانت اور پیروی آنحضرت ﷺ سے باہر مجھے کرنا چاہا ہے اور میرے وجود کو محض فضول اور اسلام کے لیے مضر ٹھہرایا ہے بلکہ مجھے محض شکم پرور اور دشمن اسلام قرار دیا ہے۔ اگر یہ باتیں سچ ہیں تو میں اس کیڑے سے بھی بدتر ہوں جو نجاست سے پیدا ہوتا اور نجاست میں ہی مرتا ہے۔''

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 428 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 899، 900 پر)

دوزخ کا الہام

(363) ''اتنے میں الہام ہوا: یاتیک من کل فج عمیق۔ پھر دوزخ دکھایا گیا۔ وہ سخت مکروہ اور پاخانہ کی شکل کا تھا۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 281 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 901 پر)

جھوٹے مدعی کو خدا ہلاک کرتا ہے

(364) ''جھوٹے مدعی کو خدا ہلاک کرتا ہے اور اس کو مہلت نہیں دی جاتی کیونکہ وہ خدا پر افتراء کرتا ہے اور حق و باطل میں گڑبڑ ڈالنا چاہتا ہے۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 554 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 902 پر)

خدا جھوٹوں کو ہلاک کرتا ہے

(365) ''اے بدقسمت بدگمانو! کیا ممکن ہے کہ کوئی خدا پر جھوٹ باندھے اور پھر اس کے دست قہر سے بچ رہے۔ خدا جھوٹوں کو ہلاک کرے گا اور وہ جو اپنے دل سے باتیں بناتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ یہ خدا کا الہام ہے، وہ ہلاک کیے جائیں گے کیونکہ انہوں نے دلیری کرکے خدا پر بہتان باندھا۔''

(ایام الصلح صفحہ 115 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 341 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 903 پر)

دوزخ کا وعدہ

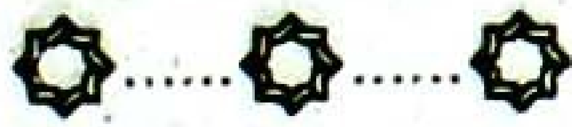
(366) ''آج سے چھبیس برس پہلے خدائے عزوجل براہین احمدیہ میں فرما چکا ہے، میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ میں اس کو گھسیٹوں گا اور اس کو دوزخ دکھلاؤں گا۔''

(حقیقۃ الوحی صفحہ 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 520 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 904 پر)

کسی زندہ دل شاعر نے مرزا قادیانی آنجہانی کی تاریخ وفات لکھی ہے۔

یوں کہا کرتا تھا مر جائیں گے اور
اور تو زندہ ہیں خود ہی مر گیا
اس کے بیماروں کا ہو گا کیا علاج
کالرہ سے خود مسیحا مر گیا

مرزا قادیانی کی تاریخ وفات ہے:
لَقَدْ دَخَلَ فِیْ قَعرِ جَھَنَّمْ. ۱۳۲۶ھ



ثبوت حاضر ہیں!

عکسی شہادتیں

تذکرہ

مجموعہ

الہامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

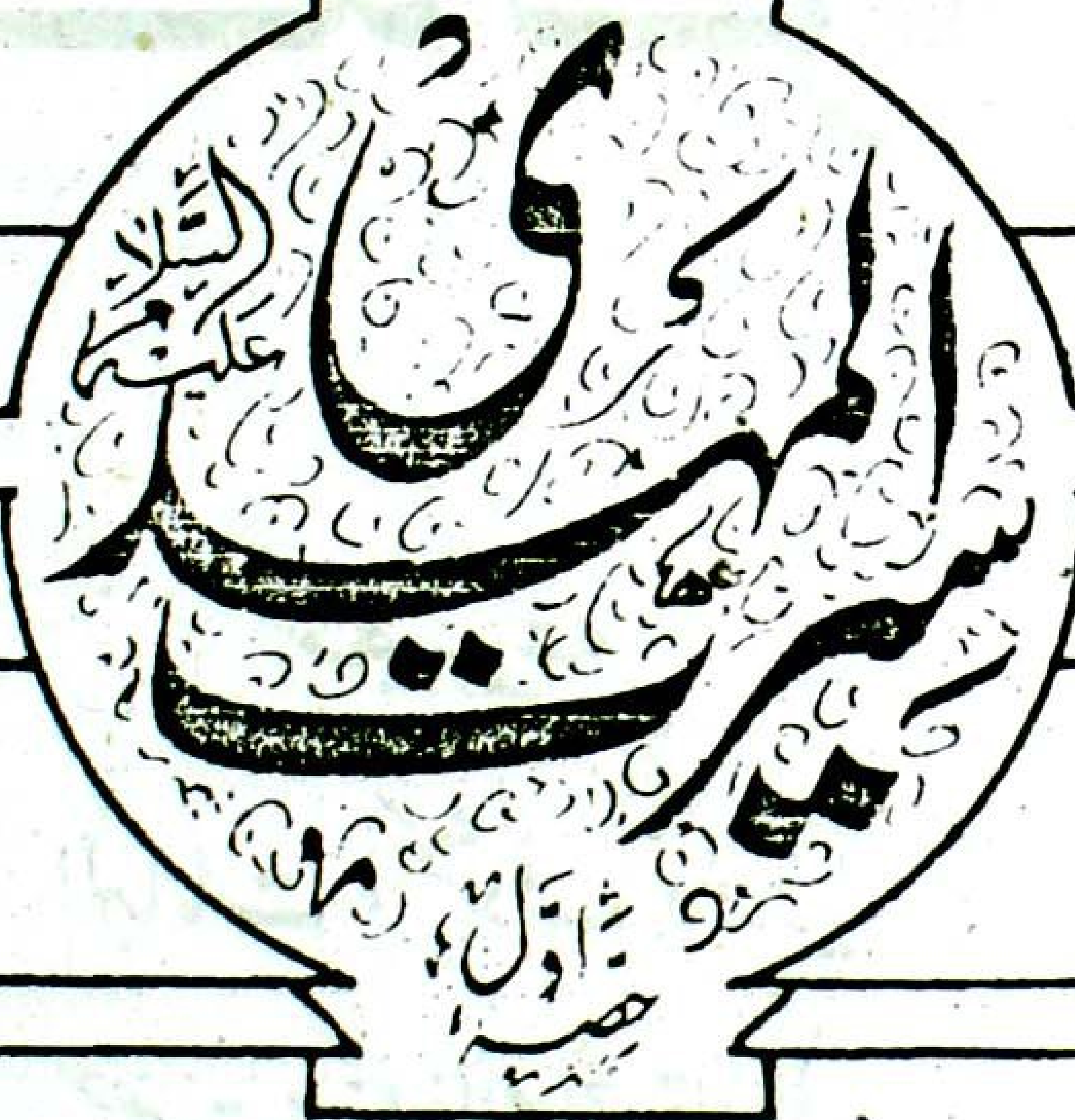
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون

الحمد للہ



سیرت المہدی علیہ السلام

حصہ اول

مرتبہ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم-اے سلمہ اللہ تعالیٰ

حسب فرمائش

مولانا المکرم معظم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل منشی فاضل اول مدرس مدرسہ احمدیہ - قادیان

خاکسار شیخ محمد فخر الدین احمدی (ملتانی) مہتمم احمدیہ کتاب گھر قادیان دارالامان کو شائع کرنیکا فخر حاصل ہے

خیر احمد بھیروی تحریر نمود

قیمت فی جلد عمہ مجلد عہ

۱۹۲۳ء

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

سیرت المہدی

(حصہ دوم)

تالیف لطیف حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

جسے

مینیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان دارالامان

نے

ماہ دسمبر سنہ ۱۹۲۷ء میں شائع کیا ؞

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام محمد الزمان منیجر کے چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

سیرت المہدی

حصہ سوم

(مرتبہ فرمودہ)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

جسے

خاکسار

ایڈیٹر محمد اسمٰعیل مولوی فاضل و منشی فاضل نے قادیان دارالامان سے

شائع کیا

ایڈیشن اول | صفر ۱۳۵۸ھ | اپریل سنہ ۱۹۳۹ء

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود

بانی جماعت احمدیہ

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود

بانی جماعت احمدیہ

جلد دوم

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود
بانی جماعت احمدیہ

جلد سوم

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود

بانی جماعت احمدیہ

آغاز مئی ۱۹۰۴ء تا اواخر ۱۹۰۵ء

جلد چہارم

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود

بانی جماعت احمدیہ

جنوری سنہ ۱۹۰۶ء تا مئی سنہ ۱۹۰۸ء

جلد پنجم

مجموعه

اشتہارات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد اوّل

مجموعہ

اشتہارات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد دوم

مکتوباتِ احمد

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے

خطوط اور مکاتیب

جلد دوم

دعوۃ الامیر

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

ان هٰذا الکتاب یدفع وساوس الخنّاس۔ وفیہ
شفاءٌ للنّاس۔ وھو یھب السکینۃ
ویجلوا الکروب۔ وسمیتہ۔

تریاق القلوب

تصنیف

امام ربانی حضرت میرزا غلام احمدؐ صاحب قادیانی
مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام۔

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن

بماہ جنوری ۱۸۹۸ء

کتاب البریۃ

مع

آیات رب البریۃ

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپی

تعداد جلد ۷۰۰

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (یونس)

مجدّد اعظم

یعنی

سوانحعمری حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ

مسیح موعود و مہدی معہود و مجدد صدی چہاردہم

حصّۂ اوّل

از ابتدا تا جون سنہ ۱۹۰۰ء

مؤلفہ

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

جسے

بماہ ذیقعد سنہ ۱۳۵۰ھ مطابق دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے

شائع کیا

تعداد اشاعت تین ہزار — بار اول — قیمت مجلد تین روپیہ آٹھ آنے

(ٹائیٹل پیج بار اوّل)

قادر کے کاروبار نمودار ہوگئے ۔ کافر جو کہتے تھے وُہ گرفتار ہوگئے

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ (سورۃ صافات)

وَكَفَانِي مِمَّا أُوحِيَ إِلَيَّ هٰذَا الْوَحْيُ الْمُبَشِّر

قال ربك انه نازل من السماء ما يرضيك وما نتنزل الا بامر ربك ما أرسل نبي الا اخزى به الله قوما لا يؤمنون. ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون. وبشر الذين آمنوا ان لهم الفتح. والله متم نوره ولو كره الكافرون كتب الله لأغلبن انا ورسلي لا تخف انى لا يخاف لدي المرسلون.

حقیقۃ الوحی

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ یہ کتاب جامع جسمیں ہر ایک قسم کے حقائق اور معارف اور بہت سے آسمانی نشان درج ہیں محض اسی فضل اور کرم اور خاص اُسکی توفیق اور تائید سے مرتب و تالیف ہوکر

مطبع میگزین قادیان میں باھتمام مینیجر مطبع کے چھپی

تعداد ایک ہزار جلد — تاریخ اشاعت ۱۵ ارمئی ۱۹۰۷ء

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

آناں کہ بر دعاوی ما حملہا کنند ۔ وز راہِ جہل عربدہا برملا کنند
گر یک نظر کنند دریں نسخہ کتاب ۔ ہست ایں یقیں کہ ترکِ عناد و ابا کنند
باور نمی کنم کہ نیایند عذر خواہ ۔ ویں امر دیگر است کہ ترکِ حیا کنند

براہین احمدیہ

حصہ پنجم (۵)

ملقب

بالبراہین الاحمدیہ علی حقیۃ کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ

مؤلفہ

حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام

اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ

تفسیرِ صغیر

قرآنِ مجید
کا
اُردو بامحاورہ ترجمہ مع مختصر تفسیر

از
الحاج حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

ناشر
ادارۃ المصنفین ربوہ ضلع جھنگ

نقل ٹائیٹل بار اول

حصہ اول

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا

اِزالۂ اوہام

فِیْہِ بَأْسٌ شَدِیْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاس

الحمد والمنت کہ بماہ مبارک ذی الحجہ ۱۳۰۸ھ کتاب

جامع معارف قرآنی وشارح اسرار کلام ربانی از

تالیفات مرسل یزدانی و مامور رحمانی

جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

مطبع ریاض ہند امرتسر باہتمام شیخ نور احمد مالک مطبع مطبوع گردید

تعداد جلد ۷۰۰ قیمت فی جلد عہ

ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے

ذکرِ حبیب

مُصنّفہ

حضرت مفتی محمد صادق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام

مولف براہین احمدیہ کے مختصر حالات

(مرتبہ خاکسار معراج الدین عمر احمدی)

اللہ تعالیٰ کا شکر کس زبان و قلم سے ادا ہو سکے جس نے قدرت کاملہ سے تمام جہان کو پیدا فرمایا اور ہر شے کی جبلت اور فطرت کو کسی بات پر ستانی اور منظور رکھا کہ وہ اپنے اپنے رنگ و طرز میں بغیر خواہش منت کشی اور بغیر تقاضائے اجرت اور حاجت خوشامد انسان ہی کی کسی نوع کی خدمت میں لگے رہیں اور انسان کو سب پر شرف دیکر اس کی فطرت کی لوح کو بے داغ سفید چادر کی طرح بنایا اور علاوہ فہم و تمدن اور جوہر عقل و نقل اور صفت انسیت و خلافت بخشکر اِمَّا شَاکِرًا وَّ اِمَّا کَفُوْرًا کا شنس عطا فرمایا اور برخلاف تمام مخلوقات انسان ایسا سادہ نکلا کہ انصرام و انجاح مہمات عبودیت و ادائے فرائض و ذمہ داری حقوق بوقلموں کے بارگراں کو ظلوماً جہولاً بے کھٹکے سر پر رکھ لیا۔ اسکی اس بھولی ادا نے خدا کی نظر میں گھر کر لیا اور اُس نے بکمال ترحم و شفقت اور فضل و لطف اسکی دستگیری کے لیے رہنماؤں کا ایک گروہ مبعوث فرمایا جنہیں اپنے مکالمے کے شرف سے مستفیض کر کے اپنے پیغام انسان کو پہنچانے اور انسان کی کمزوریوں اور دکھوں اور دردوں کو درماں کے لیے اپنے حضور پیش کرانے اور انسان کو اپنی رضا میں داخل کرنے اور اسکی کشتی کو ساحل نجات پر لگانے کے لیے پیغامبر اور شفیع اور کشتیبان بنایا انہیں پر وہ علوم اور حقائق و معارف نازل کیے جنسے تمام اعلیٰ اصول تمدن و تہذیب اور تمام آداب و عبادت و شناخت حقوق خالق و مخلوق اور تمام علوم معرفت علائق ربوبیت و مربوبیت دنیا میں شائع ہوئے انہیں کی بدولت نظم و نسق دنیا باوجہ احسن قرار پایا اور تمام عالمین جادہ اعتدال و استقامت پر قائم ہوئے گویا مستاح حقیقی سے

سیرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تصنیف

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہٗ

شائع کردہ :مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

(ٹائیٹل طبع اوّل)

الحمدللہ والمنت کہ بتائید و توفیق آں نعم المولیٰ و نعم النصیر و عنایات
آں ذاتِ جلیل و عظیم و کبیر حصّہ اولیٰ کتاب لاجواب موسوم بہ

آئینہ کمالاتِ اسلام

جس کا دُوسرا نام دافع الوساوس بھی ہے

بماہ فروری سنہ ۱۸۹۳ء

مطبع ریاض ہند قادیان میں باہتمام شیخ نور احمد مہتمم
و مالک مطبع طبع ہو کر شائع ہوا

(نقل ٹائیٹل طبع اول)

+بغیر دستخط مہتمم کتب خانہ کے کتاب مسروقہ سمجھی جاویگی+

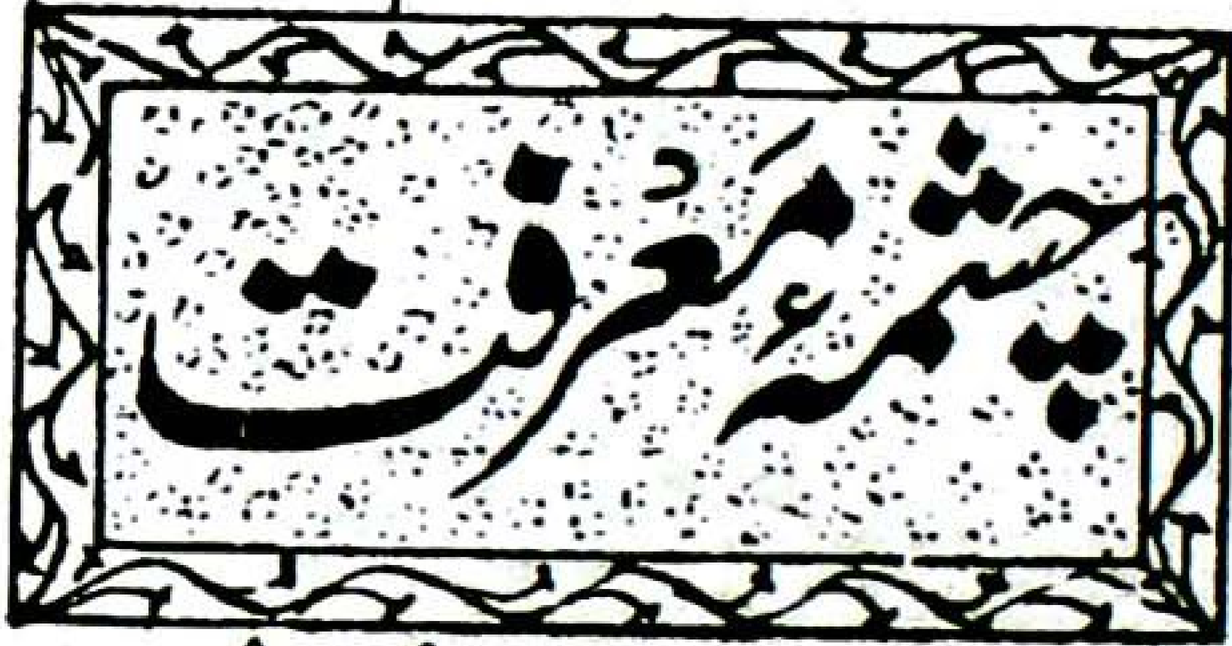
قد فرغنا من الرّدِّ علٰی قومٍ یسمّون آریہ فالحمد للہ ربّ العٰلمین

اِنّا اِذا نزلنا بساحۃِ قومٍ فساء صباح المنذرین

(ترجمہ)

ہم آریوں کا ردّ لکھنے سے فراغت کر چکے سو اس خدا کو سب تعریف ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔
ہم جب ایک قوم پر چڑھائی کرتے ہیں اور انکے صحن میں اُترتے ہیں تو وہ صبح ان کی ایک بُری
صبح ہوتی ہے جو تباہی کی خبر دیتی ہے

یہ کتاب آریہ صاحبوں کے اس مضمون کے جواب میں ہی جسکو اُنہوں نے اپنے مذہبی جلسہ میں دسمبر ۱۹۰۷ء میں بمقام لاہور چار سو معزز ہماری جماعت کے مسلمانوں کے خود اُنکو اپنے گھر میں بُلا کر سنایا تھا جو ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور دشنام دہی سے پُر تھا جس میں دین اسلام پر بیجا توہین اور ہنسی اور ٹھٹھا کیا گیا تھا اور نہایت شوخی سے گندی گالیاں دے کر اور بیجا تہمتیں ہمارے مقدس ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لگا کر صدہا مسلمانوں کو خود مدعو کر کے نہایت دکھ دیا تھا اور اس کتاب کا نام ہے



از مؤلفات حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود

جو ۱۵ رمئی ۱۹۰۸ء کو

مطبع انوار احمدیہ مشین پریس قادیان ضلع گورداسپور میں طبع ہوئی

باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مینیجر

دو ہزار چار قیمت فی جلد ۱۲؎ اور قیمت مجلد تین روپے

ٹائیٹل پیج بار اوّل

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا

بفضلہٖ تعالےٰ

یہ رسائل اربعہ جن کے نام بہ تفصیل ذیل ہیں

انجامِ آتھم

خدائی فیصلہ ۔ دعوتِ قوم

مکتوب عربی بنام علماء

مطبع ضیاء الاسلام میں طبع ہو کر عام فائدہ
کے لئے شائع کئے گئے

بمقام قادیان

قیمت فی جلد عہ


گرسگ نفس دنی را پروریم
ازسگانِ کوچۂ ما هم کمتریم
بر رضائے خویش کن انجام ما
تا برآید در دو عالم کام ما
خطوطِ امام
بنامِ غلام
جانِ دلم فدائے جمالِ محمداست
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمداست
دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش
در ہر مکاں ندائے جمالِ محمداست
ایں چشمہ رواں کہ بخلقِ خدا دہم
یک قطرۂ زبحرِ کمالِ محمداست
ایں آتشم زآتش مہرِ محمدی ست
ویں آبِ من زآبِ زلالِ محمداست
(حضرت مسیح)

ٹائیٹل پیج بار اول

وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ

رسالہ آسمانی ٹیکا جو طاعون کے بارے میں اپنی جماعت کیلئے تیار کیا گیا

کشتی نوح

اور دوسرا نام

دعوت الایمان

اور تیسرا نام

تقویۃ الایمان

اِرْکَبُوْا فِیْھَا بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَ مُرْسٰھَا لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ

۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء

مطبع ضیاء الاسلام میں باہتمام حکیم فضل دین صاحب بھیروی شائع ہوا

تعداد جلد ۵۰۰۰

ٹائیٹل پیج طبع اوّل

الحمد للہ والمنّہ

کہ یہ رسالہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی اور ان کے مریدوں
اور ہمخیال لوگوں پر اتمام حجت کے لئے محض نصیحتاً للہ شائع کیا
گیا ہے اور بغرض اس کے کہ عام لوگوں پر حق واضح ہو جائے
اس رسالہ کے ساتھ پچاس روپیہ کے انعام کا اشتہار بھی
دیا گیا ہے جو اسی ٹائیٹل پیج کے دوسرے صفحہ پر مندرج ہے اور
یہ رسالہ موسوم بہ

تحفۂ گولڑویہ

ہو کر
مطبع ضیاء الاسلام قادیان ضلع گورداسپور میں باہتمام
حکیم حافظ فضل الدین صاحب بھیروی مالک مطبع چھپکر یکم ستمبر ۱۹۰۲ء
کو شائع ہوا

قیمت ۱۰/ محصول ۲/ — جلد ۷۰۰ — ٹکٹ ۱/ کل ۱۳/

ٹائیٹل طبع اوّل

كيف انتم اذا نزل فيكم ابن مريم و امامكم منكم

خدائے تعالیٰ کے بے انتہا احسانوں میں سے یہ بھی ایک عظیم الشان فضل و احسان ہے۔
کہ کتاب مستطاب منبع ایقان و عرفان مسمّٰی بہ

صادق آمد از طرف مولیٰ بانشان تمام	صد ہزاران علم و ہدیٰ بر روئے من بکشادہ اند

نزول المسیح

فی اٰخر الزمان

آسماں بار د نشان الوقت میگوید زمین	این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

خود مسیح موعود علیہ السلام کے قلم سے نکلی ہوئی جس کا نزول جمالی اور جلالی رنگوں میں حضرت ختم الرسل صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق (جو آخری زمانہ کے متعلق تھیں) اسوقت کے اولوالالباب و اولوالابصار نے برأی العین مشاہدہ کیا

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر کمترین مہدی حسین مہتمم کتب خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زیر نگرانی شائع ہوئی۔ ٹائیٹل پیج مطبع میگزین، قادیان میں چھپ کر طیار ہوا۔

بار اوّل تعداد اشاعت ۲۹۰۰

ماہ اگست ۱۹۰۹ء — شعبان المعظم ۱۳۲۷ ہجری

قیمت ۱۲ /

وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ

اصحابِ احمد

جلد سیزدہم

(صحابہؓ ضلع گورداسپور)

مؤلفہ

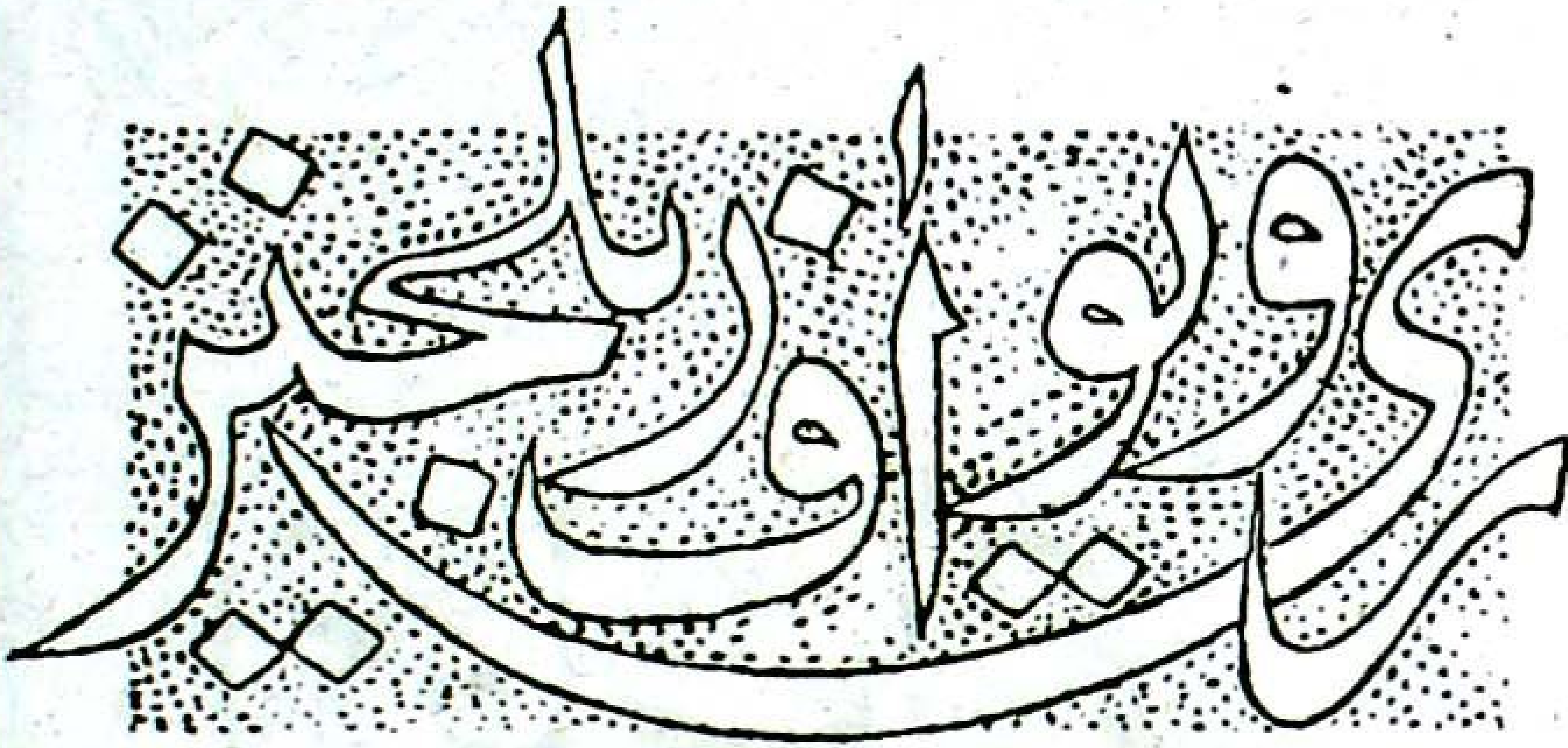
ملک صلاح الدین ایم۔اے

الناشر:- احمدیہ بکڈپو ربوہ

بار اوّل

دسمبر ۱۹۶۷ء

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ٭ لو تمھیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے



یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۴ بابت ماہ مارچ و اپریل سنہ ۱۹۱۵ء نمبر ۳ و ۴

مطابق جمادی الاول و جمادی الثانی سنہ ۱۳۳۳ ھ

چندہ سالانہ ۱؎

علاوہ محصول ڈاک عہ

فہرست مضامین

ٹائیٹل طبع اول

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

نور القرآن

اطلاع

یہ رسالہ نور القرآن بالفعل تین ماہ کے بعد یعنی چوتھے مہینے شائع ہوا کرے گا
اور یہ نمبر تین ماہ یعنی جون، جولائی، اگست ۱۸۹۵ء کے بارے میں ہے
قیمت بالفعل وہی ایک مشتہرہ روپیہ سالانہ ہے

راقم خاکسار سراج الحق جمالی نعمانی

ٹائیٹل طبع اوّل

الحمد للہ
والمنۃ کہ رسالہ ہذا
از تصنیفات حضرت
امام ہمام مسیح موعود و مہدی معہود
جناب مرزا غلام احمد صاحب نصر اللہ و ایّد
الموسوم بہ

تحفہ غزنویہ

سنہ ۱۹۰۲ء

بماہ اکتوبر

مطبع ضیاء الاسلام قادیان ضلع
گورداسپور میں باہتمام حکیم حافظ
فضل الدین صاحب
بھیروی مالک مطبع
چھپکر شایع
ہوا

قیمت ۳؍ محصولڈاک ۱؍ وی پی ۱؍ کل ۶؍

تعداد اشاعت
۷۰۰

(مثیل طبع اول) حصہ اول

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

بفضلِ عظیم حضرت ہادیٔ عالم و عالمیان و رحمتِ عمیم رہنمائے گمگشتگان کتاب لاجواب موسوم بہ

براہینِ احمدیہ

ملقّب بہ

البراہین الاحمدیہ علیٰ حقیت کتاب اللّٰہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ

جس کو فخر اہل اسلام پنجاب جناب میرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب دام اقبالہم نے کمال تحقیق اور تدقیق سے تالیف کر کے منکرین اسلام پر حجتِ اسلام پوری کرنے کیلئے بوعدۂ انعام دس ہزار روپیہ شائع کیا

امرتسر پنجاب

سفیر ہند پریس میں در سنہ ۱۸۸۰ء طبع ہوئی

امیر علی د دلہ پرنٹر

(ٹائیٹل بار اول)

الیس اللہ بکاف عبدہ الیس اللہ بکاف عبدہ الیس اللہ بکاف عبدہ

الحمد للہ والمنۃ کہ ضمیمہ نزول المسیح جسکے ساتھ

دس ہزار روپیہ کا اشتہار ہے

حسب استدعا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے

محض پانچ دن میں ابتداء ۸ نومبر ۱۹۰۲ء سے

طیار ہو کر اس کا نام

اعجاز احمدی

رکھا گیا

اور اس رسالہ میں پیر مہر علیشاہ صاحب و مولوی اصغر علی صاحب

و مولوی علی حائری صاحب شیعہ وغیرہ بھی مخاطب ہیں جن کا نام

رسالہ میں مفصل درج ہے (تاریخ طبع ۱۵ نومبر ۱۹۰۲ء)

بمقام قادیان باہتمام حکیم فضل الدین صاحب مطبع ضیاء الاسلام میں طبع ہوا

الیس اللہ بکاف عبدہ الیس اللہ بکاف عبدہ الیس اللہ بکاف عبدہ

تعداد اشاعت ۲۵۰۰

(ٹائیٹل طبع اوّل)

الحمد للہ والمنۃ

کہ یہ رسالہ مبارکہ جس میں اخوندزادہ سرآمد علماء

کابل اور شیخ اجل افغانستان اور رئیس اعظم خوست

مولوی محمد عبد اللطیف صاحب مرحوم کی شہادت کا

ذکر ہے اور نیز اُنکے شاگرد رشید میاں عبدالرحمٰن کے

شہید ہونے کے حالات مذکور ہیں تالیف ہوکر

نام اس کا مندرجہ ذیل رکھا گیا یعنے

تذکرۃ الشہادتین

مع رسالہ عربی و علامات المقربین

اور یہ رسالہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام

حکیم مولوی فضل الدین صاحب مالک مطبع

اکتوبر کے مہینہ میں چھاپ کر شائع کیا گیا۔

تعداد جلد ۸۰۰ | قیمت فی جلد ۷ر

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (الحجر: ۲۲)

تفسیرِ کبیر

مُصنّفہ

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود

رضی اللہ عنہ

جلد نہم

سورتہائے الشّمس، الیل، الضحیٰ، الم نشرح، التین، العلق، القدر

البیّنہ، الزلزال، العادیات، القارعہ، التکاثر، العصر، الھمزۃ

+++

نظارت نشر و اشاعت قادیان

ٹائٹل بار اول

وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ

جو شخص مظلوم ہو کے بدلہ لے اس پر کوئی الزام نہیں

ست بچن

آریہ دھرم

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں حکیم فضل دین مالک مطبع

کی اہتمام سے چھپے

قیمت فی جلد ۳/

۵۰۰ جلد چھپی

(ٹائٹل بار اوّل)

وُہ خدا جس نے تمام رُوحیں اور ذرہ ذرہ عالم علوی اور سفلی کا پیدا کیا اُسی نے اپنے فضل وکرم سے اِس رسالہ کا مضمون ہمارے دل میں پیدا کیا۔

اور

اس کا نام

ہے

نسیمِ دعوت

نام اُس کا نسیمِ دعوت ہے
دلِ بیمار کا یہ درماں ہے
کفر کے زہر کو یہ ہے تریاق
غور کرکے اسے پڑھو پیارو
خاکساری سے ہم نے لکھا ہے
قوم سے مت ڈرو خدا سے ڈرو
سخت دل کیسے ہوگئے ہیں لوگ
ایک دُنیا ہے مرچکی اب تک

آریوں کے لئے یہ رحمت ہے
طالبوں کا یہ یارِ خلوت ہے
ہر ورق اس کا جامِ صحت ہے
یہ خدا کے لئے نصیحت ہے
نہ تو سختی نہ کوئی شدّت ہے
آخر اس کی طرف ہی رحلت ہے
سر پہ طاعون ہے پھر بھی غفلت ہے
پھر بھی تو بہ نہیں یہ حالت ہے

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب بھیروی
بتاریخ ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء چھپکر شائع ہوا

بار اوّل ٹائیٹل پیج

حجۃ اللّٰہ

مطبوعہ مطبع ضیاء الاسلام

قادیان دار الامن والامان

۲۴ ذی الحجۃ

سنہ ۱۳۱۴ھ

ا

ٹائیٹل طبع اوّل

مطبوعہ ضیاء الاسلام

سنہ ۱۳۱۲

سِراجِ مُنیر

مشتمل بر نشانہائے ربِّ قدیر

قادیان دارالامن والامان

مئی ۱۸۹۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ

الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حیاتِ احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام

یعنی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوانح حیات

جلد دوم نمبر اوّل

حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت اقدس میرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام و علیٰ آلہ و اصحابہ کے

حالاتِ زندگی

از زمانہ براہین احمدیہ تا آغاز بعثت یعنی ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۹ء تک

جس کو

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک مخلص خادم خاکسار یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم و مرتب تفسیر القرآن وغیرہ نے مرتب کیا

اور

خاکسار محمد ابراہیم علی مینیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت مسیح موعود قادیان کی پریس

ماہ اگست سنہ ۱۹۳۱ء

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

تذکرۃ المہدی

مؤلفہ

[illegible] سراج الحق صاحب نعمانی جمالی النسوی سرساوی احمدی

بماہ جون ۱۹۱۵ء

صرف ٹائیٹل

ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باہتمام [illegible] طبع کرا کر

ایم قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق دہلی نے [illegible]

شائع کیا

بار اول ۵۰۰

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند
چوں بخلوت می روند آں کار دیگر می کنند

۶۲۳۰۸

تاریخِ محمودیت

کے

اہم — مگر — پوشیدہ اوراق!

حصہ اوّل

خط و کتابت و منگوانے کا مختصر پتہ

دفتر انصار احمدیہ
حلقہ ۹ لاہور

قیمت تین روپے آٹھ آنے علاوہ محصول ڈاک۔

پاپائے ربوہ کے خلاف ایک مرید کا استغاثہ



مرزائیوں کی

روحانی شکارگاہ

تحریر

عبدالرزاق مہتہ

ابن بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی

شائع کردہ

انجمن خادمانِ رسول لاہور

کلامِ محمود

منظوم کلام

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
المصلح الموعودؓ

ملائکۃ اللہ

از

سیدنا حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

تقریر دلپذیر

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

مِنہاجُ الطّالِبِین

(فرمودہ ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۲۵ء بر موقع جلسہ سالانہ)

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

ٹائیٹل طبع اوّل

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ

الحمد للہ کہ زمانہ کی ضرورت کے موافق بہتوں کو طاعون سے نجات دینے کے لئے یہ رسالہ تالیف کیا گیا اور اس کا نام

ہے

دَافِعُ الْبَلَاءِ وَمِعْيَارُ اَهْلِ الْاِصْطِفَاءِ

بمقام

قادیان دارالامان

باہتمام حکیم فضلدین صاحب مطبع ضیاء الاسلام

میں چھپا

تعداد جلد ۵۰۰ — اپریل ۱۹۰۲ء

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

"در کلام تو چیزیست کہ شعراء را در آں دخلے نیست"

دُرِّ ثمین

منظوم اُردو کلام مسیح موعود علیہ السلام

مرتبہ

شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی

ٹائیٹل طبع اول

الحمد للہ والمنۃ

کہ رسالہ شافیہ کافیہ جو مخالفوں پر حجت ما خدا اور موافقوں کیلئے موجب زیادت و ایمان و عرفان ہے،

موسوم بہ

نشانِ آسمانی

جسکا دوسرا نام

شہادۃ الملہمین

بھی ہے

الیست نشان آسمانی ٭ یشہد بہ الکریم الرحمانی

یا صحوبی تعرف بالبرہان ٭ تا اولی عنی حق بیان

از تالیفات مہدئ زمان و مسیح دوران مجدد الوقت حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

جون سنہ ۱۸۹۲ء میں

بزیر نگرانی خاکسار غلام محمد کاتب

ریاض ہند امرتسر میں چھپا

ٹائیٹل بار اول

هذا هو الكتاب الذى الهمت حصة منه من رب العباد - فى يوم عيد من الاعياد - فقرأته على الحاضرين - بانطاق الروح الامين - من غير مدد الترقيم والتدوين - فلا شك انه اية من الايات - وما كان لبشر ان ينطق كمثلى مرتجلا مستحضرا فى مثل هذه العبارات - وكان الناس يرقبون طبعه رقبة يوم العيد ويستطلعون بعيون المشتاق المريد - فالحمد لله الذى اراهم مقصودهم بعد الانتظار - ووجدوا مطلوبهم كبستان مذللة اغصانه من الثمار - وانه صنيعة احسان الحضرة - ومطية تبليغ الناس الى السعادة وانه غيث من الله بعدما أمحلتِ البلادُ وعم الفساد - ولن تجد هذه المعارف فى الاثار المنقولة المدوّنة من الثقات - بل هى حقائق اوحيت الىّ من رب الكائنات - وانه اظهار تام - وهل بعد المسيح كتم - وهل بعد خاتم الخلفاء على السرّ ختم - وليس من العجب ان تسمع من خاتم الائمة نكاتا ما سمعت من قبل من علماء الملة - بل العجب كل العجب ان يأتى المسيح الموعود والامام المنتظر وحَكَمُ الناس وخاتم الخلفاء ثم لا يأتى بمعرفة جديدة من حضرة الكبرياء - ويتكلم كتكلم العامة من الظلماء - ولا يُرى فرقا بينا بين الظلمة والضياء - وانى سميت هذه الرسالة

خُطبَةَ اِلهَامِيَّة

وَاِنّی عُلِّمتُها اِلهَامًا مِن رَبّی وَكَانَت اٰيَةً

تعداد الاشاعة ۲۱۰۰

قیمت فی نسخہ عمہ

وانها طبع فى مطبع ضياء الاسلام قاديان باهتمام الحكيم فضل الدين البهيروى فى سنة ۱۳۱۹ من الهجرة المقدسة

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی عبدہ المسیح الموعود

ما علی الرسول الا البلاغ

البلاغ

جس کا دوسرا نام ہے

فریاد درد

تصنیف منیف حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جسے

باجازت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ

مینیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان نے شائع کیا

۲۹ رجون ۱۹۲۲ء تعداد ۱۰۰۰ سنہ ۱۳۴۰ ہجری

ٹائیٹل طبع اول

(وحی اللہ)

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔

یہ رسالہ جسکا

نام

ہے

الوصیّۃ

کلام پاک

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود و مہدی معہود میرزا

غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام

قادیانی

باہتمام چودھری اللہ دین میگزین پریس میں حضرت اقدس کی فرمائش سے

۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو طبع ہوا

ٹائیٹل بار اول

الحمد للہ و المنّۃ

کہ تمام مخالفوں پر الٰہی حجّت پوری کرنے کیلئے

یہ رسالہ

جس کا نام ہے

اربعین

لاتمام الحجّۃ علی المخالفین

بمقام قادیان مطبع ضیاء الاسلام میں باہتمام حکیم فضلدین صاحب
مالک مطبع چھپکر
شائع ہوا

جلد ۷۰۰   قیمت ۵ر

۱۵۔ دسمبر ۱۹۰۰ئ

ٹائٹل بار اول

الحمد للہ والمنہ کہ یہہ رسالہ

موسومہ

ایام الصلح

قیمت فی جلد عمر

تعداد اشاعت ۷۰۰

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم حافظ فضل الدین صاحب
بھیروی مالک مطبع کے مطبوع ہوا

یکم جنوری سنہ ۱۸۹۹ء

حمامتنا تطیر بریش شوق — وفی منقارها تحف السلام
الی وطن النبی حبیب ربی — وسید رسله خیر الانام

الرسالة
اللطیفة المشتملة علی معارف القرآن ودقائقه المسماة

حمامة البشریٰ
الیٰ
اھل مکة وصلحاء ام القریٰ

لحضرة احمد المسیح الموعود والمهدی المعهود
علیه وعلی مطاعه الصلوٰة والسلام

الطبعة الاولیٰ فی رجب ١٣١١ سنة الهجریة

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم)

[illegible]
کسی جگہ طاعون ہو اور تم وہاں ہو تو [illegible]

[illegible]

ٹریکٹ موسومہ

اسلامی قربانی

نمبر (۳۴) - (ج)

مؤلفہ

قاضی یار محمد صاحب بی۔ اے۔ ایل پلیڈر

نور پور

ضلع کانگڑہ

جنوری سنہ ۱۹۲۰ء

ریاض ہند پریس امرتسر میں باہتمام شیخ نور احمد پرنٹر کے چھپا
اور
قاضی یار محمد پبلشر نے نور پور ضلع کانگڑہ سے شائع کیا۔

ٹائٹل طبع اوّل

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ۔

الحمدُ لِلّٰہ

کہ یہ رسالہ جس کا نام ہے

ضرورة الامام

صرف ڈیڑھ دن میں طیار ہو کر

مطبع

ضیاء الاسلام قادیان میں

قیمت ۲ر محصول علاوہ جلد ۰۰ ۷ ۔

باہتمام حکیم فضل الدین صاحب بھیروی مالک و مہتمم مطبع مطبع ہوا

(ٹائٹل پیج طبع بار ثانی)

الحمدللہ والمنّت کہ رسالہ طیبہ مبارکہ

المسماۃ بہ

شہادۃ القرآن

علیٰ

نزول المسیح الموعود فی آخر الزمان

مطبع پنجاب پریس سیالکوٹ میں

باہتمام

منشی غلام قادر صاحب

فصیح کے چھپا

ٹائٹل پیج طبع اول

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ تالیف کردہ مجدد دوراں مسیح الزمان مرزا غلام احمد

رئیس قادیان موسوم بہ

الہامی [illegible] الہامی

فتح اسلام

اور خدا تعالیٰ کے تجلی خاص کی بشارت

اور اسکی پیروی کی راہوں اور اسکی تائید کے

طریقوں کی طرف دعوت

جمادی الاوّل ۱۳۰۸ھ ہجری میں

باہتمام شیخ نور احمد مالک مطبع ریاض ہند میں طبع ہو کر بہدایت و

تبلیغ پیام اور اتمام حجت کی غرض سے بامردان الٰہی شائع کیا گیا۔

وہابی ہیبعہ کا ثبوت

حضرت مسیح موعود کے اصحاب کی سوانح حیات و سیرۃ کا سلسلہ

(نمبر اول)

نام نیک رفتگان ضایع مکن ٭ تا بماند نام نیکت برقرار

حیاتِ ناصرؓ

یعنی

حضرت میر ناصر نواب صاحب نبیرہ حضرت خواجہ میر درد رضی اللہ عنہما کے سوانح حیات و سیرۃ

جسکو

حضرت والد صاحب قبلہ شیخ یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر اخبار الحکم و تادیب النساء نے مرتب کیا

اور

ابوالخیر محمود احمد (مجاہد مصری) ناظم انوار احمدیہ بکڈپو نے انقلاب سٹیم پریس لاہور میں چھپوا کر تراب منزل دارالامان قادیان سے شائع کیا۔

دسمبر ۱۹۲۷ء

باراول تعداد جلد ۵۰۰ قیمت مجلد علاوہ محصول ۱۰/

تھے۔ مگر حضرت صاحب کے چہرہ پر بالکل اطمینان تھا چنانچہ ہم سب قادیان چلے آئے
بعد میں ہم نے سنا کہ مجسٹریٹ نے سرٹیفکیٹ پر بڑی جرح کی اور بہت تلملایا اور ڈاکٹر
کو شہادت کے لیے بلایا مگر اس انگریز ڈاکٹر نے کہا کہ میرا سرٹیفکیٹ بالکل درست ہے۔
میں اپنے فن کا ماہر ہوں اس پر میرے فن کی رو سے کوئی اعتراض نہیں کر سکتا
اور میرا سرٹیفکیٹ تمام اعلیٰ عدالتوں تک چلتا ہے۔ مجسٹریٹ بڑبڑاتا رہا مگر کچھ
پیش نہ گئی۔ پھر اسی وقعہ میں اس کا گورداسپور سے تبادلہ ہوگیا۔ اور نیز کسی ظاہرا
نامعلوم وجہ سے اس کا تنزل بھی ہوگیا۔ یعنی وہ ای۔ اے۔ سی سے منصف کر
دیا گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ غالباً اس مجسٹریٹ کا نام چندو لال تھا اور وہ تاریخ
جس پر اس موقعہ پر حضرت صاحب نے پیش ہونا تھا۔ غالباً ۱۶ فروری ۱۹۰۴ء تھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے قاضی امیر حسین صاحب نے کہ ایک دفعہ
ہم نے حضرت صاحب سے دریافت کیا۔ کہ حضور حدیث میں آتا ہے۔ کہ سب نبیوں
نے بکریاں چرائی ہیں کیا کبھی حضور نے بھی چرائی ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ کہ ہاں میں
ایک دفعہ باہر کھیتوں میں گیا۔ وہاں ایک شخص بکریاں چرا رہا تھا اسنے کہا کہ میں
ذرا ایک کام جاتا ہوں آپ میری بکریوں کا خیال رکھیں۔ مگر وہ ایسا گیا کہ بس
شام کو واپس آیا اور اس کے آنے تک ہمیں اسکی بکریاں چرانی پڑیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول فرماتے
تھے۔ [illegible] فتح اسلام توضیح مرام شایع ہوئیں۔ تو ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھیں
[illegible] ایک مخالف شخص کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ اسنے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو
اب [illegible] مولوی صاحب کو یعنی مجھے مرزا صاحب سے علیحدہ کیئے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ
میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ کہ مولوی صاحب! کیا نبی کریم صلعم کے بعد بھی کوئی نبی
ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں اسنے کہا اگر کوئی نبوت کا دعوٰے کرے۔ تو پھر؟
میں نے کہا تو پھر ہم یہ دیکھینگے کہ کیا وہ صادق اور راستباز ہے یا نہیں۔ اگر
صادق ہے۔ تو بہر حال اسکی بات کو قبول کرینگے۔ میرا یہ جواب سنکر وہ بولا۔

سیرت المہدی ج اوّل ص 98 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 44 پر درج ہے

حوالہ نمبر 02

جائیں۔

آپ کے دعوے کے دلائل

آپ کے دعوے کو مختصر الفاظ میں بیان کر دینے کے بعد میں اصولاً اس امر کے متعلق کچھ بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ ایک مأمور من اللہ کے دعوے کی صداقت کے کیا دلائل ہوتے ہیں اور پھر یہ کہ ان دلائل کے ذریعہ سے آپ کے دعوے پر کیا روشنی پڑتی ہے کیونکہ جب یہ ثابت ہو جائے کہ ایک شخص فی الواقع مأمور من اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہے تو پھر اجمالاً اس کے تمام دعاوی پر ایمان لانا واجب ہو جاتا ہے کیونکہ عقلِ سلیم اس امر کو تسلیم نہیں کر سکتی کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کا مأمور بھی ہو اور لوگوں کو دھوکا دے کر حق سے دور بھی لے جاتا ہو اگر ایسا ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کے علم پر ایک سخت حملہ ہوگا اور ثابت ہوگا کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ اس نے اپنے انتخاب میں سخت غلطی کی اور ایک ایسے شخص کو اپنا مأمور بنا دیا جو دل کا ناپاک اور گندہ تھا اور بجائے حق اور صداقت کی اشاعت کے اپنی بڑائی اور عزت چاہتا اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر اپنے نفس کو مقدم کرتا تھا۔

علاوہ اس کے کہ یہ عقیدہ عقلِ سلیم کے خلاف ہے قرآن کریم بھی اس کو باطل کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝ وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ [۱۶] یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ کتاب اور حکم اور نبوت دے کر بھیجے اور پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ خدا تعالیٰ کے ہو جاؤ بسبب اس کے کہ تم اللہ تعالیٰ کا کلام لوگوں کو سکھاتے اور پڑھتے ہو اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایسا آدمی لوگوں سے یہ کہے کہ فرشتوں یا نبیوں کو رب سمجھ لو کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ وہ کوشش کر کے لوگوں کو مسلمان بنائے اور پھر ان کو کافر کر دے۔

غرض اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ مدعی مأموریت فی الواقع سچا ہے یا نہیں؟ اگر اس کی

دعوۃ الامیر ص 49، 50 مندرجہ انوار العلوم ج 7 ص 376، 377 از مرزا بشیر الدین محمود

یہ حوالہ صفحہ 45 پر درج ہے

صداقت ثابت ہو جائے تو اس کے تمام دعاوی کی صداقت بھی ساتھ ہی ثابت ہو جاتی ہے اور اگر اس کی سچائی ہی ثابت نہ ہو تو اس کے متعلق تفصیلات میں پڑنا وقت کو ضائع کرنا ہوتا ہے۔ پس میں اسی اصل کے مطابق آپ کے دعوے پر نظر کرنی چاہتا ہوں تا کہ جناب والا کو ان دلائل سے مختصراً آگاہی ہو جائے جن کی بناء پر آپ نے اس دعوے کو پیش کیا ہے اور جن پر نظر کرتے ہوئے لاکھوں آدمیوں نے آپ کو اس وقت تک قبول کیا ہے

پہلی دلیل

ضرورت زمانہ

سب سے پہلی دلیل جس سے کسی مأمور کی صداقت ثابت ہوتی ہے وہ ضرورت زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ بے محل اور بے موقع کوئی کام نہیں کرتا جب تک کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی وہ اسے نازل نہیں کرتا اور جب کسی چیز کی حقیقی ضرورت پیدا ہو جائے تو وہ اسے روک کر نہیں رکھتا۔ انسان کی جسمانی ضروریات میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جسے اللہ تعالیٰ نے مہیا نہ کیا ہو چھوٹی سے چھوٹی ضرورت اس کی پوری کر دی ہے پس جب کہ دنیاوی ضروریات کے پورا کرنے کا اس نے اس قدر اہتمام کیا ہے تو یہ اس کی شان اور اس کی رفعت کے منافی ہے کہ وہ اس کی روحانی ضروریات کو نظر انداز کر دے اور ان کے پورا کرنے کیلئے کوئی سامان پیدا نہ کرے حالانکہ جسم ایک فانی شے ہے اور اس کی تکالیف عارضی ہیں اور اس کی ترقی محدود ہے اور اس کے مقابلے میں انسانی روح کیلئے ابدی زندگی مقرر کی گئی ہے اور اس کی تکالیف ایک ناقابل شمار زمانے تک ممتد ہو سکتی ہیں اور اس کی ترقی کے راستے انسانی عقل کی حد بندی سے زیادہ ہیں۔

جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی صفات پر اس روشنی کی مدد سے نظر ڈالے گا جو قرآن کریم سے حاصل ہوتی ہے وہ کبھی اس بات کو باور نہیں کرے گا کہ بنی نوع انسان کی روحانی حالت تو کسی مصلح کی محتاج ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسا سامان نہ کیا جائے جس کے ذریعے سے

دعوۃ الامیر ص 49، 50 مندرجہ انوار العلوم ج 7 ص 376، 377 از مرزا بشیر الدین محمود

یہ حوالہ صفحہ 45 پر درج ہے

حوالہ نمبر 03

جس پر بکمال و تمام دورہ حقیقت آدمیہ ختم ہو۔ وہ خاتم الاولاد ہو۔ یعنے اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔ اب یاد رہے کہ اس بندہ حضرت احدیت کی پیدائش جسمانی اس پیشگوئی کے مطابق بھی ہوئی۔ یعنے مَیں توام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنّت تھا۔ اور یہ الہام کہ یا آدم اسکن انت و زوجك الجنّة جو آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے۔ اس میں جو جنّت کا لفظ ہے اس میں یہ ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ
۱۵۷ پیدا ہوئی اس کا نام جنّت تھا۔ اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ رہ کر فوت ہوگئی تھی۔ غرض چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام اور الہام میں مجھے آدم صفی اللہ سے مشابہت دی تو یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ کہ اس قانونِ قدرت کے مطابق جو مراتب وجود دوریہ میں حکیم مطلق کی طرف سے چلا آتا ہے۔ مجھے آدم کی خُو اور طبیعت اور واقعات کے مناسب حال پیدا کیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ واقعات جو حضرت آدم پر گذرے۔ منجملہ اُن کے یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش زوج کے طور پر تھی۔ یعنے ایک مرد اور ایک عورت ساتھ تھی۔ اور اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی۔ یعنے جیساکہ مَیں ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنّت تھا۔ اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے مَیں نکلا تھا۔ اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا۔ اور مَیں اُن کیلئے خاتم الاولاد تھا۔ اور یہ میری پیدائش کی وہ طرز ہے جس کو بعض اہلِ کشف نے مہدی خاتم الولایت کی علامتوں میں سے لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ آخری مہدی جس کی وفات کے بعد اور کوئی مہدی پیدا نہیں ہوگا۔ خدا سے براہ راست

تریاق القلوب صفحہ 351 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 479 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 48 پر درج ہے

زبان سے ما محمد الا رسول پر ہوا تھا۔ غرض یہ پیشگوئی ایک دور دراز زمانہ سے چلی آتی ہے کہ آخری کامل انسان آدم کے قدم پر ہوگا۔ تا دائرہ حقیقت آدمیہ پورا ہو جائے۔ اور اس پیشگوئی کو شیخ محی الدین ابن العربی نے فصوص الحکم میں فص شیث میں لکھا ہے اور دراصل یہ پیشگوئی فص آدم میں رکھنے کے لائق تھی۔ مگر انھوں نے شیث کو الولد سر لابیہ کا مصداق سمجھ کر اسی کے فص میں اسکو لکھدیا ہے۔ ہم مناسب دیکھتے ہیں کہ اس جگہ شیخ کی اصل عبارت نقل کر دیں اور وہ یہ ہے۔ "وعلیٰ قدم شیث یکون آخر مولود یولد من ھذا النوع الانسانی وھو حامل اسرارہ۔ ولیس بعدہ ولد فی ھذا النوع فھو خاتم الاولاد۔ وتولد معہ اخت لہ فتخرج قبلہ ویخرج بعدھا یکون رأسہ عند رجلیھا۔ ویکون مولدہ بالصین ولغتہ لغت بلدہ۔ ویسری العقم فی الرجال والنساء فیکثر النکاح من غیر ولادۃ۔ ویدعوھم الی اللہ فلا یجاب"۔ یعنے کامل انسانوں میں سے آخری کامل ایک لڑکا ہوگا جو اصل مولد اس کا چین ہوگا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ قوم مغل اور ترک میں سے ہوگا۔ اور ضروری ہے کہ عجم میں سے ہوگا نہ عرب میں سے۔ اور اس کو وہ علوم اور اسرار دیئے جائیں گے جو شیث کو دیئے گئے تھے۔ اور اس کے بعد کوئی اور ولد نہ ہوگا اور وہ خاتم الاولاد ہوگا۔ یعنے اس کی وفات کے بعد کوئی کامل بچہ پیدا نہیں ہوگا۔ اور اس فقرہ کے یہ بھی معنے ہیں کہ وہ اپنے باپ کا آخری فرزند ہوگا۔ اور اس کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوگی جو اس سے پہلے نکلے گی۔ اور وہ اس کے بعد نکلے گا۔ اس کا سر اس دختر کے پیروں سے ملا ہوا ہوگا۔ یعنے دختر معمولی طریق سے پیدا ہوگی کہ پہلے سر نکلے گا اور پھر پیر۔ اور اسکے

تریاق القلوب صفحہ 355 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 482، 483 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 49 پر درج ہے

پَیروں کے بعد بلا توقف اُس پسر کا سر نکلے گا۔ جیسا کہ میری ولادت اور میری توام ہمشیرہ کی اسی طرح ظہور میں آئی۔) اور پھر بقیہ ترجمہ شیخ کی عبارت کا یہ ہے کہ اُس زمانہ میں مردوں اور عورتوں میں بانجھ کا عارضہ سرایت کریگا۔ نکاح بہت ہوگا۔ یعنی لوگ مباشرت سے نہیں رُکیں گے مگر کوئی صالح بندہ نہیں ہوگا اور وہ زمانہ کے لوگوں کو خدا کی طرف بلائے گا۔ مگر وہ قبول نہیں کرینگے۔ اور اس عبارت کے شارح نے جو کچھ اس کی شرح میں لکھا ہے وہ یہ ہے۔ ۱۵۹

پہلا مولود جو آدم کو بخشا گیا وہ شیث ہے۔ اور ایک لڑکی بھی تھی جو شیث کے ساتھ بعد اُسکے پیدا ہوئی۔ پس خدا نے چاہا کہ وہ نسبت جو اوّل اور آخر میں ہوتی ہے۔ وہ نوع انسان میں متحقق کرے۔ اس لئے اُس نے ابتدا سے مقدّر کر رکھا تھا کہ طرز دلالت پسر آخری پسر اوّل سے مشابہت رکھے پس پسر آخر جو خاتم الخلفاء تھا۔ اور بموجب اس پیشگوئی کے جو شیخ نے اپنی کتاب عنقاء مغرب میں لکھی ہے وہ خاتم الخلفاء اور خاتم الاولیاء عجم میں سے پیدا ہونے والا تھا نہ عرب سے۔ اور وہ حضرت شیث کے علوم کا حامل تھا۔ اور پیشگوئی میں یہ بھی الفاظ ہیں کہ اُس کے بعد یعنے اُسکے مرنے کے بعد نوع انسان میں علت عقم سرایت کریگی یعنے پیدا ہونیوالے حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہت رکھیں گے۔ اور انسانیت حقیقی صفحہ عالم سے مفقود ہو جائیں گے۔ وہ حلال کو حلال نہیں سمجھیں گے اور نہ حرام کو حرام۔ پس اُن پر قیامت قائم ہوگی۔

اب واضح ہو کہ شیخ موصوف کی یہ پیشگوئی اگرچہ کسی صریح حدیث سے ابتک ثابت نہیں ہوئی۔ لیکن اشارۃ النص ہمیں اِس بات کی طرف توجہ دیتی ہے کہ یہ پیشگوئی قرآن میں موجود ہے۔ کیونکہ اوّل تو قرآن نے بہت سے

تریاق القلوب صفحہ 355 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 482، 483 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 49 پر درج ہے

۱۷۷

۱۱؎ عبداللہ آتھم صاحب کو ایک ہزار انعام کا وعدہ دیا گیا تھا۔ شرطیہ طور پر (تسلیم کیا گیا)۔ ۱۲؎ عبداللہ آتھم صاحب کو دو ہزار روپیہ کے انعام کا وعدہ دیا گیا۔ ۱۳؎ ایضاً تین ہزار ایضاً۔ ۱۴؎ ایضاً چار ہزار ایضاً۔ ۱۵؎ انجام آتھم شائع کیا گیا (تسلیم ہوا) ۱۶؎ انجام آتھم میں مرزا صاحب نے پیش گوئی کی تھی کہ ۴۹ مولوی اور ۶۸ چھاپہ والے اگر ہمارے پر ایمان نہیں لاویں گے تو مر جائیں گے (مرزا صاحب نے اس کو تسلیم نہیں کیا)۔ ۱۷؎ اس پیش گوئی میں لیکھرام کے مرنے کی بابت وہ لوگوں کو بتلاتے ہیں کہ مباہلہ کریں (تسلیم کیا گیا)۔ ۱۸؎ گنگا بشن کو مباہلہ کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا) ۱۹؎ مولوی محمد حسین بٹالوی کو مباہلہ کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا گیا) ۲۰؎ رائے جندر سنگھ کو مباہلہ کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا گیا) ۲۱؎ پیشگوئی بابت مرنے لیکھرام کی۔ (تسلیم کیا گیا) ۲۲؎ نسبت

بقیہ حاشیہ

سواروں کے اپنی گرہ سے خرید کر دئے تھے اور آئندہ گورنمنٹ کو اس قسم کی مدد کا عند الضرورت وعدہ بھی دیا۔ اور سرکار انگریزی کے حکام وقت سے بجلدوے خدمات عمدہ عمدہ چٹھیات خوشنودی مزاج ان کو ملی تھیں۔ چنانچہ سر لیپل گریفن صاحب نے بھی اپنی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ غرض وہ حکام کی نظر میں بہت ہر دلعزیز تھے۔ اور بسا اوقات ان کی دلجوئی کے لئے حکام وقت ڈپٹی کمشنر کمشنر اُن کے مکان پر آکر اُن کی ملاقات کرتے تھے۔ یہ مختصر میرے خاندان کا حال ہے میں ضروری نہیں دیکھتا کہ اس کو بہت طول دوں۔

اب میرے ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے* اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا۔ اور ابھی ریش و بروت کا آغاز نہیں تھا۔ میری پیدائش سے پہلے میرے والد صاحب نے بڑے بڑے مصائب دیکھے۔ ایک دفعہ ہندوستان کا پیادہ پا سیر بھی کیا۔ لیکن میری پیدائش

حاشیہ

* نوٹ: میں توام پیدا ہوا تھا ایک لڑکی جو میرے ساتھ تھی وہ چند روز کے بعد فوت ہو گئی تھی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اس طرح پر خدا تعالیٰ نے انثیت کا مادہ مجھ سے بکلی الگ کر دیا۔ منہ

۱۵۹

کتاب البریہ (حاشیہ) صفحہ 159 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 177 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 50 پر درج ہے

یہ فرماتے ہیں کہ میں تو خدا کے سارے رسولوں کو مانتا ہوں۔ اللہ اللہ۔ اللہ اللہ کیا شانِ دلربائی ہے۔

(۷۶۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جہاں تک میں نے تحقیق کی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے مندرجہ ذیل واقعات ذیل کے سنین میں وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

سنہ ۱۸۳۶ء یا سنہ ۱۸۳۷ء۔ ولادت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔

سنہ ۱۸۴۲ء یا سنہ ۱۸۴۳ء۔ ابتدائی تعلیم از منشی فضل الٰہی صاحب۔

سنہ ۱۸۴۶ء یا سنہ ۱۸۴۷ء۔ صرف و نحو کی تعلیم از مولوی فضل احمد صاحب۔

سنہ ۱۸۵۲ء یا سنہ ۱۸۵۳ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی شادی (غالباً)۔

سنہ ۱۸۵۳ء یا سنہ ۱۸۵۴ء۔ نحو و منطق و حکمت و دیگر علوم مروجہ کی تعلیم از مولوی گل علی شاہ صاحب اور اسی زمانہ کے قریب بعض کتب طب اپنے والد ماجد سے۔

سنہ ۱۸۵۵ء یا سنہ ۱۸۵۶ء۔ ولادت خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب (غالباً)۔

سنہ ۱۸۵۷ء یا سنہ ۱۸۵۸ء۔ ولادت مرزا فضل احمد (غالباً)۔

سنہ ۱۸۶۴ء یا سنہ ۱۸۶۵ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رویا میں آنحضرت صلعم کی زیارت اور اشارات ماموریت۔

سنہ ۱۸۶۴ء تا سنہ ۱۸۶۸ء۔ ایام ملازمت بمقام سیالکوٹ۔

سنہ ۱۸۶۸ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا انتقال۔

سنہ ۱۸۶۸ء یا سنہ ۱۸۶۹ء۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ساتھ بعض مسائل میں مباحثہ کی تیاری اور الہام "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" جو غالباً سب سے پہلا الہام ہے۔

سنہ ۱۸۷۵ء یا سنہ ۱۸۷۶ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آٹھ یا نو ماہ تک لگا تار روزے رکھنا (غالباً)

سنہ ۱۸۷۶ء۔ تعمیر مسجد اقصیٰ۔ الہام الیس اللہ بکاف عبدہٗ۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد ماجد کا انتقال۔

سنہ ۱۸۷۷ء۔ اخبارات میں مضامین بھجوانے کا آغاز (غالباً) مقدمہ از جانب محکمہ ڈاکخانہ (غالباً) سفر سیالکوٹ۔

سیرت المہدی، جلد 2 صفحہ 150 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 50 پر درج ہے

تاریخ و سن عیسوی	تاریخ چاند و سن ہجری	دن	تاریخ ہندی مہینہ و سن بکرمی
۹ر فروری ۱۸۳۸ء	۲۰ر ذیقعدہ ۱۲۵۳ہجری	جمعہ	۷ر پھاگن سمت ۱۸۹۴ بکرم
یکم فروری ۱۸۳۹ء	۱۵ر ذیقعدہ ۱۲۵۴ہجری	جمعہ	۳ر پھاگن سمت ۱۸۹۵ بکرم
۲۱ر فروری ۱۸۴۰ء	۱۶ر ذی الحج ۱۲۵۵ہجری	جمعہ	۴ر پھاگن سمت ۱۸۹۶ بکرم

(اس کے لئے دیکھو توفیقات الہامیہ مصری اور تقویم عمری ہندی)

اس نقشہ کی رُو سے ۱۸۳۲ء عیسوی کی تاریخ بھی درست سمجھی جا سکتی ہے۔ مگر دوسرے قرائن کو جن میں سے بعض اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ اور بعض آگے بیان کئے جائیں گے صحیح یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی پیدائش ۱۸۳۵ء عیسوی میں ہوئی تھی۔ پس ۱۳ر فروری ۱۸۳۵ء عیسوی مطابق ۱۴ر شوال ۱۲۵۰ھ ہجری بروز جمعہ والی تاریخ صحیح قرار پاتی ہے۔ اور اس حساب کی رُو سے وفات کے وقت جو ۲۴ر ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ ہجری (اخبار الحکم ضمیمہ مورخہ ۲۸ر مئی ۱۹۰۸ء) میں ہوئی۔ آپ کی عمر پورے ۷۵ سال ۲ ماہ اور دس دن کی بنتی ہے۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ اب جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش کی تاریخ معیّن طور پر معلوم ہو گئی ہے۔ ہمارے احباب اپنی تحریر و تقریر میں ہمیشہ اسی تاریخ کو بیان کیا کریں گے۔ تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی تاریخ پیدائش کے متعلق کوئی ابہام اور اشتباہ کی صورت نہ ہے اور ہم لوگ اس بارہ میں ایک معین بنیاد پر قائم ہو جائیں۔

اس نوٹ کے ختم کرنے سے قبل یہ ذکر بھی ضروری ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو الہام الٰہی میں یہ بتایا گیا تھا۔ کہ آپ کی عمر اسّی یا اس سے پانچ چار کم یا پانچ چار زیادہ ہو گی (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۶) اگر اس الہام الٰہی کے لفظی معنے لئے جائیں۔ تو آپ کی عمر پچھتّر چھہتّر۔ یا اسّی یا۔ چوراسی پچاسی سال کی ہونی چاہیئے۔ بلکہ اگر اس الہام کے معنے کرنے میں زیادہ لفظی پابندی اختیار کی جائے تو آپ کی عمر پورے ساڑھے پچھتر (۷۵½) یا اسّی یا ساڑھے چوراسی (۸۴½) سال کی ہونی چاہیئے۔ اور یہ ایک عجیب قدرت نمائی ہے کہ مندرجہ بالا تحقیق کی رُو سے آپ کی عمر پُورے ساڑھے پچھتر (۷۵½) سال کی بنتی ہے۔

اسی ضمن میں یہ بات بھی قابل نوٹ ہے۔ کہ ایک دوسری جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام اپنی پیدائش کے متعلق بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت آدم سے لیکر ہزار ششم میں سے ابھی گیارہ سال باقی رہتے تھے کہ میری ولادت ہوئی۔ اور اسی جگہ یہ بھی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 76 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 50 پر درج ہے

حضرت صاحب سے اس بارہ میں بات کروں گا۔ چنانچہ والد صاحب۔ حضرت صاحب سے ملے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ شیخ صاحب ہم نے آپ کے بیٹے کو یہاں رہنے کے لئے کہا ہے۔ کیونکہ میاں حامد علی کے والد نے بھی ان کو یہاں ہی چھوڑ دیا ہے۔ والد صاحب نے عرض کیا۔ کہ جناب جس مکان میں چھ سات چراغ جل رہے ہوں اگر وہاں سے ایک اٹھا لیا جائے۔ تو وہاں روشنی میں کوئی خاص کمی واقع نہ ہوگی اور جس گھر میں فقط ایک چراغ ہو۔ اور اس کو اٹھا دیا جائے تو بالکل اندھیرا ہو جائیگا۔ اس طرح میرے والد صاحب نے ہنس کر بات ٹال دی۔ کیونکہ میاں حامد علی کے پانچ چھ بھائی تھے۔ اور میں گھر میں والد کا ایک ہی بیٹا تھا۔ لیکن مجھکو اس بات پر سخت افسوس ہوا اور اب تک ہے۔ کہ والد صاحب نے حضرت کی بات کو قبول کیوں نہ کرلیا۔ اور مجھے اس موقعہ سے مستفید کیوں نہ ہونے دیا۔

۵۱۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاریخ پیدائش اور عمر بوقت وفات کا سوال ایک عرصہ سے زیر غور چلا آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تصریح فرمائی ہے۔ کہ حضور کی تاریخ پیدائش معین صورت میں محفوظ نہیں ہے۔ اور آپ کی عمر کا صحیح اندازہ معلوم نہیں (دیکھو ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۳) کیونکہ آپ کی پیدائش سکھوں کی حکومت کے زمانہ میں ہوئی تھی۔ جبکہ پیدائشوں کا کوئی ریکارڈ نہیں رکھا جاتا تھا۔ البتہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بعض ایسے امور بیان فرمائے ہیں۔ جن سے ایک حد تک آپ کی عمر کی تعیین کی جاتی رہی ہے۔ ان اندازوں میں سے بعض اندازوں کے لحاظ سے آپ کی پیدائش کا سال ۱۸۴۰ء بنتا ہے اور بعض کے لحاظ سے ۱۸۳۱ء تک پہونچتا ہے۔ اور اسی لئے یہ سوال ابھی تک زیر بحث چلا آیا ہے۔ کہ صحیح تاریخ پیدائش کیا ہے؟

میں نے اس معاملہ میں کئی جہت سے غور کیا ہے اور اپنے اندازوں کو سیرۃ المہدی کے مختلف حصوں میں بیان کیا ہے لیکن حق یہ ہے کہ گو مجھے یہ خیال غالب رہا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش کا سال ۱۸۳۶ء عیسوی یا اس کے قریب قریب ہے۔ مگر ابھی تک کوئی تاریخ معین نہیں کی جا سکی تھی لیکن اب بعض حوالے اور بعض روایات ایسی ملی ہیں۔ جن سے معین تاریخ کا پتہ لگ گیا ہے۔ جو بروز جمعہ ۱۴ر شوال ۱۲۵۰ھ ہجری مطابق ۱۳ر فروری ۱۸۳۵ء عیسوی مطابق یکم پھاگن سمت ۱۸۹۱ بکرمی ہے اس تعیین کی وجوہ یہ ہیں:-

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 74 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 50 پر درج ہے

کا وقت تھا۔ اور قمری حساب سے چاند کی چودھویں رات تھی۔ یہی بات اخی مکرمی حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب نے اپنی کتاب "ذکر حبیب" کے صفحہ ۲۳۹ پر لکھی ہے۔ جس کو ناظرین دیکھ سکتے ہیں

اگرچہ یہ بات مجھے یاد بھی تھی۔ لیکن حال ہی میں "ذکر حبیب" کے مطالعہ سے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ بیان مستحضر ہو گیا۔ اور میں نے تحقیق کرنا شروع کر دی۔ کیونکہ میرے دل میں تحقیق کرنے کی زور سے تحریک پیدا ہوئی۔ خوش قسمتی سے میری مرتبہ کتاب تقویم عمری جو ایک سو پچیس برس کی جنتری کے نام سے بھی موسوم ہے۔ میرے سامنے آگئی اور میں نے غور سے اس کا مطالعہ کیا یہ کتاب بھی میں نے ان دنوں میں ہی چھپائی تھی۔ جب براہین احمدیہ چھپائی تھی۔ یہ اجتماع اور تطابق جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ولادت کے سال و وقت کے متعلق فرمایا ہے۔ اس کی تلاش سے یہ نتیجہ حاصل ہوا کہ آپ کی ولادت جس جمعہ کو ہوئی تھی وہ ۱۴؍ ماہ رمضان المبارک ۱۲۴۷ھ ہجری کا دن تھا۔ اور بحساب سمت بکرمی یکم پھاگن سمت ۱۸۸۸ کے مطابق تاریخ تھی جو عیسوی سن کے حساب سے ۱۷؍ فروری ۱۸۳۲ء کے مطابق ہوتی ہے۔ پس اس طریق سے حضور موصوف کی عمر ہر ایک حساب سے حسب ذیل ثابت ہوتی ہے۔

(الف) بحساب سمت ہندی بکرمی آپ یکم پھاگن ۱۸۸۸ سنہ بکرمی کو پیدا ہوئے اور جیٹھ سمت ۱۹۶۵ بکرمی کو آپ کا رفع ہوا۔ گویا ہندی بکرمی سالوں کی رُو سے آپ کی عمر ۷۶ سال چار ماہ ہوئی۔

(ب) عیسوی سال ۱۷؍ فروری ۱۸۳۲ء کو آپ کی ولادت ہوئی اور ۲۶؍ مئی ۱۹۰۸ء کو آپ اپنے خالق حقیقی رفیق اعلیٰ سے جا ملے پس اس حساب سے آپ نے ۷۶ سال ۳ ماہ اور ۹ دن عمر پائی۔

(ج) سن ہجری مقدس کے مطابق آپ ۱۴؍ رمضان المبارک ۱۲۴۷ھ کو پیدا ہوئے اور ۲۴؍ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ کو خدا سے جا ملے۔ اس حساب سے آپ کی عمر ۷۸ سال ۵ ماہ اور ۲۵ دن ہوئے۔ یعنی ۷۹ سال ہوئی۔

اس سے اب صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے۔ کہ آنحضور کی عمر الٰہی الہام کے مطابق ۸۰ سال کے قریب ہوئی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں اپنی تحقیق روایت ۶۱۳ میں درج کر چکا ہوں۔ میاں معراج الدین صاحب عمر کی تحقیق اس سے مختلف ہے لیکن چونکہ دوستوں کے سامنے ہر قسم کی رائے آجانی چاہیے

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 302 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 50 پر درج ہے

حوالہ نمبر 10

سید احمد علی صاحب نے درج کیا ہے۔ اس کے مطابق آپ کی تاریخ پیدائش ۱۲۵۱ھ بنتی ہے اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے حوالوں سے ۱۸۲۹ء اور ۱۸۳۲ء پیدائش کے سن نکلتے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک ان سے بڑھکر جس مخالف کا علم ہونا چاہیئے۔ وہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہیں۔ جن کو بچپن سے ہی آپ سے ملنے کا موقعہ ملتا رہا ہے۔ ان کے اشاعت السنہ ۱۸۹۳ء کے حوالہ سے آپ کی پیدائش ۱۸۳۰ء کے قریب بنتی ہے۔

غرض ۱۸۳۶ء انتہائی حد ہے۔ اس کے بعد کا کوئی سن ولادت تجویز نہیں کیا جاسکتا بحیثیت مجموعی زیادہ ترمیلان ۱۸۳۳ء اور ۱۸۳۴ء کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ شرف مکالمہ مخاطبہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ معین ہیں۔ اور یہ واقعی ایک اہم واقعہ ہے۔ جس پر تاریخ پیدائش کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔ ۱۲۹۰ھ ایک معین تاریخ ہے اور اس حساب سے ۱۸۳۳ء کی پیدائش ثابت ہوتی ہے۔ دوسرا اہم واقعہ آپ کے والد ماجد کا انتقال کا ہے۔ انسانی فطرت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس وقت کے متعلق جو رائے ہے وہ بھی زیادہ وزن دار سمجھنی چاہیئے۔ سو اس کے متعلق آپ واضح الفاظ میں فرماتے ہیں کہ والد ماجد کی وفات کے وقت آپ کی عمر چالیس سال کے قریب تھی۔ اور اپنے والد صاحب کی وفات ۱۸۷۴ء میں معین فرما دی۔ خلاصہ میرے نزدیک یہ نکلا کہ ۱۸۳۳ء صحیح سن ولادت قرار دیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب"۔ اس جگہ درد صاحب کا مضمون ختم ہوا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مکرمی مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔اے مبلغ لندن نے یہ مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر اور تاریخ پیدائش کی تعیین کے متعلق لندن سے ارسال کیا تھا اور یہ مضمون اخبار الفضل ۱۳ر ستمبر ۱۹۳۲ء میں شائع ہوچکا ہے۔ مضمون بہت محنت اور تحقیق کے ساتھ لکھا ہوا ہے مگر جیسا کہ میں روایت ۶۱۳ میں لکھ چکا ہوں مجھے اس تحقیق سے اختلاف ہے کیونکہ میری تحقیق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تاریخ پیدائش ۱۳؍ فروری ۱۸۳۵ء بنتی ہے۔ اور درد صاحب نے جو ہمارے دادا صاحب کی تاریخ وفات ۱۸۷۴ء لکھی ہے۔ یہ بھی میری تحقیق میں درست نہیں۔ بلکہ صحیح تاریخ ۱۸۷۶ء ہے جیسا کہ حضرت صاحب نے سرکاری ریکارڈ کے حوالہ سے کشف الغطاء میں لکھی ہے۔ لیکن ایسے تحقیقی مضامین میں رائے کا اختلاف بھی بعض لحاظ سے مفید ہوتا ہے اس لئے

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 194 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 51 پر درج۔

۱۶

میں جود وسخا اور مہمان نوازی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اپنے شہر کے غربا وضعفا کا خصوصیت سے خیال رکھتی تھیں۔ اور غربا کے مُردوں کو کفن اُن کے ہاں سے ملتا تھا۔

بہن بھائی — حضرت مرزا غلام احمد صاحب سب ملا کر پانچ بہن بھائی تھے۔ سب سے بڑی آپ کی ہمشیرہ مراد بی بی صاحبہ تھیں جن کی شادی مرزا محمدؐ بیگ ہوشیارپوری سے ہوئی تھی۔ مگر وہ عین جوانی میں بیوہ ہوگئی تھیں۔ وہ نہایت عابدہ اور زاہدہ تھیں اور تمام عمر یادِ الٰہی میں گزار دی۔ ان سے بعض خوارق وکرامات کا ظہور بھی ہوا۔ مراد بی بی صاحبہ سے چھوٹے مرزا غلام قادر صاحب تھے ان سے چھوٹا ایک اور لڑکا تھا جو بچپن میں ہی فوت ہوگیا۔ اُن سے چھوٹی جنت بی بی تھی جو حضرت صاحب کے ساتھ توام پیدا ہوئی تھیں اور پیدا ہوتے ہی فوت ہوگئی تھیں۔ گویا بھائی بہنوں میں سب سے چھوٹے حضرت مرزا غلام احمد صاحب تھے۔

ولادت۔ طفولیّت اور تعلیم

سنہ ولادت — حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی سنہ ولادت کے متعلق کوئی تحریری یادداشت تو ہمارے ہاتھ میں نہیں۔ اس لئے اس امر میں اختلاف ہونا لازمی امر تھا۔ مگر تحقیقات سے سنہ ولادت ۱۸۳۵ء صحیح معلوم ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ آپ نے کتاب البریہ میں اپنی پیدائش کا سنہ ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء لکھا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ آپ نے یہ کسی تحریری یادداشت کی بنا پر نہیں لکھا محض تخمینہ یا اندازہ سے قیاس کرکے ایسا لکھ دیا۔ اسی لئے کوئی سنہ متعین نہیں کیا۔ ورنہ ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء کیا معنی؟ آپ کو ایک سنہ متعین کرکے لکھنا چاہئے تھا۔ اور پھر اسی کتاب البریہ میں اسی سلسلہ مضمون میں آگے چل کر آپ تحریر فرماتے ہیں "غرض میری زندگی قریب قریب چالیس برس کے زیر سایہ والد بزرگوار کے گزری"۔ اب یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کے والد بزرگوار کی وفات ۱۸۷۶ء میں ہوئی تو اس سے پھر یہ نتیجہ نکلا کہ آپ کا سنہ ولادت تخمیناً ۱۸۳۶ء تھا۔ دوم حضرت اقدس مرزا صاحب نے کتاب التبلیغ آئینہ کمالات اسلام میں لکھا ہے جس کا ملخص یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی والدۂ محترمہ آپ کو مخاطب کرکے فرمایا کرتی تھیں کہ "ہمارے خاندان کے مصیبت کے دن تیری ولادت کے ساتھ پھر گئے تھے اور فراخی میسر آگئی تھی"۔ اور اسی لئے وہ آپ کی پیدائش کو مبارک سمجھا کرتی تھیں۔ اب یہ قطعی طور پر یقینی بات ہے کہ راجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں اس خاندان کے مصائب کے دن دور ہوکر فراخی شروع ہوئی تھی۔ اور قادیان اور اس کے ارد گرد کے بعض مواضعات

مجدد اعظم جلد اوّل صفحہ 16 از ڈاکٹر بشارت احمد لاہوری

یہ حوالہ صفحہ 51 پر درج ہے

بالکل جھوٹ تھی۔ اور اس کا نام عبدالحمید تھا۔ نہ عبدالمجید جیسا اُس نے بیان کیا تھا۔ نہ وہ بٹالہ کا برہمن تھا۔ بلکہ پیدائشی مسلمان علاقہ جہلم سے تھا۔ اس کا چچا برہان الدین غازی ایک مشہور مذہبی جنونی ہے۔ اور اُن کا تمام کا تمام خاندان میرزا قادیانی پر فدائی مرید ہے۔ یہ نوجوان عیسائی مذہب کے متلاشیوں کی طرح گجرات میں رہتا تھا۔ اس نے اپنے چچا کے چالیس روپے چُرا کر بُرے کاموں میں خرچ کئے۔ جس پر اس کے چچا نے میرزا قادیانی کے پاس اُس کو بھیج دیا۔ میں خود بیاس گیا۔ اور پھر اس سے دریافت کیا۔ اور پانچ گواہوں کے سامنے اس نے کھلا کھلا اقرار کیا کہ اُسے میرزا غلام احمد نے میرے قتل کے لئے بھیجا ہے۔ وہ موقعہ کی تلاش میں تھا کہ جب کبھی وہ مجھے سویا ہوا یا کسی اور حالت میں پائے تو میرے سر کو پتھر سے یا کسی اور ایسی چیز سے پھوڑے۔ اس نے یہ تمام واقعات اپنی مرضی سے لکھے۔ میں اس لکھے ہوئے کاغذ کو پیش کرتا ہوں جس پر اُس نے آٹھ گواہوں کے سامنے دستخط کئے۔ میری واقفیت میرزا صاحب سے

بقیہ حاشیہ

کا قائم مقام ہو جائے۔ تا اگر ایسی خوش بیانی سے کسی کا وقت خوش ہو تو اس سوانح نویس کی دنیا اور آخرت کی بہبودی کے لئے دُعا بھی کرے۔ اور صفحات تاریخ پر نظر ڈالنے والے خوب جانتے ہیں کہ جن بزرگ محققوں نے نیک نیتی اور افادہ عام کے لئے قوم کے ممتاز شخصوں کے تذکرے لکھے ہیں انہوں نے ایسا ہی کیا ہے۔

[اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضٰے اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے * اور میرے بزرگوں کے]

حاشیہ در حاشیہ

* عرصہ سترہ یا اٹھارہ برس کا ہوا کہ خدا تعالےٰ کے متواتر الہامات سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ میرے باپ دادے فارسی الاصل ہیں۔ وہ تمام الہامات میں نے ان ہی دنوں میں براہین احمدیہ کے حصہ دوم میں درج کر دئے تھے جن میں سے میری نسبت ایک یہ الہام ہے خذ والتوحید

کتاب البریہ (حاشیہ) صفحہ 144 روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 162 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 52 پر درج ہے

ایک شریف قوم سے جو سید تھے کیا۔ اور خود تمہاری نسب کو شریف بنایا۔ جو فارسی خاندان اور سادات سے معجون مرکب ہے۔ اِس پیشگوئی کو دُوسرے الہامات میں اور بھی تصریح سے بیان کیا گیا ہے۔ یہانتک کہ اُس شہر کا نام بھی لیا گیا تھا جو دہلی ہے۔ اور یہ پیشگوئی بہت سے لوگوں کو سُنائی گئی تھی۔ جن میں سے ایک شیخ حامد علی اور میاں جان محمد اور بعض دُوسرے دوست ہیں۔ اور ایسا ہی ہندوؤں میں سے شرمپت اور ملاوامل کھتریان ساکنانِ قادیان کو قبل از وقت یہ پیشگوئی بتلائی گئی تھی۔ اور جیسا کہ لکھا تھا ایسا ہی ظہور میں آیا۔ کیونکہ بغیر سابق تعلقات قرابت اور رشتہ کے دہلی میں ایک شریف اور مشہور خاندان سیادت میں میری شادی ہوگئی۔ اور یہ خاندان خواجہ میر درد کی لڑکی کی اولاد میں سے ہے جو مشاہیر اکابر سادات دہلی میں سے ہے۔ جنکو سلطنت چغتائی کی طرف سے بہت سے دیہات بطور جاگیر عطا ہوئے تھے۔ اور اب تک اس

+ حاشیہ ہمارے خاندان کی قومیت ظاہر ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ قوم کے برلاس مغل ہیں۔ اور ہمیشہ اِس خاندان کے اکابر امیر اور والیانِ ملک رہے ہیں۔ وہ سمرقند سے کسی تفرقہ کی وجہ سے بابر بادشاہ کے وقت میں پنجاب میں آئے اور اِس علاقہ کی ایک بڑی حکومت انکو ملی۔ اور کئی سو دیہات انکی ملکیت کے تھے جو آخر کم ہوتے ہوتے ۸۴ رہ گئے اور سکھوں کے زمانہ میں وہ بھی ہاتھ سے جاتے رہے۔ اور پانچ گاؤں باقی رہ گئے۔ اور پھر ایک گاؤں اُن میں سے جس کا نام بہادر حسین✤ تھا۔ جس کو حسین نامی ایک بزرگ نے آباد کیا تھا۔ انگریزی سلطنت کے عہد میں ہاتھ سے جاتا رہا۔ کیونکہ ہم نے خود اپنی غفلت سے ایک مدت تک اس گاؤں سے کچھ وصول نہیں کیا تھا۔ اور جیسا کہ مشہور چلا آتا ہے۔ ہماری قوم کو سادات سے یہ تعلق رہا ہے کہ بعض دادیاں ہماری شریف اور مشہور خاندانِ سادات سے ہیں۔ لیکن مغل قوم کے ہونے کے بارے میں خدا تعالیٰ کے الہام نے مخالفت کی ہے۔ جیسا کہ براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۲ میں یہ الہام ہے۔ خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس۔ یعنے توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو۔ اِس الہام سے صریح طور پر سمجھا جاتا ہے کہ ہمارے بزرگ دراصل بنی فارس ہیں۔

✤ یہ گاؤں بٹالہ سے شمال طرف بفاصلہ تین کوس واقعہ ہے۔ منہ

تریاق القلوب صفحہ 145 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 273 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 52 پر درج ہے

مقرر تھا۔ کیونکہ مسیح موعود خاتم الخلفاء ہے اور آخر کو اوّل سے مناسبت چاہیئے۔ اور چونکہ حضرت آدم بھی چھٹے دن کے آخر میں پیدا کئے گئے ہیں اس لئے بلحاظ مناسبت ضروری تھا کہ آخری خلیفہ جو آخری آدم ہے وہ بھی چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو۔ وجہ یہ کہ خدا کے سات دنوں میں سے ہر ایک دن ہزار برس کے برابر ہے جیسا کہ خود وہ فرماتا ہے۔ اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ [1]۔ اور احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا ہوگا۔ اسی لئے تمام اہل کشف مسیح موعود کا زمانہ قرار دینے میں چھٹے ہزار برس سے باہر نہیں گئے اور زیادہ سے زیادہ اسکے ظہور کا وقت چودھویں صدی ہجری لکھا ہے✚۔ اور اہل اسلام کے اہل کشف نے مسیح موعود کو جو آخری خلیفہ اور خاتم الخلفاء ہے صرف اس بات میں ہی آدم سے مشابہ قرار نہیں دیا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں پیدا ہوا اور مسیح موعود چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہوگا بلکہ اس بات میں بھی مشابہ قرار دیا ہے کہ آدم کی طرح وہ بھی جمعہ کے دن پیدا ہوگا اور اسکی پیدائش بھی توام کے طور پر ہوگی یعنے جیسا کہ آدم توام کے طور پر پیدا ہوا تھا پہلے آدم اور بعد میں حوا۔ ایسا ہی مسیح موعود بھی توام کے طور پر پیدا ہوگا۔ سو الحمد للہ والمنّۃ کہ متصوفین کی اس پیشگوئی کا میں مصداق ہوں میں بھی جمعہ کے روز بوقت صبح توام پیدا ہوا تھا صرف یہ فرق ہوا کہ پہلے لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنّت تھا۔ وہ چند روز کے بعد جنّت میں چلی گئی اور بعد اس کے میں پیدا ہوا۔ اور اس پیشگوئی کو شیخ محی الدین ابن عربی نے بھی اپنی کتاب **فصوص** میں لکھا ہے اور لکھا ہے کہ وہ صینی الاصل ہوگا۔ ﴿ بہر حال

✚✚ خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر فرمایا ہے کہ سورۃ العصر کے حروف حساب جمل کے رُو سے ابتدائے آدم سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک جس قدر برس گذرے ہیں انکی تعداد ظاہر کرتے ہیں سورۂ ممدوحہ کی رُو سے جب اس زمانہ تک حساب لگایا جائے تو معلوم ہوگا کہ اب ساتواں ہزار لگ گیا ہے اور اسی حساب کے رُو سے میری پیدائش چھٹے ہزار میں ہوئی ہے کیونکہ میری عمر اس وقت قریباً ۶۸ سال کی ہے۔ منہ

﴿ اس سے مطلب یہ ہے کہ اسکے خاندان میں ترک کا خون ملا ہوا ہوگا ہمارا خاندان جو اپنی شہرت کے لحاظ سے مغلیہ خاندان کہلاتا ہے اس پیشگوئی کا مصداق ہے کیونکہ اگرچہ سچ وہی ہے کہ جو خدا نے فرمایا کہ یہ خاندان فارسی الاصل ہے مگر یہ تو یقینی اور مشہود و محسوس ہے کہ اکثر مائیں اور دادیاں ہماری مغلیہ خاندان سے ہیں اور وہ صینی الاصل ہیں یعنی چین کے رہنے والی۔ منہ

✚ دیکھو حجج الکرامہ تالیف نواب صدیق حسن خان صاحب (بھوپالی) منہ

[1] الحج : ۴۸

یہ حوالہ صفحہ 52 پر درج ہے

الوحی صفحہ 209 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 209 از مرزا قادیانی

اور منجملہ گواہوں کے مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی تھے۔ اور الزام یہ تھا کہ اس شخص نے عبدالحمید نام ایک شخص کو ڈاکٹر مارٹن کلارک کے قتل کے لئے بھیجا تھا۔ چنانچہ شہادتیں برخلاف میرے پورے طور پر گذر گئیں۔ مگر خدا نے مجھے مقدمہ سے پہلے ہی اطلاع دی تھی کہ ایسا مقدمہ ہوگا۔ اور میں تجھے بچاؤں گا۔ اور وہ وحی الٰہی قریباً ساٹھ یا ستر یا اسّی آدمی کو قبل از مقدمہ سُنائی گئی تھی۔ چنانچہ خدا نے مجھے اپنی پاک وحی کے مطابق اس جھوٹے الزام سے عزت کے ساتھ نجات دی۔ پس وہ تمام کوشش میرے پھانسی دلانے کے لئے تھی جیسا کہ یہودیوں نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے لئے کی تھی۔

اور عجیب بات یہ ہے کہ جیسا پیلاطوس رومی نے (جو اُس نواح کا گورنر تھا جہاں حضرت مسیح تھے) یہودیوں کو کہا تھا کہ میں اس شخص یعنی عیسیٰ کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا جس کی وجہ سے اس کو صلیب دوں۔ ایسا ہی اس حاکم نے جس کی عدالت میں میرے پر مقدمہ قتل دائر تھا جس کا نام ڈگلس تھا اور ہمارے ضلع کا ڈپٹی کمشنر تھا مجھے مخاطب کرکے کہا کہ میں آپ پر کوئی الزام قتل کا نہیں لگاتا۔ اور عجیب تر یہ ہے کہ جس طرح حضرت عیسیٰ کے ساتھ ایک چور بھی صلیب دیا گیا تھا جس دن میری نسبت یہ خون کا مقدمہ فیصل ہوا۔ اُسی دن اُسی عدالت میں ایک مکتی فوج کا عیسائی چور بھی پیش ہوا۔ جس نے کچھ روپیہ چرایا تھا۔ غرض میری نسبت خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ یا عیسٰی انّی متوفیک و رافعک الیّ یہ ایک پیشگوئی تھی جس میں یہ اشارہ کیا گیا تھا کہ حضرت عیسیٰ کی طرح میرے قتل کے لئے بھی کچھ منصوبے بنائے جائیں گے اور ان منصوبوں میں دشمن نامراد رہیں گے۔

۱۹۲ تیسرا امر جو مجھے دو پر مشتمل کرتا ہے میری قومی حالت ہے۔ اور جیسا کہ ظاہر طور پر سُنا گیا ہے میں باپ کے لحاظ سے قوم کا مغل ہوں مگر بعض دادیاں میری سادات میں سے تھیں۔

ؔ سہو کاتب ہے اصل نام عبدالمجید ہے (ناشر)

براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 192 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 363 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 53 پر درج ہے

سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔ اِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ ص۸۰
یہ سب لوگ بھاگ جائیں گے اور پیٹھ پھیر لیں گے تو ہمارے نزدیک آج صاحب مرتبہ
اَمِیْنٌ۔ وَاِنَّ عَلَیْکَ رَحْمَتِیْ فِی الدُّنْیَا وَالدِّیْنِ وَاِنَّکَ
امین ہے اور تیرے پر میری رحمت دنیا اور دین میں ہے اور تو اُن لوگوں میں سے ہے
مِنَ الْمَنْصُوْرِیْنَ۔ یَحْمَدُکَ اللّٰہُ وَیَمْشِیْ اِلَیْکَ۔ سُبْحَانَ
جن کے شامل نصرت الٰہی ہوتی ہے۔ خدا تیری تعریف کرتا ہو اور تیری طرف چل رہا ہے۔ وہ پاک ذات
الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا۔ خَلَقَ اٰدَمَ فَاَکْرَمَہٗ۔
وہی خدا ہے جس نے ایک رات میں تجھے سیر کرا دیا۔ اُسی نے اس آدم کو پیدا کیا اور پھر اس کو عزت دی۔

بقیہ حاشیہ: اس کو پالیتا۔ پھر اپنی ایک اور وحی میں مجھ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے خذوا التوحید خذوا التوحید یا ابناء الفارس۔ یعنی توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو۔

ان تمام کلمات الٰہیہ سے ثابت ہے کہ اس عاجز کا خاندان دراصل فارسی ہے نہ مغلیہ۔ نہ معلوم کس غلطی سے مغلیہ خاندان کے ساتھ مشہور ہو گیا اور جیسا کہ ہمیں اطلاع دی گئی ہے میرے خاندان کا شجرہ نسب اس طرح پر ہے کہ میرے والد کا نام میرزا غلام مرتضیٰ تھا اور اُنکے والد کا نام میرزا عطا محمد میرزا عطا محمد کے والد میرزا گل محمد۔ میرزا گل محمد کے والد میرزا فیض محمد اور میرزا فیض محمد کے والد میرزا محمد قائم۔ میرزا محمد قائم کے والد میرزا محمد اسلم۔ میرزا محمد اسلم کے والد میرزا دلاور۔ میرزا دلاور کے والد میرزا الٰہ دین۔ میرزا الٰہ دین کے والد میرزا جعفر بیگ۔ میرزا جعفر بیگ کے والد میرزا محمد بیگ۔ میرزا محمد بیگ کے والد میرزا عبد الباقی۔ میرزا عبد الباقی کے والد میرزا محمد سلطان۔ میرزا محمد سلطان کے والد میرزا ہادی بیگ معلوم ہوتا ہے کہ میرزا اور بیگ کا لفظ کسی زمانہ میں بطور خطاب کے انکو ملا تھا جس طرح خان کا نام بطور خطاب دیا جاتا ہے۔ بہرحال جو کچھ خدا نے ظاہر فرمایا ہے وہی درست ہے انسان ایک ادنیٰ سی لغزش سے غلطی میں پڑ سکتا ہے مگر خدا سہو اور غلطی سے پاک ہے۔ منہ

حاشیہ در حاشیہ: میرے خاندان کی نسبت ایک اور وحی الٰہی ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا میری نسبت فرماتا ہے سلمان منا اھل البیت (ترجمہ) سلمان یعنی یہ عاجز جو دو صلح کی بنیاد ڈالتا ہے ہم میں سے ہے جو اہل بیت ہیں۔ یہ وحی الٰہی اس مشہور واقعہ کی تصدیق کرتی ہے جو بعض دادیاں اس عاجز کی سادات میں سے تھیں اور دو صلح سے مراد یہ ہے کہ خدا نے ارادہ کیا ہے کہ ایک صلح میرے ہاتھ سے اور میرے ذریعہ سے اسلام کے اندرونی فرقوں میں ہوگی اور بہت کچھ تفرقہ اٹھ جائے گا اور دوسری صلح اسلام کے بیرونی دشمنوں کے ساتھ ہوگی کہ بہتوں کو اسلام کی حقانیت کی سمجھ دی جائیگی اور وہ اسلام میں داخل ہو جائینگے تب خاتمہ ہوگا۔ منہ

حقیقۃ الوحی صفحہ 78 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 81 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 53 پر درج ہے

خدا کو تمام تعریفیں ہیں جس نے تیری دامادی کا رشتہ عالی نسب میں کیا۔ اور خود تجھے
عالی نسب اور شریف خاندان بنایا۔ یہ تو ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ جن سادات کے
خاندان میں دہلی میں میری شادی ہوئی تھی۔ وہ تمام دہلی کے سادات میں سے
سندی سید ہونے میں اوّل درجہ پر ہیں۔ اور علاوہ اپنی آبائی بزرگی کے خواجہ
میر درد کے نبیرہ ہیں اور اب تک دہلی میں خواجہ میر درد کے وارث متصور ہو کر
خواجہ ممدوح کی گدی انہی کو ملی ہوئی ہے کیونکہ خواجہ موصوف کا کوئی لڑکا
نہ تھا۔ یہی وارث ہیں جو انکی لڑکی کی اولاد ہیں۔ اور ان کی سیادت ہندوستان
میں ایک روشن ستارہ کی طرح چمکتی ہے۔ بلکہ سوچنے سے معلوم ہوگا کہ ان کا
خاندان خواجہ میر درد کے آبائی خاندان سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ خواجہ میر درد
نے ان کی عظمت کو قبول کر کے ان کے بزرگ کو لڑکی دی۔ اور اس زمانہ میں
یہ خیال اب سے بھی زیادہ تھا کہ لڑکی دینے کے وقت عالی خاندان کو ڈھونڈتے
تھے۔ اور خواجہ میر درد باخدا اور بزرگ ہونے کی وجہ سے سلطنت چغتائیہ سے
ایک بڑی جاگیر پاتے تھے اور دُنیوی حیثیت کے رُو سے ایک نواب کا منصب
رکھتے تھے۔ اور پھر انکی وفات کے بعد وہ جاگیر کے دیہات انہی میں تقسیم ہوئے۔
اور اِس عظمت خاندانی کے علاوہ میرے الہامات میں جس قدر اِس بات کی
تصریح کی گئی ہے کہ یہ خالص سیّد اور بنی فاطمہ ہیں۔ یہ ایک خاص فخر کا مقام
ان لوگوں کے لئے ہے۔ اور میں خیال نہیں کرسکتا کہ تمام پنجاب اور ہندوستان
بلکہ تمام اسلامی دُنیا میں کوئی اور خاندان سادات کا ایسا ہو کہ نہ صرف
ان کی سیادت کو اسلامی سلطنت نے مان کر انکی تعظیم کی ہو۔ بلکہ خدا نے
اپنی خاص کلام اور گواہی سے اِس کی تصدیق کر دی ہو۔ یہ تو انکے خاندان کا
حال ہے۔ اور مَیں اپنے خاندان کی نسبت کئی دفعہ لکھ چکا ہوں کہ وہ ایک

تریاق القلوب صفحہ 158 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 286، 287 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 53 پر درج ہے

شاہی خاندان ہے اور بنی فارس اور بنی فاطمہؓ کے خون سے ایک معجون مرکب ہے۔ یا شہرت عام کے لحاظ سے یوں کہو کہ وہ خاندان مغلیہ اور خاندان سیادت سے ایک ترکیب یافتہ خاندان ہے۔ مگر میں اسپر ایمان لاتا اور اسی پر یقین رکھتا ہوں کہ ہمارے خاندان کی ترکیب بنی فارس اور بنی فاطمہؓ سے ہے۔ کیونکہ اسی پر الہام الٰہی کے تواتر نے مجھے یقین دلایا ہے اور گواہی دی ہے۔

۵۰ ایک دفعہ جس کو قریباً اکیس برس کا عرصہ ہوا ہے مجھ کو یہ الہام ہوا اشکر نعمتی رئیت خدیجتی انك الیوم لذو حظٍ عظیم۔ ترجمہ۔ میری نعمت کا شکر کر۔ تُونے میری خدیجہ کو پایا آج تو ایک حظِّ عظیم کا مالک ہے۔ براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۸۔ اور اسی زمانہ کے قریب ہی یہ بھی الہام ہوا تھا بکر و ثیّبٌ یعنے ایک کنواری اور ایک بیوہ تمہارے نکاح میں آئے گی۔ یہ مؤخر الذکر الہام مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السّنۃ کو بھی سنا دیا گیا تھا۔ لیکن الہام مذکورہ بالا جس میں خدیجہ کے پانے کا وعدہ ہے۔ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۸ میں درج ہو کر نہ صرف محمد حسین بلکہ لاکھوں انسانوں میں اشاعت پا چکا تھا۔ ہاں شیخ محمد حسین مذکور ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کو سب سے زیادہ اس پر اطلاع ہے۔ کیونکہ اُس نے براہین احمدیہ کے چاروں حصّوں کا ریویو لکھا تھا اور اسکو خوب معلوم تھا کہ ان صفات کی ایک باکرہ بیوی کا وعدہ دیا گیا ہے۔ جو خدیجہ کی اولاد میں سے یعنے سیّد ہوگی۔ جیسا کہ الہام موصوفہ بالا میں آیا ہے۔ کہ تو میرا شکر کر اِس لئے کہ تُونے خدیجہ کو پایا یعنے تو خدیجہ کی اولاد کو پائے گا۔ اسی کی تائید میں وہ الہام ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۲ حاشیہ دوم اور صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔ اردتُ ان استخلف فخلقت اٰدم۔

تریاق القلوب صفحہ 158 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 286، 287 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 53 پر درج ہے

فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۙ﴿۶﴾
پس جلد تو بھی دیکھ لیگا اور وہ بھی دیکھ لیں گے (کہ الٰہی[1] مدد سے تو محروم رہتا ہے کہ وہ)

بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ﴿۷﴾
اور (ان کو پتہ لگ جائے گا کہ) تم دونوں میں سے کون گمراہ ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۪ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۸﴾
تیرا رب اس کو بھی خوب جانتا ہے، جو اس کے رستہ سے بھٹک گیا ہے اور اس کو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل ہے۔

فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۹﴾
(اور جب تو خدا کی ہدایت پر قائم ہے اور تیرے منکر تباہ ہونے والے ہیں تو) تو اُن منکروں کی بات نہ مان۔

وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ﴿۱۰﴾
یہ (کفار) خواہش رکھتے ہیں کہ تو اپنے دین میں کچھ نرمی کرے تو وہ بھی (اپنے طریق میں کچھ) نرمی کریں۔

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۙ﴿۱۱﴾
اور تو اس کی بات کبھی نہ مان جو قسمیں کھاتا ہے (لیکن خدا کی طرف سے مدد نہ ملنے کے باعث) وہ ذلیل[2] (کا ذلیل ہی) رہتا ہے۔

هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ۙ﴿۱۲﴾
جس کو (نیکوں پر) طعنہ کرنے اور (ان کی) چغلیاں کرنے کی عادت ہے۔

مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۙ﴿۱۳﴾
جو لوگوں کو نیکیوں سے روکنے والا، حد سے تجاوز کرنے والا اور گناہ گار ہے۔

عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۙ﴿۱۴﴾
وہ بد لگام[3] بھی ہے اور خدا کا بندہ ہو کر شیطان سے تعلق رکھنے والا[4] بھی۔

اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۱۵﴾
صرف اس وجہ سے کہ وہ بہت مالدار ہے اور اس کی اولاد اور ساتھی بہت ہیں

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶﴾
جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو پہلوں کی کہانیاں ہیں۔

سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿۱۷﴾
ہم جلدی اس کی ناک پر داغ لگائیں گے (اور اس کو اپنی مدد سے محروم کر دیں گے)

---

[1] یہ چوتھی شہادت دی کہ آپ پاگل نہیں اور فرمایا کہ کیا پاگل کو بھی خدا کی مدد ملتی ہے؟ پس اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انجام ایسا ہوا کہ دشمن اور دوست نے اس کو غیر معمولی قرار دیا تو اُسے پاگل کہنے والا پاگل ہوگا یا وہ؟

[2] یعنی گواہی کا طریق عقل اور شریعت نے مقرر کر دیا ہے جو شخص خلاف عقل طور پر اپنی بات کو سچا بنانے کے لیے قسمیں کھاتا ہے لیکن خدا کا فعل اسے ذلیل ہی کرتا جاتا ہے وہ لاکھ قسمیں کھائے اس کی بات کو نہیں ماننا چاہیئے۔

[3] عُتُلّ کے معنے لغت میں سخت کلامی کرنے والے کے لکھے ہیں (اقرب) ہم نے اس جگہ بد لگام کا لفظ استعمال کیا ہے جو چھوٹا لفظ ہے اور وہی معنے دیتا ہے۔

[4] قرآن مجید میں زَنِیْم کا لفظ ہے جس کے معنے ہوتے ہیں کہ وہ شخص جو کسی قوم کا فرد تو نہیں مگر اپنے آپ کو اس کی طرف منسوب کرتا ہے (مفردات) ہم نے اس کا ترجمہ "خدا کا بندہ ہو کر شیطان سے تعلق رکھتا ہے" کیا ہے۔ یعنی ہے تو وہ خدا کا مگر اپنے آپ کو منسوب بتوں کی طرف کرتا ہے۔

تفسیر صغیر صفحہ 763 از مرزا بشیر الدین محمود	یہ حوالہ صفحہ 53 پر درج ہے

جو ایمانی غیوری سے بہت دور پڑی ہوئی ہے ہمارے علماء کے دلوں کو بھی کسی قدر دبا
لیا ہے۔ اس سخت آندھی کے چلنے کی وجہ سے اُن کی آنکھوں میں بھی کچھ غبار سا پڑ گیا ہے
اُن کی فطرتی کمزوری اس نزلہ کو قبول کر گئی ہے۔ اسی وجہ سے وہ ایسے خیالات پر
زور دیتے ہیں جن کا کوئی اصل صحیح حدیث و قرآن میں نہیں پایا جاتا ہاں یورپ کی اخلاقی
کتابوں میں تو ضرور پایا جاتا ہے اور اِن اخلاق میں یورپ نے یہاں تک ترقی کی ہے کہ ص۲۷
ایک جوان عورت سے ایک نامحرم طالب کی بکلی دل شکنی مناسب نہیں سمجھی گئی۔ مگر کیا
قرآن شریف یورپ کے ان اخلاق سے اتفاق رائے کرتا ہے؟ کیا وہ ایسے لوگوں کا نام دیوث
نہیں رکھتا؟ میں ایسے علماء کو محض للہ متنبہ کرتا ہوں کہ وہ ایسی نکتہ چینیاں کرنے اور ایسے
خیالات کو دل میں جگہ دینے سے حق اور حق بینی سے بہت دور جا پڑے ہیں اگر وہ مجھ سے
لڑنے کو تیار ہوں تو اپنی خشک منطق سے جو چاہیں کہیں لیکن اگر وہ خدائے تعالیٰ سے خوف ص۳۰
کر کے کسی قدر سوچیں تو یہ ایسی بات نہیں ہے جو اُن کی نظر سے پوشیدہ رہ سکے کہ سخت

تہذیب کے برخلاف ہے لیکن خدائے تعالیٰ نے قرآن شریف میں بعض کا نام ابولہب اور بعض کا
نام کلب اور خنزیر کہا اور ابوجہل تو خود مشہور ہے ایسا ہی ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت
الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں استعمال کئے ہیں جیسا کہ فرماتا ہے فلا
تطع المکذبین ودّوا لو تدھن فیدھنون ولا تطع کل حلاف مھین
ھمّاز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذالک زنیم ....
سنسمه علی الخرطوم دیکھو سورۃ القلم الجزو نمبر ۲۹[1]۔ یعنی تو ان مکذبوں کے کہنے پر مت چل ص۲۸
جو بدل اسبات کے آرزومند ہیں کہ ہمارے معبودوں کو برامت کہو اور ہمارے مذہب کی ہجو
مت کرو۔ تو پھر ہم بھی تمہارے مذہب کی نسبت ان میں ہاں ملاتے رہینگے انکی چرب زبانی کا خیال مت کر
یہ شخص جو مداہنہ کا خواستگار ہے جھوٹی قسمیں کھانے والا اور ضعیف الرائے اور ذلیل آدمی ہے
دوسروں کے عیب ڈھونڈنے والا اور سخن چینی سے لوگوں میں تفرقہ ڈالنے والا اور نیکی کی ص۲۹

[1] القلم: ۹-۱۷

ازالہ اوہام صفحہ 29، 30 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 116، 117 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 53 پر درج ہے

انسان کا فرض ہے کہ سچائی کے طریقوں کو ہاتھ سے نہ دیوے بلکہ اگر ایک ادنیٰ سے ادنیٰ انسان کی زبان پر کلمۂ حق جاری ہو اور اپنے آپ سے غلطی ہو جائے تو اپنی غلطی کا اقرار کر کے شکر گذاری کے ساتھ اس حقیر آدمی کی بات کو مان لیوے اور اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ کا دعویٰ نہ کرے ورنہ تکبر کی حالت میں کبھی رُشد حاصل نہیں ہوگا۔ بلکہ ایسے آدمی کا ایمان بھی معرضِ خطر میں ہی نظر آتا ہے۔

اور سخت الفاظ کے استعمال کرنے میں ایک یہ بھی حکمت ہے کہ خفتہ دل اس سے بیدار ہوتے ہیں اور ایسے لوگوں کے لئے جو مداہنہ کو پسند کرتے ہیں ایک تحریک ہو جاتی ہے مثلاً ہندوؤں کی قوم ایک ایسی قوم ہے کہ اکثر اُن میں سے ایسی عادت رکھتے ہیں کہ اگر انکو اپنی طرف سے چھیڑا نہ جاتے تو وہ مداہنہ کے طور پر تمام عمر دوست بن کر دینی امور میں ہاں سے ہاں ملاتے رہتے ہیں بلکہ بعض اوقات تو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف اور اس دین کے اولیاء کی مدح و ثنا کرنے لگتے ہیں لیکن دل اُن کے نہایت درجہ کے سیاہ

راہوں سے روکنے والا، زناکار اور با ایں ہمہ نہایت درجہ کا بدخلق اور ان سب عیبوں کے بعد ولد الزنا بھی ہے۔ عنقریب ہم اس کے اس ناک پر جو سور کی طرح بہت لمبا ہو گیا ہے داغ لگادیں گے یعنی ناک سے مراد رسوم اور ننگ و ناموس کی پابندی ہے جو حق کے قبول کرنے سے روکتی ہے (اے خدائے قادر مطلق ہماری قوم کے بعض لمبی ناک والوں کی ناک پر بھی اُسترہ رکھ) اب کیوں حضرت مولوی صاحب کیا آپ کے نزدیک ان جامع لفظوں سے کوئی گالی باہر رہ گئی ہے۔ اور اس جگہ ایک نہایت عمدہ لطیفہ یہ ہے کہ ولید بن مغیرہ نے نرمی اختیار کر کے چاہا کہ ہم سے نرمی کا برتاؤ کیا جائے۔ اس کے جواب میں اس کے تمام پردے کھولے گئے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مومنین سے مداہنہ کی امید مت رکھو۔

منہ

ازالہ اوہام صفحہ 29، 30 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 116، 117 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 53 پر درج ہے

وَوجب الارتحال ولو قصدنا ذکر خدماته لضاق بنا المجال وعجزنا

کا وقت آگیا — اور اگر ہم اس کی تمام خدمات لکھنا چاہیں تو اس جگہ سما نہ سکیں اور ہم لکھنے سے

عن التدوین۔ فالملخص ان ابی لم یزل کان شائم برق الدولة وقائماً

عاجز رہ جائیں۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرا باپ سرکار انگریزی کے مراحم کا ہمیشہ امیدوار رہا

علی الخدمة عند الضرورة حتی اعزته الدولة بمکاتیب رضاءها وخصته

اور عند الضرورت خدمتیں بجا لاتا رہا یہاں تک کہ سرکار انگریزی نے اپنی خوشنودی کی چٹھیات سے اُسکو معزز

فی کل وقت بعطاءها واسمحت له بمواساتها وتفضلت علیه بمراعاتها و

کیا اور ہر ایک وقت اپنے عطاؤں کے ساتھ اُسکو خاص فرمایا اور اُسکی غمخواری فرمائی اور اُسکی رعایت رکھی

۳۸ حسبته من دواعی الخیر ومن المخلصین۔ ثم اذا تُوفی ابی فقام مقامه

اور اُسکو اپنے خیرخواہوں اور مخلصوں میں سے سمجھا۔ پھر جب میرا باپ وفات پا گیا تب ان خصلتوں میں

فی هذه السیر اخی المیرزا غلام قادر وغمرته مواهب الدولة کما

اسکا قائم مقام میرا بھائی ہوا جسکا نام میرزا غلام قادر تھا اور سرکار انگریزی کی عنایات ایسی ہی اُس کے

غمرت والدی وتوفی اخی بعد ابی فی بضع سنین ثم بعد وفاتهما

شامل حال ہوگئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں اور میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہوگیا

تفوت اثرهما واقتدیت سیرهما وذکرت عصرهما ولکنی ما کنت

پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں اُنکے نقش قدم پر چلا اور اُنکی سیرتوں کی پیروی کی اور اُنکے زمانہ کو یاد کیا

ذا خصب ونعمة وسعة وثروة ولا ذا املاك وارضین۔ بل تبتلت

لیکن میں صاحب مال اور صاحب املاک نہیں تھا۔ بلکہ میں اُنکی وفات کے

الی الله بعد ارتحالهما ولحقت بقوم منقطعین۔ وجذبنی ربی الیه

بعد اللہ جلشانہ ایکطرف جھک گیا اور اُنہیں جا ملا جنہوں نے دنیا کا تعلق توڑ دیا۔ اور میرے رب نے اپنی طرف

واحسن مثوای واسبغ علیّ من نعماء الدین۔ وقادنی من تدنسات

مجھے کھینچ لیا اور مجھے نیک جگہ دی اور اپنی نعمتوں کو مجھ پر کامل کیا اور مجھے دنیا کی آلودگیوں اور مکروہات سے

نور الحق صفحہ 38 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 38 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 54 پر درج ہے

آکر چارپائی پر بیٹھے تو بیٹھتے ہی جان کندن کا غرغرہ شروع ہوا۔ اُسی غرغرہ کی حالت میں اُنہوں نے مجھے کہا کہ دیکھا یہ کیا ہے؟ اور پھر لیٹ گئے اور پہلے اس سے مجھے کبھی اس بات کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا کہ کوئی شخص غرغرہ کے وقت میں بول سکے اور غرغرہ کی حالت میں صفائی اور استقامت سے کلام کر سکے۔ بعد اس کے عین اس وقت جب کہ آفتاب غروب ہوا وہ اس جہان فانی سے انتقال فرما گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اور یہ ان سب الہاموں سے پہلا الہام اور پہلی پیشگوئی تھی جو خدا نے مجھ پر ظاہر کی دوپہر کے وقت خدا نے مجھے اس کی اطلاع دی کہ ایسا ہونے والا ہے اور غروب کے بعد یہ خبر پوری ہوگئی اور مجھے فخر کی جگہ ہے۔ اور میں اس بات کو فراموش نہیں کروں گا کہ میرے والد صاحب کی وفات کے وقت خدا تعالیٰ نے میری عزا پرسی کی اور میرے والد کی وفات کی قسم کھائی جیسا کہ آسمان کی قسم کھائی۔ جن لوگوں میں شیطانی روح جوش زن ہے وہ تعجب کریں گے کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا کسی کو اس قدر عظمت دے کہ اُسکے والد کی وفات کو ایک عظیم الشان صدمہ قرار دیکر اُسکی قسم کھاوے مگر میں پھر دوبارہ خدائے عزّ و جلّ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ واقعہ حق ہے اور وُہ خدا ہی تھا جس نے عزا پرسی کے طور پر مجھے خبر دی اور کہا کہ والسماء والطارق اور اسی کے موافق ظہور میں آیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

۲۲۔ بائیسواں نشان یہ ہے کہ جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں جب مجھے یہ خبر دی گئی کہ میرے والد صاحب آفتاب غروب ہونے کے بعد فوت ہو جائیں گے تو بموجب مقتضائے بشریت کے مجھے اس خبر کے سننے سے درد پہنچا۔ اور چونکہ ہماری معاش کے اکثر وجوہ اُنہیں کی زندگی سے وابستہ تھے اور وُہ سرکار انگریزی کی طرف سے پنشن پاتے تھے اور نیز ایک رقم کثیر انعام کی پاتے تھے۔ جو اُن کی حیات سے مشروط تھی۔ اس لئے یہ خیال گذرا کہ اُن کی وفات کے بعد کیا ہوگا۔ اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ شاید تنگی اور تکلیف کے دن ہم پر آئیں گے اور یہ سارا خیال بجلی کی چمک کی طرح ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصہ میں دل میں گذر گیا تب اُسی وقت غنودگی ہو کر یہ دُوسرا الہام ہوا **الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ** یعنی کیا خدا اپنے بندہ کیلئے کافی نہیں ہے

یہ حوالہ صفحہ 54 پر درج ہے

حقیقۃ الوحی صفحہ 219 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 219 از مرزا قادیانی

۲۳۱

(۲۲۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے۔ کہ دادا صاحب کا تکیہ کلام "یہ ہے بات کہ نہیں" تھا جو جلدی میں "یہ ہے باکہ نہیں" سمجھا جاتا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اسکے متعلق اور بھی کئی لوگوں سے سُنا گیا ہے۔

(۲۲۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کہ ایک دفعہ قادیان میں ایک بغدادی مولوی آیا دادا صاحب نے اُس کی بڑی خاطر ومدارات کی۔ اس مولوی نے دادا صاحب سے کہا مرزا صاحب آپ نماز نہیں پڑھتے؟ دادا صاحب نے اپنی کمزوری کا اعتراف کیا۔ اور کہا کہ ہاں بیشک میری غلطی ہے مولوی صاحب نے پھر بار بار اصرار کے ساتھ کہا اور ہر دفعہ دادا صاحب یہی کہتے گئے "کہ میرا قصور ہے۔" آخر مولوی نے کہا آپ نماز نہیں پڑھتے۔ اللہ آپ کو دوزخ میں ڈال دیگا۔ اسپر دادا صاحب کو جوش آگیا اور کہا "تمہیں کیا معلوم ہے کہ وہ مجھے کہاں ڈالیگا۔ میں اللہ تعالیٰ پر ایسا بدظن نہیں ہوں میری امید وسیع ہے۔ خدا فرماتا ہے لاتقنطوا من رحمۃ اللہ تم مایوس ہوگئے میں مایوس نہیں ہوں۔ اتنی بے اعتقادی میں تو نہیں کرتا۔" پھر کہا "اسوقت میری عمر ۷۵ سال کی ہے۔ آجتک خدا نے میری پیٹھ نہیں لگنے دی۔ تو کیا اب دے گا، مجھے دوزخ میں ڈال دیگا؟" خاکسار عرض کرتا ہے کہ پیٹھ لگنا پنجابی کا محاورہ ہے۔ جسکے معنی دشمن کے مقابلہ میں ذلیل و رسوا ہونیکے ہیں۔ ورنہ ویسے مصائب تو دادا صاحب پر بہت آئے ہیں۔

(۲۲۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ جب سے تمہاری دادی فوت ہوئیں۔ تمہارے دادا نے اندر زنانہ میں آنا چھوڑ دیا تھا۔ دن میں صرف ایک دفعہ تمہاری پھوپھی کو ملنے آتے تھے۔ اور پھوپھی کے فوت ہونیکے بعد تو بالکل نہیں آتے تھے۔ باہر مردانے میں رہتے تھے۔ (خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ روایت حضرت والدہ صاحبہ نے کبھی اور سے سُنی ہوگی۔ کیونکہ یہ واقعہ حضرت اماں جان کے قادیان تشریف لانیسے پہلے زمانہ سے تعلق رکھتا ہے)

سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 231 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 55 پر درج ہے

ہمارے پاس ہے اور ہم پیش کریں گے۔ پھر ہم نے اس نوجوان لڑکے کے حالات کی بابت دریافت
کرنا شروع کیا۔ ایک آدمی بٹالہ میں دریافت کے واسطے بھیجا گیا۔ اس آدمی کا نام مولوی عبدالرحیم
ہے۔ اس نے بٹالہ کے متعلق حالات عبدالحمید کے محض جھوٹے پائے۔ ذرہ بھر بھی اس میں سچ نہ
تھا۔ تب مولوی عبدالرحیم سیدھا قادیان میں مرزا صاحب کے پاس پہنچا اور مکان پر پہنچ کر
اس نے دریافت کیا کہ آیا کوئی شخص عبدالمجید نام یہاں پر ہے۔ ایک لڑکا وہاں تھا۔ اُس نے کہا
کہ ہاں تھا مگر مرزا صاحب کو گالیاں دے کر چلا گیا ہے۔ پھر مولوی عبدالرحیم مرزا صاحب کے پاس
گیا اور دریافت پر کہا کہ میں عیسائی ہوں۔ اور عبدالمجید کی بابت دریافت کیا۔ مرزا صاحب نے
کہا کہ وہ جھوٹا ہے۔ پیدائشی مسلمان ہے اور اس کا پیدائشی نام عبدالحمید ہے اور وہ مولوی
برہان الدین جہلمی کا بھتیجا ہے۔ وہ راولپنڈی میں عیسائی ہوا تھا اور یہاں قادیان میں آکر پھر
مسلمان ہو گیا تھا۔ اور چند عرصہ محنت ٹوکری اٹھا کے کرتا رہا۔ اور قریباً سات آٹھ یوم سے یہاں
سے چلا گیا ہے۔ اور یہ عرصہ اُس عرصہ سے مطابق ہے جب وہ ہماری کوٹھی پر آیا تھا۔ اور آخرکار
مرزا صاحب نے کہا کہ اس کی اچھی طرح خاطر مدارات کرو اور خوراک پوشاک عمدہ دو تو وہ تمہارے
پاس رہے گا۔ پھر ہم نے جہلم سے دریافت کیا وہاں سے ہم کو معلوم ہوا کہ اس نوجوان آدمی کا نام

حاشیہ

ہو کر ان کے غموم وہموم میں شریک ہو جاؤں۔ آخر ایسا ہی ہوا۔ میرے والد صاحب اپنے بعض آباد
اجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے۔ انہوں
نے ان ہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا۔ مجھے
افسوس ہے کہ بہت سا وقت عزیز میرا ان بیہودہ جھگڑوں میں ضائع گیا اور اس کے ساتھ ہی
والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا۔ میں اس طبیعت اور فطرت
کا آدمی نہیں تھا اس لئے اکثر والد صاحب کی ناراضگی کا نشانہ رہتا رہا۔ اُن کی ہمدردی اور
مہربانی میرے پر نہایت درجہ پر تھی مگر وہ چاہتے تھے کہ دنیا داروں کی طرح مجھے رُو بخلق بنادیں

کتاب البریہ حاشیہ صفحہ 164 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 182 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 56 پر درج ہے

آپ کی خلوت نشینی پر آپ کے والد ماجد کے ریمارکس

شروع شروع میں تو آپ کے والد ماجد کو آپ کی یہ خلوت نشینی بہت شاق گزری وہ چاہتے تھے کہ یہ زمینداری میں لگیں۔ ان مقدمات کی پیروی کریں جن میں وہ خود لگے ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ کو دن رات مطالعہ میں مستغرق اور مسجد میں عبادت الٰہی میں مصروف دیکھتے تو کبھی کبھی چڑ کر فرماتے "یہ ہمارے گھر میں ملاں کہاں سے پیدا ہو گیا ہے؟" کوئی حضرت مرزا صاحب سے ملنے آتا اور آپ کے متعلق دریافت کرتا تو فرماتے کہ:-

"مسجد کے سقاوہ کی کسی ٹونٹی میں جا کر دیکھو۔ اگر وہاں نہ پاؤ تو مسجد کے اندر کسی گوشہ میں تلاش کرو۔ اگر وہاں بھی نہ ہو تو پھر کسی صف میں کوئی لپیٹ کر کھڑا کر گیا ہوگا۔ کیونکہ وہ زندگی میں ہی مرا ہوا ہے۔"

آپ کے والد صاحب کے یہ ریمارکس کس قدر معنی خیز ہیں۔ ایک باپ جو دن رات چاہتا ہے کہ بیٹا میرے مسلک پر چلے اس حقیقت سے بے خبر نہیں کہ میرا بیٹا دن رات عبادت الٰہی کا دلدادہ ہے۔ اور اس میں اسے اس قدر شغف ہے کہ وہ جیتے جی مر چکا ہے۔ یعنی اپنی تمام خواہشات وجذبات اور تمناؤں پر موت وارد کر کے وہ منقطع الی اللہ ہو چکا ہے۔ گویا خود باپ اس بات پر گواہ تھا کہ بیٹا موتوا قبل ان تموتوا (مرنے سے پہلے مر جاؤ) کا پورا پورا مصداق بن چکا ہے۔

آپ کی اس بڑھی ہوئی عبادت گزاری کے متعلق ایک دفعہ آپ کے والد صاحب کے ریمارکس سننے کے قابل ہیں۔ مرزا اسماعیل بیگ مرزا غلام اللہ مرحوم کے چچازاد بھائی تھے اس وقت لڑکے سے تھے۔ حضرت مرزا صاحب کے پاس ملازم تھے۔ کام فقط یہ تھا کہ آپ کے گھر سے روٹی لے آیا کریں اور آپ کے ساتھ نماز پڑھنے جایا کریں۔ سردیوں میں تہجد کے وقت گرم پانی لے آویں۔ اور خود بھی تہجد پڑھیں دوسرے لفظوں میں یہ نماز اور تہجد پڑھنے کی نوکری ہوئی یا روٹی لانے اور کھانے کی۔ کیونکہ کھانے میں دوسرے یتیم بچوں کے ساتھ انہیں بھی حصہ ملتا تھا۔ تہجد کے وقت مرزا اسماعیل نہ جاگتے تو حضرت خود انہیں جگا لیتے۔ جگانے میں معمول یہ تھا کہ ہلا کر جگاتے۔ آواز نہ دیتے غالباً اس لئے کہ پچھلی رات کو زور کی آواز سے دوسروں کی نیند میں خلل نہ آوے۔ خیر تو ان کا بیان ہے کہ کبھی کبھی بڑے مرزا صاحب یعنی حضرت کے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مجھے بلا لیتے۔ وہ آپ چارپائی پر لیٹے ہوتے۔ پاس دو کرسیاں پڑی ہوتیں ان میں سے ایک پر مجھے بٹھا کر دریافت کرتے کہ "سنا تیرا مرزا کیا کرتا ہے؟" میں کہتا کہ قرآن دیکھتے رہتے ہیں۔" اس پر وہ فرماتے کہ "کبھی سانس بھی لیتا ہے؟" (یعنی کبھی قرآن پڑھتے پڑھتے درمیان میں وقفہ بھی کرتا ہے یا پڑھے ہی جاتا ہے بس ہی نہیں کرتا) پھر یہ پوچھتے کہ رات کو سوتا بھی ہے؟ میں جواب

مبارک بجھا کرتی تھیں۔ اب یہ قطعی طور پر یقینی ہے۔ کہ راجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں ہی خاندان کے مصائب کے دن دُور ہو کر فراخی شروع ہو گئی تھی۔ اور قادیان اور اسکے اردگرد کے بعض مواضعات دادا صاحب کو راجہ رنجیت سنگھ نے بحال کر دیئے تھے۔ اور دادا صاحب کو اپنے ماتحت ایک معزز عہدہ فوجی بھی دیا تھا۔ اور راجہ کے ماتحت دادا صاحب نے بعض فوجی خدمات بھی سرانجام دی تھیں پس بہرحال حضرت صاحب کی پیدائش راجہ رنجیت سنگھ کی موت یعنے ۱۸۳۹ء سے کچھ عرصہ پہلے ماننی پڑیگی۔ لہٰذا اس طرح بھی ۱۸۳۶ء والی روایت کی تصدیق ہوتی ہے۔ وھوالمراد۔ اور حضرت صاحب نے جو ۱۸۳۹ء لکھا ہے سو اس کو خود آپ کی دوسری تحریریں رد کر رہی ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ آپ نے ۱۹۰۵ء میں اپنی عمر، سال بیان کی ہے اور وہاں یہ بھی لکھا ہے یہ تمام اندازے ہیں۔ صحیح علم صرف خدا کو ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میری تحقیق میں اوائل ۱۲۵۲ھ میں آپکی ولادت ہوئی تھی اور وفات ۱۳۲۶ھ میں ہوئی۔ واللہ اعلم۔

(۱۸۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے۔ کہ میں بچپن میں والد صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تاریخ فرشتہ۔ نحو میر۔ اور شاید گلستان۔ بوستان پڑھا کرتا تھا۔ اور والد صاحب کبھی کبھی پچھلا پڑھا ہُوا سبق بھی سنا کرتے تھے۔ مگر پڑھنے کے متعلق مجھ پر کبھی ناراض نہیں ہُوئے۔ حالانکہ میں پڑھنے میں بے پروا تھا لیکن آخر دادا صاحب نے مجھے والد صاحب سے پڑھنے سے روکدیا اور کہا کہ میں نے سب کو مُلاں نہیں بنانا دینا۔ تم مجھ سے پڑھا کرو گو یسے دادا صاحب والد صاحب کی بڑی قدر کرتے تھے۔

(۱۸۷) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کہ ایک دفعہ والد صاحب اپنے چوبارے کی کھڑکی سے گر گئے۔ اور دائیں بازو پر چوٹ آئی۔ چنانچہ آخر عمر تک وہ ہاتھ کمزور رہا خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں۔ کہ آپ کھڑکی سے اترنے لگے تھے سامنے

سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 216، 217 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 56 پر درج ہے

سٹول رکھا تھا وہ اُلٹ گیا۔ اور آپ گر گئے اور دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور یہ ہاتھ آخر عمر تک کمزور رہا۔ اس ہاتھ سے آپ لقمہ تو منہ تک لیجا سکتے تھے مگر پانی کا برتن وغیرہ منہ تک نہیں اُٹھا سکتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ نماز میں بھی آپ کو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے سہارے سے سنبھالنا پڑتا تھا ٭

(۱۸۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب تیرنا اور سواری خوب جانتے تھے اور سُنایا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ بچپن میں مَیں ڈوب چلا تھا تو ایک اجنبی بڈھے شخص نے مجھے نکالا تھا۔ اس شخص کو مَیں نے اس سے قبل یا بعد کبھی نہیں دیکھا نیز فرماتے تھے کہ مَیں ایک دفعہ ایک گھوڑے پر سوار ہُوا اس نے شوخی کی اور بے قابو ہو گیا۔ مَیں نے بہت روکنا چاہا۔ مگر وہ شرارت پر آمادہ تھا نہ رُکا۔ چنانچہ وہ اپنے پورے زور میں ایک درخت یا دیوار کی طرف بھاگا (الشک منی) اور پھر اس زور کے ساتھ اس سے ٹکرایا۔ کہ اس کا سر پھٹ گیا۔ اور وہ وہیں مرگیا۔ مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب بہت نصیحت کیا کرتے تھے کہ سرکش اور شریر گھوڑے پر ہرگز نہیں چڑھنا چاہیئے۔ اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اس گھوڑے کا مجھے مارنے کا ارادہ تھا۔ مگر مَیں ایک طرف گر کر بچ گیا اور وہ مرگیا ٭

(۱۸۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سُلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کہ والد صاحب باہر حویلی میں رہتے تھے۔ وہیں اُن کے لئے کھانا جاتا تھا۔ اور جس قسم کا کھانا بھی ہوتا تھا کھا لیتے تھے۔ کبھی کچھ نہیں کہتے تھے ٭

(۱۹۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے۔ کہ والد صاحب تین کتابیں بہت کثرت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ یعنی قرآن مجید۔ مثنوی رومی اور دلائل الخیرات اور کچھ نوٹ بھی لیا کرتے تھے۔ اور قرآن شریف بہت کثرت سے پڑھا کرتے تھے ٭

(۱۹۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سُلطان احمد صاحب نے بواسطہ

سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 216، 217 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 56 پر درج ہے

فلسفی کو منکر حنانہ است — از حواس انبیاء بیگانہ است

(۳۰۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار کے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گھر میں ایک مرغی کے چوزہ کے ذبح کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اور اس وقت گھر میں کوئی اور اس کام کو کرنے والا نہ تھا اسلئے حضرت صاحب اس چوزہ کو ہاتھ میں لے کر خود ذبح کرنے لگے مگر بجائے چوزہ کی گردن پر چھری پھیرنے کے غلطی سے اپنی انگلی کاٹ ڈالی جس سے بہت خون گیا اور آپ توبہ توبہ کرتے ہوئے چوزہ کو چھوڑ کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر وہ چوزہ کسی اور نے ذبح کیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کی عادت تھی کہ جب کوئی چوٹ وغیرہ اچانک لگتی تھی تو جلدی جلدی توبہ توبہ کے الفاظ منہ سے فرمانے لگ جاتے تھے۔ دراصل جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ عموماً کسی قانون شکنی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ خواہ وہ قانون شریعت ہو یا قانون نیچر یعنے قانونِ قضاء و قدر یا کوئی اور قانون، پس ایک صحیح الفطرت آدمی کا یہی کام ہونا چاہئے کہ وہ ہر قسم کی تکلیف کے وقت توبہ کی طرف رجوع کرے۔ اور یہی مفہوم انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کا ہے جس کی کہ قرآن شریف تعلیم دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چونکہ کبھی جانور وغیرہ ذبح نہ کئے تھے۔ اسلئے بجائے چوزہ کی گردن کے اپنی انگلی پر چھری پھیر لی۔ اور یہ نتیجہ تھا اس بات کا کہ آپ قانون ذبح کے عملی پہلو سے واقف نہ تھے۔ واللہ اعلم۔

(۳۰۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ پیر سر... نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ چند احباب نے حضرت اقدس سے دریافت کیا کہ یہ جو مشہور ہے کہ آنحضرت صلعم پر بادل کا سایہ رہتا تھا۔ یہ کیا بات ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ ہر وقت تو بادل کا سایہ رہنا ثابت نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو کوئی کافر کافر نہ رہتا۔ سب لوگ نور الیقین لے آتے کیونکہ ایسا معجزہ دیکھ کر کون انکار کر سکتا تھا۔ دراصل سنت اللہ کے مطابق معجزہ تو وہ ہوتا ہے کہ جس میں ایک پہلو خفاء کا بھی ہو اور فرمایا کہ ہر وقت بادل کا سایہ رہنا تو موجب تکلیف بھی ہے۔ علاوہ ازیں اگر ہر وقت بادل کا سایہ رہتا تو کیوں گرمی کے وقت حضرت ابوبکرؓ آپ پر چادر تان کر سایہ کرتے اور ہجرت کے سفر میں آپ کے لئے کیوں سایہ دار جگہ تلاش کرتے؟ ہاں کسی خاص وقت کسی حکمت کے ماتحت آپ کے سر پر بادل نے آکر سایہ کیا تو تعجب نہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ ہمارے ساتھ بھی ایسا واقعہ ہوا تھا

سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 4 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 57 پر درج ہے

حوالہ نمبر 27

شاہِ روم و روس میں جنگ ہوئی ہے۔ اور شاہ روم کو فتح ہوگئی ہے۔ ہم نے اس کی تعبیر کی، تمہارے شاہ روم ہم ہی ہیں۔ اور تعبیر اس خواب کی یہ ہے کہ اِن مقدمات میں ہماری فتح ہوگی۔ اور ہمارے شرکاء کو شکست ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ فرمایا اگر یہی خواب وزیر سلطنت رُوم یا رُوس دیکھتا۔ تو اسکی تعبیر اور ہوتی۔ خواب کی تعبیر دیکھنے والے کی حالت اور حیثیت کے مطابق ہوتی ہے ؛

عاجز کو دُودھ پلایا

جب عاجز راقم لاہور سے قادیان آیا کرتا۔ تو حضورؑ مجھے عموماً صبح ہر روز پینے کے واسطے دُودھ بھیجا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مجھے اندر بُلایا۔ ایک لوٹا دُودھ کا بھرا ہُوا حضورؑ کے ہاتھ میں تھا۔ اُس میں سے ایک بڑے گلاس میں حضورؑ نے دُودھ ڈالا اور مجھے دیا اور محبت سے فرمایا۔ آپ یہ پی لیں۔ پھر میں اور دیتا ہوں۔ مَیں تو اُس گلاس کو بھی ختم نہ کرسکا۔ ابھی اُس میں دُودھ باقی تھا۔ جو بس کردی اور واپس کیا۔ تبسم کرتے ہوئے حضورؑ نے فرمایا۔ بس۔ آپ تو بہت تھوڑا پیتے ہیں ؛

بچّے کے دِل بہلاؤ کے لئے چڑیا

صاحبزادہ مرزا مبارک احمدؐ صاحب مرحوم کے دل بہلانے کے واسطے ایک دفعہ چھوٹی چھوٹی چڑیاں کہیں سے لائی گئیں۔ صاحبزادہ صاحب اُن چڑیوں کو اپنے ہاتھ میں پکڑے رکھنا پسند کرتے تھے۔ اور بعض دفعہ بچپن کی ناواقفی سے ایسی طرح پکڑتے، اور دبائے رکھتے، کہ چڑیا کی جان پر بن جاتی۔ اسپر گھر کی کسی خادمہ نے صاحبزادہ صاحب کو چڑیا ہاتھ میں پکڑنے سے روکا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن خادمہ کو منع کیا۔ فرمایا۔ کہ یہ چڑیا اسکے دِل بہلانے کے واسطے ہیں۔ جس طرح چاہے پکڑے۔ تم نہ روکو ؛

ذکر حبیب صفحہ 171 از مفتی محمد صادق قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 57 پر درج ہے

۹

خود بھیجدی۔ مولوی محمد احسن صاحب نے حوالہ نکالنے کی کوشش کی۔ مگر نہ نکلا۔ آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود نکال کر پیش کیا۔ اور یہ حدیث صحیح بخاری پارہ ۱۴ حصہ اول باب مناقب عمرؓ میں ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد کان فیمن قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلّمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یک من امتی منھم احد فعمر۔ جب حضرت صاحب نے یہ حدیث نکال کر دکھا دی۔ تو فریق مخالف پر گویا ایک موت وارد ہوگئی اور مولوی عبد الحکیم صاحب نے اسی پر مباحثہ ختم کر دیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مندرجہ بالا روایتوں میں جو اختلاف ہے اس کے متعلق خاکسار ذاتی طور پر کچھ عرض نہیں کر سکتا۔ کہ اصل حقیقت کیا ہے۔ ہاں اس قدر درست ہے کہ نونِ ثقیلہ والی بحث دہلی میں مولوی محمد بشیر والے مباحثہ میں پیش آئی تھی۔ اور بظاہر اس سے بخاری والے حوالہ کا جوڑ نہیں ہے۔ پس اس حد تک تو درست معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ دہلی والے مباحثہ کا نہیں ہے۔ آگے رہا لاہور اور لدھیانہ کا اختلاف۔ سو اس کے متعلق میں کچھ عرض نہیں کر سکتا۔ نیز خاکسار افسوس کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ اس وقت جبکہ سیرۃ المہدی کا حصہ سوم زیر تصنیف ہے۔ پیر سراج الحق صاحب نعمانی فوت ہو چکے ہیں۔ پیر صاحب موصوف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق روایات کا ایک عمدہ خزانہ تھے۔

(۹) روایت نمبر ۳۰ کی تشریح میں جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ ایک چوزہ ذبح کرتے ہوئے زخمی ہوگئے۔ پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے بذریعہ تحریر خاکسار سے بیان کیا۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام عصر کی نماز کے وقت مسجد مبارک میں تشریف لائے بائیں ہاتھ کی انگلی پر پٹی پانی میں بھیگی ہوئی باندھی ہوئی تھی۔ اس وقت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے حضرت اقدس سے پوچھا۔ کہ حضور نے یہ پٹی کیسے باندھی ہے؟ تب حضرت اقدس علیہ السلام نے ہنس کر فرمایا۔ کہ ایک چوزہ ذبح کرنا تھا۔ ہماری انگلی پر چھری پھر گئی۔ مولوی صاحب مرحوم ہنسے اور عرض کیا۔ کہ آپ نے ایسا کام کیوں کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ اس وقت اور کوئی نہ تھا۔

(۱۰) روایت نمبر ۳۰۹ کی تشریح میں جس میں لدھیانہ کی پہلے دن کی بیعت کا ذکر ہے۔ مکرم شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے بذریعہ تحریر خاکسار سے بیان کیا۔ کہ روایت نمبر ۳۰۹ میں مخدومی مکرمی صاحبزادہ

۹

سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 6 از بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 58 پر درج ہے

پکڑ کر وہیں بیٹھ گیا۔ حضرت صاحب نے اس سے اظہار ہمدردی کیا اور پوچھا کہ گرم ورم یا اور کوئی چیز منگوائیں؟ اُسنے کہا نہیں کوئی بات نہیں۔ مگر بیچارے کو چوٹ سخت آئی تھی۔ والدہ صاحبہ کہتی ہیں کہ حضرت صاحب اسے خود ایک کمرے سے دوسرے کیطرف لیجاتے تھے اور ایک ایک چیز دکھاتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے اس خانہ تلاشی کا ذکر اپنے اشتہار مورخہ ۱۱ اپریل ۱۸۹۷ء میں کیا ہے۔ جہاں لکھا ہے۔ کہ خانہ تلاشی ۸ اپریل ۱۸۹۷ء کو ہوئی تھی اور نیز یہ کہ مہمان خانہ مطبع وغیرہ کی بھی تلاشی ہوئی تھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ لیکھرام ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو قتل ہوا تھا۔ اور اسکے قتل پر آریوں کیطرف سے ملک میں ایک طوفان عظیم برپا ہو گیا تھا۔ سنا گیا ہے۔ کہ کئی جگہ مسلمان بچے دشمنوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے اور حضرت صاحب کے قتل کے لئے بھی بہت سازشیں ہوئیں۔ اور یہ خانہ تلاشی بھی غالباً آریوں ہی کی تحریک پر ہوئی تھی۔

(۲۶۴) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب سناتے تھے کہ جب میں بچہ ہوتا تھا۔ تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ گھر سے میٹھا لاؤ۔ میں گھر میں آیا اور بغیر کسی سے پوچھنے کے ایک برتن میں سے سفید بورا اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا۔ اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی۔ بس پھر کیا تھا۔ میرا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی۔ کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سفید بورا سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا وہ بورا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ مجھے یاد آیا کہ ایک دفعہ گھر میں میٹھی روٹیاں پکیں۔ کیونکہ حضرت صاحب کو میٹھی روٹی پسند تھی۔ جب حضرت صاحب کھانے لگے تو آپ نے اس کا ذائقہ بدلا ہوا پایا۔ مگر آپ نے اس کا خیال نہ کیا کچھ اور کھانے پر حضرت صاحب نے کڑواہٹ محسوس کی۔ اور والدہ صاحبہ سے پوچھا۔ کہ یہ کیا بات ہے کہ روٹی کڑوی معلوم ہوتی ہے؟ والدہ صاحبہ نے پکانیوالی سے پوچھا اُسنے کہا میں نے تو میٹھا ڈالا تھا۔ والدہ صاحبہ نے پوچھا کہ کہاں سے لیکر ڈالا تھا؟ وہ برتن لائی۔ وہ عورت ایک ٹین کا ڈبہ اٹھا لائی دیکھا تو معلوم ہوا کہ کونین کا ڈبہ تھا۔ اور اس عورت نے جہالت سے بجائے میٹھے کے روٹیوں میں کونین ڈالدی

تھی اُسدن گھر میں یہ بھی ایک لطیفہ ہو گیا۔

(۲۴۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت صاحب نے اپنی والدہ سے روٹی کیساتھ کچھ کھانے کو مانگا انہوں نے کوئی چیز شاید گڑ بتایا کہ یہ لے لو۔ حضرت نے کہا نہیں یہ میں نہیں لیتا۔ انہوں نے کوئی اور چیز بتائی۔ حضرت صاحب نے اُسپر بھی وہی جواب دیا وہ اسوقت کسی بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھیں۔ سختی سے کہنے لگیں۔ کہ جاؤ پھر راکھ کر روٹی کھالو۔ حضرت صاحب روٹی پر راکھ ڈالکر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطیفہ ہو گیا۔ یہ حضرت صاحب کا بالکل بچپن کا واقعہ ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ والدہ صاحبہ نے یہ واقعہ سُنا کر کہا کہ جسوقت اُس عورت نے مجھے یہ بات سُنائی تھی۔ اسوقت حضرت صاحب بھی پاس تھے۔ مگر آپ خاموش رہے۔

(۲۴۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی ذوالفقار علیخان صاحب نے کہ جن دنوں میں گورداسپور میں کرم دین کا مقدمہ تھا ایک دن حضرت صاحب کچہری کی طرف تشریف لے جانے لگے اور حسب معمول پہلے دُعا کے لیئے اُس کمرہ میں گئے جو اس غرض کے لیئے پہلے مخصوص کر لیا تھا۔ میں اور مولوی محمد علی صاحب وغیرہ باہر انتظار میں کھڑے تھے اور مولوی صاحب کے ہاتھ میں اُسوقت حضرت صاحب کی چھڑی تھی۔ حضرت صاحب دُعا کر کے باہر نکلے تو مولوی صاحب نے آپ کو چھڑی دی حضرت صاحب نے چھڑی ہاتھ میں لے کر اُسے دیکھا اور فرمایا۔ یہ کس کی چھڑی ہے؟ عرض کیا گیا کہ حضور ہی کی ہے جو حضور اپنے ہاتھ میں رکھا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا۔ میں تو سمجھا تھا کہ یہ میری نہیں ہے۔ خان صاحب کہتے ہیں۔ کہ وہ چھڑی مدت سے آپکے ہاتھ میں رہتی تھی۔ مگر محویت کا یہ عالم تھا۔ کہ کبھی اُسکی شکل کو غور سے دیکھا ہی نہیں تھا۔ کہ پہچان سکیں۔ خان صاحب کہتے ہیں۔ کہ اسی طرح ایک دفعہ میں قادیان آیا۔ اسوقت حضرت صاحب مسجد کی سیڑھیوں میں کھڑے ہو کر کسی افغان کو رخصت کر رہے تھے اور میں دیکھتا تھا کہ آپ اُس وقت خوش نہ تھے۔ کیونکہ وہ شخص افغانستان میں جاکر تبلیغ کرنے سے ڈرتا تھا۔ خیر میں جاکر حضور سے ملا۔ اور

سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 244، 245 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 58 پر درج ہے

حوالہ نمبر 30

تھی اُسدن گھر میں یہ بھی ایک لطیفہ ہو گیا۔

(۲۴۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت صاحب نے اپنی والدہ سے روٹی کیساتھ کچھ کھانے کو مانگا انہوں نے کوئی چیز شاید گڑ بتایا کہ یہ لے لو۔ حضرت نے کہا نہیں یہ مَیں نہیں لیتا۔ انہوں نے کوئی اور چیز بتائی۔ حضرت صاحب نے اُسپر بھی وہی جواب دیا وُہ اسوقت کسی بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھیں۔ سختی سے کہنے لگیں۔ کہ جاؤ پھر راکھ کر روٹی کھا لو۔ حضرت صاحب روٹی پر راکھ ڈالکر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطیفہ ہو گیا۔ یہ حضرت صاحب کا بالکل بچپن کا واقعہ ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ والدہ صاحبہ نے یہ واقعہ سُنا کر کہا کہ جسوقت اُس عورت نے مجھے یہ بات سُنائی تھی۔ اسوقت حضرت صاحب بھی پاس تھے۔ مگر آپ خاموش رہے۔

(۲۴۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی ذوالفقار علیخان صاحب نے کہ جن دنوں میں گورداسپور میں کرم دین کا مقدمہ تھا ایک دن حضرت صاحب کچہری کی طرف تشریف لے جانے لگے اور حسب معمول پہلے دُعا کے لیئے اُس کمرہ میں گئے جو اس غرض کے لیئے پہلے مخصوص کر لیا تھا۔ مَیں اور مولوی محمد علی صاحب وغیرہ باہر انتظار میں کھڑے تھے اور مولوی صاحب کے ہاتھ میں اُسوقت حضرت صاحب کی چھڑی تھی۔ حضرت صاحب دُعا کر کے باہر نکلے تو مولوی صاحب نے آپ کو چھڑی دی حضرت صاحب نے چھڑی ہاتھ میں لے کر اُسے دیکھا اور فرمایا۔ یہ کس کی چھڑی ہے ؟ عرض کیا گیا کہ حضور ہی کی ہے جو حضور اپنے ہاتھ میں رکھا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا۔ مَیں تو سمجھا تھا کہ یہ میری نہیں ہے۔ خان صاحب کہتے ہیں۔ کہ وُہ چھڑی مدت سے آپکے ہاتھ میں رہتی تھی۔ مگر محویت کا یہ عالم تھا۔ کہ کبھی اُسکی شکل کو غور سے دیکھا ہی نہیں تھا۔ کہ پہچان سکیں۔ خان صاحب کہتے ہیں۔ کہ اسی طرح ایک دفعہ مَیں قادیان آیا۔ اسوقت حضرت صاحب مسجد کی سیڑھیوں میں کھڑے ہو کر کسی افغان کو رخصت کر رہے تھے اور مَیں دیکھتا تھا کہ آپ اُس وقت خوش نہ تھے۔ کیونکہ وہ شخص افغانستان میں جاکر تبلیغ کرنے سے ڈرتا تھا۔ خیر مَیں جاکر حضور سے ملا۔ اور

سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 245 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 59 پر درج ہے

چاہتی تھی کہ آپ نوکری پر ڈٹے رہیں اور خوب استغراق سے کام کر کے کوئی بڑا معزز عہدہ حاصل کریں لیکن محبت اس بات پر زور دیتی تھی کہ کچھ بھی ہو ہم اپنے ایسے لخت جگر کا آنکھوں سے دور رہنا برداشت نہیں کر سکتے۔ اس کشمکش میں محبت غالب آئی۔ اور تقاضا کیا کہ آپ نوکری چھوڑ کر گھر پہنچ جائیں۔ اس حکم کو بھی آپ نے بسر و چشم قبول فرمایا اور فوراً استعفا دیکر ملازمت سے سبکدوشی حاصل کر لی اور گھر پہنچ گئے۔ اگرچہ خدا خدا کر کے آپکو ملازمت وغیرہ کے دھندوں سے مخلصی ہوئی تھی۔ اور خیال تھا کہ اب آپ کو خلوت اور فراغت میسر آ جائے گی لیکن قادیان پہنچتے ہی والد صاحب نے بدستور آپکو زمینداری کے کاموں میں مصروف کر دیا۔ مگر اس جگہ آپ اپنے کام کے لیے بہت وقت نکال لیتے۔ اور اکثر قرآن شریف کے تدبر اور تفسیروں اور حدیثوں کے دیکھنے میں مشغول رہتے اور بسا اوقات والد صاحب کو بھی وہ کتابیں سنایا کرتے تھے۔ میرزا غلام مرتضےٰ صاحب کا تکیہ کلام "ہے یا کہنہ" یعنے (ہے بات کہ نہ) تھا۔ انہوں نے آپ کی کاروبار دنیا سے نفرت اور تقوے و تزکیہ میں کوشش کی شدت اور مطالعہ و توغل کتب میں مشغولیت اور محویت دیکھ کر یہ سمجھ لیا تھا کہ آپ دنیا کے کسی کام کے لائق نہیں۔ اور اکثر دوستوں کے آگے یہی بات پیش کیا کرتے کہ مجھے تو غلام احمد کا فکر ہے کہ یہ کہاں سے کھائیگا اور اسکی عمر کس طرح کٹے گی۔ بلکہ بعض دوستوں کو یہ بھی کہا کرتے تھے کہ آپ ہی اسکو سمجھاؤ کہ وہ اس استغراق کو چھوڑ کر کمانے کے دھندے میں لگے۔ اگر کبھی اتفاق سے ان سے کوئی دریافت کرتا کہ مرزا غلام احمد کہاں ہیں؟ تو وہ یہ جواب دیتے کہ مسجد میں جا کر سقاوہ کی ٹونٹی میں تلاش کرو۔ اگر وہاں نہ ملے تو مایوس ہو کر واپس مت آنا۔ مسجد کے اندر چلے جانا اور وہاں کسی گوشہ میں تلاش کرنا اگر وہاں بھی نہ ملے تو پھر بھی ناامید ہو کر لوٹ مت آنا۔ کسی صف میں دیکھنا کہ کوئی اسکو لپیٹ کر کھڑا کر گیا ہوگا۔ کیونکہ وہ تو زندگی میں مرا ہوا ہے۔ اور اگر کوئی اسے صف میں لپیٹ دے تو وہ آگے سے حرکت بھی نہیں کریگا۔ آپ کو شیرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی عرصہ سے آپکو لگی ہوئی ہے اس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔ اسی قسم کی اور بہت سی باتیں ہیں جو اس بات پر شاہد ناطق ہیں کہ آپ کو اپنے یار ازل کی محبت میں ایسی محویت تھی کہ جس کے باعث سے اس دنیا سے بالکل بے خبر ہو رہے تھے۔

دراصل والد کی زندگی بھی آپکے لیے ایک مکتب تھی۔ وہ اپنی زندگی سے اسقدر حسرت اور ندامت ظاہر کیا کرتے تھے کہ سن کر رونا آتا تھا بارہا کہا کرتے تھے کہ میں نے جسقدر اس پلید دنیا کے لیے سعی کی ہے اگر میں وہ سعی دین کے لیے کرتا تو شاید آج قطب یا غوث وقت ہوتا۔ اور اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔ ؎ عمر بگذشت و نماند است جز ایامے چند ÷ بہ کہ در یاد کسے صبح کنم شامے چند کئی دفعہ آپ اپنا بنایا ہوا یہ شعر رقت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے ؎ آب دیدہ عشاق و خاکپائے کسے ÷ مرا دلے ست کہ در خون تپد بجائے کسے

ایک دفعہ انہوں نے خواب بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ بڑی شان کے ساتھ میرے مکان کی طرف چلے آتے ہیں جیسا کہ ایک عظیم الشان بادشاہ آتا ہے۔ تو میں اسوقت آپکی طرف پیشوائی کے لیئے دوڑا۔ جب قریب پہنچا تو میں نے خیال کیا کہ کچھ نذر پیش کرنی چاہیئے یہ کہہ کر جیب میں ہاتھ ڈالا جس میں صرف ایک روپیہ تھا۔ اور جب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی کھوٹا ہے یہ دیکھ کر میں چشم پر آب ہو گیا۔

مسیح موعود کے مختصر حالات ملحقہ براہین احمدیہ حصہ اول تا چہارم صفحہ 67 از معراج الدین عمر قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 59 پر درج ہے

۴۵

جس سے بیماروں کو دوا دیتے تھے۔ مرزا سلطان احمد صاحب نے بھی طب پڑھی تھی۔ اور خاکسار سے حضرت خلیفہ ثانی نے ایکدفعہ بیان کیا تھا کہ مجھے بھی حضرت مسیح موعودؑ نے علم طب کے پڑھنے کے متعلق تاکید فرمائی تھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ باوجود اس بات کے کہ علم طب ہمارے خاندان کی خصوصیت رہا ہے۔ ہماری خاندان میں سے کبھی کسی نے اس علم کو اپنے روزگار کا ذریعہ نہیں بنایا۔ اور نہ ہی علاج کے بدلے میں کبھی کسی سے کبھی کچھ معاوضہ لیا۔

۵۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ تمہاری دادی ایمہ ضلع ہوشیارپور کی رہنے والی تھیں۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہم اپنی والدہ کے ساتھ بچپن میں کئی دفعہ ایمہ گئے ہیں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ وہاں حضرت صاحب بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے۔ اور چاقو نہیں ملتا تھا۔ تو سرکنڈے سے ذبح کر لیتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایمہ سے چند بوڑھی عورتیں آئیں۔ تو انہوں نے باتوں باتوں میں کہا۔ کہ سندھی ہمارے گاؤں میں چڑیاں پکڑا کرتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ میں نہ سمجھ سکی۔ کہ سندھی سے کون مراد ہے۔ آخر معلوم ہوا کہ ان کی مراد حضرت صاحب سے ہے۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ دستور ہے۔ کہ کسی منت ماننے کے نتیجہ میں بعض لوگ خصوصاً عورتیں اپنے کسی بچے کا عرف سندھی رکھدیتے ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے آپکی والدہ اور بعض عورتیں آپ کو بھی بچپن میں کبھی اس لفظ سے پکار لیتی تھیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ سندھی غالباً دسوندھی یا دسبندھی سے بگڑا ہوا ہے۔ جو ایسے بچے کو کہتے ہیں۔ جس پر کسی منت کے نتیجہ میں اس دفعہ کوئی چیز باندھی جاوے۔ اور بعض دفعہ منت کوئی نہیں ہوتی بلکہ یونہی پیار سے عورتیں اپنے کسی بچے پر یہ رسم ادا کر کے اسے سندھی پکارنے لگجاتی ہیں۔

(اس روایت میں جو یہ ذکر آتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ بچپن میں کبھی کبھی شکار کی ہوئی چڑیا کو سرکنڈے سے ذبح کر لیتے تھے اسکے متعلق یہ بات قابل ذکر

سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 45 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 60 پر درج ہے

۴۳

غصہ پر خود قابض ہو گئے۔ مرزا غلام حسین کی چونکہ نسل نہیں چلی اسلیئے ان کا حصہ پسران مرزا غلام مرتضٰے صاحب و پسران مرزا غلام محی الدین کو آ گیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ اس وقت مرزا تصدق جیلانی اور مرزا قاسم بیگ کی تمام شاخ معدوم ہو چکی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس مرزا غلام حیدر کی بھی شاخ معدوم ہے۔ ہمارے تایا مرزا غلام قادر صاحب اور مرزا امام الدین اور مرزا کمال الدین بھی لاولد فوت ہوئے۔ ہاں مرزا نظام الدین کا ایک لڑکا مرزا گل محمد موجود ہے۔ مگر وہ احمدی ہو کر حضرت صاحب کی روحانی اولاد میں داخل ہو چکا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ ینقطع اٰبائک و یبدأ منک اور یہ الہام اس وقت کا ہے۔ جب آپکے شجرہ خاندانی کی یہ تمام شاخیں سرسبز تھیں۔

۴۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایکدفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی۔ تو وہ آپکو پھسلا کر اور دھوکہ دیکر بجائے قادیان لانے کے باہر لیگیا اور ادھر اُدھر پھراتا رہا پھر جب اُسنے سارا روپیہ اُڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا حضرت مسیح موعودؑ اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے۔ اور چونکہ تمہارے دادا کا منشاء رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اس لیئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔ اور کچھ عرصہ تک وہاں ملازمت پر رہے۔ پھر جب تمہاری دادی بیمار ہوئیں۔ تو تمہارے دادا نے آدمی بھیجا۔ کہ ملازمت چھوڑ کر آجاؤ۔ جس پر حضرت صاحب فوراً روانہ ہو گئے۔ امرتسر پہنچکر قادیان آنے کے واسطے یکہ کرایہ پر لیا۔ اس موقعہ پر قادیان سے ایک اور آدمی بھی آپ کے لینے کے لیئے امرتسر پہنچ گیا۔ اس آدمی نے کہا یکہ جلدی چلاؤ کیونکہ ان کی حالت بہت نازک تھی پھر تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگا۔ بہت ہی نازک حالت تھی جلدی کرو کہیں فوت نہ ہو گئی ہوں۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی تھیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ میں اسی

سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 43، 44 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 60 پر درج ہے

حوالہ نمبر 33

وقت سمجھ گیا۔ کہ دراصل والدہ فوت ہو چکی ہیں۔ کیونکہ اگر وہ زندہ ہوتیں تو وہ شخص ایسے الفاظ نہ بولتا۔ چنانچہ قادیان پہنچے تو پتہ لگا کہ واقعی وہ فوت ہو چکی تھیں۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ ہمیں چھوڑ کر پھر مرزا امام الدین ادھر اُدھر پھرتا رہا۔ آخر اُسنے چائے کے ایک قافلہ پر ڈاکہ مارا اور پکڑا گیا مگر مقدمہ میں رہا ہو گیا۔ حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری وجہ سے ہی اسے قید سے بچا لیا ورنہ خواہ وہ خود کیسا ہی آدمی تھا ہمارے مخالف یہی کہتے کہ ان کا ایک چچازاد بھائی جیل خانہ میں رہ چکا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیالکوٹ کی ملازمت ۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء کا واقعہ ہے۔

(اس روایت سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سیالکوٹ میں ملازم ہونا اس وجہ سے تھا۔ کہ آپ سے مرزا امام الدین نے دادا صاحب کی پنشن کا روپیہ دھوکا دے کر اُڑا لیا تھا۔ کیونکہ جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیفات میں تصریح کی ہے۔ آپ کی ملازمت اختیار کرنیکی وجہ صرف یہ تھی۔ کہ آپ کے والد صاحب ملازمت کے لیئے زور دیتے رہتے تھے۔ ورنہ آپکی اپنی رائے ملازمت کے خلاف تھی۔ اسی طرح ملازمت چھوڑ دینے کی بھی اصل وجہ یہی تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ملازمت کو ناپسند فرماتے تھے۔ اور اپنے والد صاحب کو ملازمت ترک کر دینے کی اجازت کے لیئے لکھتے رہتے تھے۔ لیکن دادا صاحب ترک ملازمت کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ مگر بالآخر جب دادی صاحبہ بیمار ہوئیں۔ تو دادا صاحب نے اجازت بھجوا دی۔ کہ ملازمت چھوڑ کر آجاؤ۔)

۵۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ طبابت کا علم ہمارا خاندانی علم ہے۔ اور ہمیشہ سے ہمارا خاندان اس علم میں ماہر رہا ہے۔ دادا صاحب نہایت ماہر اور مشہور حاذق طبیب تھے۔ تایا صاحب نے بھی طب پڑھی تھی۔ حضرت مسیح موعود بھی علم طب میں خاصی دسترس رکھتے تھے۔ اور گھر میں ادویہ کا ایک ذخیرہ رکھا کرتے تھے

سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 43، 44 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 60 پر درج ہے

پادری صاحب سے تشریف آوری کا سبب پوچھا۔ تو پادری صاحب نے جواب دیا۔ کہ میں مرزا صاحب سے ملاقات کرنیکو آیا تھا۔ چونکہ میں وطن جانے والا ہوں اسواسطے ان سے آخری ملاقات کرونگا۔ چنانچہ جہاں مرزا صاحب بیٹھے تھے وہیں چلے گئے اور فرش پہ بیٹھے رہے اور ملاقات کر کے چلے گئے۔

چونکہ مرزا صاحب پادریوں کے ساتھ مباحثہ کو بہت پسند کرتے تھے اسواسطے مرزا شکستہ تخلص نے جو بعد ازاں موحد تخلص کیا کرتے تھے اور مراد بیگ نام جالندھر کے رہنے والے تھے۔ مرزا صاحب کو کہا۔ کہ سید احمد خان صاحب نے تورات و انجیل کی تفسیر لکھی ہے آپ ان سے خط و کتابت کریں اس معاملہ میں آپ کو بہت مدد ملیگی۔ چنانچہ مرزا صاحب نے سرسید کو عربی میں خط لکھا۔

کچہری کے منشیوں سے شیخ الہ داد صاحب مرحوم سابق محافظ دفتر سے بہت اُنس تھا اور نہایت پکی اور سچی محبت تھی۔ شہر کے بزرگوں سے ایک مولوی صاحب محبوب عالم نام سے جو عزلت گزین اور بڑے عابد اور پارسا اور نقشبندی طریق کے صوفی تھے مرزا صاحب کو دلی محبت تھی۔

چونکہ جس بیٹھک میں مرزا صاحب معہ حکیم منصب علی کے جو اس زمانہ میں وثیقہ نویس تھے رہتے تھے۔ اور وہ سر بازار تھی۔ اور اس دوکان کے بہت قریب تھی۔ جس میں حکیم حسام الدین صاحب مرحوم سامان دواسازی اور دوافروشی اور مطلب رکھتے تھے اس سبب سے حکیم صاحب اور مرزا صاحب میں تعارف ہوگیا۔ چنانچہ حکیم صاحب نے مرزا صاحب سے قانونچہ اور موجز کا بھی کچھ حصہ پڑھا۔

چونکہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے اسواسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی طیاری شروع کردی۔ اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے اور کیونکر ہوتے۔ وہ دُنیوی اشغال کے لئے بنائے نہیں گئے تھے۔ سچ ہے۔ ع

ہر کسے را بہر کارے ساختند

سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 156 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 64 پر درج ہے

کئے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا اسلئے باقی چھوڑ دیئے اور فدیہ ادا
کردیا اسکے بعد جو رمضان آیا تو اسمیں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ
کیوجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپنے فدیہ ادا کردیا اسکے بعد جو رمضان آیا تو
آپکا تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپکو دورہ پڑا اور آپنے روزہ توڑ دیا اور باقی
روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کردیا اسکے بعد جتنے رمضان آئے آپنے سب روزے رکھے
مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل کمزوری کیوجہ سے روزے نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا
فرماتے رہے خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپنے ابتدائی دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے
تو کیا پھر بعد میں انکو قضا کیا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں صرف فدیہ ادا کردیا تھا خاکسار
عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود کو دوران سر اور بردِ اطراف
کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانہ میں آپ بہت کمزور ہو گئے تھے اور صحت
خراب رہتی تھی اسلئے جب آپ روزے چھوڑتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پھر دوسرے
رمضان تک انکے پورا کرنے کی طاقت نہ پاتے تھے۔ مگر جب اگلا رمضان آتا تو پھر شوق عبادت
میں روزے رکھنے شروع فرما دیتے تھے لیکن پھر دورہ پڑتا تھا تو ترک کر دیتے تھے اور بقیہ
کا فدیہ ادا کر دیتے تھے۔ واللہ اعلم۔

[بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح
موعود اوائل میں غرارے استعمال فرمایا کرتے تھے پھر میرے کہنے پر وہ ترک کروا دیئے اسکے بعد
آپ معمولی پاجامے استعمال کرنے لگ گئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ غرارہ بہت کھلے پائنچے کے
پاجامے کو کہتے ہیں۔ (پہلے اسکا ہندوستان میں بہت رواج تھا اب بہت کم ہو گیا ہے)] ٨٢

(٨٣) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود عام طور پر سفید ململ
کی پگڑی استعمال فرماتے تھے جو عموماً دس گز لمبی ہوتی تھی۔ پگڑی کے نیچے کلاہ کی جگہ نرم
قسم کی رومی ٹوپی استعمال کرتے تھے۔ اور گھر میں بعض اوقات پگڑی اتار کر سر پر صرف
ٹوپی ہی رہنے دیتے تھے بدن پر گرمیوں میں عموماً ململ کا کرتہ استعمال فرماتے تھے۔
اسکے اوپر گرم صدری اور گرم کوٹ پہنتے تھے پاجامہ بھی آپکا گرم ہوتا تھا۔ نیز آپ

سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 66 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 64 پر درج ہے

وقت تک قائم رہو۔

یہ وہ میرے سلسلہ کے اصول ہیں جو اس سلسلہ کے لئے امتیازی نشان کی طرح ہیں۔ جس انسانی ہمدردی اور ترک ایذاءِ بنی نوع اور ترک مخالفت حکام کی یہ سلسلہ بنیاد ڈالتا ہے۔ دوسرے مسلمانوں میں اس کا وجود نہیں۔ اُن کے اصول اپنی بے شمار غلطیوں کی وجہ سے اور طرز کے ہیں جنکی تفصیل کی حاجت نہیں اور نہ یہ ان کا موقع ہے۔

اور وہ نام جو اس سلسلہ کے لئے موزون ہے جس کو ہم اپنے لئے اور اپنی جماعت کے لئے پسند کرتے ہیں وُہ نام **مسلمان فرقہ احمدیہ** ہے۔ اور جائز ہے کہ اس کو **احمدی مذہب کے مسلمان** کے نام سے بھی پکاریں۔ یہی نام ہے جس کے لئے ہم ادب سے اپنی معزز گورنمنٹ میں درخواست کرتے ہیں کہ اسی نام سے اپنے کاغذات اور مخاطبات میں اس فرقہ کو موسوم کرے یعنے **مسلمان فرقہ احمدیہ۔**

جہانتک میرے علم میں ہے مَیں یقین رکھتا ہوں کہ آجتک تیس ہزار کے قریب متفرق مقامات پنجاب اور ہندوستان کے لوگ اس فرقہ احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور جو لوگ ہر ایک قسم کے بدعات اور شرک سے بیزار ہیں۔ اور دل میں یہ فیصلہ بھی کر لیتے ہیں کہ ہم اپنی گورنمنٹ برطانیہ سے منافقانہ زندگی کرنا نہیں چاہتے۔ اور صلحکاری اور بُردباری کی فطرت رکھتے ہیں۔ وُہ لوگ بکثرت اس فرقہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں اور عموماً عقلمندوں کی اس طرف ایک تیز حرکت ہو رہی ہے۔ اور یہ لوگ محض عوام میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ بعض بڑے بڑے معزز خاندانوں میں سے ہیں۔ اور ہر ایک قسم کے تاجر اور ملازمت پیشہ اور تعلیم یافتہ اور علماء اسلام اور رؤساء اس فرقہ میں داخل ہیں۔ گو

تریاق القلوب صفحہ 398 از روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 526 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 64 پر درج ہے

حوالہ نمبر 37

کام کا خلاصہ تھا۔ اور تقویٰ اصلاحِ نفس کا خلاصہ ہے۔ مگر آجکل وفاتِ مسیحؑ سے بحث کا میدان بدل کر دوسری طرف منتقل ہوگیا ہے۔

۹۷۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میاں بشیر احمد صاحب (یعنی خاکسار مؤلف) جب چھوٹے تھے تو ان کو ایک زمانہ میں شکر کھانے کی بہت عادت ہوگئی تھی ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس پہونچتے اور ہاتھ پھیلا کر کہتے "ابا چِٹی" حضرت صاحب تصنیف میں بھی مصروف ہوتے تو کام چھوڑ کر فوراً اٹھتے۔ کوٹھڑی میں جاتے۔ شکر نکال کر ان کو دیتے۔ اور پھر تصنیف میں مصروف ہوجاتے۔ تھوڑی دیر میں میاں صاحب موصوف پھر دستِ سوال دراز کرتے ہوئے پہونچ جاتے۔ اور کہتے "ابا چِٹی" (چٹی شکر کو کہتے تھے کیونکہ بولنا پورا نہ آتا تھا۔ اور مراد یہ تھی کہ چٹے رنگ کی شکر لینی ہے) حضرت صاحب پھر اٹھ کر ان کا سوال پورا کر دیتے۔ غرض اس طرح ان دنوں میں روزانہ کئی کئی دفعہ یہ ہیرا پھیری ہوتی رہتی تھی۔ مگر حضرت صاحب باوجود تصنیف میں سخت مصروف ہونے کے کچھ نہ فرماتے۔ بلکہ ہر دفعہ ان کے کام کے لئے اٹھتے تھے۔ یہ ۱۸۹۵ء یا اس کے قریب کا ذکر ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میری پیدائش ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء کی ہے۔

۹۷۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اصل میں عربی زبان کی ستائیس لاکھ لُغت ہے جس میں سے قرآن مجید میں صرف ۴ ہزار کے قریب استعمال ہوئی ہے۔ عربی میں ہزار نام تو صرف اُونٹ کا ہے اور چار سو نام شہد کا۔

۹۷۴ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کا ایک کلمہ ہوتا ہے۔ مرزا کا کلمہ یہ ہے کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا"۔

۹۷۵ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اخلاق میں کامل تھے۔ یعنی:۔

آپ نہایت رؤف رحیم تھے۔ سخی تھے۔ مہمان نواز تھے اشجع الناس تھے۔ ابتلاؤں کے وقت جب لوگوں کے دل بیٹھے جاتے تھے آپ شیرِ نر کی طرح آگے بڑھتے تھے۔ عفو۔ چشم پوشی، فیاضی دیانت۔ خاکساری۔ صبر، شکر۔ استغناء۔ حیا۔ غضِ بصر۔ عفت۔ محنت۔ قناعت۔ وفاداری۔ بے تکلفی

سیرت المہدی جلد سوئم ص 305 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 65 پر درج ہے

ہے تو آپ نے فرمایا کہ میاں حامد علی تم نے ہم کو کیوں نہ بتایا کہ اس کی شادی کرنے لگے ہیں۔ اس کی شادی نہیں کرنی چاہیئے تھی۔ کیونکہ اس کو ضعف جگر کا مرض تھا۔ اور موجودہ حالت میں وہ شادی کے قابل نہیں تھا۔ چنانچہ وہ شادی کے چند روز بعد فوت ہو گئے۔

۸۷۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے احباب کو جب خط لکھتے تو یا تو "حبّی فی اللہ" یا مکرمی اخویم لکھکر مخاطب کیا کرتے تھے۔ کئی دفعہ مجھے ڈاک میں ڈالنے کو لفافے دیتے تو میں پتے دیکھتا۔ کہ کس کے نام کے خط ہیں۔ سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی اور زین الدین ابراہیم صاحب انجینیئر بمبئی اور میاں غلام نبی صاحب سیٹھی راولپنڈی کے پتے مجھے اب تک یاد ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ تینوں اصحاب اس وقت جو جنوری ۱۹۳۹ء ہے فوت ہو چکے ہیں وکل من علیہا فان ویبقٰی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔

۸۷۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اگر تیمم کرنا ہوتا۔ تو بسا اوقات تکیہ یا لحاف پر ہی ہاتھ مار کر تیمم کر لیا کرتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ تکیہ یا لحاف میں سے جو گرد نکلتی ہے وہ تیمم کی غرض سے کافی ہوتی ہے۔ لیکن اگر کوئی تکیہ یا لحاف بالکل نیا ہو اور اس میں کوئی گرد نہ ہو۔ تو پھر اس سے تیمم جائز نہ ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد میں آپ کی لڑکی عصمت ہی صرف ایسی تھی جو قادیان سے باہر پیدا ہوئی اور باہر ہی فوت ہوئی۔ اس کی پیدائش انبالہ چھاؤنی کی تھی اور فوت وہ لدھیانہ میں ہوئی۔ اسے ہیضہ ہوا تھا۔ اس لڑکی کو شربت پینے کی عادت پڑ گئی تھی۔ یعنی وہ شربت کو پسند کرتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے لئے شربت کی بوتل ہمیشہ اپنے پاس رکھا کرتے تھے۔ رات کو وہ اٹھا کر تو کہتی ابا شربت پینا۔ آپ فوراً اٹھکر شربت بنا کر اسے پلا دیا کرتے تھے۔ ایک روز لدھیانہ میں اس نے اسی طرح رات کو اٹھکر شربت مانگا۔ حضرت صاحب نے اُسے شربت کی جگہ غلطی سے چنبیلی کا تیل پلا دیا۔ جس کی بوتل اتفاقاً شربت کی بوتل کے پاس ہی پڑی تھی۔ لڑکی بھی وہ شربت

درجہ کا فرق ہے یعنی اصل اقسام دو ہی ہیں۔ ایک فطرتی احتلام جو کسی طبعی تقاضے کا نتیجہ ہوتا ہے اور دوسرے شیطانی احتلام جو گندے خیالات کا نتیجہ ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۸۴۴ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیشاب کر کے ہمیشہ پانی سے طہارت فرمایا کرتے تھے۔ مَیں نے کبھی ڈھیلہ کرتے نہیں دیکھا۔

۸۴۵ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اندھیرے میں نہیں سویا کرتے تھے۔ بلکہ ہمیشہ رات کو اپنے کمرہ میں لالٹین روشن رکھا کرتے تھے اور تصنیف کے وقت تو دس پندرہ موم بتیاں اکٹھی جلا لیا کرتے تھے۔

۸۴۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے گھر سے یعنی والدہ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کتاب "قادیان کے آریہ اور ہم" کی نظم لکھ رہے تھے۔ جس کے آخر میں دُعا ہی ہے۔ دعا ہی ہے وغیرہ آتا ہے۔ تو مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی بڑی بیوی مولویانی مرحومہ کسی کام کی غرض سے حضرت صاحب کے پاس آئیں حضرت صاحب نے ان سے فرمایا کہ مَیں ایک نظم لکھ رہا ہوں۔ جس میں یہ یہ قافیہ ہے آپ بھی کوئی قافیہ بتائیں۔ مولویانی مرحومہ نے کہا "ہمیں کسی نے پڑھایا ہی نہیں۔ تو مَیں بتاؤں کیا" حضرت صاحب نے ہنس کر فرمایا کہ آپ نے بتا تو دیا ہے۔ اور پھر بھی آپ شکایت کرتی ہیں کہ کسی نے پڑھایا نہیں مطلب حضرت صاحب کا یہ تھا کہ "پڑھایا نہیں" کے الفاظ میں جو "پڑھا" کا لفظ ہے۔ اسی میں قافیہ آگیا ہے۔ چنانچہ آپ نے اسی وقت ایک شعر میں اس قافیہ کو استعمال کر لیا۔

[۸۴۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرے گھر سے یعنی والدہ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عموماً گرم پانی سے طہارت فرمایا کرتے تھے اور ٹھنڈے پانی کو استعمال نہ کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے کسی خادمہ سے فرمایا۔ کہ آپ کے لئے پاخانہ میں لوٹا رکھدے۔ اس نے غلطی سے تیز گرم پانی کا لوٹا رکھدیا جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فارغ ہو کر باہر تشریف لائے۔ تو دریافت فرمایا کہ لوٹا کس نے رکھا تھا۔ جب بتایا گیا کہ فلاں خادمہ نے رکھا تھا۔ تو آپ نے اُسے بلوایا۔ اور اُسے اپنا ہاتھ آگے کرنے کو کہا۔ اور پھر اس کے ہاتھ پر آپ نے اس لوٹے کا بچا ہوا پانی بہادیا۔ تاکہ اُسے احساس ہو کہ یہ پانی اتنا گرم ہے کہ طہارت میں استعمال]

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 243، 244 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 65 پر درج ہے

نہیں ہو سکتا۔ اس کے سوا آپ نے اُسے کچھ نہیں کہا۔

۸۴۸ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میرے گھر سے یعنی والدہ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم گھر کی چند لڑکیاں تربوز کھا رہی تھیں۔ اس کا ایک چھلکا مائی تابی کو جا لگا۔ جس پر مائی تابی بہت ناراض ہوئی۔ اور ناراضگی میں بددعائیں دینی شروع کر دیں۔ اور پھر خود ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جا کر شکایت بھی کر دی۔ اس پر حضرت صاحب نے ہمیں بلایا اور پوچھا کہ کیا بات ہوئی ہے۔ ہم نے سارا واقعہ سُنا دیا جس پر آپ مائی تابی پر ناراض ہوئے کہ تم نے میری اولاد کے متعلق بددعا کی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی تابی قادیان کے قریب کی ایک بوڑھی عورت تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں رہتی تھی اور اچھا اخلاص رکھتی تھی۔ مگر ناراضگی میں عادتاً بددعائیں دینے لگتی تھی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے گھر سے خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب پشاوری کی لڑکی ہیں۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے صحابی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مولوی صاحب موصوف کو خلافت ثانیہ کے موقعہ پر ٹھوکر لگی۔ اور وہ غیر مبایعین کے گروہ میں شامل ہو گئے۔ لیکن الحمدللہ کہ میرے گھر سے بدستور جماعت میں شامل ہیں اور وابستگانِ خلافت میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے والد ماجد کو بھی ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔

۸۴۹ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مائی امیر بی بی عرف مائی کاکو ہمشیرہ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیشتر طور پر عورتوں کو یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ نماز باقاعدہ پڑھیں۔ قرآن شریف کا ترجمہ سیکھیں اور خاوندوں کے حقوق کو ادا کیا کریں۔ جب کبھی کوئی عورت بیعت کرتی تو آپ عموماً یہ پوچھا کرتے تھے کہ تم قرآن شریف پڑھی ہوئی ہو یا نہیں۔ اگر وہ نہ پڑھی ہوئی ہوتی تو نصیحت فرماتے تھے کہ قرآن شریف پڑھنا سیکھو۔ اور اگر صرف ناظرہ پڑھی ہوتی۔ تو فرماتے کہ ترجمہ بھی سیکھو۔ تا کہ قرآن شریف کے احکام سے اطلاع ہو۔ اور ان پر عمل کرنے کی توفیق ملے۔

۸۵۰ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مائی کاکو نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے سامنے میاں عبدالعزیز صاحب پٹواری سیکھواں کی بیوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے کچھ تازہ جلیبیاں

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 243، 244 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 65 پر درج ہے

دوستوں کا خیال ہوگیا۔ کہ احمدی سلسلہ میں جمع نماز کا مسئلہ مستقل طور پر جاری رہیگا۔ ایسی جمع کے وقت فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ وہ حدیث پوری ہورہی ہے، جس میں پہلے سے پیشگوئی ہے۔ کہ مسیح موعودؑ کی خاطر نمازیں جمع کی جائیں گی۔ (تجمع له الصلوٰة) میرا (راقم الحروف کا) خیال ہے۔ کہ اس پیشگوئی میں یہ اشارہ ہے۔ کہ مسیح موعودؑ کی جہادی ضروریات ایسی بڑھی ہوئی ہوں گی۔ کہ نمازیں بھی جمع کرنی پڑیں گی۔ جیسا کہ حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک دفعہ غزوہ خندق میں چار نمازوں کو جمع کرکے پڑھا۔ کیونکہ خندق کے کھودنے کی مصروفیت اور جلدی کے سبب نمازوں کے پڑھنے کے تمام اوقات گذر گئے۔ اور نمازیں اوقات مقررہ پر پڑھی نہ جا سکیں ؂

باہر مردوں میں نمازیں با جماعت ہونے کے علاوہ آخری سالوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک بہت بڑے عرصہ تک اندر عورتوں میں خود پیش امام ہوکر مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک لمبے عرصہ تک جمع کراتے رہے ؂

اپریل ۱۹۰۵ء میں نماز جمعہ کے بعد واپس گھر کو آتے ہوئے مسجد مبارک کی سیڑھیوں کے پاس کھڑے ہوکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک شخص کو والدین کی عزت کرنے کے متعلق نصیحت کررہے تھے۔ اس میں آپؑ نے فرمایا۔ کہ میرا تو یہ خیال ہے۔ کہ سوائے دینی معاملات کی مخالفت کے باقی معاملات میں خواہ کتنا بھی نقصان ہوتا ہو انسان برداشت کرے۔ اور والدین کے حکم کی نافرمانی نہ کرے۔ یہاں تک کہ والدینؔ[1] کہیں کہ تم کنوئیں میں گر جاؤ۔ تو بھی اُن کی بات مان لینی چاہیئے ؂

حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمدؐ صاحب مرحوم کی پیدائش سے چند روز قبل مَیں اتفاقاً قادیان آیا ہُوا تھا۔ ایک شب مَیں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم ایک چھوٹے سے نوزائدہ بچہ کو اُٹھائے ہُوئے باہر تشریف لائے ہیں۔ حضرت صاحبؑ کی خدمت میں مَیں نے یہ خواب عرض کیا۔ تو حضورؑ نے فرمایا۔ کہ اسمیں

[1] اِس سے مراد اشد تاکید فرمانبرداری ہے۔ ورنہ یہ مطلب نہیں کہ انسان خودکشی کرلے جو شرعاً حرام ہے ؂ صادق

ذکر حبیب صفحہ 65 از مفتی محمد صادق قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 66 پر درج ہے

کرتاہے۔ کہ عدالت کے ان سوالوں کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو جوابات دیئے ہیں۔ وہ سب کے سب اہم مسائل پر مشتمل ہیں۔ اور آپ کے جوابات سے نبوّت اور افضلیت برمسیح ناصری وغیرہ کے مسائل بھی خوب واضح ہوجاتے ہیں۔

۶۹۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مَیں نے بارہا دیکھا کہ گھر میں نماز پڑھاتے تو حضرت امّ المؤمنین کو اپنے دائیں جانب بطور مقتدی کے کھڑا کر لیتے۔ حالانکہ مشہور فقہی مسئلہ یہ ہے۔ کہ خواہ عورت اکیلی ہی مقتدی ہو تب بھی اُسے مرد کے ساتھ نہیں۔ بلکہ الگ پیچھے کھڑا ہونا چاہیئے۔ ہاں اکیلا مرد مقتدی ہو۔ تو اسے امام کے ساتھ دائیں طرف کھڑا ہونا چاہیئے۔ مَیں نے حضرت اُمّ المؤمنین سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا۔ کہ حضرت صاحب نے مجھ سے یہ بھی فرمایا تھا کہ مجھے بعض اوقات کھڑے ہوکر چکر آجایا کرتا ہے۔ اس لئے تم میرے پاس کھڑے ہوکر نماز پڑھ لیا کرو۔

۶۹۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا تھا۔ کہ دل گھٹنے کا دورہ ہوا۔ اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوگئے۔ اس وقت غروب آفتاب کا وقت بہت قریب تھا۔ مگر آپ نے فوراً روزہ توڑ دیا۔ آپ ہمیشہ شریعت میں سہل راستہ کو اختیار فرمایا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتاہے۔ کہ حدیث میں حضرت عائشہؓ کی روایت سے آنحضرت صلعم کے متعلق بھی یہی ذکر آتا ہے کہ آپ ہمیشہ دو جائز رستوں میں سے سہل رستہ کو پسند فرماتے تھے۔

۶۹۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ وہ کتابیں جو اکثر حضرت صاحب کی زیر نظر رہتی تھیں۔ نیز تصنیف کے تمام کاغذات بستوں میں بندھے رہتے تھے ایک ایک وقت میں اس قسم کے تین تین بستے جمع ہوجاتے تھے۔ عموماً دو بستے تو ضرور رہتے تھے یہ بستے سلے ہوئے نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ صرف ایک چوکس کپڑا ہوتا تھا۔ جس میں کاغذ اور کتابیں رکھ کر دونوں طرف سے گانٹھیں دے لیا کرتے تھے۔ تصنیف کے وقت آپ کا سارا دفتر آپ کا پلنگ ہوتا تھا اسی واسطے ہمیشہ بڑے پلنگ پر سویا کرتے تھے۔

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 131 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 66 پر درج ہے

کے لئے ایک حکایت بھی بیان کیا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ مہاراجہ شیر سنگھ نے اپنے ایک باورچی کو کھانے میں نمک زیادہ ڈالنے کی سزا میں حکم دیا۔ کہ اس کی سب جائیداد ضبط کر کے اسے قید خانہ میں ڈال دیا جائے۔ اس پر کسی اہلکار نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ مہاراج اتنی سی بات پر یہ سزا بہت سخت ہے راجہ کہنے لگا۔ کہ تم نہیں جانتے۔ یہ صرف نمک کی سزا نہیں۔ اس کم بخت نے میرا اتنو بکرا ہضم کیا ہے۔

۷۰۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ گرمیوں میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پیر سراج الحق صاحب نے پڑھائی۔ حضور علیہ السلام بھی اس نماز میں شامل تھے۔ تیسری رکعت میں رکوع کے بعد انہوں نے بجائے مشہور دعاؤں کے حضور کی ایک فارسی نظم پڑھی جس کا یہ مصرع ہے۔ "اے خدا اے چارہ آزار ما"

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ فارسی نظم نہایت اعلیٰ درجہ کی مناجات ہے جو روحانیت سے پر ہے مگر معروف مسئلہ یہ ہے کہ نماز میں صرف مسنون دعائیں بالجہر پڑھنی چاہئیں۔ باقی دل میں پڑھنی چاہئیں پس اگر یہ روایت درست ہے تو حضرت صاحب نے اس وقت خاص کیفیت کے رنگ میں اس پر اعتراض نہیں فرمایا ہوگا۔ اور چونکہ ویسے بھی یہ واقعہ صرف ایک منفرد واقعہ ہے اس لئے میری رائے میں حضرت صاحب کا یہ منشاء ہرگز نہیں ہوگا۔ کہ لوگ اس طرح کر سکتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت صاحب نے اس وقت سکوت اختیار کر کے بعد میں پیر صاحب کو علیحدہ طور پر سمجھا دیا ہو۔ کہ یہ مناسب نہیں۔ کیونکہ پیر صاحب کی طرف سے اس کی تکرار ثابت نہیں۔ واللہ اعلم۔

۷۰۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی عبداللہ صاحب مولوی فاضل سابق مدرس ڈیرہ بابا نانک نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مندرجہ ذیل خط شیخ فتح محمد صاحب کے پاس دیکھا تھا۔ یہ خط حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اولؓ کے نام تھا۔ مگر خط کا مضمون شیخ فتح محمد صاحب کے متعلق تھا۔ اور لفافہ پر حضرت خلیفہ اولؓ کا جموں والا پتہ درج تھا۔

مکرمی اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

فتح محمد حصول بشارت کے لئے دو رکعت نماز وقت عشاء پڑھ کر اکتالیس دفعہ سورۃ فاتحہ پڑھے اور اس کے اول اور آخر گیارہ گیارہ دفعہ درود شریف پڑھے اور اپنے مقصد کے لئے دعا کر کے رو بقبلہ با وضو سو رہے۔ جس دن سے شروع کریں۔ اسی دن تک اس کو ختم کریں۔ انشاء اللہ العزیز وہ

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 138 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 67 پر درج ہے

دیہاتیوں کو یہ موقعے کم میسر آتے ہیں۔ اس لئے وہ عموماً کمزور رہتے ہیں۔ بلکہ حق یہ ہے کہ قرآن شریف میں جو اعراب کا لفظ آتا ہے۔ اس کے معنے دیہاتی کے نہیں ہیں۔ بلکہ اس سے مجلس نبوی سے دور رہنے والے بادیہ نشین لوگ مراد ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کو سخت کھانسی ہوئی ایسی کہ دم نہ آتا تھا۔ البتہ منہ میں پان رکھکر قدرے آرام معلوم ہوتا تھا۔ اس وقت آپ نے اس حالت میں پان منہ میں رکھے رکھے نماز پڑھی۔ تا کہ آرام سے پڑھ سکیں۔

۶۳۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب مسواک بہت پسند فرماتے تھے۔ تازہ کیکر کی مسواک کیا کرتے تھے۔ گو التزاماً نہیں۔ وضو کے وقت صرف انگلی سے ہی مسواک کر لیا کرتے تھے۔ مسواک کئی دفعہ کہکر مجھ سے بھی منگائی ہے۔ اور دیگر خادموں سے بھی منگوا لیا کرتے تھے۔ اور بعض اوقات نماز اور وضو کے وقت کے علاوہ بھی استعمال کرتے تھے۔

۶۴۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بواسطہ مولوی عبد الرحمٰن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ ماہ رمضان کی ۲۷ تاریخ تھی منشی عبد العزیز صاحب پٹواری بھی سیکھواں سے قادیان آئے ہوئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صبح نماز فجر کے لئے تشریف لائے اور فرمایا۔ کہ آج شب گھر میں درد زہ کی تکلیف تھی (ہمشیرہ مبارکہ بیگم اسی شب میں پیدا ہوئی تھیں۔ خاکسار مؤلف) دعا کرتے کرتے لیکھرام سامنے آگیا۔ اس کے معاملہ میں بھی دعا کی گئی۔ اور فرمایا۔ کہ جو کام خدا کے منشاء میں جلد ہو جانے والا ہو۔ اس کے متعلق دعا میں یاد کرایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کے چوتھے روز لیکھرام مارا گیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ ۱۸۹۷ء مطابق ۱۳۱۴ھ کا واقعہ ہے۔ مبارکہ بیگم ۲۷ رمضان ۱۳۱۴ھ کو پیدا ہوئی تھیں۔ جو غالباً ۲ مارچ ۱۸۹۷ء کی تاریخ تھی۔ اور لیکھرام عید کے دوسرے دن ۶ مارچ بروز ہفتہ زخمی ہو کر ۶ اور ۷ کی درمیانی شب کو بعد نصف شب اس دنیا سے رخصت ہوا تھا۔ مبارکہ بیگم کی ولادت کی دعا کے وقت حضرت صاحب کے سامنے عالم توجہ میں لیکھرام کا آجانا اور حضرت صاحب کا اس کے معاملہ میں بھی دعا کرنا اور پھر اس کا چار روز کے اندر اندر مارا جانا ایک عجیب تصرف الٰہی ہے جس کے تصور سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 103 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 67 پر درج ہے

قرآن مجید کا ترجمہ تھوڑا سا پڑھا دیا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ چند روز ہی جاری رہا۔ پھر بند ہوگیا۔ عام درس نہ تھا۔ صرف سادہ ترجمہ پڑھاتے تھے۔ یہ ابتدائی زمانہ مسیحیت کا واقعہ ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اسی طریق پر ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میاں عبداللہ صاحب سنوری کو بھی کچھ حصہ قرآن شریف کا پڑھایا تھا۔

۶۵۴ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی وجہ سے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نماز نہ پڑھا سکے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ بھی موجود نہ تھے۔ تو حضرت صاحب نے حکیم فضل الدین صاحب مرحوم کو نماز پڑھانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ حضور تو جانتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا مرض ہے اور ہر وقت ریح خارج ہوتی رہتی ہے۔ مَیں نماز کس طرح سے پڑھاؤں؟ حضور نے فرمایا۔ حکیم صاحب آپ کی اپنی نماز باوجود اس تکلیف کے ہوجاتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا۔ ہاں حضور۔ فرمایا۔ کہ پھر ہماری بھی ہوجائے گی۔ آپ پڑھائیے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بیماری کی وجہ سے اخراج ریح جو کثرت کے ساتھ جاری رہتا ہو ناقض وضو نہیں سمجھا جاتا۔

۶۵۵ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سل دق کے مریض کے لئے ایک گولی بنائی تھی۔ اس میں کونین اور کافور کے علاوہ افیون۔ بھنگ اور دھتورہ وغیرہ زہریلی ادویہ بھی داخل کی تھیں۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ دوا کے طور پر علاج کے لئے اور جان بچانے کے لئے ممنوع چیز بھی جائز ہوجاتی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ شراب کے لئے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہی فتویٰ تھا۔ کہ ڈاکٹر یا طبیب اگر دوائی کے طور پر دے تو جائز ہے۔ مگر باوجود اس کے آپ نے اپنے پڑدادا مرزا گل محمد صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ انہیں ان کی مرض الموت میں کسی طبیب نے شراب بتائی۔ مگر انہوں نے انکار کیا۔ اور حضرت صاحب نے اس موقعہ پر ان کی تعریف کی ہے کہ انہوں نے موت کو شراب پر ترجیح دی۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ فتویٰ اور ہے اور تقویٰ اور۔

۶۵۶ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب ایک دفعہ سالانہ جلسہ پر تقریر کر کے جب واپس گھر تشریف لائے۔ تو حضرت میاں صاحب سے (خلیفۃ المسیح

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 111 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 67 پر درج ہے

۱۷۲

بچوں کو مارنا نہیں چاہیئے

مدرسہ تعلیم الاسلام کے اساتذہ کو ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم بھیجا۔ کہ آئندہ جو استاد کسی لڑکے کو مارے گا۔ اُسے فوراً موقوف کر دیا جائے گا۔ حضورؑ اس امر کے بہت مخالف تھے۔ کہ استاد بچوں کو ماریں اور جھڑکا کریں:

چاند کیواسطے عینک

پہلی شب کے چاند دیکھنے کے واسطے عموماً حضرت صاحبؑ میری عینک لیا کرتے تھے۔ اگر مَیں اس وقت مسجد میں موجود نہ ہوتا۔ تو میرے گھر آدمی بھیجکر منگوایا کرتے تھے، لیکن ایک دفعہ جب عینک سے دیکھ لیتے تھے۔ کہ چاند کہاں ہے۔ تو پھر بغیر عینک کے بھی آپؑ کو چاند نظر آتا تھا:

مبارک احمدؐ مرحوم کی خاطر نماز جمعہ میں نہیں گئے

صاحبزادہ مرزا مبارک احمدؐ صاحب مرحوم کی مرض الموت کے ایام میں ایک جمعہ کے دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حسب معمول کپڑے بدل کر عصا ہاتھ میں لیکر جامع مسجد کو جانے کے واسطے طیار ہوئے۔ جب صاحبزادہ کی چارپائی کے پاس سے گذرتے ہوئے ذرا کھڑے ہو گئے۔ تو صاحبزادہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن پکڑ لیا۔ اور اپنی چارپائی پر بٹھا دیا اور اُٹھنے نہ دیا۔ صاحبزادہ صاحب کی خاطر حضور بیٹھے رہے۔ اور جب دیکھا۔ کہ بچہ اُٹھنے نہیں دیتا۔ اور نماز جمعہ کیوقت میں دیر ہوتی ہے۔ تو حضورؑ نے کہلا بھیجا کہ جمعہ پڑھ لیں۔ اور حضورؑ کا انتظار نہ کریں:

بال بڑھانے کی دوائی

آخری عمر میں حضورؑ کے سر کے بال بہت پتلے اور ہلکے ہو گئے تھے۔ چونکہ بعاجز

ذکر حبیب صفحہ 172 از مفتی محمد صادق قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 68 پر درج ہے

۱۶۱

یہاں ایک پنکھا لگا لینا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ پنکھا تو لگ سکتا ہے۔ اور پنکھا ہلانیوالے کا بھی انتظام کیا جا سکتا ہے۔ لیکن جب ٹھنڈی ہوا چلے گی تو بے اختیار نیند آنے لگیگی اور ہم سو جائیں گے تو یہ مضمون کیسے ختم ہوگا۔

(اس وقت حضرت صاحبؑ ایک رسالے کا مضمون لکھ رہے تھے۔)

گرمی میں بھی کام جاری رکھنے

ایک دفعہ جب سخت گرمی پڑی، تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک مضمون لکھا جس میں گرمی کا اظہار کرتے ہوئے، اور گرمی کے سبب کام نہ کر سکنے کی معذرت کرتے ہوئے یہ الفاظ بھی لکھ دیئے۔ کہ "گرمی ایسی سخت ہے۔ کہ اس کے سبب سے خدا کی مشین بھی بند ہوگئی ہے۔" اس میں مولوی صاحب مرحوم نے اِس امر کی طرف اشارہ کیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی شدتِ گرمی کے سبب کام چھوڑ دیا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ مضمون سُنا۔ تو آپؑ نے فرمایا۔ کہ یہ تو غلط ہے ہم نے تو کام نہیں چھوڑا؛

پہاڑ پر جانا

ایک دفعہ کسی دوست نے عرض کی۔ کہ گرمی بہت ہے۔ حضورؑ کسی پہاڑ پر تشریف لے چلیں۔ فرمایا۔ ہمارا پہاڑ تو قادیان ہی ہے۔ یہاں چند روز دھوپ تیز ہوتی ہے۔ تو پھر بارش بھی آجاتی ہے؛

سب کا جنازہ پڑھ دیا

قاضی سید امیر حسین صاحب کا ایک چھوٹا بچہ فوت ہونے پر جنازے کیساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تشریف لیگئے۔ اور خود ہی جنازہ پڑھایا۔ عموماً جنازے کی نمازیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اگر موجود ہوتے، تو خود ہی امامت کرتے۔ اسوقت

ذکر حبیب صفحہ 161، 162 از مفتی محمد صادق قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 68 پر درج۔

نمازِ جنازہ میں شامل ہونے والے دس پندرہ آدمی ہی تھے۔ بعد سلام کسی نے عرض کی، کہ حضورؑ میرے لئے بھی دُعا کریں۔ فرمایا۔ مَیں نے تو سب کا ہی جنازہ پڑھ دیا ہے۔ مُراد یہ تھی۔ کہ جتنے لوگ نمازِ جنازہ میں شامل ہوئے تھے، اُن سب کے لئے نمازِ جنازہ کے اندر حضرت صاحبؑ نے دُعائیں کردی تھیں ؞

بُنیادی اینٹ

بعض نئی عمارتوں کے بننے کے وقت جب حضرت صاحبؑ سے درخواست کیجاتی کہ حضوُر تبرکاً بُنیادی اینٹ رکھدیں۔ تو حضرت صاحبؑ فرمایا کرتے، کہ ایک اینٹ لے آؤ۔ مَیں اُسپر دُعا کر دُوں گا۔ چنانچہ ایک اینٹ لائی جاتی۔ اور حضورؑ اس اینٹ کو اپنی گودی میں رکھکر ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرتے۔ اور پھر اُسپر دم کرکے۔ دے دیتے کہ جاؤ لگا دُو ؞

غم دُور کرنے کا ذریعہ

عاجز راقم کا اور اکثر احباب کا یہ تجربہ تھا۔ کہ جب کبھی طبیعت میں کسی وجہ سے کوئی غم پَیدا ہو۔ تو ہم حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں جا بیٹھتے۔ تو غم دُور ہوجاتا۔ اور طبیعت میں بشاشت اور فرحت پَیدا ہوجاتی ؞

پیر کُتّے مار

ایک دفعہ قادیان میں آوارہ کُتّے بہت ہوگئے۔ اور ان کی وجہ سے شور و غل رہتا تھا۔ پیر سراج الحق صاحب نے بہت سے کُتّوں کو زہر دیکر مار ڈالا۔ اسپر بعض لڑکوں نے پیر صاحب کو چڑانے کے واسطے اُن کا نام پیر کُتّے مار رکھ دیا۔ پیر صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی خدمت میں شاکی ہوئے۔ کہ لوگ مجھے کُتّے مار کہتے ہیں۔ حضرت صاحبؑ نے تبسّم کے ساتھ فرمایا۔ کہ اس میں کیا حرج ہے۔ دیکھئے حدیث شریف میں میرا نام "سُور مار" لکھا ہے۔ کیونکہ مسیح کی تعریف میں آیا ہے۔ کہ یقتل الخنزیر۔

ذکر حبیب صفحہ 161، 162 از مفتی محمد صادق قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 68 پر درج ہے

کرتا ہے۔ کہ عدالت کے ان سوالوں کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو جوابات دیئے ہیں۔ وہ سب کے سب اہم مسائل پر مشتمل ہیں۔ اور آپ کے جوابات سے نبوت اور افضلیت بر مسیح ناصری وغیرہ کے مسائل بھی خوب واضح ہوجاتے ہیں۔

۶۹۶ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مَیں نے بارہا دیکھا کہ گھر میں نماز پڑھاتے تو حضرت اُم المؤمنین ؓ کو اپنے دائیں جانب بطور مقتدی کے کھڑا کر لیتے۔ حالانکہ مشہور فقہی مسئلہ یہ ہے۔ کہ خواہ عورت اکیلی ہی مقتدی ہو تب بھی اُسے مرد کے ساتھ نہیں۔ بلکہ الگ پیچھے کھڑا ہونا چاہیئے۔ ہاں اکیلا مرد مقتدی ہو۔ تو اسے امام کے ساتھ دائیں طرف کھڑا ہونا چاہیئے۔ مَیں نے حضرت اُم المؤمنین ؓ سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا۔ کہ حضرت صاحب نے مجھ سے یہ بھی فرمایا تھا کہ مجھے بعض اوقات کھڑے ہو کر چکر آجایا کرتا ہے۔ اس لئے تم میرے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھ لیا کرو۔

۶۹۷ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا تھا۔ کہ دل گھٹنے کا دورہ ہوا۔ اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے۔ اس وقت غروب آفتاب کا وقت بہت قریب تھا۔ مگر آپ نے فوراً روزہ توڑ دیا۔ آپ ہمیشہ شریعت میں سہل راستہ کو اختیار فرمایا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ حدیث میں حضرت عائشہ ؓ کی روایت سے آنحضرت صلعم کے متعلق بھی یہی ذکر آتا ہے کہ آپ ہمیشہ دو جائز رستوں میں سے سہل رستہ کو پسند فرماتے تھے۔

۶۹۸ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ وہ کتابیں جو اکثر حضرت صاحب کی زیر نظر رہتی تھیں۔ نیز تصنیف کے تمام کاغذات بستوں میں بندھے رہتے تھے ایک ایک وقت میں اس قسم کے تین تین بستے جمع ہوجاتے تھے۔ عموماً دو بستے تو ضرور رہتے تھے یہ بستے سلے ہوئے نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ صرف ایک چورس کپڑا ہوتا تھا۔ جس میں کاغذ اور کتابیں رکھکر دونوں طرف سے گانٹھیں دے لیا کرتے تھے۔ تصنیف کے وقت آپ کا سارا دفتر آپ کا پلنگ ہوتا تھا اسی واسطے ہمیشہ بڑے پلنگ پر سویا کرتے تھے۔

یہ حوالہ صفحہ 69 پر درج

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 131 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی

(۳۷۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان کے ایک حصہ میں بالاخانہ میں رہا کرتے تھے اور جب تک ان کی شادی اور خانہ داری کا انتظام نہیں ہوا حضرت صاحب خود ان کے لئے صبح کے وقت گلاس میں دودھ ڈال کر اور پھر اس میں مصری حل کر کے خاص اہتمام سے بھجوایا کرتے تھے خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کو مہمانوں کی بہت خاطر منظور ہوتی تھی اور پھر جو لوگ دینی مشاغل میں مصروف ہوں ان کو تو آپ بڑی قدر اور محبت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

(۳۷۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لاہور سے کچھ احباب رمضان میں قادیان آئے۔ حضرت صاحب کو اطلاع ہوئی تو آپ معہ کچھ ناشتہ کے ان سے ملنے کے لئے مسجد میں تشریف لائے۔ ان دوستوں نے عرض کیا کہ ہم سب روزے سے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ سفر میں روزہ ٹھیک نہیں اللہ تعالیٰ کی رخصت پر عمل کرنا چاہئے۔ چنانچہ ان کو ناشتہ کروا کے ان کے روزے تڑوا دیئے۔

(۳۷۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صفائی کا بہت خیال ہوتا تھا خصوصاً طاعون کے ایام میں اتنا خیال رہتا تھا کہ فینائل لوٹے میں حل کر کے خود اپنے ہاتھ سے گھر کے پاخانوں اور نالیوں میں جا کر ڈالتے تھے خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعض اوقات حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھر میں ایندھن کا بڑا ڈھیر لگوا کر آگ بھی جلوایا کرتے تھے تاکہ ضرر رساں جراثیم مر جاویں اور آپ نے ایک بہت بڑی آہنی انگیٹھی بھی منگوائی ہوئی تھی۔ جسے کوئلے ڈال کر اور گندھک ڈھیرہ رکھ کر کمروں کے اندر جلایا جاتا تھا اور اس وقت دروازے بند کر دیئے جاتے تھے۔ اس کی اتنی گرمی ہوتی تھی کہ جب انگیٹھی کے ٹھنڈا ہونے کے ایک عرصہ بعد بھی کمرہ کھولا جاتا تھا تو پھر بھی وہ اندر سے بھٹی کی طرح تپتا تھا۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ انبیاء کی عجیب شان ہوتی ہے کہ وہ ایک طرف تو اسباب کی اتنی رعایت کرتے ہیں کہ دیکھنے والے کو یہ شبہ ہونے لگتا ہے کہ ان کی نظر میں اپنی اسباب کے ہاتھ میں سارا قضاء و قدر کا معاملہ ہے اور اگر ان کی رعایت نہ رکھی گئی تو پھر کام نہیں بن سکتا اور دوسری طرف ان کو خدا کی ذات پر اس درجہ توکل ہوتا ہے کہ اسباب کو وہ ایک مردہ کیڑے کی طرح سمجھتے ہیں اور ایک سطحی نظر رکھنے والا انسان

سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 59 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 69 پر درج ہے

میرا ساتھ دیا ہے اسی طرح جنت میں بھی میرے ساتھ ہوگی۔

(۸۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے نے کہ میرا دادا جسے لوگ عام طور پر خلیفہ کہتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سخت مخالف تھا اور آپ کے حق میں بہت بدزبانی کیا کرتا تھا۔ اور والد صاحب کو بہت تنگ کیا کرتا تھا والد صاحب نے اس سے تنگ آکر حضرت مسیح موعود کو دعا کیلئے خط لکھا حضرت مسیح موعود کا جواب گیا کہ ہم نے دعا کی ہے سو والد صاحب نے یہ خط تمام محلہ والوں کو دکھا دیا اور کہا کہ حضرت صاحب نے دعا کی ہے اب دیکھ لینا خلیفہ گالیاں نہیں دیگا۔ دوسرے تیسرے دن جمعہ تھا ہمارا دادا حسب دستور غیر احمدیوں کے ساتھ جمعہ پڑھنے گیا مگر وہاں سے واپس آکر غیر معمولی طور پر حضرت مسیح موعود کے متعلق خاموش رہا۔ حالانکہ اسکی عادت تھی کہ جمعہ کی نماز پڑھ کر گھر آنے کے بعد خصوصاً بہت گالیاں دیا کرتا تھا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تم آج مرزا صاحب کے متعلق خاموش کیوں ہو؟ اسنے کہا کسی کے متعلق بدزبانی کرنے سے کیا حاصل ہے اور مولوی نے بھی آج جمعہ میں وعظ کیا ہے کہ کوئی شخص اپنی جگہ کیسا ہی برا ہو ہمیں بدزبانی نہیں کرنی چاہیئے۔ لوگوں نے کہا اچھا یہ بات ہے؟ ہمیشہ تو تم گالیاں دیتے تھے اور آج تمہارا یہ خیال ہو گیا ہے۔ بلکہ اصل میں بات یہ ہے کہ بابو دمیرے والد کو لوگ بابو کہا کرتے تھے) کل ہی ایک خط دکھا رہا تھا کہ قادیان سے آیا ہے اور کہتا تھا کہ اب خلیفہ گالی نہیں دیگا۔ مولوی رحیم بخش صاحب کہتے تھے کہ اسکے بعد باوجود کئی دفعہ مخالفوں کے بھڑکانے کے میرے دادا نے کبھی حضرت مسیح موعود کے متعلق بدزبانی نہیں کی اور کبھی میرے والد صاحب کو احمدیت کی وجہ سے تنگ نہیں کیا (اس روایت کے متعلق یہ بات قابل نوٹ ہے کہ اسکے راوی صاحب نے اب حضرت خلیفۃ المسیح کے منشاء کے ماتحت اپنا نام عبدالرحیم رکھ لیا ہے اور عموماً مولوی عبدالرحیم صاحب درد کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں)۔

(۸۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپنے روزے رکھنے شروع

سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 65، 66 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 69 پر درج ہے

۶۶

کئے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا اسلئے باقی چھوڑ دئے اور فدیہ ادا کر دیا اسکے بعد جو رمضان آیا تو اسمیں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کیوجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپنے فدیہ ادا کر دیا اسکے بعد جو رمضان آیا تو آپکا تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپکو دورہ پڑا اور آپنے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا اسکے بعد جتنے رمضان آئے آپنے سب روزے رکھے مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل کمزوری کیوجہ سے روزے نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا فرماتے رہے خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپنے ابتدا دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے تو کیا پھر بعد میں انکو قضا کیا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں صرف فدیہ ادا کر دیا تھا خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود کو دوران سر اور برد اطراف کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانہ میں آپ بہت کمزور ہو گئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی اسلئے جب آپ روزے چھوڑتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پھر دوسرے رمضان تک انکے پورا کرنے کی طاقت نہ پاتے تھے۔ مگر جب اگلا رمضان آتا تو پھر شوق عبادت میں روزے رکھنے شروع فرما دیتے تھے لیکن پھر دورہ پڑتا تھا تو ترک کر دیتے تھے اور بقیہ کا فدیہ ادا کر دیتے تھے۔ واللہ اعلم۔

(۸۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود اوائل میں غرارے استعمال فرمایا کرتے تھے پھر میرے کہنے پر آپ نے غرارے ترک کر دیئے اسکے بعد آپ معمولی پاجامے استعمال کرنے لگ گئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ غرارہ بہت کھلے پائنچے کی پائجامے کو کہتے ہیں جو پہلے اسکا ہندوستان میں بہت رواج تھا اب بہت کم ہو گیا ہے)

(۸۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود عام طور پر سفید ململ کی پگڑی استعمال فرماتے تھے جو عموماً دس گز لمبی ہوتی تھی پگڑی کے نیچے کلاہ کی جگہ نرم قسم کی رومی ٹوپی استعمال کرتے تھے۔ اور گھر میں بعض اوقات پگڑی اتار کر سر پر صرف ٹوپی ہی رہنے دیتے تھے بدن پر گرمیوں میں عموماً ململ کا کرتہ استعمال فرماتے تھے۔ اسکے اوپر گرم صدری اور گرم کوٹ پہنتے تھے پاجامہ بھی آپکا گرم ہوتا تھا۔ نیز آپ

سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 65، 66 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 69 پر درج ہے

حوالہ نمبر 50

کڑا دھکا تھا۔ مگر جماعت حضرت صاحب کی تربیت کے نیچے ایک حد تک مستحکم اور سنت اللہ سے واقف ہو چکی تھی اسلیئے برداشت کر گئی۔ لیکن مخالفوں میں سخت لعنت تھا واستہزاء کی لہر اُٹھی۔ اس کے بعد زلزلہ کے خفیف خفیف دھکے آتے رہے۔ مگر وہ قابل ذکر نہیں لیکن سب کے آخر میں جماعت پر پانچواں زلزلہ آیا یہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کا زلزلہ تھا۔ اس دھکے نے بھی اس وقت سلسلہ کی عمارت کو ہلا دیا تک ہلا دیا تھا۔ اور یہ وُہ زلزلہ عظیم تھا۔ جسے زلزلۃ الساعۃ کہنا چاہیئے۔ اور اسکو زیادہ خطرناک اسباب نے کر دیا تھا کہ اس سے پہلے زلزلے خواہ کیسے بھی سخت تھے مگر حضرت مسیح موعود کا مقناطیسی وجود لوگوں کے اندر موجود تھا۔ اور آپ کا ہاتھ ہر گرتے ہُوئے کو سنبھالنے کیلیئے فوراً آگے بڑھتا تھا۔ مگر اب وہ بات نہ تھی۔ یہ وہ پانچ زلزلے تھے۔ جو حضرت مسیح موعود کے متعلق آپکی جماعت پر آئے۔ انکے بعد حضرت خلیفہ اوّل کی وفات پر بھی سخت زلزلہ آیا مگر وہ اور نوعیت کا تھا اور نیز وُہ خاص جماعت احمدیہ کے متعلق تھا۔ یعنی یہ دھکا حضرت مسیح موعود کے متعلق نہیں تھا۔ یعنی ایسا واقعہ نہیں تھا۔ جو آپکے صدق دعوٰے کے متعلق کمزور دلوں میں عام طور پر کوئی اشتباہ پیدا کر سکے۔ اسکے بعد اور بھی آئندہ سنت اللہ کے موافق اور حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں کے مطابق مصائب کی آندھیاں آئینگی مگر یہ پانچ زلزلے اپنی نوعیت میں اور ہی رنگ رکھتے ہیں۔ اور یہ عبارت لکھتے لکھتے خاکسار کو خیال آیا۔ کہ حضرت مسیح موعود کو جو پانچ زلزلوں کی خبر دی گئی تھی اور آخری زلزلہ کو زلزلۃ الساعۃ کہا گیا تھا۔ وہ گو دنیا کے واسطے الگ بھی مقدر ہوں۔ مگر اس میں شک نہیں۔ کہ ان پانچ زلزلوں پر بھی آپ کی اس پیشگوئی کے الفاظ صادق آتے ہیں۔

(۱۲۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ اوائل زمانہ کی بات ہے۔ کہ ایک دفعہ رمضان کے مہینہ میں کوئی مہمان یہاں حضرت صاحب کے پاس آیا۔ اسے اسوقت روزہ تھا۔ اور دن کا زیادہ حصہ گزر چکا تھا۔

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 108، 109 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 70 پر درج۔

بلکہ شاید عصر کے بعد کا وقت تھا۔ حضرت صاحب نے اسے فرمایا آپ روزہ کھولدیں اسنے عرض کیا کہ اب تھوڑا سا دن رہگیا ہے اب کیا کھولنا ہے۔ حضور نے فرمایا آپ سینہ زوری سے خدا تعالےٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ خدا تعالےٰ سینہ زوری سے نہیں بلکہ فرمانبرداری سے راضی ہوتا ہے۔ جب اسنے فرمادیا ہے۔ کہ مسافر روزہ نہ رکھے تو نہیں رکھنا چاہیئے۔ اسپر اسنے روزہ کھول دیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مولوی شیر علی صاحب بیان کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کے زمانہ میں حکیم فضل الدین صاحب بھیروی اعتکاف بیٹھے۔ مگر اعتکاف کے دنوں میں ہی ان کو کسی مقدمہ میں پیشی کے واسطے باہر جانا پڑ گیا۔ چنانچہ وہ اعتکاف توڑ کر عصر کے قریب یہاں سے جانے لگے۔ تو حضرت صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اگر آپ کو مقدمہ میں جانا تھا۔ تو اعتکاف بیٹھنے کی کیا ضرورت تھی۔

(۱۱۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا ہماری تائی صاحبہ نے کہ میرے تایا (یعنی خاکسار کے دادا صاحب) کبھی کبھی مرزا غلام احمد یعنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سیتی یا مسیتڑ کہا کرتے تھے۔ تائی صاحبہ نے کہا کہ میرے تایا کو کیا علم تھا۔ کہ کسی دن انکی خوش قسمتی کیا کیا پھل لائے گی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مسیتی پنجابی میں اسے کہتے ہیں۔ جو ہر وقت مسجد میں بیٹھا رہے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ سنا ہے کہ بعض دوسرے لوگ بھی حضرت صاحب کے متعلق یہ لفظ بعض اوقات استعمال کردیتے تھے۔

(۱۱۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب گورداسپور میں کرم الدین کیساتھ حضرت صاحب کا مقدمہ تھا تو ایک دفعہ میں نے خواب دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ حضرت صاحب کو امرتسر میں سُولی پر لٹکایا جائیگا تا کہ قادیان والونکو آسانی ہو۔ میں نے یہ خواب حضرت صاحب سے بیان کیا۔ تو حضرت صاحب خوش ہوئے اور کہا کہ یہ مبشر خواب ہے۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں۔ کہ حضرت صاحب سُولی پر چڑھنے کی یہ تعبیر کیا کرتے تھے۔ کہ عزت افزائی ہوگی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس مقدمہ

یہ حوالہ صفحہ 70 پر درج ہے

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 108، 109 از مرزا بشیر احمد ایم اے

کس خیال میں پھر رہے تھے۔ ورنہ حضور کو اکیلے پھرتے لدھیانہ میں نہ دیکھا تھا۔ اور خاکسار بھی اسی خیال سے سامنے نہ ہوا کہ شاید کوئی بھید ہوگا۔ پھر اسی لدھیانہ میں خاکسار نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ جب حضرت اقدس علیہ السلام دہلی سے واپس لدھیانہ تشریف لائے۔ تو حضور کی زیارت کے لئے اس قدر اسٹیشن پر ہجوم ہو گیا تھا کہ بڑے بڑے معزز لوگ آدمیوں کی کثرت اور دھکا پیل سے زمین پر گر گئے تھے۔ اور پولیس والے بھی عاجز آ گئے تھے گرد وغبار آسمان کو جا رہا تھا۔ اور حضور اقدس علیہ السلام نے بھی بڑی محبت سے لوگوں کو فرمایا کہ ہم تو یہاں چوبیس گھنٹے ٹھہریں گے ملنے والے وہاں قیامگاہ پر آجائیں۔ ایک وقت اکیلے یہاں پھرتے دیکھا اور پھر یہ بھی دیکھا کہ اس قدر ہجوم آپ کی زیارت کے لئے جمع ہو گیا تھا۔

اس موخر الذکر سفر میں حضور علیہ السلام نے لدھیانہ میں ایک لیکچر دیا جس میں ہندو عیسائی مسلمان اور بڑے بڑے معزز لوگ موجود تھے۔ تین گھنٹے حضور اقدس نے تقریر فرمائی۔ حالانکہ بوجہ سفر دہلی کچھ طبیعت بھی درست نہ تھی۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ اس لئے حضور اقدس نے بوجہ سفر روزہ نہ رکھا تھا۔ اب حضور اقدس نے تین گھنٹہ تقریر جو فرمائی تو طبیعت پر ضعف سا طاری ہوا۔ مولوی محمد احسن صاحب نے اپنے ہاتھ سے دودھ پلایا۔ جس پر ناواقف مسلمانوں نے اعتراض کیا کہ مرزا رمضان میں دودھ پیتا ہے۔ اور شور کرنا چاہا۔ لیکن چونکہ پولیس کا انتظام اچھا تھا۔ فوراً یہ شور کرنے والے مسلمان وہاں سے نکال دیئے گئے۔ اس موقعہ پر یہاں پر تین تقاریر ہوئیں۔ اول مولوی سید محمد احسن صاحب کی دوسرے حضرت مولوی نور الدین صاحب کی۔ تیسرے حضور اقدس علیہ السلام کی پھر یہاں سے حضور امرتسر تشریف لے گئے۔ وہاں سنا ہے کہ مخالفوں کی طرف سے سنگباری بھی ہوئی

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بازار میں اکیلے پھرنے کی بات تو خیر ہوئی مگر مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ حضور بازار کے اندر صرف صدری میں پھر رہے تھے۔ اور جسم پر کوٹ نہیں تھا۔ کیونکہ حضرت صاحب کا طریق تھا کہ گھر سے باہر ہمیشہ کوٹ پہنکر نکلتے تھے۔ پس اگر میر صاحب کو کوئی غلطی نہیں لگی تو اس وقت کوئی خاص بات ہوگی یا جلدی میں کسی کام کی وجہ سے نکل آئے ہوں گے۔ یا کوٹ کا خیال نہیں آیا ہوگا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا۔ کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت

سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 272 از مرزا بشیر احمد

یہ حوالہ صفحہ 70 پر درج ہے

مختلف موقعوں پر آپ کے لیکچر سُنایا کرتے تھے ایک لمبی بیماری کے بعد فوت ہوئے اور آپ نے قادیان میں ایک عربی مدرسہ کھولنے کا ارشاد فرمایا جس میں دین اسلام سے واقف علماء پیدا کیے جائیں تا کہ فوت ہونے والے علماء کی جگہ خالی نہ رہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات سے چند روز بعد آپ دہلی تشریف لے گئے اور وہاں قریباً پندرہ دن رہے۔ اُس وقت دہلی گو پندرہ سال پہلے کی دہلی نہ تھی جس نے دیوانہ وار شور مچایا تھا لیکن پھر بھی آپ کے جانے پر خوب شور ہوتا رہا۔ اس پندرہ دن کے عرصہ میں آپ نے دہلی میں کوئی پبلک لیکچر نہ دیا لیکن گھر پر قریباً روزانہ لیکچر ہوتے رہے جن میں جگہ کی تنگی کے سبب دو اڑھائی سَو سے زیادہ آدمی ایک وقت میں شامل نہیں ہو سکتے تھے۔ ایک دو دن لوگوں نے شور بھی کیا اور ایک دن حملہ کر کے گھر پر چڑھ جانے کا بھی ارادہ کیا لیکن پھر بھی پہلے سفر کی نسبت بہت فرق تھا۔

اِس سفر سے واپسی پر لدھیانہ کی جماعت نے دو دن کے لیے آپ کو لدھیانہ میں ٹھہرایا اور آپ کا ایک پبلک لیکچر نہایت خیر و خوبی سے ہوا۔ وہاں امرتسر کی جماعت کا ایک وفد پہنچا کہ آپ ایک دو روز امرتسر بھی ضرور قیام فرمائیں جسے حضرتؑ نے منظور فرمایا اور لدھیانہ سے واپسی پر امرتسر میں اُتر گئے۔ وہاں بھی آپ کے ایک عام لیکچر کی تجویز ہوئی۔ امرتسر سلسلہ احمدیہ کے مخالفین سے پُر ہے اور مولویوں کا وہاں بہت زور ہے۔ اُن کے اُکسانے سے عوام الناس بہت شور کرتے رہے۔ جس دن آپ کا لیکچر تھا اُس روز مخالفین نے فیصلہ کر لیا کہ جس طرح ہو لیکچر نہ ہونے دیں۔ چنانچہ آپ لیکچر ہال میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ دروازہ پر مولوی بڑے بڑے جُبّے پہنے ہوئے لمبے لمبے ہاتھ مار کر آپ کے خلاف وعظ کر رہے تھے اور بہت سے لوگوں نے اپنے دامنوں میں پتھر بھرے ہوئے تھے۔ آپ لیکچر گاہ میں اندر تشریف لے گئے اور لیکچر شروع کیا۔ لیکن مولوی صاحبان کو اعتراض کا کوئی موقعہ نہ ملا جس پر لوگوں کو بھڑکائیں۔ پندرہ منٹ آپ کی تقریر ہو چکی تھی کہ ایک شخص نے آپ کے

سیرت مسیح موعود، صفحہ 55، 56 از مرزا بشیر الدین محمود

یہ حوالہ صفحہ 71 پر درج ہے

حوالہ نمبر 52

آگے چائے کی پیالی پیش کی کیونکہ آپ کے حلق میں تکلیف تھی اور ایسے وقت میں اگر تھوڑے تھوڑے وقفہ سے کوئی سیال چیز استعمال کی جائے تو آرام رہتا ہے۔ آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ رہنے دو لیکن اُس نے آپ کی تکلیف کے خیال سے پیش کر ہی دی۔ اس پر آپ نے بھی اُس میں سے ایک گھونٹ پی لیا۔ لیکن وہ مہینہ روزوں کا تھا۔ مولویوں نے شور مچا دیا کہ یہ شخص مسلمان نہیں کیونکہ رمضان شریف میں روزہ نہیں رکھتا۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیمار یا مسافر روزہ نہ رکھے بلکہ جب شفا ہو یا سفر سے واپس آئے تب روزہ رکھے اور مَیں تو بیمار بھی ہوں اور مسافر بھی۔ لیکن جوش میں بھرے ہوئے لوگ کب رُکتے ہیں۔ شور بڑھتا گیا اور باوجود پولیس کی کوشش کے فرو نہ ہو سکا۔ آخر مصلحتاً آپ بیٹھ گئے اور ایک شخص کو نظم پڑھنے کے لیے کھڑا کر دیا گیا۔ اُس کے نظم پڑھنے پر لوگ خاموش ہو گئے۔ تب پھر آپ کھڑے ہوئے تو پھر مولویوں نے شور مچا دیا اور جب آپ نے لیکچر جاری رکھا تو فساد پر آمادہ ہو گئے اور سٹیج پر حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھے۔ پولیس نے روکنے کی کوشش کی لیکن ہزاروں آدمیوں کی رَو اُن سے روکے نہ رُکتی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سمندر کی ایک لہر ہے جو آگے ہی بڑھتی چلی آتی ہے۔ جب پولیس سے اُن کا سنبھالنا مشکل ہو گیا تب آپ نے لیکچر چھوڑ دیا لیکن پھر بھی لوگوں کا جوش ٹھنڈا نہ ہوا اور انہوں نے سٹیج پر چڑھ کر حملہ آور ہونے کی کوشش جاری رکھی۔ اس پر پولیس انسپکٹر نے آپ سے عرض کی کہ آپ اندر کے کمرہ میں تشریف لے چلیں اور فوراً سپاہی دوڑائے کہ بند گاڑی لے آئیں۔ پولیس لوگوں کو اِس کمرہ میں آنے سے روکتی رہی اور دوسرے دروازہ کے سامنے گاڑی لا کر کھڑی کر دی گئی، آپ اُس میں سوار ہونے کے لیے تشریف لے چلے۔ آپ گاڑی میں بیٹھنے لگے تو لوگوں کو پتہ لگ گیا کہ آپ گاڑی میں سوار ہو کر چلے ہیں۔ اس پر جو لوگ لیکچر ہال سے باہر کھڑے تھے وہ حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھے اور ایک شخص نے بڑے زور سے ایک بہت موٹا اور مضبوط سونٹا آپ کو مارا۔ ایک

یہ حوالہ صفحہ 71 پر درج۔

سیرت مسیح موعود صفحہ 55، 56 از مرزا بشیر الدین محمود

تک میں نے ابھی بیعت نہ کی تھی۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے حضرت صاحب سے قدیم تعلقات تھے جو غالباً حضرت خلیفہ اولؓ کے واسطہ سے قائم ہوئے تھے۔ مگر مولوی صاحب موصوف نے بیعت کچھ عرصہ بعد کی تھی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جماعت کے بہترین مقررین میں سے تھے۔ اور آواز کی غیر معمولی بلندی اور خوش الحانی کے علاوہ ان کی زبان میں غیر معمولی فصاحت اور طاقت تھی جو سامعین کو مسحور کر لیتی تھی۔

۶۷۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا۔ اعتکاف نہیں کیا۔ زکوٰۃ نہیں دی۔ تسبیح نہیں رکھی۔ میرے سامنے ضب یعنی گوہ کھانے سے انکار کیا۔ صدقہ نہیں کھایا۔ زکوٰۃ نہیں کھائی۔ صرف نذرانہ اور ہدیہ قبول فرماتے تھے۔ پیروں کی طرح مصلّٰی اور خرقہ نہیں رکھا۔ رائج الوقت درود و وظائف (مثلاً پنجسورہ۔ دعائے گنج العرش۔ درود تاج۔ حزب البحر۔ دعائے سریانی وغیرہ) نہیں پڑھتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حج نہ کرنے کی تو خاص وجوہات تھیں کہ شروع میں آپ کے لئے مالی لحاظ سے انتظام نہیں تھا۔ کیونکہ ساری جائداد وغیرہ اوائل میں ہمارے دادا صاحب کے ہاتھ میں تھی اور بعد میں تایا صاحب کا انتظام رہا۔ اور اس کے بعد حالات ایسے پیدا ہوگئے۔ کہ ایک تو آپ جہاد کے کام میں منہمک رہے دوسرے آپ کے لئے حج کا راستہ بھی مخدوش تھا۔ تاہم آپ کی خواہش رہتی تھی۔ کہ حج کریں۔ چنانچہ حضرت والدہ صاحبہ نے آپ کے بعد آپ کی طرف سے حج بدل کروایا۔ اعتکاف ماموریت کے زمانہ سے قبل غالباً بیٹھے ہونگے مگر ماموریت کے بعد بوجہ قلمی جہاد اور دیگر معروفیت کے نہیں بیٹھ سکے کیونکہ یہ نیکیاں اعتکاف سے مقدم ہیں۔ اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دی۔ کہ آپ کبھی صاحب نصاب نہیں ہوئے۔ البتہ حضرت والدہ صاحبہ زیور پر زکوٰۃ دیتی رہی ہیں۔ اور تسبیح اور رسمی وظائف وغیرہ کے آپ قائل ہی نہیں تھے۔

۶۷۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب کی آنکھوں میں مائی اوپیا تھا۔ اسی وجہ سے پہلی رات کا چاند نہ دیکھ سکتے تھے۔ مگر نزدیک سے آخر عمر تک باریک حروف بھی پڑھ لیتے تھے۔ اور عینک کی حاجت محسوس نہیں کی۔ اور واللہ آنکھوں کی یہ حالت

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 119 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 71 پر درج ہے

رحمت اللہ صاحب لاہوری اس خدمت میں خاص امتیاز رکھتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود بعض اوقات کمر پر پٹکا بھی استعمال فرماتے تھے اور جب کبھی گھر سے باہر تشریف لیجاتے تھے۔ تو کوٹ ضرور پہنکر آتے تھے۔ اور ہاتھ میں عصا رکھنا بھی آپ کی سنت ہے۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں۔ کہ میں حضرت صاحب کے واسطے ہر سال نصف تھان کے کرتے تیار کیا کرتی تھی۔ لیکن جس سال آپ کی وفات ہوئی تھی میں نے پورے تھان کے کرتے تیار کئے۔ حضرت صاحب نے مجھے کہا بھی کہ اتنے کرتے کیا کرنے ہیں۔ مگر مینے تیار کر لئے ان میں سے اب تک بہت سے کرتے بے پہنے میرے پاس رکھے ہیں۔

(۸۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود جمعہ کے دن خوشبو لگاتے اور کپڑے بدلتے تھے۔

(۸۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود جب کبھی مغرب کی نماز گھر میں پڑھاتے تھے تو اکثر سورہ یوسف کی وہ آیات پڑھتے تھے جنمیں [illegible] اللہ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی آواز میں بہت سوز اور درد تھا۔ اور آپکی قرأت بہرا ہوتی تھی۔

(۸۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ مینے کبھی حضرت مسیح [illegible] کاف بیٹھتے نہیں دیکھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میاں عبد اللہ صاحب سنوری نے [illegible] ہی بیان کیا ہے۔

[illegible] اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا ہم سے سید فضلشاہ صاحب نے کہ ایک دفعہ حضرت [illegible] یہاں مسجد مبارک میں تشریف رکھتے تھے میں پاس بیٹھا تھا۔ بھائی عبد اللہ صاحب سنوری بھی پاس تھے اور بعض اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت صاحب سب کے ساتھ گفتگو فرماتے تھے۔ مگر جب بھائی عبد اللہ صاحب بولتے تھے تو حضرت صاحب دوسروں کی طرف سے توجہ ہٹا کر ان کی طرف توجہ کر لیتے تھے۔ مجھے اسکا ملال ہوا اور مینے ان پر رشک کیا۔ حضرت صاحب میرے اس خیال کو سمجھ گئے اور میری طرف [illegible] کہنے لگے شاہ صاحب آپ جانتے ہیں یہ کون ہیں؟ مینے عرض کیا ہاں حضرت

سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 68 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 71 پر درج ہے

۱۱۶

مرتد ہوتے وقت بیان کئے ہیں۔ وہ سب آجکل غیر مبایعین میں موجود ہیں۔ دراصل ان لوگوں کو اس
نے ہلاک کیا۔ اور خود اس کو اس کی خواب بینی اور بلغمی صفات نے ہلاک کیا۔ چنانچہ ایک دفعہ ان
لوگوں نے یہ تجویز پیش کی۔ کہ ریویو میں حضرت صاحب کا اور احمدیت کی خصوصیات کا ذکر نہ ہو۔ بلکہ
عام اسلامی مضامین ہوں۔ تاکہ اشاعت زیادہ ہو۔ اخبار وطن میں بھی یہ تحریک چھپی تھی جس پر حضرت
۶۶۵ صاحب نے نہایت ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔ اور فرمایا تھا۔ کہ ہمیں چھوڑ کر کیا آپ مُردہ اسلام کو پیش
کریں گے؟ عبدالحکیم خاں نے حضور کو لکھا تھا۔ کہ آپ کا وجود خادم اسلام ہے نہ کہ عین اسلام
+ مگر حضرت صاحب کے اس فقرہ نے اس کی تردید کر دی۔ کہ دراصل آپ کا وجود ہی روح اسلام ہے۔
خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ مسئلہ بہت باریک ہے کہ کسی مذہب میں اس مذہب کے لانیوالے
کے وجود کو کس حد تک اور کس رنگ میں داخل سمجھا جا سکتا ہے۔ مگر بہرحال یہ ایک مسلّم صداقت ہے
کہ نبی کے وجود سے مذہب کو جدا نہیں کیا جا سکتا۔ یہ دونوں باہم اس طرح پروئے ہوئے ہوتے ہیں۔
جس طرح ایک کپڑے کا تانا اور بانا ہوتا ہے جن کے علیحدہ کرنے سے کپڑے کی تار پود بکھر جاتی
ہے۔ بے شک بعض خام طبع موحدین اسے شرک قرار دے سکتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ خیال
خود شرک میں داخل ہے کہ ایک خدائی فعل کے مقابلہ میں اپنے خیال کو مقدم کیا جائے نیز خاکسار
عرض کرتا ہے کہ خوابوں کا مسئلہ بھی بڑا نازک ہے۔ کئی خوابیں انسان کی دماغی بناوٹ کا نتیجہ ہوتی
ہے اور اکثر لوگ ان کی حقیقت کو نہیں سمجھتے۔

۶۶۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب
کے زمانہ میں اس عاجز نے نمازوں میں اور خصوصاً سجدوں میں لوگوں کو آجکل کی نسبت بہت زیادہ
روتے سُنا ہے رونے کی آوازیں مسجد کے ہر گوشہ سے سُنائی دیتی تھیں۔ اور حضرت صاحب نے
اپنی جماعت کے اس رونے کا فخر کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ جس نماز سے پہلے حضرت صاحب کی کوئی خاص
تقریر اور نصیحت ہو جاتی تھی۔ اس نماز میں تو مسجد میں گویا ایک کہرام برپا ہو جاتا تھا۔ یہانتک کہ سنگدل
سے سنگدل آدمی بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے تھے۔ ایک جگہ حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ دن میں کم
از کم ایک دفعہ تو انسان خدا کے حضور رو لیا کرے۔
خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس کے لئے خلوت میں بیٹھ کر نعماء الٰہی کو یاد کرنا اور انبیاء و اولیاء کے

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 116 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 72 پر درج ہے

کو قبول کر لونگا۔ اور اَور بھی بہت سی لوگ حق کو قبول کرینگے۔ اور حضرت صاحب نے یہ بھی کہا۔ کہ یہ بھی اُسے کہنا کہ جھوٹے کو اُسکے گھر تک پہنچانا چاہیئے۔ یہ ایک بڑا نادر موقعہ ہے مرزا صاحب نے بڑا شور مچا رکھا ہے۔ آپ اگر ان کو شکست دیدینگے اور ان سے انعام حاصل کر لینگے۔ تو یہ ایک عیسائیت کی نمایاں فتح ہوگی۔ اور پھر کوئی مسلمان سامنے نہیں بول سکیگا۔ وغیرہ وغیرہ۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں۔ جسوقت حضرت صاحبؑ نے یہ مجھ سے فرمایا۔ اسوقت شام کا وقت تھا۔ اور بارش ہو رہی تھی اور سردیوں کے دن تھے اسلیئے میاں حامد علی نے مجھے روکا۔ کہ صبح چلے جانا۔ مگر مَیں نے کہا۔ کہ جب حضرت صاحب نے فرمایا ہے۔ تو خواہ کچھ ہو۔ مَیں تو ابھی جاؤنگا۔ چنانچہ میں اُسیوقت پیدل روانہ ہوگیا اور قریباً رات کے دس گیارہ بجے بارش سے تر بتر اور سردی سے کانپتا ہوا بٹالہ پہنچا۔ اور اُسی وقت پادری مذکور کی کوٹھی پر گیا۔ وہاں پادری کے خانساماں نے میری بڑی خاطر کی۔ اور مجھے سونے کے لئے جگہ دی۔ اور کھانا دیا۔ اور بہت آرام پہنچایا۔ اور وعدہ کیا۔ کہ صبح پادری صاحب سے ملاقات کراؤنگا۔ چنانچہ صبح ہی اُس نے مجھے پادری سے ملایا۔ اسوقت پادری کے پاس اس کی میم بھی بیٹھی تھی۔ مَیں نے اسی طریق پر جس طرح حضرت صاحب نے مجھے سمجھایا تھا۔ اس سے گفتگو کی۔ مگر اس نے انکار کیا۔ اور کہا کہ ہم ان باتوں میں نہیں آتے میں نے اسے بہت غیرت دلائی اور عیسائیت کی فتح ہوجانیکی صورت میں اپنے آپ کو حق کے قبول کرنے کیلئے تیار ظاہر کیا مگر وہ انکار ہی کرتا چلا گیا۔ آخر میں مایوس ہو کر قادیان آگیا۔ اور حضرت صاحب سے سارا قصہ عرض کر دیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ واقعہ غالباً سلسلۂ بیعت سے پہلے کا ہے۔

(۲۷۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ انبالہ کے ایک شخص نے حضرت صاحب سے فتویٰ دریافت کیا۔ کہ میری ایک بہن کنچنی تھی۔ اس نے اس حالت میں بہت سا روپیہ کمایا۔ پھر وہ مرگئی۔ اور مجھے اسکا ترکہ ملا مگر بعد میں مجھے اللہ تعالیٰ نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی۔ اب میں اس مال کو کیا کروں؟ حضرت صاحب نے جواب دیا۔ کہ ہمارے خیال میں اس زمانہ میں ایسا مال اسلام کی خدمت

کنچنی ← پیشہ ور فاحشہ عورت کو کہتے ہیں۔

یہ حوالہ صفحہ 72 پر درج ہے

سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 261، 262 از مرزا بشیر احمد ایم اے

میں خرچ ہو سکتا ہے۔ اور پھر مثال دیکر بیان کیا۔ کہ اگر کسی شخص پر کوئی سگِ دیوانہ حملہ کرے۔ اور اسکے پاس اسوقت کوئی چیز اپنے دفاع کے لئے نہ ہو۔ نہ سوٹی نہ پتھر وغیرہ۔ صرف چند نجاست میں پڑے ہوئے پیسے اسکے قریب ہوں۔ تو کیا وہ اپنی جان کی حفاظت کے لئے ان پیسوں کو اُٹھا کر اس کتے کو نہ دے ماریگا۔ اور اسوجہ سے رُک جاویگا۔ کہ یہ پیسے ایک نجاست کی نالی میں پڑے ہوئے ہیں ہرگز نہیں۔ پس سی طرح اس زمانہ میں جو اسلام کی حالت ہے اسے مدِ نظر رکھتے ہوئے ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ اس روپیہ کو خدمت اسلام میں لگایا جا سکتا ہے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا۔ کہ اس زمانے میں جب کی یہ بات ہے۔ آجکل والے انگریزی پیسے زیادہ رائج نہ تھے۔ بلکہ موٹے موٹے بھدے سے پیسے چلتے تھے۔ جنکو سنوری پیسے کہتے ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں خدمتِ اسلام کے لئے بعض شرائط کے ماتحت سودی روپیہ کے خرچ کئے جانے کا فتوے بھی حضرت صاحب نے اسی اصول پر دیا ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ یہ فتوے وقتی ہیں۔ اور خاص شرائط کے ساتھ مشروط ہیں۔ و من اعتدیٰ فقد ظلم وحارب اللہ۔

(۲۷۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے۔ کہ الاستقامۃ فوق الکرامۃ۔

(۲۷۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ حضرت مسیح موعود فرماتے تھے۔ کہ سؤر سے مسلمانوں کو سخت نفرت ہے جو طبیعت کا ایک حصہ بن گئی ہے۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ خدا اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ انسان اگر چاہے۔ تو تمام منہیات سے ایسی ہی نفرت کر سکتا ہے اور اُسے ایسی ہی نفرت کرنی چاہئے۔ سؤر سے نفرت کا سبب

(۲۷۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ آتھم کے مباحثہ میں میں بھی موجود تھا جب حضرت صاحب نے اپنے آخری مضمون میں یہ بیان کیا۔ کہ آتھم صاحب نے اپنی کتاب اندرونہ بائبل میں آنحضرت صلعم کو (نعوذ باللہ) دجال

یہ حوالہ صفحہ 72 پر درج ہے

سیرت المہدی، جلد اول صفحہ 261، 262 از مرزا بشیر احمد ایم اے

اس پر فرمایا :

ہمارا یہی مذہب ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ہمارے دل میں ڈالا ہے کہ ایسا روپیہ اشاعتِ دین کے کام میں خرچ کیا جاوے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ سُود حرام ہے لیکن اپنے نفس کے واسطے۔ اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں جو چیز جاتی ہے وہ حرام نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ حُرمت اشیاء کی انسان کے لیے ہے نہ اللہ تعالیٰ کے واسطے۔ پس سُود اپنے نفس کے لیے، بیوی بچوں، احباب، رشتہ داروں اور ہمسایوں کے لیے بالکل حرام ہے[1]۔ لیکن اگر یہ روپیہ خالصتاً اشاعتِ دین کے لیے خرچ ہو تو حرج نہیں ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ اسلام بہت کمزور ہو گیا ہے اور پھر اس پر دُوسری مصیبت یہ ہے کہ لوگ زکوٰۃ بھی نہیں دیتے۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ اس وقت دو مصیبتیں واقع ہو رہی ہیں اور دو حُرمتیں روا رکھی گئی ہیں۔ اوّل یہ کہ زکوٰۃ جس کے دینے کا حکم تھا وہ دیتے نہیں اور سُود جس کے لینے سے منع کیا تھا وہ لیتے ہیں۔ یعنی جو خدا تعالیٰ کا حق تھا وہ تو دیا نہیں اور جو اپنا حق نہ تھا[2] اُسے لیا گیا۔

جب ایسی حالت ہو رہی ہے اور اسلام خطرناک ضعف میں مُبتلا ہے تو مَیں یہی فتویٰ دیتا ہوں کہ ایسے سُودوں کی رقمیں جو بینک سے ملتا ہے یک مشت اشاعتِ دین میں خرچ کرنی چاہئیں مَیں نے جو فتویٰ دیا ہے وہ عام نہیں ہے ورنہ سُود کا لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔ مگر اس ضعفِ اسلام کے زمانہ میں جبکہ مالی ترقی کے ذریعے پیدا نہیں ہوتے اور مُسلمان توجہ نہیں کرتے ایسا روپیہ اسلام کے کام میں لگنا حرام نہیں ہے۔

قرآن شریف کے مفہوم کے موافق جو حُرمت ہے وُہ یہی ہے کہ وہ اپنے نفس کے لیے اگر خرچ ہو تو حرام ہے۔ یہ بھی یاد رکھو جیسے سُود اپنے لیے دُرست نہیں کسی اور کو اس کا دینا بھی دُرست نہیں۔ ہاں خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ایسے مال کا دینا دُرست ہے اور یہی اس کا طریق ہے کہ وہ صرف اشاعت

---

[1] حاشیہ :۔ سُود کا روپیہ بالکل حرام ہے کہ کوئی شخص اپنے نفس پر خرچ کرے۔ اور کسی قسم کے بھی ذاتی مصارف میں خرچ کرے یا اپنے بال بچے کو دے یا کسی فقیر مسکین کو دے۔ کسی ہمسایہ کو دے یا مسافر کو دے۔ سب حرام ہے۔ سُود کے روپیہ کا لینا اور خرچ کرنا گناہ ہے۔

[2] حاشیہ : اپنا جو حق نہ تھا وہ لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کا جو حق تھا وہ بھی نہیں دیتے اور اپنے اندر دو گناہ ایک ہی وقت میں جمع کرتے ہیں۔

بدر جلد ۱ نمبر ۲۶ صفحہ ۴ مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء

ملفوظات جلد چہارم صفحہ 368 طبع جدید، از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 72 پر درج ہے

کوئی کرے۔ کبھی کوئی اشارہ تک نہیں کیا کہ تیری باتیں فضول ہیں جس قسم کا کوئی سودا لا دے۔ اسکی بکھری گی کی نسبت باز پرس نہیں
اور جو کچھ خرچ کیا اور جو کچھ واپس دیا بے آنکھ بند کرکے لے لیا۔ اور جیب میں ڈال لیا ہے۔ کبھی کسی سے کہیں لین دین یا کسی اسباب
پر تکرار نہیں کیا۔ اگر کبھی کسی حادثہ کے سبب کسی چیز کیلئے خاص فرمائش کی ہے اور انتظار رہا کہ ابھی نہیں کہا یا اور وہ چیز نہیں تیار
کیگئی تو مسکرا کر الگ ہو جاتے ہیں۔ آپ کا ایک وجود بے شر بے ضرر ہے۔ کبھی کسی دشمن پر بھی ہاتھ نہیں اٹھایا۔ آپ کی صداقت
اور اعلے اخلاق ہادی اور تعلیم اور قوت قدسیہ کا یہانتک اثر ہے کہ آپکی زوجہ محترمہ جو آپ سے جینیں ہے اور آپ کے منجانب اللہ
ہونے پر صدق دل سے ایمان رکھتی ہے جتنا جتنا آپ کا کوئی گہرا دوست اور واقفکار مخلص ہے۔ اور نیز قدر اسکو دوسروں کی نسبت
آپ سے زیادہ محبت اور حسن ظن ہے اگر کوئی بڑا نقص بھی آپ کے کام میں ہرج کرے تو بھی آپکے منہ سے کبھی جز اور توبیخ کا کلمہ نہیں
نکلتا مگر آپ کی فطرت کی لغت میں زجر توبیخ۔ بدظنی۔ سرد مہری۔ بد اندیشی۔ سنگدلی۔ محبت دنیا وغیرہ بالکل نہیں۔ آپ بچوں کو
مارنے اور ڈانٹنے کے سخت مخالف ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جتنی کوشش بچوں کو سزا دینے میں کیجاتی ہے کاش اتنی ہی کوشش ان کے
لئے دعا کرنے میں کیجائے۔ ہدایت خدا کا فضل ہے فرماتے ہیں اس شخص کو شمی کی کرسی پر بیٹھنا۔ یہ سخت مرا ہے جو اپنے متوسلین سے غافل رہے
آپ مکان حتی لباس کی آرائش اور زینت سے بالکل غافل اور بے پرواہ ہیں۔ آپ کو کسی مکان سے کوئی انس نہیں۔ وقت ضائع نہیں کرتے
لباس کی حفاظت کیطرف توجہ نہیں ہوتی۔ جب کبھی ضرورت آپڑتی ہے تو اپنے اوپر کپڑا پہنا اور سونا حرام کر لیتے ہیں۔ جب تک کہ وہ کام
نہ ہو جائے۔ فرماتے ہیں کہ ہم دین کے لئے ہیں اور دین کیخاطر زندگی بسر کرتے ہیں۔ دین کی راہ میں ہمیں کوئی روک نہ ہونی چاہئے۔ جاڑے
کا موسم تھا۔ آپ کے ایک بچے نے آپکی واسکٹ کی ایک جیب میں ایک بڑی اینٹ ڈال دی۔ آپ جب لیٹتے تو وہ اینٹ چبھتی۔ کئی
دن ایسا ہی ہوتا رہا۔ ایک دن اپنے ایک خادم کو کہنے لگے کہ میری پسلی میں درد ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز چبھتی ہے وہ حیران
ہوا اور آپ کے جسد مبارک پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اسکا ہاتھ اینٹ پر جا لگا۔ جھٹ جیب سے نکال لی۔ دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا۔ کہ چند
روز ہوئے محمود نے میری جیب میں ڈالی تھی۔ اور کہا تھا کہ اسے نکالنا نہیں۔ میں اس سے کھیلوں گا۔ آپ کے مزاج میں وہ تواضع
اور انکسار اور ہضم نفس ہے کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔ آپ زمین پر بیٹھے ہوں یا فرش پر یا دری پر بیٹھے ہوں آپ کا قلب
مبارک ان باتوں کو محسوس ہی نہیں کرتا۔ آپ کی نشست کی کوئی خاص وضع نہیں ہوتی۔ اجنبی آدمی آپ کو خاص امتیاز سے
پہچان نہیں سکتا۔ آپ کی مجلس ہمہ اقسام شان اور وقار اور آزادی اور بے تکلفی اور سادگی ایک ہی وقت میں جمع رہنے میں آپ کی
مجلس کا رنگ ہو بہو نبوت کا رنگ ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ میرا یہ منصب نہیں کہ میں ایسا تند خو اور ہیبتناک بنکر بیٹھوں کہ لوگ مجھ سے ایسے
ڈریں جیسے درندہ سے ڈرتے ہیں۔ میں بت بننے سے سخت نفرت رکھتا ہوں۔ میں اپنے نفس کو دوسروں پر ترجیح نہیں دیتا۔ آپ اپنے
خدام کو چھوٹے اور بڑے باحترام سے پکارتے ہیں۔ اور حاضر و غائب ہر ایک کا نام ادب سے لیتے ہیں۔ ساری عمر میں کبھی کسی کو تو کر کے
نہیں پکارا۔ آپ کی ملاقات کی جگہ مسجد ہے۔ برابر پانچ وقت نماز باجماعت پڑھتے ہیں۔ آپ بڑے تندرست ہیں۔ بلا قسم کھاتے

مسیح موعود کے مختصر حالات ملحقہ براہین احمدیہ حصہ اول تا چہارم صفحہ 53 از معراج الدین عمر قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 73 پر درج ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے آخری زمانہ میں اکثر دفعہ احباب آپکے لئے نیا کرتہ بنوا لاتے تھے اور اسے بطور نذر پیش کر کے تبرک کے طور پر حضور کا اترا ہوا کرتہ مانگ لیتے تھے۔ اسطرح ایک دفعہ کسی نے میرے ہاتھ ایک نیا کرتہ بھجوا کر پرانے اترے ہوئے کرتے کی درخواست کی۔ گھر میں تلاش سے معلوم ہوا کہ اسوقت کوئی اترا ہوا بے دھلا کرتہ موجود نہیں۔ جس پر آپ نے اپنا مستعمل کرتہ دھوبی کے ہاں کا دھلا ہوا دیئے جانے کا حکم فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو دھوبی کے ہاں کا دُھلا ہوا کرتہ ہے اور وہ شخص تبرک کے طور پر میلا کرتہ لے جانا چاہتا ہے۔ حضور ہنسکر فرمانے لگے کہ وہ بھی کیا برکت ہے جو دھوبی کے ہاں دھلنے سے جاتی رہے۔ چنانچہ وہ کرتہ اس شخص کو دیدیا گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ وہ شخص غالباً یہ تو جانتا ہوگا کہ دھوبی کے ہاں دُھلنے سے برکت جاتی نہیں رہتی۔ لیکن محبت کا یہی تقاضا ہوتا ہے کہ انسان اپنے مقدس محبوب کا اُترا ہوا میلا بے دھلا کپڑا اپنے پاس رکھنے کی خواہش کرتا ہے اور اسی طبعی خواہش کا احترام کرتے ہوئے گھر میں پہلے میلے کپڑے کی تلاش کی گئی۔ لیکن جب وہ نہ ملا تو دُھلا ہوا کرتہ دیدیا گیا۔

(۴۷۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تھے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کیطرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوا ہوتا تھا۔ اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لئے گرگابی ہدیۃً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں۔ چنانچہ اسی تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتی پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اسوقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آجاتا ہے۔

(۴۷۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی وفات سے قبل سالہا سال اسہال کا عارضہ رہا تھا۔ چنانچہ حضور اسی مرض میں فوت ہوئے۔ بارہا دیکھا کہ حضور کو دست آنے کے بعد ایسا ضعف ہوتا تھا کہ حضور فوراً دودھ کا گلاس منگوا کر پیتے تھے۔

سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 58 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 73 پر درج ہے

کپڑے بنتے تھے اور استعمال ہوتے تھے۔ اوسیطرح ساتھ ساتھ خرچ بھی ہوتے جاتے تھے یعنی
ہر وقت تبرک مانگنے والے طلب کرتے رہتے تھے بعض دفعہ تو یہ نوبت پہنچ جاتی کہ آپ ایک کپڑا بطور
تبرک کے عطا فرماتے تو دوسرا بنواکر اس وقت پہننا پڑتا۔ اور بعض سمجھدار اس طرح بھی کرتے تھے
کہ مثلاً ایک کپڑا اپنا بھیج دیا اور ساتھ عرض کر دیا کہ حضور ایک اپنا اترا ہوا تبرک مرحمت فرما دیں۔
خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اب آپ کے لباس کی ساخت سنئے۔ عموماً یہ کپڑے آپ زیب تن فرمایا
کرتے تھے۔ کرتہ یا قمیض۔ پائجامہ۔ صدری۔ کوٹ۔ عمامہ۔ اسکے علاوہ رومال بھی ضرور رکھتے تھے
اور جاڑوں میں جرابیں۔ آپ کے سب کپڑوں میں خصوصیت یہ تھی کہ وہ بہت کھلے کھلے ہوتے
تھے۔ اور اگرچہ شیخ صاحب مذکور کے آوردہ کوٹ انگریزی طرز کے ہوتے مگر وہ بھی بہت کشادہ اور
لمبے یعنی گھٹنوں سے نیچے ہوتے تھے۔ اور جبے اور چوغہ بھی جو آپ پہنتے تھے تو وہ بھی ایسے لمبے کہ
بعض تو ان میں سے ٹخنے تک پہنچتے تھے۔ اسی طرح کرتے اور صدریاں بھی کشادہ ہوتی تھیں۔
بنیان آپ کبھی نہ پہنتے تھے بلکہ اس کی تنگی سے گھبراتے تھے۔ گرم قمیض جو پہنتے تھے ان کا
اکثر اوپر کا بٹن کھلا رکھتے تھے۔ اسی طرح صدری اور کوٹ کا اور قمیص کے کفوں میں اگر بٹن ہوں تو
وہ بھی ہمیشہ کھلے رہتے تھے آپکا طرز عمل "ما انا من المتکلفین" کے ماتحت تھا کہ کسی مصنوعی جکڑ
بندی میں جو شرعاً غیر ضروری ہے پابند رہنا آپ کے مزاج کے خلاف تھا اور نہ آپ کو کبھی پرواہ تھی
کہ لباس عمدہ ہے یا برش کیا ہوا ہے یا بٹن سب درست لگے ہوئے ہیں یا نہیں۔ صرف لباس کی اصلی
غرض مطلوب تھی۔ بارہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے کاج میں لگے ہوئے ہوتے تھے
بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگائے ہوئے دیکھے گئے۔ آپ کی توجہ ہمہ تن اپنے مشن
کی طرف تھی اور اصلاح امت میں اتنے محو تھے کہ اصلاح لباس کی طرف توجہ نہ تھی۔ آپ کا لباس
آخر عمر میں چند سال سے بالکل گرم وضع کا ہی رہتا تھا۔ یعنی کوٹ اور صدری اور پاجامہ گرمیوں میں
بھی گرم رکھتے تھے۔ اور یہ علالت طبع کے باعث تھا۔ سردی آپ کو موافق نہ تھی۔ اسلئے اکثر گرم کپڑے
رکھا کرتے تھے۔ البتہ گرمیوں میں نیچے کرتہ ململ کا رہتا تھا۔ بجائے گرم کرتے کے پاجامہ آپ کا
معروف شرعی وضع کا ہوتا تھا (پہلے غرارہ یعنی ڈھیلا مردانہ پاجامہ بھی پہنا کرتے تھے۔ مگر آخر عمر
میں ترک کر دیا تھا) مگر گھر میں گرمیوں میں کبھی کبھی دن کو اور عادتاً رات کے وقت تہ بند باندھ کر

سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 126 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 74 پر درج ہے

عموماً جراب بھی پہنے رہتے تھے۔ بلکہ سردیوں میں دو دو جرابیں اوپر تلے پہن لیتے تھے۔ پاؤں میں آپ ہمیشہ دیسی جوتا پہنتے تھے۔ نیز بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب سے حضرت مسیح موعود کو دورے پڑنے شروع ہوئے اس وقت سے آپ نے سخت گرمی میں گرم کپڑے کا استعمال شروع فرما دیا تھا۔ ان کپڑوں میں آپ کو گرمی بھی لگتی تھی۔ اور بعض اوقات تکلیف بھی ہوتی تھی مگر جب ایک دفعہ شروع کر دیئے تو پھر آخر تک یہی استعمال فرماتے رہے۔ اور جب سے شیخ رحمت اللہ صاحب گجراتی ثم لاہوری احمدی ہوئے وہ آپ کے لئے کپڑوں کے جوڑے بنوا کر باقاعدہ لاتے تھے اور حضرت صاحب کی عادت تھی کہ جیسا کپڑا کوئی لے آئے پہن لیتے تھے۔ ایکدفعہ کوئی شخص آپ کے لئے گرگابی لے آیا آپ نے پہن لی مگر اس کے الٹے سیدھے پاؤں کا آپکو پتہ نہیں لگتا تھا کئی دفعہ الٹی پہن لیتے تھے اور پھر تکلیف ہوتی تھی بعض دفعہ آپ کا الٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ ہو کر فرماتے ان کی کوئی چیز بھی اچھی نہیں ہے والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے آپکی سہولت کیواسطے الٹے سیدھے پاؤں کی شناخت کیلئے نشان لگا دیئے تھے مگر باوجود اس کے آپ الٹا سیدھا پہن لیتے تھے اسلئے آپ نے اسے اتار دیا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت صاحب نے بعض اوقات انگریزی طرز کی قمیص کے کفوں کے متعلق بھی اسی قسم کی ناپسندیدگی کے الفاظ فرمائے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ شیخ صاحب موصوف آپکے لئے انگریزی طرز کی گرم قمیص بنوا کر لایا کرتے تھے۔ آپ انہیں استعمال تو فرماتے تھے۔ مگر انگریزی طرز کی کفوں کو پسند نہیں فرماتے تھے کیونکہ اول تو کفوں کے بٹن لگانے سے آپ گھبراتے تھے دوسرے بٹنوں کے کھولنے اور بند کرنے کا التزام آپ کے لئے مشکل تھا۔ بعض اوقات فرماتے تھے کہ یہ کیا کان سے لٹکے رہتے ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ لباس کے متعلق حضرت مسیح موعود کا عام اصول یہ تھا کہ جس قسم کا کپڑا ملجاتا تھا پہن لیتے تھے۔ مگر عموماً انگریزی طریق لباس کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ کیونکہ اول تو اسے اپنے لئے سادگی کے خلاف سمجھتے تھے دوسرے آپ ایسے لباس سے جو اعضاء کو جکڑا ہوا رکھے بہت گھبراتے تھے۔ گھر میں آپکے لئے صرف ململ کے کرتے اور پگڑیاں تیار ہوتی تھیں۔ باقی سب کپڑے عموماً ہدیۃً آپ کو آجاتے تھے۔ شیخ

سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 67 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 74 پر درج ہے

خواب فرمایا کرتے تھے۔

صدری گھر میں اکثر پہنے رہتے مگر کوٹ عموماً باہر جاتے وقت ہی پہنتے۔ اور سردی کی زیادتی کے دنوں میں اوپر تلے دو دو کوٹ بھی پہنا کرتے۔ بلکہ بعض اوقات پوستین بھی۔

صدری کی جیب میں یا بعض اوقات کوٹ کی جیب میں ایک رومال ہوتا تھا۔ آپ ہمیشہ بڑا رومال رکھتے تھے۔ نہ کہ چھوٹا جنٹلمینی رومال جو آجکل کا بہت مروج ہے۔ اس کے کونوں میں آپ مشک اور ایسی ہی ضروری ادویہ جو آپ کے استعمال میں رہتی تھیں اور ضروری خطوط وغیرہ باندھ رکھتے تھے۔ اور اسی رومال میں نقد وغیرہ جو نذر لوگ مسجد میں پیش کر دیتے تھے باندھ لیا کرتے۔

گھڑی بھی آپ ضرور اپنے پاس رکھا کرتے مگر اس کی کنجی دینے میں چونکہ اکثر ناغہ ہو جاتا اسلئے اکثر وقت غلط ہی ہوتا تھا۔ اور چونکہ گھڑی جیب میں سے اکثر نکل پڑتی اسلئے آپ اسے بھی رومال میں باندھ لیا کرتے۔ گھڑی کو ضرورت کے لئے رکھتے نہ زیبائش کے لئے۔

آپ کو دیکھ کر کوئی شخص ایک لمحہ کے لئے بھی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس شخص کی زندگی میں یا لباس میں کسی قسم کا بھی تصنع ہے یا یہ زیب وزینت دنیوی کا دلدادہ ہے۔ ہاں البتہ والرجز فاھجر کے ماتحت آپ صاف اور ستھری چیز ہمیشہ پسند فرماتے اور گندی اور میلی چیز سے سخت نفرت رکھتے۔ صفائی کا اس قدر اہتمام تھا کہ بعض اوقات آدمی موجود نہ ہو تو بیت الخلا میں خود فینائل ڈالتے تھے۔

عمامہ شریف آپ ململ کا باندھا کرتے تھے۔ اور اکثر اگز یا کچھ اوپر لمبا ہوتا تھا۔ شملہ آپ لمبا چھوڑتے تھے کبھی شملہ کو آگے ڈال لیا کرتے اور کبھی اس کا پلہ دہن مبارک پر بھی رکھ لیتے۔ جبکہ مجلس میں خاموشی ہوتی۔ عمامہ کے باندھنے کی آپ کی خاص وضع تھی۔ نوک تو ضرور سامنے ہوتی مگر سر پر ڈھیلا ڈھالا لپٹا ہوا ہوتا تھا۔ عمامہ کے نیچے اکثر رومی ٹوپی رکھتے تھے اور گھر میں عمامہ اتار کر صرف یہ ٹوپی ہی پہنے رہا کرتے۔ مگر نرم قسم کی دوہری جو سخت قسم کی نہ ہوتی۔

جرابیں آپ سردیوں میں استعمال فرماتے اور ان پر مسح فرماتے۔ بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اوپر نیچے چڑھا لیتے۔ مگر بارہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی۔ کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ پیر کی پشت پر آ جاتی۔ کبھی ایک جراب سیدھی دوسری الٹی۔ اگر جراب کہیں سے کچھ پھٹ جاتی تو بھی مسح جائز رکھتے بلکہ فرماتے تھے کہ رسول صلعم کے

سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 127 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 75 پر درج ہے

سالن پر ناپسندیدگی کا اظہار بھی فرمایا تو صرف اسلئے اور یہ کہہ کر کہ مہمانوں کو یہ کھانا پسند نہ آیا ہوگا؛

روٹی آپ تنوری اور چولہے کی دونو قسم کی کھاتے تھے۔ ڈبل روٹی چائے کے ساتھ یا بسکٹ اور بکرم بھی استعمال فرمایا کرتے تھے۔ بلکہ ولائتی بسکٹوں کو بھی جائز فرماتے تھے اسلئے کہ ہمیں کیا معلوم کہ اس میں چربی ہے۔ کیونکہ بنانے والوں کا ادعا تو مکھن ہے۔ پھر ہم ناحق بدگمانی اور شکوک میں کیوں پڑیں۔ مکی کی روٹی بہت مدت آپ نے آخری عمر میں استعمال فرمائی۔ کیونکہ آخری سات آٹھ سال سے آپ کو دستوں کی بیماری ہوگئی تھی اور ہضم کی طاقت کم ہوگئی تھی۔ علاوہ ان روٹیوں کے آپ شیرمال کو بھی پسند فرماتے تھے۔ اور باقرخانی قلچہ وغیرہ غرض جو جو اقسام روٹی کے سامنے آجایا کرتے تھے آپ کسی کو رد نہ فرماتے تھے؛

سالن آپ بہت کم کھاتے تھے۔ گوشت آپ کے ہاں دو وقت پکتا تھا مگر دال آپ کو گوشت سے زیادہ پسند تھی۔ یہ دال ماش کی یا اوڑد کی ہوتی تھی جس کے لئے گورداسپور کا ضلع مشہور ہے۔ سالن ہر قسم کا اور ترکاری عام طور پر ہر طرح کی آپکے دسترخوان پر دیکھی گئی ہے اور گوشت بھی ہر حلال اور طیب جانور کا آپ کھاتے تھے۔ پرندوں کا گوشت آپ کو مرغوب تھا اسلئے بعض اوقات جب طبیعت کمزور ہوتی تو تیتر۔ فاختہ وغیرہ کے لئے شیخ عبدالرحیم صاحب نومسلم کو ایسا گوشت مہیا کرنے کو فرمایا کرتے تھے مرغ اور بٹیروں کا گوشت بھی آپ کو پسند تھا۔ مگر بٹیرے جب سے کہ پنجاب میں طاعون کا زور ہوا کھانے چھوڑ دیئے تھے۔ بلکہ منع کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسکے گوشت میں طاعون پیدا کرنے کی خاصیت ہے۔ اور بنی اسرائیل میں ان کے کھانے سے سخت طاعون پڑی تھی۔ حضور کے سامنے دو ایک دفعہ گوہ کا گوشت پیش کیا گیا مگر آپ نے فرمایا کہ جائز ہے جس کا جی چاہے کھالے۔ مگر رسول کریم ﷺ نے چونکہ اس سے کراہت فرمائی اسلئے ہم کو بھی اس سے کراہت ہے۔ اور جیسا کہ وہاں ہوا تھا یہاں بھی لوگوں نے آپکے مہمان خانہ بلکہ گھر میں بھی کچھ بچوں اور لوگوں نے گوہ کا گوشت کھایا مگر آپ نے اسے اپنے قریب آنے نہ دیا۔ مرغ کا گوشت ہر طرح کا آپ کھا لیتے تھے سالن ہو یا بھنا ہوا کباب ہو۔ یا پلاؤ۔ مگر اکثر ایک ران پر ہی گذارہ کر لیتے تھے۔ اور وہی آپکو کافی ہو جاتی تھی بلکہ کبھی کچھ بچ بھی رہا کرتا تھا۔ پلاؤ بھی آپ کھاتے تھے مگر ہمیشہ نرم اور گداز اور گلے ہوئے چاولوں کا اور میٹھے چاول تو کبھی خود کہہ کر پکوالیا کرتے تھے۔ مگر گڑ کے اور وہی آپ کو پسند تھے۔ عمدہ کھانے یعنی کباب مرغ۔ پلاؤ یا انڈے اور اسی طرح فیرنی میٹھے چاول وغیرہ تب ہی آپ کہہ کر

سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 132 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 75 پر درج ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب نے بیان فرمایا کہ قرآن شریف کی جو آیات بظاہر مشکل معلوم ہوتی ہیں۔ اور ان پر بہت اعتراض ہوتے ہیں۔ دراصل ان کے نیچے بڑے بڑے معارف اور حقائق کے خزانے ہوتے ہیں۔ اور پھر مثال دیکر فرمایا کہ ان کی ایسی ہی صورت ہے۔ جیسے خزانہ کی ہوتی ہے۔ جس پر سنگین پہرہ ہوتا ہے اور جو بڑے مضبوط کمرے میں رکھا جاتا ہے۔ جس کی دیواریں بہت موٹی ہوتی ہیں اور دروازے بھی بڑے موٹے اور لوہے سے ڈھکے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور بڑے بڑے موٹے اور مضبوط قفل [illegible] تے ہیں او اسکے اندر بھی مضبوط آہنی صندوق ہوتے ہیں جن میں خزانہ رکھا [illegible] ور پھر صندوق بھی [illegible] کے اندر اندھیری کوٹھڑیوں اور تہ خانوں میں رکھے ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہر شخص وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور نہ اس سے آگاہ ہو سکتا ہے۔ بمقابلہ نشست گاہوں کے جو کھلے کمرے ہوتے ہیں اور دروازوں [illegible] شیشے لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ جس کیوجہ سے باہر والا شخص بھی اندر نظر ڈال سکتا ہے اور جو اندر آنا چاہے بآسانی آسکتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب جب بڑی مسجد میں جاتے تھے۔ تو گرمی کے موسم میں کنوئیں سے پانی نکلوا کر ڈول سے ہی مُنہ لگا کر پانی پیتے تھے۔ اور مٹی کی تازہ ٹنڈ یا تازہ آبخورہ میں پانی پینا آپ کو پسند تھا۔ اور میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب اچھے تلے ہوئے کرارے پکوڑے پسند کرتے تھے۔ کبھی کبھی مجھ سے منگوا کر مسجد میں ٹہلتے ٹہلتے کھایا کرتے تھے۔ اور سالم مُرغ کا کباب بھی پسند تھا۔ چنانچہ ہوشیارپور جاتے ہوئے مُرغ پکوا کر ساتھ لے گئے تھے۔ مُولی کی چٹنی اور گوشت میں مونگرے بھی آپکو پسند تھے۔ گوشت کی خوب بُھنی ہوئی بوٹیاں بھی مرغوب تھیں۔ چپاتی خُوب سکی ہوئی جو سکنے کر سخت ہو جاتی ہے پسند تھی۔ گوشت کا پتلا شوربہ بھی پسند کرتے تھے۔ جو بہت دیر تک پکتا رہا ہو۔ حتی کہ اسکی بوٹیاں خوب گل کر شوربہ میں اس کا عرق پہنچ جاوے سکنجبین بھی پسند تھی میاں

یہ حوالہ صفحہ 77 پر درج ہے	سیرت المہدی جلد اول صفحہ 181، 182 از مرزا بشیر احمد ایم اے

١٨٢

جان محمد مرحوم آپکے واسطے سکنجبین تیار کیا کرتا تھا۔ نیز میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب نے ایکدفعہ یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ گوشت زیادہ نہیں کھانا چاہیئے۔ جو شخص چالیس دن لگاتار کثرت کے ساتھ صرف گوشت ہی کھاتا رہتا ہے۔ اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ دال۔ سبزی۔ ترکاری کیساتھ بدل بدل کر گوشت کھانا چاہیئے بیڑ کا گوشت ناپسند فرماتے تھے۔ میٹھے چاول۔ گڑ یعنی قند سیاہ میں پکے ہوئے پسند فرماتے تھے ابتدا میں چائے میں دیسی شکر (جو گڑ کی طرح ہوتی ہے) ڈال کر استعمال فرماتے تھے شوربہ کے متعلق فرماتے تھے۔ کہ گاڑھا کیچڑ جیسا ہم کو پسند نہیں ایسا پتلا کرنا چاہیئے کہ ایک آنہ کا گوشت آٹھ آدمی کھائیں۔ اسوقت ایک آنہ کا سیر خام گوشت آتا تھا۔

(١٦٨) بسم الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ کوئی شخص حضرت صاحب کے لیئے ایک تسبیح تحفہ لایا وہ تسبیح آپ نے مجھے دیدی اور فرمایا لو اس پر درود شریف پڑھا کرو۔ وہ تسبیح بہت خوبصورت تھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ تسبیح کے استعمال کو حضرت مسیح موعود عام طور پر پسند نہیں فرماتے تھے۔

(١٦٩) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب بیان فرماتے تھے کہ قیامت کو ایک شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا اور اللہ اس سے دریافت کریگا۔ کہ اگر تونے کبھی کوئی نیکی کی ہو تو بتاؤ مگر وہ نہیں بتا سکیگا۔ اسپر اللہ رحم فرمائیگا۔ اچھا کیا تو کبھی کسی بزرگ شخص سے ملا تھا۔ وہ جواب دیگا کہ نہیں اسپر خدا فرمائیگا۔ اچھی طرح یاد کر کے جواب دے اسپر وہ بولیگا کہ ہاں ایکدفعہ میں ایک گلی میں سے گذر رہا تھا۔ تو میرے پاس سے ایک شخص گزرا تھا۔ جسکو لوگ بزرگ کہتے تھے اللہ تعالیٰ فرمائیگا۔ جاہمنے تجھے اسی وجہ سے بخشدیا۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب نے ایک وقت یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ جو شخص کسی کامل کے پیچھے نماز پڑھتا ہے تو پیشتر اسکے کہ وہ سجدہ سے اپنا سر اٹھائے اللہ اسکے گناہ بخشدیتا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ یہ کوئی منتر جنتر نہیں اخلاص اور صحت نیت شرط ہے (یہ روایت زیادہ تفصیل کے ساتھ حصہ دوم کی روایت ٣٢٥ میں بھی بیان ہوئی ہے)

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 181، 182 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 77 پر درج ہے

۵۱

ہو سکتے ہیں کا شربت بہت استعمال فرمایا تھا۔ مگر پھر چھوڑ دی۔ ایک دفعہ آپ نے ایک لمبے عرصہ تک کوئی بھی ہوئی چیز نہیں کھائی صرف تھوڑے سے ذہی کیساتھ روٹی لگا کر کھا لیا کرتے تھے۔ کبھی کبھی مکی کی روٹی بھی پسند کرتے تھے۔ کھانا کھاتے ہوئے روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرتے جاتے تھے کچھ کھاتے تھے کچھ چھوڑ دیتے تھے۔ کھانے کے بعد آپکے سامنے سے بہت سے ریزے اٹھتے تھے۔ ایک زمانہ میں آپ نے چائے کا بہت استعمال فرمایا تھا۔ مگر پھر چھوڑ دی۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ حضرت صاحب کھانا بہت تھوڑا کھاتے تھے۔ اور کھانے کا وقت بھی کوئی خاص مقرر نہیں تھا۔ صبح کا کھانا بعض اوقات بارہ بارہ ایک ایک بجے بھی کھاتے تھے۔ شام کا کھانا عموماً مغرب کے بعد۔ مگر کبھی کبھی پہلے بھی کھا لیتے تھے۔ غرض کوئی وقت معین نہیں تھا۔ بعض اوقات خود کھانا مانگ لیتے تھے۔ کہ لاؤ کھانا تیار ہے۔ تو دے دو۔ پھر مَیں نے کام شروع کرنا ہے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ آپ کس وقت کام کرتے تھے؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ بس سارا دن کام میں ہی گذرتا تھا۔ ۱۰ بجے ڈاک آتی تھی تو ڈاک کا مطالعہ فرماتے تھے۔ اور اس سے پہلے بعض اوقات تصنیف کا کام شروع نہیں فرماتے تھے۔ تاکہ ڈاک کی وجہ سے درمیان میں سلسلہ منقطع نہ ہو۔ مگر کبھی پہلے بھی شروع کر دیتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود روزانہ اخبار عام لاہور منگاتے اور باقاعدہ پڑھتے تھے۔ اسکے علاوہ آخری ایام میں اور کوئی اخبار خود نہیں منگاتے تھے ہاں کبھی کوئی مہیا ہوتا تھا تو وہ بھی پڑھ لیتے تھے۔

(۵۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ پہلے لنگر کا انتظام ہمارے گھر میں ہوتا تھا۔ اور گھر سے سارا کھانا پک کر جاتا تھا۔ مگر جب آخری سالوں میں زیادہ کام ہو گیا۔ تو مَیں نے کہکر باہر انتظام کروا دیا۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے دریافت کیا۔ کہ کیا حضرت صاحب کسی مہمان کے

سیرت المہدی، جلد اول صفحہ 51 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 78 پر درج ہے

جان محمد مرحوم آپکے واسطے سکنجبین تیار کیا کرتا تھا۔ نیز میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب نے ایکدفعہ یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ گوشت زیادہ نہیں کھانا چاہیئے۔ جو شخص چالیس دن لگاتار کثرت کے ساتھ صرف گوشت ہی کھاتا رہتا ہے۔ اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ دال۔ سبزی۔ ترکاری کیساتھ بدل بدل کر گوشت کھانا چاہیئے بکرے کا گوشت ناپسند فرماتے تھے۔ میٹھے چاول۔ گڑ یعنی قند سیاہ میں پکے ہوئے پسند فرماتے تھے ابتداء میں چائے میں دیسی شکر (جو گڑ کی طرح ہوتی ہے) ڈال کر استعمال فرماتے تھے شوربے کے متعلق فرماتے تھے۔ کہ گاڑھا کیچڑ جیسا ہم کو پسند نہیں ایسا پتلا کرنا چاہیئے کہ ایک آنہ کا گوشت آٹھ آدمی کھائیں۔ اسوقت ایک آنہ کا سیر خام گوشت آتا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ کوئی شخص حضرت صاحب کے لیئے ایک تسبیح تحفہ لایا وہ تسبیح آپ نے مجھے دیدی اور فرمایا لو اس پر درود شریف پڑھا کرو۔ وہ تسبیح بہت خوبصورت تھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ تسبیح کے استعمال کو حضرت مسیح موعود عام طور پر پسند نہیں فرماتے تھے۔ (۱۶۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب بیان فرماتے تھے کہ قیامت کو ایک شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا اور اللہ اس سے دریافت کریگا۔ کہ اگر تونے کبھی کوئی نیکی کی ہے تو بتاؤ مگر وہ نہیں بتا سکیگا۔ اسپر اللہ تعالیٰ فرمائیگا۔ اچھا کیا تو کبھی کسی بزرگ شخص سے ملا تھا مگر وہ جواب دیگا کہ نہیں اسپر خدا فرمائیگا۔ اچھی طرح یاد کر کے جواب دے اسپر وہ بولیگا کہ ہاں ایکدفعہ میں ایک گلی میں سے گذر رہا تھا۔ تو میرے پاس سے ایک شخص گذرا تھا۔ جسکو لوگ بزرگ کہتے تھے اللہ تعالیٰ فرمائیگا۔ جا میں نے تجھے اسی وجہ سے بخشدیا۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب نے ایک وقت یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ جو شخص کسی کامل کے پیچھے نماز پڑھتا ہے تو پیشتر اسکے کہ وہ سجدہ سے اپنا سر اٹھائے اللہ اسکے گناہ بخشدیتا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ یہ کوئی منتر جنتر نہیں اخلاص اور صحت نیت شرط ہے (یہ روایت زیادہ تفصیل کے ساتھ حصہ دوم کی روایت ۴۲۵ میں بھی بیان ہوئی ہے) (۱۶۹)

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 182 از مرزا بشیر احمد	یہ حوالہ صفحہ 78 پر درج ہے

۱۲۸

اصحاب ایسے موزوں پر بھی مسح کر لیا کرتے تھے جس میں سے ان کی انگلیوں کے پوٹے باہر نکلے رہا کرتے۔

جوتی آپ کی دیسی ہوتی۔ خواہ کسی وضع کی ہو۔ پٹھواری۔ لاہوری۔ لدھیانوی۔ سلیم شاہی ہر وضع کی پہن لیتے مگر ایسی جو کھلی کھلی ہو۔ انگریزی بوٹ کبھی نہیں پہنا۔ گرگابی حضرت صاحب کو پہنے نہیں دیکھا۔

جوتی اگر تنگ ہوتی تو اس کی ایڑی بٹھا لیتے۔ مگر ایسی جوتی کے ساتھ باہر تشریف نہیں لیجاتے تھے۔ لباس کے ساتھ ایک چیز کا اور بھی ذکر کر دیتا ہوں وہ یہ کہ آپ عصا ضرور رکھتے تھے۔ گھر میں یا جب مسجد مبارک میں روزانہ نماز کو جانا ہوتا۔ تب تو نہیں مگر مسجد اقصیٰ کو جانے کے وقت یا جب باہر سیر وغیرہ کے لئے تشریف لاتے تو ضرور ہاتھ میں ہوا کرتا تھا۔ اور موٹی اور مضبوط لکڑی کو پسند فرماتے مگر کبھی اس پر سہارا یا بوجھ دیکر نہ چلتے تھے جیسے اکثر ضعیف العمر آدمیوں کی عادت ہوتی ہے۔

موسم سرما میں ایک دھسّہ لیکر آپ مسجد میں نماز کے لئے تشریف لایا کرتے تھے جو اکثر آپ کے کندھے پر پڑا ہوا ہوتا تھا۔ اور اسے اپنے آگے ڈال لیا کرتے تھے۔ جب تشریف رکھتے تو پھر پیروں پر ڈال لیتے۔

کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ۔ صدری۔ ٹوپی۔ عمامہ رات کو اُتار کر تکیہ کے نیچے ہی رکھ لیتے۔ اور رات بھر تمام کپڑے جنہیں محتاط لوگ شکن اور میل سے بچانے کو الگ جگہ کھونٹی پر ٹانگ دیتے ہیں وہ بستر پر سر اور جسم کے نیچے ملے جاتے۔ اور صبح کو ان کی ایسی حالت ہو جاتی کہ اگر کوئی فیشن کا دلدادہ اور سلوٹ کا دشمن ان کو دیکھ لے تو سر پیٹ لے۔

موسم گرما میں دن کو بھی اور رات کو تو اکثر آپ کپڑے اُتار دیتے اور صرف چادر یا لنگی باندھ لیتے گرمی دانے بعض دفعہ بہت نکل آتے تو اس کی خاطر بھی کرتہ اُتار دیا کرتے۔ تہ بند اکثر نصف ساق تک ہوتا تھا۔ اور گھٹنوں سے اوپر ایسی حالتوں میں مجھے یاد نہیں کہ آپ برہنہ ہوئے ہوں۔

آپ کے پاس کچھ کنجیاں بھی رہتی تھیں۔ یہ یا تو رومال میں یا اکثر ازار بند میں باندھ کر رکھتے روئی دار کوٹ پہننا آپ کی عادت میں داخل نہ تھا۔ نہ ایسی رضائی اوڑھ کر باہر تشریف لاتے بلکہ چادر یا شیفینہ یا دھسّہ رکھا کرتے تھے اور وہ بھی سر پر کبھی نہیں اوڑھتے تھے بلکہ کندھوں اور

سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 128 از مرزا بشیر احمد	یہ حوالہ صفحہ 78 پر درج ہے

۵۵

تے تو ناک سے بہت رطوبت بہتی تھی۔ حضرت صاحب اُٹھے اور چاہا کہ ان کو گلے لگا لیں۔ تا کہ ان کا شک دُور ہو مگر وہ اس وجہ سے کہ ناک بہ رہا تھا۔ پرے پرے کھچتے تھے۔ حضرت صاحب سمجھتے تھے۔ کہ شاید اسے تکلیف ہے اسلئے دُور ہٹتا ہے چنانچہ کافی دیر تک یہی ہوتا رہا کہ حضرت صاحب ان کو اپنی طرف کھینچتے تھے اور وہ پرے پرے کھچتے تھے اور چونکہ ہمیں معلوم تھا کہ اصل بات کیا ہے اسلئے ہم پاس کھڑے ہنستے جاتے

(۶۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ہم بچے تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام خواہ کام کر رہے ہوں۔ یا کسی اور حالت میں ہوں ہم آپ کے پاس چلے جاتے تھے۔ کہ ابا پیسہ دو اور آپ اپنے رومال سے پیسہ کھول کر دے دیتے تھے۔ اگر ہم کسی وقت کسی بات پر زیادہ اصرار کرتے تھے۔ تو آپ فرماتے تھے کہ میاں میں اس وقت کام کر رہا ہوں۔ زیادہ تنگ نہ کرو۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ آپ معمولی نقدی وغیرہ اپنے رومال میں جو بڑے سائز کا ململ کا بنا ہوا ہوتا تھا باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا کنارہ واسکٹ کے ساتھ سلوا لیتے یا کاج میں بندھوا لیتے تھے۔ اور چابیاں ازاربند کے ساتھ باندھتے تھے۔ جو بوجھ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا۔ اور والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ عموماً ریشمی ازاربند استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا اسلئے ریشمی ازاربند رکھتے تھے تا کہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جاوے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔ سوتی ازاربند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی۔ تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔

(۶۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ تمہارے دادا کی زندگی میں حضرت صاحب کو سل ہو گئی اور چھ ماہ تک بیمار رہے۔ اور بڑی نازک حالت ہو گئی۔ حتیٰ کہ زندگی سے نا امیدی ہو گئی۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت صاحب کے چچا آپ کے پاس آ کر بیٹھے۔ اور کہنے لگے کہ دُنیا میں یہی حال ہے۔ سبھی نے مرنا ہے۔ کوئی آگے گزر جاتا ہے۔ کوئی پیچھے جاتا ہے اس لیئے

سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 79 پر درج ہے

اور کسی قدر بیان کی بے احتیاطی کی بھی گنجائش رکھی جائے۔ تو پھر بھی یہ واقعہ بہت تعجب کے قابل ہے۔

۶۵۰ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے مجھ سے بیان کیا۔ ایک دفعہ ایام جلسہ میں سیر سے واپسی پر جہاں اب مدرسہ تعلیم الاسلام ہے۔ حضور علیہ السلام تھوڑی دیر کے لئے ٹھہر گئے۔ ایک دوست نے چادر بچھا دی۔ جس کو پنجابی میں لوئی کہتے ہیں۔ اس پر حضور علیہ السلام بیٹھ گئے۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز جو ابھی بچہ تھے کھڑے رہے اس پر حضور علیہ السلام نے دیکھ کر فرمایا۔ میاں محمود تم بھی بیٹھ جاؤ۔ اس پر آپ چادر پر بیٹھ گئے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا عام طریق یہ تھا۔ کہ یا تو اپنے بچوں کو صرف نام لیکر بلاتے تھے۔ اور یا خالی میاں کا لفظ کہتے تھے۔ میاں کے لفظ اور نام کو ملا کر بولنا مجھے یاد نہیں مگر ممکن ہے کسی موقعہ پر ایسا بھی کہا ہو۔

۶۵۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے مجھ سے بیان کیا۔ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا۔ کہ فلاں غیر احمدی مولوی حضرت صاحبزادہ صاحب (یعنی حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہُ اللہ تعالےٰ) کے مضامین رسالہ تشحیذ الاذہان میں پڑھکر لکھتا ہے کہ مرزا صاحب کے بعد ان کا بیٹا ان کی دکان چلائیگا۔ حضور علیہ السلام نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہُ اللہ تعالےٰ کی طرف نظر اُٹھا کر صرف دیکھا۔ اور زبانی کچھ نہ فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دُعا فرما رہے ہیں۔

۶۵۲ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاجاموں میں مَیں نے اکثر ریشمی ازار بند پڑا ہوا دیکھا ہے۔ اور ازار بند میں کنجیوں کا گچھا بندھا ہوتا تھا۔ ریشمی ازار بند کے متعلق بعض اوقات فرماتے تھے۔ کہ ہمیں پیشاب کثرت سے اور جلدی جلدی آتا ہے۔ تو ایسے ازار بند کے کھولنے میں بہت آسانی ہوتی ہے۔

۶۵۳ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ ایک دفعہ حکیم فضل دین صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا۔ کہ حضور مجھے قرآن پڑھایا کریں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا۔ وہ چاشت کے قریب مسجد مبارک میں آجاتے اور حضرت صاحب انکو

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 110 از مرزا بشیر احمد

یہ حوالہ صفحہ 79 پر درج ہے

کہ میں پھر نو گاؤں میں چلا جاؤں اور بڑی بیقراری سے عرض کیا۔ حضور نے فرمایا۔ جلدی نہیں کرنی چاہیئے اپنے وقت پر یہ خودبخود ہو جائیگا۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ کچھ عرصہ بعد میرا تبادلہ غوث گڑھ میں ہو گیا۔ جہاں میرا اتنا دل لگا کہ نو گاؤں کی خواہش دل سے نکل گئی۔ اور میں نے حضرت کے زبان کی یہ تاویل کر لی کہ چونکہ غوث گڑھ بھی مسلمانوں کا گاؤں ہے اور اسمیں مسجد ہے۔ اور یہاں میرا دل بھی خوب لگ گیا ہے اس لیئے حضرت کے فرمان کے یہی معنی ہونگے۔ جو پورے ہو گئے۔ مگر کچھ عرصہ بعد نو گاؤں کا حلقہ خالی ہوا۔ اور تحصیلدار نے میری ترقی کی سفارش کی اور لکھا کہ ترقی کی یہ صورت ہے کہ مجھے علاوہ غوث گڑھ کے نو گاؤں کا حلقہ بھی جو وہ بھی ؎۵۰ سالانہ کا تھا۔ دیدیا جاوے۔ اور دونوں حلقوں کی تنخواہ یعنی ماہ ؎۱۰ مجھے دی جاوے۔ یہ سفارش مہاراج سے منظور ہو گئی اور اس طرح میرے پاس غوث گڑھ اور نو گاؤں دونوں حلقے آگئے۔ اور ترقی بھی ہو گئی۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کا ایک خاص اقتداری فعل تھا۔ ورنہ نو گاؤں غوث گڑھ سے پندرہ کوس کے فاصلہ پر ہے اور درمیان میں کئی غیر حلقے ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ غوث گڑھ کا تمام گاؤں میاں عبداللہ صاحب کی تبلیغ سے احمدی ہو چکا ہے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ یہ تمام دیہات ریاست پٹیالہ میں واقع ہیں۔

۱۹۵﴾ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت صاحب کو ایک جیبی گھڑی تحفہ دی۔ حضرت صاحب اسکو رومال میں باندھکر جیب میں رکھتے تھے۔ زنجیر نہیں لگاتے تھے۔ اور جب وقت دیکھنا ہوتا تھا۔ تو گھڑی نکال کر ایک کے ہندسے یعنی عدد سے گنکر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور انگلی رکھ رکھ کر ہندسے گنتے تھے۔ اور منہ سے بھی گنتے جاتے تھے اور گھڑی دیکھتے ہی وقت نہ پہچان سکتے تھے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ آپ کا جیب سے گھڑی نکال کر اسطرح وقت شمار کرنا مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا۔

سیرت المہدی، جلد اول صفحہ 180 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 80 پر درج ہے

رکھا۔ بیمار ہو گیا۔ مگر اس کے بعد ۲۹ روزے پورے رکھے۔ تکلیف نہیں ہوئی۔ تب میرے لئے خوشی کی عید تھی۔ روزے کے خاص برکات ہوتے ہیں جیساکہ ہر میوے میں جُدا ذائقہ ہے۔ ایسا ہی ہر عبادت میں جُدا الذت ہے۔ اِن عبادات میں رُوحانیت ہے۔ جس کو انسان بیان نہیں کر سکتا۔ اگر شوق ہو، تو آلام اور تکلیف کم ہو جاتی ہے۔ چاہیئے۔ کہ عبادت میں اِنسان کی رُوح نہایت درجہ رقیق ہو کر پانی کی طرح بہ کر خدا سے جا ملے"۔

جماعت کی ترقی

فرمایا" ہماری جماعت کو چاہیئے۔ کہ نیکی میں فرشتوں کی طرح ہو جائے۔ خدا نے اُن کے لئے ترقی کے بہت سے سامان رکھے ہیں۔ اور وعدہ کیا ہے۔ کہ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ سب سے بہتر یہ جماعت ہے، جس نے ہم کو دیکھا۔ اور ہماری باتوں کو سُنا۔ خدا کی طرف رجوع کر کے کوئی شخص ذلیل نہیں ہوتا۔ بدکاروں کی گالیاں تمہارے لئے کسی ذلت کا موجب نہیں۔ جو شخص سچے دل سے خدا کی طرف آتا ہے۔ وہی حقیقی عزت حاصل کرتا ہے"۔

مسیح موعودؑ کا کام کیا تھا

۱۸ جنوری ۱۹۰۵ء کو جبکہ مَیں قادیان کے ہائی سکول میں ہیڈ ماسٹر تھا۔ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت بابرکت میں ایک رقعہ لکھا تھا۔ جس کا اصل بمعہ جواب درج کرنا مناسب ہے۔ امید ہے کہ ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوگا:-

رقعہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت اقدس مُرشدنا ومہدینا مسیح موعودؑ

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

صاحبزادہ میاں محمود احمدؐ کا نام برائے امتحان (مڈل) آج ارسال کیا جائیگا۔

ذکر حبیب صفحہ 244، 245 از مفتی محمد صادق قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 80 پر درج ہے

۲۴۵

جس فارم کی خانہ پُری کرنی ہے۔ اس میں ایک خانہ ہے۔ کہ اِس لڑکے کا باپ کیا کام کرتا ہے۔ مَیں نے وہاں لفظ نبوت لکھا ہے۔

کان میں طنین ہوتا ہے۔ گولیوں[1] کا کھانا اگر مناسب ہو، تو ارسال فرمائیں حضورؑ کو بار بار تکلیف دیتے بھی شرم آتی ہے۔ اگر مناسب ہو، تو اس کا نسخہ تحریر فرمائیں۔ مَیں خود بنالوں۔ والسلام

حضورؑ کی جوتیوں کا غلام محمد صادق عفاء اللہ عنہ ۱۸ر جنوری ۱۹۰۵ء

جواب اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ:۔

نبوت کوئی کام نہیں، یہ لکھ دیں۔ کہ فرقہ احمدیہ جو تین لاکھ کے قریب ہے اِس کے پیشوا اور امام ہیں۔ اِصلاح قوم کام ہے۔ غلام احمد عفی عنہ

پس مَیں نے اُس فارم پر حضرتؑ کا نام یوں لکھا:۔

National Reformation and leadership of Ahmadyya and it (300,000 members.)

پُورانی نوٹ بک ۱۹۰۵ء

سارِی اُمت عیسیٰ بن جائے

فرمایا:۔ "آج کل کے مسلمان عیسیٰ کو اُمتی بنانا چاہتے ہیں۔ اور ہم ساری اُمت کو عیسیٰ بنانا چاہتے ہیں۔ یہی فرق ہم میں اور اُن میں ہے۔"

نوٹ۔ [1] ایک دفعہ مَیں بیمار ہوگیا تھا۔ معدہ میں کچھ خرابی تھی۔ بخار ہو جاتا تھا۔ حضرت صاحب (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) ایک نسخہ کے تازہ اجزاء ہر روز منگوا کر ایک گولی اپنے دست مبارک سے بناکر مجھے بھیجتے تھے۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی۔ اِسکے اجزاء مجھے اس وقت معلوم نہ تھے۔ بعد میں حضرت صاحبؑ نے مجھے بتلا دیئے تھے۔ (صادق)

ذکر حبیب صفحہ 244، 245 از مفتی محمد صادق قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 80 پر درج ہے

یہاں ایک پنکھا لگا لینا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ پنکھا تو لگ سکتا ہے۔ اور پنکھا چلانیوالے کا بھی انتظام کیا جا سکتا ہے۔ لیکن جب ٹھنڈی ہوا چلے گی تو بے اختیار نیند آنے لگیگی اور ہم سو جائیں گے تو یہ مضمون کیسے ختم ہوگا ؟

(اس وقت حضرت صاحبؑ ایک رسالے کا مضمون لکھ رہے تھے۔)

گرمی میں بھی کام جاری رکھنے

ایک دفعہ جب سخت گرمی پڑی، تو حضرت مولوی عبد الکریم صاحب نے ایک مضمون لکھا جس میں گرمی کا اظہار کرتے ہوئے، اور گرمی کے سبب کام نہ کر سکنے کی معذرت کرتے ہوئے یہ الفاظ بھی لکھ دیئے۔ کہ "گرمی ایسی سخت ہے۔ کہ اس کے سبب سے خدا کی مشین بھی بند ہوگئی ہے"۔ اس میں مولوی صاحب مرحوم نے اِس امر کی طرف اشارہ کیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی شدتِ گرمی کے سبب کام چھوڑ دیا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ مضمون سُنا۔ تو آپؑ نے فرمایا۔ کہ یہ تو غلط ہے ہم نے تو کام نہیں چھوڑا ؛

پہاڑ پر جانا

ایک دفعہ کسی دوست نے عرض کی۔ کہ گرمی بہت ہے۔ حضورؑ کسی پہاڑ پر تشریف لے چلیں۔ فرمایا۔ ہمارا پہاڑ تو قادیان ہی ہے۔ یہاں چند روز دُھوپ تیز ہوتی ہے۔ تو پھر بارش بھی آجاتی ہے ؛

سب کا جنازہ پڑھ دیا

قاضی سید امیر حسین صاحب کا ایک چھوٹا بچہ فوت ہونے پر جنازے کیساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تشریف لیگئے۔ اور خود ہی جنازہ پڑھایا۔ عموماً جنازے کی نمازیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اگر موجود ہوتے، تو خود ہی امامت کرتے۔ اسوقت

ذکر حبیب صفحہ 161 از مفتی محمد صادق قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 81 پر درج ہے

بڑھاپے میں کیا طلاق لونگی۔ بس مجھے خرچ ملتا ہے۔ میں اپنے باقی حقوق چھوڑتی ہوں۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ چنانچہ پھر ایسا ہی ہوتا رہا۔ حتّٰی کہ محمدی بیگم کا سوال اُٹھا اور آپ کے رشتہ داروں نے مخالفت کر کے محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ کرادیا اور فضل احمد کی والدہ نے ان سے قطع تعلق نہ کیا۔ بلکہ ان کے ساتھ رہیں۔ تب حضرت صاحب نے ان کو طلاق دیدی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا یہ طلاق دینا آپ کے اس اشتہار کے مطابق تھا۔ جو آپ نے ۲ مئی ۱۸۹۱ء کو شایع کیا تھا اور جسکی سُرخی تھی "اشتہار نصرت دین و قطع تعلق از اقارب مخالفِ دین" اس میں آپ نے بیان فرمایا تھا کہ اگر مرزا سلطان احمد اور ان کی والدہ اس امر میں مخالفانہ کوشش سے الگ نہ ہوئے۔ تو پھر آپ کی طرف سے مرزا سلطان احمد عاق اور محرومِ الارث ہونگے اور ان کی والدہ کو آپ کی طرف سے طلاق ہوگی والدہ صاحبہ فرماتی تھیں۔ کہ فضل احمد نے اس وقت اپنے آپ کو عاق ہونے سے بچا لیا۔ نیز والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ اس واقعہ کے بعد ایک دفعہ مرزا سلطان احمد کی والدہ بیمار ہوئیں تو چونکہ حضرت صاحب کی طرف سے مجھے اجازت تھی۔ میں انہیں دیکھنے کے لیئے گئی۔ واپس آکر میں نے حضرت صاحب سے ذکر کیا۔ کہ پھجے کی ماں بیمار ہے۔ اور یہ تکلیف ہے۔ آپ خاموش رہے۔ میں نے دُوسری دفعہ کہا تو فرمایا میں تمہیں دو گولیاں دیتا ہوں۔ یہ دے آؤ۔ مگر اپنی طرف سے دینا میرا نام نہ لینا۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ اور بھی بعض اوقات حضرت صاحب نے اشارۃً کنایۃً مجھ پر ظاہر کیا کہ میں ایسے طریق پر کہ حضرت صاحب کا نام درمیان میں نہ آئے اپنی طرف سے کبھی کچھ مدد کر دیا کروں سو میں کرِیا کرتی تھی۔

(۴۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز ظہر کے بعد مسجد میں بیٹھ گئے۔ ان دنوں میں آپ نے شیخ سعداللہ لدھیانوی کے متعلق لکھا تھا کہ یہ ابتر رہیگا اور اس کا بیٹا جو اب موجود ہے۔ وہ نامرد ہے۔ گویا اس کی اولاد آگے نہیں چلیگی

یہ حوالہ صفحہ 81 پر درج ہے

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 34، 35 از مرزا بشیر احمد

خاکسار عرض کرتا ہے کہ سعد اللہ سخت معاند تھا اور حضرت مسیح موعود کے خلاف بہت بیہودہ گوئی کیا کرتا تھا، مگر ابھی آپ کی یہ تحریر شایع نہ ہوئی تھی۔ اس وقت مولوی محمد علی صاحب نے آپ سے عرض کیا۔ کہ ایسا لکھنا قانون کے خلاف ہے۔ اس کا لڑکا اگر مقدمہ کردے تو پھر اسباب کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ وہ واقعی نامرد ہے۔ حضرت صاحب پہلے نرمی کے ساتھ مناسب طور پر جواب دیتے رہے۔ مگر جب مولوی محمد علی صاحب نے بار بار پیش کیا۔ اور اپنی رائے پر اصرار کیا تو حضرت صاحب کا چہرہ سُرخ ہو گیا اور آپ نے غصے کے لہجہ میں فرمایا: "جب نبی ہتھیار لگا کر باہر آجاتا ہے تو پھر ہتھیار نہیں اُتارتا۔"

(۴۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے والد صاحب اوائل میں تعلیم کے لئے باہر گئے۔ تو شاید دِلّی کی بات ہے کہ وہ ایک مسجد میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ چونکہ زاد ختم ہو گیا تھا۔ کئی وقت فاقے گذر گئے تھے۔ آخر کسی نے ان کو طالب علم سمجھ کر ایک چپاتی دی۔ جو بوجہ باسی ہو جانے کے خشک ہو کر نہایت سخت ہو چکی تھی۔ والد صاحب نے لے لی۔ مگر ابھی کھائی نہ تھی۔ کہ آپ کا ساتھی جو قادیان کا کوئی شخص تھا۔ اور اس پر بھی اسی طرح فاقہ تھا۔ بولا "مرزا جی ساڈا وی دھیان رکھنا" یعنے مرزا صاحب ہمارا بھی خیال رہے۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ اس پر والد صاحب نے وہ چپاتی اسکی طرف پھینکدی۔ جو اتفاق سے اسکے ناک کے اوپر لگی۔ اور لگتے ہی وہاں سے ایک خون کی نالی بہہ نکلی۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ والدہ صاحبہ نے بیان کیا۔ کہ ساتھی بھی قادیان کا کوئی مغل تھا۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت صاحب سے سُنا ہے کہ وہ کوئی نائی یا میراثی تھا۔ چنانچہ حضرت صاحب لطیفہ کے طور پر بیان فرماتے تھے۔ کہ ان لوگوں کو ایسے موقعہ پر بھی ہنسی کی بات ہی سوجھتی ہے۔

(۴۴) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ تمہارے

سیرت المہدی جلد اول صفحہ 34، 35 از مرزا بشیر احمد

یہ حوالہ صفحہ 81 پر درج ہے

حوالہ نمبر 74

پاجامہ اُتار کر تہ بند باندھ لیتے تھے اور عموماً کُرتہ بھی اُتار کر سوتے تھے نیز خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود جب رفع حاجت کے بعد طہارت سے فارغ ہوتے تھے۔ تو اپنا ہاتھ مٹی سے مل کر پانی سے دھوتے تھے۔

(۶۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بعض اوقات گھر میں بچوں کو بعض کہانیاں بھی سنایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک بُرے بھلے کی کہانی بھی آپ عموماً سُناتے تھے جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ایک بُرا آدمی تھا اور ایک اچھا آدمی تھا۔ اور دونوں نے اپنے رنگ میں کام کئے اور آخر کار بُرے آدمی کا انجام بُرا ہُوا اور اچھے کا اچھا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ایک بینگن کی کہانی بھی آپ سناتے تھے جس کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ ایک آقا تھا اسنے اپنے نوکر کے سامنے بینگن کی تعریف کی تو اسنے بھی بہت تعریف کی چند دن کے بعد آقا نے مذمت کی۔ تو نوکر بھی مذمت کرنے لگا۔ آقا نے پُوچھا یہ کیا بات ہے کہ اُس دن تو تُو تعریف کرتا تھا۔ اور آج مذمت کرتا ہے۔ نوکر نے کہا۔ مَیں تو حضور کا نوکر ہوں۔ بینگن کا نوکر نہیں ہُوں +

(۶۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایک دفعہ ہم تینوں بھائیوں نے مل کر ایک ہوائی بندوق کے منگانے کا ارادہ کیا۔ مگر ہم فیصلہ نہ کرسکتے تھے کہ کونسی منگوائیں۔ آخر ہم نے قرعہ لکھ کر حضرت صاحب سے قرعہ اُٹھوایا۔ اور جو بندوق نکلی وہ ہم نے منگالی اور پھر اس سے بہت شکار کیا (یہ ۲۲ بور کی بی۔ ایس۔ اے ایئر رائفل تھی)

(۶۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایکدفعہ ہم گھر کے بچے ملکر حضرت صاحب کے سامنے میاں شریف احمد کو چھیڑنے لگ گئے۔ کہ ابا کو تم سے محبت نہیں ہے اور ہم سے ہے میاں شریف بہت چڑتے تھے۔ حضرت صاحب نے ہمیں روکا بھی کہ زیادہ تنگ نہ کرو مگر ہم بچے تھے لگے رہے۔ آخر میاں شریف رونے لگ گئے۔ اور انکی عادت تھی کہ جب روتے

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 54، 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 82 پر درج ہے

حوالہ نمبر 74

تھے تو ناک سے بہت رطوبت بہتی تھی۔ حضرت صاحب اُٹھے اور چاہا کہ ان کو گلے لگا لیں، تا کہ ان کا شک دُور ہو مگر وُہ اِس وجہ سے کہ ناک بہ رہا تھا۔ پرے پرے کھچتے تھے۔ حضرت صاحب سمجھتے تھے۔ کہ شاید اسے تکلیف ہے اسلئے دُور ہٹتا ہے چنانچہ کافی دیر تک یہی ہوتا رہا کہ حضرت صاحب ان کو اپنی طرف کھینچتے تھے اور وہ پرے پرے کھچتے تھے اور چونکہ ہمیں معلوم تھا کہ اصل بات کیا ہے اسلئے ہم پاس کھڑے ہنستے جاتے

(۶۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ہم بچے تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام خواہ کام کر رہے ہوں۔ یا کسی اور حالت میں ہوں ہم آپ کے پاس چلے جاتے تھے۔ کہ ابا پیسہ دو اور آپ اپنے رومال سے پیسہ کھول کر دے دیتے تھے۔ اگر ہم کسی وقت کسی بات پر زیادہ اصرار کرتے تھے۔ تو آپ فرماتے تھے کہ میاں میں اس وقت کام کر رہا ہوں۔ زیادہ تنگ نہ کرو۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ آپ معمولی نقدی وغیرہ اپنے رُومال میں جو بڑے سائز کا ململ کا بنا ہوا ہوتا تھا باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا کنارہ واسکٹ کے ساتھ سِلوا لیتے یا کاج میں بندھوا لیتے تھے۔ اور چابیاں ازار بند کے ساتھ باندھتے تھے۔ جو بوجھ کی وجہ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا۔ اور والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ عموماً ریشمی ازار بند استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا اسلیئے ریشمی ازار بند رکھتے تھے تا کہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جاوے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔ سوتی ازار بند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی۔ تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔

(۶۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ تمہارے دادا کی زندگی میں حضرت صاحب کو سِل ہو گئی اور چھ ماہ تک بیمار رہے۔ اور بڑی نازک حالت ہو گئی۔ حتّٰی کہ زندگی سے نا امیدی ہو گئی۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت صاحب کے چچا آپکے پاس آ کر بیٹھے۔ اور کہنے لگے کہ دُنیا میں یہی حال ہے سبھی نے مرنا ہے۔ کوئی آگے گزر جاتا ہے۔ کوئی پیچھے جاتا ہے اس لیئے

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 54، 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 82 پر درج ہے

کہ باوجود صدہا عوائق اور موانع کے محض خدا تعالےٰ کی نصرت اور مدد نے اِس حصّہ کو خلعتِ وجود بخشا ۔ چنانچہ اس حصہ کے چند اوائل ورق کے ہر ایک صفحہ کے سرپر نصرت الحق لکھا گیا مگر پھر اس خیال سے کہ تا یاد دلایا جائے کہ یہ وہی براہین احمدیہ ہے جس کے پہلے چار حصے طبع ہو چکے ہیں بعد اسکے ہر ایک سر صفحہ پر براہین احمدیہ کا حصہ پنجم لکھا گیا ۔ پہلے پچاس حصّے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفاء کیا گیا ۔ اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اسلئے پانچ حصّوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا ۔

دوسرا سبب اس التوا کا جو تیئیس برس تک حصہ پنجم لکھا نہ گیا یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ اُن لوگوں کے دلی خیالات ظاہر کرے جن کے دل مرض بدگمانی میں مبتلا تھے اور ایسا ہی ظہور میں آیا ۔ کیونکہ اسقدر دیر کے بعد خام طبع لوگ بدگمانی میں بڑھ گئے ۔ یہاں تک کہ بعض ناپاک فطرت گالیوں پر اُتر آئے اور چار حصّے اس کتاب کے جو طبع ہو چکے تھے کچھ تو مختلف قیمتوں پر فروخت کئے گئے تھے اور کچھ مفت تقسیم کئے گئے تھے ۔ پس جن لوگوں نے قیمتیں دی تھیں اکثر نے گالیاں بھی دیں اور اپنی قیمت بھی واپس لی ۔ اگر وہ اپنی جلد بازی سے ایسا نہ کرتے تو اُن کے لئے اچھا ہوتا ۔ لیکن اس قدر دیر سے اُن کی فطرتی حالت آزمائی گئی ۔

اِس دیر کا ایک یہ بھی سبب تھا کہ تا خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر ظاہر کرے کہ یہ کاروبار اُس کی مرضی کے مطابق ہے اور یہ تمام الہام جو براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں لکھے گئے ہیں یہ اُسی کی طرف سے ہیں نہ انسان کی طرف سے ۔ کیونکہ اگر یہ کتاب خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق نہ ہوتی اور یہ تمام الہام اُس کی طرف سے نہ ہوتے تو یہ امر خدائے عادل القدوس کی عادت کے برخلاف تھا کہ جو شخص

براہین احمدیہ حصہ پنجم دیباچہ صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 9 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 83 پر درج ہے

اور ثابت قدمی اور رُوحانی زندگی اور استقامت اور اخلاق نبوّت عطا کرتا ہے۔ اسلئے وہ معمولی دُنیا داروں کی طرح اس مالی صدمہ کی برداشت نہ کرسکے اور اسی غم سے دن بدن کوفتہ ہو کر انکی رُوح تحلیل ہوتی گئی۔ یہانتک کہ یہ مُردار دُنیا جسکو وُہ بڑا مدعا سمجھتے تھے۔ ایک دم میں ان سے جُدا ہوگیا۔ گویا وُہ کبھی دُنیا میں نہیں آئے تھے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ جیساکہ غموم اور صدمہٗ مالی کے وقت میں دِلی کمزوری ان سے ظہور میں آئی۔ اور اس مصیبت سے غشی بھی ہوگئی اور آخر اسی میں انتقال فرما گئے۔ ایسا ہی دُوسرے پہلو کی وجہ سے یعنے جب انکو دُنیا کی عزت اور مرتبت اور عروج اور ناموری حاصل ہوئی۔ تو ان ایام میں بھی اُن سے اس دوسرے رنگ میں سخت کمزوری ظہور میں آئی۔ انکے وقت میں خدا نے یہ آسمانی سلسلہ پیدا کیا۔ مگر انھوں نے اپنی دُنیوی عزت کی وجہ سے اِس سلسلہ کو ایک ذرہ عظمت کی نظر سے نہیں دیکھا۔ بلکہ اپنے ایک خط میں کسی اپنے دوآشنا کو لکھا کہ یہ شخص جو ایسا دعویٰ کرتا ہے۔ بالکل ہیچ ہے اور اسکی تمام کتابیں لغو اور بے سود اور باطل ہیں۔ اور اس کی تمام باتیں نار استی سے بھری ہوئی ہیں۔ حالانکہ سرسیّد صاحب اِس بات سے بکلّی محروم رہے کہ کبھی میرے کسی چھوٹے سے رسالہ کو بھی اوّل سے آخر تک دیکھیں۔ وُہ غصے کے وقت میں دُنیوی رعونت سے ایسے مدہوش تھے کہ ہر ایک کو اپنے پیروں کے نیچے کچلتے تھے اور یہ دکھلاتے تھے کہ گویا انکو دُنیوی حیثیت کے رُو سے ایسا عروج ہے کہ انکا کوئی بھی ثانی نہیں۔ ہنسی اور ٹھٹھا کرنا اکثر انکا شیوہ تھا۔ جب میں ایکدفعہ علیگڈھ میں گیا۔ تو مجھ سے بھی اِسی رعونت کی وجہ سے جس کا تحکم تو وہ انکے دِل میں مستحکم ہو چکا تھا ہنسی ٹھٹھا کیا۔ اور یہ کہا کہ آؤ۔ میں مُرید بنتا ہوں اور آپ مُرشد بنیں اور حیدرآباد میں چلیں اور کچھ جھوٹی کرامات

تریاق القلوب صفحہ 339، 340 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 467، 468 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 85 پر درج ہے

دکھائیں اور میں تعریف کرتا پھروں گا۔ تب ریاست اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے ایک لاکھ روپیہ دے دیگی۔ اس میں دو حصے میرے اور ایک حصہ آپ کا ہوا۔" گویا اس تقریر میں وہ ٹھگ جو سادھو کہلاتے ہیں مجھے قرار دیا۔ ایسا ہی اور کئی باتیں تھیں جن کا اب اُنکی وفات کے بعد لکھنا بے فائدہ ہے۔ اس قدر ۱۵۱
تحریر سے غرض یہ ہے کہ اس پہلو کی کمزوری بھی ان میں موجود تھی جو دولت اور عزت اور ناموری تک پہنچکر تکبر اور نخوت اور رعونت اور خودپسندی کے رنگ میں ظہور میں آتی ہے۔ اور یہ اُن کا قصور نہیں ہے بلکہ ہر ایک دنیادار کا یہی حال ہے کہ وُہ دو قسم کی کمزوری اپنے اندر رکھتا ہے۔ مثلاً ایک شخص جو مولوی کے خطاب سے مشہور ہے۔ وُہ اپنے تئیں مولوی کہلا کر نہیں چاہتا کہ دُوسرے کا عزت سے نام بھی لے۔ بلکہ اسکی بڑی مہربانی ہوگی۔ اگر وُہ دُوسرے کو منشی بھی کہدے۔ بہت سے دولتمند رئیس یا مسلمان حکام ہیں۔ وہ اس بات کو اپنے لئے سخت عار سمجھتے ہیں کہ کسی کو السلام علیکم کا جواب دیں اور اگر کوئی السلام علیکم کہے تو بہت بُرا مانتے ہیں۔ اور اگر ممکن ہو تو سزا دیدیں۔ یہ تمام کمزوری کے طریق ہیں۔ اور اس کو چراغ نبوت سے روشنی لینے والے اخلاقی کمزوری سے نامزد کرتے ہیں۔ غرض سید احمد خاں صاحب کی موت بھی آخر کمزوری کی وجہ سے ہوئی۔ خدا اُن پر رحم کرے۔

اب ہم اس اشتہار مورخہ ۱۲۔ مارچ ۱۸۹۷ء کو جس میں سید احمد خاں صاحب کی موت کی نسبت پیشگوئی ہے۔ بعینہٖ اس جگہ درج کر دیتے ہیں۔ اور یہ اشتہار لاکھوں انسانوں میں مشتہر ہو چکا ہے۔ اور ہم بہت سے لوگوں کو قبل از وقت زبانی کہہ چکے ہیں کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے معلوم کرا دیا ہے۔ کہ اب عنقریب سید صاحب فوت ہو جائیں گے۔ اور اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء

تریاق القلوب صفحہ 340،339 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 468،467 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 85 پر درج ہے

مگر جو وجود لوگوں کے لئے مفید ہے میں اُسکو دیر تک رکھوں گا۔ تجھے ایسا غلبہ دیا جائیگا جس کی تعریف ہوگی اور کاذب کا خدا دشمن ہے اُس کو جہنم میں پہنچائے گا۔ ایک موسیٰ ہے میں اُسکو ظاہر کرونگا۔ اور لوگوں کے سامنے اُس کو عزت دونگا۔ لیکن جس نے میرا گناہ کیا ہے میں اُس کو گھسیٹوں گا اور اُسکو دوزخ دکھلاؤں گا۔ میرا دشمن ہلاک ہوگیا اور اب معاملہ اُس کا خدا سے جا پڑا یعنی ہلاک ہو جائیگا۔ اے چاند اور اے سورج تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے عنقریب خدا تجھے وہ انعام دیگا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

یہ وہ الہامات ہیں جو عصائے موسیٰ کے الہامات شائع ہونے کے بعد مجھ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے
۱۵۲ اس چھ برس کی مدت میں ہوئے جب سے کتاب عصائے موسیٰ تصنیف ہوکر شائع ہوئی ہے۔ اُسی وقت سے یہ الہامات شروع ہوئے اور یہ سب الہامات بابو صاحب کی موت سے پہلے کے ہیں۔ اب ناظرین عصائے موسیٰ کے الہامات اور اِن الہامات کا مقابلہ کرکے خود ہی بتلاویں کہ انجام کار یہ الہامات سچے ہوئے یا بابو الٰہی بخش صاحب کے الہام سچے ہوئے۔ ایک منصف کیلئے تو یہ مقابلہ کافی ہے۔ اسی سے سچا جھوٹا معلوم ہو جاتا ہے اور اگر نیت میں صفائی نہیں تو ایسے شخص کا فیصلہ خدا تعالیٰ خود کریگا۔

نشان نمبر ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱۔ قادیان کے آریوں نے محض مجھے دکھ دینے اور بدزبانی کرنے کے لئے ایک اخبار قادیان میں نکالا تھا جس کا نام شبھ چنتک رکھا تھا اور اڈیٹر اور منتظم اسکے تین آدمی تھے۔ ایک کا نام سومراج۔ دوسرے کا نام اچھر چند۔ تیسرے کا نام بھگت رام تھا۔ ان تینوں کی موت سے خدا کے تین نشان ظاہر ہوئے یہ تینوں نہایت درجہ موذی اور ظالم تھے۔

جس شخص نے اُن کے اخبار شبھ چنتک کے چند پرچے دیکھے ہونگے وہ اس بات کا اقرار کریگا کہ یہ تمام پرچے بدزبانی اور گند اور افتراء سے بھرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اخبار مذکور کے پرچہ ۲۲ اپریل ۱۹۰۶ء میں میری نسبت لکھا ہے کہ یہ شخص خود پرست ہے نفس پرست ہے، فاسق ہے فاجر ہے۔ اس واسطے گندی اور ناپاک خوابیں اس کو آتی ہیں۔

پھر پرچہ ۱۵ مئی ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے۔ قادیانی مسیح کے الہاموں اور اسکی پیشگوئیوں کی

حقیقۃ الوحی (تتمہ) صفحہ 153 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 590، 591 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 85 پر درج ہے

اصلیت طشت از بام کرنے کا ذمہ اُٹھانے والا ایک ہی پرچہ شبھ چنتک ہے۔ مرزا قادیانی بداخلاق۔ شہرت کا خواہاں شکم پرور ہے

اور پھر پرچہ ۲۲ مئی ۱۹۰۶ء میں میری نسبت لکھا ہے۔ کمبخت کمانے سے عار رکھنے والا مکر اور فریب اور جھوٹ میں مشاق۔ اور پھر پرچہ ۲۲ دسمبر ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے ہم انکی چالاکیوں کو ضرور طشت از بام کرینگے اور ہمیں امید بھی ہے کہ ہم اپنے ارادہ میں ضرور کامیاب ہونگے۔

اور پرچہ ۲۲ دسمبر ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے مرزا مکار اور جھوٹھ بولنے والا ہے مرزا کی جماعت کے

۱۵۳ لوگ بدچلن اور بدمعاش ہیں۔ غرض ہر ایک پرچہ اُن کا ناپاک گالیوں سے بھرا ہوا نکلتا رہا ہے۔

مَیں نے کئی مرتبہ جناب الٰہی میں دُعائیں کیں کہ خدا اس اخبار کے کارکنوں کو نابود کر کے اِس فتنہ کو درمیان سے اُٹھا دے چنانچہ کئی مرتبہ مجھے یہ خبر دی گئی کہ خدا تعالیٰ ان کی بیخکنی کریگا۔ زیادہ تر میرے پر ناگوار یہ امر تھا کہ چونکہ یہ لوگ قادیان میں رہتے تھے اس لئے ان کے قرب مکانی کی وجہ سے اِن کے جھوٹ کو بطور سچ کے دیکھا جاتا تھا۔ چنانچہ اُنہوں نے خود بھی اپنے اخبار یکم مارچ ۱۹۰۷ء میں محض دھوکا دینے کے لئے یہ شایع کیا ہے کہ ہم نے ... پندرہ سال تک متواتر پہلو بہ پہلو ایک ہی قصبہ میں اُن کے ساتھ رہ کر اُن کے حال پر غور کی تو اتنی غور کے بعد ہمیں یہی معلوم ہوا کہ یہ شخص درحقیقت مکار۔ خود غرض۔ عشرت پسند۔ بدزبان۔ وغیرہ وغیرہ ہے"۔ اب ظاہر ہے کہ جو لوگ پندرہ سال کی ہمسایگی کا دعویٰ کر کے یہ گواہی دیتے ہیں کہ یہ شخص درحقیقت مکّار اور مُفتری ہے ایسے لوگوں کی گواہی کا کس قدر دلوں پر اثر پڑ سکتا ہے۔ پھر اسی پرچہ میں لکھا ہے کہ نشان تو ہم نے اِس مُدت تک کوئی نہیں دیکھا البتہ یہ دیکھا ہے کہ یہ شخص ہر روز جھوٹے الہام بناتا ہے ایک لاثانی بیوقوف ہے۔

پس یہی باعث تھا کہ مجھے ان لوگوں کے حق میں بد دُعائیں کرنی پڑیں۔ آخر میں نے ایک رسالہ لکھا جس کا نام ہے قادیان کے آریہ اور ہم اِس رسالہ کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ قادیان کے وُہ آریہ جن میں سے ایک کا نام شرمپت اور دُوسرے کا نام ہے ملاوامل۔ یہ

حقیقۃ الوحی (تتمہ) صفحہ 153 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 590، 591 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 85 پر درج ہے

کی پیشگوئی پوری ہوئی۔

غافل مشو گر عاقلی دریاب گر صاحبدلی ٭ شاید کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

آئینہ کمالات اسلام کے شائقین کیلئے اطلاع

اس وقت ایک کتاب آئینہ کمالات اسلام نام سے تالیف کی ہے جس میں بڑی تحقیق و تدقیق سے اسلام اور قرآن کریم کی خوبیوں اور کمالات کا بیان ہے۔ اور علاوہ اس کے مخالفین مذہب کے عقاید باطلہ کا ردّ ہے اور فرقہ نیچریہ کے خیالات باطلہ کا بھی اچھی طرح استیصال کیا گیا ہے ضخامت اس کی ساڑھے چھ سو صفحہ سے زیادہ ہے قیمت دو روپیہ اور محصول علاوہ ہے۔ اور ماسوا اس کے مفصلہ ذیل کتابیں بھی موجود ہیں۔ فتح اسلام۔ توضیح مرام۔ ازالہ اوہام ہے محصول علاوہ ہے اور فتح اسلام اور توضیح مرام کی قیمت آٹھ آٹھ آنہ تھی۔ اب ہم نے چار چار آنہ کم کر دیئے ہیں۔

المشتہر

مرزا غلام احمد قادیان ضلع گورداسپورہ پنجاب

(مطبوعہ ریاض ہند پریس قادیان)

مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 359، طبع جدید از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 86 پر درج ہے

(۴۱)

اشتہار

چونکہ رسالہ سراج مُنیر جو پیشگوئیوں پر مشتمل ہوگا۔ چودہ سو روپیہ کی لاگت سے چھپے گا۔ اس لیے چھپنے سے پہلے خریداروں کی درخواستیں آنا ضروری ہے۔ تا بعد میں دقتیں پیدا نہ ہوں۔ قیمت اس رسالہ کی ایک روپیہ علاوہ محصول ہوگی۔ لہٰذا اطلاع دی جاتی ہے کہ جو صاحب پختہ ارادہ سے سراج منیر کو خریدنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنی درخواست معہ پتہ سکونت وغیرہ کے ارسال فرمائیں۔ جب ایک حصہ کافی درخواستوں کا آجائے گا تو فی الفور کتاب کا طبع ہونا شروع ہو جائے گا۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

خاکسار غلام احمد از قادیان

جن صاحبوں کو اس رسالہ کی ضرورت ہو وہ اپنا نام معہ پتہ و نشان نقشہ ذیل میں لکھ دیں

نمبر شمار	نام	پتہ و نشان	العبد
۱			
۲			
۳			
۴			
۵			
۶			
۷			
۸			
۹			
۱۰			

اطلاع ضروری۔ ایک کتاب لاجواب مسمّٰی بہ شحنۂ حق جس میں ویدک فلاسفی اور آریہ مذہب کی حقیقت صاف صاف اور کافی طور سے کھول دی گئی ہے۔ چھپ کر تیار ہو چکی ہے۔ قیمت اس کتاب کی ۱۲؍ علاوہ محصول ڈاک مقرر ہوئی ہے جس صاحب کو منظور ہو بارسال قیمت نقد یا ویلیو پے ایبل پارسل طلب کرے۔

(یہ اشتہار [illegible] ۲۰×۲۶/۸ کے ایک صفحہ کا ہے)

اشتہار کتاب آئینہ کمالات اسلام

یاایھا الذین آمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم

اے ایماندارو اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کرو تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔

اے عزیزان مدد دین متین آں کارے ست — کہ بصد زہد میسر نہ شود انساں را

واضح ہو کہ یہ کتاب جس کا نام نامی عنوان میں درج ہے۔ ان دنوں میں اس عاجز نے اس غرض سے لکھی ہے کہ دنیا کے لوگوں کو قرآن کریم کے کمالات معلوم ہوں اور اسلام کی اعلیٰ تعلیم سے ان کو اطلاع ملے اور میں اس بات سے شرمندہ ہوں کہ میں نے یہ کہا کہ میں نے اسکو لکھا ہے کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اول سے آخر تک اسکے لکھنے میں آپ مجھ کو عجیب در عجیب مدد دی ہے اور وہ عجیب لطائف و نکات اس میں بھر دیئے ہیں کہ جو انسان کی معمولی طاقتوں سے بہت بڑھ کر ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ اس نے یہ اپنا ایک نشان دکھلایا ہے تا کہ معلوم ہو کہ وہ کیونکر اسلام کی غربت کے زمانہ میں اپنی خاص تائید کے ساتھ اسکی حمایت کرتا ہے اور کیونکر ایک عاجز انسان کے دل پر تجلی کر کے لاکھوں آدمیوں کے منصوبوں کو خاک میں ملاتا اور انکے حملوں کو پاش پاش کر کے دکھلا دیتا ہے۔

مجھے یہ بڑی خواہش ہے کہ مسلمانوں کی اولاد اور اسلام کے شرفاء کی ذریت جن کے سامنے نئے علوم کی لغزشیں دن بدن بڑھتی جاتی ہیں۔ اس کتاب کو دیکھیں۔ اگر مجھے وسعت ہوتی تو میں تمام جلدوں کو مفت للہ تقسیم کرتا۔

عزیزو! یہ کتاب قدرت حق کا ایک نمونہ ہے اور انسان کی معمولی کوششیں خود بخود اس قدر ذخیرہ معارف کا پیدا نہیں کر سکتیں۔ اسکی ضخامت چھ سو صفحہ کے قریب ہے اور کاغذ عمدہ اور کتاب خوشخط اور قیمت دو روپیہ اور محصول علاوہ ہے اور یہ صرف ایک حصہ ہے اور دوسرا حصہ الگ طبع ہوگا اور قیمت اسکی الگ ہوگی۔ اسمیں علاوہ حقائق و معارف قرآنی اور لطائف کتاب رب عزیز کے ایک وافر حصہ ان پیشگوئیوں کا بھی موجود ہے جن کو اول سراج منیر میں شائع کرنے کا ارادہ تھا۔ اور میں اس بات پر راضی ہوں کہ اگر خریداران کتاب میری اس تعریف کو خلاف واقعہ پاویں تو کتاب مجھے واپس کر دیں میں بلا توقف انکی قیمت واپس بھیج دونگا۔ لیکن یہ شرط ضروری ہے کہ کتاب کو دو ہفتے کے اندر واپس کریں اور دست مالیدہ اور داغی نہ ہو۔

اخیر میں یہ بات بھی لکھنا چاہتا ہوں کہ اس کتاب کی تحریر کے وقت دو دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مجھ کو ہوئی اور آپ نے اس کتاب کی تالیف پر بہت مسرت ظاہر کی اور ایک رات یہ بھی دیکھا کہ ایک فرشتہ بلند آواز سے لوگوں کے دلوں کو اس کتاب کی طرف بلاتا ہے اور کہتا ہے ھٰذا کتاب مبارک فقوموا للاجلال والاکرام یعنے یہ کتاب مبارک ہے اسکی تعظیم کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔ اب گذارش مدعا یہ ہے کہ جو صاحب اس کتاب کو خریدنا چاہیں وہ بلا توقف مصمم ارادہ سے اطلاع بخشیں تا کتاب بذریعہ ویلیو پی ایبل ان کی خدمت میں روانہ کی جائے۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ خاکسار **غلام احمد** از قادیان ضلع گورداسپورہ پنجاب

(مطبوعہ ریاض ہند قادیان)

آئینہ کمالات اسلام صفحہ 652 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 652 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 87 پر درج ہے

۲۱۸

تو دو سرا دعویٰ خود چھوڑ دوں گا۔ اور ان تمام نشانوں کی پروا نہیں کروں گا جو میرے اس دعوے کے مصدق ہیں کیونکہ قرآن کریم سے کوئی حجت بڑھ کر نہیں۔ وما عندنا شیئ الا کتاب الله وان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی الله والرسول فبای حدیث بعد الله و اٰیاتہ یؤمنون۔ میں ایک ہفتہ تک اس اشتہار کے شایع ہونے کے بعد حضرات موصوف کے جواب باصواب کا انتظار کروں گا۔ اور اگر وہ شرائط مذکورہ بالا کو منظور کر کے مجھے طلب کریں تو جس جگہ چاہیں میں حاضر ہو جاؤں گا۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

اور کتاب ازالہ اوہام کے خریداروں پر واضح ہو کہ میں بلی ماروں کے بازار میں کوٹھی لوہارو والی میں فروکش ہوں اور ازالہ اوہام کی جلدیں میرے پاس موجود ہیں۔ جو صاحب تین روپیہ قیمت داخل کریں۔ وہ خرید سکتے ہیں۔ والسلام

المشتہر

خاکسار غلام احمد قادیانی حال وارد دہلی

بازار بلیماراں کوٹھی نواب لوہارو۔ ۱۰ر اکتوبر ۱۸۹۱ء

اشتہار ضروری

کتاب براھین احمدیہ کی قیمت جو بالفعل دس روپیہ قرار پائی ہے وہ صرف مسلمانوں کے لیے کمال درجہ کی تخفیف اور رعایت ہے کہ جن کو بشرطِ وسعت اور طاقتِ مال کے اعانت دینِ متین میں کسی نوع کا دریغ نہیں۔ لیکن جو صاحب کسی اور مذہب یا ملت کے پابند ہو کر اس کتاب کو خریدنا چاہیں تو چونکہ اعانت کی ان سے کچھ توقع نہیں۔ لہٰذا ان سے وہ پوری پوری قیمت لی جائے گی جو حصہ اولیٰ کے اعلان میں شایع ہو چکی ہے۔

المشتہر

مؤلف براھین احمدیہ

اشتہار منسلکہ براہین احمدیہ جلد دوم ۱۸۸۰ء — مطبوعہ سفیر ہند پریس لاہور

مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 50 طبع جدید از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 88 پر درج ہے

بھی پیش کرتے ہیں کہ وہ سچی بھی ہو گئیں۔ تو ایسے تناقض اور باہمی تکذیب اور انکار کو دیکھ کر وہ لوگ سخت ٹھوکر کھاتے ہیں۔ کیونکہ جب خدا ایک ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ وہ زید کو ایک الہام کرے اور پھر بکر کو اُسکے مخالف کہے اور پھر خالد کو کچھ اور ہی سُنا دے۔ اِس سے نادانوں کو خُدا کے وجود میں ہی شک پڑتا ہے۔ غرض یہ امور عام لوگوں کیلئے گھبراہٹ کی جگہ ہیں اور اُنکی نظر میں سلسلۂ نبوت اِس سے مشتبہ ہو جاتا ہے اور اس مقام میں عام لوگوں کو حیرت میں ڈالنے والا ایک اور امر بھی ہے اور وہ یہ کہ بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدین اور چور اور حرام خور اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ اُن کو بھی کبھی کبھی سچی خوابیں آتی ہیں۔ اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی یعنی بھنگن تھیں جن کا پیشہ مُردار کھانا اور ارتکاب جرائم کام تھا۔ اُنہوں نے ہمارے رُوبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں۔ اِس سے بھی عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے کنجر جن کا دن رات زناکاری کام تھا اُن کو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں اُنہوں نے بیان کیں اور وہ پُوری ہو گئیں۔ اور بعض ایسے ہندوؤں کو بھی دیکھا کہ نجاستِ شرک سے ملوّث اور اسلام کے سخت دشمن ہیں بعض خوابیں اُنکی جیسا کہ دیکھا تھا ظہور میں آ گئیں۔ چنانچہ عین اس رسالہ کی تحریر کے وقت ایک قادیان کا ہندو میرے پاس آیا جو قوم کا کھتری تھا اُس نے بیان کیا کہ فلاں سب پوسٹماسٹر کو میں نے دیکھا تھا کہ تبدیلی اُسکی ہو کر پھر ملتوی رہ گئی۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا اور اُس ہندو نے مختلف وقتوں میں میرے پاس بیان کیا کہ کئی اور خوابیں بھی میری سچی ہو گئی ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ ایسے بیانات سے اُسکی کیا غرض تھی اور کیوں وہ بار بار اپنی خوابیں مجھے سُناتا تھا کیونکہ وید کی رُو سے تو خوابوں اور الہاموں پر مُہر لگ گئی ہے۔ ایسا ہی ایک بڑا بدذات چور اور زانی بھی جو ہندو تھا اور قید میں ڈالا گیا تھا جیل سے رہائی پاکر کسی اتفاق سے مجھے ملا اور مجھے یاد ہے کہ کسی جرم سرقہ وغیرہ میں اُس کو کئی سال کی قید ہوئی تھی۔ اُس کا بیان ہے کہ جس صبح کو عدالت سے قید کی سزا کا حکم مجھے دیا جانا تھا جس حکم کی بظاہر کچھ بھی اُمید نہ تھی۔ رات کو خواب میں میرے پر ظاہر کیا گیا کہ میں قید کیا جاؤں گا۔ سو ایسا ہی ظہور

حقیقۃ الوحی صفحہ 3، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 5 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 88 پر درج ۔

اس لئے دُعا کی گئی۔ ۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اُس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ مَیں نے اُس کا نام پُوچھا۔ اُس نے کہا نام کچھ نہیں۔ مَیں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا۔ اُسنے کہا میرا نام ہے ٹیچی۔ ٹیچی۔ پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت پر آنیوالا۔ تب میری آنکھ کُھل گئی۔ بعد اس کے خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا ڈاک کے ذریعہ سے اور کیا براہِ راست لوگوں کے ہاتھوں سے اس قدر مالی فتوحات ہوئیں جن کا خیال و گمان نہ تھا اور کئی ہزار روپیہ آگیا چنانچہ جو شخص اسکی تصدیق کیلئے صرف ڈاک خانہ کے رجسٹر ہی ۵ مارچ ۱۹۰۵ء سے آخیر سال تک دیکھے اُس کو معلوم ہوگا کہ کس قدر روپیہ آیا تھا۔ ۲۲۲

یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آنیوالا ہو۔ یا اور چیزیں تحائف کے طور پر ہوں اُن کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب کے مجھ کو دیدیتا ہے اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے۔

۸۴ نشان۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہُوا کہ مَیں نعمت اللہ ولی کا وُہ قصیدہ دیکھ رہا تھا جس میں اُس نے میرے آنے کی بطور پیشگوئی خبر دی ہے اور میرا نام بھی لکھا ہے اور بتلایا ہے کہ تیرھویں صدی کے آخیر میں وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا اور میری نسبت یہ شعر لکھا ہے کہ:۔

مہدیٔ وقت و عیسیٔ دوراں ہر دو را شہسوار می بینم

یعنی وُہ آنیوالا مہدی بھی ہوگا اور عیسیٰ بھی ہوگا دونوں ناموں کا مصداق ہوگا اور دونوں طور کے دعوے کریگا۔ پس اس اثناء میں کہ مَیں یہ شعر پڑھ رہا تھا عین پڑھنے کیوقت مجھے یہ الہام ہُوا:۔

از پئے آں محمد احسن را تارکِ روزگار می بینم

یعنی مَیں دیکھتا ہوں کہ مولوی سید محمد احسن امروہی اسی غرض کیلئے اپنی نوکری سے جو ریاست بھوپال میں تھی علیحدہ ہوگئے تا خدا کے مسیح موعود کے پاس حاضر ہوں اور اُسکے دعوے کی تائید کے لئے خدمت بجالائے اور یہ ایک پیشگوئی تھی جو بعد میں نہایت صفائی سے ظہور میں آئی۔

حقیقۃ الوحی صفحہ 332، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 346 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 89 پر درج ہے

ایسے ہیں کہ گویا خدا تعالیٰ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ سو ہر ایک شخص کو چاہیئے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے عہد کر کے اپنی خاص تحریر سے[1] اطلاع دے کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے۔ مگر چاہیئے کہ اس میں لاف گزاف نہ ہو جیسا کہ پہلے بعض سے ظہور میں آیا کہ اپنی زبان پر وہ قائم نہ رہ سکے۔ سو انہوں نے خدا کا گناہ کیا جو عہد کو توڑا۔ اب چاہیئے کہ ہر ایک شخص سوچ سمجھ کر اس قدر ماہواری چندہ کا اقرار کرے جس کو وہ دے سکتا ہے گو ایک پیسہ ماہواری ہو۔ مگر خدا کے ساتھ فضول گوئی اور دروغ گوئی کا برتاؤ نہ کرے۔ ہر ایک شخص جو مرید ہے اس کو چاہیئے جو اپنے نفس پر کچھ ماہواری مقرر کر دے خواہ ایک پیسہ ہو اور خواہ ایک دھیلہ اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہیں کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلہ کے لیے کچھ بھی مدد دے سکتا ہے وہ منافق ہے۔ اب اس کے بعد وہ سلسلہ میں رہ نہیں سکے گا۔ اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے جواب کا انتظار کیا جائے گا کہ وہ کیا کچھ ماہواری چندہ اس سلسلہ کی مدد کے لیے قبول کرتا ہے۔ اور اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا تو سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائے گا اور مشتہر کر دیا جائیگا۔ اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کر کے تین ماہ تک چندہ کے بھیجنے سے لاپرواہی کی اس کا نام بھی کاٹ دیا جائے گا اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپروا جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہیگا۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

المشتہر

میرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان ضلع گورداسپور

۵ مارچ ۱۹۰۲ء

تتمہ

یاد رہے کہ مدرسہ کا قیام اور بقا بھی چونکہ بہت سے مصارف پر مبنی ہے۔ لہٰذا نہایت ضروری ہے کہ

؎ تقسیم اشتہارات کا یہ قاعدہ ہے کہ ہر ایک شہر میں چند اشتہار ایک آدمی کی طرف بھیجے جاتے ہیں۔ پس ہر ایک صاحب کو جس کے پاس ان اشتہارات کا پیکٹ پہنچے لازم ہے کہ وہ اپنے شہر اور اپنے اردگرد کے لوگوں کو جو سلسلہ بیعت میں داخل ہیں اس اشتہار کا مضمون بخوبی سمجھا کر از سر نو ان سے عہد لیں چندہ کا لے۔ پھر ان تمام لوگوں کے ناموں کی ایک فہرست مرتب کر کے بھیج دے اگر وہ لوگ خواندہ ہوں تو ان کے دستخط بھی کرا دے۔ منہ

۲ر دسمبر ۱۹۰۵ء

ایک رؤیا اور ایک الہام

رؤیا دیکھا کہ ایک دیوار پر ایک مُرغی ہے۔ وُہ کچھ بولتی ہے۔ سب فقرات یاد نہیں رہے مگر آخری فقرہ جو یاد رہا یہ تھا:

اِنْ كُنْتُمْ مُسْلِمِيْنَ

(ترجمہ) اگر تم مُسلمان ہو۔

اس کے بعد بیداری ہوئی۔ یہ خیال تھا کہ مُرغی نے یہ کیا الفاظ بولے ہیں۔ پھر الہام ہوا:

اَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ مُسْلِمِيْنَ

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ اگر تم مُسلمان ہو۔

فرمایا کہ:-

مُرغی کا خطاب اور الہام کا خطاب ہر دو جماعت کی طرف تھے۔ دونوں فقروں میں ہماری جماعت مخاطب ہے۔ چونکہ آجکل روپیہ کی ضرورت ہے۔ لنگر میں بھی خرچ بہت ہے اور عمارت پر بھی بہت خرچ ہو رہا ہے اس واسطے جماعت کو چاہیئے کہ اس حکم پر توجہ کریں۔

پرندوں میں اِنفاق فی سبیل اللہ کا سبق

فرمایا:-

مُرغی اپنے عمل سے دکھاتی ہے کہ کس طرح اِنفاق فی سبیل اللہ کرنا چاہیئے کیونکہ وہ انسان کی خاطر اپنی ساری جان قربان کرتی ہے اور انسان کے واسطے ذبح کی جاتی ہے۔ اسی طرح مرغی نہایت محنت اور مشقت کے ساتھ ہر روز انسان کے واسطے انڈا دیتی ہے۔

ایسا ہی ایک پرند کی مہمان نوازی پر ایک حکایت ہے کہ ایک درخت کے نیچے ایک مسافر کو رات آگئی۔ جنگل کا ویرانہ اور سردی کا موسم۔ درخت کے اوپر ایک پرند کا آشیانہ تھا۔ نر اور مادہ آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ یہ غریب الوطن آج ہمارا مہمان ہے اور سردی زدہ ہے۔ اس کے واسطے ہم کیا کریں؟ سوچ کر ان میں یہ صلاح قرار پائی کہ ہم اپنا آشیانہ توڑ کر نیچے پھینک دیں اور وہ اس کو جلا کر آگ تاپے؛ چنانچہ انہوں نے کہا کہ یہ بھوکا ہے اس کے واسطے کیا دعوت تیار کی جائے۔ اور تو کوئی چیز

ملفوظات جلد چہارم، صفحہ 582، طبع جدید، از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 90 پر درج ہے

کو بھی اِن دنوں میں خارش کی تکلیف ہوگئی تھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت والدہ صاحبہ کا نام نصرت جہاں بیگم (۲۴۳)
ہے اور والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ ان کا مہر میر صاحب کی تجویز پر گیارہ سو روپیہ مقرر ہوا تھا خاکسار
عرض کرتا ہے کہ ہماری نانا جان صاحب کا نام میر ناصر نواب ہے۔ میر صاحب خواجہ میر درد صاحب دہلوی کے
خاندان سے ہیں اور پنجاب کے محکمہ نہر میں ملازم تھے۔ اور قریباً عرصہ پچیس سال سے پنشن پر ہیں۔ شروع شروع
میں میر صاحب نے حضرت مسیح موعود کی کچھ مخالفت کی تھی۔ لیکن جلد ہی تائب ہو کر بیعت میں شامل ہوگئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ پٹیالہ میں ۲۴۴
خلیفہ محمد حسین صاحب وزیر پٹیالہ کے مصاحبوں اور ملاقاتیوں میں ایک مولوی عبدالعزیز صاحب
ہوتے تھے۔ جو کوم ضلع لدھیانہ کے رہنے والے تھے۔ اُن کا ایک دوست تھا۔ جو بڑا امیر کبیر اور صاحب
جائداد تھا۔ اور لاکھوں روپے کا مالک تھا مگر اُسکے کوئی لڑکا نہ تھا۔ جو اُس کا وارث ہوتا اُسنے
مولوی عبدالعزیز صاحب سے کہا کہ مرزا صاحب سے میرے لیئے دُعا کرواؤ کہ میرے لڑکا ہو جاوے
مولوی عبدالعزیز نے مجھے بُلا کر کہا کہ ہم تمہیں کرایہ دیتے ہیں۔ تم قادیان جاؤ اور مرزا صاحب سے
اس بارہ میں خاص طور پر دُعا کے لیئے کہو۔ چنانچہ میں قادیان آیا اور حضرت صاحب سے سارا ماجرا
عرض کر کے دُعا کیلئے کہا۔ آپ نے اسکے جواب میں ایک تقریر فرمائی۔ جس میں دُعا کا فلسفہ بیان
کیا اور فرمایا کہ محض رسمی طور پر دُعا کے لیئے ہاتھ اُٹھا دینے سے دُعا نہیں ہوتی بلکہ اسکے لیئے ایک خاص
قلبی کیفیت کا پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے جب آدمی کسی کے لیئے دُعا کرتا ہے تو اُسکے لیئے ان دو باتوں میں
سے ایک کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ یا تو اس شخص کیساتھ کوئی ایسا گہرا تعلق اور رابطہ ہو کہ اُسکی
خاطر دل میں ایک خاص درد اور گداز پیدا ہو جائے۔ جو دُعا کے لیئے ضروری ہے اور یا اس شخص نے
کوئی ایسی دینی خدمت کی ہو کہ جس سے دل سے اسکے لیئے دُعا نکلے۔ مگر یہاں نہ تو ہم اس شخص کو جانتے ہیں۔ اور نہ اس نے
کوئی دینی خدمت کی ہے کہ اس کے لئے ہمارا دل پگھلے پس آپ جا کر اسے یہ کہیں کہ وہ اسلام کی خدمت کے لئے
ایک لاکھ روپیہ دے یا دینے کا وعدہ کرے۔ پھر ہم اس کیلئے دعا کرینگے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ پھر اللہ اسے
ضرور لڑکا دیدیگا۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے جا کر یہی جواب دیدیا۔ مگر وہ خاموش ہو گئے۔ اور آخر وہ شخص
لاولد ہی مرگیا اور اسکی جائداد اسکے دور نزدیک کے رشتہ داروں میں کئی جھگڑوں اور مقدموں کے بعد تقسیم ہوگئی۔

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 257 از مرزا بشیر احمد

یہ حوالہ صفحہ 90 پر درج ہے

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مولوی رحیم بخش صاحب اب کچھ عرصہ ہوا فوت ہو چکے ہیں۔ ان کا گاؤں تلونڈی جھنگلاں قادیان سے چار میل کے فاصلہ پر جانب غرب واقع ہے۔ اور خدا کے فضل سے اس گاؤں کا بیشتر حصہ احمدی ہے۔

۶۹۰ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میر شفیع احمد صاحب محقق دہلوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک مرتبہ ایک عرب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا افریقہ کے بندروں کے اور افریقن لوگوں کے لغو قصے سُنانے لگا۔ حضرت صاحب بیٹھے ہوئے ہنستے رہے۔ آپ نہ تو کبیدہ خاطر ہوئے اور نہ ہی اس کو ان لغو قصوں کے بیان کرنے سے روکا کہ میرا وقت ضائع ہو رہا ہے۔ بلکہ اس کی دلجوئی کے لئے اخیر وقت تک خندہ پیشانی سے سنتے رہے۔

۶۹۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ایام جلسہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت کچھ علیل تھی۔ مگر جب آپ نے سیر فرماتے وقت دیکھا کہ بہت سے لوگ آگئے ہیں۔ اور سننے کی خواہش سے آئے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ چونکہ دوست سُننے کی نیت سے آئے ہیں۔ اس لئے اب اگر کچھ بیان نہ کروں تو گناہ ہوگا۔ لہذا آج کچھ بیان کروں گا۔ اور فرمایا۔ لوگوں میں اطلاع کر دیں۔

۶۹۲ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا کہ ہم اپنے گاؤں میں دو شخص احمدی ہیں کیا ہم جمعہ پڑھ لیا کریں۔ حضور نے مولوی محمد احسن صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کیوں مولوی صاحب؟ اس پر مولوی صاحب نے کہا جمعہ کے لئے جماعت شرط ہے۔ اور حدیث شریف سے ثابت ہے کہ دو شخص بھی جماعت ہیں۔ لہذا جائز ہے۔ حضور علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا کہ فقہاء نے کم از کم تین آدمی لکھے ہیں۔ آپ جمعہ پڑھ لیا کریں۔ اور تیسرا آدمی اپنے بیوی بچوں میں سے شامل کر لیا کریں۔

۶۹۳ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ماسٹر عبدالرحمن صاحب بی۔ اے نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا۔ کہ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں شاہ نشین پر رونق افروز تھے۔ میں نے عرض کی کہ بعض لوگوں نے میرے سامنے اعتراض کیا تھا کہ پنڈت لیکھرام اور عبداللہ آتھم کی پیشگوئیاں خدا کی طرف سے نہیں تھیں بلکہ انسانی دماغ اور منصوبہ

سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 215 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 91 پر درج ہے

کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آخری سفر میں لاہور جانے کا ارادہ فرمایا۔ اور سامان اور سواری وغیرہ کا انتظام ہو چکا۔ تو رات کو میاں شریف احمد صاحب کو بخار ہو گیا حضور کو رات کے وقت یہ الہام ہوا "مباش ایمن از بازی روزگار" جو آپ نے صبح کو سُنایا۔ آپ نے حکم دیا۔ کہ آج کا جانا ملتوی کر دو کل کو دیکھا جائیگا۔ اور حضور علیہ السلام نے پہلے بھی لکھدیا ہوا تھا کہ مجھکو اللہ تعالےٰ سے مطلع کیا جاچکا ہے کہ اب میری عمر قریب الاختتام ہے۔ دوسرے روز حضور تشریف لے گئے اور وہاں لاہور میں ہی حضور کا انتقال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس فارسی الہام کے یہ معنی ہیں کہ زندگی کی چال سے امن میں نہ رہو کہ یہ دھوکہ دینے والی چیز ہے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ لاہور جا کر حضرت صاحب کو اپنی وفات کے متعلق اس سے بھی زیادہ واضح الہام ہوئے تھے۔ مثلاً ایک الہام یہ تھا کہ "مکن تکیہ بر عمر ناپائدار" یعنی اس ناپائدار عمر پر بھروسہ نہ کرو کہ یہ اب ختم ہو رہی ہے۔ اور ایک الہام جو غالباً آخری الہام تھا یہ تھا کہ الرحیل ثم الرحیل یعنی اب کوچ کا وقت آگیا ہے کوچ کا وقت آگیا ہے۔ اس الہام کے چار پانچ روز کے بعد آپ انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۵۳۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ سفر ملتان کے دوران میں حضرت صاحب ایک رات لاہور میں شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم کے ہاں بطور مہمان ٹھہرے تھے۔ ان دنوں لاہور میں ایک کمپنی آئی ہوئی تھی۔ اس میں قدِ آدم موم کے بنے ہوئے مجسمے تھے۔ جن میں بعض پرانے زمانہ کے تاریخی بُت تھے اور بعض میں انسانی جسم کے اندرونی اعضاء طبّی رنگ میں دکھائے گئے تھے۔ شیخ صاحب مرحوم حضرت صاحب کو اور چند احباب کو وہاں لے گئے اور حضور نے وہاں پھر کر تمام نمائش دیکھی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ملتان کا سفر ۱۸۹۷ء میں ہوا تھا۔ اور حضور کو وہاں ایک شہادت کے لئے جانا پڑا تھا۔

۵۴۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب کی زندگی کے آخری سالوں میں ایک شخص میاں کریم بخش نامی بیعت میں داخل ہوا۔ اور قادیان میں ہی رہ پڑا۔ یہ شخص بڑا کاریگر باورچی تھا۔ حضرت صاحب جب کبھی اُسے کھانے کی فرمائش کرتے۔ تو اس کا کمال

سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 38 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 92 پر درج

پس پہلے اس بات کو پیدا کرو۔ پھر اس کے ثمرات خود بخود حاصل ہوں گے۔

ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ بُری چیزیں ہیں یا بُرا طریق ہے۔ نہیں نہیں۔ اصل مطلب یہ ہے کہ بداستعمالی بُری شے ہے۔ بیمار کا فرض یہ ہے کہ وہ اوّل علاج کرائے نہ یہ کہ علاج تو کرائے نہیں اور کہے مجھے الف لیلہ کی سیر کے دو چار ورق سُنا دو۔ اسی طرح کشوف اور رؤیا روحانی سیر ہیں۔ جب رُوحانی بیماریوں کا علاج ہو جاوے گا اور رُوحانی صحت درست ہو گی اس وقت سیر بھی مفید ہو گی۔

جب انسان اپنے نفس کو کھو دیتا ہے اور غیر اللہ کی طرف التفات نہیں رہتی اور کسی کو اپنی نظر میں نہیں دیکھتا اور خدا ہی کو دیکھتا اور اس کو ہی سُناتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ بھی اس کو سُناتا ہے مگر وہ لوگ جن کے باوجودیکہ دو کان ہوتے ہیں مگر وہ حرص، ہوا، غصہ، کینہ وغیرہ ہر قسم کی طاغوتی باتیں سُنتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی بات کیونکر سُن سکتے ہیں۔ ہاں ایک قوم ہوتی ہے جو باقی سب کو ذبح کر ڈالتے ہیں اور سب طرف سے کانوں کو بند کر لیتے ہیں۔ نہ کسی کی سُنتے ہیں نہ کسی کو سُناتے ہیں۔ نہیں ہی خدا بھی اپنی سناتا ہے اور ان کی سُنتا ہے اور وہی مبارک ہوتا ہے

پس اگر اس قوم میں داخل ہونا چاہتے ہو تو ان کے نقشِ قدم پر چلو۔ جب تک یہ بات پیدا نہ ہو ایسی آوازوں اور خوابوں پر نازنہ کرو۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ حدیث میں اضغاث احلام اور حدیث النفس کا ذکر موجود ہے۔ یہ کوئی چیز نہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک تو حمل حقیقی ہوتا ہے۔ جب مدّتِ مقررہ نو ماہ گذر جاتے ہیں تو لڑکا یا لڑکی پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک اس کے مقابلہ میں حمل کاذب ہوتا ہے بعض عورتیں رات دن اولاد کی خواہش کرتی رہتی ہیں جس سے رجاء کی مرض پیدا ہو جاتی ہے اور جھوٹا حمل ہو کر پیٹ پھولنے لگتا ہے اور حمل کی علامات

۱؎ بدر سے:۔ "خوابوں کے ذریعہ سے کوئی شخص نجات نہیں پا سکتا۔ یہ طریق بُرا نہیں مگر اس کی بداستعمالی نقصان رساں ہے۔" (بدر جلد ۶ نمبر ۱۰ صفحہ ۶)

۲؎ بدر سے:۔ "بیمار کو چاہیئے کہ اوّل اپنا علاج کرائے۔ اگر بیمار اپنا علاج نہ کرے اور چند قصّے سُننے لگے تو اس سے وہ اچھا نہ ہو جائے گا۔ ایک شخص جو اپنی خراب صحت کے سبب دو چار روز میں مرنے والا ہے اگر وہ کہے کہ میں امریکہ کی سیر کے واسطے جاتا ہوں تا کہ دُنیا کے عجائبات دیکھوں تو یہ اس کی نادانی ہے۔ اس کو تو چاہیئے کہ اوّل اپنا علاج کرائے۔ جب تندرست ہو جائے تو پھر سیر بھی کر سکتا ہے۔ حالتِ بیماری میں تو سیر و سیاحت بھی نقصان رساں ہوگی۔" (بدر حوالہ مذکور)

۳؎ بدر سے:۔ "ایک کان جو ہزاروں طرف لگا ہوا ہے اور شرک کے ساتھ بھرا ہوا ہے اور جذباتِ نفسانی اور ہوا و ہوس کی متابعت میں پڑ ہے وہ کیونکر خدا تعالیٰ کے کلام کو سُن سکتا ہے۔" (بدر حوالہ مذکور)

ملفوظات جلد پنجم صفحہ 105، 106 طبع جدید از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 92 پر درج ہے

ظاہر ہوتی ہیں لیکن نو ماہ کے بعد پانی کی مشک نکل جاتی ہے۔ ایسا ہی حال ان کشوف اور خوابوں کا ہے جبتک انسان محض خدا ہی کا نہ ہو جاوے۔ یہ کچھ بھی چیز نہیں۔ انسان کی عزت اسی میں ہے اور یہی سب سے بڑی دولت اور نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ جب وہ خدا کا مقرب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہزاروں برکات اس پر نازل کرتا ہے زمین سے بھی اور آسمان سے بھی اس پر برکات اُترتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیخکنی کے لیے قریش نے کس قدر زور لگایا۔ وہ ایک قوم تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنِ تنہا۔ مگر دیکھو! کون کامیاب ہوا۔ اور کون نامراد رہے۔

نصرت اور تائید خدا تعالیٰ کے مقرب کا بہت بڑا نشان ہے۔ دوسرے یہ کہ ایسا شخص خزاں کے وقت آتا ہے اور بہار ہو جاتی ہے۔ وہ لوگ جو خدا کی طرف سے نہ ہوں اور اس قسم کی شیخیاں مارنے والے ہوں انکی مثال ایسی ہے جیسے مُردار پر بیٹھے ہوں[1]۔ مگر جو خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے حی و قیوم خدا اس کے ساتھ ہے وہ خود زندہ ہے اُسے زندہ کرے گا۔ وہ اپنے وعدوں کو جو اُس سے کئے ہیں سچا کر دکھائے گا۔[2]

میری نصیحت بار بار یہی ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے نفسوں کا بار بار مطالعہ کرو۔ بدی کا چھوڑ دینا یہ بھی ایک نشان ہے اور خدا تعالیٰ ہی سے چاہو کہ وہ تمہیں توفیق دے کیونکہ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ (الصافات: ۹۷) تو نے بھی اسی نے ہی پیدا کئے ہیں۔[3]

پھر میں ایک اور نقص بھی دیکھتا ہوں۔ بعض لوگ تھک جاتے ہیں۔ میرے پاس ایسے خطوط آئے ہیں جن میں لکھنے والوں نے ظاہر کیا کہ ہم چار سال یا اتنے سال تک نماز پڑھتے رہے دُعائیں کرتے رہے۔ کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ایسے لوگوں کو میں مُخنّث سمجھتا ہوں تھکنا نہیں چاہیئے۔

گر نباشد بدوست راہ بُردن ٭ شرطِ عشق است در طلب مُردن

مَیں تو یہاں تک کہتا ہوں اگر تمیں چالیس برس گذر جاویں تب بھی تھکے نہیں اور باز نہ آوے خواہ جذبات بڑھتے

---

[1] بدر سے:۔ "وہ اس مُردار سے کیا حاصل کر سکتا ہے۔" (بدر جلد ۶ نمبر ۱، ۲ صفحہ ۱۶)

[2] بدر سے:۔ "جبتک خدا تعالیٰ کے وعدے جو اس کے ساتھ ہوتے ہیں پورے نہ ہویں تب تک وہ مرتا نہیں اور اس کے سلسلہ میں کچھ کمی نہیں آتی۔" بدر جلد ۶ نمبر ۱، ۲ صفحہ ۱۶)

[3] بدر سے:۔ "بدیوں کو چھوڑ دینا کسی کے اختیار میں نہیں۔ اس واسطے راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر تہجد میں خدا کے حضور دُعائیں کرو۔ وہی تمہارا پیدا کرنے والا ہے خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ۔ پس اور کون ہے جو ان بدیوں کو دُور کر کے نیکیوں کی توفیق تم کو دے۔" (بدر حوالہ مذکور صفحہ ۱۶)

ملفوظات جلد پنجم صفحہ 105، 106 طبع جدید از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 92 پر درج ہے

اُس کو پیدا کیا جو بموجب قول آریہ سماج کے ہر ایک ابتدا دنیا میں لاکھوں انسان کو یوں ہی مولی گاجر کی طرح زمین میں سے نکالتا ہے جب کہ وید کے بیان کی رو سے کروڑہا مرتبہ بلکہ بے شمار مرتبہ خدا نے اسی طرح دنیا کو پیدا کیا ہے اور اس بات کا محتاج نہیں رہا کہ مرد عورت باہم ملیں تا بچہ پیدا ہو۔ تو پھر اسی طرح اگر یسوع بھی پیدا ہوگیا تو اس میں حرج کیا ہے اس اعتراض کی جڑھ تو صرف اسی قدر ہے کہ بغیر مرد اور عورت کے ملنے کے کیونکر انسان پیدا ہو گیا۔ مگر جو شخص اپنا یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اس سے پہلے کروڑہا بلکہ بے شمار مرتبہ ایسا اتفاق ہو چکا ہے کہ اسی دنیا میں یہی انسان جو اب موجود ہیں بغیر مرد اور عورت کے ملنے کے پیدا ہوتے رہے ہیں وہ کس مُنہ سے کہہ سکتا ہے اور اس کا کیونکر یہ حق ہو سکتا ہے کہ وہ کچھ اعتراض کرے کہ یسوع کی پیدائش خلاف قانون قدرت ہے۔ بڑے بڑے محقق طبیبوں نے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں اس قسم کی پیدائش کی مثالیں لکھی ہیں اور نظیریں دی ہیں اور اُن کی تحقیق کے رُو سے بعض اس قسم کی بھی عورتیں ہوتی ہیں کہ قوت رجولیت اور انثیت دونوں اُن میں جمع ہوتی ہیں اور کسی تحریک سے جب اُن کی منی جوش مارے تو حمل ہو سکتا ہے۔ اور ہندوؤں کی کتابوں میں بھی ایسی قصے پائے جاتے ہیں جیسا کہ خود وید میں یہ شرتی موجود ہے کہ اے اندر کوسیکا رشی کے پوتر جس کو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ پس جب کہ اس قسم کا قصہ وید میں بھی موجود ہے اور سیانا بھاشیکار نے وضاحت سے اس قصہ کو لکھا ہے تو پھر اعتراض کرنا حیا سے دُور ہے۔ نہایت کار تم یہ جواب دو گے کہ ہم اس شرتی کے اس طرح پر معنی نہیں کرتے تو یہ جواب درست نہیں ہے کیونکہ جب کہ ایک پُرانا بھاشیکار یعنی سیانا یہی معنی کر چکا ہے تو تمہاری کیا مجال کہ اُس سے رُوگردانی کرو۔ کیا سیانا بھاشیکار کے مقابل پر دیانند کی کچھ حقیقت ہے؟ کوئی دانا سیانا بھاشیکار کے مقابل پر دیانند کو طفل مکتب بھی نہیں کہہ ۲۱۸
سکتا اور پھر وہ بھاشیکار پرانے زمانہ کا ہے اور پھر بطریق تنزل کہتے ہیں کہ جب کہ وید کی مذکورہ بالا شرتی کے سیانا بھاشیکار یہ معنے کر چکا ہے خواہ تم اب ان معنوں کو قبول کرو یا نہ کرو تو بہرحال

چشمہ معرفت صفحہ 218 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 226 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 93 پر درج ہے

بات پر ناراض ہو کر اس کو مارتا ہے اور کسی نازک مقام پر چوٹ لگی ہے اور بیوی مر گئی ہے۔ اس لیے اُن کے واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء: ۲۰) ہاں اگر وہ بے جا کام کرے، تو تنبیہ ضروری چیز ہے۔

انسان کو چاہیے کہ عورتوں کے دل میں یہ بات جمادے کہ وہ کوئی ایسا کام جو دین کے خلاف ہو کبھی بھی پسند نہیں کرسکتا اور ساتھ ہی وہ ایسا جابر اور ستم شعار نہیں کہ اس کی کسی غلطی پر بھی چشم پوشی نہیں کرسکتا۔

خاوند عورت کے لیے اللہ تعالیٰ کا مظہر ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے سوا کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا، تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ پس مرد میں جلالی اور جمالی رنگ دونوں موجود ہونے چاہئیں۔ اگر خاوند عورت کو کہے کہ تُو اینٹوں کا ڈھیر ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھ دے۔ تو اس کا حق نہیں ہے کہ اعتراض کرے۔

مُرشد اور مرید کا تعلق

ایسا ہی قرآن کریم اور حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ مرشد کے ساتھ مُرید کا تعلق ایسا ہونا چاہیے۔ جیسا عورت کا تعلق مرد سے ہو۔ مُرشد کے کسی حکم کا انکار نہ کرے اور اس کی دلیل نہ پوچھے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (الفاتحہ: ۶، ۷) فرمایا ہے کہ منعم علیہ کی راہ کے مقید رہیں۔ انسان چونکہ طبعاً آزادی چاہتا ہے پس حکم کر دیا کہ اس راہ کو اختیار کرے۔ تجربہ کار ڈاکٹر اگر غلطی بھی کرے، تو جاہل کے علاج سے بہتر ہے۔

ایک جاہل کے پاس اگر اعلیٰ درجہ کے تیز اوزار ہیں، لیکن ہاتھ حاذق ڈاکٹر کا نہ ہو تو وہ اوزار کیا فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ کسی نے کہا ہے ؎

اگر دستِ سلیمانی نہ باشد
چہ خاصیت دہد نقشِ سلیماں

پس قرآن کریم ایک تیز ہتھیار ہے، لیکن اس کے استعمال کے لیے اعلیٰ درجہ کے ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی تائیدات سے فیض یافتہ ہو۔

یہ ضروری بات ہے کہ دل پاک ہو، لیکن ہر جگہ یہ دولت میسر نہیں آسکتی تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو پیدا کیا، مگر ہر شخص نبی نہیں ہوتا اور وہ تعداد کم ہے۔

آدم کہلانے کی حقیقت

آدم ہی ایک ہے جو نطفہ کے بغیر پیدا ہوا ہے۔ اسی طرح میرا یہ الہام أَرَدْتُ أَنْ أَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ آدَمَ۔

یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اس کو کسی کی بیعت اور مُریدی کی ضرورت نہ ہوگی، بلکہ جیسے آدم کو خدا نے پیدا

یہ حوالہ صفحہ 93 پر د

ملفوظات جلد اول صفحہ 404 طبع جدید از مرزا قادیانی

اس وقت قلم کی ضرورت ہے

اس وقت جو ضرورت ہے۔ وہ یقیناً سمجھ لو۔ سیف کی نہیں بلکہ قلم کی ہے ہمارے مخالفین نے اسلام پر جو شبہات وارد کیے ہیں اور مختلف سائنسوں اور مکائد کی رُو سے اللہ تعالیٰ کے سچے مذہب پر حملہ کرنا چاہا ہے۔ اُس نے مجھے متوجہ کیا ہے کہ مَیں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنس اور علمی ترقی کے میدانِ کارزار میں اُتروں اور اسلام کی رُوحانی شجاعت اور باطنی قوت کا کرشمہ بھی دکھلاؤں۔ مَیں کب اس میدان کے قابل ہو سکتا تھا۔ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی بے حد عنایت ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ میرے جیسے عاجز انسان کے ہاتھ سے اُس کے دین کی عزت ظاہر ہو۔ مَیں نے ایک وقت اُن اعتراضات اور حملات کو شمار کیا تھا جو اسلام پر ہمارے مخالفین نے کیے ہیں، تو اُن کی تعداد میرے خیال اور اندازہ میں تین ہزار ہوئی تھی اور مَیں سمجھتا ہوں کہ اب تو تعداد اور بھی بڑھ گئی ہوگی۔ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ اسلام کی بنا ایسی کمزور باتوں پر ہے کہ اس پر تین ہزار اعتراض وارد ہو سکتا ہے۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یہ اعتراضات تو کوتاہ اندیشوں اور نادانوں کی نظر میں اعتراض ہیں۔ مگر مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ مَیں نے جہاں ان اعتراضات کو شمار کیا، وہاں یہ بھی غور کیا ہے کہ ان اعتراضات کی تہہ میں دراصل بہت ہی نادر صداقتیں موجود ہیں۔ جو عدم بصیرت کی وجہ سے معترضین کو دکھائی نہیں دیں اور درحقیقت یہ خدا تعالیٰ کی حکمت ہے کہ جہاں نابینا معترض اٹکا ہے وہیں حقائق و معارف کا مخفی خزانہ رکھا ہے۔

مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض

اور خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا کہ مَیں ان خزائن مدفونہ کو دُنیا پر ظاہر کروں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو اُن درخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے اس سے اُن کو پاک صاف کروں۔ خدا تعالیٰ کی غیرت اس وقت بڑی جوش میں ہے کہ قرآن شریف کی عزت کو ہر ایک خبیث دشمن کے داغِ اعتراض سے مُنزّہ و مقدّس کرے۔

الغرض ایسی صورت میں کہ مخالفین قلم سے ہم پر وار کرنا چاہتے ہیں اور کرتے ہیں۔ کس قدر بیوقوفی ہوگی کہ ہم اُن سے لٹھم لٹھا ہونے کو تیار ہو جائیں۔ مَیں تمہیں کھول کر بتاتا ہوں کہ ایسی صورت میں اگر کوئی اسلام کا نام لیکر جنگ و جدال کا طریق جواب میں اختیار کرے۔ تو وہ اسلام کا بدنام کرنے والا ہوگا۔ اور اسلام کا کبھی ایسا منشاء نہ تھا کہ بے مطلب اور بلا ضرورت تلوار اُٹھائی جائے۔ اب لڑائیوں کی اغراض جیسا کہ مَیں نے کہا ہے۔ فنی شکل میں آکر دینی نہیں رہیں۔ بلکہ دنیوی اغراض ان کا موضوع ہو گیا ہے۔ پس کس قدر ظلم ہوگا کہ اعتراض کرنے والوں کو جواب دینے کی بجائے تلوار دکھائی جائے۔ اب زمانہ کے ساتھ حرب کا پہلو بدل گیا ہے۔ اس لیے ضرورت ہے کہ سب سے پہلے اپنے دل اور دماغ سے کام لیں اور نفوس کا تزکیہ کریں۔ راستبازی اور تقویٰ سے خدا تعالیٰ سے امداد اور فتح چاہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا ایک اٹل قانون اور مستحکم اُصول ہے اور اگر مسلمان صرف قیل و قال اور باتوں سے مقابلہ میں کامیابی اور فتح پانا چاہیں، تو یہ ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ لاف و گزاف اور لفظوں کو نہیں چاہتا۔ وہ تو حقیقی تقویٰ کو چاہتا اور سچی طہارت کو پسند

ملفوظات جلد اوّل صفحہ 38 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 93 پر درج ہے

عورت کا بغیر اسکے کہ اُس پر شبنم کی طرح آسمان کی فضا سے رُوح گرے رُوح پیدا ہونے کی اپنے اندر استعداد رکھتا ہے۔ پھر جب مرد اور عورت کا نطفہ باہم مل جاتا ہے تو وہ استعداد بہت قوی ہو جاتی ہے اور آہستہ آہستہ وہ استعداد بڑھتی جاتی ہے یہانتک کہ جب بچہ کا پورا قالب طیار ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ کی قدرت اور امر سے اُسی قالب میں سے رُوح پیدا ہو جاتی ہے یہ وہ واقعات ہیں جو مشہود اور محسوس ہیں۔ اِسی کو ہم کہتے ہیں کہ نیستی سے ہستی ہوئی۔ کیونکہ ہم رُوح کو جسم اور جسمانی نہیں کہہ سکتے۔ اور یہ بھی ہم دیکھتے ہیں کہ رُوح اُسی مادہ میں سے پیدا ہوتی ہے جو بعد اجتماع دونوں نطفوں کے رحم مادر میں آہستہ آہستہ قالب کی صورت پیدا کرتا ہے اور اس مادہ کے لئے ضروری نہیں کہ ساگ پات کی کسی قسم پر رُوح شبنم کی طرح گرے لو اُس سے رُوح کا نطفہ پیدا ہو۔ بلکہ وہ مادہ گوشت سے بھی پیدا ہو سکتا ہے خواہ وہ گوشت بکرہ کا ہو۔ یا مچھلی کا۔ یا ایسی مٹی ہو جو زمین کی نہایت عمیق تہ کے نیچے ہوتی ہے جس سے مینڈکیں وغیرہ کیڑے کوڑے پیدا ہوتے ہیں۔ ہاں بلاشبہ یہ خدا کی قدرت کا ایک راز ہے کہ وہ جسم میں سے ایک ایسی چیز پیدا کرتا ہے کہ وہ نہ جسم ہے اور نہ جسمانی۔ پس واقعات موجودہ مشہودہ محسوسہ ظاہر کر رہے ہیں کہ آسمان سے رُوح نہیں گرتی بلکہ یہ ایک نئی رُوح ہوتی ہے جو ایک مرکب نطفہ میں سے بقدرت قادر پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ[1] یعنی جب رحم میں قالب انسانی تیار ہو جاتا ہے تو پھر ہم ایک نئی پیدائش سے اُسکو مکمل کرتے ہیں یعنے ہم اس مادہ کے اندر سے جس سے قالب تیار ہوا ہے رُوح پیدا کر دیتے ہیں۔ ۱۱۶

پھر ایک اور جگہ یعنی سورۃ الدھر میں جو جزو انتیس[29] میں ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ[2] یعنے ہم انسان کو ملے ہوئے نطفہ سے پیدا کرتے ہیں یعنی مرد اور عورت کے نطفہ سے۔ پس جیسا کہ ان آیات میں خدا تعالےٰ نے ظاہر فرمایا ہے۔ اِسی طرح کروڑہا انسانوں کا مشاہدہ گواہ ہے کہ اِسی طرز سے رُوح پیدا

[1] المومنون: ۱۵ [2] الدھر: ۳

یہ حوالہ صفحہ 94 پر درج ہے	چشمہ معرفت صفحہ 116 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 124 از مرزا قادیانی

ہوتی ہے اور جبکہ محض گوشت سے بھی نطفہ پیدا ہوتا ہے اور اس سے اولاد پیدا ہوتی ہے تو کیا ہم گمان کر سکتے ہیں؟ کہ مثلاً روح کسی بکری پر بھی پڑتی ہے اور اس کی کھال میں دھنس کر اُس کے گوشت میں رچ جاتی ہے اور پھر بعد اس کے کسی خاص بوٹی میں وہ روح داخل
مـ۱۲
ہوتی ہے اور اُسکے اندر سرایت کر جاتی ہے اور پھر اُس بوٹی کے دو ٹکڑے ہو کر ایک ٹکڑا مرد کھالیتا ہے اور دوسرا ٹکڑا عورت۔ گو وہ عورت اس مرد سے کتنے ہی فاصلہ پر ہو۔ اور خواہ وہ گوشت بھی نہ کھائی ہو۔ اور کیا ہم گمان کر سکتے ہیں کہ وہ درندے جو صرف گوشت ہی کھاتے ہیں جیسے شیر۔ بھیڑیا۔ چیتا ان کی پیدائش کی روح بکریوں دُنگائیوں وغیرہ حیوانات کی کھال پر بطور شبنم پڑتی ہے اور کیا یہ خیال گذر سکتا ہے؟ کہ پانی کی مچھلیوں کی روح اور دوسرے تمام جاندار جو پانی کے اندر غرق رہتے ہیں اُن کی روح شبنم کی طرح ہو کر پانی میں پڑتی ہے اور سب سے غور کے لائق وہ کیڑے مکوڑے ہیں جو بیس بیس تیس تیس ہاتھ زمین کو کھود کر اُس کے عمیق پردہ کے اندر سے نکلتے ہیں اور ایسا ہی وہ نہایت چھوٹے کیڑے جو اس کنوئیں کے پانی سے نکلتے ہیں جو نیا کھودا جاتا ہے اور ایک ایک قطرہ میں ہزارہا کیڑے ہوتے ہیں کہاں سے اور کس راہ سے یہ شبنمی روح ان کے اندر داخل ہو جاتی ہے۔ پس اگر کوئی شخص مذہبی تعصب سے دیوانہ اور سودائی اور پاگل ہو جائے تو یہ اور بات ہے ورنہ ان تمام مثالوں کی رُو سے جو ذکر ہو چکی ہیں ماننا پڑتا ہے کہ یہ عقیدہ آریوں کا کہ گویا روح آسمان سے شبنم کی طرح ہو کر کسی گھاس پات پر پڑتی ہے بالکل جھوٹا ہے۔ اگر تم مثلاً دودھ کو جو باسی ہو کر سڑنے کو ہے ہاتھ میں لو اور خوب اس دودھ میں نظر لگائے رکھو۔ تو تمہارے دیکھتے دیکھتے ہزارہا کیڑے بن جائیں گے۔ ایسا ہی اگر کوئی دال ماش یا چنے وغیرہ کی جو خوب پکائی جائے جس کے اندر کے کیڑے بھی مر گئے ہوں جب وہ دال باسی ہو جائے اور سڑ جائے تو اس میں بھی ہزارہا کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔
اب عقلمند کیلئے یہ سوچنے کا مقام ہے کہ اگر کسی مادہ میں جان پڑنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ

چشمہ معرفت صفحہ 117 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 125 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 94 پر درج ہے

حوالہ نمبر 96

۱۲۲ ایک قطرہ سے انسان کیونکر پیدا ہو جاتا ہے اور ہم سمجھ نہیں سکتے کہ دیکھنے والی آنکھیں کیونکر اس میں پیدا ہو جاتی ہیں اور ہم اس بات کی تہ تک نہیں پہنچ سکتے کہ سُننے والے کان کیونکر اس میں بنائے جاتے ہیں اور ہمارے خیال میں نہیں آتا کہ انسان کی صورت اور ہاتھ اور پیر اور دل اور دماغ اور جگر اور تمام اعضا کیونکر اس میں بن جاتے ہیں۔ پس بلاشبہ یہ تمام امور ہمارے نزدیک ایسے ہی محال ہیں جیسے نیست سے ہست ہونا۔ کیونکہ ہم اُن کے بنانے پر قادر نہیں اور ہماری عقل کوئی فلسفی دلیل اس بات پر قائم نہیں کر سکتی کہ کیونکر یہ تمام اعضا بن جاتے ہیں۔ پس جیسا کہ ان تمام اعضاء کا بننا ہماری عقل سے برتر ہے ایسا ہی رُوح کا بھی پیدا ہونا ہماری عقل سے برتر ہے اور جبکہ ہم واقعی طور پر ثابت کر چکے ہیں اور بچشم خود دیکھ چکے ہیں کہ رُوح پیدا ہوتی ہے تو پھر امور مشہودہ و محسوسہ سے ہم انکار کیوں کریں؟ ہمارے عقل اور فہم سے جیسا کہ روح کا پیدا ہونا برتر ہے۔ ایسا ہی ایک قطرہ سے انسان کا اپنی تمام قوتوں کے ساتھ بننا برتر ہے۔ پس یہ کمال بے حیائی ہے کہ جو ایک محال ہمارے نزدیک ہے اُس کو تو جائز سمجھ لینا اور جو دوسرا امر یعنی روحوں کا پیدا ہونا ہماری عقل اور فہم سے برتر ہے اس کو محال اور ممتنع قرار دینا۔ خدا کے کارخانہ قدرت میں انسان کی مجال نہیں کہ کچھ دست اندازی کر سکے۔ ہزارہا اسرار ربوبیت ہیں جو ہمیں سمجھ نہیں آتے۔ اور پھر مشاہدات کے ذریعہ سے ہمیں ماننے ہی پڑتے ہیں۔ پس کیا ابھی تک اس میں کچھ شک ہے کہ مشاہدات ہمیں اس بات کے ماننے کیلئے مجبور کرتے ہیں کہ روحیں پیدا ہوتی ہیں اُوپر سے نیچے نہیں آتیں۔ مثلاً زمین کے نیچے کا طبقہ جو ستّر اسّی ہاتھ تک کھود کر پھر دکھائی دیتا ہے اس میں جاندار پائے جاتے ہیں۔ پس کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ رُوح شبنم بن کر نیچے چلی جاتی ہے۔ پس جبکہ سچا واقعہ یہی ہے کہ رُوح پیدا ہوتی ہے تو اس نفس الامر کے برخلاف وید کے پرمیشر کا یہ بیان کہ رُوح شبنم کی طرح آسمان سے گرتی ہے یہ ایسا جھوٹا اور خلاف واقعہ بیان ہے کہ ایک بچہ بھی اس پر ہنسے گا۔ کیا وہ جانور جو صرف گوشت کھاتے

چشمہ معرفت صفحہ 122 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 130 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 94 پر درج ہے

پر باقی نہ رہتا۔ پس خدا کی اسی قدرت نے جو نیست سے ہست کرنا ہے تمام دنیا کو بجا رکھا ہے
انسان کی سخت بدذاتی ہے جو اس کو اپنی قدرت نمائی میں عاجز سمجھے اور اس کو نیست سے ہست
کرنے پر قادر خیال نہ کرے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ انسانی ایجادیں بھی بعض ایسے کام دکھاتی ہیں کہ گویا
نیست سے ہست کرتی ہیں مثلاً فونوگراف میں جو آواز بند کی جاتی ہے اور وہ اس انسان کے
ص۱۶۳ ٹھیک ٹھیک لہجہ پر جس کی آواز بند کی گئی ہے نکلتی ہے کیا اس ایجاد سے پہلے کسی کو سمجھ آسکتا
تھا کہ آواز میں یہ بھی خاصیت ہے کہ وہ خاص قسم کے ظروف میں بند ہو سکتی ہے اور پھر اصل آواز
کی طرح پیدا ہو کر سنائی دیتی ہے اور سالہا سال اور مدتہائے دراز تک بند رہ سکتی ہے اور
پھر جب اس آواز کا سُننا منظور ہو تو ایسے طور سے نکلتی ہے کہ گویا وہ انسان جس کی آواز بند کی
گئی ہے بول رہا ہے کیا یہ نیست سے ہست نہیں مگر اس طبعی راز کا کسی کو علم نہ ہو تو وہ
ایسی آواز سے ڈریگا اور خیال کرے گا کہ شاید اس میں کوئی جن بول رہا ہے۔

اسی طرح اس زمانہ میں ہزارہا سائنس کے اسرار کا پردہ کھلتا جاتا ہے جو کسی زمانہ میں نیست
کے طور پر سمجھے جاتے تھے اور وہ عمیق در عمیق علم طبعی کے خواص نئی ایجادوں کے ذریعہ سے
ظاہر ہوتے جاتے ہیں کہ انسان کی عقل حیران رہ جاتی ہے۔ پھر تعجب آتا ہے کہ ایسے زمانہ
میں وہ نادان بھی ہیں کہ جو خدا تعالےٰ کے اسرارِ قدرت پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رُوح
نیست سے کیونکر ہست ہو جاتی ہے اور دیکھتے ہیں کہ دُنیا میں ہزاروں چیزیں نیست سے ہست
ہو رہی ہیں مثلاً ایک دھات جو بالکل نیست ہو جاتی اور مرجاتی ہے وہ شہد اور سہاگہ اور گھی میں جوش
دینے سے پھر زندہ ہو جاتی ہے کسی نے پنجابی میں کہا ہے **شہد سہاگہ گھی۔ موئی دھات**
دا ایہو جی یعنی شہد سہاگہ اور گھی جو ہے مری ہوئی دھات کی یہی جان ہے۔ اور اسرار قدرت
الٰہی میں سے ایک یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جب ایک مکھی کو پتھر یا سوٹے سے مارا جائے اور وہ بظاہر
بالکل مرجائے مگر ابھی تازہ ہو تو اگر اس کے سر کو گوبر میں دبایا جائے تو چند منٹ میں وہ زندہ ہو
کر بھاگ جاتی ہے مکھی بھی اگر پانی میں مرجائے تو وہ بھی زندہ ہو کر پرواز کر جاتی ہے اور بعض جانور

چشمہ معرفت صفحہ 163 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 171 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 94 پر درج ہے

پر باقی نہ رہتا۔ پس خدا کی اسی قدرت نے جو نیست سے ہست کرنا ہے تمام دنیا کو بچا رکھا ہے
انسان کی سخت بدذاتی ہے جو اس کو اپنی قدرت نمائی میں عاجز سمجھے اور اس کو نیست سے ہست
کرنے پر قادر خیال نہ کرے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ انسانی ایجادیں بھی بعض ایسے کام دکھاتی ہیں کہ گویا
نیست سے ہست کرتی ہیں مثلاً فونوگراف میں جو آواز بند کی جاتی ہے اور وہ اُس انسان کے
ٹھیک ٹھیک لہجہ پر جس کی آواز بند کی گئی ہے نکلتی ہے کیا اس ایجاد سے پہلے کسی کو سمجھ آ سکتا ص۱۶۳
تھا کہ آواز میں یہ بھی خاصیت ہے کہ وہ خاص قسم کے ظروف میں بند ہو سکتی ہے اور پھر اصل آواز
کی طرح پیدا ہو کر سنائی دیتی ہے اور سالہا سال اور مدتہائے دراز تک بند رہ سکتی ہے اور
پھر جب اُس آواز کا سُننا منظور ہو تو ایسے طور سے نکلتی ہے کہ گویا وہ انسان جس کی آواز بند کی
گئی ہے بول رہا ہے کیا یہ نیست سے ہست نہیں بلکہ اس طبعی راز کا کسی کو علم نہ ہو تو وہ
ایسی آواز سے ڈریگا اور خیال کرے گا کہ شاید اس میں کوئی جن بول رہا ہے۔

اسی طرح اس زمانہ میں ہزارہا سائنس کے اسرار کا پردہ کھلتا جاتا ہے جو کسی زمانہ میں نیست
کے طور پر سمجھے جاتے تھے اور وہ عمیق در عمیق علم طبعی کے خواص نئی ایجادوں کے ذریعہ سے
ظاہر ہوتے جاتے ہیں کہ انسان کی عقل حیران رہ جاتی ہے۔ پھر تعجب آتا ہے کہ ایسے زمانہ
میں وہ نادان بھی ہیں کہ جو خدا تعالیٰ کے اسرار قدرت پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ روح
نیست سے کیونکر ہست ہو جاتی ہے اور دیکھتے ہیں کہ دُنیا میں ہزاروں چیزیں نیست سے ہست
ہو رہی ہیں مثلاً ایک دھات جو بالکل نیست ہو جاتی اور مر جاتی ہے وہ شہد اور سہاگہ اور گھی میں جوش
دینے سے پھر زندہ ہو جاتی ہے کسی نے پنجابی میں کہا ہے **شہد سہاگہ گھی۔ موئی دھات**
دا ایہو جی یعنی شہد سہاگہ اور گھی جو ہے مری ہوئی دھات کی بھی جان ہے۔ اور اسرار قدرت
الٰہی میں سے ایک یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جب ایک مکھی کو پتھر یا سوٹے سے مارا جائے اور وہ بظاہر
بالکل مر جائے مگر ابھی تازہ ہو تو اگر اس کے سر کو گوبر میں دبایا جائے تو چند منٹ میں وہ زندہ ہو
کر بھاگ جاتی ہے کبھی بھی اگر پانی میں مر جائے تو وہ بھی زندہ ہو کر پرواز کر جاتی ہے اور بعض جانور

چشمہ معرفت صفحہ 163 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 171، 172 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 95 پر درج ہے

جیسے زنبور اور دوسرے حشرات الارض سخت سردی کے ایام میں مرجاتے ہیں اور زمین میں یا دیواروں کے سُوراخوں میں چمٹے رہتے ہیں اور جب گرمی کا موسم آتا ہے تو پھر زندہ ہوجاتے ہیں
ان اسرار کو بجز خدا تعالیٰ کے کون سمجھ سکتا ہے؟ ایسا ہی بعض نباتی اور معدنی چیزیں علیحدہ علیحدہ ص۱۶۴
ہونے کی حالت میں تو ایک خاصیت نہیں رکھتیں مگر ترکیب کے بعد ان میں ایک نئی خاصیت پیدا ہوجاتی ہے مثلاً شورہ اور گندھک اور کوئلہ ایک خاص ترکیب سے بارُود بن جاتا ہے اور اگر چاہیں کہ صرف شورہ یا صرف گندھک یا صرف کوئلہ سے بارود بنایا جائے تو یہ غیر ممکن ہوتا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ترکیب سے ایک نئی چیز پیدا ہوسکتی ہے اور شاید اسی بنا پر کیمیا کے طالب سونا اور چاندی بنانے کے سودا میں لگے رہتے ہیں مگر کوئی کیمیا ایسی نہیں جیسا کہ خدا کی محبت اور خدا کی طرف ایسا جُھکنا جیسا کہ شیر خوار بچہ اپنی ماں کی طرف جھکتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ تمام دنیا پر نظر ڈال کر ہر ایک طرف سے گواہی ملتی ہے کہ نیست سے ہست ہونا ہے پس اسی طرح خدا مرد اور عورت کے نطفہ سے رُوح کو پیدا کر دیتا ہے سچا فلسفہ یہی ہے اور سچا علم یہی ہے جس پر ہزارہا تجارب گواہی دے رہے ہیں۔ پس وید جو اس کے مخالف تعلیم دیتا ہے اسی بات سے سمجھ لینا چاہئے کہ وہ سرچشمہ علوم ہرگز نہیں ہے بلکہ گمراہیوں اور غلطیوں کا سرچشمہ ہے۔ عجیب بات ہے کہ وید نے ہر ایک پہلو سے راہِ راست کو چھوڑ دیا ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ خدائے عزّ و جلّ کی عبادت دو قسم کی ہے۔ (۱) ایک توبہ و استغفار یعنی اس کے آستانہ پر جُھک کر اپنے گناہوں کا اقرار کرنا اور نہایت تذلّل اور انکسار اور فنا کی حالت بنا کر اُس سے اپنے گناہوں کی معافی چاہنا اور طہارت و تقویٰ کے حصول کے لئے اس کی مدد کی درخواست کرنا اور سچے دل سے اس کی جناب میں عہد کرنا کہ پھر ایسا گناہ نہ کریگا
(۲) دوسری قسم کی عبادت یہ ہے کہ اُس کی تمام خوبیوں اور کمالات کا ذکر کرکے اس کو یاد کرنا اور اس کی صفات ذاتیہ اور اضافیہ کا اقرار کرکے اس کی حمد و ثنا میں مشغول رہنا۔ صفاتِ ذاتیہ یہ کہ وہ اپنے کمالِ ذات اور ابدیت اور ازلیت اور تمام قدرتوں اور طاقتوں اور علم میں واحد لاشریک

چشمہ معرفت صفحہ 163 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 171، 172 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 95 پر درج ہے

حوالہ نمبر ۹۹

مشاہدہ ہے کہ کیسی عجائب قدرتیں خدا تعالیٰ کی ایسے طور پر میرے دیکھنے میں آئی ہیں کہ بجز اس کے کہ ان کو نیستی سے ہستی کہیں اور کوئی نام اُن کا ہم رکھ نہیں سکتے جیسا کہ ان نشانوں کی بعض مثالیں بعض موقعہ پر میں نے لکھ دی ہیں۔ جس نے یہ کرشمۂ قدرت نہیں دیکھا اُس نے کیا دیکھا؟ ہم ایسے خدا کو نہیں مانتے جس کی قدرتیں صرف ہماری عقل اور قیاس تک محدود ہیں اور آگے کچھ نہیں بلکہ ہم اُس خدا کو مانتے ہیں جس کی قدرتیں اُس کی ذات کی طرح غیر محدود اور ناپیدا کنار اور غیر متناہی ہیں۔ ایسا ہی اُس کی قدرت کا یہ راز ہے کہ وہ نیست سے ہست کرتا ہے جیسا کہ اس بات پر ہزار ہا نمونے ہماری نظر کے سامنے ہیں۔ بعض درخت ایسے ہیں کہ اُن کے پھل جیسے جیسے پکتے جاتے ہیں وہ پردار کیڑوں کی طرح بنتے جاتے ہیں اور بعض درخت ایسے ہیں کہ اُن کے پتوں میں سے بڑے بڑے پرندے پیدا ہو جاتے ہیں اُن میں سے ایک آکھ کا درخت بھی ہے اور اس کی نظیریں ہزار ہا ہیں نہ صرف ایک دو۔ پس اس جگہ بجز اس کے کیا کہہ سکتے ہیں کہ وہ نیستی سے ہستی ہے اور یہ ایک ایسا رازِ قدرت ہے کہ ہم اس کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے اور کیا یہ بھی ضروری ہے کہ ایک ناچیز انسان خدا کے تمام اسرار پر اطلاع بھی پا جائے اور اس کی تمام قدرتوں پر محیط ہو جائے۔ یہ ایک فیصلہ شدہ بات ہے کہ اگر علم سائنس یعنی طبعی خدا تعالیٰ کے تمام عمیق کاموں پر احاطہ کر لے تو پھر وہ خدا ہی نہیں جس قدر انسان اُس کی باریک حکمتوں پر اطلاع پاتا ہے وہ انسانی علم اس قدر بھی نہیں کہ جیسے ایک سوئی کو سمندر میں ڈبو یا جائے اور اس میں کچھ سمندر کی پانی کی تری باقی رہ جائے اور یہ کہنا کہ اُس کی تمام باریک قدرتوں پر اطلاع پانے کے لئے ہمارے لئے راہ کشادہ ہے اس سے زیادہ کوئی حماقت نہیں باوجودیکہ ہزار ہا قرن اس دنیا پر گذر چکے ہیں پھر بھی انسان نے صرف اس قدر خدا کی حکمتوں پر اطلاع پائی ہے جیسا کہ ایک عالمگیر بارش میں سے صرف اس قدر تری جو ایک بال کی نوک کو بمشکل تر کر سکے۔ پس اس جگہ اپنی حکمت اور دانائی کا دم مارنا جھوٹی شیخی اور حماقت ہے۔ انسان باوجودیکہ ہزار ہا برسوں سے اپنے علوم طبعیہ اور ریاضیہ کے

صفحہ ۲۷۰

چشمہ معرفت صفحہ 269 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 282 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 95 پر درج ہے

مقابلہ کی تحریروں میں مدد دیتا رہا ہے کہ اکثر اوقات حضرت اقدس بیمار تھے اور میعاد مقابلہ نزدیک آ گئی تو پھر اسی حالت میں بڑی سختیوں سے راتوں کو بیٹھ بیٹھ کر کتابیں لکھیں۔ حضور نے فرمایا کہ

میں تو ایک حرف بھی نہیں لکھ سکتا اگر خدا تعالیٰ کی طاقت میرے ساتھ نہ ہو۔ بارہا لکھتے لکھتے دیکھا ہے ایک خدا کی روح ہے جو تیر رہی ہے قلم تھک جایا کرتی ہے مگر اندر جوش نہیں تھکتا طبیعت محسوس کیا کرتی ہے کہ ایک ایک حرف خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔

ڈوئی کا ذکر

پھر ڈوئی کی کسی بات پر فرمایا کہ

اس کے وجود سے شیطان کا وجود ثابت ہوتا ہے وہ بھی انسان کو اسی طرح فریفتہ کرتا ہے۔[1]

---

۴ نومبر ۱۹۰۲ء بروز سہ شنبہ

(بوقت سیر)

علاقہ جہلم سے دو شخص بہت ضعیف العمر حضرت اقدس کی زیارت کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے بوجہ ضعیف العمری کے وہ چل نہیں سکتے تھے حضرت اقدس ان کی خاطر ٹھہر گئے اور ان کے حالات دریافت فرماتے رہے۔

آیت مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا کی تفسیر

پھر حضور مشرق کی طرف سیر کو چلے سید سرور شاہ صاحب نے حضرت اقدس سے سوال کیا کہ قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن ہر ایک رسول اپنی امت کے حالات سے لاعلمی ظاہر کرے گا جیسے قرآن شریف میں ہے یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰہُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا (المائدہ : ۱۱۰) تو پھر اس آیت کے مفہوم کے مطابق اگر مسیح بھی اپنی امت کے حالات سے لاعلمی ظاہر کریں اگرچہ وہ آخر زمانہ میں پھر آکر چالیس برس ان لوگوں میں گذار بھی جائیں تو آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کے لحاظ سے وہ اللہ تعالیٰ کے روبرو کاذب کیسے ٹھہر سکتے ہیں؟ حضرت اقدس نے فرمایا کہ

یہ لاعلمی انبیاء کی ان کی اس امت کے بارے میں ہوتی ہے جو ان کی وفات کے بعد ہوتی

---

[1] البدر جلد ۱ نمبر ۳ صفحہ ۲۰-۲۱ مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۰۲ء

ملفوظات جلد 2 صفحہ 483 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 95 پر درج ہے

الاسلامية ليكون بلاغًا تامًا للطالبين۔ فاعلموا يا معشر الكرام وجميع

تا برائے طالبان ایں تبلیغ بمرتبہ کمال رسد ۔ پس بدانید اے گروہ بزرگان وجماعتہائے صاحبا

اولی الابصار والافهام ان الله قد بعثني مجددًا على راس هذه المائة

بصیرت وفہم کہ خدائے عزوجل مرا بر سر ایں صدی مجدد مبعوث فرمودہ است وبندہ را برائے مصلحت عامہ

واختص عبده المصالح العامة واعطاني علومًا ومعارف تجب لاصلاح

خاص گردانیدہ است ۔ ومرا آں علوم ومعارف بخشید کہ برائے اصلاح ایں امت واجب

هذه الامة ووهب لي من لدنه علمًا حيًا لاتمام الحجة على الكفرة الفجرة۔ و

اند ۔ ومرا علم زندہ بخشید تاکہ بر کافران وفاسقان حجت تمام شود ۔ ومرا ثمرہ تازہ و

اعطاني ثمر اغضاضًا طريًا للتغذية جياع الملة۔ وكاسًا دهاقًا لعطاشي

تر عنایت کرد تا گرسنگان ملت را غذا دادہ شود ۔ وجامہائے پر بخشید تا تشنگان ہدایت و

الهداية والمعرفة وجعلني امامًا لكل من يريد صلاح نفسه ويجب

معرفت را نوشانیدہ شود ۔ ومرا برائے ہر آں شخصے کہ صلاحیت نفس خود بجوید ورضائے رب خود مے خواہد

رضاء ربه وجعلني من المكلمين الملهمين۔ واكمل على نعمه واتم تفضله

امام گردانید ومرا از آناں گردانید کہ بشرف مکالمہ الہیہ مشرف مے باشند ۔ وبر من نعمتہائے خود کامل کرد وتفضلات

وسماني المسيح ابن مريم بالفضل والرحمة۔ وقدر بيني وبينه تشابه الفطرة

خود باتمام رسانید ونام من از فضل خود مسیح ابن مریم نہاد ۔ ودر من ودر مسیح ابن مریم تشابہ فطرت مقدر

كالجوهرين من المادة الواحدة ووهب لي علومًا مقدسة نقية ومعارف

کرد ۔ چنانچہ دو جوہر از یک مادہ مے باشند ومرا علوم مقدس ومصفا بخشید ومعارف صاف وروشن

صافية جلية وعلمني ما لم يعلم غيري من المعاصرين۔ وصب في

عطا کرد ومرا چیزہا بیاموخت کہ غیر من از مردم ہم زمانہ من از آں ہا بے خبر اند ۔ ودر دل من معارفے

قلبي ما لم يحيطوا بها علما۔ ونورًا لم يمسه احد منهم وجعلني من

برریخت کہ علم آں از ایشاں احدے را نیست ودر دل من نورے ریخت کہ ہیچ کس از ایشاں بداں آشنائی ندارد

انجام آتھم صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 75 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 96 پر درج ہے

تو ثابت ہے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونیوالے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مریگا۔ یہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے مُنہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مُردہ دلوں کے لئے آب حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا زمین پر اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا۔ سو تم مقابلہ کے لئے جلدی نہ کرو اور دیدہ و دانستہ اس الزام کے نیچے اپنے تئیں داخل نہ کرو جو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے لا تقف ما لیس لک بہ علم۔ ان السمع والبصر والفؤاد کل اولٓئک کان عنہ مسئولا[1]۔ بدظنی اور بدگمانی میں حد سے زیادہ مت بڑھو ایسا نہ ہو کہ تم اپنی باتوں سے پکڑے جاؤ اور پھر اس دُکھ کے مقام میں تمہیں یہ کہنا پڑے کہ مالنا لا نریٰ رجالاً کنا نعدھم من الاشرار[2]

آں نہ دانائی بود کز ناشکیبائی نفس ❊ خویشتن را زود تر برضد و انکار آورد
صبر باید طالب حق را کہ تخم اندر جہاں ❊ ہرچہ پنہاں خاصیت دارد بہ جاں بلرآورد
اندکے نور فراست باید ایں جا مرد را ❊ تا صداقت خویشتن را خود بااظہار آورد
صادقاں را صدق پنہانی نے ماند نہاں ❊ نور پنہاں برجبین مرد انوار آورد
ہر کہ از دست کسے خوردست کاسات وصال ❊ ہر زماں رویش سرور و صل یار آورد

اے مسلمانو! اگر تم سچے دل سے حضرت خداوند تعالیٰ اور اُس کے مقدس رسول علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہو اور نصرت الٰہی کے منتظر ہو تو یقیناً سمجھو کہ نصرت کا وقت آ گیا اور یہ کاروبار انسان کی طرف سے نہیں اور نہ کسی انسانی منصوبہ نے اس کی بناڈالی۔ بلکہ یہ وہی صبح صادق ظہور پذیر ہو گئی ہے جس کی پاک نوشتوں میں پہلے سے خبر دی گئی تھی۔ خدائے تعالیٰ نے بڑی ضرورت کے وقت تمہیں یاد کیا قریب تھا کہ تم کسی مہلک گڑھے میں جا پڑتے مگر اُس کے

[1] بنی اسرائیل ۳۷ [2] ص: ۶۳

ازالہ اوہام صفحہ 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 104 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 96 پر درج ہے

ہوگیا تھا؟ کیا وجود درحقیقت خدا سے ہے اسکو کہہ سکتے ہیں کہ وہ درحقیقت شیطان سے ہے؟

ماسوا اس کے جبکہ یہ حقیقت بھی کھل گئی کہ حضرت مسیح ہرگز مصلوب نہیں ہوئے اور کشمیر میں اُن کی قبر ہے تو اب راستی کے بھوکے اور پیاسے کیونکر عیسائی مذہب پر قائم رہ سکتے ہیں۔ یہ سامان کسرِ صلیب کا ہے جو خدا نے آسمان سے پیدا کیا ہے نہ یہ کہ مار مار کر لوگوں کو مسلمان بناویں ہمارا قوم کے علماء اسلام کو ذرہ ٹھہر کر سوچنا چاہیئے کہ کیا جبر سے کوئی مسلمان ہو سکتا ہے اور کیا جبر سے کوئی دین دل میں داخل ہو سکتا ہے۔ اور جو لوگ مسلمانوں میں سے فقراء کہلاتے ہیں اور مشائخ اور صُوفی بنے بیٹھے ہیں اگر وہ اب بھی اس باطل عقیدہ سے باز نہ آویں اور ہمارے دعویٰ مسیحیت کے مصدق نہ ہو جائیں تو طریق سہل یہ ہے کہ ایک مجمع مقرر کر کے کوئی ایسا شخص جو میرے دعویٰ مسیحیت کو نہیں مانتا اور اپنے تئیں ملہم اور صاحب الہام جانتا ہے مجھے مقام بٹالہ یا امرتسر یا لاہور میں طلب کرے اور ہم دونوں جناب الٰہی میں دُعا کریں کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جناب الٰہی میں سچا ہے ایک سال میں کوئی عظیم الشان نشان جو انسانی طاقتوں سے بالاتر اور معمولی انسانوں کے دسترس سے بلند تر ہو۔ اس سے ظہور میں آوے۔ ایسا نشان کہ جو اپنی شوکت اور طاقت اور چمک میں عام انسانوں اور مختلف طبایع پر اثر ڈالنے والا ہو خواہ وہ پیشگوئی ہو۔ یا اور کسی قسم کا اعجاز ہو جو انبیاء کے معجزات سے مشابہ ہو۔ پھر اس دعا کے بعد ایسا شخص جس کی کوئی خارق عادت پیشگوئی یا اور کوئی عظیم الشان نشان ایک برس کے اندر ظہور میں آجائے اور اس عظمت کے ساتھ ظہور میں آئے جو اس مرتبہ کا نشان حریف مقابل سے ظہور میں نہ آسکے تو وہ شخص سچا سمجھا جائے گا جس سے ایسا نشان ظہور میں آیا۔ اور پھر اسلام میں سے تفرقہ دُور کرنے کے لئے اس شخص مغلوب پر لازم ہوگا کہ اس شخص کی مخالفت چھوڑ دے اور بلا توقف اور بلا تامل اُس کی بیعت کر لے۔ اور اُس خدا سے ڈرے جس کا غضب کھا جانے والی آگ ہے

اکثر جاہلوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ الہام شیطانی بھی ہُوا کرتے ہیں۔ اُمت کے تمام اکابر اس عقیدہ پر متفق ہیں۔ پس ہر ایک شخص کا الہام جو نرے الفاظ ہوں اور کوئی فوق العادت امر

تریاق القلوب صفحہ 43،42 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 15 صفحہ 171،170 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 96 پر درج ہے

اُن میں نہ ہو خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی الہام ہرگز قابلِ پذیرائی نہیں جب تک کہ اس میں الٰہی شوکت نہ ہو۔ اور الٰہی شوکت یہ ہے کہ فوق العادت اور عظیم الشان پیشگوئیاں جو الوہیت کی قدرت اور علم سے بھری ہوئی ہوں اُس الہام میں پائی جائیں یا دوسرے الہاموں میں جو اسی شخص کے مُنہ سے نکلے ہوں۔ اور بایں ہمہ یہ شرط بھی ہوگی کہ اس مجلس کے انعقاد سے دس دن پہلے بذریعہ چھپے ہوئے اشتہار کے مجھ کو خبر کر دیجائے کہ ان تینوں مقامات متذکرہ بالا میں سے فلاں مقام اور نیز فلاں تاریخ اور وقت اس کام کیلئے تجویز کیا گیا ہے۔ اس اطلاع دہی کے اشتہار پر بیس معزز اور نامور علماء اور شہر کے رئیسوں کے دستخط ہونے چاہئیں تا ایسا نہ ہو کہ کوئی سفلہ محض ہنسی اور شرارت سے ایسا اشتہار شائع کر دے +۔ اور نیز یہ ضروری ہوگا کہ اس دُعا کے بعد اگر کوئی نشان پیشگوئی کی قسم میں سے کسی پر ظاہر ہو تو وہ پیشگوئی بذریعہ کسی اشتہار مطبوعہ کے شائع کر دیجائے۔ ہاں یہ کچھ ضروری نہیں کہ وہ کوئی نئی پیشگوئی ہو بلکہ اگر کوئی پُرانی پیشگوئی ہو جو ابھی پُوری نہ ہوئی ہو۔ یا ایسی پیشگوئی ہو جو ملہم نے عام طور پر لوگوں کو اس سے اطلاع نہ دی ہو تو ایسی پیشگوئی بھی لیجائیگی۔ اور سب سے بہتر وہ پیشگوئی گنی جائے گی جو کسی دُعا کے قبول ہونے پر خدا تعالیٰ سے ملی ہو۔ کیونکہ دعا کا قبول ہونا اوّل علامت اولیاء اللہ میں سے ہے۔ اب مَیں اس آیت پر اِس رسالہ کو ختم کرتا ہوں کہ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ[1] اٰمِیْن۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

المؤلف خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

۱۲ اگست ۱۸۹۹ء

+ کوئی قلمی خط ہمارے نام نہیں آنا چاہیئے بلکہ اگر سیدھی نیت سے مقابلہ کا ارادہ ہو۔ تو چھپا ہوا اطلاعنامہ جس پر بیس معززین کی گواہی ہو۔ بتقید وقت اور تاریخ اور مقام اور تصریح نام شخص مقابل دس دن پہلے میرے نام آنا چاہیئے۔ منہ

[1] الاعراف: ۹۰

تریاق القلوب صفحہ 43،42 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 170، 171 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 96 پر درج ہے

۶۱۹

اور سب گذشتہ زمانوں سے زیادہ جوش مارا اور مجھے اُس نے مسیح موعود کر کے بھیجا تا کہ
مَیں اُسکی نبوت کے لئے تمام دُنیا میں گواہی دُوں۔ اگر مَیں بے دلیل یہ دعویٰ کرتا ہوں تو
جھوٹا ہوں لیکن اگر خدا اپنے نشانوں کے ساتھ اِس طور سے میری گواہی دیتا ہے کہ اِس
زمانہ میں مشرق سے مغرب تک اور شمال سے لیکر جنوب تک اسکی نظیر نہیں تو انصاف اور
خدا ترسی کا مقتضا یہی ہے کہ مجھے میری اِس تمام تعلیم کے ساتھ قبول کریں۔ خدا نے
میرے لئے وہ نشان دکھلائے کہ اگر وہ اُن اُمتوں کے وقت نشان دکھلائے جاتے جو
پانی اور آگ اور ہوا سے ہلاک کی گئیں تو وہ ہلاک نہ ہوتیں مگر اس زمانہ کے لوگوں کو
مَیں کس سے تشبیہ دُوں وہ اُس بدقسمت کی طرح ہیں جسکی آنکھیں بھی ہیں پر دیکھتا نہیں۔
اور کان بھی ہیں پر سُنتا نہیں اور عقل بھی ہے پر سمجھتا نہیں۔ مَیں اُن کیلئے روتا ہوں اور
وہ مجھ پر ہنستے ہیں۔ اور مَیں اُنکو زندگانی کا پانی دیتا ہوں۔ اور وہ مجھ پر آگ برساتے ہیں۔
خدا میرے پر نہ صرف اپنے قول سے ظاہر ہوا ہے بلکہ اپنے فعل کے ساتھ بھی اُس نے
میرے پر تجلّی کی اور میرے لئے وہ کام دکھلائے اور دکھلائیگا کہ جبتک کسی پر
خدا کا خاص فضل نہ ہو اُس کیلئے یہ کام دِکھلائے نہیں جاتے۔ لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا
لیکن خدا نے مجھے قبول کیا۔ کون ہے جو اِن نشانوں کے دِکھلانے میں میرے
مقابل پر آسکتا ہے۔ مَیں ظاہر ہوا ہوں تا خدا میرے ذریعہ سے ظاہر ہو۔ وہ ایک
مخفی خزانہ کی طرح تھا۔ مگر اَب اُس نے مجھے بھیجکر ارادہ کیا کہ تمام دہریوں اور

حقیقۃ الوحی صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 619 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 97 پر درج ہے

۱۴۸ اَب ہم اُن چند وساوس کا جواب دیتے ہیں جن کو جواب بعض حق کے طالبوں نے مجھ سے دریافت کیا ہے اور اکثر ان میں وہ وساوس ہیں جو عبدالحکیم خان اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ نے تحریرًا یا تقریرًا لوگوں کے دلوں میں ڈالے اور اپنے مُرتد ہونے پر ایسی مُہر لگادی کہ اب غالبًا اُس کا خاتمہ اسی پر ہوگا۔ مَیں نے اِن چند وساوس کا جواب منشی برہان الحق صاحب شاہجہان پور کے اصرار سے لکھا ہے جو اُنہوں نے نہایت انکسار سے اپنے خط میں ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ مَیں ذیل میں منشی برہان الحق کے خط کی اصل عبارت ہر ایک سوال میں لکھ کر اُس کا جواب دیتا ہوں۔ وباللہ التوفیق۔

سوال (۱)

تریاق القلوب کے صفحہ ۱۵۷ میں (جو میری کتاب ہے) لکھا ہے۔ اِس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ مَیں نے اِس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے کہ جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ پھر ریویو جلد اوّل نمبر ۶ صفحہ ۲۵۷ میں مذکور ہے خدا نے اس اُمّت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ پھر ریویو صفحہ ۴۷۸[1] میں لکھا ہے۔ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو مَیں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔ خلاصہ اعتراض یہ کہ ان دونوں عبارتوں میں تناقض ہے۔

الجواب۔ یاد رہے کہ اِس بات کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھے ان باتوں سے نہ کوئی خوشی ہے نہ کچھ غرض کہ مَیں مسیح موعود کہلاؤں یا مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں بہتر ٹھیراؤں۔ خدا نے میرے ضمیر کی اپنی اس پاک وحی میں آپ ہی خبر دی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے قُلْ اُجَرِّدُ نَفْسِی مِن ضُرُوبِ الخِطَاب۔ یعنی ان کو کہدے کہ میرا تو یہ حال ہے کہ مَیں کسی خطاب کو اپنے لئے نہیں چاہتا یعنی میرا مقصد اور میری مُراد ان خیالات سے برتر ہے اور کوئی خطاب دینا یہ خدا کا فعل ہے میرا اس میں دخل نہیں ہے رہی یہ بات کہ ایسا کیوں لکھا گیا اور کلام میں یہ تناقض کیوں پیدا ہو گیا۔ سو اِس بات کو توجہ کر کے سمجھ لو کہ یہ اُسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ

[1] یہ عبارت ریویو کے صفحہ ۴۷۸ میں ہے اس لئے ۵۷۲ کی بجائے ۴۷۸ کر دیا گیا ہے۔ (مصحح)

حقیقۃ الوحی صفحہ 148 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 152 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 97 پر درج ہے

حوالہ نمبر 106

ص۱۴۹ تھیں میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنیوالا مسیح میں ہی ہوں۔
اِس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے
فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی۔ مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہُوا
تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہونگے اِسلئے مَیں نے خدا کی وحی کو
ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وُہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو
براہین احمدیہ میں شائع کیا۔ لیکن بعد اسکے اس بارہ میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود
جو آنے والا تھا تُو ہی ہے۔ اور ساتھ اسکے صدہا نشان ظہور میں آئے اور زمین و آسمان دونوں میری
تصدیق کیلئے کھڑے ہوگئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان میرے پر جبر کرکے مجھے اِس طرف لے آئے
کہ آخری زمانہ میں مسیح آنے والا مَیں ہی ہوں ورنہ میرا اعتقاد تو وُہی تھا جو مَیں نے براہین احمدیہ
میں لکھ دیا تھا۔ اور پھر مَیں نے اِسپر کفایت نہ کرکے اِس وحی کو قرآن شریف پر عرض کیا تو آیات قطعیۃ الدلالت
سے ثابت ہُوا کہ درحقیقت مسیح ابن مریم فوت ہوگیا ہے اور آخری خلیفہ مسیح موعود کے نام پر اِسی اُمت
میں سے آئیگا۔ اور جیسا کہ جب دن چڑھ جاتا ہے تو کوئی تاریکی باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح صدہا نشانوں
اور آسمانی شہادتوں اور قرآن شریف کی قطعیۃ الدلالت آیات اور نصوص صریحہ حدیثیہ نے مجھے اِس بات
کے لئے مجبور کر دیا کہ مَیں اپنے تئیں مسیح موعود مان لوں۔ میرے لئے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش ہو
مجھے اِس بات کی ہرگز تمنا نہ تھی۔ مَیں پوشیدگی کے حُجرہ میں تھا اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور نہ مجھے
یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے شناخت کرے۔ اُس نے گوشۂ تنہائی سے مجھے جبرًا نکالا۔ مَیں نے چاہا کہ میں
پوشیدہ رہوں اور پوشیدہ مروں مگر اُس نے کہا کہ مَیں تجھے تمام دُنیا میں عزت کے ساتھ شہرت دُونگا
پس یہ اُس خدا سے پُوچھو کہ ایسا تُو نے کیوں کیا؟ میرا اِس میں کیا قصور ہے۔ اِسی طرح اوائل میں میرا
یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وُہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے
ص۱۵۰ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو مَیں اُسکو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں
جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اِس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور

یہ حوالہ صفحہ 97 پر درج ہے

حقیقۃ الوحی صفحہ 150 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 153 از مرزا قادیانی

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے۔ علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی
نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ ۱۶۴
وسلم نے خبر دی تھی کہ آخری زمانہ میں میری اُمت میں سے ہی مسیح موعود آئیگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے یہ بھی خبر دی تھی کہ میں معراج کی رات میں مسیح ابن مریم کو اُن نبیوں میں دیکھ آیا ہوں جو اس دُنیا
سے گذر گئے ہیں اور یحییٰ شہید کے پاس دوسرے آسمان میں اُنکو دیکھا ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف
میں خبر دی کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے اور خدا نے میری سچائی کی گواہی کیلئے تین لاکھ سے زیادہ
آسمانی نشان ظاہر کئے اور آسمان پر کسوف خسوف رمضان میں ہوا۔ اب جو شخص خدا اور رسول
کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو
باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھیراتا ہے تو وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور اگر وہ مومن ہے تو
مَیں بوجہ افترا کرنے کے کافر ٹھیرا کیونکہ مَیں اُنکی نظر میں مفتری ہوں اور اللہ تعالیٰ قرآن شریف
میں فرماتا ہے۔ قالت الاعراب اٰمنّا. قل لم تؤمنوا ولٰکن قولوا اسلمنا ولمّا
ید خل الایمان فی قلوبکم[1] یعنی عرب کے دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔ اُن سے کہہ دو کہ تم
ایمان نہیں لائے۔ ہاں یُوں کہو کہ ہم نے اطاعت اختیار کر لی ہے اور ایمان ابھی تمہارے
دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ پس جبکہ خدا اطاعت کرنیوالوں کا نام مومن نہیں رکھتا۔ پھر وہ لوگ
خدا کے نزدیک کیونکر مومن ہو سکتے ہیں جو کھلے کھلے طور پر خدا کے کلام کی تکذیب کرتے ہیں اور
خدا تعالیٰ کے ہزارہا نشان دیکھ کر جو زمین اور آسمان میں ظاہر ہوئے پھر بھی میری تکذیب سے
باز نہیں آتے۔ وہ خود اس بات کا اقرار رکھتے ہیں کہ اگر میں مفتری نہیں اور مومن ہوں۔ تو
اس صورت میں وہ میری تکذیب اور تکفیر کے بعد کافر ہوئے۔ اور مجھ کا فر ٹھیرا کر اپنے کفر پر
مُہر لگا دی۔ یہ ایک شریعت کا مسئلہ ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا آخر کافر ہو جاتا ہے۔ پھر جب کہ
دو سو مولوی نے مجھے کافر ٹھیرایا اور میرے پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا اور انہیں کے فتوے سے یہ
بات ثابت ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے اور کافر کو مومن کہنے والا بھی کافر ہو جاتا

[1] الحجرات: ۱۵

حقیقۃ الوحی صفحہ 168 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 168 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 97 پر درج ہے

محض جاہل اس سے دھوکا بھی کھا لیتے ہیں۔ لیکن حکیم مطلق نے سونے میں ایک امتیازی نشان رکھا ہے جس کو صراف فی الفور شناخت کر لیتے ہیں۔ اور بہتیرے سفید اور چمکتے ہوئے پتھر ایسے ہیں کہ جو ہیرے سے بہت ہی مشابہ ہیں اور بعض نادان اُن کو ہیرا سمجھ کر ہزارہا روپیہ کا نقصان اٹھا لیتے ہیں۔ لیکن صانع عالم نے ہیرے کے لئے ایک امتیازی نشان رکھا ہوا ہے جس کو ایک دانشمند جوہری شناخت کر سکتا ہے۔ ایسا ہی دنیا کے کل جواہرات اور عمدہ چیزوں کو دیکھ لو کہ اگرچہ بظاہر نظر کئی ردّی اور ادنیٰ درجہ کی چیزیں اُن سے شکل میں مل جاتی ہیں مگر ہر ایک پاک اور قابل قدر جوہر اپنے امتیازی نشان سے اپنی خصوصیت کو ظاہر کر دیتا ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ اور خود انسان کو دیکھو کہ اگرچہ وہ صورت میں بہت سے حیوانات سے مشابہت رکھتا ہے جیسا کہ بندر سے تاہم اُس میں ایک امتیازی نشان ہے جس کی وجہ سے ہم کسی بندر کو انسان نہیں کہہ سکتے۔ پھر جبکہ اِس مادی دنیا میں جو ناپائیدار اور بے ثبات ہے اور جس کا نقصان بھی بمقابل آخرت کے کچھ چیز نہیں ہے ہر ایک عمدہ اور نفیس جوہر کیلئے حکیم مطلق نے امتیازی نشان قائم کر دیا ہے جس کی وجہ سے وہ جوہر بسہولت شناخت کیا جاتا ہے۔ تو پھر مذہب جس کی غلطی جہنم تک پہنچاتی ہے اور ایسا ہی ایک راستباز اور اہل اللہ کا وجود جس کا انکار شقاوت ابدی کے گڑھے میں ڈالتا ہے کیونکر یقین کیا جائے کہ اُن کی شناخت کے لئے کوئی بھی یقینی اور قطعی نشان نہیں۔ پس ایسے شخص سے زیادہ کون احمق اور نادان ہے کہ جو خیال کرتا ہے کہ سچے مذہب اور سچے راستباز کے لئے کوئی امتیازی نشان خدا نے قائم نہیں کیا۔ حالانکہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں آپ فرماتا ہے کہ کتاب اللہ جو مذہب کی بنیاد ہے امتیازی نشان اپنے اندر رکھتی ہے جس کی نظیر کوئی پیش نہیں کر سکتا۔ اور نیز فرماتا ہے کہ ہر ایک مومن کو فرقان عطا ہوتا ہے یعنی امتیازی نشان جس سے وہ شناخت کیا جاتا ہے پس یقیناً سمجھو کہ سچا مذہب اور حقیقی راستباز ضرور اپنے ساتھ امتیازی نشان رکھتا ہے اور اسی کا نام دوسرے لفظوں میں معجزہ اور کرامت اور خارق عادت امر ہے۔ [صفحہ ۵۰]

براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 50 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 63 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 98 پر درج ہے

۱۸۴۔ **نشان**۔ ایک دفعہ میری بیوی کے حقیقی بھائی سیّد محمد اسمٰعیل کا جو اسوقت اسسٹنٹ سرجن ہے پٹیالہ سے خط آیا جس میں لکھا تھا کہ میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور خط کے اخیر میں یہ بھی لکھا تھا کہ اسحاق میرا چھوٹا بھائی بھی فوت ہو گیا ہے اور تاکید کی تھی کہ خط کو دیکھتے ہی چلے آویں۔ اور اتفاق ایسا ہوا کہ ایسے وقت میں وہ خط پہنچا کہ جب خود میرے گھر کے لوگ سخت تپ سے بیمار تھے اور مجھے خوف تھا کہ اگر اُن کو اس خط کے مضمون سے اطلاع دی جائے گی تو اندیشہ جان ہے۔ تب میرا دل نہایت اضطراب میں پڑا اُس اضطراب کی حالت میں مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے اطلاع دی گئی کہ یہ خبر وفات صحیح نہیں اور مَیں نے اِس الہام سے مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم اور شیخ حامد علی اور بہت سے لوگوں کو اطلاع دی اور پھر بعد اس کے شیخ حامد علی کو جو میرا ملازم ہے پٹیالہ میں بھیجا تو معلوم ہوا کہ درحقیقت خلاف واقعہ تھی۔ سوچنے کا مقام ہے کہ بغیر خدا تعالیٰ کے کسی کو امور غیبیہ پر اطلاع نہیں ہوتی۔ اور یہ خدا تعالیٰ نے ایک ایسی غیب کی خبر دی جس نے خط کے مضمون کو ردّ کر دیا۔ ۳۸۴

۱۸۵۔ **نشان**۔ بعض نشان اس قسم کے ہوتے ہیں کہ اُن کے وقوع میں ایک منٹ کی تاخیر بھی نہیں ہوتی۔ کہ فی الفور واقع ہو جاتے ہیں اور اُن میں گواہ کا پیدا ہونا کم میسّر آتا ہے اِسی قسم کا یہ ایک نشان ہے کہ ایک دن بعد نماز صبح میرے پر کشفی حالت طاری ہوئی اور مَیں نے اُس وقت اس کشفی حالت میں دیکھا کہ میرا لڑکا مبارک احمد باہر سے آیا ہے اور میرے قریب جو ایک چٹائی پڑی ہوئی تھی اُس کے ساتھ پَیر پھسل کر گر پڑا ہے اور اُس کو بہت چوٹ لگی ہے اور تمام کرتہ خون سے بھر گیا ہے۔ مَیں نے اُس وقت مبارک احمد کی والدہ کے پاس جو اُس وقت میرے پاس کھڑی تھیں یہ کشف بیان کیا۔ تو ابھی میں بیان ہی کر چکا تھا کہ مبارک احمد ایک طرف سے دوڑا آیا۔ جب چٹائی کے پاس پہنچا۔ تو چٹائی سے پَیر پھسل کر گر پڑا۔ اور سخت چوٹ آئی اور تمام کرتہ خون سے بھر گیا۔ اور

حقیقۃ الوحی صفحہ 384 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 398، 399 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 98 پر درج ہے

ایک منٹ کے اندر ہی یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ ایک نادان کہے گا کہ اپنی بیوی کی گواہی کا کیا اعتبار ہے اور نہیں جانتا کہ ہر ایک شخص طبعًا اپنے ایمان کی حفاظت کرتا ہے اور نہیں چاہتا کہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر پھر جھوٹ بولے۔ سوا اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر معجزات کے گواہ آنجناب کے دوست اور آنجناب کی بیویاں تھیں۔ اس صورت میں وہ معجزات بھی باطل ہوتے ہیں اور اکثر نشانوں کے دیکھنے والے یہی لوگ ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہر وقت ساتھ رہنے کا انہیں کو اتفاق ہوتا ہے۔ دشمنوں کو کہاں نصیب ہو سکتا ہے کہ وہ ان نشانوں کو دیکھ سکیں کہ جو ایک طرف بذریعہ پیشگوئی بتلائے جاتے اور دوسری طرف معًا پورے ہو جاتے ہیں۔ دشمن کا تو دل بھی دور ہوتا ہے اور جسم بھی دور۔

۱۸۶۔ **نشان**۔ ایسا ہی عرصہ قریبًا تین سال کا ہوا ہے کہ صبح کے وقت کشفی طور پر مجھے دکھایا گیا کہ مبارک احمد سخت مبہوت اور بدحواس ہو کر میرے پاس دوڑا آیا ہے اور نہایت بے قرار ہے اور حواس اُڑے ہوئے ہیں اور کہتا ہے کہ ابّا پانی یعنی مجھے پانی دو! یہ کشف میں نے نہ صرف گھر کے لوگوں کو بلکہ بہتوں کو سنا دیا تھا۔ کیونکہ اسکے وقوع میں ابھی قریبًا دو گھنٹے باقی تھے۔ اِس کے بعد اُسی وقت ہم باغ میں گئے اور قریبًا ۸ بجے صبح کا وقت تھا اور مبارک احمد بھی ساتھ تھا اور مبارک احمد کئی دوسرے چھوٹے بچوں کے ساتھ باغ کے ایک گوشہ میں کھیلتا تھا اور عمر قریبًا چار برس کی تھی اُسوقت میں ایک درخت کے نیچے کھڑا تھا میں نے دیکھا کہ مبارک احمد زور سے میری طرف دوڑتا چلا آتا ہے اور سخت بدحواس ہو رہا ہے میرے سامنے آکر اتنا اُسکے مُنہ سے نکلا کہ ابّا پانی۔ بعد اسکے نیم بیہوش کی طرح ہو گیا اور وہاں سے کنوآں قریبًا پچاس قدم کے فاصلہ پر تھا میں نے اُسکو گود میں اُٹھا لیا اور جہاں تک مجھ سے ہو سکا میں تیز قدم اُٹھا کر اور دَوڑ کر کنوئیں تک پہنچا اور اُسکے مُنہ میں پانی ڈالا۔ جب اُس کو ہوش آئی اور کچھ آرام آیا تو میں نے اُس سے اِس حادثہ کا سبب دریافت کیا تو اُسنے کہا کہ بعض بچوں کے کہنے سے میں نے بہت پسا ہوا

حقیقۃ الوحی صفحہ 384 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 398، 399 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 98 پر درج ہے

ایک منٹ کے اندر ہی یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ ایک نادان کہے گا کہ اپنی بیوی کی گواہی کا کیا اعتبار ہے اور نہیں جانتا کہ ہر ایک شخص طبعًا اپنے ایمان کی حفاظت کرتا ہے اور نہیں چاہتا کہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر پھر جھوٹ بولے۔ سوا اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر معجزات کے گواہ آنجناب کے دوست اور آنجناب کی بیویاں تھیں۔ اس صورت میں وہ معجزات بھی باطل ہوتے ہیں اور اکثر نشانوں کے دیکھنے والے یہی لوگ ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہر وقت ساتھ رہنے کا انہیں کو اتفاق ہوتا ہے۔ دشمنوں کو کہاں نصیب ہوسکتا ہے کہ وہ ان نشانوں کو دیکھ سکیں کہ جو ایک طرف بذریعہ پیشگوئی بتلائے جانے اور دوسری طرف معًا پورے ہو جاتے ہیں۔ دشمن کا تو دل بھی دور ہوتا ہے اور جسم بھی دور۔

۲۵۵ ۱۸۶۔ نشان۔ ایسا ہی عرصہ قریبًا تین سال کا ہوا ہے کہ صبح کے وقت کشفی طور پر مجھے دکھایا گیا کہ مبارک احمد سخت مبہوت اور بدحواس ہو کر میرے پاس دوڑا آیا ہے اور نہایت بے قرار ہے اور حواس اُڑے ہوئے ہیں اور کہتا ہے کہ ابّا پانی یعنی مجھے پانی دو۔ یہ کشف مَیں نے نہ صرف گھر کے لوگوں کو بلکہ بہتوں کو سُنا دیا تھا۔ کیونکہ اسکے وقوع میں ابھی قریبًا دو گھنٹے باقی تھے۔ اس کے بعد اُسی وقت ہم باغ میں گئے اور قریبًا ۸ بجے صبح کا وقت تھا اور مبارک احمد بھی ساتھ تھا اور مبارک احمد کئی دوسرے چھوٹے بچوں کے ساتھ باغ کے ایک گوشہ میں کھیلتا تھا اور عمر قریبًا چار برس کی تھی اُسوقت مَیں ایک درخت کے نیچے کھڑا تھا مَیں نے دیکھا کہ مبارک احمد زور سے میری طرف دوڑتا چلا آتا ہے اور سخت بدحواس ہو رہا ہے میرے سامنے آکر اتنا اُسکے مُنہ سے نکلا کہ ابّا پانی۔ بعد اسکے نیم بیہوش کی طرح ہوگیا اور وہاں سے کنواں قریبًا پچاس قدم کے فاصلہ پر تھا مَیں نے اُسکو گود میں اُٹھا لیا اور جہاں تک مجھ سے ہوسکا مَیں تیز قدم اُٹھا کر اور دوڑ کر کنوئیں تک پہنچا اور اُسکے مُنہ میں پانی ڈالا۔ جب اُس کو ہوش آئی اور کچھ آرام آیا تو مَیں نے اُس سے اِس حادثہ کا سبب دریافت کیا تو اُسنے کہا کہ بعض بچوں کے کہنے سے مَیں نے بہت پسا ہوا

حقیقۃ الوحی صفحہ 385 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 399 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 98 پر درج ہے

منجانب اللہ الہام ہوا:۔

چل رہی ہے نسیم رحمت کی جو دعا کیجئے قبول ہے آج

اس دعا کے بعد خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے وہ مشکلات اُن کے دُور کر دیئے اور انہوں نے شکر گذاری کا خط لکھا۔ اس واقعہ کا وہی خط گواہ ہے جو میرے کسی بستہ میں موجود ہوگا اور کئی اور لوگ گواہ ہیں بلکہ اُس وقت صدہا آدمیوں میں یہ میرا الہام شہرت پا گیا تھا اور نواب علی محمد خان مرحوم رئیس جھجر نے بھی اس کو اپنی یادداشت میں لکھ لیا تھا۔ صفحہ ۳۸۰

۱۷۹۔ نشان۔ مولوی کرم دین کے مقدمہ میں جو گورداسپور میں دائر تھا کرم دین مذکور اس بات پر زور دیتا تھا کہ لئیم کے لفظ کے معنی ولد الزنا ہیں اور کذّاب کے یہ معنی ہیں جو ہمیشہ جھوٹ بولتا ہو یہی معنی پہلی عدالت نے قبول کئے۔ اُن دنوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا۔ معنیٔ دیگر نہ پسندیم ما۔ جس سے یہ تفہیم ہوئی کہ دوسری عدالت میں یہ معنی قائم نہیں رہیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اپیل کی عدالت میں صاحب ڈویژنل جج نے ان تمام عذرات کو ردّ کر دیا اور یہ لکھا کہ کذّاب اور لئیم کے الفاظ کرم دین کے مناسب حال ہیں بلکہ وہ اس سے بڑھ کر الفاظ کا بھی مستحق ہے سو صاحب ڈویژنل جج نے وہ پُر تکلف معنے کرم دین کے پسند نہ کئے جو پہلی عدالت میں پسند کئے گئے تھے دیکھو اخبار الحکم نمبر ۲۰ جلد ۸۔ ۲۴ مئی ۱۹۰۴ء جس میں یہ الہام موجود ہے۔

۱۸۰۔ نشان۔ ایک دفعہ ۱۹۰۲ء میں مجھے الہام ہوا یریدون ان یطفؤا نورک و یتخطف عرضک و انی معک و مع اھلک۔ یعنی دشمن لوگ ارادہ کریں گے کہ تیرے نور کو بجھا دیں اور تیری آبرو ریزی کریں مگر میں تیرے ساتھ ہوں گا۔ اور اُن کے ساتھ جو تیرے ساتھ ہیں اور اُنہی دنوں میں مَیں نے دیکھا کہ مَیں ایک کوچہ میں ہوں جو آگے سے بند ہے اور بہت تنگ کوچہ ہے کہ بمشکل ایک آدمی اس میں سے گذر سکتا ہو۔ مَیں بند کوچہ کے آخری حصہ میں جس کے آگے کوئی راہ نہ تھا۔ دیوار کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ اور جو واپس جانے کی طرف راہ تھی اُسکی طرف جب نظر اُٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تین قوی ہیکل سانڈھے وہاں کھڑے ہیں جو خونی ہیں اور گذرنے کی

ے اصل میں جلد کا نمبر درج نہیں تھا اب درج کر دیا گیا ہے۔ ناشر

حقیقۃ الوحی صفحہ 381 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 394، 395 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 99 پر درج ہے

راہ بند کر رکھی ہے۔ ایک اُن میں سے میری طرف حملہ کر کے دوڑا۔ اُس کو میں نے ہاتھ سے ہٹا دیا۔ پھر دُوسرا حملہ آور ہوُا اور اُسکو بھی میں نے ہاتھ سے ہٹا دیا۔ پھر تیسرا اِس شدّت اور جوش سے آیا کہ اُسے دیکھکر یقین ہوتا تھا کہ اب خیر نہیں لیکن جب میرے قریب آیا تو دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہوگیا اور میں اُسکے ساتھ رگڑ کر اُسکے پاس سے گذر گیا۔ اِسی اثناء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے چند کلمات میرے دل پر القا ہوئے جن کو میں پڑھتا جاتا اور دَوڑتا تھا اور وہ یہ ہیں رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ۔ اِس واقعہ کے دیکھنے کے ساتھ ہی مجھ کو تفہیم ہوئی کہ کوئی دشمن مقدمہ برپا کریگا اور اُسکے تین وکیل ہونگے اور یہ الہام اور کشف قبل ظہور اِس مقدمہ کے پرچہ اخبار الحکم ۱۹۰۲ء یعنی الحکم نمبر ۲۴ میں درج ہو کر شائع کی گئی بعد میں کرم دین نے جہلم میں میرے پر مقدمہ کیا اور میری طلبی ہوئی اور وہ مقدمہ فوجداری اور سخت مقدمہ تھا اور جیسا کہ کشفی حالت میں ظاہر کیا گیا تین وکیل اُسکے تھے۔ آخر کار بموجب وعدہ الٰہی وُہ مقدمہ اُس کا خارج ہوُا۔ دیکھو پرچہ اخبار الحکم ۱۹۰۲ء نمبر ۲۴ جلد ۶ ٭

۱۸۱۔ نشان۔ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ ایک لڑکی تمہارے گھر میں پیدا ہوگی اور مر جائیگی اور اُس کا نام غاسق رکھا یعنی غروب ہونیوالی۔ اور یہ اِس بات کی طرف اشارہ تھا کہ طفولیت

٭ مولوی کرم دین کے متعلق ایک پیشگوئی مفصّل طور پر اخبار الحکم میں قبل از وقت شائع ہو چکی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک فوجداری مقدمہ میں عدالت ماتحت میرے برخلاف فیصلہ کریگی اور پھر عدالت عالیہ سے میری بریت ہو جائیگی چنانچہ کرم دین نے جب گورداسپور میں میرے پر فوجداری مقدمہ کیا تو عدالت ماتحت یعنی آتمارام کے محکمہ سے پانسو روپیہ جرمانہ میرے پر ہوُا۔ پھر عدالت عالیہ یعنی صاحب ڈویژنل جج کے محکمہ سے وُہ حکم منسوخ ہو کر عزت کے ساتھ میری بریت ہوئی اور حاکم مجوّز نے لکھا کہ لفظ کذّاب اور لئیم جو کرم دین کی نسبت استعمال کئے گئے ہیں وُہ محل پر ہیں اور کرم دین ان الفاظ کا مستحق ہے بلکہ اگر ان الفاظ سے بڑھ کر اور سخت الفاظ کرم دین کی نسبت لکھے جاتے تب بھی وُہ ان الفاظ کا مستحق تھا ایسے الفاظ سے کرم دین کی کوئی ازالہ حیثیت عرفی نہیں ہوئی۔ یہ پیشگوئی وقت سے بہت پہلے شائع کی گئی تھی۔ منہ

٭ یہ نشان پہلے بھی لکھا جا چکا ہے مگر اب اس جگہ مزید تشریح کے لئے دوبارہ درج کیا گیا۔ منہ

حقیقۃ الوحی صفحہ 381 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 394، 395 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 99 پر درج ہے

وارث نہیں تھا اس لئے اُس کی زمین میں سے آدھی تو ہمارے حصہ میں آئی اور آدھی زمین ہمارے چچا زاد بھائیوں کے حصہ میں گئی اور اس طرح پر وہ پیشگوئی پوری ہوگئی جس کے پورے ہونے اور بیان کرنے پر ایک جماعت گواہ ہے اور نیز شیخ حامد علی بھی جو زندہ موجود ہے۔

۹۵- پچانواں نشان۔ ایک دفعہ مجھے لودھیانہ سے پٹیالہ جانے کا اتفاق ہوا اور میرے ساتھ شیخ حامد علی اور دوسرا شخص فتح خان نام ساکن ایک گاؤں متصل ٹانڈہ ضلع ہوشیار پور کا اور تیسرا شخص عبدالرحیم نام ساکن انبالہ چھاؤنی تھا اور بعض اور بھی تھے جو یاد نہیں رہے۔ جس صبح ہم نے ریل پر سوار ہونا تھا مجھے الہام کے ذریعہ سے بتایا گیا تھا کہ اس سفر میں کچھ نقصان ہوگا اور کچھ حرج بھی۔ میں نے اپنے ان تمام ہمراہیوں کو کہا کہ نماز پڑھ کر دعا کرلو کیونکہ مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ چنانچہ سب نے دعا کی اور پھر ہم ریل پر سوار ہوکر ہر ایک طور کی عافیت سے پٹیالہ میں پہنچ گئے۔ جب ہم اسٹیشن پر پہنچے تو وزیر اعظم ریاست کا خلیفہ محمد حسن مع اپنے تمام ارکان ریاست کے جو شاید اٹھارہ گاڑیوں پر سوار ہونگے پیشوائی کے لئے موجود دیکھے اور جب آگے بڑھے تو شاید سات ہزار کے قریب دوسرے عام و خاص شہر کے رہنے والے ملاقات کیلئے موجود تھے اس حد تک تو خیر گذری نہ کوئی نقصان ہوا اور نہ کوئی حرج۔ لیکن جب واپس کرنے کا ارادہ ہوا۔ تو وہی وزیر صاحب مع اپنے بھائی سید محمد حسین صاحب کے جو شاید ان دنوں میں ممبر کونسل ہیں مجھے ریل پر سوار کرنے کیلئے اسٹیشن پر میرے ہمراہ گئے اور اُن کے ساتھ نواب علی محمد خان صاحب مرحوم جھجر والے بھی تھے۔ جب ہم اسٹیشن پر پہنچے تو ریل کے چلنے میں کچھ دیر تھی۔ میں نے ارادہ کیا کہ عصر کی نماز یہیں پڑھ لوں اس لئے میں نے چوغہ اتار کر وضو کرنا چاہا اور چوغہ وزیر صاحب کے ایک ملازم کو پکڑا دیا اور پھر چوغہ پہن کر نماز پڑھ لی۔ اور اس چوغہ میں زادِ راہ کے طور پر کچھ روپیہ تھے اور اسی میں ریل کا کرایہ بھی دینا تھا۔ جب ٹکٹ لینے کا وقت آیا تو میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا کہ تا ٹکٹ کیلئے روپیہ دوں تو معلوم ہوا کہ وہ رومال جس میں روپیہ تھا گم ہوگیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ چوغہ اتارنے کے وقت کہیں گر پڑا۔ مگر مجھے بجائے غم کے خوشی ہوئی کہ ایک ۲۴۴

یہ حوالہ صفحہ 99 پر درج ہے

حقیقۃ الوحی صفحہ 257 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 557,556 از مرزا قادیانی

حصہ پیشگوئی کا پورا ہوگیا۔ پھر ہم ٹکٹ کا انتظام کرکے ریل پر سوار ہوگئے۔ جب ہم دوراہہ کے اسٹیشن پر پہنچے تو شاید اُس وقت دس بجے رات کا وقت تھا اور وہاں صرف پانچ منٹ کیلئے ریل ٹھہرتی تھی۔ میرے ایک ہمراہی شیخ عبدالرحیم نے ایک انگریز سے پوچھا کہ کیا لودہانہ آگیا؟ اُس نے شرارت سے یا کسی اپنی خودغرضی سے جواب دیا کہ ہاں آگیا۔ تب ہم مع اپنے تمام اسباب کے جلد جلد اُتر آئے۔ اتنے میں ریل روانہ ہوگئی۔ اُترنے کے ساتھ ہی ایک ویرانہ اسٹیشن دیکھ کر پتہ لگ گیا کہ ہمیں دھوکہ دیا گیا۔ وہ ایسا ویرانہ اسٹیشن تھا کہ بیٹھنے کے لئے چارپائی بھی نہیں ملتی تھی اور نہ روٹی کا سامان ہو سکتا تھا مگر اس امر کے خیال سے کہ اس حرج کے پیش آنے سے دوسرا حصہ پیشگوئی کا بھی پورا ہوگیا۔ اِس قدر مجھے خوشی ہوئی کہ گویا اِس مقام میں کسی نے ہمیں بھاری دعوت دی اور گویا ہر ایک قسم کا خوش مزہ کھانا ہمیں مل گیا۔ بعد اس کے اسٹیشن ماسٹر اپنے کمرہ سے نکلا۔ اُس نے افسوس کیا کہ کسی نے ناحق شرارت سے آپکو حرج پہنچایا اور کہا کہ آدھی رات کو ایک مال گاڑی آئے گی۔ اگر گنجائش ہوئی تو میں اُس میں بٹھا دونگا۔ تب اُس نے اِس امر کے دریافت کے لئے تار دی۔ در جواب آیا گنجائش ہے۔ تب ہم آدھی رات کو سوار ہوکر لودہانہ میں پہنچ گئے۔ گویا یہ سفر اسی پیشگوئی کے لئے تھا۔

۹۶۔ چھیانواں نشان۔ ایک دفعہ نواب علی محمد خان مرحوم رئیس لودھیانہ نے میری طرف خط لکھا کہ میرے بعض امور معاش بند ہوگئے ہیں آپ دُعا کریں کہ تا وہ کھل جائیں۔ جب میں نے دُعا کی تو مجھے الہام ہوا کہ کھل جائیں گے۔ میں نے بذریعہ خط اُنکو اطلاع دے دی۔ پھر صرف دو چار دن کے بعد وہ وجوہ معاش کھل گئے اور اُنکو بشدّت اعتقاد ہوگیا۔ پھر ایک دفعہ انہوں نے بعض اپنے پوشیدہ مطالب کے متعلق میری طرف ایک خط روانہ کیا۔ اور جس گھڑی انہوں نے خط ڈاک میں ڈالا اُسی گھڑی مجھے الہام ہوا کہ اس مضمون کا خط اُنکی طرف سے آنے والا ہے۔ تب میں نے بلاتوقف اُنکی طرف یہ خط لکھا کہ اس مضمون کا خط آپ روانہ کرینگے

حقیقۃ الوحی صفحہ 257 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 557,556 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 99 پر درج ہے

حصہ پیشگوئی کا پورا ہوگیا۔ پھر ہم ٹکٹ کا انتظام کر کے ریل پر سوار ہوگئے۔ جب ہم دوراہہ کے اسٹیشن پر پہنچے تو شاید اُس وقت دس بجے رات کا وقت تھا اور وہاں صرف پانچ منٹ کیلئے ریل ٹھہرتی تھی۔ میرے ایک ہمراہی شیخ عبد الرحیم نے ایک انگریز سے پوچھا کہ کیا لودہانہ آگیا؟ اُس نے شرارت سے یا کسی اپنی خودغرضی سے جواب دیا کہ ہاں آگیا۔ تب ہم مع اپنے تمام اسباب کے جلد جلد اُتر آئے۔ اتنے میں ریل روانہ ہوگئی۔ اُترنے کے ساتھ ہی ایک ویرانہ اسٹیشن دیکھ کر پتہ لگ گیا کہ ہمیں دھوکہ دیا گیا۔ وہ ایسا ویرانہ اسٹیشن تھا کہ بیٹھنے کے لئے چارپائی بھی نہیں ملتی تھی اور نہ روٹی کا سامان ہو سکتا تھا مگر اس امر کے خیال سے کہ اس حرج کے پیش آنے سے دُوسرا حصہ پیشگوئی کا بھی پُورا ہوگیا۔ اس قدر مجھے خوشی ہوئی کہ گویا اس مقام میں کسی نے ہمیں بھاری دعوت دی اور گویا ہر ایک قسم کا خوش مزہ کھانا ہمیں مل گیا۔ بعد اس کے اسٹیشن ماسٹر اپنے کمرہ سے نکلا اُس نے افسوس کیا کہ کسی نے ناحق شرارت سے آپکو حرج پہنچایا اور کہا کہ آدھی رات کو ایک مال گاڑی آئے گی۔ اگر گنجائش ہوئی تو میں اس میں بٹھا دونگا۔ تب اُس نے اُس امر کے دریافت کے لئے تار دی اور جواب آیا گنجائش ہے۔ تب ہم آدھی رات کو سوار ہوکر لودہانہ میں پہنچ گئے۔ گویا یہ سفر اسی پیشگوئی کے لئے تھا۔ ۲۴۶

۹۶۔ چھیانویں نشان۔ ایک دفعہ نواب علی محمد خان مرحوم رئیس لودھیانہ نے میری طرف خط لکھا کہ میرے بعض امورِ معاش بند ہوگئے ہیں آپ دُعا کریں کہ تا وہ کُھل جائیں۔ جب میں نے دُعا کی تو مجھے الہام ہوا کہ کُھل جائیں گے۔ میں نے بذریعہ خط اُنکو اطلاع دے دی۔ پھر صرف دو چار دن کے بعد وہ وجوہ معاش کُھل گئے اور اُنکو بشدت اعتقاد ہوگیا۔ پھر ایک دفعہ انہوں نے بعض اپنے پوشیدہ مطالب کے متعلق میری طرف ایک خط روانہ کیا۔ اور جس گھڑی انہوں نے خط ڈاک میں ڈالا اُسی گھڑی مجھے الہام ہوا کہ اس مضمون کا خط اُنکی طرف سے آنے والا ہے۔ تب میں نے بلاتوقف اُنکی طرف یہ خط لکھا کہ اس مضمون کا خط آپ روانہ کرینگے

حقیقۃ الوحی صفحہ 257 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 257 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 101 پر درج ہے

اور قسمت کو دیکھ لے ہم کسی کو منع نہیں کرتے۔

اسباب پرستی، پتھر پرستی سے بڑھ کر ہے۔ پتھروں کی پوجا اگر محرقہ ہے، تو اسباب پرستی تپ دق ہے جس نے دُنیا کو ہلاک کر دیا ہے۔ یاد رکھو جو اسباب میں دل لگاتا ہے، وُہ شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

الدار والوں کی حفاظت کا تو ذمہ خدا تعالیٰ نے لیا ہے۔ مگر ایک دار تو وُہ ہے جو خس وخاشاک خاک کا بنا ہوا در و دیوار والا گھر ہے اور ایک وہ جو ہمارے منشاء کے موافق رُوحانی طور پر اپنی تبدیلی کرتا ہے۔ وُہ بھی ہمارے دار میں ہے۔

برکت کا نشان

میرے پاس ایک شیشی مُشک کی ہے جس میں سے مَیں کھایا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کے سلسلہ کو منقطع کرنا نہیں چاہتا، تو جس طرح چاہے اس کو برکت دیدے۔ مَیں نے گھر والوں سے کہا کہ لاؤ اس شیشی کو میں برکت دیتا ہوں، چنانچہ مَیں نے اُس میں پھونک ماردی۔ ڈاک کے وقت فضل الٰہی ایک شیشی لایا۔ مَیں نے سمجھا کہ کوئی دوائی ہے اور رکھ دی۔ مگر فجر کو جب اسے کھول کر دیکھا، تو وہ مُشک نکلا۔ مَیں نے اس کو بلا کر پوچھا کہ کس نے تم کو بھیجی ہے۔ اس نے کہا کہ وہ کاغذ گم ہوگیا۔ اس شیشی پر بھی مُرسل و فرستندہ کا نام نہیں۔ یہ نمونہ خدا تعالیٰ نے برکت کا دیا ہے۔ مَیں نے گھر میں خود پھونک ماری اور دُوسرے دن وُہ شیشی آگئی۔ یہ خُدا کے عجیب کام ہیں، جو آجکل ظاہر ہو رہے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

---

۳۰ ستمبر ۱۹۰۲ء

رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ

رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ دراصل دونوں ایک ہی ہیں۔ آدم زاد کی پرستش کرنے میں کوئی ایک دوسرے سے ممتاز نہیں ہے۔ ایک بیٹے کی پرستش کرتا ہے تو دوسرا ماں کو بھی خدا بناتا ہے اور اس معاملہ میں وہ عقلمندی سے کام لیتا ہے جب بیٹا خدا ہے تو ماں کو ضرور خدا ہونی چاہیے۔ مگر اب وقت آگیا ہے کہ انسان پرستی کا شہتیر ٹوٹ جاوے۔

لہ۔ الحکم جلد ۶ نمبر ۳۴ صفحہ ۱۵-۱۶ پرچہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۲ء

ملفوظات جلد دوم صفحہ 286 طبع جدید، از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 101 پر درج ہے

اُٹھا اور امتحان کیلئے چلنا شروع کیا تو ثابت ہوا کہ میں بالکل تندرست ہوں۔ تب مجھے اپنے قادر خدا کی قدرت عظیم کو دیکھ کر رونا آیا کہ کیسا قادر ہمارا خدا ہے اور ہم کیسے خوش نصیب ہیں کہ اس کی کلام قرآن شریف پر ایمان لائے اور اُسکے رسول کی پیروی کی۔ اور کیا بدنصیب وُہ لوگ ہیں جو اس ذوالعجائب خدا پر ایمان نہیں لاتے۔

۸۵- نشان۔ ایک مرتبہ مَیں قولنج زحیری سے سخت بیمار ہوا اور سولہ[16] دن پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے انہیں دنوں میں شیخ رحیم بخش صاحب مرحوم مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کے والد ماجد بٹالہ سے میری عیادت کیلئے آئے اور میری نازک حالت انہوں نے دیکھی اور مَیں نے سُنا کہ وہ بعض لوگوں کو کہہ رہے تھے کہ آجکل یہ مرض وبا کی طرح پھیل رہی ہے بٹالہ میں ابھی مَیں ایک جنازہ پڑھ کر آیا ہوں جو اسی مرض سے فوت ہوا ہے اور ایسا اتفاق ہوا کہ ۲۲۵ کہ محمد بخش نام ایک حجام قادیان کا رہنے والا اُسی دن اُسی مرض سے بیمار ہوا اور آٹھویں دن مرگیا۔ اور جب سولہ دن میری مرض پر گذرے تو آثار نومیدی کے ظاہر ہو گئے اور مَیں نے دیکھا کہ بعض عزیز میرے دیوار کے پیچھے روتے تھے اور مسنون طور پر تین مرتبہ سُورہ یٰسٓ سنائی گئی۔ جب میری مرض اس نوبت پر پہنچ گئی تو خدا تعالیٰ نے میرے دل پر القاء کیا کہ اور علاج چھوڑ دو اور دریا کی ریت جس کے ساتھ پانی بھی ہو تسبیح اور درود کے ساتھ اپنے بدن پر ملو۔ تب بہت جلد دریا سے ایسی ریت منگوائی گئی اور مَیں نے اِس کلمہ کے ساتھ کہ سبحان اللّٰہ وبحمدہٖ سبحان اللّٰہ العظیم اور درود شریف کے ساتھ اُس ریت کو بدن پر ملنا شروع کیا۔ ہر ایک دفعہ جو جسم پر وُہ ریت پہنچتی تھی تو گویا میرا بدن آگ میں سے نجات پاتا تھا صبح تک وُہ تمام مرض دُور ہو گئی اور صبح کے وقت الہام ہوا۔ وان کنتم فی ریب مما نزلنا علٰی عبدنا فأتوا بشفاءٍ من مثلہ۔

۸۶- نشان۔ ایک دفعہ مجھے دانت میں سخت درد ہوئی۔ ایک دم قرار نہ تھا کسی شخص سے مَیں نے دریافت کیا کہ اس کا کوئی علاج بھی ہے۔ اُس نے کہا کہ علاج دندان اخراج دندان۔ اور دانت نکالنے سے میرا دل ڈرا۔ تب اُسوقت مجھے غنودگی آگئی اور مَیں زمین پر بیتابی کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا اور چارپائی

حقیقۃ الوحی صفحہ 246، 247 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 246، 247 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 102 پر درج

پاس بھی تھی۔ مَیں نے بیتابی کی حالت میں اُس چارپائی کی پائینتی پر اپنا سر رکھ دیا اور تھوڑی سی نیند آ گئی۔ جب مَیں بیدار ہؤا تو درد کا نام و نشان نہ تھا اور زبان پر یہ الہام جاری تھا۔ اذا مرضتَ فھو یشفی یعنی جب تُو بیمار ہوتا ہے تو وہ تجھے شفا دیتا ہے فالحمد للّٰہ علٰی ذالک۔

۸۷۔ ستاسیواں نشان۔ یہ پیشگوئی ہے کہ میری اس شادی کے بارے میں جو دہلی میں ہوئی تھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ الہام ہؤا تھا الحمد للّٰہ الذی جعل لکم الصھر والنسب یعنی اُس خدا کو تعریف ہے جس نے تمہیں دامادی اور نسب، دونوں طرف سے عزت دی یعنی تمہاری نسب کو بھی شریف بنایا اور تمہاری بیوی بھی سادات میں سے آئیگی یہ الہام شادی کیلئے ایک پیشگوئی تھی جس سے مجھے یہ فکر پیدا ہؤا کہ شادی کے اخراجات کو کیونکر مَیں انجام دُونگا کہ اس وقت میرے پاس کچھ نہیں اور نیز کیونکر مَیں ہمیشہ کیلئے اِس بوجھ کا متحمل ہو سکونگا۔ تو میں نے جناب الٰہی میں دُعا کی کہ ان

۲۳۶ اخراجات کی مجھ میں طاقت نہیں۔ تب یہ الہام ہؤا کہ ؎

ہرچہ باید نوعروسی را ہمہ ساماں کنم ✣ وآنچہ درکار شما باشد عطائے آں کنم

یعنی جو کچھ تمہیں شادی کے لئے درکار ہوگا۔ تمام سامان اُس کا میں آپ کرونگا۔ اور جو کچھ تمہیں وقتاً فوقتاً حاجت ہوتی رہے گی۔ آپ دیتا رہونگا۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا شادی کے لئے جو کسی قدر مجھے روپیہ درکار تھا۔ اُن ضروری اخراجات کے لئے منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ لاہور نے پانسو روپیہ مجھے قرضہ دیا اور ایک اور صاحب حکیم محمد شریف نام ساکن کلانور نے جو امرتسر میں طبابت کرتے تھے دو سو روپیہ یا تین سو روپیہ مجھے بطور قرض دیا۔ اُس وقت منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ نے مجھے کہا کہ ہندوستان میں شادی کرنا ایسا ہے جیسا کہ ہاتھی کو اپنے دروازہ پر باندھنا۔ مَیں نے اُن کو جواب دیا کہ ان اخراجات کا خدا نے خود وعدہ فرما دیا ہے۔ پھر شادی کرنے کے بعد سلسلہ فتوحات کا شروع ہو گیا۔ اور یا وہ زمانہ تھا کہ بباعث تفرقہ وجوہ معاش پانچ سات آدمی کا خرچ بھی میرے پر ایک بوجھ تھا۔ اور یا اب وہ وقت آ گیا کہ بحساب اوسط تین سَو آدمی ہر روز مع عیال و اطفال اور ساتھ اسکے

حقیقۃ الوحی صفحہ 246، 247 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 246، 247 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 102 پر درج ہے

میں ہی مرجائے گی۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق لڑکی پیدا ہوئی اور پیشگوئی کے مطابق طفولیت میں ہی مرگئی۔ دیکھو اخبار الحکم نمبر ۴ جلد ۷۔

۱۸۲۔ نشان۔ مولوی محمد فضل صاحب احمدی مقام چنگا تحصیل گوجرخاں ضلع راولپنڈی سے لکھتے ہیں کہ ایک روز ماہ مئی ۱۹۰۴ء کو مقام چنگا تحصیل گوجرخاں ضلع راولپنڈی جبکہ میں کچھ آدمیوں کے ساتھ جن میں بعض احمدی اور چند غیر احمدی شامل تھے نماز جمعہ ادا کر کے مسجد میں بیٹھا ہوا تھا تو ایک شخص مسمی فضلداد خان نمبردار چنگا جو میرا ہمقوم اور رشتہ میں سے تھا ایک شخص کے ورغلانے سے مسجد میں آکر مجھے معہ دیگر احمدیوں کے ملامت کرنے لگا۔ اور کہا کہ تم لوگ مسجد میں نماز نہ پڑھا کرو مسجد کو بھرشٹ کر دیا ہے۔ پھر فروعی مسائل کا جو احمدیوں اور غیر احمدیوں میں مختلف فیہ ہیں ذکر چھیڑ کر میرے ساتھ مجادلہ شروع کر دیا میں نے اُس کو معقولاً و منقولاً سمجھایا اور خوب ملزم کیا مگر وہ تکذیب پر اڑا رہا۔ اور ۳۸۲ اُس کے بہکانے سے عوام کو میں نے احمدیوں پر مشتعل پایا اور دیکھا کہ وہ شخص فتنہ اور فساد سے باز نہیں آتا اُس وقت میرے دل پر سخت قلق و اضطراب پیدا ہوا کہ خداوندا اب اس امر کا کیا علاج ہو۔ اس شخص کے ذریعہ بڑا فتنہ ہونے والا ہے۔ تب میں نے اس کو اپنا مخاطب بنا کر کہا کہ اگر میں جو مسائل بیان کر رہا ہوں اُن میں جھوٹا ہوں تو خدا تعالیٰ تجھ سے پہلے مجھے ہلاک کرے اور اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تعالیٰ تجھے ہلاک کرے۔ تب فضل داد خان نے ان لفظوں کے ساتھ مجھے جواب دیا کہ خدا تجھے ہلاک کرے۔ پھر میں اُسی وقت مسجد سے باہر آگیا اور لوگ منتشر ہوگئے۔ پھر چند روز کے بعد شخص مذکور (یعنی فضلداد خاں) درد شکم کی سخت مرض میں مبتلا ہوگیا اور دس ماہ کے اندر ۴ مارچ ۱۹۰۶ء کو مرگیا اور اپنی موت سے سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا نشان بطور یادگار چھوڑ گیا۔ کچھ مدت تک مجلس مباہلین حاضرین میں اس کے مرنے سے ایک دہشت اور رعب پھیل گیا تھا۔ اور میں نے اپنے بعض مخالفین سے بھی اپنے کانوں کے ساتھ یہ ذکر سنا کہ اس شخص کی

حقیقۃ الوحی صفحہ 396 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 396 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 102 پر درج ہے

	نہ خدا تعالیٰ کا خوف ہے اور نہ انسانوں سے شرم ہے۔
۷۱	منجملہ ان پیشگوئیوں کے جو پوری ہو چکی ہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے میری سچائی پر ایک نشان تھے۔ یہ ہے کہ جب میری لڑکی مبارکہ پیٹ میں تھی۔ اور قریباً پچیس روز اس کی پیدایش میں باقی رہتے تھے تو اس لڑکی کی والدہ نہایت تکلیف میں مبتلا تھی۔ اور حساب کی غلطی سے یہ غم بھی ان کو لاحق ہُوا کہ شاید یہ حمل نہ ہو کوئی اور بیماری ہو۔ کیونکہ انھوں نے ٹھیک ٹھیک یاد نہ رہنے کی وجہ سے خیال کیا کہ یہ گیارھواں مہینہ جاتا ہے اور علم دستور کے لحاظ سے یہ مدّت حمل کی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے دوہری تکلیف دامنگیر ہوگئی۔ اور جب ایسے ایسے خیالات سے اُن کا غم حد سے بڑھ گیا۔ تو مَیں نے اُن کے لئے دُعا کی۔ تب مجھے یہ الہام ہوا۔ آید آں روزے کہ مستخلص شود۔ یعنے وہ دن چلا آتا ہے کہ چھٹکارا ہو جائیگا۔ اور اِس الہام کے معنوں کی مجھے یہ تفہیم ہوئی۔ کہ لڑکی پیدا ہوگی اور اسی وجہ سے کوئی لفظ بشارت کا اِس الہام میں استعمال نہیں کیا گیا بلکہ چھٹکارا کا لفظ استعمال کیا گیا۔ چنانچہ مَیں نے اِس الہام سے اپنی جماعت میں سے بہتوں کو اطلاع دیدی۔ آخر ۲۷ رمضان ۱۳۱۴ھ کو لڑکی پیدا ہوگئی جس کا نام مبارکہ رکھا گیا۔ کیونکہ انہی دنوں میں مجھے معلوم کرایا گیا تھا کہ ایک نشان ظاہر ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور جس روز لڑکی کا عقیقہ تھا۔ اُسی روز ہمیں اطلاع پہنچی کہ وہ لیکھرام جس کے مارے جانے کی نسبت پیشگوئی کی گئی تھی وہ ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو اس غدار دُنیا سے عالم مجازات کی طرف کھینچا گیا۔ تمام گواہ اس پیشگوئی کے زندہ ہیں جو حلفاً بیان کر سکتے ہیں۔
۷۲	اور منجملہ میرے نشانوں کے جو میری تائید میں خدا تعالیٰ نے ظاہر فرمائے

تریاق القلوب صفحہ 323 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 451 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 102 پر درج ہے

نمک پھانک لیا اور دماغ پر بخار چڑھ گئے اور سانس رُک گیا اور گلا گھونٹا گیا۔ پس اس طرح پر خدا نے اُس کو شفا دی اور کشفی پیشگوئی پوری کی۔

۱۸۷۔ **نشان**۔ میرے بڑے بھائی جن کا نام میرزا غلام قادر تھا کچھ مُدت تک بیمار رہے جس بیماری سے آخر اُن کا انتقال ہوا جس دن اُن کی وفات مقدر تھی صبح مجھے الہام ہوا کہ جنازہ۔ اور اگرچہ کچھ آثار اُن کی وفات کے نہ تھے مگر مجھے سمجھایا گیا کہ آج وہ فوت ہو جائیں گے اور میں نے اپنے خاص ہم نشینوں کو اس پیشگوئی کی خبر دے دی جو اب تک زندہ ہیں۔ پھر شام کے قریب میرے بھائی کا انتقال ہو گیا۔ ۳۸۶

ان تمام پیشگوئیوں میں جو اس جگہ لکھی گئی ہیں۔ مَیں نے اختصار کے خیال سے بہت کم گواہوں کا ذکر کیا ہے مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے کئی ہزار گواہ ہیں جن کے رُوبرو یہ پیشگوئیاں کی گئیں اور پوری ہوئیں۔ بلکہ بعض پیشگوئیوں کے تو کئی لاکھ گواہ ہیں۔

میرا ارادہ تھا کہ ان نشانوں کو تین سو تک اس کتاب میں لکھوں اور وہ تمام نشان جو میری کتاب نزول المسیح اور تریاق القلوب وغیرہ کتابوں میں لکھے گئے ہیں اور دوسرے نئے نشان اس قدر اس میں لکھ دوں کہ تین سو کا عدد پُورا ہو جائے مگر تین روز سے مَیں بیمار ہو گیا ہوں اور آج اُنتیس ۲۹ ستمبر ۱۹۰۶ء کو اس قدر غلبہ مرض اور ضعف اور نقاہت ہے کہ مَیں لکھنے سے مجبور ہو گیا ہوں اگر خدا نے چاہا تو حصّہ پنجم براہین احمدیہ میں یہ تین سو ۳۰۰ نشان یا زیادہ اس سے لکھے جاوینگے۔ بالآخر اس قدر لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر ان نشانوں سے کسی کا دل تسلّی پذیر نہ ہو اور ایسا شخص اُن لوگوں میں سے ہو جو الہام اور وحی کا دعوے کرتے ہیں تو اُس کے لئے یہ دُوسری راہ کھُلی ہے کہ وہ میرے مقابل پر اپنے الہام اپنی قوم کے دو اخباروں میں ایک سال تک شائع کرتا رہے۔ اور دُوسری طرف مَیں وہ تمام

حقیقۃ الوحی صفحہ 400 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 400 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 103 پر درج

اور وہ واقعی اخلاص سے لکھا تھا کیونکہ اس وقت اس کی یہ حالت تھی کہ بعض اوقات میرے جوتے اٹھا کر جھاڑ کر آگے رکھ دیا کرتا تھا اور ایک بار مجھے اپنے مکان میں اس غرض سے لے گیا کہ وہ مبارک ہو جاوے اور ایک بار اصرار کر کے مجھے وضو کرایا۔ غرض بڑا اخلاص ظاہر کیا کرتا تھا۔ کئی بار اس نے ارادہ کیا کہ میں قادیان ہی میں آکر رہوں۔ مگر میں نے اس وقت اسے یہی کہا تھا کہ ابھی وقت نہیں آیا۔ اس کے بعد اسے یہ ابتلاء پیش آگیا۔ کیا تعجب ہے کہ اس اخلاص کے بدلے میں خدا تعالیٰ نے اس کا انجام اچھا رکھا ہو۔[1]

اس پر ایک بھائی نے سوال کیا کہ حضور اب اسے کیا سمجھیں۔ فرمایا۔

اب تو حکم حالت موجودہ ہی پر ہوگا۔ وہ دشمن ہی اس سلسلہ کا ہے۔ دیکھو جب تک نطفہ ہوتا ہے اس کا نام نطفہ رکھتے ہیں گو اس کا انسان بن جاوے مگر جوں جوں اس کی حالتیں بدلتی جاتی ہیں اس کا نام بدلتا جاتا ہے۔ مضغہ علقہ وغیرہ ہوتا ہے۔ آخر اپنے وقت پر جا کر انسان بنتا ہے۔ یہی حال اس کا ہے۔ سردست تو وہ اس سلسلہ کا مخالف اور دشمن ہے اور یہی اس کو سمجھنا چاہیے۔

پھر اس ضمن میں فرمایا کہ

سزا اور عذاب صرف کفر ہی کے باعث نہیں آتا۔ بلکہ فسق و فجور بھی عذاب کا موجب ہو جاتا ہے۔

خدا تعالیٰ ہمیشہ صادقوں ہی کی نصرت اور تائید کرتا ہے

فرمایا:۔ کبھی کوئی جھوٹ اس قدر چل نہیں سکتا۔ آخر دنیا میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بدی کرنے والے جھوٹے اور فریبی اپنے جھوٹ میں تھک کر رہ جاتے ہیں۔ پھر کیا کوئی ایسا مفتری ہو سکتا ہے جو برابر پچیس برس سے خدا تعالیٰ پر افترا کر رہا ہو اور تھکا نہ ہو اور خدا کو بھی اس کے لئے غیرت نہ آوے بلکہ اس کی تائید میں نشانات ظاہر کرتا رہے۔ یہ عجیب بات ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ صادقوں ہی کی نصرت اور تائید کرتا ہے۔

دیکھو یہ جو میری پیشگوئی ہے کہ میری عمر اسی برس کے قریب ہوگی کیا کوئی مفتری اس قسم کی

---

[1] البدر میں مزید یوں لکھا ہے :۔

"یہ خدا تعالیٰ کی رحمت کے کرشمے ہوتے ہیں۔ ایک کتاب میں میں نے دیکھا کہ موسیٰ کے زمانہ میں ایک بہروپیا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کی شکل پر سوانگ بنایا کرتا تھا جس وقت سب قوم فرعون کی غرق ہوئی تو وہ بچا رہا۔ حضرت موسیٰ نے خدا تعالیٰ سے اس کا باعث دریافت کیا تو فرمایا کہ چونکہ یہ تیرے جیسا چہرہ بنایا کرتا تھا اس لئے ہماری رحمت نے تقاضا نہ کیا کہ تیرے مثیل شکل کو غرق کریں"۔ (البدر جلد [illegible] نمبر [illegible] مورخہ [illegible] جنوری [illegible])

ملفوظات جلد دوم صفحہ 642 طبع جدید، از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 103 پر درج ہے

۶

والسلام۔ مرزا غلام احمد عفی عنہ۔ ۲۲ مارچ ۱۹۰۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجبی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج کے خط سے واقعہ معصومہ زینب پر اطلاع ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا تعالیٰ آپ کو۔ اور اُسکی والدہ کو صبر بخشے۔ اور بعد میں ہر ایک بلا سے بچاوے۔ آمین دعا تو بہت کی گئی تھی۔ مگر تقدیر مبرم کا کیا علاج ہے میں نے پہلے اس سے دیکھا تھا یعنی الہام ہوا تھا کہ لاہور سے ایک خوفناک خبر آئی۔ اس الہام کو میں نے اخبار میں شائع کر دیا تھا۔ سو وہ بات پوری ہوئی۔۔۔۔۔۔ اور اب صبر کریں۔ خدا تعالیٰ صبر پر اس کا اجر دیگا + والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہ۔ ۲۷ مارچ ۱۹۰۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجبی اخویم حکیم محمد حسین صاحب قریشی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ براہ مہربانی ایک تولہ مشک خالص جسمیں ریشہ اور چھلی اور صوف نہ ہوں اور تازہ خوشبو دار ہو۔ بذریعہ ویلیو پے ایبل پارسل ارسال فرما دیں۔ کیونکہ پہلی مشک ختم ہو چکی ہے۔ اور باعث دورہ مرض ضرورت رہتی ہے۔ یہ لحاظ رکھیں کہ اکثر مشک میں ایک چھچھڑا بھی ملا دیتے ہیں۔ یا پرانی اور ردی ہوتی ہے اور خوشبو نہیں رہتی۔ ان باتوں کا لحاظ رہے۔ تلاش کر کے جہاں تک ممکن ہو جلد بھیجدیں۔ سو میں انشاء اللہ گورداسپور جاؤنگا۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ۔ ۲۸ اپریل ۱۹۰۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ایک ضروری کام تھا کہ میں ملاقات کے وقت اسکا ذکر کرنا بھول گیا۔ وہ یہ ہے کہ پہلی مشک جو لاہور سے آپ نے بھیجی تھی وہ اب نہیں رہی۔ آپ جانتے ہی ایک تولہ مشک خالص جسمیں چھچھڑا نہ ہو اور بخوبی جیسا کہ چاہیئے خوشبودار ہو ضرور ویلیو پے ایبل کرا کر بھیجیں۔ جس قدر قیمت ہو مضائقہ نہیں۔ مگر مشک اعلیٰ درجہ کی ہو چھچھڑا نہ ہو۔ اور جیسا کہ عمدہ اور تازہ مشک میں تیز خوشبو ہوتی ہے وہی اُسمیں ہو۔ اور ساتھ اسکے انگریزی کان سے ایک روپیہ کا لنگوٹ مگر جو ایک سرخ رنگ عرق ہی بہت احتیاط سے بند کر کے بذریعہ ڈاک وی۔ پی کر کے بھیجدیں اور جہاں تک ممکن ہو پرسوں تک یہ دونو چیزیں روانہ کر دیں۔ کیونکہ مجھ کو اپنی بیماری کے دورہ میں انکی ضرورت ہوتی ہے۔ زیادہ خیریت۔ والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجبی اخویم حکیم محمد حسین صاحب قریشی سلمہ اللہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اشیاء مفصلہ ذیل ہمراہ لیتے آویں۔ اور اگر خدانخواستہ ایسی مجبوری ہو تو کسی اور آنے والے کے ہاتھ بھیجدیں۔ وائن ٹوٹر جو ایک رحم کے متعلق دوائی ہے پلومر کی دوکان سے (ایک عدد) مشک خالص عمدہ جس میں چھچھڑا نہ ہو ایک تولہ (ایک عدد) پان عمدہ بیگمی (ایک عدد)۔ اور ایک انگریزی وضع کا پاخانہ جو ایک چوکی ہوتی ہے۔ اور اسمیں ایک برتن ہوتا ہے اسکی قیمت معلوم نہیں۔ آپ ساتھ لادیں۔ قیمت یہاں سے دیجاویگی۔ مجھے دوران سر کی بہت شدت سے مرض ہو گئی ہے۔ پیروں پر بوجھ دیکر پاخانہ پھرنے سے مجھے سر کو چکر آتا ہے۔ اسلئے ایسے پاخانہ کی ضرورت پڑی۔ اگر شیخ صاحب کی دوکان میں ایسا پاخانہ ہو تو وہ دیدینگے۔ مگر ضرور لانا چاہیے۔ اور ۔۔۔ کا منی آرڈر آپ کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے۔ باقی سب خیریت ہے۔ والسلام۔ مرزا غلام احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجبی اخویم حکیم محمد حسین صاحب قریشی
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے قریباً دو ماہ سے کثرت پیشاب کی بہت شکایت ہے۔ تمام رات بار بار پیشاب آنے سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ پہلے میں نے سوڈا سیل سلاس استعمال کیا تھا جو ایک سفید چمکتی ہوئی دوا ہوتی ہے اور پانی پینے سے کچھ شیریں معلوم ہوتی ہے۔ اس سے فائدہ معلوم ہوا تھا۔ آپ براہ مہربانی مہر کی وہ دوا خرید کر کے اور ایک شیشی میں بند کر کے

۵۶ قابل اعتراض ٹھہریگا۔ ایسا ہی اُدباء کو یہ اتفاق بھی پیش آجاتا ہے کہ دو ہمپیشہ شخص ایک مضمون کے ہی لکھنے والے ہوں جو ہمپیشہ ہی ادیب اور بلیغ ہوں مگر بعض صورتوں کے ادائے بیان میں ایک ہی الفاظ اور ترکیب کے فقرہ پر اُن کا توارد ہو جائیگا اور یہ باتیں ادباء کے نزدیک مسلمات میں سے ہیں جن میں کسی کو کلام نہیں۔ اور اگر غور کرکے دیکھو تو ہر ایک زبان کا یہی حال ہے۔ اگر اُردو میں بھی مثلاً ایک فصیح شخص تقریر کرتا ہے اور اُس میں کہیں مثالیں لاتا ہے کہیں دلچسپ فقرے بیان کرتا ہے تو دوسرا فصیح بھی اُسی رنگ میں کہدیتا ہے اور بجز ایک پاگل آدمی کے کوئی خیال نہیں کرتا کہ یہ سرقہ ہے انسان تو انسان خدا کے کلام میں بھی یہی پایا جاتا ہے۔ اگر بعض پُر فصاحت فقرے اور مثالیں جو قرآن شریف میں موجود ہیں شعرائے جاہلیت کے قصائد میں دیکھی جائیں تو ایک لمبی فہرست طیار ہوگی اور ان امور کو محققین نے بجائے اعتراض نہیں سمجھا بلکہ اسی غرض سے ائمہ راشدین نے جاہلیت کے ہزارہا اشعار کو حفظ کر رکھا تھا اور قرآن شریف کی بلاغت فصاحت کے لئے انکو بطور سند لاتے تھے۔

یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی میں یا اُردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے اور ہمیشہ میری تحریر گو عربی ہو یا اُردو یا فارسی دو حصہ پر منقسم ہوتی ہے (۱) ایک تو یہ کہ بڑی سہولت سے سلسلہ الفاظ اور معانی کا میرے سامنے آتا جاتا ہے اور میں اُسکو لکھتا جاتا ہوں اور گو اُس تحریر میں مجھے کوئی مشقت اُٹھانی نہیں پڑتی مگر دراصل وہ سلسلہ میری دماغی طاقت سے کچھ زیادہ نہیں ہوتا یعنی الفاظ اور معانی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کی ایک خاص رنگ میں تائید نہ ہوتی تب بھی اسکے فضل کے ساتھ ممکن تھا کہ اسکی معمولی تائید کی برکت سے جو لازمہ فطرت خواص انسانی ہے کسی قدر مشقت اُٹھا کر اور بہت سا وقت لیکر ان مضامین کو میں لکھ سکتا۔ واللہ اعلم (۲) دوسرا حصہ میری تحریر کا محض خارق عادت کے طور پر ہے[1] اور وہ یہ ہے کہ جب میں مثلاً ایک عربی عبارت

[1] جیسا کہ بارہا بعض امراض کے علاج کیلئے مجھے بعض ادویہ بذریعہ وحی معلوم ہوئی ہیں قطع نظر اس سے کہ وہ پہلے مجھ سے جالینوس کی کتاب میں لکھی گئی ہیں یا بقراط کی کتاب میں۔ ایسا ہی میری انشاء پردازی کا حال ہے۔ جو عبارتیں تائید کے طور پر مجھے خدا تعالیٰ سے معلوم ہوتی ہیں مجھے ان میں کچھ بھی پروا نہیں کہ وہ کسی اور کتاب میں ہونگی بلکہ وہ میرے لئے اور ہر ایک کے لئے جو میرے حال سے محرم واقف ہو معجزہ ہے اور اگر کسی کے نزدیک معجزہ نہ ہو تو اسپر پانی پینا حرام ہو جبتک بالمواجہہ بیٹھ کر پابندی شرائط مشتہرہ مقابلہ نہ کرے۔ منہ

نزول المسیح صفحہ 56 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 434 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 104 پر درج ہے

حوالہ نمبر 122

اور خیانت سے۔ رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بد رفیق کو نہیں چھوڑتا جو اُس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں اُنکی بات کو نہیں مانتا اور اُنکی تعہد خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنی اہلیہ اور اسکے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصور وار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اُس عہد کو جو اُس نے بیعت کے وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص مجھے فی الواقع مسیح موعود و مہدی معہود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص امور معروفہ میں میری اطاعت کرنے کیلئے طیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی۔ فاسق۔ شرابی۔ خونی۔ چور۔ قمار باز۔ خائن۔ مرتشی۔ غاصب۔ ظالم۔ دروغگو۔ جعلساز اور انکا ہمنشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانیوالا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ یہ سب زہریں ہیں۔ تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے اور تاریکی اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک جو پیچ در پیچ طبیعت رکھتا ہے اور خدا کے ساتھ صاف نہیں ہے وہ اُس برکت کو ہرگز نہیں پا سکتا جو صاف دلوں کو ملتی ہے۔ کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے

کشتی نوح صفحہ 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 19 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 110 پر درج ہے

پھر وہ تین زینے چڑھے پھر چکر آیا اور اسی چکر کے ساتھ جان نکل گئی۔ ایسا ہی غلام محی الدین کونسل کشمیر کا ممبر یکدفعہ ہی مرگیا۔ غرض موت کے آجانے کا ہم کو کوئی وقت معلوم نہیں کہ کس وقت آجاوے۔ اسی لیے ضروری ہے کہ اس سے بے فکر نہ ہوں پس دین کی غمخواری ایک بڑی چیز ہے جو سکرات الموت میں سرخرو رکھتی ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ (الحج ۲) ساعت سے مراد قیامت بھی ہوگی۔ ہم کو اس سے انکار نہیں، مگر اس میں سکرات الموت ہی مراد ہے۔ کیونکہ انقطاع تام کا وقت ہوتا ہے۔ انسان اپنے محبوبات اور مرغوبات سے یک دفعہ الگ ہوتا ہے اور ایک عجیب قسم کا زلزلہ اس پر طاری ہوتا ہے۔ گویا اندر ہی اندر وہ ایک شکنجہ میں ہوتا ہے۔ اس لیے انسان کی تمام تر سعادت یہی ہے کہ وہ موت کا خیال رکھے اور دنیا اور اس کی چیزیں اس کی ایسی محبوبات نہ ہوں جو اس آخری ساعت میں علیحدگی کے وقت اس کی تکالیف کا موجب ہوں۔ دنیا اور اس کی چیزوں کے متعلق ایک شاعر نے کہا ہے ؎

ایں ہمہ را بہ کشتنت آہنگ
گاہ بصلح کشند و گاہ بجنگ

قرآن کریم نے اس مضمون کو اس آیت میں ادا کردیا ہے اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (الانفال: ۲۹) اَمْوَالُكُمْ میں عورتیں داخل ہیں۔ عورت چونکہ پردہ میں رہتی ہے، اس لیے اس کا نام بھی پردہ ہی میں رکھا ہے اور اس لیے بھی کہ عورتوں کو انسان مال خرچ کرکے لاتا ہے۔ مال کا لفظ مائل سے لیا گیا ہے۔ یعنی جس کی طرف طبعاً توجہ ہو اور رغبت کرتا ہے۔ عورت کی طرف بھی چونکہ طبعاً توجہ کرتا ہے۔ اس لیے اس کو مال میں داخل فرمایا ہے۔ مال کا لفظ اس لیے رکھا تاکہ عام محبوبات پر حاوی نہ ہو۔ ورنہ اگر صرف نساء کا لفظ ہوتا، تو اولاد اور عورت دو چیزیں قرار دی جاتیں۔ اور اگر محبوبات کی تفصیل کی جاتی، تو پھر دس جزو میں بھی ختم نہ ہوتا۔ غرض مال سے مراد کُلُّ مَا يَمِيْلُ اِلَيْهِ الْقَلْبُ ہے۔ اولاد کا ذکر اس لیے کیا کہ انسان اولاد کو جگر کا ٹکڑا اور اپنا وارث سمجھتا ہے۔

مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ اور انسان کے محبوبات میں ضد ہے دونوں باتیں ایک جا جمع نہیں ہوسکتیں۔

بیوی سے حُسنِ سلوک

اس سے یہ مت سمجھو کہ پھر عورتیں ایسی چیزیں ہیں کہ ان کو بہت ذلیل اور حقیر قرار دیا جاوے۔ نہیں نہیں۔ ہمارے ہادی کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں۔ وہ نیک کہاں۔ دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کرسکتا ہے۔ جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو۔ اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو۔ نہ یہ کہ ہر ادنیٰ بات پر زدوکوب کرے۔ ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ بعض دفعہ ایک غصہ سے بھرا ہوا انسان بیوی سے ادنیٰ سی

ملفوظات جلد اول صفحہ 403 طبع جدید از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 110 پر درج ہے

بڑا نشان اس کے ساتھ ہوگا۔ (عزت کے خطاب سے مراد یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے کہ اکثر لوگ پہچان لیں گے اور عزت کا خطاب دینگے اور یہ تب ہوگا جب ایک نشان ظاہر ہوگا۔) اور پھر فرمایا۔ خدا نے ارادہ کیا ہے کہ تیرا نام بڑھاوے اور آفاق میں تیرے نام کی خوب چمک دکھاوے۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اور قدرت نمائی سے تجھے اٹھاؤں گا۔ آسمان سے کئی تخت اُترے مگر سب سے اونچا تیرا تخت بچھایا گیا۔ دشمنوں سے ملاقات کرتے وقت فرشتوں نے تیری مدد کی۔ آپ کے ساتھ انگریزوں کا نرمی کے ساتھ ہاتھ تھا۔ اسی طرف خدا تعالیٰ تھا جو آپ تھے۔ آسمان پر دیکھنے والوں کو ایک رائی برابر غم نہیں ہوتا۔ یہ طریق اچھا نہیں اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو ✣ خذوا الرفق الرفق فان الرفق راس الخیرات نرمی کرو نرمی کرو کہ تمام نیکیوں کا سر نرمی ہے۔ (انویم مولوی عبدالکریم صاحب نے اپنی بیوی سے کسی قدر زبانی سختی کا برتاؤ کیا تھا اس پر حکم ہوا کہ اس قدر سخت گوئی نہیں چاہیئے۔ حتی المقدور پہلا فرض مومن کا ہر ایک کے ساتھ نرمی اور حسن اخلاق ہے اور بعض اوقات تلخ الفاظ کا استعمال بطور تلخ دوا کے جائز ہے۔ اما بحکم ضرورت و بقدر ضرورت۔ نہ یہ کہ

✣ اس الہام میں تمام جماعت کیلئے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں سے رفق اور نرمی کے ساتھ پیش آویں۔ وہ اُن کی کنیزکیں نہیں ہیں۔ درحقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے۔ پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدہ میں دغاباز نہ ٹھیرو۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وعاشروھن بالمعروف[1] یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ اور حدیث میں ہے خیرکم خیرکم لاھلہ یعنی تم میں سے اچھا وہی ہے جو اپنی بیوی سے اچھا ہے۔ سو روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو۔ اُن کے لئے دُعا کرتے رہو۔ اور طلاق سے پرہیز کرو۔ کیونکہ نہایت بد خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو ایک گندے برتن کی طرح جلد مت توڑو۔ منہ

[1] النساء: ۲۰

تحفہ گولڑویہ صفحہ 39 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 75 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 110 پر درج ہے

۳۴

اور مَیں نے بہت استغفار پڑھا۔ یہ قصہ سنا کر مَیں نے خواجہ صاحب سے کہا کہ خواجہ صاحب آپ کی عزت بھی کہیں اسی طریق کی نہ ہو۔ چنانچہ مَیں آپ کو سناتا ہوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی آتا ہے کہ آپ کمزور ایمان والوں اور منافقوں کی بہت خاطر تواضع کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے کچھ مال تقسیم کیا۔ مگر ایک ایسے شخص کو چھوڑ دیا جسکے متعلق سعدؓ بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ وہ میرے خیال میں مومن تھا۔ اور ان لوگوں کی نسبت زیادہ حقدار تھا۔ جن کو آپ نے مال دیا چنانچہ سعدؓ نے اسکی طرف آپ کو توجہ دلائی۔ مگر آپ خاموش رہے۔ پھر توجہ دلائی۔ مگر آپ پھر خاموش رہے۔ سعدؓ نے پھر تیسری دفعہ توجہ دلائی۔ اس پر آپ نے فرمایا سعدؓ تو ہم سے جھگڑا کرتا ہے۔ خدا کی قسم بات یہ ہے کہ بعض وقت میں کسی کو کچھ دیتا ہوں۔ حالانکہ غیر اس کا مجھے اس سے زیادہ عزیز ہوتا ہے۔ مگر مَیں اسے اسلئے دیتا ہوں کہ کہیں وہ منہ کے بل آگ میں نہ جا پڑے۔ یعنی تالیف قلب کے طور پر دیتا ہوں۔ کہ کہیں اسے ابتلا نہ آجاوے قاضی صاحب نے بیان کیا کہ جسکے ایمان کی حالت مطمئن ہو اسے ظاہری عزت اور خاطر مدارات کی ضرورت نہیں ہوتی اسکے ساتھ اور طریق پر معاملہ ہوتا ہے۔

(۴۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر "پھجے دی ماں" کہا کرتے تھے بے تعلقی سی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی اور انکا انکی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں۔ اسلئے حضرت مسیح موعودؑ نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی ہاں آپ اخراجات وغیرہ باقاعدہ دیا کرتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میری شادی کے بعد حضرت صاحب نے انہیں کہلا بھیجا کہ آج تک تو جس طرح ہوتا رہا ہوتا رہا اب مَیں نے دوسری شادی کر لی ہے اسلئے اب اگر دونوں بیویوں میں برابری نہیں کرونگا تو میں گنہگار ہونگا۔ اسلئے اب دو باتیں ہیں۔ یا تو تم مجھ سے طلاق لے لو اور یا مجھے اپنے حقوق چھوڑ دو۔ مَیں تم کو خرچ دیئے جاؤنگا۔ انہوں نے کہلا بھیجا کہ اب مَیں

یہ حوالہ صفحہ 111 پر درج ہے	سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 33، 34 از مرزا بشیر احمد ایم اے

بڑھاپے میں کیا طلاق لونگی۔ بس مجھے خرچ ملتا ہے۔ میں اپنے باقی حقوق چھوڑتی ہوں۔
والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ چنانچہ پھر ایسا ہی ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ محمدی بیگم کا سوال اُٹھا اور
آپ کے رشتہ داروں نے مخالفت کرکے محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ کرا دیا اور
فضل احمد کی والدہ نے ان سے قطع تعلق نہ کیا۔ بلکہ ان کے ساتھ رہیں۔ تب حضرت
صاحب نے ان کو طلاق دیدی خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا یہ طلاق
دینا آپ کے اس اشتہار کے مطابق تھا۔ جو آپ نے ۲ رمئی ۱۸۹۱ء کو شایع کیا تھا
اور جسکی سُرخی تھی "اشتہار نصرت دین و قطع تعلق از اقارب مخالفِ دین"
اس میں آپ نے بیان فرمایا تھا کہ اگر مرزا سلطان احمد اور ان کی والدہ اس امر میں
مخالفانہ کوشش سے الگ نہ ہوگئے۔ تو پھر آپ کی طرف سے مرزا سلطان احمد عاق
اور محروم الارث ہونگے اور ان کی والدہ کو آپ کی طرف سے طلاق ہوگی والدہ صاحبہ
فرماتی تھیں۔ کہ فضل احمد نے اس وقت اپنے آپ کو عاق ہونے سے بچا لیا۔ نیز والدہ
صاحبہ نے فرمایا۔ کہ اس واقعہ کے بعد ایک دفعہ مرزا سلطان احمد کی والدہ بیمار ہوئیں
تو چونکہ حضرت صاحب کی طرف سے مجھے اجازت تھی۔ میں انہیں دیکھنے کے لئے
گئی۔ واپس آکر میں نے حضرت صاحب سے ذکر کیا۔ کہ پھجے کی ماں بیمار ہے۔
اور یہ تکلیف ہے۔ آپ خاموش رہے۔ میں نے دوسری دفعہ کہا تو فرمایا میں تمہیں
دو گولیاں دیتا ہوں۔ یہ دے آؤ۔ مگر اپنی طرف سے دینا میرا نام نہ لینا۔ والدہ صاحبہ
فرماتی تھیں کہ اور بھی بعض اوقات حضرت صاحب نے اشارۃً کنایۃً مجھ پر ظاہر
کیا کہ میں ایسے طریق پر کہ حضرت صاحب کا نام درمیان میں نہ آئے اپنی طرف
سے کبھی کچھ مدد کر دیا کروں سو میں کر دیا کرتی تھی۔

(۴۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے
کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز ظہر کے بعد مسجد میں بیٹھ گئے۔ ان
دنوں میں آپ نے شیخ سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق لکھا تھا کہ یہ ابتر رہیگا
اور اس کا بیٹا جو اب موجود ہے۔ وہ نامرد ہے۔ گویا اس کی اولاد آگے نہیں چلیگی

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 33، 34 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 111 پر درج ہے

اور رسول کے نزدیک لعنتی ہیں۔ ان کا نماز روزہ اور کوئی عمل منظور نہیں۔ اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ کوئی عورت نیک نہیں ہوسکتی جب تک پوری پوری اپنے خاوند کی فرمانبرداری نہ کرے اور دلی محبت سے اس کی تعظیم بجا نہ لائے اور پس پشت یعنی اس کے پیچھے اس کی خیر خواہ نہ ہو۔ اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورتوں پر لازم ہے کہ اپنے مردوں کی تابعدار رہیں۔ ورنہ ان کا کوئی عمل منظور نہیں۔ اور نیز فرمایا ہے کہ اگر غیر خدا کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم کرتا کہ عورتیں اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے حق میں کچھ بد زبانی کرتی ہے یا اہانت کی نظر سے اس کو دیکھتی ہے اور حکم ربانی سُنکر پھر بھی باز نہیں آتی تو وہ لعنتی ہے۔ خدا اور رسول اس سے ناراض ہیں۔ عورتوں کو چاہیئے کہ اپنے خاوندوں کا مال نہ چُراویں اور نامحرم سے اپنے تئیں بچاویں۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ بغیر خاوند اور ایسے لوگوں کے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جتنے مرد ہیں اُن سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ جو عورتیں نامحرم لوگوں سے پردہ نہیں کرتیں شیطان ان کے ساتھ ساتھ ہے۔ عورتوں پر یہ بھی لازم ہے کہ بدکار اور بد وضع عورتوں کو اپنے گھروں میں نہ آنے دیں اور ان کو اپنی خدمت میں نہ رکھیں کیونکہ یہ سخت گناہ کی بات ہے کہ بدکار عورت نیک عورت کی ہم صحبت ہو۔

(۶) عورتوں میں یہ بھی ایک بد عادت ہے کہ جب کسی عورت کا خاوند کسی اپنی مصلحت کے لیے کوئی دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے تو وہ عورت اور اس کے اقارب سخت ناراض ہوتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں اور شور مچاتے ہیں اور اس بندہ خدا کو ناحق ستاتے ہیں۔ ایسی عورتیں اور ایسے ان کے اقارب بھی نابکار اور خراب ہیں۔ کیونکہ اللہ جلشانہ نے اپنی حکمت کاملہ سے جس میں صدہا مصالح ہیں۔ مردوں کو اجازت دے رکھی ہے کہ وہ اپنی کسی ضرورت یا مصلحت کے وقت چار تک بیویاں کرلیں۔ پھر جو شخص اللہ رسول کے حکم کے مطابق کوئی نکاح کرتا ہے تو اس کو کیوں بُرا کہا جائے۔ ایسی عورتیں اور ایسے ہی اس عادت والے اقارب جو خدا اور اس کے رسول کے حکموں کا مقابلہ کرتی ہیں۔ نہایت مردود اور شیطان کی بہنیں اور بھائی ہیں کیونکہ وہ خدا اور رسول کے فرمودہ سے منہ پھیر کر اپنے رب کریم سے لڑائی کرنا چاہتے ہیں۔ اور اگر کسی نیک دل مسلمان کے گھر میں ایسی بدذات بیوی ہو تو اُسے مناسب ہے کہ اس کو سزا دینے کے لیے دوسرا نکاح ضرور کرے۔

(۷) بعض جاہل مسلمان اپنے ناطہ رشتہ کے وقت یہ دیکھ لیتے ہیں کہ جس کے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کرنا منظور ہے اس کی پہلی بیوی بھی ہے یا نہیں۔ پس اگر پہلی بیوی موجود ہو تو ایسے شخص سے ہرگز نکاح کرنا نہیں چاہتے۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسے لوگ بھی صرف نام کے مسلمان ہیں اور ایک طور سے وہ ان عورتوں کے مددگار ہیں جو اپنے خاوندوں کے دوسرے نکاح سے ناراض ہوتی ہیں۔ سو ان کو بھی خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے۔

(۸) ہماری قوم میں یہ بھی ایک نہایت بد رسم ہے کہ دوسری قوم کو لڑکی دینا پسند نہیں کرتے بلکہ حتی الوسع لینا بھی پسند نہیں کرتے۔ یہ سراسر تکبر اور نخوت کا طریق ہے جو سراسر احکام شریعت کے برخلاف ہے۔ بنی آدم سب خدا تعالیٰ کے بندے ہیں رشتہ ناطہ میں صرف یہ دیکھنا چاہیئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے

مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 86 طبع جدید از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 112 پر درج ہے

مئی ۱۸۸۴ء

"ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ نواب[1] صاحب کی حالت غم سے خوشی کی طرف مبدّل ہو گئی ہے اور آسودہ حال اور شکر گذار ہیں اور نہایت عمدگی اور صفائی سے یہ خواب آئی اور یہ خواب بطور کشف تھی چنانچہ اسی صبح کو نواب صاحب کو اس خواب سے اطلاع دی گئی۔"

(مکتوب بنام میر عباس علی شاہ صاحب مورخہ ۲۶ مئی ۱۸۸۴ء مندرجہ الحکم جلد ۳ نمبر ۱۳ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۸۹۹ء صفحہ ۸)

مئی ۱۸۸۴ء

"پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک صاحب الٰہی بخش نام اکونٹنٹ نے کہ جو اس کتاب[2] کے معاون ہیں کسی اپنی مشکل میں دعا کے لئے درخواست کی اور بطور خدمت پچاس روپیہ بھیجے۔ اور جس روز یہ خواب آئی اُس روز سے دو چار دن پہلے ان کی طرف سے دعا کے لئے الحاح ہو چکا تھا مگر یہ عاجز نواب[3] صاحب کے لئے مشغول تھا اس لئے اُن کے لئے دعا کرنے کو کسی اور وقت پر موقوف رکھا اور جس روز نواب صاحب کے لئے بشارت دی گئی تھی تو اُس دن خیال آیا کہ آج مُنشی الٰہی بخش کے لئے توجہ سے دعا کریں۔ سو بعد نمازِ عصر جب وقتِ صفا پایا اور دعا کا ارادہ کیا گیا تو پھر بھی دل نے یہی چاہا کہ اِس دعا میں بھی نواب صاحب کو شامل کر لیا جائے۔ سو اس وقت نواب صاحب اور مُنشی الٰہی بخش دونوں کے لئے دعا کی گئی۔ بعد دعا اسی جگہ الہام ہوا۔

نُنَجِّيْهِمَا مِنَ الْغَمِّ

یعنی ہم ان دونوں کو غم سے نجات دیں گے ۔ ۔ ۔ پھر چند روز کے بعد نواب صاحب کا خط آ گیا کہ سرائے کا کام جاری ہو گیا ہے۔"

(مکتوب بنام میر عباس علی شاہ صاحب مورخہ ۲۶ مئی ۱۸۸۴ء مندرجہ الحکم جلد ۳ نمبر ۱۳ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۸۹۹ء صفحہ ۸ و نمبر ۱۴ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۸۹۹ء صفحہ ۶)

نومبر ۱۸۸۴ء

"ایک ابتلا مجھ کو اس شادی[4] کے وقت یہ پیش آیا کہ باعث اِس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور مَیں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ میری حالت مَردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی اِس لئے میری اِس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا ۔ ۔ ۔ ۔ کہ آپ باعث سخت کمزوری کے اِس لائق نہ تھے ۔ ۔ ۔ ۔ غرض اِس اِبتلا کے وقت مَیں نے جنابِ الٰہی میں دعا کی اور مجھے اُس نے دفعِ مرض کے لئے اپنے الہام کے ذریعہ سے دوائیں بتلائیں اور مَیں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے

---

[1] مراد نواب علی محمد خان صاحب آف جھجر۔ (مرتب)

[2] براہین احمدیہ۔ (مرتب)

[3] نواب علی محمد خان صاحب آف جھجر۔ (مرتب)

[4] جو ۱۷ نومبر ۱۸۸۴ء کو دہلی میں ہوئی۔ (مرتب)

تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 98، 99 طبع چہارم، از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 113 پر درج ہے

منہ میں ڈال رہا ہے چنانچہ وہ دوائیں نے تیار کی اور اس میں خدا نے اس قدر برکت ڈال دی کہ میں نے دلی یقین سے معلوم کیا کہ وہ پُر صحت طاقت جو ایک پُورے تندرست انسان کو دُنیا میں مل سکتی ہے وہ مجھے دی گئی اور چار لڑکے مجھے عطا کئے گئے۔" (تریاق القلوب صفحہ ۳۵، ۳۶۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۲، ۲۰۴)

۱۸۸۴ء

اِنَّ اللّٰہَ بَشَّرَنِیْ فِیْ اَبْنَائِیْ بِشَارَۃً بَعْدَ بِشَارَۃٍ۔ حَتّٰی بَلَّغَ عَدَدَھُمْ اِلٰی ثَلٰثَۃٍ وَّاَنْبَأَنِیْ بِھِمْ قَبْلَ وُجُوْدِھِمْ بِالْاِلْھَامِ۔[1]

(انجام آتھم صفحہ ۱۸۲۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۲)

۳۰ر دسمبر ۱۸۸۴ء

اِنِّیْ فَضَّلْتُکَ عَلَی الْعَالَمِیْنَ قُلْ اُرْسِلْتُ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔[2]

(مکتوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام مورخہ ۳۰ر دسمبر ۱۸۸۴ء مندرجہ الحکم جلد ۱۹ نمبر ۳ مورخہ ۲۱ر جنوری ۱۹۱۵ء صفحہ ۳)

اوائل مارچ ۱۸۸۵ء

"مصنف کو اِس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اسکے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت و مشابہت ہے اور اس کو خواص انبیاء و رسل کے نمونہ پر محض بہ برکت متابعت حضرت خیر البشر افضل الرسل صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اُن بہتوں پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اُس سے پہلے گذر چکے ہیں اور اُس کے قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت اور اس کے برخلاف چلنا موجب بُعد و حرمان ہے۔"

(اشتہار ضمیمہ سرمہ چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۳۱۹)

۸ر مارچ ۱۸۸۵ء

"عاجز مؤلف براہین احمدیہ حضرت قادر مطلق جل شانہٗ کی طرف سے مامور ہوا ہے کہ نبی ناصری اسرائیلی (مسیح) کی طرز پر کمال مسکینی، فروتنی و غربت و تذلل و تواضع سے اصلاح خلق کے لئے کوشش کرے

---

[1] (ترجمہ از مرتب) اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے بیٹوں کے بارہ میں بشارت کے بعد بشارت دی یہاں تک کہ ان کی تعداد تین تک پہنچائی اور مجھے ان کی پیدائش سے پہلے الہام کے ذریعہ ان کی خبر دی۔ (نوٹ از مرتب) اس کے متعلق حضرت اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے۔ فرمایا "جب میری شادی ہوئی اور میں ایک مہینہ قادیان ٹھیر کر پھر واپس دہلی گئی تو ان ایام میں حضرت مسیح موعود نے مجھے ایک خط لکھا کہ میں نے خواب میں تمہارے تین جوان لڑکے دیکھے ہیں۔" (سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۳)

[2] (ترجمہ از مرتب) میں نے تجھ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی۔ کہہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 98، 99 طبع چہارم، از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 113 پر درج ہے

خدا نے خود بنا دہ فرما دیا ہے۔ پھر شادی کرنے کے بعد سلسلہ فتوحات کا شروع ہو گیا۔ اور یا وہ زمانہ تھا کہ باعث تفرقہ وجوہ معاش پانچ سات آدمی کا خرچ بھی میرے پر بوجھ تھا یا اب وہ وقت آ گیا کہ بحساب اوسط تین سو آدمی ہر روز مع عیال و اطفال اور ساتھ اس کے کئی غرباء اور درویش اس لنگر خانہ میں روٹی کھاتے ہیں۔ اور یہ پیشگوئی لالہ شرمپت آریہ اور ملاوامل آریہ ساکنان قادیان کو بھی قبل از وقت سنائی گئی تھی اور شیخ حامد علی اور چند اور واقف کاروں کو اس سے اطلاع دے دی گئی تھی"۔[1]

محترم عرفانی صاحب لکھتے ہیں کہ حضور شادی کے لئے دہلی تشریف لے گئے تو براتیوں میں حافظ صاحب ایک تھے جو سب سے نمایاں تھے۔ آپ ہی اس شادی میں تمام انتظامات کرنے والے تھے اور حضرت نہایت بے تکلفی سے ہر ایک بات موقعہ کے مناسب حال آپ سے کرتے تھے۔ حضرت اقدس کا کوئی سفر ایسا نہیں ہوا جس میں حافظ صاحب بشرطیکہ وہ یہاں موجود ہوں ساتھ نہ ہوں۔ اور اس سفر کا سارا اہتمام و انتظام انہی کے سپرد ہوتا تھا"۔[2]

مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ حافظ صاحب سے روایت کرتے ہیں:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے (گویا نومبر ۱۸۸۴ء میں) ایک روز مجھے فرمایا۔ میاں حامد علی! سفر پر جانا ہے۔ چنانچہ یکہ کرایہ پر لیا۔ جب خاکروبوں کے محلہ کے قریب پہنچے تو مرزا اسمٰعیل بیگ صاحبؓ سے فرمایا کہ میں دہلی شادی کرنے کے لئے جا رہا ہوں۔ وہیں رخصتانہ اور ولیمہ ہو گا۔ یہ بات کسی کو نہ بتائیں۔ میں جا کر خط لکھوں گا۔ اس وقت سلطان احمد کی والدہ کو بتا دینا۔ تاکہ میری واپسی تک وہ رو دھو بیٹھے۔ میں حضور کی یہ بات سنکر سخت حیرت زدہ ہو گیا۔ کیونکہ مجھے بخوبی معلوم تھا کہ حضور اس وقت ازدواجی زندگی کے قابل نہ تھے۔ اور عرصہ سے میں مختلف حکیموں اور طبیبوں سے نسخے معلوم کر کے نوٹ کیا کرتا تھا اور حضور کو کھلاتا تھا لیکن کسی کا بھی اثر نہ ہوتا تھا۔ مرزا اسمٰعیل بیگ صاحب کی موجودگی میں تو میں نے اپنے تئیں بمشکل ضبط کیا لیکن نہر کے پل پر پہنچے تو عرض کیا۔ آپ کی حالت آپ پر اور نیز مجھ پر مخفی ہے۔ پھر آپ نے شادی کا کیوں وعدہ فرمایا ہے فرمایا کہ آپ کی بات درست ہے۔ لیکن میں کیا کروں۔ اللہ تعالیٰ نے کہتا ہے کہ چل تو میں چلتا ہوں۔ اس جواب پر میں کیا عرض کرتا۔ سو میں خاموش ہو گیا۔

---

[1] حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۲۵، ۲۲۶۔ نشان ۸۷۔ [2] الحکم ۲۸/۳/۳۹ء صفحہ ۹۔ حضرت ام المومنینؓ بیان کرتی ہیں شیخ حامد علی صاحب اور لالہ ملاوامل صاحب بھی حضور کے ساتھ تھے (سیرۃ المہدی حصہ اول روایت ۶۹) والدہ جی نے خاکسار مؤلف اصحاب احمد کے استفسار پر بتایا تھا کہ وہ بطور براتی ساتھ گئے تھے اور شادی کی معین تاریخ بھی مجھے بتائی تھی۔ حضرت ام المومنینؓ کی روایت میں تاریخ نکاح ۲۷ محرم ۱۳۰۲ ہجری مذکور ہے۔

اصحاب احمد جلد سیزدہم صفحہ 31 تا 33 از ملک صلاح الدین قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 113 پر درج

بھی یا حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کے ہاں پہنچے تو بیٹھک میں مجھے ٹھہرایا گیا۔ چند روز قبل ہی بیوی صاحبہ (حضرت سیدہ نصرت جہان بیگم صاحبہؓ) ایام سے پاک ہوئی تھیں۔ گھر پر ہی رخصتانہ عمل میں آیا۔ رخصتانہ کی رات میں نہایت بیقرار تھا کہ کیا ہوگا۔ چنانچہ شدتِ اضطراب کی وجہ سے میری نیند کافور ہوگئی۔ اور میں رات بھر حضور کے لئے نہایت تضرع سے دعا میں مصروف رہا۔ صبح کی اذان ہوئی تو حضور میرے پاس تشریف لائے اور ہم نے نماز فجر ادا کی۔ جس کے بعد فرمایا۔ آؤ لال قلعہ کی طرف سیر کر آئیں۔ چنانچہ راستہ میں خود ہی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کتنی پردہ پوش اور باوفا ہے کہ رات بیوی صاحبہ کو پھر ایام شروع ہوگئے اور ہمیں چھٹی ہوگئی۔ چنانچہ اسی حالت میں حضور حضرت ام المومنینؓ کو لیکر قادیان تشریف لے آئے۔

کچھ عرصہ بعد حضرت میر صاحبؓ نے حضور کو لکھا کہ آپ لڑکی کو چھوڑ جائیں۔ حضور نے ایک سو روپیہ بھجوا کر لکھا کہ مجھے تصنیف کے کام کی وجہ سے فرصت نہیں آپ آکر لے جائیں۔ چنانچہ میر صاحب آکر لے گئے پھر تین ماہ بعد حضور کو لکھا کہ آپ آکر بھی کو لے جائیں۔ حضور نے ایک سو روپیہ بھجوا دیا اور لکھا کہ آپ آکر چھوڑ جائیں۔ چنانچہ میر صاحب آکر چھوڑ گئے۔ حضرت ام المومنینؓ کے اخلاق عالیہ قابل تعریف ہیں کہ آپ نے اپنے والدین کے ہاں اور سہیلیوں سے اس بارہ میں کوئی شکوہ نہیں کیا؎

میں حضور کے علاج میں پہلے ہی مصروف تھا۔ بیوی صاحبہ کی واپسی پر آٹھ دس ماہ گذر گئے لیکن علاج بے اثر رہا۔ ایک روز سیر میں حضور نے ہمیں فرمایا کہ تم لوگ دعوئ محبت کرتے ہو۔ میں تمہارا امتحان کرنا چاہتا ہوں۔ ہم حیران ہوئے کہ نہ معلوم کیا امتحان ہوگا۔ تو فرمایا۔ میرے دل میں ایک بات ہے اس کے متعلق دعا کرو۔ اور جو پتہ لگے بتاؤ۔ چنانچہ حضور روزانہ ہم سے دریافت کرتے تھے کہ کیا خواب آئی ہے۔ دیگر احباب اپنی خوابیں سناتے تو حضور فرماتے کہ یہ اس امر کے متعلق نہیں۔ مجھے کوئی خواب نہ آئی تھی۔ ایک روز موضع تھہ غلام نبی اپنے اہل و عیال کے پاس جانے کی میں نے اجازت لی اور ابھی قادیان سے نکلا ہی تھا کہ غیر اختیاری طور پر میری زبان پر درود شریف جاری ہوگیا۔ اور میں گاؤں تک درود شریف ہی پڑھتا گیا اور گھر پہنچا اور بچوں سے ملا کھانا کھایا۔ لیکن میری یہ خاص کیفیت اسی طرح قائم تھی۔ تھکا ماندہ تھا۔ سوگیا۔ رات خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام ملے اور فرمایا۔ حامد علی! تمہاری کاپی میں جو فلاں نسخہ ہے وہ مرزا صاحب کو کیوں نہیں دیتے؟ اس پر میں

؎ بایں حضور کے سلوک کی آپ نے اور آپ کی خادمہ نے تعریف کی (روایت حضرت نانی اماںؓ۔ سیرۃ المہدی حصہ دوم روایت ۴۴۸)
شادی کے متعلق سیرۃ المہدی حصہ اول میں حضرت ام المومنینؓ کی روایت نمبر ۶۹ پر حاشیہ میں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ نے تحریر فرمایا
(خاکسار مؤلف اصحاب احمد آپ کا خط شناخت کرتا ہے اور م۔ا سے مراد محمد اسمٰعیل ہے جو بعض جگہ آپ اپنے نام کا مخفف تحریر کرتے ہیں) عبارت یہ ہے:
یکم محرم سنہ ۱۳۰۹ ہجری کو قادیان سے بعد ۱۰ بجے دن ... شہر بیت حامد علی روانہ ہوئے۔ امرتسر پر بابو الٰہی بخش و منشی عبدالحق مل گئے (ملاحظہ ہو)
یعنی ۱۴ محرم سنہ ۱۳۰۰ھ اور یہی صحیح ہے۔ م۔ا۔ کیونکہ میری پیدائش سنہ ۱۸۸۳ء کے شروع میں اور یکم محرم سنہ ۱۳۰۰ھ ۱۵ نومبر ۱۸۸۲ء کے۔

بیدار ہو گیا۔ اور صحن میں نکل کر دیکھا تو رات چاندنی ہونے کی وجہ سے سمجھا کہ صبح ہو گئی ہے۔ اور میں قادیان کو روانہ ہو گیا۔ جب میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ والے مکان کی بیٹھک والی جگہ پر پہنچا تو حضور بیت الفکر میں ٹہل رہے تھے اور اس وقت فجر کی اذان کا وقت ہو گیا تھا۔ میں نے کوچہ سے السلام علیکم عرض کیا۔ تو حضور نے جواب دے کر پوچھا۔ کون ہے؟ عرض کیا۔ حامد علی۔ فرمایا۔ خیر ہے؟ عرض کیا کہ خیر ہے۔ اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی خواب بیان کی۔ فرمایا۔ یہی بات تھی جس کے لئے میں نے آپ دوستوں کو دعا کے لئے کہا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنی کاپی میں تحریر کردہ وہ دو اڑھائی پیسے کا معمولی نسخہ بنا کر حضور کو استعمال کروایا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا مفید ثابت ہوا کہ کچھ عرصہ تک حضور ہر نماز غسل کر کے پڑھتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعد میں ایک اور نسخہ بھی بتا دیا جو بے حد مفید ثابت ہوا۔ چنانچہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کی روایت ہے :-

"حافظ حامد علی صاحب مرحوم خادم مسیح موعود علیہ السلام بیان کرتے تھے کہ جب حضرت صاحب نے دوسری شادی کی تو ایک عرصہ تک تجرد میں رہنے اور مجاہدات کرنے کی وجہ سے آپ نے اپنے قویٰ میں ضعف محسوس کیا۔ اس پر وہ الہامی نسخہ جو "زدجام عشق" کے نام سے مشہور ہے بنوا کر استعمال کیا۔ چنانچہ وہ نسخہ نہایت ہی بابرکت ثابت ہوا۔ حضرت خلیفہ اولؓ بھی فرماتے تھے کہ میں نے یہ نسخہ ایک بے اولاد امیر کو کھلایا تو خدا کے فضل سے اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس پر اس نے ہیرے کے کڑے ہمیں نذر دیئے۔"[1]

یہ ساری تفصیل فضل الٰہی کے نشان کی خاطر دی گئی ہے۔ حضور تحریر فرماتے ہیں :-

"اس وقت میرا دل و دماغ اور جسم نہایت کمزور تھا اور علاوہ ذیابیطس اور دوران سر کو تشنج قلب کے دق کی بیماری کا اثر ابھی بکلی دور نہیں ہوا تھا۔ اس نہایت درجہ کے ضعف میں جب نکاح ہوا تو بعض لوگوں نے افسوس کیا کیونکہ میری حالتِ مردمی کالعدم تھی۔ اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے مجھے خط لکھا تھا .... کہ آپ کو شادی نہیں کرنی چاہیئے تھی ایسا نہ ہو کہ کوئی ابتلاء پیش آوے۔ مگر باوجود ان کمزوریوں کے خدا نے مجھے پوری قوت صحت اور طاقت بخشی اور چار لڑکے عطا کئے۔"[2]

---

[1] سیرۃ المہدی حصہ سوم۔ روایت ۵۶۹۔ کتاب میں نسخہ درج ہے۔

[2] "نزول المسیح" صفحہ ۲۰۸ - ۲۰۹۔ اور اس کے گواہوں میں بھی شیخ حامد علی صاحب کا نام درج ہے (ملاحظہ ہو حاشیہ صفحہ ۲۰۹)

اصحاب احمد جلد سیزدہم صفحہ 31 تا 33 از ملک صلاح الدین قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 113 پر درج ہے

شادی میں تجھے کچھ فکر نہیں کرنا چاہیئے۔ ان تمام ضروریات کا رفع کرنا میرے ذمہ رہیگا۔ سو قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے اپنے وعدہ کے موافق اس شادی کے بعد ہر ایک بارِ شادی سے مجھے سُبکدوش رکھا اور مجھے بہت آرام پہنچایا۔ کوئی باپ دُنیا میں کسی بیٹے کی پرورش نہیں کرتا جیسا کہ اُس نے میری کی۔ اور کوئی والدہ پُوری ہوشیاری سے دن رات اپنے بچہ کی ایسی خبر نہیں رکھتی جیسا کہ اُس نے میری رکھی۔ اور جیسا کہ اُس نے بہت عرصہ پہلے براہین احمدیہ میں یہ وعدہ کیا تھا کہ یا احمد اسکن انت و زوجك الجنة۔ ایسا ہی وہ بجا لایا۔ معاش کا غم کرنے کے لئے کوئی گھڑی اُس نے میرے لئے خالی نہ رکھی۔ اور خانہ داری کے مہمات کے لئے کوئی اضطراب اُس نے میرے نزدیک آنے نہ دیا۔ ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور مَیں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا۔ اور دو مرضیں یعنے ذیابیطس اور دردِ سر مع دورانِ سر قدیم سے میرے شاملِ حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنجِ قلب بھی تھا۔ اِس لئے میری حالت مردمی کالعدم تھی۔ اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ اِس لئے میری اِس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا۔ اور ایک خط جس کو مَیں نے اپنی جماعت کے بہت سے معزز لوگوں کو دِکھلا دیا ہے۔ جیسے اخویم مولوی نور الدین صاحب اور اخویم مولوی برہان الدین وغیرہ۔ مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعۃ السنّہ نے ہمدردی کی راہ سے میرے پاس بھیجا کہ آپ نے شادی کی ہے اور مجھے حکیم محمد شریف کی زبانی معلوم ہُوا ہے کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اِس لائق نہ تھے۔ اگر یہ امر آپکی روحانی قوت سے تعلق رکھتا ہے تو مَیں اعتراض نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مَیں اولیاء اللہ کے خوارق اور رُوحانی قوتوں کا مُنکر نہیں ورنہ ایک بڑے فکر کی بات ہے ایسا نہ ہو کہ

تریاق القلوب صفحہ 36 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 203، 204 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 116 پر درج ہے

حوالہ نمبر 129

	کوئی ابتلا پیش آوے" یہ ایک چھوٹے سے کاغذ پر رُقعہ ہے جو ابتک اتفاقاً میرے پاس محفوظ رہا ہے۔ اور میری جماعت کے پچاس کے قریب دوستوں نے بچشم خود اسکو دیکھ لیا اور خط پہچان لیا ہے۔ اور مجھے امید نہیں کہ مولوی محمد حسین صاحب اس سے انکار کریں۔ اور اگر کریں تو پھر حلف دینے سے حقیقت کھل جائیگی غرض اس ابتلا کے وقت مَیں نے جناب الٰہی میں دُعا کی۔ اور مجھے اس نے رفع مرض کے لئے اپنے الہام کے ذریعہ سے دوائیں بتلائیں۔ اور مَیں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے مُنہ میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ وہ دوا میں نے طیار کی۔ اور اسمیں خدا نے اس قدر برکت ڈال دی کہ مَیں نے دِلی یقین سے معلوم کرلیا کہ وہ پُر صحت طاقت جو ایک پُورے تندرست انسان کو دُنیا میں مل سکتی ہے وہ مجھے دی گئی اور چار لڑکے مجھے عطا کئے گئے۔ اگر دُنیا اِس بات کو مبالغہ نہ سمجھتی تو مَیں اِس جگہ اس واقعہ حقّہ کو جو اعجازی رنگ میں ہمیشہ کے لئے مجھے عطا کیا گیا بہ تفصیل بیان کرتا تا معلوم ہوتا کہ ہمارے قادر قیوم کے نشان ہر رنگ میں ظہور میں آتے ہیں اور ہر رنگ میں اپنے خاص لوگوں کو وہ خصوصیت عطا کرتا ہے جس میں دُنیا کے لوگ شریک نہیں ہوسکتے۔ مَیں اس زمانہ میں اپنی کمزوری کی وجہ سے ایک بچہ کی طرح تھا۔ اور پھر اپنے تئیں خداداد طاقت میں پچاس مرد کے قائم مقام دیکھا۔ اِسلئے میرا یقین ہے کہ ہمارا خدا ہر چیز پر قادر ہے۔
۱۲	ایک صاحب نواب محمد علی خاں نام جھجر کے نوابوں میں سے لُدھیانہ میں رہتے تھے اور اُنہوں نے لُدھیانہ میں اِس غرض سے ایک سرائے بنائی تھی کہ تا جسقدر غلہ باہر سے آتا ہے اسکی اسی سرائے میں خرید و فروخت ہو۔ اور اسی سرائے میں غلہ بیچنے والے اپنا مال اُتاریں۔ پھر ایسا ہوا کہ ایک اور شخص اِس کام میں انکار ہزن

تریاق القلوب صفحہ 36 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 203، 204 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 116 پر درج ہے

صحیح ہے۔ خدا تعالیٰ مؤاخذہ نہیں کرتا۔ دیکھو مصلحتِ الٰہی نے یہی چاہا کہ حضرت رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کا پختہ گنبد ہو اور کئی بزرگوں کے مقبرے پختہ ہیں۔ مثلاً نظام الدین، فرید الدین، قطب الدین، معین الدین رحمۃ اللہ علیہم یہ سب صُلحاء تھے۔

رسُومات

ایک شخص کا تحریری سوال پیش ہوا کہ محرم کے دنوں امامین کی رُوح کو ثواب دینے کے واسطے روٹیاں وغیرہ دینا جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا:

"عام طور پر یہ بات ہے کہ طعام کا ثواب میت کو پہنچتا ہے، لیکن اُس کے ساتھ شرک کی رسُومات نہیں چاہئیں۔ رافضیوں کی طرح رسُومات کا کرنا ناجائز ہے۔"

بیعت کی حقیقت

ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ اگر آپ کو ہر طرح سے بزرگ مانا جائے اور آپ کے ساتھ صدق اور اخلاص ہو، مگر آپ کی بیعت میں انسان شامل نہ ہووے، تو اس میں کیا حرج ہے؟

فرمایا: "بیعت کے معنے ہیں اپنے تئیں بیچ دینا اور یہ ایک کیفیت ہے جس کو قلب محسُوس کرتا ہے جبکہ انسان اپنے صدق اور اخلاص میں ترقی کرتا کرتا اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ اس میں یہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، تو وہ بیعت کے لیے خود بخود مجبور ہو جاتا ہے اور جب تک یہ کیفیت پیدا نہ ہو جائے، تو انسان سمجھ لے کہ ابھی اس کے صدق اور اخلاص میں کمی ہے۔"

کشوف و الہامات میں شیطان کا دخل

اس بات کا ذکر آیا کہ لاہوری علماء نے الٰہی بخش ملہم سے یہ سوال کیا ہے کہ آیا تمہارا الہام تلبیسِ ابلیس سے معصوم ہے یا نہیں۔ جس کے جواب میں الٰہی بخش نے کہا کہ میرا الہام دخلِ شیطان سے پاک نہیں۔ اس پر حضرتِ اقدس امامِ معصوم نے فرمایا:

"یہ لوگ نہیں جانتے کہ اس میں کیا سِر ہے اور کسی کا الہام یا کشف شیطان کے دخل سے کہاں تک پاک ہوتا ہے۔ انسان کے اندر دو قسم کے گناہ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن سے انسان خدا کی نافرمانی دیدہ دانستہ کرتا ہے اور بے باکی سے گناہ کرتا ہے۔ ایسے لوگ مجرم کہلاتے ہیں۔ یعنی خدا سے ان کا بالکل قطع تعلق ہو جاتا ہے اور وہ شیطان کے ہو جاتے ہیں۔ اور دوسرے وہ لوگ جو ہر چند بدی سے بچتے ہیں، مگر بعض دفعہ بسبب کمزوری کے کوئی غلطی کر بیٹھتے ہیں۔ سو جس قدر انسان گناہوں کو چھوڑتا اور خدا کی طرف آتا ہے،

ملفوظات جلد اوّل صفحہ 506 طبع جدید از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 117 پر درج ہے

کا لفظ ہے۔ جو غالباً سر درد ہی کی ایک قسم ہے جس میں سر میں چکر آتا ہے اور گردن وغیرہ کے پٹھوں میں کھچاوٹ محسوس ہوتی ہے۔ اور اس حالت میں بیمار کے لیے چلنا یا کھڑے ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن ہوش و حواس پر قطعاً کوئی اثر نہیں پڑتا۔ چنانچہ خاکسار راقم الحروف نے متعدد دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کو دَورے کی حالت میں دیکھا ہے۔ اور کبھی بھی ایسی حالت نہیں دیکھی۔ جس میں ہوش و حواس پر کوئی اثر پڑا ہو اور حضرت مسیح موعود کی یہ بیماری بھی دراصل آنحضرت صلعم کی ایک پیشگوئی کے مطابق تھی۔ جس میں بتایا گیا تھا کہ مسیح موعود دو زرد چادروں (یعنی دو بیماریوں) میں لپٹا ہوا نازل ہوگا۔ دیکھو مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ بحوالہ مسلم وغیرہ۔ اور روایت میں جو یہ لفظ آتے ہیں۔ کہ پہلے دَورے کے وقت آپ نے کوئی کالی کالی چیز آسمان کی طرف اٹھتی دیکھی۔ سو دوران سر کے علاقہ میں یہ ایک عام بات ہے۔ کہ سر چکر کی وجہ سے اردگرد کی چیزیں گھومتی ہوئی اوپر کو اٹھتی نظر آتی ہیں۔ اور بوجہ اسکے کہ ایسے دَورے کے وقت مریض کا میلان آنکھیں بند کر لینے کی طرف ہوتا ہے۔ عموماً یہ چیزیں سیاہ رنگ اختیار کر لیتی ہیں اور دورے میں غشی کی سی حالت ہو جانے سے جیسا کہ خود الفاظ ہی اسی حقیقت کو ظاہر کر رہے ہیں۔ حقیقی غشی مراد نہیں بلکہ بوجہ زیادہ کمزوری کے آنکھیں نہ کھول سکنا یا بول نہ سکنا مراد ہے۔ واللہ اعلم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلی بیعت لدھیانہ میں لی تھی۔ پہلے دن چالیس آدمیوں نے بیعت کی تھی پھر جب آپ گھر میں آئے تو بعض عورتوں نے بیعت کی۔ سب سے پہلے مولوی صاحب (حضرت مولوی نورالدین صاحب) نے بیعت کی تھی۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ آپ نے کب بیعت کی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ میرے متعلق مشہور ہے کہ میں نے بیعت سے توقف کیا اور کئی سال بعد بیعت کی۔ یہ غلط ہے۔ بلکہ میں کبھی بھی آپ سے الگ نہیں ہوئی۔ ہمیشہ

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 18، 19 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 117 پر درج ہے

آپکے ساتھ رہی اور شروع سے ہی اپنے آپ کو بیعت میں سمجھا اور اپنے لئے باقاعدہ الگ بیعت کی ضرورت نہیں سمجھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ ابتدائی بیعت کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مسیحیت اور مہدویت کا دعوےٰ نہ تھا۔ بلکہ عام مجددانہ طریق پر آپ بیعت لیتے تھے۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ حضرت مولوی صاحب کے علاوہ اور کس کس نے پہلے دن بیعت کی تھی؟ والدہ صاحبہ نے میاں عبداللہ صاحب سنوری اور شیخ حامد علی صاحب کا نام لیا۔

(۲۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعویٰ مسیحیت شایع کرنے لگے تو اس وقت آپ قادیان میں تھے۔ آپ نے اسکے متعلق ابتدائی رسالے یہیں لکھے۔ پھر آپ لدھیانہ تشریف لے گئے اور وہاں سے دعوے شایع کیا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ دعوے شایع کرنے سے پہلے آپ نے مجھ سے فرمایا تھا۔ کہ میں ایسی بات کا اعلان کرنے لگا ہوں جس سے ملک میں مخالفت کا بہت شور پیدا ہوگا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ اس اعلان پر بعض ابتدائی بیعت کرنیوالونکو بھی ٹھوکر لگ گئی۔

(۲۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیالکوٹ میں میر حامد شاہ صاحب کے مکان پر تھے۔ اور سو رہے تھے۔ میں نے آپکی زبان پر ایک فقرہ جاری ہوتے سنا۔ میں نے سمجھا کہ الہام ہوا ہے پھر آپ بیدار ہوگئے۔ تو میں نے کہا۔ کہ آپ کو یہ الہام ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں تم کو کیسے معلوم ہوا؟ میں نے کہا مجھے آواز سنائی دی تھی۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ الہام کے وقت آپکی کیا حالت ہوتی تھی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ چہرہ سرخ ہوجاتا تھا اور ماتھے پر پسینہ آجاتا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے مکان کے چھوٹے

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 18، 19 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 117 پر درج ہے

خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا جنہوں نے میرے آنے کی پیشگوئی کی اسی طرح وہ عبارت بھی جس پر معترض کو دھوکا لگا ہے درحقیقت اسی سلسلے کی ہے چنانچہ اصل عبارت کو دیکھنے سے سب معاملہ صاف ہو جائیگا۔ حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"اگر دوسرے لوگوں میں تخم دیانت اور ایمان ہے اور وہ منافق نہیں ہیں تو انکو چاہیئے کہ ان مولویوں کے بارے میں ایک لمبا اشتہار ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح سے شائع کردیں کہ یہ سب کافر ہیں کیونکہ انہوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا تب میں انکو مسلمان سمجھ لونگا بشرطیکہ ان میں کوئی نفاق کا شبہ نہ پایا جاوے اور خدا کے کھلے کھلے معجزات کے مکذب نہ ہوں" (دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۵)

یہ ہیں حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ جو ہمارے سامنے بار بار پیش کیے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اس تحریر میں آپ نے اس بات کی امکان ضرور رکھی ہے کہ ایک شخص آپ کا انکار کر کے بھی مسلمان رہ سکتا ہے۔ مگر معترض نے غور نہیں کیا کہ یہ بات تعلیق بالمحال کے طور پر ہے جس طرح قرآن میں بھی آتا ہے قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین یعنی کہو کہ اگر کوئی رحمٰن کا بیٹا ہے تو میں اس کا سب سے پہلا عبادت کرنیوالا ہوں کیا اس تحریر کو پیش کر کے ہم سے کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امکان تو اس بات کا ضرور رکھا ہے کہ رحمٰن کا لڑکا ہو سکتا ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں کیونکہ یہاں تو یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ نہ خدا کا بیٹا ثابت ہو سکیگا اور نہ میں اسکی عبادت کرونگا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے تعلیق بالمحال کے طور پر اس بات کو پیش کیا ہے کہ اگر کوئی شخص غیر احمدیوں میں سے ہمارے مکفر مولویوں کے نام ایک اشتہار کے ذریعہ ان کے کافر ہونیکا اعلان کرے اور مسیح موعودؑ کو سچا مسلمان جانے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ان نشانوں کو بھی سچا جانتا ہو جو اس نے مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر ظاہر کیئے ہیں اور یہ سب کچھ نفاق سے نہ ہو تب ہم ایسے شخص کو مومن مان لیں گے۔ اب یہ ظاہر بات ہے کہ جو شخص حضرت مسیح موعودؑ کو واقعی سچا مسلمان جانتا ہے اور آپ کے مکذبین کو کافر سمجھتا ہے اور آپ کے الہامات اور نشانات کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مانتا ہے اور پھر آپ کی بیعت نہیں

کلمۃ الفصل صفحہ 162، 163، 165 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 118 پر درج ہے

کہ ایسا شخص یقیناً منافق ہے اور صرف زبانی دعوی کرتا ہے ورنہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ حضرت صاحب تو یہ کہیں کہ میری بیعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر ایک شخص پر فرض کی ہے اور وہ باوجود آپ کو راستباز جاننے اور آپ کے نشانات اور الہامات پر ایمان لانے کے آپ کی بیعت میں داخل نہ ہو۔ اسلئے اگر کوئی شخص ایسا اشتہار دے بھی دے جس میں حضرت صاحب کے منکرین کو کافر لکھا گیا ہو اور یہ بھی اعلان کرے کہ میں حضرت مرزا صاحب کو راستباز مسلمان سمجھتا ہوں اور آپکے نشانات پر ایمان لاتا ہوں لیکن بیعت نہ کرے تو تب بھی ہم اسکو مسلمان نہیں کہیں گے کیونکہ وہ منافق ہے اور صرف زبان سے دعوی کرتا ہے۔ پس حضرت صاحب نے تو ایک محال بات پیش کرکے مخالفین پر حجت قائم کی ہے نہ کہ انکے لیئے راستہ کھولا ہے۔ میں حضرت مسیح موعودؑ کی مقرر کردہ شرائط کو پڑھکر اندر ہی اندر بہت لطف اٹھاتا ہوں کہ آپنے ایسی شرائط رکھدی ہیں جن کا لازمی نتیجہ بیعت کرنا ہے۔ پہلی شرط تو یہ ہے کہ منکرین کو کافر کہکر غیروں سے قطع تعلق کرے اور حضرت مسیح موعودؑ کو سچا مسلمان سمجھ کر آپ سے ایک گونہ تعلق پیدا کرے یہ پہلا زینہ ہے جو غیر احمدیت سے احمدیت کی طرف انسان کو لیجاتا ہے دوسری شرط حضرت صاحب نے یہ رکھی ہے کہ خدا کے ان کھلے کھلے نشانات پر ایمان لائے جو اس نے آپ کو عطا کئے ہیں۔ یہ دوسرا زینہ ہے جو مخالف کو غیروں سے قطعی طور پر الگ کرکے حضرت مسیح موعودؑ کے پاس لاکھڑا کرتا ہے۔ تیسری شرط حضرت صاحب نے یہ رکھی ہے کہ ان تمام باتوں میں نفاق ہرگز نہ ہو بلکہ یہ سب کچھ دل کے ایمان سے کرے اور یہ ظاہر ہے کہ جو شخص باوجود اس دعوی کے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کے نشانات پر ایمان لاتا ہے آپ کی بیعت میں داخل نہیں ہوتا وہ منافق ہے صرف زبانی دعوی کرتا ہے پس اب یہ تیسرا زینہ ہوگا جو انسان کو مجبور کرے گا کہ آگے بڑھکر مسیح موعودؑ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیدے اور آپ کی جماعت میں داخل ہو۔ کاش اس نکتہ کو ہمارے مخالف بھائی سمجھتے اور ٹھوکر کھانے سے بچتے۔ علاوہ ازیں ہم کہتے ہیں کہ جب ابھی تک ایسا شخص کوئی پیدا ہی نہیں ہوا جس نے حضرت مسیح موعودؑ کی مقرر کردہ شرائط کے ماتحت کوئی اشتہار نکالا ہو تو اس معاملہ پر بحث کرنا ہی فضول ہے ہاں اگر کوئی ایسا شخص سے تو سے پیش کیا جاوے ہم انشاء اللہ ضرور حضرت مسیح موعودؑ

کلمۃ الفصل صفحہ 162، 163، 165 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 118 پر درج ہے

بن گئے اس لیئے آپنے تحریر مندرجہ بالا میں سب سے پہلی یہ شرط لگائی کہ مخالف میرے مسلمان ہونے کا اعلان کرے۔ دوسری دلیل آپکی یہ ہوا کرتی تھی کہ چونکہ وہ لوگ جو مجھ کو کافر نہیں کہتے ان تمام لوگوں کو مسلمان سمجھتے ہیں جنھوں نے مجھ پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے اور اس طرح کافروں کو مومن سمجھ کے خود کافر ہو جاتے ہیں اس لیئے دوسری شرط آپنے یہ لگائی کہ وہ میرے تمام مکفرین کو کافر جانے اور اس بات کا بذریعہ اشتہار اعلان کرے۔ تیسری دلیل حضرت مسیح موعودؑ یہ دیا کرتے تھے کہ چونکہ ہر ایک وہ شخص جو مجھ کو قبول نہیں کرتا مجھے مفتری علی اللہ قرار دیتا ہے اور مفتری علی اللہ نہ صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوتا ہے اس لیئے وہ میری تکفیر کرکے خود کافر ہو جاتا ہے علاوہ اس کے چونکہ میرا مخالف آیات اللہ کی تکذیب کرتا اور آیات کی تکذیب کرنے والا بموجب آیت و من اظلم ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذبا او کذب بآیتہ نہ صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہے اس لیئے حضرت مسیح موعودؑ نے اس دلیل کے مقابل اس شرط کو رکھا کہ ایسا اشتہار دینے والا ان کھلے کھلے نشانوں کو بھی سچا جانے جو اللہ تعالیٰ نے آپکے ہاتھ پر ظاہر کیئے۔ چوتھی دلیل حضرت مسیح موعودؑ یہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ چونکہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مرسل ہوں اس لیئے ہر ایک جسکو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھ کو نہیں مانا وہ مسلمان نہیں ہاں وہ جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مکذب اور منکر ہے تو گو شریعت نے (جسکی بنا ظاہر پر ہے) اس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے اور ہم بھی اسکو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لا یکلف اللّٰہ نفسا الا وسعھا قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔" (دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۸۰) اس دلیل کے مقابل حضرت صاحب نے یہ شرط رکھی کہ اشتہار دینے والا منافق نہ ہو جس سے مراد یہ ہے کہ وہ ظاہر طور پر بیعت[1] بھی کرلے جیسا کہ میں اوپر بتا آیا ہوں۔ خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے بڑے احسن طریقہ پر اپنے مخالفین پر حجت قائم کی ہے اور انکو ایک ایسی بات پر آمادہ کرنا چاہا ہے جو درجہ بدرجہ انکو احمدیت کے اندر کھینچ لیگی فتدبروا۔

نواں اعتراض یہ ہے کہ جب حضرت مسیح موعودؑ کا نبوت کا بھی دعویٰ تھا تو کیوں آپنے صاف طور پر اس بات کو نہیں لکھا کہ میرے نہ ماننے سے چونکہ خدا کے رسولوں میں تفریق ہوتی ہے اس لیئے میرا

[1] نشانات کو ماننے کا دعویٰ کرکے بیعت نہ کرنیوالے کا نام منافق اسوجہ سے رکھا ہے کہ نشانات کو اللہ تعالیٰ نے حضرت [illegible]

کلمۃ الفصل صفحہ 162، 163، 165 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 118 پر درج ہے

۶۶

ازراہ ہمدردی اپنی رائے پر اصرار کیا ہوگا کہ مبادا یہ بات ضمانت اعدا کا موجب نہ ہو جائے۔ مگر ان سے یہ غلطی ہوئی کہ انہوں نے صرف ایک قانون دان کی حیثیت میں غور کیا اور اس بات کو نہیں سوچا کہ خدائی تصرفات سب طاقتوں پر غالب ہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ اب سعد اللہ کا لڑکا بھی لاولد

(۲۸۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دن حضرت صاحب کی مجلس میں عورتوں کے لباس کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ایسا تنگ پاجامہ جو بالکل بدن کے ساتھ لگا ہوا ہو اچھا نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس سے عورت کے بدن کا نقشہ ظاہر ہو جاتا ہے جو ستر کے منافی ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ صوبہ سرحد میں اور اسکے اثر کے ماتحت پنجاب میں بھی عورتوں کا عام لباس سلوار ہے لیکن ہندوستان میں تنگ پاجامہ کا دستور ہے اور ہندوستان کے اثر کے ماتحت پنجاب کے بعض خاندانوں میں بھی تنگ پاجامے کا رواج قائم ہو گیا ہے چنانچہ ہمارے گھروں میں بھی بوجہ حضرت والدہ صاحبہ کے اثر کے جو دلی کی ہیں، زیادہ تر تنگ پاجامے کا رواج ہے لیکن سلوار بھی استعمال ہوتی رہتی ہے۔ مگر اس میں شک نہیں کہ ستر کے نکتہ نگاہ سے تنگ پاجامہ ضرور ایک حد تک قابل اعتراض ہے اور سلوار کا مقابلہ نہیں کرتا ہاں زینت کے لحاظ سے دونوں اپنی اپنی جگہ اچھے ہیں یعنی بعض بدنوں پر تنگ پاجامہ سجتا ہے اور بعض پر سلوار۔ ازیں حالات اگر بحیثیت مجموعی سلوار کو رواج دیا جاوے تو بہتر ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ عورت نے تو اپنے گھر کی چار دیواری میں ہی رہنا ہے اور اگر باہر بھی جانا ہے تو عورتوں میں ہی ملنا جلنا ہے تو اس صورت میں تنگ پاجامہ اگر ایک حد تک ستر کے خلاف بھی ہو تو قابل اعتراض نہیں لیکن یہ خیال درست نہیں کیونکہ اول تو ایک قسم کا ستر شریعت نے عورتوں کا خود عورتوں سے بھی رکھا ہے اور اپنے بدن کے حسن کو بیجا طور پر برملا ظاہر کرنے سے مستورات میں بھی منع فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں گھروں میں علاوہ خاوند کے بعض ایسے مردوں کا بھی آنا جانا ہوتا ہے جن سے مستورات کا پردہ تو نہیں ہوتا لیکن یہ بھی نہایت معیوب بلکہ ناجائز ہے کہ عورت ان کے سامنے اپنے بدن کو نقشہ اور ساخت کو برملا ظاہر کرے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایسے تنگ پاجامہ کو جس سے بدن کا نقشہ اور ساخت ظاہر ہو جاوے ناپسند کرنا نہایت حکیمانہ دانشمندی پر مبنی اور عین شریعت اسلامی کے منشاء کے مطابق ہے۔ ہاں خاوند کے سامنے عورت بے شک جس قسم

سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 66 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 119 پر درج ہے

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت غضِ بصر کی جو وہ ہر وقت مشاہدہ کرتی تھی۔ اس کا اثر اُس دیوانی عورت پر بھی ایسا تھا۔ کہ وُہ خیال کرتی تھی۔ کہ حضورؑ کو کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ اِس واسطے حضورؑ سے کسی پردہ کی ضرورت ہی نہیں ؛

اِستعمال خطاب "تُو"

مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کبھی نہیں سُنا کہ آپؑ نے کبھی کسی کو "تُو" کے لفظ سے مخاطب کیا ہو۔ سوائے ایک دفعہ کے جبکہ ایک شخص جو مولوی ثناء اللہ کا وکیل ہو کر آپؑ کے سامنے آیا۔ اور بہت گستاخی سے اور چالاکی سے جلدی جلدی باتیں کرتا تھا۔ حضورؑ نے ایک دفعہ اُسے "تُو" کے لفظ سے مخاطب کیا تھا ؛

غرارہ

آخری ایام میں حضورؑ ہمیشہ ایسے پاجامے پہنا کرتے تھے۔ جو نیچے سے تنگ اُوپر سے کھلے ہوں گاؤدم طرز کے اور شرعی کہلاتے ہیں۔ لیکن شروع میں ۱۸۹۰/۹۵ء میں مَیں نے حضورؑ کو بعض دفعہ غرارہ پہنے ہوئے بھی دیکھا ہے ؛

ماتم میں چیخنے چلّانے سے منع فرمایا

جب صاحبزادہ حضرت مبارک احمدؑ کی وفات ہُوئی۔ اور نعش مبارک اُوپر کے صحن میں پڑی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت بیوی صاحبہ کو الگ دُوسری چھت پر لے گئے۔ تاکہ نعش کے پاس بیٹھ کر رونے چلّانے کی تحریک نہ ہو۔ اور دُوسری عورتوں کو بھی چیخنے چلّانے سے منع فرمایا ؛

حضورؑ کا دایاں ہاتھ

حضورؑ کی دائیں کلائی (ہاتھ اور کہنی کے درمیان کا حصّہ) کمزور تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ

ذکر حبیب صفحہ 39 از مفتی محمد صادق قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 119 پر درج ہے

١٠٦

قبل مسجد میں تشریف لائے تو آپکے چہرے پر ناراضگی کے آثار تھے اور آپ مسجد میں ادھر ادھر ٹہلنے لگے۔ اسوقت حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بھی موجود تھے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اس طرح کسی کو مارنا بہت ناپسندیدہ فعل ہے اور یہ بہت بُری حرکت کی گئی ہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے فلاں سفر کے گستاخانہ رقیہ اور اپنی بریت کے متعلق کچھ عرض کیا مگر حضرت صاحب نے غصہ سے فرمایا کہ نہیں یہ بہت نا واجب بات ہوئی ہے۔ جب خدا کا رسول آپ لوگوں کے اندر موجود ہے تو آپ کو خود بخود اپنی رائے سے کوئی فعل نہیں کرنا چاہیئے تھا بلکہ مجھ سے پوچھنا چاہیئے تھا۔ وغیرہ ذالک۔ حضرت صاحب کی اس تقریر پر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رو پڑے اور حضرت صاحب سے معافی مانگی اور عرض کیا کہ حضور میرے لئے دعا فرمائیں۔ اور اس کے بعد مارنے والوں نے فلاں سفر سے معافی مانگ کر اسے راضی کیا اور اسے دودھ وغیرہ پلایا۔

(۴۳۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میاں فخرالدین صاحب ملتانی ثم قادیانی نے مجھ سے بیان کیا کہ جب ۱۹۰۰ء میں حضرت بیوی صاحبہ لاہور تشریف لے گئیں تو ان کی واپسی کی اطلاع آنے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کو لانے کے لئے بٹالہ تک تشریف لے گئے۔ میں نے بھی مولوی سید محمد احسن صاحب مرحوم کے وسیلہ سے حضرت صاحب سے آپ کے ساتھ جانے کی اجازت حاصل کی اور حضرت صاحب نے اجازت عطا فرمائی۔ مگر مولوی صاحب سے فرمایا کہ فخرالدین سے کہدیں کہ وہ کسی کو خبر نہ کرے اور خاموشی سے ساتھ چلا چلے۔ بعض اور لوگ بھی حضرت صاحب کے ساتھ ہمرکاب ہوئے۔ حضرت صاحب پالکی میں بیٹھ کر روانہ ہوئے جسے آٹھ کہار باری باری اُٹھاتے تھے۔ قادیان سے نکلتے ہی حضرت صاحب نے قرآن شریف کھول کر اپنے سامنے رکھ لیا اور سورہ فاتحہ کی تلاوت شروع فرمائی اور میں غور کے ساتھ دیکھتا گیا کہ بٹالہ تک حضرت صاحب سورہ فاتحہ ہی پڑھتے چلے گئے اور دوسرا ورق نہیں اُلٹا۔ رستے میں ایک دفعہ نہر پر حضرت صاحب نے اتر کر پیشاب کیا اور پھر وضو کر کے پالکی میں بیٹھ گئے اور اسکے بعد پھر اسی طرح سورۃ فاتحہ کی تلاوت میں مصروف ہو گئے۔ بٹالہ پہنچ کر حضرت صاحب نے سب خدام کی معیت میں کھانا کھایا اور پھر سٹیشن پر تشریف لے گئے۔ جب حضرت صاحب سٹیشن پر پہنچے تو گاڑی آچکی تھی۔ اور حضرت بیوی صاحبہ گاڑی سے اتر کر آئی ہوئی تھیں اور حضرت صاحب کو ادھر دیکھ رہی تھیں۔ حضرت صاحب بھی بیوی صاحبہ کو دیکھ

سیرت المہدی جلد۱ صفحہ 106، 107 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 119 پر درج ہے

پھرتے تھے کہ اتنے میں لوگوں کے مجمع میں حضرت بیوی صاحبہ کی نظر حضرت صاحب پر پڑ گئی اور انھوں نے محمود کے ابا کہکر حضرت صاحب کو اپنی طرف متوجہ کیا اور پھر حضرت صاحب نے سٹیشن پر ہی سب لوگوں کے سامنے بیوی صاحبہ کے ساتھ مصافحہ فرمایا اور ان کو ساتھ لے کر فرودگاہ پر واپس تشریف لے آئے۔

(۴۳۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ آج بتاریخ ۷ اکتوبر ۱۹۲۷ء بروز جمعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک بہت بڑی یادگار، اور خداوند عالم کی ایک زبردست آیت مقبرہ بہشتی میں سپرد خاک ہو گئی۔ یعنے میاں عبداللہ صاحب سنوری کے ساتھ حضرت مسیح موعود کا وہ کرتہ جس پر خدائی روشنائی کے چھینٹے پڑے تھے دفن کر دیا گیا۔ خاکسار نے سیرۃ المہدی حصہ اول میں میاں عبداللہ صاحب کی زبانی وہ واقعہ قلمبند کیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کرتہ پر چھینٹے پڑنے کے متعلق ہے۔ حضرت صاحب نے میاں عبداللہ صاحب کے اصرار پر ان کو یہ کرتہ عنایت کرتے ہوئے ہدایت فرمائی تھی کہ یہ کرتہ میاں عبداللہ صاحب کی وفات پر ان کے ساتھ دفن کر دیا جاوے تاکہ بعد میں کسی زمانہ میں شرک کا موجب نہ بنے سو آج میاں عبداللہ صاحب کی وفات پر وہ ان کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ مجھے یہ کرتہ میاں عبداللہ صاحب نے اپنی زندگی میں کئی دفعہ دکھایا تھا اور میں نے وہ چھینٹے بھی دیکھے تھے جو خدائی ہاتھ کی روشنائی سے اس پر پڑے تھے۔ اور جب آج آخری وقت میں غسل کے بعد یہ کرتہ میاں عبداللہ صاحب کو پہنایا گیا تو اس وقت بھی خاکسار وہاں موجود تھا۔ میاں عبداللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ کا دیا ہوا ایک صابن کا ٹکڑا اور ایک بالوں کو لگانے کے تیل کی چھوٹی بوتل اور ایک عطر کی چھوٹی سی شیشی بھی رکھی ہوئی تھی اور غسل کے بعد جو اسی صابن سے دیا گیا۔ یہی تیل اور عطر میاں عبداللہ صاحب کے بالوں وغیرہ کو لگایا گیا۔ اور کرتہ پہنائے جانے کے بعد خاکسار نے خود اپنے ہاتھ سے کچھ عطر اس کرتہ پر بھی لگایا۔ نماز جنازہ سے قبل جب تک حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی آمد کا انتظار رہا لوگ نہایت شوق اور درد و رقت کے ساتھ میاں عبداللہ صاحب کو دیکھتے رہے جو اس کرتہ میں ملبوس ہو کر عجیب شان میں نظر آتے تھے اور جنازہ میں اس کثرت کے ساتھ لوگ شریک ہوئے کہ اس سے قبل میں نے قادیان میں کسی جنازہ میں

سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 106، 107 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 119 پر درج ہے

۱۰۲

اس زمانہ میں چونکہ مجھے ہوشیار اور فکر مند ہو کر سونا پڑتا تھا تاکہ ایسا نہ ہو حضرت صاحب مجھے کوئی آواز دیں اور میں جاگنے میں دیر کروں اسلئے اسوقت سے میری نیند بہت ہلکی ہوگئی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اگر کبھی مجھے آواز دیتے تھے اور میری آنکھ نہ کھلتی تھی تو حضور آہستہ سے اُٹھ کر میری چارپائی پر آکر بیٹھ جاتے تھے اور میرے بدن پر اپنا دست مبارک رکھ دیتے تھے جس سے میں جاگ پڑتا تھا اور سب سے پہلے حضور وقت دریافت فرماتے تھے اور حضور کو جو الہام ہوتا تھا حضور مجھے جگا کر نوٹ کروا دیتے تھے۔ چنانچہ ایک رات ایسا اتفاق ہوا کہ حضور نے مجھے الہام لکھنے کے لئے جگایا مگر اسوقت اتفاق سے میرے پاس کوئی قلم نہیں تھا۔ چنانچہ میں نے ایک کوئلہ کا ٹکڑا لیکر اس سے الہام لکھا لیکن اسوقت کے بعد سے میں باقاعدہ پنسل یا فونٹین پن اپنے پاس رکھنے لگ گیا۔

(۴۲۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عموماً صبح کے وقت سیر کے لئے تشریف لیجایا کرتے تھے اور عموماً بہت سے اصحاب حضور کے ساتھ ہو جاتے تھے۔ تعلیم الاسلام ہائی اسکول قادیان کے بعض طالب علم بھی حضور کے ساتھ جانے کے شوق میں کسی بہانہ وغیرہ سے اپنے کلاس روم سے نکل کر حضور کے ساتھ ہو لیتے تھے۔ اساتذہ کو پتہ لگتا تھا تو تعلیم کے حرج کا خیال کر کے بعض اوقات ایسے طلبہ کو بلا اجازت چلے جانے پر سزا وغیرہ بھی دیتے تھے مگر بچوں کو کچھ ایسا شوق تھا کہ وہ عموماً موقعہ لگا کر نکل ہی جاتے تھے۔

(۴۲۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مکرمی مفتی محمد صادق صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں کسی وجہ سے اپنی بیوی مرحومہ پر کچھ خفا ہوا جس پر میری بیوی نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی بڑی بیوی کے پاس جا کر میری ناراضگی کا ذکر کیا۔ اور حضرت مولوی صاحب کی بیوی نے مولوی صاحب سے ذکر کر دیا۔ اسکے بعد میں جب حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سے ملا تو انہوں نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مفتی صاحب آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہاں ملکہ کا راج ہے۔" بس اسکے سوا اور کچھ نہیں کہا مگر میں ان کا مطلب سمجھ گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے یہ الفاظ عجیب معنی خیز ہیں۔ کیونکہ ایک طرف تو ان دنوں میں برطانیہ کے تخت پر ملکہ وکٹوریا متمکن تھیں اور دوسری طرف حضرت مولوی صاحب کا اس طرف اشارہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خانگی معاملات میں حضرت ام المومنین کی بات بہت مانتے ہیں۔

سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 102 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 120 پر درج ہے

پورا زور لگایا اسپر نگہبان بیٹے دیکھا کہ وہی شیر پہرے پر کود کر گرتا آ رہا ہے اسوقت بیٹے بیخود ہو کر چیخ ماری اور وہاں سے بھاگ اٹھا۔ حضرت خلیفہ ثانی بیان فرماتے تھے کہ وہ شخص پھر حضرت صاحب کا بہت معتقد ہوگیا تھا اور ہمیشہ جب تک زندہ رہا آپسے خط و کتابت رکھتا تھا۔

(۷۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ منشی محمد اروڑا صاحب مرحوم کپورتھلوی حضرت مسیح موعودؑ کے ذکر پر کہا کرتے تھے کہ ہم تو آپ کے منہ کے بھوکے تھے یعنی جب ہم بیٹھے ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ دیکھنے سے ہی پیٹ بھر جاتا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ منشی صاحب موصوف بڑے مخلصوں میں سے تھے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ میں سے اول میں شمار ہونا چاہئے۔

(۷۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کسی سفر میں تھے سٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی آپ بیوی صاحبہ کے ساتھ سٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگ گئے۔ یہ دیکھکر مولوی عبدالکریم صاحب جنکی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ اِدھر اُدھر پھرتے ہیں آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جاوے مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کہا میں تو نہیں کہتا آپ کہکر دیکھ لیں۔ ناچار مولوی عبدالکریم صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور لوگ بہت ہیں بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا جاؤ جی میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آئے۔ میں نے کہا مولوی صاحب! جواب لے آئے؟

(۷۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جن دنوں میں ہمارا چھوٹا بھائی مبارک احمد بیمار تھا ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول کو اسکے دیکھنے کے لئے گھر میں بلایا۔ اسوقت آپ صحن میں ایک چارپائی پر تشریف رکھتے تھے اور صحن میں کوئی فرش وغیرہ نہیں تھا۔ مولوی صاحب آتے ہی آپکی

سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 63 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 121 پر درج۔

مولوی محمد علی صاحب یہاں ڈھاب میں کنارے پر نہانے لگے۔ مگر پاؤں پھسل گیا۔ اور وہ گہرے پانی میں چلے گئے۔ اور پھر لگے ڈوبنے۔ کیونکہ تیرنا آتا نہیں تھا۔ کئی لوگ بچانے کیلئے پانی میں کودے۔ مگر جب کوئی شخص مولوی صاحب کے پاس جاتا تھا۔ تو وہ اُسے ایسا پکڑتے تھے۔ کہ وہ خود بھی ڈوبنے لگتا تھا۔ اس طرح مولوی صاحب نے کئی غوطے کھائے۔ آخر شاید قاضی امیر حسین صاحب نے پانی میں غوطہ لگا کر نیچے سے انکو کنارے کی طرف دھکیلا تب وہ باہر آئے۔ جب مولوی صاحب حضرت صاحب سے اس واقعہ کے بعد ملے۔ تو آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ مولوی صاحب آپ گھڑے کے پانی سے ہی نہا لیا کریں۔ ڈھاب کیطرف نہ جائیں۔ پھر فرمایا۔ کہ میں بچپن میں اتنا تیرتا تھا۔ کہ ایک وقت میں ساری قادیان کے اردگرد تیر جاتا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ برسات کے موسم میں قادیان کے اردگرد اتنا پانی جمع ہو جاتا ہے۔ کہ سارا گاؤں ایک جزیرہ بن جاتا ہے۔

۲۸۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ جاننے کیلئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے گھروالوں کے ساتھ کیسا معاملہ تھا۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم مغفور کی تصنیف سیرت مسیح موعود کے مندرجہ ذیل فقرات ایک عمدہ ذریعہ ہیں۔ مولوی صاحب موصوف فرماتے ہیں:۔

"عرصہ قریب پندرہ برس کا گذرتا ہے۔ جبکہ حضرت صاحب نے بار دیگر خدا تعالےٰ کے امر سے معاشرت کے بھاری اور نازک فرض کو اُٹھایا ہے۔ اس اثناء میں کبھی ایسا موقع نہیں آیا۔ کہ خانہ جنگی کی آگ مشتعل ہوئی ہو۔ وہ ٹھنڈا دل اور بہشتی قلب قابل غور ہے۔ جسے اتنی مدت میں کسی قسم کے رنج اور منغص عیش کی آگ کی آنچ تک نہ چھوگئی ہو۔ اس بات کو اندرون خانہ کی خدمتگار عورتیں جو عوام الناس سے ہیں۔ اور فطری سادگی اور انسانی جامہ کے سوا کوئی تکلف اور تصنع زیرکی اور استنباطی قوت نہیں رکھتیں۔ بہت عمدہ طرح محسوس کرتی ہیں۔ وہ تعجب سے دیکھتی ہیں۔ اور زمانہ اور گردوپیش کے عام عُرف اور برتاؤ کے بالکل برخلاف دیکھ کر بڑے تعجب سے کہتی ہیں۔ اور میں نے بارہا انہیں خود حیرت سے کہتے ہوئے سنا ہے۔ کہ:۔

"مرجا بیوی دی گل بڑی مَنّدا اے"

سیرت المہدی، جلد اول صفحہ 276 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 121 پر درج ہے

صاحب کی طرف سے مندرجہ ذیل الفاظ درج ہیں:۔

" اقرار یہ ہے کہ عرصہ تیس سال تک فک الرہن مرہونہ نہیں کراؤں گا۔ بعد تیس سال مذکور کے ایک سال میں جب چاہوں زر رہن دوں تب فک الرہن کراؤں ورنہ بعد انفصال میعاد بالا یعنی اکتیس سال کے بتیسویں سال میں مرہونہ بالا ان ہی روپیوں میں بیع بالوفا ہو جائیگا اور مجھے دعویٰ ملکیت کا نہیں رہیگا۔ قبضہ اس کا آج سے کرا دیا ہے اور داخل خارج کرا دونگا اور منافع مرہونہ بالا کی قائمی رہن تک مرتہنہ مستحق ہے اور معاملہ سرکاری فصل خریف ۱۹۵۵ء (بکرمی) سے مرتہنہ دے گی اور پیداوار لے گی۔"

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ عبارت ظاہر کرتی ہے کہ اس کے الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تجویز کردہ نہیں ہیں بلکہ کسی وثیقہ نویس نے حضرت صاحب کے منشا کو اپنے الفاظ میں لکھ دیا ہے۔

(۳۶۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم کا نکاح حضرت صاحب نے نواب محمد علی خان صاحب کے ساتھ کیا تو مہر چھپن ہزار روپیہ مقرر کیا گیا تھا اور حضرت صاحب نے مہر نامہ کو باقاعدہ رجسٹری کروا کے اس پر بہت سے لوگوں کی شہادتیں ثبت کروائی تھیں۔ اور جب حضرت صاحب کی وفات کے بعد ہماری چھوٹی ہمشیرہ امۃ الحفیظ بیگم کا نکاح خان محمد عبداللہ خان صاحب کے ساتھ ہوا تو مہر ۱۵۰۰۰/- روپیہ مقرر کیا گیا اور یہ مہر نامہ بھی باقاعدہ رجسٹری کرایا گیا تھا لیکن ہم تینوں بھائیوں میں سے جن کی شادیاں حضرت صاحب کی زندگی میں ہو گئی تھیں کسی کا مہر نامہ تحریر ہو کر رجسٹری نہیں ہوا اور مہر ایک ایک ہزار روپیہ مقرر ہوا تھا۔ دراصل مہر کی تعداد زیادہ تر خاوند کی موجودہ حیثیت اور کسی قدر بیوی کی حیثیت پر مقرر ہوا کرتی ہے اور مہر نامہ کا باقاعدہ لکھا جانا اور رجسٹری ہونا شخصی حالات پر موقوف ہے۔ چونکہ نواب محمد علی خان صاحب کی جائداد سرکار انگریزی کے علاقہ میں واقعہ نہ تھی بلکہ ایک ریاست میں تھی اور اس کے متعلق بعض تنازعات کے پیدا ہونے کا احتمال ہو سکتا تھا اسلئے حضرت صاحب نے مہر نامہ کو باقاعدہ رجسٹری کروانا ضروری خیال کیا اور ویسے بھی دیکھا جاوے تو عام حالات میں بھی بہتر ہوتا ہے کہ مہر نامہ اگر رجسٹری نہ بھی ہو تو کم از کم باقاعدہ طور پر تحریر میں آجاوے اور معتبر لوگوں کی شہادتیں اس پر ثبت ہو جاویں۔ کیونکہ دراصل مہر بھی ایک قرضہ ہوتا ہے جس کی ادائگی خاوند پر

سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 53 از مرزا بشیر احمد	یہ حوالہ صفحہ 122 پر درج ہے

کھول کر بیان کر دیا ہے۔ آپ نے اپنے اس دعویٰ سے کبھی انکار نہیں کیا۔ البتہ اس کا وہ مفہوم اور منطوق بھی کبھی قرار نہیں دیا جو آپ کے معاندین ومنکرین نے آپ کی طرف منسوب کیا۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۷۴ ملفوف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہٗ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کسی قدر تریاق جدید کی گولیاں ہمدست مرزا خدا بخش صاحب آپ کی خدمت میں ارسال ہیں اور کسی قدر اس وقت دے دوں گا۔ جب آپ قادیان آئیں گے یہ دوا تریاق الٰہی سے فوائد میں بہت بڑھ کر ہے۔ اس میں بڑی بڑی قابل قدر دوائیں پڑی ہیں۔ جیسے مشک۔ عنبر۔ تربسی۔ مروارید۔ سونے کا کشتہ۔ فولاد۔ یاقوت احمر۔ کونین۔ فاسفورس۔ کہربا۔ مرجان۔ صندل۔ کیوڑہ۔ زعفران۔ یہ تمام دوائیں قریب سو کے ہیں اور بہت سا فاسفورس اس میں داخل کیا گیا ہے۔ یہ دوا علاج طاعون کے علاوہ مقوی دماغ۔ مقوی جگر۔ مقوی معدہ۔ مقوی باہ اور مراق کو فائدہ کرنے والی۔ مصفّٰی خون ہے۔ مجھ کو اس کے تیار کرنے میں اوّل تأمل تھا کہ بہت سے روپیہ پر اس کا تیار کرنا موقوف تھا۔ لیکن چونکہ حفظ صحت کے لئے یہ دوا مفید ہے۔ اس لئے اس قدر خرچ گوارا کیا گیا۔ چالیس تولہ سے کچھ زیادہ اس میں یاقوت احمر ہے۔ اگر خریدا جاتا تو شاید کئی سو روپیہ سے آتا۔ بہرحال یہ دوا خدا تعالیٰ کے فضل سے تیار ہو گئی ہے گو بہت ہی تھوڑی ہے۔ لیکن اس قدر بھی محض خدا تعالیٰ کی عنایت سے تیار ہوئی۔ خوراک اس کی اوّل استعمال میں دو رتی سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے۔ تا گرمی نہ کرے۔ نہایت درجہ مقوی اعصاب ہے اور خارش اور بثورات اور جذام اور ذیابیطس اور انواع واقسام کے زہرناک امراض کے لئے مفید ہے اور قوت باہ میں اس کو ایک عجیب اثر ہے۔ سرخ گولیاں میں نے نہیں بھیجیں۔ کیونکہ صرف بواسیر اور جذام کے لئے ہیں اور ذیابیطس کو بھی مفید ہے۔ اگر ضرورت ہوگی تو وہ بھی بھیج دوں گا، موجود ہیں۔

مرزا خدا بخش کو نصیحت میں بھیجنے کی پختہ تجویز ہے۔ خدا تعالیٰ کے راضی کرنے کے کئی موقع

مرزا قادیانی کا اپنے داماد نواب محمد علی کے نام، مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ 250 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 123 پر درج ہے

حوالہ نمبر 141

چنانچہ حضرت صاحب نے تمہارے تایا صاحب کی تمام جائداد مرزا سلطان احمدؐ کے نام کرادی۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا۔ کہ حضرت صاحب نے متبنّٰی کی صورت کس طرح منظور فرمالی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ یہ تو یونہی ایک بات تھی۔ ورنہ وفات کے بعد متبنّٰی کیسا۔ مطلب تو یہ تھا۔ کہ تمہاری تائی کی خوشی کے لئے حضرت نے تمہارے تایا کی جائداد مرزا سلطان احمدؐ کے نام داخل خارج کرادی۔ اور اپنے نام نہیں کرائی۔ کیونکہ اس وقت کے حالات کے ماتحت ویسے بھی مرزا سلطان احمد کو آپ کی جائداد سے نصف حصہ جانا تھا۔ اور باقی نصف مرزا فضل احمد کو۔ پس آپ نے سمجھ لیا۔ کہ گویا آپ نے اپنی زندگی میں ہی مرزا سلطان احمد کا حصہ الگ کر دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب مرزا فضل احمدؐ فوت ہوا۔ تو اسکے کچھ عرصہ بعد حضرت صاحب نے مجھے فرمایا۔ کہ تمہاری اولاد کے ساتھ جائداد کا حصہ بٹانے والا ایک فضل احمدؐ ہی تھا۔ سو وہ بیچارہ بھی گزر گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ ہمارے دادا صاحب کے دو لڑکے تھے ایک حضرت صاحب جن کا نام مرزا غلام احمدؐ تھا اور دوسرے ہمارے تایا مرزا غلام قادر صاحب جو حضرت صاحب سے بڑے تھے۔ ہمارے دادا نے قادیان کی زمین میں دو گاؤں آباد کر کے انکو اپنے دونوں بیٹوں کے نام موسوم کیا تھا۔ چنانچہ ایک کا نام قادر آباد رکھا۔ اور دوسرے کا احمدؐ آباد۔ احمدؐ آباد بعد میں کسی طرح ہمارے خاندان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اور صرف قادر آباد رہ گیا۔ چنانچہ قادر آباد حضرت صاحب کی اولاد میں تقسیم ہوا اور اسی میں مرزا سلطان احمدؐ صاحب کا حصہ آیا۔ لیکن خدا کی قدرت کہ اب قریباً چالیس سال کے عرصہ کے بعد احمدؐ آباد جو ہمارے خاندان کے ہاتھ سے نکل کر غیر خاندان میں جا چکا تھا واپس ہمارے پاس آگیا ہے۔ اور اب وہ کلیۃً صرف ہم تین بھائیوں کے پاس ہے۔ یعنی مرزا سلطان احمدؐ صاحب کا اس میں حصہ نہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ قادر آباد قادیان سے مشرق کی جانب واقع ہے۔ اور احمدؐ آباد جانب شمال ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا ہم سے ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے (جو خاکسار کے حقیقی ماموں ہیں) کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لدھیانہ میں دعویٰ مسیحیت شائع کیا۔ تو میں ان دنوں چھوٹا بچہ تھا۔ اور ‎(۳۶)

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 22 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 123 پر درج ہے

پٹیالہ سے خط آیا کہ میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور اسحٰق میرے چھوٹے بھائی کو کوئی سنبھالنے والا نہیں ہے اور پھر خط کے اخیر میں یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ اسحٰق بھی فوت ہو گیا ہے اور بڑی جلدی سے بُلایا کہ دیکھتے ہی چلے آویں۔ اِس خط کے پڑھنے سے بڑی تشویش ہوئی کیونکہ اس وقت میرے گھر کے لوگ بھی سخت تپ سے بیمار تھے ....تب مجھے اس تشویش میں یک دفعہ غنودگی ہوئی اور یہ الہام ہوا ۔

اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ

یعنی اے عورتو! تمہارے فریب بہت بڑے ہیں ..... اس کے ساتھ ہی تفہیم ہوئی کہ یہ ایک خلافِ واقعہ بہانہ بنایا گیا ہے۔ تب مَیں نے ..... شیخ حامد علی کو جو میرا نوکر تھا پٹیالہ روانہ کیا جس نے واپس آکر بیان کیا کہ اسحٰق اور اس کی والدہ ہر دو زندہ موجود ہیں۔" (نزول المسیح صفحہ ۲۲۲، ۲۲۳۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۶۱۰، ۶۱۱)

۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء ظُلُمَاتُ الْاِبْتِلَاءِ۔ ھٰذَا یَوْمٌ عَصِیْبٌ۔ یُوْلَدُ لَکَ الْوَلَدُ وَیُدْنٰی مِنْکَ الْفَضْلُ۔ اِنَّ نُوْرِیْ قَرِیْبٌ۔ اَجِیْئُ مِنْ حَضْرَۃِ الْوِتْرِ۔[1]

(رجسٹر متفرق یادداشتیں از حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۵۰)

۴ اکتوبر ۱۸۹۲ء عَفَا اللّٰہُ عَنْکَ لِمَ اَذِنْتَ لَھُمْ۔ اِنَّمَا اَمْرُکَ اِذَا اَرَدْتَ لِشَیْءٍ اَنْ تَقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ اَنْتَ بِنَا مُلْحِقٌ۔ اِنَّمَا اَمْرُکَ اِذَا اَرَدْتَ لِشَیْءٍ اَنْ تَقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ اٰتِیْکَ غَدًا جَآءَکَ رَبُّکَ الْاَعْلٰی۔ اَنْتَ بِنَا مُلْحِقٌ۔ اِنَّمَا اَمْرُکَ اِذَا اَرَدْتَ لِشَیْءٍ اَنْ تَقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ اَنْتَ مِنْ مَّآئِنَا وَھُمْ مِّنْ فَشَلٍ۔ اَنْتَ بِنَا مُلْحِقٌ۔ اِنَّمَا اَمْرُکَ اِذَا اَرَدْتَ لِشَیْءٍ اَنْ تَقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ تَوْحِیْدِیْ

---

[1] (ترجمہ از مرتب) ابتلاء کے اندھیرے۔ یہ سخت دن ہے۔ تجھے ایک بیٹا عطا ہوگا اور فضل تیرے نزدیک ہوگا۔ میرا نور قریب ہے۔ مَیں جنابِ باری سے آتا ہوں۔

[2] (ترجمہ از مرتب) اللہ تجھے معاف کرے ان کو تُو نے کیوں اجازت دی۔ تیرا کام یہ ہے کہ جب تُو کسی چیز کا ارادہ کرے تو اُسے کہے کہ ہو جا تو ہو جائے گی۔ تُو ہم سے ملنے والا ہے۔ تیرا کام یہ ہے کہ جب تُو کسی چیز کا ارادہ کرے تو اُسے کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔ مَیں تیرے پاس کل آؤں گا۔ تیرا ربِّ اعلیٰ تیرے پاس آیا۔ تُو ہم سے ملنے والا ہے۔ تیرا کام یہ ہے کہ جب تُو کسی چیز کا ارادہ کرے تو اسے کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔ تُو ہمارے پانی سے ہے اور وہ بُزدلی سے۔ تُو ہم سے ملنے والا ہے۔ تیرا کام یہ ہے کہ جب تُو کسی چیز کا ارادہ کرے تو اُسے کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔ تُو مجھ سے ایسا ہے جیسے میری توحید اور

حوالہ نمبر 143

پڑ گیا ہے کہ یہ کھاؤ پیو ہے۔ اس سے کس تقویٰ اور نیک بختی کی امید ہو سکتی ہے
ہمارے سید و مولیٰ افضل الانبیاء خیر الاصفیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کا تقویٰ دیکھئے کہ وہ ان عورتوں کے ہاتھ سے بھی ہاتھ نہیں ملاتے تھے جو پاکدامن اور نیک بخت ہوتی تھیں اور بیعت کرلینے کے لئے آتی تھیں بلکہ دور بٹھا کر صرف زبانی تلقین توبہ کرتے تھے مگر کون عقلمند اور پرہیز گار ایسے شخص کو پاک باطن سمجھے گا جو جوان عورتوں کے چھونے سے پرہیز نہیں کرتا ایک کنجری خوبصورت ایسی قریب بیٹھی ہے گویا بغل میں ہے کبھی ہاتھ لمبا کر کے سر پر عطر مل رہی ہے کبھی پیروں کو پکڑتی ہے اور کبھی اپنے خوشنما اور سیاہ بالوں کو پیروں پر رکھ دیتی ہے۔ اور گود میں تماشہ کر رہی ہے یسوع صاحب اس حالت میں وجد میں بیٹھے ہیں اور کوئی اعتراض کرنے لگے تو اس کو جھڑک دیتے ہیں اور طرفہ یہ کہ عمر جوان اور شراب پینے کی عادت اور پھر مجرد۔ اور ایک خوبصورت کسبی عورت سامنے پڑی ہے جسم کے ساتھ جسم لگا رہی ہے کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے اور اس پر کیا دلیل ہے کہ اس کسبی کے چھونے سے یسوع کی شہوت نے جنبش نہیں کی تھی۔ افسوس کہ یسوع کو یہ بھی میسر نہیں تھا کہ اس فاسقہ پر نظر ڈالنے کے بعد اپنی کسی بیوی سے صحبت کر لیتا کمبخت زانیہ کے چھونے سے اور ناز و ادا کرنے سے کیا کچھ نفسانی جذبات پیدا ہوئے ہوں گے۔ اور شہوت کے جوش نے پورے طور پر کام کیا ہوگا۔ اسی وجہ سے یسوع کے منہ سے یہ بھی نہ نکلا کہ اے حرام کار عورت مجھ سے دور رہ۔ اور یہ بات انجیل سے ثابت ہوتی ہے کہ وہ عورت طوائف میں سے تھی۔ اور زناکاری میں سارے شہر میں مشہور تھی۔؎

نور القرآن صفحہ 74 مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 449 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 127 پر درج ہے

درخت کی طرف دوڑے گئے۔ کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ درخت ان کا یا ان کے والد صاحب کی ملک میں سے تھا پس جو شخص بیگانہ درخت کو دیکھ کر اپنے نفس پر غالب نہ آسکا اور پیٹ کو بھینٹ چڑھانے کے لئے اس کی طرف دوڑا گیا۔ وہ خدا تو کیا بلکہ بقول آپ کے فرد اکمل بھی نہیں۔

الغرض کسی کے دل میں یہ خیال گذرنا کہ یہ چیز خوبصورت ہے یہ ایک علیحدہ امر ہے جس کو خدا نے آنکھیں دی ہیں جیسے وہ کانٹے اور پھول میں فرق کر سکتا ہے۔ ایسا ہی وہ خوبصورت اور بدصورت میں فرق کر سکتا ہے۔ آپ کے خدا صاحب کو شاید یہ قوت ممیزہ فطرت سے نہیں ملی ہوگی مگر پیٹ کی شہوت کے لئے تو انجیر کے درخت کی طرف دوڑے۔ یہ بھی نہ سوچا کہ یہ کس کا انجیر ہے؟

تعجب کہ ایک شرابی اور کھاؤ پیو کو شہوت پرست نہ کہا جائے اور وہ پاک ذات جس کی زندگی اور جس کا ہر یک فعل خدا کے لئے تھا۔ اس کا نام اس زمانہ کے پلید طبع شہوت پرست رکھیں عجیب تاریکی کا زمانہ ہے۔ یہ اسلام کی اعلیٰ تعلیم کا ایک نمونہ ہے کہ ہرگز قصداً کسی عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھو کہ یہ بدنظری کا پیش خیمہ ہے۔ اور اگر اتفاقاً کسی خوبصورت عورت پر نظر پڑے اور وہ خوبصورت معلوم ہو تو اپنی عورت سے صحبت کر کے اس خیال کو ٹال دو۔ خوب یاد رکھو کہ یہ تعلیم اور یہ حکم حفظ ما تقدم کے طور پر ہے جو شخص مثلاً ہیضہ کے دنوں میں ہیضہ سے بچنے کے لئے حفظ ما تقدم کے طور پر کوئی دوا استعمال کرتا ہے تو کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کو ہیضہ ہو گیا ہے۔ یا ہیضہ کے آثار اس میں ظاہر ہو گئے ہیں۔ بلکہ یہ بات اس کی دانشمندی میں محسوب ہوگی اور سمجھا جائے گا کہ وہ اس بیماری سے طبعاً نفرت رکھتا ہے اور اس سے

نور القرآن صفحہ 72 مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 447 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 128 پر درج ہے

حوالہ نمبر145

اور رسول کے نزدیک لعنتی ہیں۔ ان کا نماز روزہ اور کوئی عمل منظور نہیں۔ اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ کوئی عورت نیک نہیں ہوسکتی جب تک پوری پوری اپنے خاوند کی فرمانبرداری نہ کرے اور دلی محبت سے اس کی تعظیم بجا نہ لائے اور پس پشت یعنی اس کے پیچھے اس کی خیر خواہ نہ ہو۔ اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورتوں پر لازم ہے کہ اپنے مردوں کی تابعدار رہیں۔ ورنہ ان کا کوئی عمل منظور نہیں۔ اور نیز فرمایا ہے کہ اگر غیر خدا کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم کرتا کہ عورتیں اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے حق میں کچھ بدزبانی کرتی ہے یا اہانت کی نظر سے اس کو دیکھتی ہے اور حکم ربانی سُنکر پھر بھی باز نہیں آتی تو وہ لعنتی ہے۔ خدا اور رسول اس سے ناراض ہیں۔ عورتوں کو چاہیئے کہ اپنے خاوندوں کا مال نہ چُراویں اور نامحرم سے اپنے تئیں بچاویں۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ بغیر خاوند اور ایسے لوگوں کے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جتنے مرد ہیں اُن سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ جو عورتیں نامحرم لوگوں سے پردہ نہیں کرتیں شیطان ان کے ساتھ ساتھ ہے۔ عورتوں پر یہ بھی لازم ہے کہ بدکار اور بدوضع عورتوں کو اپنے گھروں میں نہ آنے دیں اور ان کو اپنی خدمت میں نہ رکھیں کیونکہ یہ سخت گناہ کی بات ہے کہ بدکار عورت نیک عورت کی ہم صحبت ہو۔

(۶) عورتوں میں یہ بھی ایک بدعادت ہے کہ جب کسی عورت کا خاوند کسی اپنی مصلحت کے لیے کوئی دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے تو وہ عورت اور اس کے اقارب سخت ناراض ہوتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں اور شور مچاتے ہیں اور اس بندہ خدا کو ناحق ستاتے ہیں۔ ایسی عورتیں اور ایسے ان کے اقارب بھی نابکار اور خراب ہیں۔ کیونکہ اللہ جلشانہ نے اپنی حکمت کاملہ سے جس میں صدہا مصالح ہیں۔ مردوں کو اجازت دے رکھی ہے کہ وہ اپنی کسی ضرورت یا مصلحت کے وقت چار تک بیویاں کرلیں۔ پھر جو شخص اللہ رسول کے حکم کے مطابق کوئی نکاح کرتا ہے تو اس کو کیوں بُرا کہا جائے۔ ایسی عورتیں اور ایسے ہی اس عادت والے اقارب جو خدا اور اس کے رسول کے حکموں کا مقابلہ کرتی ہیں نہایت مردود اور شیطان کی بہنیں اور بھائی ہیں کیونکہ وہ خدا اور رسول کے فرمودہ سے منہ پھیر کر اپنے رب کریم سے لڑائی کرنا چاہتے ہیں۔ اور اگر کسی نیک دل مسلمان کے گھر میں ایسی بدذات بیوی ہو تو اُسے مناسب ہے کہ اس کو سزا دینے کے لیے دوسرا نکاح ضرور کرے۔

(۷) بعض جاہل مسلمان اپنے ناطہ رشتہ کے وقت یہ دیکھ لیتے ہیں کہ جس کے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کرنا منظور ہے اس کی پہلی بیوی بھی ہے یا نہیں۔ پس اگر پہلی بیوی موجود ہو تو ایسے شخص سے ہرگز نکاح کرنا نہیں چاہتے۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسے لوگ بھی صرف نام کے مسلمان ہیں اور ایک طور سے وہ ان عورتوں کے مددگار ہیں جو اپنے خاوندوں کے دوسرے نکاح سے ناراض ہوتی ہیں۔ سو ان کو بھی خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے۔

(۸) ہماری قوم میں یہ بھی ایک نہایت بدرسم ہے کہ دوسری قوم کو لڑکی دینا پسند نہیں کرتے بلکہ حتی الوسع لینا بھی پسند نہیں کرتے۔ یہ سراسر تکبر اور نخوت کا طریق ہے جو سراسر احکام شریعت کے برخلاف ہے۔ بنی آدم سب خدا تعالیٰ کے بندے ہیں رشتہ ناطہ میں صرف یہ دیکھنا چاہیئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے

یہ حوالہ صفحہ 128 پر درج۔

مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 86 طبع جدید از مرزا قادیانی

اپنی جگہ بدل دے۔ چنانچہ یہ تجویز کارگر ہوئی اور اس کی اصلاح ہوگئی۔ علم توجہ جسے انگریزی میں ہپناٹزم کہتے ہیں وہ بھی اسی مخفی قلبی رو کا نتیجہ ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ ہپناٹزم میں توجہ ڈالنے والا ارادہ اور شعور کے ساتھ اپنی توجہ کا ایک مرکز قائم کرتا ہے۔ لیکن اس قسم کی عام حالت میں بلا ارادہ ہر شخص کے قلب سے ایک رو جاری رہتی ہے اور اسی لئے یہ رو ہپناٹزم کی رو کی نسبت بہت کمزور اور بطئی الاثر ہوتی ہے۔

(۴۰۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود سے عرض کیا کہ میرے ساتھ شفاخانہ میں ایک انگریز لیڈی ڈاکٹر کام کرتی ہے اور وہ ایک بڑھی عورت ہے وہ کبھی کبھی میرے ساتھ مصافحہ کرتی ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ تو جائز نہیں ہے۔ آپ کو عذر کر دینا چاہئے کہ ہمارے مذہب میں یہ جائز نہیں۔

(۴۰۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی سید سرور شاہ صاحب بیان کرتے تھے کہ ایک دفعہ قادیان کے قصابوں نے کوئی خرابی کی تو اس پر حضرت صاحب نے حکم دیا کہ ان سے گوشت خریدنا بند کر دیا جاوے۔ چنانچہ کئی دن تک گوشت بند رہا اور سب لوگ دال وغیرہ کھاتے رہے۔ ان دنوں میں نے (مولوی سید سرور شاہ صاحب نے) حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ میرے پاس ایک بکری ہے وہ میں حضور کی خدمت میں پیش کرتا ہوں حضور اسے ذبح کروا کے اپنے استعمال میں لائیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہمارا دل اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ ہمارے دوست دالیں کھائیں اور ہمارے گھر میں گوشت پکے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ حضرت صاحب اس بات کے قائل تھے کہ سب مومنوں کے گھروں میں ایک سا کھانا پکنا چاہئے اور سب کا تمدن و طریق ایک سا ہونا چاہئے۔ بلکہ منشاء صرف یہ ہے کہ ایسے وقت میں جبکہ گوشت خریدنے کی ممانعت کی گئی تھی آپ کے اخلاق نے یہ گوارا نہیں کیا کہ آپ اپنے لئے تو کوئی خاص انتظام کرلیں اور دوسرے ذی استطاعت احباب جو گوشت خریدنے کی طاقت تو رکھتے تھے مگر بوجہ ممانعت کے رکے ہوئے تھے دالیں کھانے والا ویسے اپنے گھروں میں ہر شخص کو اختیار ہے کہ اعتدال کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی حیثیت کے مطابق

سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 76 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 128 پر درج ہے

دُعا اور ذکر الٰہی کے طریق پر بعض فقرات کی تلقین فرماتے تھے۔

۶۷۴ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ بعض خاص فقرات حضور کی زبان پر اکثر جاری رہتے تھے۔ چنانچہ فرمایا کرتے تھے۔ الدعاء مخ العبادۃ۔ لایلدغ المومن من جحر واحد مرتین۔ بجیا ناسنس و برجہ خواہی کن۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فقرہ نمبر۲ کا ترجمہ بھی اکثر سُنا ہے یعنی مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں کاٹا جاتا۔

۶۷۷ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عورتوں سے بیعت صرف زبانی لیتے تھے۔ ہاتھ میں ہاتھ نہیں لیتے تھے۔ نیز آپ بیعت ہمیشہ اُردو الفاظ میں لیتے تھے۔ مگر بعض اوقات دیہاتی لوگوں یا دیہاتی عورتوں سے پنجابی الفاظ میں بھی بیعت لے لیا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حدیث سے پتہ لگتا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم بھی عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے اُن کے ہاتھ کو نہیں چھُوتے تھے۔ دراصل قرآن شریف میں جو یہ آتا ہے کہ عورت کو کسی غیر محرم پر اظہار زینت نہیں کرنا چاہیئے۔ اسی کے اندر لمس کی ممانعت بھی شامل ہے۔ کیونکہ جسم کے چھُونے سے بھی زینت کا اظہار ہو جاتا ہے۔

۶۷۸ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب مرحوم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ جو استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ پڑھنے کا کثرت سے حکم آیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ انسانی کمزوریوں اور غلطیوں کی وجہ سے انسان گویا ایک ذنب یعنی دم لگ جاتی ہے جو کہ حیوانی عضو ہے۔ اور یہ انسان کے لئے بدنما اور اس کی خوبصورتی کے لئے ناموزوں ہے۔ اس واسطے حکم ہے کہ انسان بار بار یہ دُعا مانگے اور استغفار کرے۔ تاکہ اس حیوانی دم سے بچکر اپنی انسانی خوبصورتی کو قائم رکھ سکے۔ اور ایک مکرم انسان بنا رہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس روایت میں غالباً یہ لفظی لطیفہ بھی مد نظر ہے کہ ذنب یعنی گناہ حقیقۃً ایک ذَنب یعنی دُم ہے۔ جو انسان کی اصلی فطرت کے خلاف اس کے ساتھ لاحق ہو جاتی ہے گویا جس طرح ذنب اور ذَنب یعنی دُم کے الفاظ اپنی ظاہری صورت میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ اسی طرح ان میں معنوی مشابہت بھی ہے۔ واللہ اعلم۔

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 15 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 129 پر درج ہے

حوالہ نمبر148

الحکم جلد ۱۱ نمبر ۱۳ — ۱۳ — مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۰۷ء

[illegible]

قادیانی اخبار الحکم قادیان جلد 11 نمبر 13 مورخہ 17 اپریل 1907ء

یہ حوالہ صفحہ 129 پر درج ہے

حصہ پر خود قابض ہو گئے۔ مرزا غلام حسین کی چونکہ نسل نہیں چلی اسلئے ان کا حصہ پسران مرزا غلام مرتضےٰ صاحب و پسران مرزا غلام محی الدین کو آگیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ اس وقت مرزا تصدق جیلانی اور مرزا قاسم بیگ کی تمام شاخ معدوم ہو چکی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس مرزا غلام حیدر کی بھی شاخ معدوم ہے۔ ہمارے تایا مرزا غلام قادر صاحب اور مرزا امام الدین اور مرزا کمال الدین بھی لاولد فوت ہوئے۔ ہاں مرزا نظام الدین کا ایک لڑکا مرزا گل محمد موجود ہے۔ مگر وہ احمدی ہو کر حضرت صاحب کی روحانی اولاد میں داخل ہو چکا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ ینقطع اٰبائك ویبدأ منك اللہ یہ الہام اس وقت کا ہے۔ جب آپکے شجرہ خاندانی کی یہ تمام شاخیں سرسبز تھیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایکدفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کرلی۔ تو وہ آپکو پھسلا کر اور دھوکہ دیکر بجائے قادیان لانے کے باہر لیگیا اور اِدھر اُدھر پھراتا رہا پھر جب اُسنے سارا روپیہ اُڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا حضرت مسیح موعودؑ اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے۔ اور چونکہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اس لیئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔ اور کچھ عرصہ تک وہاں ملازمت پر رہے۔ پھر جب تمہاری دادی بیمار ہوئیں۔ تو تمہارے دادا نے آدمی بھیجا۔ کہ ملازمت چھوڑ کر آجاؤ۔ جسپر حضرت صاحب فوراً روانہ ہو گئے۔ امرتسر پہنچکر قادیان آنے کے واسطے یکہ کرایہ پر لیا۔ اس موقعہ پر قادیان سے ایک اور آدمی بھی آپ کے لینے کے لیئے امرتسر پہنچ گیا۔ اس آدمی نے کہا یکہ جلدی چلاؤ کیونکہ ان کی حالت بہت نازک تھی پھر تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگا۔ بہت ہی نازک حالت تھی جلدی کرو کہیں فوت نہ ہو گئی ہوں۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی تھیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ میں اسی

سیرت المہدی، جلد اول صفحہ 43،44 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 129 پر درج ہے

وقت سمجھ گیا۔ کہ دراصل والدہ فوت ہو چکی ہیں۔ کیونکہ اگر وہ زندہ ہوتیں تو وہ شخص ایسے الفاظ نہ بولتا۔ چنانچہ قادیان پہنچے تو پتہ لگا کہ واقعی وہ فوت ہو چکی تھیں۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ ہمیں چھوڑ کر پھر مرزا امام الدین اِدھر اُدھر پھرتا رہا۔ آخر اُس نے چائے کے ایک قافلہ پر ڈاکہ مارا اور پکڑا گیا مگر مقدمہ میں رہا ہو گیا۔ حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری وجہ سے ہی اسے قید سے بچا لیا ورنہ خواہ وہ خود کیسا ہی آدمی تھا ہمارے مخالف یہی کہتے کہ ان کا ایک چچا زاد بھائی جیل خانہ میں رہ چکا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیالکوٹ کی ملازمت ۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء کا واقعہ ہے۔

(اس روایت سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سیالکوٹ میں ملازم ہونا اس وجہ سے تھا۔ کہ آپ سے مرزا امام الدین نے دادا صاحب کی پنشن کا روپیہ دھوکا دے کر اُڑا لیا تھا۔ کیونکہ جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیفات میں تصریح کی ہے۔ آپ کی ملازمت اختیار کرنے کی وجہ صرف یہ تھی۔ کہ آپ کے والد صاحب ملازمت کے لیئے زور دیتے رہتے تھے۔ ورنہ آپکی اپنی رائے ملازمت کے خلاف تھی۔ اسی طرح ملازمت چھوڑ دینے کی بھی اصل وجہ یہی تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ملازمت کو ناپسند فرماتے تھے۔ اور اپنے والد صاحب کو ملازمت ترک کر دینے کی اجازت کے لیئے لکھتے رہتے تھے۔ لیکن دادا صاحب ترک ملازمت کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ مگر بالآخر جب دادی صاحبہ بیمار ہوئیں۔ تو دادا صاحب نے اجازت بھجوا دی۔ کہ ملازمت چھوڑ کر آ جاؤ۔)

۵۰) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ طبابت کا علم ہمارا خاندانی علم ہے۔ اور ہمیشہ سے ہمارا خاندان اس علم میں ماہر رہا ہے۔ دادا صاحب نہایت ماہر اور مشہور حاذق طبیب تھے۔ تایا صاحب نے بھی طب پڑھی تھی۔ حضرت مسیح موعود بھی علم طب میں خاصی دسترس رکھتے تھے۔ اور گھر میں ادویہ کا ایک ذخیرہ رکھا کرتے تھے

سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 43، 44 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 129 پر درج ہے

۱۸

یہی مسئلہ پیش کیا۔ آپ کی بعض تحریروں سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اِس لئے لوگوں کو ٹھوکر لگتی ہے۔ حضرت صاحبؑ نے اسکی تشریح فرمائی۔ کہ میری مُراد اس سے کیا ہے۔ جسپر اُن مولوی صاحب نے کہا۔ کہ اچھا آپ تحریر کردیں۔ کہ آپ کی تحریرات میں جہاں کہیں نبوت کا لفظ ہے، وہ ایسا نہیں۔ کہ جو ختم نبوت کے منافی ہو۔ اور اس سے مراد محدثیت ہے۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا۔ کہ بیشک میں لکھدیتا ہوں۔ چنانچہ اُسی وقت حضورؑ نے ایک تحریر لکھکر مولوی صاحب کو دیدی۔ جو کہ اُنہوں نے اپنے پاس رکھ لی۔ تاکہ اُن لوگوں کو دکھائیں۔ جو اس وجہ سے حضرت صاحبؑ پر کفر کا فتویٰ لگاتے تھے۔ انہی دنوں میں ایک دن بعض شریر لوگ مخالف مولویوں کے بھڑکانے سے اُس مکان پر حملہ کرکے آگئے۔ جہاں پر ہم ٹھیرے ہُوئے تھے۔ اور مکان کے اُوپر زنانہ میں گھسنا چاہتے تھے۔ مگر چند احمدیوں نے جو ساتھ تھے۔ بڑی ہمت سے سیڑھیوں میں کھڑے ہوکر اُن لوگوں کو روکا۔ اور بعد میں پولیس کے پہنچ جانے سے وہ لوگ منتشر ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امرتسر جانے کی خبر سے بعض اور احباب بھی مختلف شہروں سے وہاں آگئے۔ چنانچہ کپور تھلہ سے محمدؐ خاں صاحب مرحوم اور منشی ظفر احمدؐ صاحب بہت دنوں وہاں ٹھیرے رہے۔ گرمی کا موسم تھا۔ اور منشی صاحب اور مَیں ہردو نحیف البدن اور چھوٹے قد کے آدمی ہونے کے سبب ایک ہی چارپائی پر دونوں لیٹ جاتے تھے۔ ایک شب دس بجے کے قریب میں تھیئٹر میں چلا گیا۔ جو مکان کے قریب ہی تھا۔ اور تماشہ ختم ہونے پر دو بجے رات کو واپس آیا۔ صبح منشی ظفر احمدؐ صاحب نے میری عدم موجودگی میں حضرت صاحبؑ کے پاس میری شکایت کی۔ کہ مفتی صاحب رات تھیئٹر چلے گئے تھے۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا۔ ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے۔ تاکہ معلوم ہو۔ کہ وہاں کیا ہوتا ہے۔ اِس کے سوا اور کچھ نہیں فرمایا۔ منشی ظفر احمدؐ صاحب نے خود ہی مجھ سے ذکر کیا۔ کہ مَیں تو حضرت صاحبؑ کے پاس آپکی شکایت لیکر گیا تھا۔ اور میرا خیال تھا۔ کہ حضرت صاحبؑ آپکو بُلا کر تنبیہ کریں گے۔ مگر حضورؑ نے تو صرف یہی فرمایا۔ کہ ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے۔ اور اس سے معلومات حاصل ہوتے ہیں۔ مَیں نے کہا کہ

ذکر حبیب صفحہ 18 از مفتی محمد صادق قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 130 پر درج ہے

سے زیادہ نہ ہو۔ اور گوٹہ لگا ہوا ہو۔ عید سے پہلے چار کر بھیجدیں۔ قیمت اسکی کسی کے ہاتھ بھیجدی جاویگی۔ یا آپ کے آنے پر آپ کو دیجاویگی۔ رنگ کوئی ہو مگر پارچہ ریشمی یا جالی ہو۔ اندازہ قمیص کا آپ کی لڑکی زینب کے اندازہ پر ہو۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

۴، فروری ۱۸۹۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خریدنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دوکان سے خرید دیں۔ مگر ٹانک وائن چاہیئے۔ اسکا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہ

ذیل کا خط بجواب میرے ایک عریضہ کے ہے جبکہ ہم معہ عیال و اطفال قادیان دن تھے وریاسی کے وقت چونکہ برسات کے دن تھے راستہ سخت خطرناک تھا اور میں نے اپنے گھر کے لوگوں کے لئے یعنی برخوردار محمد یوسف کی والدہ کے لئے ضرورتاً حضرت سے آپکی بہلی طلب کی کیونکہ یکے کی سواری حالت حمل میں خطرناک ہوتی ہے اس پر حضور نے کمال مہربانی و شفقت سے ذیل کا خط لکھا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ انشاء اللہ دعا کرونگا آپ کو اختیار ہے کہ بہلی لے جائیں۔ مگر میں نے سنا ہے کہ بٹالہ کی سڑک تک راستہ نہایت خراب ہے۔ بہلی کی سواری خطرناک ہے۔ اور ایسا ہی دوسری سواری بھی۔ شاید دس روز تک راستہ کسی قدر درست ہو جائیگا۔ میں گزشتہ دنوں میں اسوقت گورداسپور سے بٹالہ کی راہ آیا تھا جب بارش پر ایک مہینہ گذر چکا تھا۔ تب بھی خوفناک راہ تھا۔ تو اب بہت ہی خطرناک ہوگا۔ حمل کی حالت میں ان دنوں میں ساتھ بیجانا گویا عمداً ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ آپ خود بٹالہ کی سڑک تک راہ کی حالت دیکھ لیں۔ میرے نزدیک تو اب بغیر گذرنے دس بارہ روز کے سخت خطرناک اور خوفناک ہے۔ والسلام +

غلام احمد عفی عنہ

دستی خط معرفت مولوی یار محمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں چند روز سے سخت بیمار ہوں۔ بعض وقت جب دورہ دوران سر شدت سے ہوتا ہے تو خاتمہ زندگی محسوس ہوتا ہے۔ ساتھ ہی سردرد بھی ہے۔ ایسی حالت میں روغن بادام سر اور پیروں کی ہتھیلیوں پر ملنا اور پینا فائدہ مند محسوس ہوتا ہے۔ اس لئے میں مولوی یار محمد صاحب کو بھیجتا ہوں کہ آپ خاص تلاش سے ایسا روغن بادام کہ جو تازہ ہو۔ اور کہنہ نہ ہو اور نیز اسکے ساتھ کوئی ملونی نہ ہو ایک بوتل خرید کر بھیجدیں۔ پانچ روپیہ قیمت اُسکی ارسال ہے۔ اور نیز ہمارا پہلا کلاک یعنی گھنٹہ بگڑ گیا ہے۔ اسلئے ایک کلاک عمدہ دوسرا خریدنے کے لئے مبلغ لعہ بھیجتا ہوں یہ کلاک کوبی امتحان کرکے ارسال فرما دیں۔ اسمیں یہ بھی شرط ہے کہ اسکے ساتھ نیم گھنٹہ کی آواز دینے والی کل ہرگز نہ ہو صرف گھنٹوں کی آواز دے کہ اس صورت میں بسا اوقات دھوکہ ہو جاتا ہے۔ اور اسکے ساتھ کئی دوسری چیزیں بھی خریدنی ہیں..... اُن چیزوں کی تفصیل ذیل میں ہے۔ والسلام + مرزا غلام احمد عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب قریشی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج مولوی یار محمد لاہور بھی گئے۔ مگر افسوس نہایت ضروری کام یاد نہ رہا اسے تاکیداً لکھتا ہوں کہ ایک تولہ مشک عمدہ جس میں چھیچھڑا نہ ہو۔ اور اول درجہ کی خوشبودار ہو۔ اگر شرطی ہو تو بہتر ہو۔ ورنہ اپنی ذمہ واری پر بھیجدیں۔ اور دو گو بیا سرد کی کیکیا کی جسمیں بتاشہ کی طرح ٹکیا ہوتی ہیں۔ مگر ٹری ٹکی ہو۔ دونو بذریعہ وی۔ پی روانہ فرماویں زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سو زار میں پہنچیں نہایت فکر ہوا۔ بیت الدعا میں بہت دعا کی گئی۔ خدا تعالیٰ شفا بخشے۔ پہلے اس سے الہام ہوا تھا کہ لاہور سے افسوسناک خبر آئی۔ وہی خبر پہنچ گئی۔ خدا تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ آمین۔ پھر بھی میں دعا کرونگا

یہ حوالہ صفحہ 131 پر درج ہے

خطوط امام بنام غلام، صفحہ 5، مرزا قادیانی، بنام حکیم محمد حسین قریشی قادیانی

اور اچھی روٹی رکھتا تھا۔ مگر حضرت مولوی صاحب بکمال بے نفسی و مسکینی مدتوں اسی کھانے کو کھاتے رہے اور کوئی اشارہ تک اس کی اس حرکت کے متعلق نہ کیا۔ پھر اس کے بعد وہ زمانہ آیا کہ لوگ اپنے گھروں میں انتظام کھانے کا کرنے لگے تو ان دنوں میں چند دفعہ ایسا ہُوا کہ حضرت مولوی صاحب اگر کبھی بیمار ہوتے اور حضرت صاحب کو معلوم ہوتا کہ مولوی صاحب کے کھانے کا انتظام ٹھیک نہیں ہے تو آپ اپنے ہاں سے ان کے لئے کھانا بھجوانا شروع کر دیتے تھے۔ جو مدت تک باقاعدہ ان کے لئے جاتا رہتا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے لاہور کی پہلی شادی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گورداسپور میں کرائی تھی۔ جب رشتہ ہونے لگا۔ تو لڑکی کو دیکھنے کے لئے حضور نے ایک عورت کو گورداسپور بھیجا تا کہ وہ آکر رپورٹ کرے کہ لڑکی صورت و شکل وغیرہ میں کیسی ہے اور مولوی صاحب کے لئے موزوں بھی ہے یا نہیں۔ چنانچہ وہ عورت گئی۔ جاتے ہوئے اسے ایک یادداشت لکھ کر دی گئی۔ یہ کاغذ میں نے لکھا تھا اور حضرت صاحب نے مشورہ حضرت ام المؤمنین لکھوایا تھا۔ اس میں مختلف باتیں نوٹ کرائی تھیں۔ مثلاً یہ کہ لڑکی کا رنگ کیسا ہے۔ قد کتنا ہے۔ اس کی آنکھوں میں کوئی نقص تو نہیں۔ ناک۔ ہونٹ۔ گردن۔ دانت۔ چال ڈھال وغیرہ کیسے ہیں۔ غرض بہت ساری باتیں ظاہری شکل و صورت کے متعلق لکھوا دی تھیں۔ کہ ان کی بابت خیال رکھے۔ اور دیکھ کر واپس آکر بیان کرے۔ جب وہ عورت واپس آئی اور اس نے ان سب باتوں کی بابت اچھا یقین دلایا۔ تو رشتہ ہو گیا۔ اسی طرح جب خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے اپنی بڑی لڑکی حضرت میاں صاحب (یعنی خلیفۃ المسیح الثانی) کے لئے پیش کی۔ تو ان دنوں میں یہ خاکسار ڈاکٹر صاحب موصوف کے پاس چکراتہ پہاڑ پر جہاں وہ متعین تھے۔ بطور تبدیل آب و ہوا کے گیا ہوا تھا۔ واپسی پر مجھ سے لڑکی کا حُلیہ وغیرہ تفصیل سے پوچھا گیا۔ پھر حضرت میاں صاحب سے بھی شادی سے پہلے کئی لڑکیوں کا نام لے لے کر حضور نے ان کی والدہ کی معرفت دریافت کیا کہ ان کی کہاں مرضی ہے چنانچہ حضرت میاں صاحب نے بھی والدہ ناصر احمد کو انتخاب فرمایا اور اس کے بعد شادی ہو گئی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلعم بھی تاکید فرمایا کرتے تھے کہ شادی کی

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 296 از مرزا بشیر احمد

یہ حوالہ صفحہ 132 پر در

حوالہ نمبر 153

۲۶۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ مجھے وہ لوگ جو دنیا میں سادگی سے زندگی بسر کرتے ہیں بہت ہی پیارے لگتے ہیں۔

۲۶۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے۔ کہ مرضی مولا از ہمہ اولیٰ (یعنی خدا کی رضا سب سے مقدم ہونی چاہیئے)

۲۶۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ مدت کی بات ہے جب میاں ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کی پہلی بیوی فوت ہو گئی اور ان کو دوسری بیوی کی تلاش تھی۔ تو ایک دفعہ حضرت صاحب نے ان سے کہا کہ ہمارے گھر میں دو لڑکیاں رہتی ہیں۔ ان کو میں لاتا ہوں آپ ان کو دیکھ لیں۔ پھر ان میں سے جو آپ کو پسند ہو اس سے آپ کی شادی کر دی جاوے۔ چنانچہ حضرت صاحب گئے اور ان دو لڑکیوں کو بلا کر کمرے کے باہر کھڑا کر دیا اور پھر اندر آ کر کہا کہ وہ باہر کھڑی ہیں آپ چک کے اندر سے دیکھ لیں۔ چنانچہ میاں ظفر احمد صاحب نے ان کو دیکھ لیا اور پھر حضرت صاحب نے ان کو رخصت کر دیا۔ اور اسکے بعد میاں ظفر احمد صاحب سے پوچھنے لگے۔ کہ اب بتاؤ۔ تمہیں کونسی لڑکی پسند ہے۔ وہ نام تو کسی کا جانتے نہ تھے اس لیئے انہوں نے کہا کہ جس کا منہ لمبا ہے۔ وہ اچھی ہے۔ اسکے بعد حضرت صاحب نے میری رائے لی۔ میں نے عرض کیا۔ کہ حضور میں نے تو نہیں دیکھا۔ پھر آپ خود فرمانے لگے۔ کہ ہمارے خیال میں تو دوسری لڑکی بہتر ہے۔ جس کا منہ گول ہے۔ پھر فرمایا جس شخص کا چہرہ لمبا ہوتا ہے وہ بیماری وغیرہ کے بعد عموماً بدنما ہو جاتا ہے۔ لیکن گول چہرہ کی خوبصورتی قائم رہتی ہے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا۔ کہ اس وقت حضرت صاحب اور میاں ظفر احمد صاحب اور میرے سوا اور کوئی شخص وہاں نہ تھا۔ اور نیز یہ کہ حضرت صاحب ان لڑکیوں کو کسی احسن طریق سے وہاں لائے تھے اور پھر ان کو مناسب طریق پر رخصت کر دیا تھا جس سے ان کو کچھ معلوم نہیں ہوا مگر ان میں سے کسی کے ساتھ میاں ظفر احمد صاحب کا رشتہ نہیں ہوا۔ یہ مدت کی بات ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ اللہ کے نبیوں میں خوبصورتی کا احساس بھی بہت ہوتا ہے۔ دراصل جو شخص حقیقی حسن کو پہچانتا اور اسکی قدر کرتا ہے۔ وہ مجازی حسن کو بھی ضرور پہچانیگا اور

سیرت المہدی جلد اول صفحہ 259 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 133 پر درج ہے

حوالہ نمبر 154

۱۸۹۲ء

" بارہا اس عاجز کا نام مکاشفات میں غازی رکھا گیا ہے۔"

(نشانِ آسمانی صفحہ ۱۵۔ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۷۵)

۱۸۹۲ء

" یہ عاجز خدائے تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا نہیں کر سکتا کہ اس تکفیر کے وقت میں کہ ہر ایک طرف سے اس زمانہ کے علماء کی آوازیں آرہی ہیں کہ لست مؤمنًا۔ اللہ جل شانہٗ کی طرف سے یہ ندا ہے کہ

قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ [1]

ایک طرف حضرات مولوی صاحبان کہہ رہے ہیں کہ کسی طرح اس شخص کی بیخ کنی کرو۔ اور ایک طرف الہام ہوتا ہے

یَتَرَبَّصُوْنَ عَلَیْکَ الدَّوَآئِرَ عَلَیْہِمْ دَآئِرَۃُ السَّوْءِ [2]

اور ایک طرف وہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس شخص کو سخت ذلیل اور رسوا کریں اور ایک طرف خدا وعدہ کر رہا ہے:۔

اِنِّیْ مُہِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِہَانَتَکَ۔ اَللّٰہُ اَجْرُکَ۔ اَللّٰہُ یُعْطِیْکَ جَلَالَکَ [3]

اور ایک طرف مولوی لوگ فتوے پر فتوے لکھ رہے ہیں کہ اس شخص کی ہمعقیدگی اور پیروی سے انسان کافر ہو جاتا ہے اور ایک طرف خدا تعالیٰ مپنے اس الہام پر متواتر زور دے رہا ہے۔

"قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ [4]

غرض یہ تمام مولوی صاحبان خدا تعالیٰ سے لڑ رہے ہیں۔ اب دیکھئے کہ فتح کس کی ہوتی ہے۔"

(نشانِ آسمانی صفحہ ۲۸، ۲۹۔ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۹۸، ۳۹۹)

۲۵ رجولائی ۱۸۹۲ء

"۲۵ر جولائی ۱۸۹۲ء مطابق ۳۰ر ذی الحجہ ۱۳۰۹ھ روز دوشنبہ۔ آج میں نے بوقت

---

[1] (ترجمہ از مرتب) کہ مجھے مامور کیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں۔

[2] (ترجمہ از مرتب) وہ تجھ پر حوادث کے نزول کا انتظار کر رہے ہیں۔ بُری گردش انہی پر پڑے گی۔

[3] (ترجمہ از مرتب) جو تیری ذلّت چاہے میں اُسے ذلیل کروں گا۔ اللہ تیرا اجر ہے۔ اللہ تجھے تیرا جلال عطا کرے گا۔

نوٹ از مرتب:۔ الہام اِنِّیْ مُہِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِہَانَتَکَ حضرت اقدس کو ۱۸۹۲ء میں بمقام لاہور شیخ محمد حسین بٹالوی کی نسبت بھی ہوا تھا۔ (دیکھئے الحکم جلد ۸ نمبر ۲ مورخہ ۳۰ر نومبر ۱۸۹۵ء صفحہ ۲)۔

[4] (ترجمہ از مرتب) کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو۔ اسی طرح وہ بھی تم سے محبت کرے گا۔

تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 159،158 طبع چہارم از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 133 پر درج ہے

صبح صادق ساڑھے چار بجے دن کے خواب میں دیکھا کہ ایک حویلی ہے اس میں میری بیوی والدہ محمود اور ایک عورت بیٹھی ہے۔ تب میں نے ایک مشک سفید رنگ میں پانی بھرا ہے اور اس مشک کو اٹھا کر لایا ہوں اور وہ پانی لا کر ایک اپنے گھڑے میں ڈال دیا ہے۔ میں پانی کو ڈال چکا تھا کہ وہ عورت جو بیٹھی ہوئی تھی یکایک سُرخ اور خوش رنگ لباس پہنے ہوئے میرے پاس آگئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جوان عورت ہے۔ پیروں سے سر تک سُرخ لباس پہنے ہوئے شاید جالی کا کپڑا ہے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ وہی عورت ہے جس کے لئے اشتہار دئے تھے لیکن اس کی صورت میری بیوی کی صورت معلوم ہوئی۔ گویا اس نے کہا یا دل میں کہا کہ میں آگئی ہوں۔ میں نے کہا یا اللہ آجاوے اور پھر وہ عورت مجھ سے بغلگیر ہوئی۔ اس کے بغلگیر ہوتے ہی میری آنکھ کھل گئی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

اس سے دو چار روز پہلے خواب میں دیکھا تھا کہ روشن بی بی میرے دالان کے دروازہ پر آ کھڑی ہوئی ہے اور میں دالان کے اندر بیٹھا ہوں۔ تب میں نے کہا کہ آ روشن بی بی اندر آجا۔"

(رجسٹر متفرق یادداشتیں صفحہ ۴۳ از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ماہِ اگست ۱۸۹۲ء

"مجھے تین چار روز ہوئے ایک متوحش خواب آئی تھی جس کی یہ تعبیر تھی کہ ہمارے ایک دوست پر دشمن نے حملہ کیا ہے اور کچھ ضرر پہنچایا ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ دشمن کا بھی کام تمام ہو گیا۔"

(مکتوب بنام حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ مورخہ ۲۶ اگست ۱۸۹۲ء مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ صفحہ ۲۷)

ے (نوٹ از مرتب) یہ متوحش خواب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے متعلق تھی اور اس میں ایک دوست سے مراد بھی آپ ہی ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس اسی مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"کل کی ڈاک میں آں مکرم کا محبت نامہ پہنچ کر موجب بشریت اس کے پڑھنے سے ایک حیرت دل پر طاری ہوئی مگر ساتھ ہی دل پر کھل گیا یہ خداوند حکیم و کریم کی طرف سے ایک ابتلاء ہے۔ انشاء اللہ تقدیر کوئی خوف کی جگہ نہیں ...... مجھے معلوم نہیں کہ ایسا پُر اشتعال حکم کس اشتعال کی وجہ سے دیا گیا۔ کیا بدقسمت وہ ریاست ہے جس سے ایسے مبارک قدم نیک بخت اور سچے خیر خواہ نکالے جائیں اور معلوم نہیں کہ کیا ہونے والا ہے۔"

(مکتوب مذکور۔ مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۳)

حضرت مولانا یعقوب علی صاحب عرفانیؓ اس پُر اشتعال حکم کے سبب پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت حکیم الامت اور مولوی محرم علی چشتی پر حرور پر ایک سیاسی الزام آپ کے دشمنوں نے لگایا تھا۔ راجہ امر سنگھ صاحب کو حضرت حکیم الامت سے بہت محبت تھی اور وہ آپ کی عملی زندگی اور صداقت پسندی کا عاشق تھا اور وہ ایک مدبر اور صائب الرائے نوجوان تھا۔ وہ سیاسی

حوالہ نمبر 155

۲۴۲

۸۴۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خواجہ عبدالرحمٰن صاحب متوطن کشمیر نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھر میں جب رفع حاجت کے لئے پاخانہ میں جاتے تھے تو پانی کا لوٹا لازماً ساتھ لے جاتے تھے اور اندر طہارت کرنے کے علاوہ پاخانہ سے باہر آکر بھی ہاتھ صاف کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا طریق تھا کہ طہارت سے فارغ ہو کر ایک دفعہ صاف پانی سے ہاتھ دھوتے تھے۔ اور پھر مٹی مَل کر دوبارہ صاف کرتے تھے۔

۸۴۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک شخص نو مسلم ریاست جموں کے تھے۔ وہ قادیان آکر مسلمان ہو گئے۔ نام ان کا شیخ عبدالعزیز رکھا گیا۔ ان کو لوگ اکثر کہتے تھے کہ ختنہ کرا لو۔ وہ بچارے چونکہ بڑی عمر کے ہو گئے تھے۔ اس لئے ہچکچاتے تھے۔ اور تکلیف سے بھی ڈرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ذکر کیا گیا۔ کہ آیا ختنہ ضروری ہے فرمایا بڑی عمر کے آدمی کے لئے ستر عورت فرض ہے مگر ختنہ صرف سنت ہے۔ اس لئے ان کے لئے ضروری نہیں کہ ختنہ کروائیں۔

۸۴۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب کے خادم میاں حامد علی مرحوم کی روایت ہے کہ ایک سفر میں حضرت صاحب کو احتلام ہوا جب میں نے یہ روایت سُنی تو بہت تعجب ہوا۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا۔ پھر بعد غور کرنے کے اور طبی طور پر اس مسئلہ پر غور کرنے کے میں اس نتیجہ پر پہونچا۔ کہ احتلام تین قسم کا ہوتا ہے ایک فطرتی۔ دوسرا شیطانی خواہشات اور خیالات کا نتیجہ اور تیسرا مرض کی وجہ سے۔ انبیاء کو فطرتی اور بیماری والا احتلام ہو سکتا ہے۔ مگر شیطانی نہیں ہوتا۔ لوگوں نے سب قسم کے احتلام کو شیطانی سمجھ رکھا ہے جو غلط ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میر صاحب مکرم کا یہ خیال درست ہے کہ انبیاء کو بھی بعض اقسام کا احتلام ہو سکتا ہے اور میرا ہمیشہ سے یہی خیال رہا ہے۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ جب میں نے بچپن میں اس حدیث کو پڑھا تھا کہ انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا۔ تو اس وقت بھی میں نے دل میں یہی کہا تھا کہ اس سے شیطانی نظارہ والا احتلام مراد ہے نہ کہ ہر قسم کا احتلام۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ میر صاحب نے جو فطرتی احتلام اور بیماری کے احتلام کی اصطلاح لکھی ہے یہ غالباً ایک ہی قسم ہے جس میں فرق

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 242 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 134 پر درج

پورا زور لگایا اسپر ناگہاں ہمنے دیکھا کہ وہی شیر میرے اوپر کو د کر حملہ آور ہوا ہے اسوقت ہمنے بیخود ہو کر چیخ ماری اور وہاں سے بھاگ اٹھا۔ حضرت خلیفہ ثانی بیان فرماتے تھے کہ وہ شخص پھر حضرت صاحب کا بہت معتقد ہوگیا تھا اور ہمیشہ جب تک زندہ رہا آپسے خط و کتابت رکھتا تھا۔

(۷۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ منشی محمد اروڑا صاحب مرحوم کپورتھلوی حضرت مسیح موعود کے ذکر پر کہا کرتے تھے کہ ہم تو آپ کے منہ کے بھوکے تھے یہ یعنی ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ دیکھنے سے اپنا پیٹ بھرتے تھے ... خاکسار عرض کرتا ہے کہ منشی صاحب دہوم پرانے مخلصوں میں سے تھے ... حضرت مسیح موعود کی ... اول میں شمار ہونا چاہیئے۔

(۷۷) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کسی سفر سے تشریف لائے تھے۔ اسٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی آپ بیوی صاحبہ کے ساتھ سٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگ گئے یہ دیکھکر مولوی عبدالکریم صاحب جنکی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ ادہر ادہر پھرتے ہیں آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جاوے مولوی صاحب فرماتے تھے کہ مینے کہا میں تو نہیں کہتا آپ کہکر دیکھ لیں۔ ناچار مولوی عبدالکریم صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور لوگ بہت ہیں بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا جاؤ جی میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آئے میں نے کہا مولوی صاحب! جواب لے آئے؟

(۷۸) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جن دنوں میں ہمارا چھوٹا بھائی مبارک احمد بیمار تھا ایک دفعہ حضرت مسیح موعود نے حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول کو اسکے دیکھنے کے لئے گھر میں بلایا۔ اسوقت آپ صحن میں ایک چارپائی پر تشریف رکھتے تھے اور صحن میں کوئی فرش وغیرہ نہیں تھا۔ مولوی صاحب آتے ہی آپکی

سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 63 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 135 پر درج ہے

حوالہ نمبر 157

خاکسار عرض کرتا ہے کہ پیر کا مرید کی نذر ردّ کرنا مرید کے لئے موت سے بڑھکر ہوتا ہے اس لئے سوائے اس کے کہ کسی پر کوئی خاص ناراضگی ہو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سب کی نذر قبول فرما لیتے تھے اور سب کے لئے دعا کرتے تھے اور ہر ایک کو اپنے اپنے رنگ میں دعا فائدہ پہنچاتی تھی۔ کسی کو فتح کے رنگ میں اور کسی کو اور رنگ میں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مائی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ مولوی فاضل مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں مَیں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں۔ اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سونے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگا دینا۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے سُنے اور آپ کو جگا دیا۔ اس وقت رات کے بارہ بجے تھے۔ ان ایام میں عام طور پر پہرہ پر مائی فجو منشیانی اہلیہ منشی محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابو شاہ دین ہوتی تھیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی رسول بی بی صاحبہ میری رضاعی ماں ہیں اور حافظ حامد علی صاحب مرحوم کی بیوہ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے خادم تھے۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب ان کے داماد ہیں۔

۴۸۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب مَیں قادیان میں تھا اور اُوپر سے رمضان شریف آگیا۔ تو مَیں نے گھر آنے کا ارادہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ نہیں سارا رمضان یہیں رہیں۔ مَیں نے عرض کی۔ حضور ایک شرط ہے کہ حضور کے سامنے کا جو کھانا ہو۔ وہ میرے لئے آجایا کرے۔ آپ نے فرمایا۔ بہت اچھا۔ چنانچہ دونوں وقت حضور بڑا پنے سامنے کا کھانا مجھے بھجواتے رہے۔ دوسرے لوگوں کو بھی یہ خبر ہوگئی اور وہ مجھ سے چھین لیتے تھے یہ کھانا بہت سا ہوتا تھا۔ کیونکہ حضور بہت کم کھاتے تھے۔ اور بیشتر حصّہ سامنے سے اسی طرح اٹھکر آجاتا تھا۔

۴۸۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کبھی کبھی دَوران سر کی تکلیف ہو جاتی تھی۔ جو بعض اوقات اچانک پیدا ہو جاتی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب گھر میں ایک چارپائی کو کھینچکر ایک طرف کرنے لگے۔ تو اس وقت آپ کو اچانک چکر آگیا

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 213 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 135 پر درج ہے

نہیں ہوسکتا۔ اس کے سوا آپ نے اُسے کچھ نہیں کہا۔

۸۴۸ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میرے گھر سے یعنی والدہ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم گھر کی چند لڑکیاں تربوز کھا رہی تھیں۔ اس کا ایک چھلکا مائی تابی کو جا لگا جس پر مائی تابی بہت ناراض ہوئی۔ اور ناراضگی میں بددعائیں دینی شروع کر دیں۔ اور پھر خود ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جا کر شکایت بھی کر دی۔ اس پر حضرت صاحب نے ہمیں بلایا اور پوچھا کہ کیا بات ہوئی ہے۔ ہم نے سارا واقعہ سُنا دیا جس پر آپ مائی تابی پر ناراض ہوئے کہ تم نے میری اولاد کے متعلق بددعا کی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی تابی قادیان کے قریب کی ایک بوڑھی عورت تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں رہتی تھی اور اچھا اخلاص رکھتی تھی۔ مگر ناراضگی میں عادتاً بددعائیں دینے لگتی تھی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے گھر سے خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب پشاوری کی لڑکی ہیں۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے صحابی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مولوی صاحب موصوف کو خلافت ثانیہ کے موقعہ پر ٹھوکر لگی۔ اور وُہ غیر مبایعین کے گروہ میں شامل ہو گئے لیکن الحمد للہ کہ میرے گھر سے بدستور جماعت میں شامل ہیں اور وابستگانِ خلافت میں سے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے والد ماجد کو بھی ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔

۸۴۹ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مائی امیر بی بی عرف مائی کاکو ہمشیرہ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیشتر طور پر عورتوں کو یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ نماز باقاعدہ پڑھیں۔ قرآن شریف کا ترجمہ سیکھیں اور خاوندوں کے حقوق ادا کریں۔ جب کبھی کوئی عورت بیعت کرتی تو آپ عموماً یہ پوچھا کرتے تھے کہ تم قرآن شریف پڑھی ہوئی ہو یا نہیں۔ اگر وہ نہ پڑھی ہوئی ہوتی تو نصیحت فرماتے تھے کہ قرآن شریف پڑھنا سیکھو۔ اور اگر صرف ناظرہ پڑھی ہوتی۔ تو فرماتے کہ ترجمہ بھی سیکھو۔ تاکہ قرآن شریف کے احکام سے اطلاع ہو۔ اور ان پر عمل کرنے کی توفیق ملے۔

۸۵۰ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مائی کاکو نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے سامنے میاں عبدالعزیز صاحب پٹواری سیکھواں کی بیوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے کچھ تازہ جلیبیاں

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 244 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 136 پر درج ہے

حوالہ نمبر 159

نہیں ہو سکتا۔ اس کے سوا آپ نے اُسے کچھ نہیں کہا۔

۴۴۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرے گھر سے یعنی والدہ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم گھر کی چند لڑکیاں تربوز کھا رہی تھیں اس کا ایک چھلکا مائی تابی کو جا لگا جس پر مائی تابی بہت ناراض ہوئی۔ اور ناراضگی میں بددعائیں دینی شروع کر دیں۔ اور پھر خود ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جا کر شکایت بھی کر دی۔ اس پر حضرت صاحب نے ہمیں بلایا اور پوچھا کہ کیا بات ہوئی ہے۔ ہم نے سارا واقعہ سُنا دیا جس پر آپ مائی تابی پر ناراض ہوئے کہ تم نے میری اولاد کے متعلق بددعا کی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی تابی قادیان کے قریب کی ایک بوڑھی عورت تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں رہتی تھی اور اچھا اخلاص رکھتی تھی۔ مگر ناراضگی میں عادتاً بددعائیں دینے لگتی تھی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے گھر سے خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب پشاوری کی لڑکی ہیں۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے صحابی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مولوی صاحب موصوف کو خلافت ثانیہ کے موقعہ پر ٹھوکر لگی۔ اور وہ غیر مبایعین کے گروہ میں شامل ہو گئے۔ لیکن الحمدللہ کہ میرے گھر سے بدستور جماعت میں شامل ہیں اور وابستگانِ خلافت میں سے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے والد ماجد کو بھی ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔

۴۴۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مائی امیر بی بی عرف مائی کاکو ہمشیرہ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیشتر طور پر عورتوں کو یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ نماز باقاعدہ پڑھیں۔ قرآن شریف کا ترجمہ سیکھیں اور خاوندوں کے حقوق کو ادا کیا کریں۔ جب کبھی کوئی عورت بیعت کرتی تو آپ عموماً یہ پوچھا کرتے تھے کہ تم قرآن شریف پڑھی ہوئی ہو یا نہیں۔ اگر وہ نہ پڑھی ہوئی ہوتی تو نصیحت فرماتے تھے کہ قرآن شریف پڑھنا سیکھو۔ اور اگر صرف ناظرہ پڑھی ہوتی۔ تو فرماتے کہ ترجمہ بھی سیکھو۔ تاکہ قرآن شریف کے احکام سے اطلاع ہو اور ان پر عمل کرنے کی توفیق ملے۔

۴۵۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مائی کاکو نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے سامنے میاں عبدالعزیز صاحب پٹواری سیکھواں کی بیوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے کچھ تازہ جلیبیاں

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 244، 245 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 136 پر درج۔

لائی۔ حضرت صاحب نے ان میں سے ایک جلیبی اٹھا کر منہ میں ڈالی۔ اس وقت ایک راولپنڈی کی عورت پاس بیٹھی تھی۔ اس نے گھبرا کر حضرت صاحب سے کہا۔ حضرت یہ تو ہندو کی بنی ہوئی ہیں۔ حضرت صاحب نے کہا۔ تو پھر کیا ہے۔ ہم جو سبزی کھاتے ہیں۔ وہ گوبر اور پاخانہ کی کھاد سے تیار ہوتی ہے۔ اور اسی طرح بعض اور مثالیں دے کر اُسے سمجھایا۔

۸۵۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم:۔ مائی کاکو نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے بھائی خیر دین کی بیوی نے مجھ سے کہا کہ شام کا وقت گھر میں بڑے کام کا وقت ہوتا ہے اور مغرب کی نماز عموماً قضا ہو جاتی ہے۔ تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کرو کہ ہم کیا کیا کریں۔ میں نے حضرت صاحب سے دریافت کیا۔ کہ گھر میں کھانے وغیرہ کے انتظام میں مغرب کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اور فرمایا کہ صبح اور شام کا وقت خاص طور پر برکات کے نزول کا وقت ہوتا ہے۔ اور اس وقت فرشتوں کا پہرہ بدلتا ہے۔ ایسے وقت کی برکات سے اپنے آپ کو محروم نہیں کرنا چاہیئے۔ ہاں کبھی مجبوری ہو تو عشاء کی نماز سے ملا کر مغرب کی نماز جمع کی جا سکتی ہے۔ مائی کاکو نے بیان کیا کہ اس وقت سے ہمارے گھر میں کسی نے مغرب کی نماز قضا نہیں کی اور ہمارے گھروں میں یہ طریق عام طور پر رائج ہو گیا ہے کہ شام کا کھانا مغرب سے پہلے ہی کھا لیتے ہیں تاکہ مغرب کی نماز کو صحیح وقت پر ادا کر سکیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی کاکو نے جو قضا کا لفظ استعمال کیا ہے یہ عرف عام میں غلط طور پر استعمال ہونے لگا ہے۔ ورنہ اس کے اصلی معنے پورا کرنے اور ادا کرنے کے ہیں نہ کہ کھونے اور ضائع کرنے کے۔ مجھے اس کا اس لئے خیال آیا کہ مجھے یاد ہے کہ حضرت صاحب نے بھی ایک جگہ اس لفظ کے غلط استعمال کے متعلق ذکر کیا ہے۔

۸۵۲ بسم اللہ الرحمن الرحیم:۔ مائی کاکو نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب حضرت صاحب نے جماعت میں بکروں کی قربانی کا حکم دیا تھا۔ تو ہم نے بھی اس ارشاد کی تعمیل میں بکرے قربان (صدقہ) کروائے تھے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد میں نے خواب دیکھا۔ کہ ایک بڑا بھاری جلوس آ رہا ہے اور اس جلوس کے آگے کوئی شخص رتھ میں سوار ہو کر چلا آ رہا ہے۔ جس کے ارد گرد پردے پڑے ہوئے ہیں اور لوگوں میں شور ہے کہ محمد صلعم آ گئے محمد صلعم آ گئے۔ میں نے آگے بڑھ کر رتھ کا

خو تم میرے بیٹے ہو گے تو ناول نہیں پڑھو گے۔"

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھے یہ واقعہ یاد نہیں۔ مگر اس روایت سے مجھے ایک خاص سرور حاصل ہوا ہے کیونکہ میں بچپن سے محسوس کرتا آیا ہوں کہ مجھے ناول خوانی کی طرف کبھی توجہ نہیں ہوئی۔ نہ بچپن میں نہ جوانی میں اور نہ اب۔ بلکہ ہمیشہ اس کی طرف سے بے رغبتی رہی ہے حالانکہ اکثر نوجوانوں کو اس میں کافی شغف ہوتا ہے اور خاندان میں بھی بعض افراد کبھی کبھی ناول پڑھتے رہے ہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت حضرت صاحب نے کسی کو ناول پڑھتے دیکھا ہوگا۔ یا کسی اور وجہ سے ادھر توجہ ہوئی ہوگی۔ جس پر بطریق انتباہ مجھے یہ نصیحت فرمائی۔ الحمدللہ میں حضرت صاحب کی توجہ سے خدا کے فضل کے ساتھ اس لغو شغل سے محفوظ رہا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام المومنین نے ایک دن سُنایا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسماۃ بھانو تھی۔ وہ ایک رات جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی۔ حضور کو دبانے بیٹھی۔ چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی۔ اس لئے اُسے یہ پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں۔ وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا۔ بھانو آج بڑی سردی ہے۔ بھانو کہنے لگی: "ہاں جی تدے تے تہاڈی لتاں لکڑی وانگر ہویاں ایں" یعنی جی ہاں جبھی تو آج آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے جو بھانو کو سردی کی طرف توجہ دلائی تو اس میں بھی غالباً یہ جتانا مقصود تھا کہ آج شاید سردی کی شدت کی وجہ سے تمہاری حس کمزور ہو رہی ہے اور تمہیں پتہ نہیں لگا کہ کس چیز کو دبا رہی ہو۔ مگر اس نے سامنے سے اور ہی لطیفہ کر دیا۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ بھانو مذکورہ قادیان کے ایک قریب کے گاؤں بسرا کی رہنے والی تھی۔ اور اپنے ماحول کے لحاظ سے اچھی مخلصہ اور دیندار تھی۔

۱۰۸۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ قریباً ۱۸۹۰ء یا ۱۸۹۱ء کا واقعہ ہے کہ کہیں سے ایک بہت بڑا لوہے چینی کا پیالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آیا جس کی بڑائی کی وجہ سے معلوم نہیں اہل بیت نے یا خود حضرت صاحب نے اس کا نام

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 210 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 136 پر درج

کس خیال میں پھر رہے تھے۔ ورنہ حضور کو اکیلے پھرتے لدھیانہ میں نہ دیکھا تھا۔ اور خاکسار بھی اسی خیال سے سامنے نہ ہوا کہ شاید کوئی بھید ہوگا۔ پھر اسی لدھیانہ میں خاکسار نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ جب حضرت اقدس علیہ السلام دہلی سے واپس لدھیانہ تشریف لائے۔ تو حضور کی زیارت کے لئے اس قدر اسٹیشن پر ہجوم ہو گیا تھا کہ بڑے بڑے معزز لوگ آدمیوں کی کثرت اور دھکا پیل سے زمین پر گر گئے تھے اور پولیس والے بھی عاجز آ گئے تھے گرد و غبار آسمان کو جا رہا تھا۔ اور حضور اقدس علیہ السلام نے بھی بڑی محبت سے لوگوں کو فرمایا کہ ہم تو یہاں چوبیس گھنٹے ٹھہریں گے ملنے والے وہاں قیامگاہ پر آ جائیں۔ ایک وقت اکیلے یہاں پھرتے دیکھا اور پھر یہ بھی دیکھا کہ اس قدر ہجوم آپ کی زیارت کے لئے جمع ہو گیا تھا۔

اس موخر الذکر سفر میں حضور علیہ السلام نے لدھیانہ میں ایک لیکچر دیا۔ جس میں ہندو عیسائی مسلمان اور بڑے بڑے معزز لوگ موجود تھے۔ تین گھنٹے حضور اقدس نے تقریر فرمائی۔ حالانکہ بوجہ سفر دہلی کچھ طبیعت بھی درست نہ تھی۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ اس لئے حضور اقدس نے بوجہ سفر روزہ نہ رکھا تھا۔ اب حضور اقدس نے تین گھنٹے تقریر جو فرمائی تو طبیعت پر ضعف سا طاری ہوا۔ مولوی محمد احسن صاحب نے اپنے ہاتھ سے دودھ پلایا۔ جس پر ناواقف مسلمانوں نے اعتراضاً کہا کہ مرزا رمضان میں دودھ پیتا ہے۔ اور شور کرنا چاہا۔ لیکن چونکہ پولیس کا انتظام اچھا تھا۔ فوراً یہ شور کرنے والے مسلمان وہاں سے نکال دیئے گئے۔ اس موقعہ پر یہاں پر تین تقاریر ہوئیں۔ اول مولوی سید محمد احسن صاحب کی دوسرے حضرت مولوی نور الدین صاحب کی۔ تیسرے حضور اقدس علیہ السلام کی پھر یہاں سے حضور امرتسر تشریف لے گئے۔ وہاں سُنا ہے کہ مخالفوں کی طرف سے سنگباری بھی ہوئی خاکسار عرض کرتا ہے کہ بازار میں اکیلے پھرنے کی بات تو خیر ہوئی مگر مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ حضور بازار کے اندر صرف صدری میں پھر رہے تھے۔ اور جسم پر کوٹ نہیں تھا۔ کیونکہ حضرت صاحب کا طریق تھا کہ گھر سے باہر ہمیشہ کوٹ پہنکر نکلتے تھے۔ بس اگر میر صاحب کو کوئی غلطی نہیں لگی تو اس وقت کوئی خاص بات ہوگی یا جلدی میں کسی کام کی وجہ سے نکل آئے ہوں گے۔ یا کوٹ کا خیال نہیں رہا ہوگا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 272، 273 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 137 پر درج ہے

میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھکو پنکھا ہلاتے گذر جاتی تھی۔ مجھکو اس اثنا میں کسی قسم کی تھکان و تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ دو دفعہ ایسا موقعہ آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقعہ ملا۔ پھر بھی اس حالت میں مجھکو نہ نیند، غنودگی اور نہ تھکان معلوم ہوئی۔ بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔ اسی طرح جب مبارک احمد صاحب بیمار ہوئے۔ تو مجھکو ان کی خدمت کے لئے بھی اسی طرح کئی راتیں گذارنی پڑیں۔ تو حضور نے فرمایا کہ زینب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ اور آپ کئی دفعہ اپنا تبرک مجھے دیا کرتے تھے۔

۹۱۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ کے درس میں جب آیت وما ابرّئ نفسی ان النفس لامّارۃ بالسوء الا ما رحم ربی۔ ان ربی غفور رحیم آیا کرتی۔ تو آپ کہا کرتے تھے کہ یہ عزیز مصر کی بیوی کا قول ہے۔ ایک دفعہ حضرت صاحب کے سامنے بھی یہ بات کسی دوست نے پیش کر دی۔ کہ مولوی صاحب اسے امرأۃ العزیز کا قول کہتے ہیں۔ حضرت صاحب فرمانے لگے۔ کیا کسی کافرہ بدکار عورت کے منہ سے بھی ایسی معرفت کی بات نکل سکتی ہے۔ اس فقرہ کا تو لفظ لفظ کمال معرفت پر دلالت کرتا ہے۔ یہ تو سوائے نبی کے کسی کا کلام نہیں ہو سکتا۔ یہ عجز اور اعتراف کمزوری کا اور اللہ تعالےٰ پر توکل اور اس کی صفات کا ذکر یہ انبیاء ہی کی شان ہے۔ آیت کا مضمون ہی بتا رہا ہے۔ کہ یوسف کے سوا اور کوئی اسے نہیں کہہ سکتا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس واقعہ کا ذکر روایت ۸۲۲ میں بھی آ چکا ہے۔

۹۱۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ کسی تکلیف کے علاج کے لئے اس عاجز کو یہ حکم دیا۔ کہ ڈاکٹر محمد حسین صاحب لاہوری ساکن بھاٹی دروازہ سے (جو مدّت ہوئے فوت ہو چکے ہیں) نسخہ لکھوا کر لاؤ۔ اور اپنا حال بھی لکھ دیا۔ اور بتا بھی دیا۔ چنانچہ میں ڈاکٹر صاحب موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ان سے نسخہ لا کر حضرت صاحب کو دیا۔ ڈاکٹر صاحب سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت صاحب ان سے پہلے

یہ حوالہ صفحہ 137 پر درج

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 272، 273 از مرزا بشیر احمد ایم اے

چارپائیوں پر مفتی محمد صادق صاحب اور شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ایک بوری نیچے پڑی ہوئی تھی اس پر مَیں دو چار آدمیوں سمیت بیٹھا ہوا تھا۔ میرے پاس مولوی عبدالستار خان صاحب بزرگ بھی تھے۔ حضرت صاحب کھڑے تقریر فرما رہے تھے کہ اچانک حضور کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا۔ کہ ڈاکٹر صاحب آپ میرے پاس چارپائی پر آکر بیٹھ جائیں۔ مجھے شرم محسوس ہوئی۔ کہ مَیں حضور کے ساتھ برابر ہو کر بیٹھوں۔ حضور نے دوبارہ فرمایا کہ شاہ صاحب آپ میرے پاس چارپائی پر آجائیں۔ مَیں نے عرض کی کہ حضور مَیں یہیں اچھا ہوں۔ تیسری بار حضور نے خاص طور پر فرمایا کہ آپ میری چارپائی پر آکر بیٹھ جائیں۔ کیونکہ آپ سیّد ہیں اور آپ کا احترام ہم کو منظور ہے۔ حضور کے اس ارشاد سے مجھے بہت فرحت ہوئی۔ اور مَیں اپنے سیّد ہونے کے متعلق حق الیقین تک پہنچنے کے لئے جو آسمانی شہادت چاہتا تھا۔ وہ مجھے مل گئی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو تو اپنے سیّد ہونے کا ثبوت ملنے پر فرحت ہوئی اور مجھے اس بات سے فرحت ہوئی ہے کہ چودہ سو سال گذر جانے پر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلعم کی اولاد کا کس قدر پاس تھا۔ اور یہ پاس علم تو ہمانہ رنگ میں نہیں تھا بلکہ بصیرت اور محبت پر مبنی تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر سیّد عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میری لڑکی زینب بیگم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب حضور علیہ السلام سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے۔ تو مَیں رعیہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ان ایام میں مجھے مراق کا سخت دورہ تھا۔ مَیں شرم کے مارے آپ سے عرض نہ کر سکتی تھی۔ مگر میرا دل چاہتا تھا کہ میری بیماری سے کسی طرح حضور کو علم ہو جائے تا کہ میرے لئے حضور دُعا فرمائیں۔ مَیں حضور کی خدمت کر رہی تھی کہ حضور نے اپنے انکشاف اور صفائی قلب سے خود معلوم کر کے فرمایا۔ زینب تم کو مراق کی بیماری ہے ہم دُعا کریں گے۔ تم کچھ ورزش کیا کرو۔ اور پیدل چلا کرو۔ مگر مَیں ایک قدم بھی پیدل نہ چل سکتی تھی۔ اگر دو چار قدم چلتی بھی۔ تو دورہ مراق و خفقان بہت تیز ہو جاتا تھا۔ مَیں نے اپنے مکان پر جانے کے لئے جو حضور کے مکان سے قریباً ایک میل دُور تھا۔ تانگے کی تلاش کی۔ مگر نہ ملا۔ اس لئے مجبوراً مجھکو پیدل جانا پڑا۔ مجھکو یہ پیدل چلنا سخت مصیبت اور ہلاکت معلوم ہوتی

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 275 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 137 پر درج ہے

سبب سُنا تو حضرت خلیفہ اول نے کو تاکیداً کہلا بھیجا۔ کہ اسے فوراً رخصت کردیں۔ چنانچہ مولوی صاحب نے اُسے کچھ دے دلا کر رخصت کردیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں لکڑی کے شہتیر ہوتے تھے۔ جن سے یہ خطرہ ہوتا تھا۔ کہ اگر شہتیر ٹوٹے تو ساری چھت گر جائے گی۔ مگر آجکل لوہے کے گرڈر نکل آئے ہیں۔ جو بہت محفوظ ہوتے ہیں۔

۶۸۷ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب ارکان اسلام میں سب سے زیادہ نماز پر زور دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ نمازیں سنوار کر پڑھا کرو۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ سنوار کر پڑھنے سے یہ مراد ہے کہ دل لگا کر پوری توجہ کے ساتھ ادا کی جاوے۔ اور نماز میں خشوع خضوع پیدا کیا جائے۔ اور اس میں کیا شبہ ہے کہ اگر کوئی شخص نماز میں ایسی کیفیت پیدا کرلے۔ تو وہ گویا ایک مضبوط قلعہ میں آجاتا ہے۔

۶۸۸ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ڈاکٹر نور محمد صاحب لاہوری کی ایک بیوی ڈاکٹرنی کے نام سے مشہور تھی۔ وہ مدتوں قادیان آکر حضور کے مکان میں رہی اور حضور کی خدمت کرتی تھی۔ اسے بیچاری کو سل کی بیماری تھی۔ جب وہ فوت ہوگئی۔ تو اس کا ایک دوپٹہ حضرت صاحب نے دعا کے لئے یاد دہانی کے لئے بیت الدعا کی کھڑکی کی ایک آہنی سلاخ سے بندھوا دیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ ڈاکٹرنی مرحوم بہت مخلصہ تھی اور اس کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب کا اخلاص بھی ترقی کر گیا تھا۔

۶۸۹ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ قریباً ۱۸۹۵ء تک گول کمرہ ہی مہمان خانہ ہوتا تھا۔ پھر اس میں پریس آگیا جب یہاں مہمانخانہ تھا تو یہیں کھانا وغیرہ کھلایا جاتا تھا۔ اور کاتب بھی اسی جگہ مسودات کی کاپیاں لکھا کرتا تھا۔ اور حضرت صاحب کا ملاقات کا کمرہ بھی یہی تھا۔ ان دنوں میں مہمان بھی کم ہوا کرتے تھے۔ ۱۸۹۴ء میں حضرت والد صاحب یعنی میر ناصر نواب صاحب پنشن لیکر قادیان آگئے۔ اور چونکہ اس وقت پریس اور مہمانوں کے لئے فصیل قصبہ کے مقام پر مکانات بن چکے تھے۔ اس لئے میر صاحب گول کمرہ میں رہنے لگے۔ اور انہوں نے اس کے آگے دیوار

سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 126، از مرزا بشیر احمد

یہ حوالہ صفحہ 138 پر درج ہے

ے آیند واشک حسرت ریختہ مے شود سہ

کمن تکیہ بر عمر ناپائیدار   مباش ایمن از بازیٔ روزگار

ونیز ایں دو مصرع ثانی از دیوان فرخ قادیانی نمک پاش جراحت دل میشود سہ

بینائے گرد دل مبند اے جواں   کہ وقت اجل میرسد ناگہاں

لہذا مے خواہم کہ بقیہ عمر در گوشۂ تنہائی نشینم و دامن از صحبت مردم بچینم و بیاد او سبحانہ مشغول شوم مگر گذشتہ را عذرے و مافات را تدارکے شود سہ

عمر گذشت و نماندہ است جز ایامے چند   بہ کہ در یاد کسے صبح کنم شامے چند

کہ دنیا را اساسے محکم نیست و زندگی را اعتبارے نے وایس من خاف علی نفسہ من آفت غیرہ والسلام۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مَیں نے شیخ صاحب سے دریافت کیا تھا کہ آپ نے یہ روایت کہاں سے لی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ مرزا سلطان احمد صاحب نے مجھے چند پرانے کاغذات دیئے تھے جن میں سے حضرت کی یہ تحریر نکلی تھی لیکن خاکسار کی رائے میں اگر حضرت صاحب کی صرف تحریر ملی ہے تو اس سے یہ استدلال ضروری نہیں ہوتا کہ آپ نے یہ خط اپنے والد صاحب کے پیش بھی کیا تھا بلکہ خط کے نیچے دستخط اور تاریخ کا نہ ہونا اس شبہ کو قوی کرتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت صاحب ۲۶۱
کی دائی کا نام لاڈو تھا۔ اور وہ ہانگو نا کو بروالوں سکنہ قادیان کی ماں تھی جب میں نے اسے دیکھا تھا تو وہ بہت بوڑھی ہو چکی تھی۔ مرزا سلطان احمد بلکہ عزیزا احمد کو بھی اسی نے جنایا تھا۔ ایکدفعہ حضرت صاحب نے اس سے اپنی پیدائش کے متعلق کچھ شہادت بھی لی تھی۔ اپنے فن میں وہ اچھی ہوشیار عورت تھی چنانچہ ایکدفعہ یہاں کسی عورت کے بچہ پھنس گیا اور پیدا نہ ہوتا تھا تو حضرت صاحب نے فرمایا تھا کہ لاڈو کو بلا کر دکھاؤ وہ ہوشیار ہے چنانچہ اسے بلایا گیا تو اللہ کے فضل سے بچہ آسانی سے پیدا ہو گیا۔ مگر والدہ صاحبہ کہتی تھیں کہ تم میں سے کسی کی پیدائش کے وقت اسے نہیں بلایا گیا۔ کیونکہ بعض وجوہات سے اس پر کچھ شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ نیز والدہ صاحبہ نے بیان کیا کہ عزیزا احمد کی پیدائش کے وقت جب لاڈو آئی۔ تو ان دنوں میں اسے خارش کی مرض تھی چنانچہ اس سے عزیزا احمد کو خارش ہو گئی۔ اور پھر آہستہ آہستہ تمہارے تایا کے گھر میں اکثر لوگوں کو خارش ہو گئی۔ اور آخر ادھر سے ہمارے گھر میں بھی خارش کا اثر پہنچا چنانچہ حضرت صاحب

nizarat ...

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسٰی ان یبعثک ربک مقاما محمودا

الفضل قادیان

خطبہ نمبر ۲۸

روزنامہ

THE DAILY

ALFAZL QADIAN

ٹیلیفون نمبر ۹۱

شرح چندہ ... سالانہ ... ششماہی ... سہ ماہی ... بیرون ہند سالانہ ...

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

جلد ۲۶ | مورخہ ۵ رجب ۱۳۵۷ھ | یوم چہارشنبہ | مطابق ۳۱ اگست ۱۹۳۸ء | نمبر ۲۰۰

المسیح مدینۃ

قادیان ۲۹ اگست سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۱۰ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو آج دن بھر تھکے اور سردرد کی تکلیف رہی۔ حضرت خدا تعالیٰ کے فضل سے طبیعت اچھی ہے۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کے متعلق آج کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضرت ممدوحہ کو سردرد کی تکلیف ہے آپ کو بطور علاج مسہل دیا گیا ہے احباب دعا سے صحت کرتے رہیں۔

صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب بیرسٹرایٹ لاء ... حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے متعلق آج ... سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ان کی ... اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

[illegible]

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اولیاء اللہ کے دشمنوں کے پاس صرف لفاظی اور زبانی قیل و قال ہے

... انکار اولیاء اور ان سے دشمنی رکھنا اول انسان کو غفلت اور دنیا پرستی میں ڈالتا ہے اور پھر اعمال حسنہ اور افعال صدق اور اخلاص کی ان سے توفیق چھین لیتا ہے اور پھر آخر سلب ایمان کا موجب ہو کر دینداری کی اصل حقیقت اور مغز سے ان کو بے نصیب اور بے بہرہ کر دیتا ہے اور یہی معنے ہیں اس حدیث کے من عاد ولی لی ... [illegible]

[illegible]

روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ 31 اگست 1938ء

یہ حوالہ صفحہ 139 پر درج ...

۶ روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۳۸ء نمبر ۲۰۰ جلد ۲۶

اور جسے موجودہ منافق غلط قرار دے رہے ہیں۔ اس نے آپ ہی آپ ایک بات قرآن کریم میں لکھ دی۔ حالانکہ اسے چاہئے تھا۔ وہ پہلے ان منافقوں سے مشورہ لیتا اور پوچھتا کہ منافق کون ہوتا ہے۔ پھر جو تعریف وہ بتاتے اسے قرآن میں نازل کرتا۔ لیکن اس قدر اعتراضات کرنے کے باوجود ہر خط میں بڑا اخلاص بھی ظاہر کیا ہوا ہوتا ہے۔ اور لکھا ہوتا ہے۔ ہم سلسلہ کے خادم ہیں۔ مگر

اس کی سلسلہ سے محبت کا اندازہ

اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ ایک خط میں جس کے متعلق اس نے تسلیم کیا ہے کہ وہ اسی کا لکھا ہوا ہے۔ اس پر یہ تحریر کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود ولی اللہ تھے۔ اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کر لیا۔ تو اس میں حرج کیا ہوا۔ پھر لکھا ہے۔ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض نہیں۔ کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے۔ کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔ اس اعتراض سے پتہ لگتا ہے کہ یہ شخص [illegible] ہے۔ اس لئے کہ ہمارا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ اعتقاد ہے۔ کہ آپ نبی اللہ تھے۔ مگر یہ اس بات کو نہیں مانتے اور وہ آپ کو صرف ولی اللہ سمجھتے ہیں۔

تو جب کوئی شخص ایک سچائی پر اعتراض کرتا ہے۔ تو اسے لازماً

دوسری سچائیوں پر بھی اعتراض

کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً مصری صاحب کو سب سے پہلے میری خلافت میں نقائص نظر آئے۔ اب اس کا لازمی نتیجہ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ پر بھی ان کا [illegible] ہو کیونکہ جس طرح میں خلیفہ ہوں۔ اسی طرح وہ بھی خلیفہ تھے۔ جس طرح [illegible] ہوں۔ [illegible]

ہے۔ کسی انسان نے نہیں بنایا۔ اسی طرح آپ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ اور کسی انسان کی یہ طاقت نہیں۔ کہ مجھے خلافت سے معزول کرے۔ پھر آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو شخص میری خلافت پر اعتراض کرے گا۔ وہ ابلیس بن جائے گا۔ اور جب میں مر جاؤں گا۔ تو پھر وہی کھڑا ہوگا۔ جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اس کو آپ کھڑا کریگا۔

پس جب انہوں نے بھی یہی باتیں کہی ہیں۔ تو معترض اپنے دل میں سوچتا اور کہتا ہے۔ اگر حضرت خلیفہ اول رض کی باتیں صحیح تھیں۔ تو موجودہ خلافت پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اور اگر موجودہ خلافت قابل اعتراض ہے۔ تو حضرت خلیفہ اول رض کی خلافت بھی باطل ہے۔ اور چونکہ اس کے دل میں بغض ہوتا ہے۔ اس لئے وہی اعتراض جو وہ مجھ پر کرتا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رض پر بھی کر دیتا ہے۔ وہ اس طرح ان کی خلافت کا بھی منکر ہو جاتا ہے۔ پھر اس سے اوپر جب وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان پیشگوئیوں کو دیکھتا ہے جو آپ نے میرے متعلق فرمائیں۔ آپ کی اُن دعاؤں کو پڑھتا ہے جو آپ نے میرے لئے اور اپنی باقی تمام اولاد کے لئے کیں۔ تو اسے کہنا پڑتا ہے۔ یہ بھی غلط ہیں۔ وہ پیشگوئیاں سنتا اور کہتا ہے۔ یہ پوری نہیں ہوئیں۔ اور دعاؤں کا ذکر سنتا ہے تو کہتا ہے۔ ان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعائیں بیشک کی تھیں مگر وہ قبول نہیں ہوئیں۔ ان کم بختوں کی دعائیں تو قبول ہو جاتی ہیں۔ لیکن اگر دعائیں قبول نہ ہوں۔ تو خدا کے مسیح اور اس کے نبی کی۔ اپنے متعلق تو ان کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ وہ بار بار کہتے ہیں۔ ہم دعا کریں گے۔ اللہ ہمیں غضب دکھائے۔ اللہ ہمیں کی سنتا ہے۔ مگر مسیح موعود ہی نعوذ باللہ احرار کے قول کے مطابق کذاب اور دجال تھا۔ کہ خدا نے اس کی دعاؤں کو نہ سنا۔ وہ سنتا ہے۔ تو ہمیں

منافقوں اور بد باطنوں کی۔

پھر یہ لکھنے والا مجھے لکھتا ہے تم نے

جماعت سے نذرانے

وصول کر کر کے اسے غریب کر دیا۔ تم اس وقت یہاں ہزاروں کی تعداد میں موجود ہو۔ کیا تم میں سے کوئی ایک شخص بھی قسم کھا کر کہہ سکتا ہے کہ میں نے کبھی ایک پیسے کا بھی اس سے فائدہ اٹھایا ہو۔ میرا طریق ہمیشہ یہ ہے کہ بعض دوست میرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ہم فلاں چیز آپ کے لئے لانا چاہتے ہیں۔ وہ کس سائز کی ہو۔ مثلاً بوٹ کا کیا سائز ہو۔ یا جرابیں کس سائز کی ہوں۔ مگر میں کبھی انہیں جواب نہیں دیتا۔ سوائے اس کے کہ بعض دفعہ کوئی مجھے پکڑ کر پاؤں کا ناپ لے لے تو یہ دوسری بات ہے۔ ورنہ میں نے کبھی کسی کو ایسی باتوں کا جواب نہیں دیا۔ بلکہ بعض تو کئی کئی خط لکھتے ہیں۔ اور جب میں جواب نہیں دیتا تو وہ شکایت کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں شاید میں ان کے خطوں کا اس لئے جواب نہیں دیتا۔ کہ [illegible] آپ کو برا سمجھتا ہوں۔ حالانکہ میں جواب اس لئے نہیں دیتا۔ کہ یہ بات میری طبیعت کے خلاف ہے۔ اور میں اسے بھی سوال کا ایک رنگ سمجھتا ہوں۔ ہاں اگر کوئی دوست خود بخود کوئی تحفہ دے جائے تو میں اسے رد بھی نہیں کرتا۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے یہ امر ثابت ہے کہ آپ ہدیے تحائف قبول فرمایا کرتے تھے اور آپ نے فرمایا بھی ہے۔ کہ بغیر [illegible] بغیر نفس کی خواہش کے اگر کوئی شخص تحفہ دے تو اسے قبول کر لو۔ بارک اللہ لک فیہ اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت دے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ایسے تحائف قبول کر لیا کرتے۔ آخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] آپ کی کوئی جائداد بھی نہیں تھی۔ پھر آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں [illegible] مانگتا۔ [illegible] اپنی مرضی سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو کچھ پیش کرے تو آپ

اسے قبول فرما لیتے۔ اور اگر کوئی آپ ہی اپنی مرضی سے خدمت کرتا اور پھر اس کا احسان جتاتا ہے۔ تو اس سے زیادہ کمینہ اور کمینہ شخص اور کون ہو سکتا ہے۔ اور کب سے کہا گیا تھا۔ کہ مجھے [illegible] طرح میں ہمیشہ کہتا رہتا ہوں۔ کہ مجھے کچھ مت دو۔ اور اگر کوئی مجھ سے کچھ لانے کے لئے پوچھتا بھی ہے تو میں اسے جواب نہیں دیتا۔ ایسی حالت میں بغیر میری خواہش کے اگر کوئی شخص مجھے نذرانہ دیتا ہے۔ تو وہ اپنی مرضی سے دیتا ہے۔ میں نے کبھی کسی سے نذرانہ نہیں مانگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے ایام میں سیالکوٹ کے ایک زمیندار دوست نے میرے ہاتھ پر چونی رکھ دی۔ مجھے یاد ہے۔ کہ اس وقت شرم کے مارے میرا جسم پسینہ پسینہ ہوگیا۔ اور میں اس مجلس سے بھاگا۔ اور سیدھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت [illegible] میں پہنچا۔ اور وہ چونی حضور کے سامنے پیش کر دی۔ اور شکایتاً کہا کہ ایک شخص نے آج میرے ہاتھ پر یہ چونی رکھ دی ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ محسوس کرتے ہوئے۔ کہ مجھے اس کا فعل اچھا نہیں لگا۔ فرمایا۔ نہیں اس کے جذبے کی قدر کرنی چاہئے اس نے جو کچھ کیا ہے۔ محبت سے [illegible] کیا ہے۔ تمہاری ہتک کرنے کے خیال سے نہیں کیا۔ حدیث میں بھی آیا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے کچھ دے۔ تو وہ لے لو۔ چنانچہ اب اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے مجھے کچھ دے دے۔ تو میں لے لیتا ہوں۔ ورنہ مانگنے کے لحاظ سے کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا۔ میں نے کبھی کسی سے کچھ مانگا [illegible] بات [illegible] اگر میں نے اپنے لئے [illegible]

روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ 31 اگست 1938ء

یہ حوالہ صفحہ 139 پر درج ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

آریہ سماج کا جلسہ اور انکی شرافت کا نمونہ

اُن کے وید کی تعلیم اور اُنکے اور ساس کا ازالہ

آریہ سماج لاہور کا جلسہ ۴ دسمبر ۱۹۰۷ء کے بعد جو رات تھی اس میں ختم ہو گیا۔ جو لوگ ہمارے مضمون کے پڑھے جانے کے وقت حاضر تھے اُن کو معلوم ہوگا کہ کس تہذیب اور نرمی اور صلحکاری کا وہ مضمون تھا اور کس ادب سے ہم نے اُن کے رشیوں اور اوتاروں اور اُن لوگوں کے نام لئے جن کی طرف وید منسوب کئے جاتے ہیں اور جو اُن کی قوم کے پیشوا اور رہبر خیال کئے جاتے ہیں۔ لیکن بقول شخصیکہ ہر ایک برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اُس کے اندر ہے۔ آریہ صاحبوں نے اپنے مضمون میں وہ گند ظاہر کیا اور اس قدر توہین اور تحقیر انبیاء علیہم السلام کی کی جو اس سے بڑھ کر متصور نہیں ہو سکتی۔ بالخصوص ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت وہ دلآزار اور گندے لفظ اور توہین اور تحقیر کے کلمے اور سراسر دروغ اور جھوٹی تہمتیں اور بے جا الزام جو سراسر گالیاں تھیں اس قدر

یہ حوالہ صفحہ 145 پر درج ہے

چشمہ معرفت صفحہ 1 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 9 از مرزا قادیانی

مسیح اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دیا اور وہ مماثلت پوری ہو گئی اور آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اس امت میں بروزی طور پر وہی کرتوت یہودیوں والی پوری ہونی تھی اور یہ اس طرف اشارہ کرتی تھیں کہ آنے والا دو رنگ لے کر آوے گا۔ اسی لئے مہدی اور مسیح کے زمانہ کی علامات ایک ہی ہیں اور ان دونو کا فعل بھی ایک ہی

(البدر جلد ۲ نمبر ۳۳ صفحہ ۲۵۸-۲۵۹ مورخہ ۴ر ستمبر ۱۹۰۳ء)

۲۲ر اگست ۱۹۰۳ء

مومنوں کو چاہیئے کہ اشاعت فحش سے پرہیز کریں

عام طور پر یہ ایک مرض لوگوں میں دیکھی جاتی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مرد یا عورت کی نسبت یہ بیان کرے کہ وہ بدکار ہے یا اس کا دوسرے سے تعلق بدکاری کا ہے تو چونکہ نفس ایسے معلومات کی وسعت سے لذت پاتا ہے۔ اس لئے اس راوی کے بیان پر بلا تحقیق یہ خیال کر لیا جاتا ہے کہ یہ واقعہ بالکل سچا ہے اور اُسے شہرت دینے میں سعی کی جاتی ہے۔ اور اس طرح سے نیک مرد اور نیک عورتوں کی نسبت ناپاک خیال لوگوں کے دلوں میں متمکن ہو جاتے ہیں اور جن کی شہرت ہوتی ہے اُن کے دلوں پر اس سے کیا صدمہ گذرتا ہے اس کو ہر ایک محسوس نہیں کر سکتا۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے ایسی شہرت دینے والوں کے لئے اسّی دُرّے سزا مقرر فرمائی ہے۔

اس مضمون کے متعلق حضرت اقدس نے فرمایا کہ

خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کلام میں شہرت دینے والوں کے لئے بشرطیکہ وہ اُسے ثابت نہ کر سکیں ۸۰ دُرّے سزا رکھی ہے اس لئے کہ جو شہرت دیتا ہے اسے اس مقدمہ میں مدعی گردانا گیا ہے اور اسی سے چار گواہ طلب کئے گئے ہیں کہ اگر وہ سچا ہے تو اپنے علاوہ چار گواہ رؤیت کے لاوے۔ یہ غلطی ہے کہ ویسے شخص کو بھی گواہوں میں شمار کیا جاوے۔

ملفوظات جلد 6 صفحہ 123 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 146 پر درج ہے

کے لیے نمازیں جمع کی جاویں گی۔ تو یہ عظیم الشان پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اس کے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں۔ پھر بھی آج کل میری مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا ہوں؛ حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی جاتی ہے اور دوران سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ مگر میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کام کو کئے جاتا ہوں؛ چونکہ دن چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اور مجھے معلوم بھی نہیں ہوتا کہ وہ دن کدھر جاتا ہے۔ اُسی وقت عصر ہوتی ہے جب شام کی نماز کے لیے وضو کرنے کے واسطے پانی کا لوٹا رکھ دیا جاتا ہے۔ اس وقت مجھے افسوس ہوتا ہے کہ کاش اتنا دن اور ہوتا؛ حالانکہ اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں، مگر جب پاخانے کی حاجت بھی ہوتی ہے تو مجھے رنج ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی اور ایسا ہی روٹی کے لیے جب کئی مرتبہ کہتے ہیں تو بڑا جبر کر کے جلد جلد چند لقمے کھا لیتا ہوں۔ بظاہر تو میں روٹی کھاتا ہوا دکھائی دیتا ہوں، مگر میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے پتہ بھی نہیں ہوتا کہ وہ کہاں جاتی ہے اور کیا کھاتا ہوں۔ میری توجہ اور خیال اسی طرف لگا ہوا ہوتا ہے۔ پس یہ کام بہت ضروری ہے اور خدا چاہے تو ایک نشان ہوگا جس کی نظیر لانے پر کوئی قادر نہ ہوگا۔"

[ناظرین! حضرت اقدس کے اس جوش کا کسی قدر پتہ ان الفاظ سے مل سکتا ہے جو آپ کو اعلائے کلمۃ الاسلام کے لیے حق نے عطا فرمایا ہے۔ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہم کس دُھن میں ہیں اور وہ کس خیال میں۔ پھر اسی سلسلہ کلام میں فرمانے لگے کہ:]

"اگرچہ یہ کتاب بظاہر کوئی عجیب اور اعجاز نظر نہ آتی ہو، مگر اس کی اشاعت پر دُنیا کو معلوم ہو جائے گا جب ہم نے مہوتسو کے لیے مضمون لکھنا شروع کیا تو ہمارے ایک دوست نے اپنے خیال کے موافق کچھ خوشی ظاہر نہ کی مگر خدا تعالیٰ نے الہاماً خوشخبری دی کہ وہ مضمون بالا رہا؛ چنانچہ یہ اشتہار جلسہ سے پہلے ہی شائع کر دیا گیا آخر جب وہ جلسہ میں پڑھا گیا تو اس کی عظمت اور اس کے حقائق کو سب نے تسلیم کیا یہاں تک کہ لاہور کے انگریزی اُردو اخبارات نے اس کے بالا رہنے کا اعتراف کیا۔ اسی طرح پر جب یہ کتاب شائع ہو کر باہر نکلے گی، تب پتہ لگے گا۔ میں نے ایک بار ایک شخص کو دلی سے عطر لانے کے لیے کہا وہ کہنے لگا کہ جب میں عطار کی دوکان پر گیا تو جو عطر وہ دکھاتا تھا، میں اس کو ہی واپس کر دیتا تھا۔ آخر عطار نے کہا، میاں تم یہاں دوکان میں بیٹھے ہو تمہیں پتہ نہیں لگتا جب دوکان سے باہر نکل کر جاؤ گے، تب اس عطر کی حقیقت معلوم ہوگی؛ چنانچہ جب وہ عطر لے کر آیا تو اس نے بیان کیا کہ جو گاڑیاں ہم سے پیچھے آتی تھیں ان کے سوار کہتے تھے کہ کس کے پاس عطر ہے۔ گویا اس کی اتنی خوشبو تھی۔"

[اس قسم کی باتیں ہوتی رہیں۔ اپنے دعویٰ کی صداقت اور اپنے مامور من اللہ ہونے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ

کے مانگنے میں کچھ قصور نہیں ہے بلکہ حسب آیت تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ[1] ان کی طبیعت ہی اُن بدبخت کفار کے مشابہ واقع ہوئی ہے جو خدا تعالیٰ کے نشانوں کو قبول نہیں کرتے تھے اور اپنی طرف سے اختراع کر کے درخواستیں کرتے تھے کہ ایسے ایسے نشان دکھاؤ۔ لیکن اگر افسوس ہے تو صرف یہ ہے کہ ان لوگوں نے مولوی کہلا کر ہنسی ٹھٹھا اپنا شیوہ بنالیا ہے۔ جو شخص عبدالحق کے اشتہار کو غور سے پڑھے گا اس کو قبول کرنا پڑے گا کہ انہوں نے اخویم مولوی عبدالکریم صاحب کا شرارت اور بے ادبی سے ذکر کر کے ان کی ٹانگ کی درستی یا آنکھ کی نظر کی نسبت جو نشان مانگا ہے یہ ایک اوباشانہ طریق پر ٹھٹھا کیا ہے جو کسی پرہیزگار اور نیک بخت کا کام نہیں ہے۔ پلید دل سے پلید باتیں نکلتی ہیں اور پاک دل سے پاک باتیں۔ انسان اپنی باتوں سے ایسا ہی پہچانا جاتا ہے جیسا کہ درخت اپنے پھلوں سے۔ جس حالت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں صاف فرما دیا کہ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ[2] یعنے لوگوں کے ایسے نام مت رکھو جو ان کو بُرے معلوم ہوں تو پھر برخلاف اس آیت کے کرنا کن لوگوں کا کام ہے۔ لیکن اب تو نہ ہم عبدالحق پر افسوس کرتے ہیں نہ اس کے دوسرے رفیقوں پر کیونکہ ان لوگوں کا ظلم اور ناانصافی اور دروغ گوئی اور افترا حد سے گذر گیا ہے اسی اشتہار کو پڑھ کر دیکھ لو کہ کس قدر جھوٹ سے کام لیا ہے کیا کسی جگہ بھی خدا تعالیٰ سے حیا کی ہے چنانچہ ہم بطور نمونہ بطرز قول و اقوال اس ظالم شخص کے جھوٹوں کا ذخیرہ ذیل میں لکھ دیتے ہیں جو اسی اشتہار میں اس نے استعمال کئے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

قولہ مرزا بارہا متفرق مواضع کے مباحثات میں شرمندہ اور لاجواب ہوا اور ہر مجمع میں خائب اور خاسر اور نامراد رہا۔

[1] البقرۃ: ۱۱۹ [2] الحجرات: ۱۲

تحفہ غزنویہ صفحہ 11 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 541 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 146 پر درج ہے

۳۳۴ کے پیدا کرنے پر قدرت نہیں رکھتا تھا۔ جس نے خود انسان کو بغیر باپ اور ماں کے

حاشیہ نمبر ۱۱

اِن امور کا جمع ہونا نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے۔ کیونکہ جیسا کہ خدا بے مثل و مانند ہے اسی طرح جو چیز اسی کی طرف سے صادر ہے وہ بے مثل و مانند چاہیئے جس کی نظیر بنانے پر انسان قادر نہ
۳۳۵ ہوسکے۔ پس قرآن شریف نے جو اپنے کمالات میں بے مثل ہونے کا دعویٰ کیا ہے یہ کوئی بے موقعہ دعویٰ نہیں۔ یہ تو یہی قانونِ قدرت کا مسئلہ ہے جس پر چلنا انسان کی دانشمندی ہے۔ جس سے انحراف کرنا حماقت کی نشانی ہے۔ خدا اپنے ہی دل میں سوچ کر آپ انصافاً فرمائیے کہ خدا کے کلام کا بے نظیر ہونا قانونِ قدرت کے لحاظ سے لازم ہے یا نہیں۔ اگر آپ کے نزدیک لازم نہیں۔ اور خدا کے کاموں میں شرکت غیر بھی جائز ہے تو پھر صاف یہی کیوں نہیں کہتے کہ ہم کو خدا کے واحد لاشریک ہونے میں ہی کلام ہے۔ کیا آپ اس بدیہی بات کو سمجھ نہیں سکتے کہ خدا کی وحدانیت تب ہی تک ہے جب تک اس کی تمام صفات شرکتِ غیر سے منزہ ہیں۔ اگر خدا کے کلام کی یہ حیثیت ہو کہ انسان بھی ایسا ہی کلام بنا سکے۔ تو گویا خدا کی ساری حیثیت معلوم ہوگئی۔ گویا اسی کی خدائی کا سارا بھید ہی کھل گیا۔ ۴

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۲

اس بات پر عیسائیوں کو بھی نہایت توجہ سے غور کرنی چاہیئے کہ خدائے بے مثل و مانند اور کامل کی کلام میں کن کن نشانیوں کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ ان کی انجیل بوجہ محرف اور مبدل ہو جانے کے ان نشانیوں سے بالکل بے بہرہ اور بے نصیب ہے۔ بلکہ الٰہی نشان تو یکطرف ہے معمولی راستی اور صداقت بھی کہ جو ایک منصف اور دانشمند متکلم کے کلام میں ہونی چاہیئے انجیل کو نصیب نہیں۔ کم بخت مخلوق پرستوں نے خدا کے کلام کو، خدا کی ہدایت کو، خدا کے نور کو اپنے ظلمانی خیالات سے ایسا ملا دیا۔ کہ اب وہ کتاب بجائے رہبری کے رہزنی کا ایک پکا ذریعہ ہے۔ ایک عالم کو کس نے توحید سے برگشتہ کیا؟ اسی مصنوعی انجیل نے ایک دنیا کا کس نے خون کیا؟ انہیں تالیفاتِ اربعہ نے جن اعتقادوں کی طرف مخلوق پرست کا نفسِ امارہ جھکتا گیا۔ اسی طرف ترجمہ کرنے کے وقت ان کے الفاظ بھی جھکتے گئے۔ کیونکہ انسان کے الفاظ ہمیشہ اس کے خیالات کے تابع ہوتے ہیں۔ غرض انجیل کی ہمیشہ کایا پلٹ کرتے رہنے سے اب وہ کچھ اور ہی چیز ہے۔ اور خدا بھی اس کی تعلیم

براہین احمدیہ جلد اول تا چہارم صفحہ 393 (حاشیہ) مندرجہ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 393 (حاشیہ) از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 147 پر درج ہے

نسبت ہے جو ہجرت کر کے قادیان میں آ گئے۔ سو جس کا جی چاہے آکر دیکھ لے۔

یہ سات قسم کے نشان ہیں جن میں سے ہر ایک نشان ہزارہا نشانوں کا جامع ہے۔ مثلاً یہ پیشگوئی کہ یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ جس کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک جگہ سے اور دور دراز ملکوں سے نقد اور جنس کی امداد آئیگی اور خطوط بھی آئیں گے۔ اب اس صورت میں ہر ایک جگہ سے جواب تک کوئی روپیہ آتا ہے یا پارچات اور دوسرے ہدیے آتے ہیں یہ سب بجائے خود ایک ایک نشان ہیں کیونکہ ایسے وقت میں ان تمام باتوں کی خبر دی گئی تھی جبکہ انسانی عقل اس کثرت مدد کو دور از قیاس و محال سمجھتی تھی۔ ایسا ہی یہ دوسری پیشگوئی یعنی یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ جس کے یہ معنے ہیں کہ دور دور سے لوگ تیرے پاس آئیں گے یہاں تک کہ وہ سڑکیں ٹوٹ جائینگی جن پر وہ چلیں گے۔ اس زمانہ میں یہ پیشگوئی بھی پوری ہو گئی چنانچہ اب تک کئی لاکھ انسان قادیان میں آ چکے ہیں اور اگر خطوط بھی اس کے ساتھ شامل کئے جائیں جنکی کثرت کی خبر بھی قبل از وقت گمنامی کی حالت میں دی گئی تھی تو شاید یہ اندازہ کروڑ تک پہنچ جائیگا مگر ہم صرف مالی مدد اور بیعت کنندوں کی آمد پر کفایت کر کے ان نشانوں کو تخمیناً دس لاکھ نشان قرار دیتے ہیں بے حیا انسان کی زبان کو قابو میں لانا تو کسی نبی کے لئے ممکن نہیں ہوا لیکن وہ لوگ جو حق کے طالب ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ ایسے گمنامی کے زمانہ میں جس کو قریباً پچیس برس گذر گئے جبکہ میں کچھ بھی چیز نہ تھا اور کسی قسم کی شہرت نہ رکھتا تھا اور کسی بزرگ خاندان پیرزادگی
59
سے نہ تھا تا رجوع خلائق سہل ہوتا۔ اسقدر کھلے طور پر آئندہ زمانہ کے عروج اور ترقیات کی خبر دینا اور پھر ان چیزوں کا اسی طرح بعد زمانہ دراز وقوع میں آ جانا کیا کسی انسان سے ہو سکتا ہے اور کیا ممکن ہے کہ کوئی کذاب اور مفتری ایسا کر سکے۔ میں باور نہیں کر سکتا کہ جو شخص پہلے انصاف کی نظر سے اس زمانہ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے جبکہ براہین احمدیہ تالیف کی گئی تھی اور ابھی شائع بھی نہیں ہوئی تھی اور ایک جوڈیشل تحقیقات کے طور پر خود موقع پر آ کر دریافت کرے کہ اس زمانہ میں میں کیا چیز تھا اور کس قدر خمول اور گمنامی کے زاویہ میں پڑا ہوا تھا

براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 59 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 75 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 147 پر درج ہے

حوالہ نمبر 172

ہے کہ تم نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دجّال کہا تھا سو تم اگر اس لفظ سے رجوع نہیں کرو گے تو پندرہ مہینہ میں ہلاک کئے جاؤ گے۔ سو آتھم نے اسی مجلس میں رجوع کیا اور کہا کہ معاذ اللہ میں نے آنجناب کی شان میں ایسا لفظ کوئی نہیں کہا اور دونوں ہاتھ اُٹھائے اور زبان مُنہ سے نکالی اور لرزتے ہوئے زبان سے انکار کیا جس کے نہ صرف مسلمان گواہ بلکہ چالیس سے زیادہ عیسائی بھی گواہ ہونگے۔ پس کیا یہ رجوع نہ تھا؟ اور کیا اُس کا ڈرنا اور میعاد پیشگوئی میں اُس بحث کو بکلّی ترک کر دینا جو ہمیشہ میرے ساتھ کرتا تھا اور نیز شیخ غلام حسن صاحب مرحوم رئیس اعظم امرتسر کے ساتھ بھی اور میاں غلام نبی صاحب برادر میاں اسد اللہ صاحب مرحوم وکیل امرتسر کے ساتھ بھی کیا کرتا تھا۔ کیا یہ دلیل اِس بات کی نہیں ہے کہ وہ ضرور ڈرا۔ اور کیا اسکا امرتسر کو چھوڑنا اور غربت میں خاموش زندگی بسر کرنا اور اکثر روتے رہنا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اُس کا دل ترسان اور لرزان ہؤا۔ اور کیا اُس کا باوجود چار ہزار روپیہ دینے کے قسم نہ کھانا حالانکہ ثابت کر دیا گیا تھا کہ عیسائی مذہب میں جواز قسم ہے اور خود مسیح نے بھی قسم کھائی اور پولوس نے بھی۔ اِس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ ڈر گیا؟ پس کیا اب تک دجّال کہنے کے قول سے اُس کا رجوع ثابت نہیں ہوا؟ اور کون ثابت کر سکتا ہے کہ بعد اسکے اُس نے پیشگوئی کی میعاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجّال کر کے پکارا۔ اور پھر باوجود اِس کے جیسا کہ میری پیشگوئی میں تھا کہ کاذب صادق کی زندگی میں مر جائے گا۔ کیا وہ میری زندگی میں نہیں مرا۔ اگر پیشگوئی سچی نہیں نکلی تو مجھے دکھلاؤ کہ آتھم کہاں ہے۔ اس کی عمر تو میری عمر کے برابر تھی یعنے قریب ۶۴ سال کے۔ اگر شک ہو تو اسکی پنشن کے کاغذات دفتر سرکاری میں دیکھ لو کہ کب اور کس عمر میں اُس نے پنشن پائی۔ پس اگر پیشگوئی صحیح نہیں تھی تو وہ کیوں میرے پہلے مر گیا۔ خدا کی لعنت اُن لوگوں پر جو جھوٹ بولتے ہیں۔ جب انسان حیا کو چھوڑ دیتا ہے تو جو چاہے بکے۔ کون اُس کو روکتا ہے۔

دیکھو لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی تھی اس میں صاف بتلایا گیا تھا کہ وہ چھ برس کے اندر قتل کے ذریعہ سے ہلاک کیا جائیگا اور عید کے دن سے وہ دن ملا ہوا ہوگا۔ وہ کیسی صفائی

اعجاز احمدی صفحہ 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 109 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 147 پر درج ہے۔

اب مختصر کلام یہ ہے کہ علاوہ لنگرخانہ اور میگزین کے جو انگریزی اور اُردو میں نکلتا ہے جس کے لئے اکثر دوستوں نے سرگرمی ظاہر کی ہے ایک مدرسہ بھی قادیان میں کھولا گیا ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہے کہ نوعمر بچے ایک طرف تو تعلیم پاتے ہیں۔ اور دوسری طرف ہمارے سلسلہ کے اصولوں سے واقفیت حاصل کرتے جاتے ہیں۔ اسطرح پر بہت آسانی سے ایک جماعت طیار ہو جاتی ہے۔ بلکہ بسا اوقات اُن کے ماں باپ بھی اس سلسلہ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان دنوں میں ہمارا یہ مدرسہ بڑی مشکلات میں پڑا ہوا ہے۔ اور باوجودیکہ محبی عزیزی اخویم نواب محمد علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ اپنے پاس سے اسّی روپیہ ماہوار اس مدرسہ کی مدد کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی استادوں کی تنخواہیں ماہ بماہ ادا نہیں ہو سکتیں۔ صدہا روپیہ قرضہ سر پر رہتا ہے۔ علاوہ اسکے مدرسہ کے متعلق کئی عمارتیں ضروری ہیں جو اب تک طیار نہیں ہو سکیں۔ یہ غم علاوہ اور غموں کے میری جان کو کھا رہا ہے اس کی بابت میں نے بہت سوچا کہ کیا کروں آخر یہ تدبیر میرے خیال میں آئی کہ میں اسوقت اپنی جماعت کے مخلصوں کو بڑے زور کے ساتھ اس بات کی طرف توجہ دلاؤں کہ وہ اگر اس بات پر قادر ہوں کہ پوری توجہ سے اس مدرسہ کیلئے بھی کوئی ماہانہ چندہ مقرر کریں تو چاہئے کہ ہر یک اُن میں سے ایک مستحکم عہد کے ساتھ کچھ نہ کچھ مقرر کرے جس کیلئے وہ ہرگز تخلف نہ کرے۔ بجز کسی مجبوری کے جو قضاء و قدر سے واقع ہو۔ اور جو صاحب ایسا نہ کر سکیں ان کیلئے بالضرورت یہ تجویز سوچی گئی ہے۔ کہ جو کچھ وہ لنگرخانہ کیلئے بھیجتے ہیں۔ اس کا چہارم حصہ براہ راست مدرسہ کیلئے نواب صاحب موصوف کے نام بھیج دیں۔ لنگرخانہ میں شامل کر کے ہرگز نہ بھیجیں۔ بلکہ علیحدہ منی آرڈر کرا کر بھیجیں۔ اگرچہ لنگرخانہ کا فکر ہر روز مجھے کرنا پڑتا ہے۔ اور اس کا غم براہ راست میری طرف آتا ہے۔ اور میرے اوقات کو مشوش کرتا ہے۔ لیکن یہ غم بھی مجھ سے دیکھا نہیں جاتا۔ اسلئے میں لکھتا ہوں کہ اس سلسلہ کے جوانمرد لوگ جن سے میں ہر طرح امید رکھتا ہوں کہ وہ میری اس التماس کو ردی کی طرح نہ پھینک دیں اور پوری توجہ سے اس پر کاربند ہوں۔ میں اپنے نفس سے کچھ نہیں کہتا بلکہ وہی کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ میرے دل میں ڈالتا ہے۔ میں نے خوب سوچا ہے اور بار بار مطالعہ کیا ہے میری دانست میں اگر یہ مدرسہ قادیان کا قائم رہ جائے تو بڑی برکات کا موجب ہوگا اور اس کے ذریعہ سے ایک فوج نئے تعلیم یافتوں کی ہماری طرف آ سکتی ہے۔ اگرچہ میں یہ بھی جانتا ہوں۔ کہ اکثر طالب علم

تذکرہ الشہادتین صفحہ 79 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 79 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 147 پر درج ہے

۵۸

آگ کو ٹھنڈا کر دینے کی خاصیت اسکے اندر قائم رہے گی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ ایک نہایت ہی لطیف نکتہ ہے جسے نہ سمجھنے کی وجہ سے عیسائی اور ہندو مذہب تباہ ہو گئے اور لاکھوں مسلمان کہلانے والے انسان بھی یہی اسی کا شکار ہو گئے۔

(۴۰۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک پر بعض فقرے کثرت کے ساتھ رہتے تھے مثلاً آپ اپنی گفتگو میں اکثر فرمایا کرتے تھے دست در کار و دل بایار۔ خدا داری چہ غم داری۔ الاعمال بالنیات۔ لما عند اللہ خیر۔ آنکہ شیخ را گفتی کہ اٹھتا نہ زند گئی۔ گرحفظ مراتب نہ کنی زندیقی۔ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ۔ الطریقۃ کلہا ادب۔ ادب تا جیست از لطف الٰہی۔ بنہ بر سر ہر جا کہ خواہی۔

(۴۰۷) بسم اللہ الرحمن۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہیئے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں اور فرماتے تھے کہ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا۔ اسکے ایمان کے متعلق مجھ شبہ ہے۔

(۴۰۸) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک بچہ نے گھر میں ایک چھپکلی ماری اور پھر اسے مذاقاً مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کی چھوٹی اہلیہ پر پھینک دیا جس پر ڈر سے ان کی چیخیں نکل گئیں اور چونکہ مسجد کا قرب تھا ان کی آواز مسجد میں بھی سنائی دی۔ مولوی عبد الکریم صاحب جب گھر آئے تو انہوں نے غیرت کے جوش میں اپنی بیوی کو بہت کچھ سخت سست کہا حتیٰ کہ ان کی غصہ کی آواز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نیچے اپنے مکان میں بھی سن لی۔ چنانچہ اس واقعہ کے متعلق اسی شب حضرت صاحب کو یہ الہام ہوا کہ یہ طریق اچھا نہیں۔ اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبد الکریم کو۔ لطیفہ یہ ہوا کہ صبح مولوی صاحب مرحوم تو اپنی اس بات پر شرمندہ تھے۔ اور لوگ انہیں مبارکبادیں دے رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام مسلمانوں کا لیڈر رکھا ہے۔

(۴۰۹) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک شہادت کے لئے ملتان تشریف لے گئے تو رستہ میں

سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 78 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 147 پر درج ہے

وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝

اور انسان کہہ اُٹھے گا کہ اسے کیا ہو گیا ہے ۴ ۔ اُس دن وہ اپنی (ساری پوشیدہ) خبریں بیان کر دیگی ۵

۴ تفسیر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے زمین اپنے اَثْقَال کو نکال باہر کرے گی یہاں تک کہ ان سب چیزوں کو دیکھکر انسان حیرت سے کہہ اُٹھے گا کہ مَا لَهَا۔ اسے کیا ہو گیا ہے اس دنیا میں کیا کچھ راز پوشیدہ تھے جو ظاہر ہو رہے ہیں اور کیا کیا چیزیں مخفی تھیں جن کو زمین اُگل رہی ہے۔

دوسرے معنے یہ ہو سکتے ہیں کہ اَلْاِنْسَانُ سے ہر انسان مراد نہ ہو بلکہ کامل انسان مراد ہو۔ اس صورت میں آیت کا یہ مفہوم ہوگا کہ کامل انسان دنیا کی عُریانی اور لامذہبیت کی حالت دیکھ کر کہے گا کہ اِس دنیا کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ سے اِس قدر دُور چلی گئی ہے۔

۵ تفسیر۔ یہ نیا مضمون بھی ہو سکتا ہے اور اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا کی تشریح بھی ہو سکتا ہے۔ نئے مضمون کے لحاظ سے میرے نزدیک اس کے یہ معنے ہیں کہ پیدائش زمین کے بارہ میں اس سے پہلے دنیا کو ایک مجمل اور ناقص علم حاصل ہوگا مگر فرماتا ہے اُس زمانہ میں علم سائنس جیالوجی کی شکل میں اس قدر ترقی کر جائے گا کہ زمین کی بناوٹ اور شعاعوں اور مٹی وغیرہ کے ذریعہ سے زمین کی پیدائش کے مسئلہ پر بہت کچھ روشنی پڑنے لگے گی گویا اَخْبَارَهَا سے مراد یہ ہے کہ زمین اپنی حقیقت اور کیفیت پیدائش کے بارہ میں بہت کچھ باتیں بتانے لگ جائے گی۔ یہ اس لئے فرمایا کہ علم جیالوجی کا بڑا مدار خود مٹی کی ماہیت اور اُس کے رنگوں اور اُس کی تہوں پر ہے۔ یہ نہیں کہ کسی اور ذریعہ سے وہ اِن معلومات کو حاصل کرتے ہیں بلکہ علم جیالوجی کے ماہر یہی مٹی کا رنگ دیکھ کر بتا دیتے ہیں کہ اِس اِس قسم کے تغیرات زمین پر گذرے ہیں اُس کی تہوں سے اندازہ لگا کر بتا دیتے ہیں کہ اِس تہہ پر یہ شکل ہے اور اُس تہہ پر یہ شکل ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے فلاں تغیر واقعہ ہُوا اور پھر فلاں تغیر پیدا ہُوا۔ اسی طرح مٹیوں کے رنگوں اور اُن کی بُوؤں سے اب کانوں وغیرہ کے پتہ لگنے کا علم نکل آیا ہے۔ اس علم کے ماہر انجینئر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے جاتے ہیں اور پتھروں کو اٹھا اٹھا کر دیکھتے یا زمین کو سونگھتے ہیں اور بتاتے جاتے ہیں کہ یہاں فلاں قسم کی کانیں دفن ہیں۔ اسی طرح بجلی کی رَو کے ذریعہ سے کانوں کی اقسام اور اُن کی گہرائیوں کا پتہ لیا جاتا ہے۔ یہ پتہ لگایا جاتا ہے کہ زمین میں کس چیز کی کان ہے۔ لوہے کی ہے یا پیتل کی ہے۔ اور پھر یہ پتہ لگایا جاتا ہے کہ وہ سو گز نیچے ہے یا دو سو گز نیچے ہے یا چار سو گز نیچے ہے۔

غرض اس ذریعہ سے زمین اپنی خبریں بتا رہی ہے۔ وہ زمین جو پہلے گونگی تھی اب کلام کرنے لگ گئی ہے۔ عام لوگ گذرتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ زمین خاموش ہے وہ کچھ کہہ نہیں رہی۔ لیکن ایک انجنیئر گذرتا ہے تو وہ سُنتا ہے کہ زمین اُسے یہ کہہ رہی ہوتی ہے کہ میرے نیچے مٹی کا تیل ہے اور وہ یہ کہہ رہی ہوتی ہے کہ وہ اتنے گز نیچے ہے یا یہ بتا رہی ہوتی ہے میرے نیچے سونے کی کان ہے اور یہ بھی بتا رہی ہوتی ہے کہ وہ سونے کی کان اتنی دُور ہے یا یہ بتا رہی ہوتی ہے کہ میرے نیچے پتھر کا کوئلہ ہے اور یہ بھی بتا رہی ہوتی ہے کہ وہ پتھر کا کوئلہ اتنی دُور ہے۔ اسی طرح بتا رہی ہوتی ہے کہ میرے نیچے یورینیم یا پلاٹینم یا فلاں دھات ہے اور یہ بھی بتا رہی ہوتی ہے کہ یہ دھاتیں اتنی گہرائیوں پر ہیں۔

[اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا کے نیچے جو یہ معنے بتائے گئے تھے کہ لوگ اپنے گندے خیالات بیان کرنے لگ جائیں گے۔ اُن کے لحاظ سے اس آیت کے یہ معنے بھی چسپاں ہو سکتے ہیں] کہ نہ صرف لوگوں کے دبے ہوئے خیالات اُس زمانہ میں ظاہر ہونے لگ جائیں گے بلکہ اہلِ زمین اپنے اُن عیوب کی علم تشریح کرنے میں لذت محسوس کریں گے یا دوسروں کے عیوب شائع کرنے میں

تفسیر کبیر از مرزا بشیر الدین محمود جلد نمبر 9 صفحہ 416، 418

یہ حوالہ صفحہ 148 پر درج ہے

بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ؕ

اِس لئے کہ تیرے ربّ نے اس (زمین) کے حق میں وحی کر چھوڑی ہے ۵۶

دیکھا گیا ہم حیران ہیں کہ وہ وہاں کیسے گئے؟ اور کیسے اُنکی گاڑی اُس دروازہ پر کھڑی دیکھی گئی؟ میں سمجھتا ہوں حدیث میں اِسی طرف اشارہ ہے مفسّرین نے اسے غلطی سے قیامت پر چسپاں کر دیا ہے حالانکہ قیامت کے ذکر میں قرآن کریم میں یہ کہیں بیان نہیں کیا گیا کہ اُس روز زمین بھی کلام کرے گی۔ یہ تو آتا ہے کہ ہاتھ بولیں گے یا پاؤں بولیں گے اور وہ انسان کے خلاف شہادت دیں گے مگر یہ کہیں ذکر نہیں آتا کہ اُس روز زمین بھی بولے گی لیکن مسیح موعودؑ کے زمانہ کے متعلق بالوضاحت احادیث میں ذکر آتا ہے کہ اُس وقت زمین کلام کرے گی چنانچہ اَوْحٰی
حدیث میں آتا ہے مسیح موعودؑ کے زمانہ میں وہ پتھر جس کے پیچھے کافر چھپا ہوا ہوگا بول اُٹھے گا اور کہے گا اے نبی اللہ یہ کافر چھپا ہوا ہے۔ غرض زمین کے بولنے کا حدیثوں میں جہاں بھی ذکر آتا ہے مسیح موعودؑ کے زمانہ کے متعلق ہے اور قرآن کریم میں جہاں قیامت کے دن شہادت دینے کا ذکر آتا ہے وہاں ہاتھوں اور پاؤں کے بولنے کا تو ذکر آتا ہے مگر زمین کا نہیں۔ اِس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت موجودہ زمانہ کے متعلق ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی خبر دی گئی ہے کہ لوگ اپنے گند اخباروں میں ظاہر کریں گے۔ کتابوں اور ڈائریوں میں اُن کو شائع کریں گے اور خوش ہوں گے کہ انہوں نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے گویا جن امور کو لوگ پہلے چھپایا کرتے تھے اُن کو مزے لے لے کر بیان کریں گے اور شرم و حیا کا مفہوم اُس زمانہ میں بالکل بدل جائے گا چنانچہ یہ اخبار ہر ایک مرد اور عورت کے پیچھے آدمی لگاتے ہیں اور اُن کے مخفی حالات اخباروں میں چھاپتے اور اُن کی بکری سے لاکھوں روپے کماتے ہیں۔ بعض ادنیٰ اخبار بلیک میلنگ سے روپے کماتے ہیں۔ اِسی طرح عورتیں۔ شریف کہلانے والی عورتیں بڑے بڑے معزز اور باررسوخ خاندانوں کی عورتیں ڈائریاں لکھتی ہیں جن میں نہایت بے حیائی سے اپنی کرتوتیں بیان کرتی ہیں اور پھر وہ ڈائریاں ہزاروں کی تعداد میں چھپتی اور لوگوں کے مطالعہ میں آتی ہیں۔ غرض ایک اندھیر ہے جو مچ رہا ہے اور ایک زلزلۂ عظیمہ ہے جو دنیا پر آیا ہوا ہے۔ گذشتہ تاریخ پر غور کر کے دیکھ لو اس کی نظیر پہلے کسی زمانہ میں نہیں ملے گی۔ یہی وہ زمانہ ہے جس میں یہ زلزلۂ عظیمہ آیا اور جس میں اللہ تعالیٰ کی یہ پیشگوئی بڑی شان سے پوری ہوئی کہ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ؕ

۵۶ **حل لغات**۔ اَوْحٰى اِلَيْهِ اِيْحَاءً کے معنے ہوتے ہیں بَعَثَهٗ۔ اُس کو کسی مقصد کے لئے کھڑا کیا اور اَوْحٰى بِكَذَا کے معنے ہیں اَلْهَمَهٗ بِهٖ کسی کے دل میں کوئی بات ڈالی۔ اور وَحٰى بھی انہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے چنانچہ وَحٰى اِلَيْهِ (يَحِيْ وَحْيًا) کے معنے ہیں اَشَارَ اُس نے اشارہ کیا۔ اَرْسَلَ اِلَيْهِ رَسُوْلًا اُس کی طرف پیغامبر بھیجا۔ اور وَحَى اللّٰهُ فِيْ قَلْبِهٖ کے معنے بھی اَلْهَمَهٗ کے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے اُس کے دل میں فلاں بات ڈالی۔ اور اَوْحٰى اِلٰى فُلَانٍ اَلْكَلَامَ کے معنے ہیں كَلَّمَهٗ خَفِيًّا اُس کے ساتھ دوسروں سے علیحدہ ہو کر مخفی رنگ میں بات کی۔ وَفِي الْاَسَاسِ وَحَيْتُ اِلَيْهِ وَاَوْحَيْتُ اِذَا كَلَّمْتَهٗ بِمَا تُخْفِيْهِ عَنْ غَيْرِهٖ۔ زمخشری کی کتاب اساس میں لکھا ہے کہ وَحَيْتُ اِلَيْهِ یا اَوْحَيْتُ اِلَيْهِ اُس وقت بولتے ہیں جب تم کسی سے کوئی ایسی بات کرو جو تم دوسروں سے چھپانا چاہتے ہو۔ وَفِي الْمِصْبَاحِ وَبَعْضُ الْعَرَبِ يَقُوْلُ وَحَيْتُ اِلَيْهِ وَوَحَيْتُ لَهٗ وَاَوْحَيْتُ اِلَيْهِ وَاَوْحَيْتُ لَهٗ۔ اور مصباح میں لکھا ہے کہ بعض عرب صرف وَحَيْتُ اِلَيْهِ اور اَوْحَيْتُ اِلَيْهِ ہی استعمال نہیں کرتے بلکہ وَحَيْتُ لَهٗ اور اَوْحَيْتُ لَهٗ بھی استعمال کرتے

تفسیر کبیر از مرزا بشیر الدین محمود جلد نمبر 9 صفحہ 418،416	یہ حوالہ صفحہ 148 پر درج۔

۱۰۶ تو مناسب تھا کہ وہ اس بحث میں اپنے تئیں نہ ڈالتے اور چپ ہی رہتے اور خواہ نخواہ اپنے موجودہ وید کی پردہ دری نہ کراتے۔ جو کچھ وید نے اپنا فلسفہ اور علم طبعی ظاہر کیا ہے وہ یہی ہے کہ ہندوؤں کے پرمیشر کو ایک انسان کا فرزند قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اِندر آریوں کا پرمیشر کُشلیا کا بیٹا ہے۔ اور نیز یہ کہ عناصر اور اجرام سماویہ سب پرمیشر ہی ہیں اور نیز وہ تعلیم دیتا ہے کہ ان تمام چیزوں سے مرادیں مانگی جائیں اور نیز یہ تعلیم جو نہایت گندی اور قابل شرم تعلیم ہے یعنے یہ کہ پرمیشر ناف سے دس انگل نیچے ہے (سمجھنے والے سمجھ لیں) ہم یہ نہیں کہتے کہ کسی پہلے زمانہ میں بھی وید تھا۔ بلکہ ہماری رائے یہ ہے کہ یہ ایک محرّف مبدّل کتاب ہے کچھ تو باعتبار الفاظ کے اور کچھ باعتبار معنوں کے۔ اور ہمارے نزدیک ممکن اور اغلب ہے کہ کوئی اصل کتاب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگی پھر کچھ کم کی گئی ہے اور کچھ زیادہ کی گئی۔ اور صورت بدلائی گئی ہے اور موجودہ وید بلاشبہ ایک گمراہ کرنیوالی کتاب ہے۔ جس میں پرمیشر کا بھی پتہ نہیں لگتا اور اس قدر مخلوق چیزوں کی اس میں پرستش کی تعلیم ہے کہ گویا وہ مخلوق پرستی کی ایک دوکان ہے پس جس جگہ ہم وید پر کوئی حملہ کرتے ہیں یا اسکی تکذیب کے دلائل پیش کرتے ہیں اُس جگہ یہی موجودہ وید مراد ہے جو سراسر محرّف مبدّل ہے نہ وہ اصل وید جو کسی زمانہ میں خدا کی طرف سے آیا تھا اور ہم خدا کی تمام کتابوں پر ایمان لاتے ہیں اور ایسا ہی اُس وید پر جو کسی زمانہ میں ملک ہند کے کسی نبی پر نازل ہوا ہوگا مگر موجودہ وید کی نسبت ہم اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتے کہ جس قدر گندے فرقے مخلوق پرستوں کے اس ملک میں پھیلے ہوئے ہیں یہ سب وید کی ہی مہربانی ہے اور انسانی پاکیزگی کی نسبت جو کچھ وید نے سکھایا ہے اس کا عمدہ نمونہ نیوگ ہے۔ یہ نیوگ کی ہی پاک کارروائیوں میں سے ہے کہ آریہ قوم میں اس بات کا ثبوت ملنا مشکل ہے کہ کون آریہ صاحب اصل باپ کے نطفہ میں سے ہے۔ اور کون آریہ

چشمہ معرفت صفحہ 106 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 114 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 148 پر درج ہے

۳۱

ایک[1] معترض آریہ کے گھر میں اولاد نہیں ہوتی دوسری شادی کر نہیں سکتا کہ وید کی رو سے حرام ہے آخر نیوگ کی ٹھہرتی ہے یار دوست مشورہ دیتے ہیں کہ لالہ صاحب نیوگ کرالے اولاد بہت ہو جائیگی ایک بول اُٹھتا ہے کہ مہر سنگھ جو اسی محلہ میں رہتا ہے اس کام کے بہت لائق ہے لالہ بہاری لال نے اُس سے نیوگ کرایا تھا لڑکا پیدا ہو گیا یہ لالہ لڑکا پیدا ہونے کا نام سُنکر باغ باغ ہو گیا۔ بولا مہاراج آپ ہی نے سب کام کرنے ہیں میں تو مہر سنگھ کا واقف بھی نہیں۔ مہاراج شریر النفس بولے کہ ہاں ہم سمجھا دیں گے رات کو آجائے گا۔ مہر سنگھ کو خبر دی گئی وہ محلہ میں ایک مشہور قمار باز اول نمبر کا بدمعاش اور ترامکار تھا سنتے ہی بہت خوش ہو گیا اور انہیں کاموں کو وہ چاہتا تھا پھر اس سے زیادہ اُس کو کیا چاہیئے تھا۔ ایک نوجوان عورت اور پھر خوبصورت شام ہوتے ہی آموجود ہوا۔ لالہ صاحب نے پہلے ہی دلالہ عورتوں کی طرح ایک کوٹھری میں نرم بستر بچھا رکھا تھا اور کچھ دودھ اور حلوا بھی دو برتنوں میں سرہانے کی طاق میں رکھوا دیا تھا تا اگر بیچارا کو ضعف ہو تو کھا پی لیوے پھر کیا تھا آتے ہی بیرج دانکے نے لالہ ردتیش کے نام و ناموس کا شیشہ توڑ دیا اور وہ بدبخت عورت تمام رات اُس سے منہ کالا کراتی رہی اور اس پلید نے جو شہوت کا ملا تھا نہایت ناکل شرم اس عورت سے حرکتیں کیں اور لالہ باہر کے دالان میں سوئے اور تمام رات اپنے کانوں سے بیحیائی ۳۲
کی باتیں سنتے رہے بلکہ تختوں کی دراڑوں سے مشاہدہ بھی کرتے رہے۔ صبح وہ خبیث اچھی طرح لالہ کی ناک کاٹ کر کوٹھری سے باہر نکلا لالہ تو منتظر ہی تھے دیکھ کر اُس کی طرف دوڑے اور بڑے ادب سے اس پلید بدمعاش کو کہا سردار صاحب رات کیا کیفیت گذری اُس نے مسکرا کر مبارک باد دی اور اشاروں میں جتا دیا کہ حمل ٹھہر گیا لالہ ردتیش سُنکر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ مجھے تو اُسی دن سے آپ پر یقین ہو گیا تھا جبکہ میں نے بہاری لال کے گھر کی کیفیت سُنی تھی اور پھر کہا وید حقیقت میں ودّیا سے بھرا ہوا ہے کیا عمدہ تدبیر لکھی ہے جو خطا نہ گئی۔ مہر سنگھ نے کہا کہ ہاں لالہ صاحب سب سچ ہے کیا وید کی آگیا کبھی خطا بھی جاتی ہے میں تو انہی باتوں کے خیال سے وید کو ست ودّیاؤں کا پستک مانتا ہوں۔ اور در اصل مہر سنگھ ایک شہوت پرست آدمی تھا۔ اُس کو کسی وید شاستر اور شُرتی شلوک کی پروا نہ تھی اور نہ اُن

[1] نوٹ یہ قصہ جو ہم نے لکھا ہے فرضی نہیں مگر ہم نہیں چاہتے کہ کسی کی پردہ دری کریں اس لئے ہم نے ناموں کو کسی قدر بدل کر لکھ دیا ہے۔ منہ

آریہ دھرم صفحہ 31 تا 34 مندرجہ ذیل روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 31 تا 34 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 149 پر درج ہے

۳۴

پر کچھ اعتقاد رکھتا تھا اُس نے صرف لالہ دیوث کی حماقت کی باتیں سنکر اُس کے خوش کرنے کے لئے ہاں
میں ہاں ملا دی مگر اپنے دل میں بہت ہنسا کہ اس دیوث کی پتّر لینے کے لئے کہاں تک نوبت پہنچ گئی
پھر اس کے بعد مہر سنگھ تو رخصت ہوا اور لالہ گھر کی طرف خوش خوش آیا اور اُسے یقین تھا کہ اُس کی
استری رام دئی بہت ہی خوشی کی حالت میں ہوگی کیونکہ مراد پوری ہوئی۔ لیکن اُس نے اپنے گمان کے
برخلاف اپنی عورت کو روتے پایا اور اس کو دیکھ کر تو وہ بہت ہی روئی یہانتک کہ چیخیں نکل گئیں۔
اور ہچکی آنی شروع ہوئی۔ لالہ نے حیران سا ہو کر اپنی عورت کو کہا کہ " ہے بھاگوان آج تو خوشی کا دن
ہے کہ دل کی مرادیں پوری ہوئیں اور بیج ٹھہر گیا پھر تو روتی کیوں ہے؟ وہ بولی میں کیوں نہ رووں تو نے
سارے کنبے میں میری مٹی پلید کی اور اپنی ناک کاٹ ڈالی اور ساتھ ہی میری بھی اس سے بہتر تھا کہ
میں پہلے ہی مرجاتی۔ لالہ دیوث بولا کہ یہ سب کچھ ہوا مگر اب بچہ ہونے کی بھی کس قدر خوشی ہوگی وہ
خوشیاں بھی تو تو ہی کرے گی مگر رام دئی شاید کوئی نیک اصل کی تھی اُس نے تُرت جواب دیا کہ حرام
کے بچہ پر کوئی حرام کا ہی ہو تو خوشی مناوے لالہ تیز ہو کر بولا کہ ہے کیا کہدیا یہ تو وید آگیا ہے
عورت کو یہ بات سُن کر آگ لگ گئی بولی میں نہیں سمجھ سکتی کہ یہ کیسا وید ہے جو بدکاری سکھلاتا اور زنا
کاری کی تعلیم دیتا ہے یُوں تو دُنیا کے مذاہب ہزاروں باتوں میں اختلاف رکھتے ہیں مگر کبھی نہیں سُنا
صفحہ ۳۴ کہ کسی مذہب نے وید کے سوا یہ تعلیم بھی دی ہو کہ اپنی پاک دامن عورتوں کو دوسروں سے ہمبستر کراؤ۔ آخر
مذہب پاکیزگی سکھلانے کے لئے ہوتا ہے نہ بدکاری اور حرامکاری میں ترقی دینے کے لئے۔ جب
رام دئی یہ سب باتیں کہہ چکی تو لالہ نے کہا کہ چُپ رہو اب جو ہوا سو ہوا۔ ایسا نہ ہو کہ شریک سُنیں اور
میرا ناک کاٹیں۔ رام دئی نے کہا کہ اے بیحیا کیا ابھی تک تیرا ناک تیرے مُنہ پر باقی ہے ساری رات
تیرے شریک نے جو تیرا ہمسایہ اور تیرا پکا دشمن ہے تیری سہروں کی بیاہتا اور عزت کے خاندان والی
سے تیرے ہی بستر پر چڑھ کر تیرے ہی گھر میں خرابی کی اور ہر یک ناپاک حرکت کے وقت جتا بھی دیا کہ
میں نے خوب بدلا لیا۔ سو کیا اس بے غیرتی کے بعد بھی تو جیتا ہے۔ کاش تو اس سے پہلے ہی مرا ہوتا۔
اب وہ شریک اور پھر دشمن باتیں بنانے اور ٹھٹھا کرنے سے کب باز رہے گا بلکہ وہ تو کہہ گیا ہے

آریہ دھرم صفحہ 31 تا 34 مندرجہ ذیل روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 31 تا 34 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 149 پر درج ہے

کہ میں اس فتح عظیم کو چھپا نہیں سکتا کہ جو آج وساوائل کے مقابل پر مجھے حاصل ہوئی۔ میں ضرور رام دئی کا سارا نقشہ محلہ کے لوگوں پر ظاہر کروں گا سو یاد رکھ کہ وہ ہر یک مجلس میں تیرا ناک کاٹے گا اور ہر یک لڑائی میں یہ قصہ تجھے جتائے گا اور اُس سے کچھ تعجب نہیں کہ وہ دعوے کر دے کہ رام دئی میری ہی عورت ہے کیونکہ وہ اشارہ سے یہ کہہ بھی گیا ہے کہ آئندہ بھی میں تجھے کبھی نہیں چھوڑونگا لالہ دیوٹ نے کہا کہ نکاح کا دعویٰ ثابت ہونا تو مشکل ہے البتہ یارانہ کا اظہار کرے تو کرے تاہماری اور بھی رسوائی ہو بہتر تو یہ ہے کہ ہم دیش ہی چھوڑ دیں۔ بیٹا ہونے کا خیال تھا وہ تو ایشر نے دے ہی دیا بیٹے کا نام شنکر عورت زہر خندہ ہنسی اور کہا کہ تجھے کس طرح اور کیونکر یقین ہوا کہ ضرور بیٹا ہوگا اول تو بیٹ ہونے میں ہی شک ہے اور پھر اگر ہو بھی تو اس بات پر کوئی دلیل نہیں کہ لڑکا ہی ہوگا کیا بیٹا ہونا کسی کے اختیار میں رکھا ہے کیا ممکن نہیں کہ حمل ہی خطا جائے یا لڑکی پیدا ہو لالہ دیوٹ بولے کہ اگر حمل خطا گیا تو میں کھڑک سنگھ کو جو اسی محلہ میں رہتا ہے نیوگ کے لئے بلا لاؤں گا عورت نہایت غصہ سے بولی کہ اگر کھڑک سنگھ بھی کچھ نہ کر سکا تو پھر کیا کریگا لالہ بولا کہ تو جانتی ہے کہ نرائن سنگھ بھی ان دونوں سے کم نہیں اس کو بلا لاؤں گا پھر اگر ضرورت پڑی تو جیمل سنگھ۔ لہنا سنگھ۔ بوڑ سنگھ۔ جیون سنگھ صوبا سنگھ۔ خزان سنگھ۔ ارجن سنگھ۔ رام سنگھ۔ کشن سنگھ۔ دیال سنگھ سب اسی محلہ میں رہتے ہیں اور زور اور قوت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں میرے کہنے پر سب حاضر ہو سکتے ہیں عورت بولی کہ میں اس سے بہتر تجھے صلاح دیتی ہوں کہ مجھے بازار میں ہی بٹھا دے تب دن میں کیا ہزاروں لاکھوں آ سکتے ہیں منہ کالا جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا مگر یاد رکھ کہ بیٹا ہونا پھر بھی اپنے بس میں نہیں اور اگر ہوا بھی تو تجھے اُس سے کیا جس کا وہ نطفہ ہے آخر وہ اُسی کا ہوگا اور اُسی کی خو بو لائے گا کیونکہ درحقیقت وہ اُسی کا بیٹا ہے اس کے بعد رام دئی نے کچھ سوچ کر پھر رونا شروع کیا اور دُور دُور تک آواز گئی اور آواز سُن کر ایک پنڈت نہال چند نام دوڑا آیا اور آتے ہی کہا کہ لالہ شکر تو ہے یہ کیسی رونے کی آواز آئی۔ لالہ ناک کٹا چاہتا تو نہیں تھا کہ نہال چند کے آگے قصہ بیان کرے مگر اس خوف سے کہ رام دئی اس وقت غصہ میں ہے اگر میں بیان نہ کروں تو وہ ضرور بیان کر دے گی کچھ کھسیانا سا ہو کر زبان دبا کر

کہنے لگا کہ مہاراج آپ جانتے ہیں کہ وید میں وقت ضرورت نیوگ کیلئے آگیا ہے۔ سو میں نے بہت دنوں سوچ کر رات کو نیوگ کرلیا تھا مجھ سے یہ غلطی ہوئی کہ میں نے نیوگ کے لئے مہر سنگھ کو بُلا لیا پیچھے معلوم ہوا کہ وہ میرے دشمن کرم سنگھ کا بیٹا اور نہایت شریر آدمی ہے وہ مجھے اور میری استری کو ضرور خراب کریگا اور وہ وعدہ کر گیا ہے کہ میں یہ ساری کیفیت خوب شایع کروں گا نہال چند بولا کہ درحقیقت بڑی غلطی ہوئی اور پھر بولا کہ وساوامل تیری سمجھ پر نہایت ہی افسوس ہے کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ نیوگ کے لئے پہلا حق برہمنوں کا ہے اور غالباً یہ بھی تجھ پر پوشیدہ نہیں ہوگا کہ اس محلہ کی تمام کھترانی عورتیں مجھ سے ہی نیوگ کراتی ہیں اور میں دن رات اسی سیوا میں لگا ہوا ہوں پھر اگر تجھے نیوگ کی ضرورت تھی تو مجھے بُلا لیا ہوتا سب کام پردہ ہو جاتا اور کوئی بات نہ نکلتی اس محلہ میں ابتک تین ہزار کے قریب ہندو عورتوں نے نیوگ کرایا ہے مگر کیا کبھی تم نے اس کا ذکر بھی سُنا یہ پردہ کی باتیں ہیں سب کچھ ہوتا ہے پھر ذکر نہیں کیا جاتا لیکن مہر سنگھ تو ایسا نہیں کریگا ذرہ دو چار گھنٹوں تک دیکھنا کہ سارے شہر میں رام دئی کے نیوگ کا شور و غوغا ہوگا۔ لالہ دیوٹ بولا کہ درحقیقت مجھ سے سخت غلطی ہوئی اب کیا کروں۔ اس وقت شریر پنڈت نے جو باعث نہ ہونے رسم پردہ کے رام دئی کو دیکھ چکا تھا کہ جوان اور خوش شکل ہے نہایت بیحیائی کا جواب دیا کہ اگر اسی وقت رام دئی مجھ سے نیوگ کرے تو میں ذمہ وار ہوتا ہوں کہ مہر سنگھ کے فتنہ کو میں سنبھال لوں گا اور پہلا عمل ایک شکی بات ہے اب بہر حال یقینی ہو جائے گا تب وساوامل دیوٹ تو اس بات پر بھی راضی ہو گیا مگر رام دئی نے سُنکر سخت گالیاں اُس کو نکالیں تب وساوامل نے پنڈت کو کہا کہ مہاراج اس کا یہی حال ہے ہرگز نیوگ کرنا نہیں چاہتی پہلے بھی مشکل سے کرلیا تھا جس کو یاد کرکے ابتک رو رہی ہے کہ میرا منہ کالا کیا اسی سے تو اس نے چیخیں ماری تھیں جن کو آپ سُنکر ۳۵ دوڑے گئے تب وہ شہوت پرست پنڈت وساوامل کی یہ بات سُن کر رام دئی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا نہیں بھاگوان نیوگ کو بُرا نہیں ماننا چاہیئے یہ وید آگیا ہے مسلمان بھی تو عورتوں کو طلاق دیتے ہیں اور وہ عورتیں کسی دوسرے سے نکاح کرلیتی ہیں سو جیسے طلاق جیسے نیوگ بات ایک ہی ہے

آریہ دھرم صفحہ 31 تا 34 مندرجہ ذیل روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 31 تا 34 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 149 پر درج ہے

۱۸۹۸ء

(الف) "وَ اَوْحٰی اِلَیَّ رَبِّیْ وَ وَعَدَنِیْ اَنَّہٗ سَیَنْصُرُنِیْ حَتّٰی یَبْلُغَ اَمْرِیْ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَھَا۔ وَ تَتَمَوَّجُ بُحُوْرُ الْحَقِّ حَتّٰی یُعْجِبَ النَّاسَ حُبَابُ غَوَارِبِھَا۔"[1] (نجم الہدیٰ صفحہ ۶۷۔ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۰۸)

(ب) حضرت اقدس امام الزمان سلمہ الرحمٰن کو اللہ کریم نے وعدہ دیا ہے کہ

مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا

میں[2] دیکھتا ہوں کہ اس مقدس الہام کے پورا ہونے کی بہت سی صورتیں نکلتی آتی ہیں۔"

(الحکم جلد ۲ نمبر ۵، ۶ مورخہ ۲۷ مارچ و ۲ اپریل ۱۸۹۸ء صفحہ ۱۳)

و

(الحکم جلد ۲ نمبر ۲۴، ۲۵ مورخہ ۲۰، ۲۷ اگست ۱۸۹۸ء صفحہ ۱۴)

۱۲ جنوری ۱۸۹۸ء

"مَیں نے تہجد میں اس[3] کے متعلق دعا کی تو الہام ہوا:۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

اب خیال ہوتا ہے کہ وہ الہام جو[4] ہوا تھا کہ

کون کہہ سکتا ہے، اے بجلی! آسمان سے مت گر

شاید اسی سے متعلق ہو۔"

(الحکم جلد ۵ نمبر ۲۷ مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۱ء صفحہ ۱)

---

[1] (ترجمہ از مرتب) میرے رب نے میری طرف وحی بھیجی اور وعدہ فرمایا کہ وہ مجھے مدد دے گا یہاں تک کہ میرا کلام مشرق و مغرب میں پہنچ جائے گا اور راستی کے دریا موج میں آئیں گے یہاں تک کہ اس کی موجوں کے حباب لوگوں کو تعجب میں ڈالیں گے۔

[2] یعنی ایڈیٹر الحکم۔ (مرتب)

[3] یعنی طاعون کے متعلق۔ (مرتب)

[4] نواب محمد علی خان صاحب آف مالیر کوٹلہ کی ڈائری سے معلوم ہوتا ہے کہ اس الہام کے نزول کی تاریخ ۴ جنوری ہے۔ دیکھئے اصحاب احمد جلد ۲ صفحہ ۵۲۵ (مرتب)

تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 260 طبع چہارم از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 152 پر درج ہے

مثلاً دانت توڑ دے۔ یا آنکھ پھوڑ دے تو اس کی سزا اسی قدر بدی ہے جو اس نے کی۔ لیکن اگر تم ایسی صورت میں گناہ معاف کر دو۔ کہ اس معافی کا کوئی نیک نتیجہ پیدا ہو۔ اور اس سے کوئی اصلاح ہو سکے۔ یعنی مثلاً مجرم آئندہ اس عادت سے باز آجائے۔ تو اس صورت میں معاف کرنا ہی بہتر ہے۔ اور اس معاف کرنے کا خدا سے اجر ملے گا۔

اب دیکھو۔ اس آیت میں دونوں پہلو کی رعایت رکھی گئی ہے اور عفو اور انتقام کو مصلحتِ وقت سے وابستہ کر دیا گیا ہے۔ سو یہی حکیمانہ مسلک ہے۔ جس پر نظام عالم کا چل رہا ہے۔ رعایت محل اور وقت سے گرم اور سرد دونوں کا استعمال کرنا یہی عقلمندی ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ ہم ایک ہی قسم کی غذا پر ہمیشہ زور نہیں ڈال سکتے۔ بلکہ حسب موقعہ گرم اور سرد غذائیں بدلتے رہتے ہیں۔ اور جاڑے اور گرمی کے وقتوں میں کپڑے بھی مناسب حال بدلتے رہتے ہیں۔ پس اسی طرح ہماری اخلاقی حالت بھی حسب موقع تبدیلی کو چاہتی ہے۔ ایک وقت رعب دِکھلانے کا مقام ہوتا ہے۔ وہاں نرمی اور درگذر سے کام بگڑتا ہے۔ اور دوسرے وقت نرمی اور تواضع کا موقع ہوتا ہے۔ اور وہاں رعب دکھلانا سفلہ پن سمجھا جاتا ہے۔ غرض ہر ایک وقت اور ہر ایک مقام ایک بات کو چاہتا ہے۔ پس جو شخص رعایت مصالح اوقات نہیں کرتا وہ حیوان ہے۔ نہ انسان۔ اور وہ وحشی ہے نہ مہذب۔

اب ہم آریہ مذہب میں کلام کرتے ہیں۔ کہ اُس میں انسانی پاکیزگی اور انسانی نیک چلنی کیلئے کیا تعلیم ہے۔ پس واضح ہو۔ کہ آریہ سماج کے اصولوں میں سے نہایت قبیح اور قابل شرم نیوگ کا مسئلہ ہے۔ جس کو پنڈت دیانند صاحب نے بڑی جرأت کے ساتھ اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں درج کیا ہے۔ اور وید کی قابل فخر تعلیم اس کو ٹھہرایا ہے۔ اور اگر وہ اس مسئلہ کو صرف بیوہ عورتوں تک محدود رکھتے۔ تب بھی ہمیں کچھ غرض نہیں تھی کہ ہم اس میں کلام کرتے۔ مگر انہوں نے تو اس اصول، انسانی فطرت کے دشمن کو،

یہ حوالہ صفحہ 153 پر درج ہے	نسیم دعوت صفحہ 78 تا 80 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 438 تا 440 از مرزا قادیانی

حوالہ نمبر 179

انتہا تک پہنچا دیا۔ اور حیا اور شرم کے جامہ سے بالکل علیحدہ ہو کر یہ بھی لکھ دیا کہ ایک عورت جو خاوند زندہ رکھتی ہے۔ اور وہ کسی بدنی عارضہ کی وجہ سے اولاد نرینہ پیدا نہیں کر سکتا۔ مثلاً لڑکیاں ہی پیدا ہوتی ہیں۔ یا بباعث رقت منی کے اولاد ہی نہیں ہوتی۔ یا وہ شخص گو جماع پر قادر ہے۔ مگر بانجھ عورتوں کی طرح ہے۔ یا کسی اور سبب سے اولاد نرینہ ہونے میں توقف ہو گئی ہے۔ تو ان تمام صورتوں میں اس کو چاہیئے۔ کہ اپنی عورت کو کسی دوسرے سے ہم بستر کرا دے۔ اور اسی طرح پر وہ غیر کے نطفہ سے گیارہ* بچے حاصل کر سکتا ہے گویا قریباً بیس برس تک اس کی عورت دوسرے سے ہم بستر ہوتی رہیگی۔ جیسا کہ ہم نے مفصل کتاب کے حوالہ سے یہ تمام ذکر اپنے رسالہ آریہ دھرم میں کر دیا ہے اور حیا مانع ہے کہ ہم اس جگہ وہ تمام تفصیلیں لکھیں۔ غرض اسی عمل کا نام نیوگ ہے۔

اب ظاہر ہے کہ یہ اصول انسانی پاکیزگی کی بیخکنی کرتا ہے اور اولاد پر ناجائز ولادت کا داغ لگاتا ہے۔ اور انسانی فطرت اس بیحیائی کو کسی طرح قبول نہیں کر سکتی۔ کہ ایک انسان کی ایک عورت منکوحہ ہو۔ جس کے بیاہنے کے لئے وہ گیا تھا۔ اور والدین نے صدہا یا ہزارہا روپیہ خرچ کر کے اس کی شادی کی تھی جو اس کے ننگ و ناموس کی جگہ تھی۔ اور اس کی عزت و آبرو کا مدار تھا۔ وہ باوجودیکہ اس کی بیوی ہے۔ اور وہ خود زندہ موجود ہے۔ اس کے سامنے رات کو دوسرے سے ہم بستر ہووے اور غیر انسان اس کے ہوتے ہوئے اسی کے مکان میں اس کی بیوی سے منہ کالا کرے۔ اور وہ آوازیں سنے اور خوش ہو۔ کہ اچھا کر رہا ہے۔ اور یہ تمام ناجائز حرکات اس کی آنکھوں کے سامنے ہوں۔ اور اس کو کچھ بھی جوش نہ آوے۔ اب بتلاؤ کہ کیا ایسا شخص جس کی منکوحہ اور سہرول

ﷺ۷۲

* مجھے ٹھیک ٹھیک معلوم نہیں کہ نیوگ میں۔ یعنی اپنی بیوی کو دوسرے سے ہم بستر کروا کر صرف گیارہ بچوں تک لینے کا حکم ہے یا زیادہ۔ مدت ہوئی۔ کہ میں نے ستیارتھ پرکاش میں پڑھا تو تھا مگر حافظہ اچھا نہیں یاد نہیں رہا۔ آریہ صاحبان خود مطلع فرمادیں۔ کیونکہ بوجہ روز کی مشق کرانے کے ان کو خوب یاد ہوگا۔ منہ

نسیم دعوت صفحہ 78 تا 80 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 438 تا 440 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 153 پر درج ہے

کے ساتھ بیاہی ہوئی بیوی اسکی آنکھوں کے سامنے دوسرے کے ساتھ خراب ہو۔ کیا اسکی انسانی غیرت اِس بیحیائی کو قبول کریگی۔ دیکھو راجہ رامچندر نے اپنی بیوی سیتا کیلئے کس قدر غیرت دکھلائی۔ حالانکہ راون ایک برہمن تھا۔ اور سیتا کی ابھی کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ اور بموجب اس قاعدہ کے برہمن سے نیوگ جائز تھا۔ تاہم رامچندر کی غیرت نے اپنی پاکدامن بیوی کیلئے راون کو قتل کیا۔ اور لنکا کو جلا دیا۔ وہ شخص انسان کہلانے کا مستحق نہیں جس کو اپنی بیوی کیلئے بھی غیرت نہیں۔ اور کیا وجہ کہ اس کا نام دیّوث نہ رکھا جاوے۔ حیوانوں میں بھی یہ غیرت مشاہدہ کی گئی ہے۔ پرندوں میں بھی دیکھا گیا ہے کہ ایک پرندہ روا نہیں رکھتا کہ دُوسرا پرندہ اس کی مادہ سے تعلق پیدا کرے۔ پھر انسان ہوکر یہ حیا سے دُور حرکت کیا کوئی پاک فطرت اِس کو قبول کریگی۔ اور دیانند کا یہ لکھنا کہ یہ وید کی شرتی ہے ہم نہیں قبول کرسکتے کہ ایسی کوئی شرتی وید میں ہوگی۔ نادانوں میں پنڈت دیانند نے جس قدر چاہا لافیں مارلیں۔ ورنہ کامل علمی فضیلت حاصل کرنا جو انسان کے دل کو روشن کرتی ہے۔ ہر ایک کا کام نہیں۔ بعض الفاظ کے بہت سے معنے ہوتے ہیں۔ اور ایک جاہل اپنی جلد بازی اور جہالت سے ایک معنے کو پسند کرلیتا ہے۔ پس ایسا شخص جس میں مادہ حیاد کا کم ہو۔ اُسے محسوس نہیں ہوتا کہ یہ میرا قول شرافت اور طہارت سے بعید ہے۔ مگر اِس جگہ طبعًا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے قابلِ شرم امر پر دیانند نے کیوں زور دیا۔ اور کیوں دلیری کرکے یہ گندی تعلیم اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں لکھدی۔ پس جہانتک میں نے سوچا ہے۔ میرے خیال میں اس کا یہ جواب ہے کہ چونکہ پنڈت دیانند تمام عمر مجرد رہا ہے۔ اور بیوی نہیں کی۔ لہٰذا اس کو اس غیرت کی خبر نہیں تھی کہ جو ایک شریف اور غیور انسان کو اپنی بیوی کی نسبت ہوا کرتی ہے۔ اسی وجہ سے اس کی ناتجربہ کار فطرت نے محسوس نہ کیا۔ کہ مَیں کیا لکھ رہا ہوں۔ دیانند کو معلوم نہیں تھا کہ اپنی بیویوں کی نسبت تو کنجروں کو بھی غیرت ہوتی ہے۔ بلکہ بہت سے لوگ جو بازاری عورتوں

نسیم دعوت صفحہ 78 تا 80 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 438 تا 440 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 153 پر درج ہے

قانون دکھائی

وزارت کے تبدیل ہوتے ہی ولایت کے نامور اور مسربرآوردہ اخبار ٹائمز نے جس زور شور سے قانون دکھائی کو پھر جاری کرنے کے سلسلہ جنبانی کی ہے وہ ناظرین پر ظاہر کی جا چکی ہے۔ کنسرویٹو وزارت سے جو سرکاری عہدہ داران کی رائے کو ہمیشہ بڑی وقعت سے دیکھتی ہے امید ہو سکتی ہے کہ بالضرور وہ اس معاملہ پر اچھی طرح غور کرے گی۔ کیونکہ اس قانون کی منسوخی کے وقت سر جارج وایٹ صاحب کمانڈر انچیف افواج ہند نے جو پر زور مخالفانہ رائے ظاہر کی تھی وہ اس قابل ہے کہ مزید کنسرویٹو گورنمنٹ اس پر توجہ کرے گورنمنٹ ہند بھی اس قانون کے منسوخ کرنے پر رضامند نہ تھی پس ان واقعات کی رو سے پورے طور پر خیال ہو سکتا ہے کہ قانون دکھائی پھر جاری کیا جاوے اس میں شک نہیں ہے کہ قانون دکھائی کے منسوخ ہونے کے دن سے گورہ سپاہیوں کی حالت بہت خراب ہو گئی ہے۔ دیکھا جاتا ہے کہ برٹش کے بہادر سپاہی بازاروں میں آتشک کی مریض فاحشہ عورتوں کے ساتھ خراب ہوتے پھرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ حسب رائے کمانڈر انچیف صاحب بہادر بہت خوفناک نکلنے کی امید ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ سرکاری طور پر ہمیں اس بات کی خبر نہیں ملی کہ سال ۱۸۹۳ء میں کتنے گورے سپاہی مرض آتشک میں مبتلا ہوئے۔ گو مخالفان قانون دکھائی نے مہم چترال کی گورہ فوج کی صحت کو دیکھ کر نہایت مسرت ظاہر کی تھی اور کہا تھا کہ موئیدان قانون دکھائی کی یہ رائے کہ اس قانون کے منسوخ ہونے سے تمام گورہ سپاہ مرض آتشک وغیرہ میں مبتلا ہو جاوے گی۔ غلط ٹھہرتی ہے۔ مگر یہ واقعہ اس قابل نہیں ہے کہ جس سے تشفی ہو سکے کیونکہ مہم چترال میں چیدہ اور تندرست جوان بھیجے گئے تھے نیز لڑائی اور جنگلی ملک کی وجہ سے وہ کہیں خراب ہو کر بیمار نہیں ہو سکتے تھے۔ اس امر کا دہرانا ضروری نہیں کہ گورے سپاہی چونکہ بالکل کم تعلیم یافتہ اور دیہاتی نوجوان ہیں نیز بوجہ گوشت خور ہونے کے وہ زیادہ گرم مزاج کے ہیں۔ اس لئے اُن سے نفسانی خواہش روکے رکھنے کی امید رکھنا محض

وہم محال ہے۔ قانون دکھائی کے جاری ہونے کے دنوں ہر ایک گورہ پلٹن کے لئے کسبی عورتیں ملازم رکھی جاتی تھیں جن کا ہمیشہ ڈاکٹری معائنہ ہوتا رہتا تھا اور تمام گورہ لوگوں کو ان ملازم رنڈیوں کے علاوہ اور جگہ

آریہ دھرم صفحہ 72 تا 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 72 تا 75 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 154 پر درج۔

جانے کی بھی شاید ممانعت تھی اس طریق سے ان کی صحت میں کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہوتا تھا۔ نیز اس طریق کے بند ہونے کی وجہ سے اور بھی کئی ایسی وارداتیں ہوئی ہیں جن سے اہل ہند کی طرف سے بہت ناراضگی پھیلتی جاتی ہے جن میں سے میانمیر کا مقدمہ زنا بالجبر جو گورہ سپاہیوں کی طرف سے ایک بدصورت بڈھی اور اندھی عورت سے کیا گیا تھا۔ قابل غور ہے۔ ایسا ہی ایک واقعہ مدراس کے صوبہ میں ہوا جہاں ایک ریلوے پھاٹک کے جمعدار نے ہندوستانی عورتوں کی عفت بچانے میں اپنی جان دے دی تھی۔ اگر چندے گورے سپاہیوں کے لئے انتظام سرکاری طور پر نہ کیا گیا تو علاوہ اس کے کہ تمام فوج بیماری سے ناکارہ ہو جائے ملک میں بڑی بھاری بد دلی پھیلنے کا اندیشہ ہے اور یہ دونوں امور قیام سلطنت کے لئے غیر مفید ہیں۔ اس وقت جبکہ قانون دکھائی کو پھر جاری کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ہمیں یہ ظاہر کر دینا بھی نہایت ضروری ہے کہ اگر اب پھر قانون مذکور جاری کیا جاوے تو گورنمنٹ ہند اور خصوصاً کمانڈر انچیف افواج ہند کو یہ بھی ضرور انتظام کرنا چاہیئے کہ بجائے ہندوستانی عورتوں کے یورپین عورتیں ملازم رکھی جاویں کیونکہ قانون دکھائی کے متعلق ہندوستانی اور انگریز مخالفین کا سب سے بڑا اعتراض یہی تھا کہ ہندوستان کی غریب عورتوں کو دلالہ عورتوں کے ذریعہ سے اس فحش ملازمت کی ترغیب دی جاتی ہے اور بعض اوقات نہایت کمینہ فریبوں سے اچھے گھروں کی یتیم لڑکیوں کو اس پیشہ کے لئے مجبور کیا جاتا ہے اور یہی وجہ تھی جس سے ہند کے بہت سے باشندگان نے قانون دکھائی کی منسوخی میں معمول سے بڑھ کر انٹرسٹ لیا تھا۔ ورنہ کسی معمولی سمجھ کے آدمی کو بھی ان بدمعاش عورتوں سے ہرگز ہمدردی نہیں ہو سکتی تھی۔ قانون دکھائی کے مکرر اجرا کی کوشش محض اسی غرض سے کی جاتی ہے کہ گورے سپاہیوں کی خواہش نفسانی کو پورا کرنے کے لئے سرکاری طور پر انتظام کیا جاوے ورنہ دیسی لوگوں کی بہتری کا اس میں ذرا بھی خیال نہیں۔ اس لئے اگر مخالفین قانون مذکور کی دلجوئی گورنمنٹ کو منظور ہو۔ تو یہی ایک طریق ہے جس سے یہ قانون مذکور کے جاری کرنے کے مقصد مطلوب حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر حسب تجویز ہماری کے یورپین سپاہیوں کے لئے یورپین عورتیں بہم پہنچائی جائیں تو ان سے مرض آتشک کا خدشہ نہیں رہ سکتا کیونکہ ایک تو یورپ میں مرض مذکور شاید ہوگا ہی نہیں دوم ان عورتوں کو بروقت بھرتی ہونے کے علیٰ

آریہ دھرم صفحہ 72 تا 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 72 تا 75 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 154 پر درج ہے

حوالہ نمبر 180

ڈاکٹروں کے ذریعہ مثل فوجی سپاہیوں کے ملاحظہ کرایا جاوے گا اس سے فریقین کے مرض مذکور سے پاک ہونے کی وجہ سے ڈاکٹری معاینہ کی ہمیشہ کے لئے ضرورت ہی نہ رہے گی۔ اس طرح بغیر قانون دکھائی جاری کرنے کے سپاہیوں کی خواہش نفسانی کے لئے عمدہ طور سے انتظام ہو سکتا ہے۔

اس بات سے تو کوئی انکار ہی نہیں کر سکتا کہ ولایت میں مثل ہندوستان کے فاحشہ عورتیں موجود ہیں۔ اس لئے گورنمنٹ کو اس انتظام میں ذرا بھی وقت نہ ہوگی بلکہ ہمیں یقین ہے کہ یورپ کی تہذیب کسبیاں بہادر سپاہیوں کو خوش رکھنے کے لئے نہایت خوشی سے اپنی خدمات سپرد کر دیں گی ایسی یہ بات کہ ان عورتوں کے ہندوستان لانے اور واپس لے جانے میں گورنمنٹ کو رقم کثیر خرچ کرنی پڑے گی۔ اس کا ہندوستان کے باشندوں کو ذرا بھی رنج نہ ہوگا جہاں وہ ملٹری ڈیپارٹمنٹ کے اخراجات کے لئے پہلے سے ہی لاکھوں روپیہ خوشی سے دیتے ہیں اس رقم کے اضافہ سے بھی ہرگز انہیں اختلاف نہ ہوگا بلکہ وہ اس تجویز کو جس سے ہندوستان کی بدبخت عورتوں کی عفت بچ رہے گی اور برٹش گورنمنٹ کے بہادر گورے سپاہی تندرست اور خوش رہ سکیں گے۔ نہایت خوشی سے پسند کریں گے۔

اگر گورنمنٹ ہند کو یہ مطلوب ہے کہ ہندوستان کے نوجوان بھی جن میں دیسی پلٹنوں اور رسالوں کے سپاہی بھی شامل ہیں بازاری عورتوں کے ذریعہ مریض ہونے سے بچ رہیں تو ہم تمام ہندوستان کی فاحشہ عورتوں کے لئے قانون دکھائی کے جاری ہونے کو صدق دل سے پسند کرتے ہیں۔ کسی شریف ہندوستانی کو ان بدکار فاحشہ عورتوں کے ساتھ جو تمام قسم کے لوگوں کے لئے باعث خرابی ہیں۔ ذرا بھی ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ ہم قبل ازیں بارہا کہہ چکے ہیں کہ ایسی عورتوں کے لئے جنہوں نے اپنے خاندان کے ناموس کو خیرباد کہہ دی ہے قانون دکھائی کی آزمائش باعث شرم نہیں ہو سکتی ہے وہ عورتیں تھوڑے سے پیسوں میں بھنگی کے ساتھ منہ کالا کرنے کو تیار ہیں۔ معزز ڈاکٹر کے معاینہ سے کب شرمسار ہو سکتی ہیں۔ بے شک یہ افسوسناک امر ہے کہ عورتوں کی عفت کا مردوں کے ذریعہ امتحان کرایا جائے۔ مگر کیا ہو سکتا ہے ان بے شرم بدذات عورتوں کے لئے جنہوں نے دنیا کی شرم کو بالائے طاق رکھ دیا ہے حق بات تو یہ ہے کہ قانون دکھائی کی ہندوستان میں سخت ضرورت ہے جب یہ قانون جاری تھا تو ہر

آریہ دھرم صفحہ 72 تا 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 72 تا 75 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 154 پر درج

۷۵

ایک بدکار عورت کو خوف ہوتا تھا کہ اگر وہ فحش پیشہ اختیار کرے گی تو اُسے قانون دکھائی کی سخت آزمائش بھی برداشت کرنی پڑے گی۔ بہت سی عورتیں اسی خوف کی وجہ سے اپنی زندگی خراب کرنے سے رُک رہتی تھیں۔ اس زمانہ میں جبکہ دکھائی کا طریق بند ہے۔ مرض آتشک کے ادویات کے اشتہارات کثرت سے شائع ہوتے ہیں۔ جو اس امر کا کافی ثبوت ہیں کہ ملک میں مرض آتشک بہت پھیلا ہوا ہے اول تو ہمیں اس خراب فرقہ کے وجود سے ہی سخت اختلاف ہے مگر ایسے زمانہ میں جبکہ اخلاق اور مذہب کی سخت کمزوری ہو رہی ہے یہ امید کرنا فضول ہے کہ یہ شیطانی فرقہ نیست و نابود ہو جائے گا اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ اُن کے لئے کوئی ایسا قانون بنایا جائے جس سے یہ اخلاق اور مذہب کو بگاڑنے کے علاوہ عوام کی صحت کو ہمیشہ کے لئے خراب کرنے کے قابل نہ رہ سکیں اور وہ قانون صرف قانون دکھائی ہی ہے۔ ہم نہایت شکر گزار ہوں گے اگر دوبارہ ہند میں قانون دکھائی جاری کیا جاوے گا۔ مگر یہ شرط ضرور ساتھ ہے کہ گورہ لوگوں کے لئے یورپین رنڈیاں بہم پہونچائی جاویں۔ یقین ہے کہ گورنمنٹ ہند اور معزز ہمعصران اس معاملہ پر ضرور توجہ اور غور فرماویں گے۔

جن کو رسم نیوگ پیاری ہے ۔۔۔ دین و دنیا میں ان کی خواری ہے
جس کے دیں میں ہے ایسی بے شرمی ۔۔۔ عقل و تہذیب سے وہ عاری ہے
جن کو آتی نہیں نیوگ سے عار ۔۔۔ اُن کی شیطان نے عقل ماری ہے
بید کی کھل گئی حقیقت کُل ۔۔۔ اب تو ناحق کی پردہ داری ہے
جس کے باعث یہ گندگی پھیلی ۔۔۔ وہ تو اک خبث کی پٹاری ہے
دوسرا بیاہ کیوں حرام نہو ۔۔۔ جبکہ رسم نیوگ جاری ہے
کیوں نہ پوشیدہ ہو نیوگ کی رسم ۔۔۔ اس کے اظہار میں تو خواری ہے
چپکے چپکے حرام کروانا ۔۔۔ آریوں کا اصول بھاری ہے
آدے یہ خبیث اور بد رسم ۔۔۔ بید کے خادموں میں ساری ہے

آریہ دھرم صفحہ 72 تا 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 72 تا 75 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 154 پر درج ہے

وہ اس تخم کی طرح ہے جس نے ہنوز زمین سے کوئی تعلق نہیں پکڑا۔ اور ابھی وہ رحم کی کشش سے بہرہ ور نہیں ہوا ممکن ہے کہ وہ اندام نہانی میں پڑ کر ضائع ہو جائے۔ جیسا کہ تخم بعض اوقات پتھریلی زمین پر پڑ کر ضائع ہو جاتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ وہ نطفہ بذاتہا ناقص ہو یعنی اپنے اندر ہی کچھ نقص رکھتا ہو اور قابل نشوونما نہ ہو۔ اور یہ استعداد اس میں نہ ہو کہ رحم اس کو اپنی طرف جذب کرے اور صرف ایک مُردہ کی طرح ہو جس میں کچھ حرکت نہ ہو۔ جیسا کہ ایک بوسیدہ تخم زمین میں بویا جائے۔ اور گو زمین عمدہ ہو مگر تاہم تخم بوجہ اپنے ذاتی نقص کے قابل نشوونما نہیں ہوتا اور ممکن ہے کہ بعض اور عوارض کی وجہ سے جن کی تفصیل کی ضرورت نہیں نطفہ رحم میں تعلق پذیر نہ ہو سکے اور رحم اسکو اپنی کشش سے محروم رکھے۔ جیسا کہ تخم بعض اوقات پیروں کے نیچے کچلا جاتا ہے۔ یا پرندے اس کو چگ جاتے ہیں یا کسی اور حادثہ سے تلف ہو جاتا ہے۔ ۳۳

یہی صفات مومن کے روحانی وجود کے اوّل مرتبہ کے ہیں اور اول مرتبہ مومن کے روحانی وجود کا وہ خشوع اور رقت اور سوز و گداز کی حالت ہے جو نماز اور یاد الٰہی میں مومن کو میسّر آتی ہے یعنی گدازش اور رقّت اور فروتنی اور عجز و نیاز اور روح کا انکسار اور ایک تڑپ اور قلق اور تپش اپنے اندر پیدا کرنا۔ اور ایک خوف کی حالت اپنے پر وارد کر کے خدائے عزّ و جلّ کی طرف دل کو جھکانا جیسا کہ اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ۔ یعنی وہ مومن مراد پا گئے جو اپنی نمازوں میں اور ہر ایک طور کی یادِ الٰہی میں فروتنی اور عجز و نیاز اختیار کرتے ہیں۔ اور رقّت اور سوز و گداز اور قلق اور کرب اور دلی جوش سے اپنے رب کے ذکر میں مشغول ہوتے ہیں۔ یہ خشوع کی حالت جس کی تعریف کا اوپر اشارہ کیا گیا ہے روحانی وجود کی تیاری کے لئے پہلا مرتبہ ہے یا یوں کہو کہ وہ پہلا تخم ہے جو عبودیت کی زمین میں بویا جاتا ہے اور وہ اجمالی طور پر ان تمام قویٰ اور صفات اور اعضاء اور تمام نقش و نگار اور حسن و جمال اور خط و خال اور شمائل روحانیہ پر مشتمل ہے

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 188 تا 190 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 188 تا 190 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 157 پر درج

جو پانچویں اور چھٹے درجہ میں انسان کامل کے لئے نمودار طور پر ظاہر ہوتے اور اپنے دلکش پیرایہ میں تجلّی فرماتے ہیں۔* اور چونکہ وہ نطفہ کی طرح روحانی وجود کا پہلا مرتبہ ہے اس لئے وہ آیت قرآنی میں نطفہ کی طرح پہلے مرتبہ پر رکھا گیا ہے۔ اور نطفہ کے مقابل پر دکھایا گیا ہے یا وہ لوگ جو قرآن شریف میں غور کرتے ہیں سمجھ لیں کہ نماز میں خشوع کی حالت روحانی وجود کے لئے ایک نطفہ ہے اور نطفہ کی طرح روحانی طور پر انسان کامل کے تمام قویٰ اور صفات اور تمام نقش و نگار اس میں مخفی ہیں۔ اور جیسا کہ نطفہ اُس وقت تک معرض خطر میں ہے جب تک کہ رحم سے تعلق نہ پکڑے۔ ایسا ہی روحانی وجود کی یہ ابتدائی حالت یعنی خشوع کی حالت اُس وقت تک خطرہ سے خالی نہیں جب تک کہ رحیم خدا سے تعلق نہ پکڑ لے۔ یاد رہے کہ جب خدا تعالیٰ کا فیضان بغیر توسط کسی عمل کے ہو تو وہ رحمانیت کی صفت سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ جو کچھ خدا نے زمین و آسمان وغیرہ انسان کے لئے بنائے یا خود انسان کو بنایا یہ سب فیض رحمانیت سے ظہور میں آیا۔ لیکن جب کوئی فیض کسی عمل اور عبادت اور مجاہدہ اور ریاضت کے عوض میں ہو وہ رحیمیت کا فیض کہلاتا ہے۔ یہی سنّت اللہ بنی آدم کے لئے جاری ہے پس جبکہ انسان نماز اور یاد الٰہی میں خشوع کی حالت اختیار کرتا ہے تب اپنے تئیں رحیمیت کے فیضان کے لئے مستعد بناتا ہے۔ سو نطفہ میں اور روحانی وجود کے پہلے مرتبہ میں جو حالت خشوع ہے صرف فرق یہ ہے کہ نطفہ رحم کی کشش کا محتاج ہوتا ہے اور یہ رحیم کی کشش کی طرف احتیاج رکھتا ہے اور جیسا کہ نطفہ کے لئے ممکن ہے کہ وہ رحم کی کشش سے پہلے ہی ضائع ہو جائے

* پانچواں درجہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں وہ ہے جو اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے یعنی وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۔ اور چھٹا درجہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں وہ ہے جو اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے یعنی وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۔ اور یہ پانچواں درجہ جسمانی درجات کے پنجم درجہ کے مقابل پر ہوتا ہے جس کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے یعنی فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۔ اور چھٹا درجہ جسمانی درجات کے ششم درجہ کے مقابل پر پڑا ہے جس کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۔ منہ

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 188 تا 190 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 188 تا 190 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 157 پر درج ہے

ایسا ہی رُوحانی وجود کے پہلے مرتبہ کے لئے یعنی حالت خشوع کے لئے ممکن ہے کہ وہ رحیم کی کشش اور تعلق سے پہلے ہی برباد ہو جائے۔ جیسا کہ بہت سے لوگ ابتدائی حالت میں اپنی نمازوں میں روتے اور وجد کرتے اور نعرے مارتے اور خدا کی محبت میں طرح طرح کی دیوانگی ظاہر کرتے ہیں اور طرح طرح کی عاشقانہ حالت دکھلاتے ہیں اور چونکہ اس ذات ذوالفضل سے جس کا نام رحیم ہے کوئی تعلق پیدا نہیں ہوتا اور نہ اس کی خاص تجلّی کے جذبہ سے اس کی طرف کھینچے جاتے ہیں اس لئے ان کا وہ تمام سوز و گداز اور تمام وہ حالتِ خشوع بے بنیاد ہوتی ہے اور بسا اوقات ان کا قدم پھسل جاتا ہے یہاں تک کہ پہلی حالت سے بھی بدتر حالت میں جا پڑتے ہیں۔ پس یہ عجیب دلچسپ مطابقت ہے کہ جیسا کہ نطفہ جسمانی وجود کا اوّل مرتبہ ہے اور جب تک رحم کی کشش اُس کی دستگیری نہ کرے وہ کچھ چیز ہی نہیں ایسا ہی حالتِ خشوع روحانی وجود کا اوّل مرتبہ ہے اور جب تک رحیم خدا کی کشش اُس کی دستگیری نہ کرے وہ حالت خشوع کچھ بھی چیز نہیں۔ اسی لئے ہزارہا ایسے لوگوں کو پاؤ گے کہ اپنی عمر کے کسی حصہ میں یادِ الٰہی اور نمازوں میں حالت خشوع سے لذّت اٹھاتے اور وجد کرتے اور روتے تھے اور پھر کسی ایسی لعنت نے اُن کو پکڑ لیا کہ یک مرتبہ نفسانی امور کی طرف گر گئے اور دنیا اور دنیا کی خواہشوں کے جذبات سے وہ تمام حالت کھو بیٹھے۔ یہ نہایت خوف کا مقام ہے کہ اکثر وہ حالت خشوع رحیمیت کے تعلق سے پہلے ہی ضائع ہو جاتی ہے اور قبل اس کے کہ رحیم خدا کی کشش اس میں کچھ کام کرے وہ حالت برباد اور نابود ہو جاتی ہے اور ایسی صورت میں وہ حالت جو روحانی وجود کا پہلا مرتبہ ہے اس نطفہ سے مشابہت رکھتی ہے کہ جو رحم سے تعلق پکڑنے سے پہلے ہی ضائع ہو جاتا ہے۔ غرض روحانی وجود کا پہلا مرتبہ جو حالت خشوع ہے اور جسمانی وجود کا پہلا مرتبہ جو نطفہ ہے باہم اس بات میں تشابہ رکھتے ہیں کہ جسمانی وجود کا پہلا مرتبہ یعنی نطفہ بغیر کشش رحم کے ہیچ ہے اور روحانی وجود کا پہلا مرتبہ یعنی حالت خشوع بغیر جذب رحیم کے ہیچ اور جیسا کہ دنیا میں ہزارہا نطفے تباہ ہوتے ہیں

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 188 تا 190 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 188 تا 190 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 157 پر درج

گروہ ہیں اس لئے وہ باوجود اپنے طور کے وجد اور رقص اور اشعار خوانی اور سرود وغیرہ کے رحیم خدا کے تعلق سے سخت بے نصیب ہوتے ہیں اور اُس نطفہ کی طرح ہوتے ہیں جو آتشک کی بیماری یا جذام کے عارضہ سے جل جائے اور اس قابل نہ رہے کہ رحم اُس سے تعلق پکڑ سکے۔ پس رحم اور رحیم کا تعلق یا عدم تعلق ایک ہی بنا پر ہے صرف روحانی اور جسمانی عوارض کا فرق ہے۔ اور جیسا کہ نطفہ بعض اپنے ذاتی عوارض کی رُو سے اس لائق نہیں رہتا کہ رحم اس سے تعلق پکڑ سکے اور اس کو اپنی طرف کھینچ سکے ایسا ہی حالت خشوع جو نطفہ کے درجہ پر ہے بعض اپنے عوارض ذاتیہ کی وجہ سے جیسے تکبّر اور عُجب اور ریا یا اور کسی قسم کی ضلالت کی وجہ سے یا شرک سے اس لائق نہیں رہتی کہ رحیم خدا اس سے تعلق پکڑ سکے پس نطفہ کی طرح تمام فضیلت روحانی وجود کے اوّل مرتبہ کی جو حالت خشوع ہے رحیم خدا کے ساتھ حقیقی تعلق پیدا کرنے سے وابستہ ہے جیسا کہ تمام فضیلت نطفہ کی رحم کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے وابستہ ہے۔ پس اگر اس حالت خشوع کو اس رحیم خدا کے ساتھ حقیقی تعلق نہیں اور نہ حقیقی تعلق پیدا ہو سکتا ہے تو وہ حالت اس گندے نطفہ کی طرح ہے جس کو رحم کے ساتھ حقیقی تعلق پیدا نہیں ہو سکتا اور یاد رکھنا چاہیئے کہ نماز اور یادِ الٰہی میں جو کبھی انسان کو حالت خشوع میسّر آتی ہے اور وجد اور ذوق پیدا ہو جاتا ہے یا لذّت محسوس ہوتی ہے یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اُس انسان کو رحیم خدا سے حقیقی تعلق ہے جیسا کہ اگر نطفہ اندام نہانی کے اندر داخل ہو جائے اور لذّت بھی محسوس ہو تو اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اُس نطفہ کو رحم سے تعلق ہو گیا ہے بلکہ تعلق کے لئے علیحدہ آثار اور علامات ہیں۔ پس یادِ الٰہی میں ذوق شوق جس کو دوسرے لفظوں میں حالتِ خشوع کہتے ہیں نطفہ کی اُس حالت سے مشابہ ہے جب وہ ایک صورتِ انزال پکڑ کر اندام نہانی کے اندر گر جاتا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ وہ جسمانی عالم میں ایک کمال لذّت کا وقت ہوتا ہے لیکن تاہم فقط اُس قطرہ منی کا اندر گرنا اس بات کو مستلزم نہیں

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 192 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 192 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 158 پر درج ہے

کہ رحم سے اس نطفہ کا تعلق بھی ہو جائے اور وہ رحم کی طرف کھینچا جائے۔ پس ایسا ہی روحانی ذوق شوق اور حالت خشوع اس بات کو مستلزم نہیں کہ رحیم خدا سے ایسے شخص کا تعلق ہو جائے اور اس کی طرف کھینچا جائے بلکہ جیسا کہ نطفہ کبھی حرامکاری کے طور پر کسی رنڈی کے اندام نہانی میں پڑتا ہے تو اس میں بھی وہی لذت نطفہ ڈالنے والے کو حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اپنی بیوی کے ساتھ۔ پس ایسا ہی بُت پرستوں اور مخلوق پرستوں کا خشوع خضوع اور حالت ذوق و شوق رنڈی بازوں سے مشابہ ہے یعنی خشوع اور خضوع مشرکوں اور ان لوگوں کا جو محض اغراض دنیویہ کی بنا پر خدا تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اس نطفہ سے مشابہت رکھتا ہے جو حرامکار عورتوں کے اندام نہانی میں جا کر باعث لذّت ہوتا ہے۔ بہرحال جیسا کہ نطفہ میں تعلق پکڑنے کی استعداد ہے حالت خشوع میں بھی تعلق پکڑنے کی استعداد ہے مگر صرف حالت خشوع اور رقّت اور سوز اس بات پر دلیل نہیں ہے کہ وہ تعلق ہو بھی گیا ہے جیسا کہ نطفہ کی صورت میں جو اس روحانی صورت کے مقابل پر ہے مشاہدہ ظاہر کر رہا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے صحبت کرے اور منی عورت کے اندام نہانی میں داخل ہو جائے اور اس کو اس فعل سے کمال لذت حاصل ہو تو یہ لذت اس بات پر دلالت نہیں کریگی کہ حمل ضرور ہو گیا ہے۔ پس ایسا ہی خشوع اور سوز و گداز کی حالت گو وہ کیسی ہی لذت اور سرور کے ساتھ ہو خدا سے تعلق پکڑنے کیلئے کوئی لازمی علامت✝ نہیں ہے یعنی کسی شخص میں نماز اور یادِ الٰہی کی حالت میں خشوع اور سوز و گداز اور گریہ و زاری پیدا ہونا اس بات کو

✝ ابتدائی حالت میں خشوع اور رقّت کے ساتھ ہر طرح کے لغو کام جمع ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ بچہ میں رونے کی عادت بہت ہوتی ہے اور بات بات میں ڈر جاتا ہے اور خشوع اور انکسار اختیار کرتا ہے مگر باایں ہمہ بچپن کے زمانہ میں طبعاً انسان بہت سے لغویات میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور سب سے پہلے لغو باتوں اور لغو کاموں کی طرف ہی رغبت کرتا ہے اور اکثر لغو حرکات اور لہو و لعب پر کودنا اور اُچھلنا ہی اس کو پسند آتا ہے جس میں بسا اوقات اپنے جسم کو بھی کوئی صدمہ پہنچا دیتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ انسان کی زندگی کی راہ میں فطرتاً پہلے لغویات ہی آتے ہیں اور بغیر اس مرتبہ کو طے کرنے کے دوسرے مرتبہ تک وہ پہنچ ہی نہیں سکتا۔ پس طبعاً پہلا زینہ بلوغ کا بچپن کے لغویات سے پرہیز کرنا ہے سو اس سے ثابت ہے کہ سب سے پہلا تعلق انسانی سرشت کو لغویات سے ہی ہوتا ہے۔ منہ

شعروں کے سننے اور سرود کی تاثیر سے رقص اور وجد اور گریہ وزاری شروع کر دیتے ہیں اور اپنے رنگ میں لذت اٹھاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ ہم خدا کو مل گئے ہیں۔ مگر یہ لذت اُس لذت سے مشابہ ہے جو ایک زانی کو حرامکار عورت سے ہوتی ہے۔

اور پھر ایک اور مشابہت خشوع اور نطفہ میں ہے اور وہ یہ کہ جب ایک شخص کا نطفہ اس کی بیوی یا کسی اور عورت کے اندر داخل ہوتا ہے تو اس نطفہ کا اندام نہانی کے اندر داخل ہونا اور انزال کی صورت پکڑ کر رواں ہو جانا بعینہٖ رونے کی صورت پر ہوتا ہے جیسا کہ خشوع کی حالت کا نتیجہ بھی رونا ہی ہوتا ہے۔ اور جیسے بے اختیار نطفہ اچھل کر صورت انزال اختیار کرتا ہے۔ یہی صورت کمال خشوع کے وقت رونے کی ہوتی ہے کہ رونا آنکھوں سے اچھلتا ہے اور جیسی انزال کی لذت کبھی حلال طور پر ہوتی ہے جبکہ اپنی بیوی سے انسان صحبت کرتا ہے اور کبھی حرام طور پر جبکہ انسان کسی حرام کار عورت سے صحبت کرتا ہے۔ یہی صورت خشوع اور سوز وگداز اور گریہ وزاری کی ہے یعنی کبھی خشوع اور سوز وگداز محض خدائے واحد لاشریک کے لئے ہوتا ہے جس کے ساتھ کسی بدعت اور شرک کا رنگ نہیں ہوتا۔ پس وہ لذت سوز وگداز کی ایک لذت حلال ہوتی ہے مگر کبھی خشوع اور سوز وگداز اور اس کی لذت بدعات کی آمیزش سے یا مخلوق کی پرستش اور بتوں اور دیویوں کی پوجا میں بھی حاصل ہوتی ہے مگر وہ لذت حرامکاری کے جماع سے مشابہ ہوتی ہے۔ غرض مجرد خشوع اور سوز وگداز اور گریہ وزاری اور اس کی لذتیں تعلق باللہ کو مستلزم نہیں بلکہ جیسا کہ بہت سے ایسے نطفے ہیں جو ضائع جاتے ہیں اور رحم اُن کو قبول نہیں کرتا۔ ایسا ہی بہت سے خشوع اور تضرع اور زاری ہیں جو محض آنکھوں کو کھونا ہے اور رحیم خدا ان کو قبول نہیں کرتا۔ غرض حالت خشوع کو جو روحانی وجود کا پہلا مرتبہ ہے نطفہ ہونے کی حالت سے جو جسمانی وجود کا پہلا مرتبہ ہے ایک کھلی کھلی مشابہت ہے جس کو ہم تفصیل سے لکھ چکے ہیں اور یہ مشابہت کوئی معمولی امر نہیں ہے بلکہ صانع قدیم جلّشانہ کے خاص ارادہ سے ان دونوں میں اکمل اور اتم مشابہت ہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی کتاب میں بھی لکھا گیا ہے کہ

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 196 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 196 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 159 پر درج ہے

۷۵

ایک بدکار عورت کو خوف ہوتا تھا کہ اگر وہ فحش پیشہ اختیار کرے گی تو اُسے قانون دکھائی کی سخت آزمائش بھی برداشت کرنی پڑے گی۔ بہت سی عورتیں اسی خوف کی وجہ سے اپنی زندگی خراب کرنے سے بچ رہتی تھیں۔ اس زمانہ میں جبکہ دکھائی کا طریق بند ہے۔ مرض آتشک کے ادویات کے اشتہارات کثرت سے شائع ہوتے ہیں۔ جو اس امر کا کافی ثبوت ہیں کہ ملک میں مرض آتشک بہت پھیلا ہوا ہے اول تو ہمیں اس خراب فرقہ کے وجود سے ہی سخت اختلاف ہے مگر ایسے زمانہ میں جبکہ اخلاق اور مذہب کی سخت کمزوری ہو رہی ہے یہ امید کرنا فضول ہے کہ یہ شیطانی فرقہ نیست و نابود ہو جائے گا اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ اُن کے لئے کوئی ایسا قانون بنایا جائے جس سے یہ اخلاق اور مذہب کو بگاڑنے کے علاوہ عوام کی صحت کو ہمیشہ کے لئے خراب کرنے کے قابل نہ رہ سکیں اور وہ قانون صرف قانون دکھائی ہی ہے۔ ہم نہایت شکر گزار ہوں گے اگر دوبارہ ہند میں قانون دکھائی جاری کیا جاوے گا۔ مگر یہ شرط ضرور ساتھ ہے کہ گورہ لوگوں کے لئے یورپین رنڈیاں بہم پہونچائی جاویں۔ یقین ہے کہ گورنمنٹ ہند اور معزز ہمعصران اس معاملہ پر ضرور توجہ اور غور فرماویں گے۔

جن کو رسم نیوگ پیاری ہے
دین و دنیا میں ان کی خواری ہے

جس کے دیں میں ہے ایسی بے شرمی
عقل و تہذیب سے وہ عاری ہے

جن کو آتی نہیں نیوگ سے عار
اُن کی شیطان نے عقل ماری ہے

بید کی کُھل گئی حقیقت کل
اب تو ناحق کی پردہ داری ہے

جس کے باعث یہ گندگی پھیلی
وہ تو اک خبث کی پٹاری ہے

دوسرا بیاہ کیوں حرام نہو
جبکہ رسم نیوگ جاری ہے

کیوں نہ پوشیدہ ہو نیوگ کی رسم
اس کے اظہار میں تو خواری ہے

چپکے چپکے حرام کروانا
آریوں کا اصول بھاری ہے

آدمی سے یہ خبیث اور بد رسم
بید کے خادموں میں ساری ہے

آریہ دھرم صفحہ 75، 76 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 75، 76 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 160 پر درج ہے

٧٦

زن بیگانہ پر یہ شیدا ہیں	جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
لائق سوختن ہیں اُن کے مرد	اُن کی ناری ہر ایک ناری ہے
واہ وا کیا دھرم ہے کیا ایمان	جس میں واجب حرامکاری ہے
آریو! دل میں غور سے سوچو	شرم و غیرت کہاں تمہاری ہے
جس کو کہتے ہیں آریوں میں نیوگ	ناک کے کاٹنے کی آری ہے
کچھ نہیں سوچتے یہ دشمن شرم	کہ یہ پوشیدہ ایک یاری ہے
مرتکب اس کا ہے بڑا دیوث	اعتقاد اس پہ بد شعاری ہے
غیر مردوں سے مانگنا نطفہ	سخت خبث اور نابکاری ہے
غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے	وہ نہ بیوی زن بزاری ہے
ہے وہ چنڈال دشٹ اور پاپی	جنت اس کی کوئی چماری ہے
ہیں کروڑوں نیوگ کے بچے	آریہ دیس میں یہ خواری ہے
ایسی اولاد پر خدا کی مار	یہ نہ اولاد قہر باری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے	ساری شہوت کی بیقراری ہے
بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط	یار کی اس کو آہ و زاری ہے
دس سے کروا چکی زنا لیکن	پاک دامن ابھی بچاری ہے
لالہ صاحب بھی کیسے احمق ہیں	اُن کی لالی نے عقل ماری ہے
گھر میں لاتے ہیں اس کے یاروں کو	ایسی جورو کی پاسداری ہے
اس کے یاروں کو دیکھنے کے لئے	سر بازار اُن کی باری ہے
جورو جی پر فدا ہیں یہ جی سے	وہ نیوگی پہ اپنے واری ہے
شرم و غیرت ذرا نہیں باقی	کس قدر اُن میں بردباری ہے
ہے قوی مرد کی تلاش انہیں	خوب جورو کی حق گذاری ہے

آریہ دھرم صفحہ 76،75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 76،75 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 160 پر درج ہے

فکان بکلماتی یجز قلوبھم
پس وہ میرے کلموں کے ساتھ اُنکے دلوں کو کھینچتا تھا

الیہ ولم یسحر ولم یتملق
اور نہ کوئی سحر تھا اور نہ کوئی دلجوئی تھی

و اضحی یصبّ الماء ماء فصاحۃ
اور اُس نے شروع کیا کہ ہر ایک مستعد

علیٰ کل قلب مستعد مجعفق
دل پر جو طیار ہو فصاحت کا پانی گراتا تھا

وکلٌّ اراءوا من اساریر وجھھم
اور ہر ایک نے اپنے چہرے کے نقشوں سے

سرورا وذوقا مابنا فی التازق
وہ سرور ظاہر کیا جو تنگ دل کے منافی تھا

ومن سمع قولا غیر ما قرء فاشتکی
کما تشتکی ابلٌ عقیب التبرق
اور جس نے میرے قول کے سوا کوئی اور قول سُنا۔ پس اُس نے گلہ کیا جیسا کہ اونٹ بروق کی بوٹی کھا کر زحمت کی شکایت کرتا ہو

وکانوا کمحو بعالم سکتۃ
اور وہ لوگ عالم سکتہ میں محو کی طرح تھے

فیا عجبا من میلھم کالمتعشق
پس کیا عجیب انکی میل تھی جو عشق کے مانند ساتھ تھی

وکم حِکم کانت بلغت کلامنا
اور بہت سی حکمتیں ہمارے کلام میں تھیں

وکم درر کانت تلوح وتبرق
اور بہت سے موتی ستاروں کی طرح چمک رہے تھے

جرائد اقوام تصدت لذکرھا
قوموں کے اخباروں نے اُس کا ذکر کیا ہے

لما رغبوا فی وصف قولی کمنشق
کیونکہ انہوں نے بات کے چکھنے والوں کی طرح میرے قول کی طرف رغبت کی ہے

تری زمر الادباء فی اخبارھم
تو انکو دیکھتا ہو کہ انہوں نے اپنے اخباروں میں

اشاعوا کلامی للاناس کمشفق
میرے کلام کو لوگوں میں مشفق کی طرح شائع کیا

وکانت مضامینی کغید بلطفھا
اور میرے مضامین نازک اندام عورتوں کی طرح تھے

فاصبت بحسن ثم لحن کیلمق
پس حُسن کے ساتھ پھر اس آواز کے ساتھ جو بطور رتھک کے تھی دل اسکی طرف جھک گئے

ولما راھا اھل رای تمایلت
اور جب اُس مضمون کو اہل الرائے لوگوں نے دیکھا

علیہ عیون قلوبھم بالتومق
تو انکے دلوں کی آنکھیں دوستی کے ساتھ اس طرف جھک گئیں

ومرّ علی الاعداء بعض رشاشھا
اور بعض رشحات اُس کے دشمنوں پر گرے

فنفیاتھا قد غسل اوساخ خنبق
پس اُسکے اڑنے والے قطروں نے متکبر بخیل کے میلوں کو دھو دیا

الیٰ ھذہ الایام لم ینس ذکرھا
ان دنوں تک اُن کا ذکر فراموش نہیں ہوا

وکل لطیف لا محالۃ یرمق
اور ہر ایک لطیف ناچار ہمیشہ دیکھا جاتا ہے اور نظریں اسکی طرف لگی رہتی ہیں

حجۃ اللہ صفحہ 100 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 227، 238، 247 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 161 پر درج ہے

اتنکر اٰیة خالق الارض والسّماء
کیا تو خدا کے نشانوں سے انکار کرے گا

أانت تحارب قدرة ایّھا الشقی
کیا تو اے شقی اُس کی تقدیر سے جنگ کرے گا

اتذعرنا کالذئب یا کلب جیفةٍ
اے مُردار کے کُتّے کیا تو ہمیں بھیڑیئے کی طرح ڈراتا ہے

وانا توکّلنا علیٰ حافظٍ یقی
اور ہمیں اُس نگہبان پر توکل ہے جو نگہ رکھنے والا ہے

رضینا بربٍّ یظھر الخیر والھدیٰ
ہم خدا سے جو خیر اور ہدایت کو ظاہر کرتا ہے راضی ہو گئے

رضینا بعُسْرٍ ان قضیٰ او تفنق
اور ہم تنگدستی پر راضی ہو گئے اگر وہ چاہے اور یا تنعم پر

اانت تؤیّد فاسقًا غیر صالحٍ
کیا تو فاسق ہونے کی حالت میں مدد کیا جائے گا

احلت بجھلك ایّھا الغول فاتق
یہ تو کلمہ محال مُنہ پر لایا پس توبہ کر

وانی اذا ما قمتُ لِلّٰہ مخلصًا
اور مَیں جب اخلاص سے خدا کے لئے کھڑا ہوا

فایّدنی ربی معینی مُوفّقی
پس خدا توفیق دہندہ نے میری مدد کی۔

وکان لی الرحمٰن فی کل مَوْطنٍ
اور خدا میرے لئے ہر میدان میں تھا

فمزّقتکم باللّٰہ کل الممزّقِ
پس مَیں نے خدا کے ساتھ تم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا

وأُعطیتُ قلمًا مثل منجرد الوغیٰ
اور مجھ قلم لڑائی کے گھوڑے کی طرح دیا گیا ہوں۔

فیسعر نیرانًا وکالبرق یخفق
پس آگ کو سُلگاتی ہے اور برق کی طرح چلتی ہے

مُکرٍّ مفرٍّ مُقبلٍ مُدْبرٍ معًا
حملہ کرنیوالے بھاگنے والے آگے ہونیوالے پیچھے ہونیوالے

کداب اجارد عند مَوْقد مَازقٍ
جیسا کہ لڑائی کے میدانوں میں عمدہ گھوڑوں کی عادت ہے

وان یراعی صارم یحرق العدا
اور میرا قلم ایک تلوار ہے جو دشمنوں کو جلاتا ہے

کنار وما النیران منه بأحرق
اور آگ اُس سے کچھ زیادہ جلانے والی نہیں

وان کلامی مثل سیفٍ مقطعٍ
اور میرا کلام تیغ بُرّان کی طرح ہے۔

یجذ رؤس المفسدین ویفرق
مُفسدوں کا سر کاٹتی اور جُدا کرتی ہے

وانّی اذا حاولتُ کلمًا فصیحةً
اور جب مَیں نے خدا سے کلمات فصاحت طلب کئے

فناولنی ربّی افانین منطقی
پس مَیں اپنے ربّ سے گوناگوں فصاحت کلام دیا گیا

وأُعطیتُ فی سُبل الکلام قریحةً
اور کلام کی راہوں میں ایسی طبیعت دیا گیا ہوں

کعوجاء مرقال تزبّج وتدبق
جو اُس اونٹنی لاغر کی طرح ہے جو جلد رو ہر ایک اونٹنی پر مقدم رہتی ہو

حجة اللّٰہ صفحہ 100 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 227، 238، 247 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 161 پر درج ہے

وقد صُقلت كلمي كمثل سجنجل
اور میرے کلمے آئینہ کی طرح صاف کئے گئے ہیں

لأرى غِيدَ أسرارٍ نهضن لرمقنا
میں دیکھتا ہوں کہ نرم اندام عورتیں اسرار کی ہمارے لئے نکلی ہوگئیں

إذا ما خرجن من الخبيط بزينة
اور جبکہ وہ ہودہ سے زینت کے ساتھ نکلیں

إذا ما تجلّى حسنهن بنورها
اور جب اُن کا حُسن اپنے نور کے ساتھ چمکا

وقلّ من الأخدان من كان حُسنه
اور معشوقوں میں سے بہت کم ہوگا جس کا حُسن ہمارے

فجعلت به ذات الكسور لنا السوا
پس ہمارے لئے اُنکے ساتھ نشیب فراز کی راہ سیدھی کی گئی

وليس كشرح الصدر للمرء نعمة
اور انسان کیلئے شرح صدر جیسی اور کوئی نعمت نہیں

ونفس كمومات السباع مبيدة
اور بہت ایسے نفس ہیں کہ جنگل کے درندوں کی طرح ہلاک کرنیوالے۔

فما خفتُ صولتهم وحقّرت امرهم
پس میں اُنکے حملہ سے نہیں ڈرا اور اُنکے کاروبار کو حقیر جانا

وكائن ترى من مفسد هو صائل
اور بہت مفسد تو دیکھے گا کہ وہ مجھ پر حملہ کرنیوالے ہیں

تجلّت من الرحمٰن انوار حُجتي
خدا کی طرف سے میری حجت کے نور ظاہر ہوگئے ہیں

سينصرني ربي ويُعلي عمارتي
عنقریب خدا مجھے مدد دیگا اور میری عمارت کو بلند کریگا

فترنو إليها مقلة المتأنق
پس تعجب کرنیوالے کی نظر اُسکو ٹکٹکی لگاکر دیکھتی ہے

ومن غيرنا باعدن كالمتسابق
اور غیروں سے وہ چھپنے والیوں کی طرح دور ہوگئیں

فاصبى رشاقتهن قلب مُرمّق
پس اُن کا حُسن اندام دیکھنے والوں کا دل لے گیا

فرحلت سجاليه ظلامُ يغسق
پس اندھیرا اُن کا چلا گیا جیساکہ وہ لوگ جو لپٹے گھونگٹ اوڑھے ہوئے ہیں

كحسن عذارانا وخدٍّ أبارق
ان باکرہ مضامین کی طرح ہوگا اور رخسار روشن ہونگے

وانست وهن الجائرين كمملق
اور میں نے ظلم کرنیوالوں کے گروہوں کو برابر زمین کیطرح کیا

ومن أردء الاوقات وقت التأزق
اور سب وقتوں سے زیادہ ردّی وقت تنگدلی کا وقت ہے

بها الذئب يعوى كالأسير المخنق
انمیں بھیڑیا چیخیں مارتا ہے جیساکہ قیدی جس کا گلا گھونٹا گیا ہو

بما صانني ربي بعين التومق
کیونکہ خدا نے اپنی محبت کی آنکھ سے مجھے بچا لیا

على غيظ نعه الحفيظ ويخفق
پس خدا ایسے دشمن کو فتح کرتا اور اُسکو تازیانہ مارتا ہے۔

فما الخوف ان تعرض وان تتعزق
پس کچھ خوف کی جگہ نہیں اگر تو کنارہ کرے یا بخل کرے

فهذا وارضوا من اكف واشرق
پس اگر ممکن ہے تو اس حالت کو ہتھیلیوں اور ہڈیوں سے مسمار کردو

حجۃ اللہ صفحہ 100 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 227، 238، 247 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 161 پر درج ہے

چونتیسویں پیشگوئی۔ یہ پیشگوئی کتاب براہین احمدیہ کے ص ۵۱۲ میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔ وہ تجھے بہت برکت دیگا یہانتک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اور اسی کے متعلق ایک کشف ہے اور وہ یہ ہے کہ عالم کشف میں میں نے دیکھا کہ زمین نے مجھ سے گفتگو کی اور کہا یَا وَلِیَّ اللّٰہِ کُنْتُ لَا اَعْرِفُکَ یعنی اے خدا کے ولی میں تجھ کو پہچانتی نہ تھی۔

پینتیسویں پیشگوئی۔ شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب رسالہ اشاعت السنۃ جو بانی مبانی تکفیر ہے اور جس کی گردن پر نذیر حسین دہلوی کے بعد تمام مکفروں کے گناہ کا بوجھ ہے اور جس کے آثار بظاہر نہایت ردّی اور یاس کی حالت کے ہیں۔ اسکی نسبت تین مرتبہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنی اس حالت پر ضلالت سے رجوع کریگا اور پھر خدا اسکی آنکھیں کھولے گا۔ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۰

اور ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں محمد حسین کے مکان پر گیا ہوں اور میرے ساتھ ایک جماعت ہے اور ہم نے وہیں نماز پڑھی اور میں نے امامت کرائی اور مجھے خیال گذرا کہ مجھ سے نماز میں یہ غلطی ہوئی ہے کہ میں نے ظہر یا عصر کی نماز میں سورۂ فاتحہ کو بلند آواز سے پڑھنا شروع کر دیا تھا پھر مجھے معلوم ہوا کہ میں نے سورۂ فاتحہ بلند آواز سے نہیں پڑھی بلکہ صرف تکبیر بلند آواز سے کہی پھر جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ محمد حسین ہمارے مقابل پر بیٹھا ہے اور اس وقت مجھے اس کا سیاہ رنگ معلوم ہوتا ہے اور بالکل برہنہ ہے پس مجھے شرم آئی کہ میں اسکی طرف نظر کروں پس اسی حال میں وہ میرے پاس آگیا میں نے اسے کہا کہ کیا وقت نہیں آیا کہ تو صلح کرے اور کیا تو چاہتا ہے کہ تجھ سے صلح کیجائے اس نے کہا کہ ہاں پس وہ بہت نزدیک آیا اور بغلگیر ہوا اور وہ اسوقت چھوٹے بچے کیطرح تھا پھر میں نے کہا کہ اگر تو چاہے تو ان باتوں سے درگذر کر جو میں نے تیرے حق میں کہیں جن سے تجھے دکھ پہنچا اور خوب یاد رکھ کہ میں نے کچھ نہیں کہا مگر صحت نیت سے اور ہم ڈرتے ہیں خدا کے اس بھاری دن سے جبکہ ہم اسکے سامنے کھڑے ہونگے اس نے کہا کہ میں نے درگذر کی تب میں نے کہا کہ گواہ رہ کہ میں نے

سراج منیر صفحہ 78 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 80 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 162 پر درج ہے

ایک برس تک انتظار کریں۔ اور یا مباہلہ کرلیں۔ ششم۔ اور اگر ان باتوں میں سے کوئی بھی نہ کریں تو مجھ سے

کیا تم میں ایک بھی سوچنے والا نہیں جو اس بات کو سوچے۔ کیا تم میں ایک بھی دل نہیں جو اس بات کو سمجھے۔ زمین نے عزت دی۔ آسمان نے عزت دی اور قبولیت پھیل گئی۔

پانچواں وہ امر جو مباہلہ کے بعد میرے لئے عزت کا موجب ہوا۔ علم قرآن میں اتمام حجت ہے۔ میں نے یہ علم پاکر تمام مخالفوں کو کیا عبدالحق کا گروہ اور کیا بٹالوی کا گروہ۔ غرض سب کو بلند آواز سے اس بات کے لئے مدعو کیا کہ مجھے علم حقائق اور معارف قرآن دیا گیا ہے۔ تم لوگوں میں سے کسی کی مجال نہیں کہ میرے مقابل پر قرآن شریف کے حقائق و معارف بیان کر سکے۔ سو اس اعلان کے بعد میرے مقابل ان میں سے کوئی بھی نہ آیا۔ اور اپنی جہالت پر جو تمام ذلتوں کی جڑ ہے انہوں نے مہر لگا دی۔ سو یہ سب کچھ مباہلہ کے بعد ہوا۔ اور اسی زمانہ میں کتاب کرامات الصادقین لکھی گئی۔ اس کرامت کے مقابل پر کوئی شخص ایک حرف بھی نہ لکھ سکا۔ تو کیا اب تک عبدالحق اور اس کی جماعت ذلیل نہ ہوئی۔ اور کیا اب تک یہ ثابت نہ ہوا۔ کہ مباہلہ کے بعد یہ عزت خدا نے مجھے دی۔

چھٹا امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت اور عبدالحق کی ذلت کا موجب ہوا۔ یہ ہے کہ عبدالحق نے مباہلہ کے بعد اشتہار دیا تھا کہ ایک فرزند اس کے گھر میں پیدا ہوگا۔ اور میں نے بھی خدا تعالےٰ سے الہام پاکر یہ اشتہار انوار الاسلام میں شائع کیا تھا کہ خدا تعالےٰ مجھے لڑکا عطا کرے گا۔ سو خدا تعالےٰ کے فضل اور کرم سے میرے گھر میں تو لڑکا پیدا ہو گیا۔ جس کا نام شریف احمد ہے اور قریباً پونے دو برس کی عمر رکھتا ہے۔ اب عبدالحق کو ضرور پوچھنا چاہئیے۔ کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا۔ کیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پا گیا یا پھر رجعت قہقری کرکے نطفہ بن گیا۔ کیا اس کے سوا کسی اور چیز کا نام ذلت ہے کہ جو کچھ اس نے کہا وہ پورا نہ ہوا۔ اور جو کچھ میں نے خدا کے الہام سے کہا خدا نے اس کو پورا کر دیا۔ چنانچہ ضیاء الحق میں بھی اسی لڑکے کا ذکر لکھا گیا ہے۔

ساتواں امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت اور قبولیت کا باعث ہوا خدا کے راستباز بندوں کا وہ مخلصانہ جوش ہے جو انہوں نے میری خدمت کے لئے دکھلایا۔ مجھے کبھی یہ طاقت نہ ہوگی کہ میں خدا کے ان احسانات کا شکر ادا کرسکوں۔ جو روحانی اور جسمانی طور پر مباہلہ کے بعد میرے وارد حال ہوگئے۔ روحانی انعامات کا نمونہ میں لکھ چکا

انجام آتھم صفحہ 311، 317 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 311، 317 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 162 پر درج ہے

یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے

بقیہ حاشیہ

کہ عبدالحق نے مباہلہ کے بعد کونسی عزت دنیا میں پائی۔ کونسی قبولیت اس کی لوگوں میں پھیلی۔ کونسے مالی فتوحات کے دروازے اس پر کھلے۔ کون سی علمی فضیلت کی پگڑی اس کو پہنائی گئی۔ صرف فضول گوئی کے طور سے ایک بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا تھا کہ تا یہی مباہلہ کا اثر سمجھا جائے۔ مگر اس کی بدبختی سے وہ دعوے بھی باطل نکلا۔ اور اب تک اس کی عورت کے پیٹ میں سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔ مگر اس کے مقابل پر خدا تعالےٰ نے میرے الہام کو پورا کر کے مجھے لڑکا عطا کیا ✦

یہ دس برکتیں مباہلہ کی ہیں جو میں نے لکھی ہیں۔ پھر کیسے خبیث وہ لوگ ہیں جو اس مباہلہ کو بے اثر سمجھتے ہیں۔ فعلیهم ان یتدبروا ویفکروا فی ھٰذہ العشرۃ الکاملۃ۔

بالآخر ہم دوبارہ ہر ایک مخالف مکفر مکذب پر ظاہر کرتے ہیں کہ وہ مباہلہ کے میدان میں آویں اور یقیناً سمجھیں کہ جس طرح خدا تعالےٰ نے عبدالحق کے مباہلہ کے بعد یہ دس قسم کا ہم پر انعام و اکرام کیا۔ اور اس کو ذلیل کیا۔ اور اس کا بیٹے کا دعویٰ بھی جھوٹا نکلا۔ اور کوئی عزت اس کو حاصل نہ ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کے تمام دعاوی کو رد کیا۔ اس سے بڑھ کر اس مباہلہ میں ہوگا۔ میں نے اُس روز بددُعا نہیں کی۔ کیونکہ وہ ناسمجھ اور غبی تھا۔ اور اس کی جہالت اس کو قابل رحم ٹھہراتی تھی مگر اب میں بددُعا کروں گا۔ سو چاہیئے کہ ہر یک مباہلہ کی درخواست کرنے والا اپنی طرف سے چھپا ہوا اشتہار شائع کرے۔ اور یہ ضروری ہوگا کہ مباہلہ کرنے والا صرف ایک نہ ہو۔ بلکہ کم سے کم دس۱۰ ہوں۔ اور چونکہ مباہلہ کے لئے ہر یک شخص بُلایا گیا ہے خواہ پنجاب کا ہو یا ہندوستان کا۔ یا بلاد عرب کا یا بلاد فارس کا۔ اس لئے یہ مشقت مخالفوں پر جائز نہیں رکھی گئی کہ وہ دور دراز سفر کر کے پہنچیں بلکہ حسب منطوق وما جعل علیکم فی الدین من حرج۔ یرید اللّٰہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔ یہ تجویز قرار پائی ہے کہ ہر ایک شخص اشتہارات کے ذریعہ سے مباہلہ کرے۔ مگر یہ شرط ضروری ہے کہ جو الہامات میں نے رسالہ انجام آتھم میں صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک لکھے ہیں۔ وہ کل الہامات اپنے اشتہار مباہلہ میں لکھے۔ اور محض حوالہ نہ دے بلکہ کُل الہامات صفحات مذکورہ کے اشتہار میں درج کرے۔ اور پھر بعد اس کے عبارت ذیل کی دُعا اس اشتہار میں لکھے۔ اور وہ یہ ہے

دُعا

اے خدائے علیم وخبیر میں جو فلاں ابن فلاں ساکن قصبہ فلاں ہوں اس شخص کو

✦ عبدالحق غزنوی نے ۱۶ جنوری ۱۸۹۷ء کو اس لعنت کی سیاہی کو دھونے کیلئے جو اس کے مُنہ پر جم گئی ہے ایک اشتہار دیا ہے اس اشتہار کا جواب مع ضمیمہ مکمل طور پر چھپ چکا ہے مگر دو باتیں قابل ذکر ہیں اول یہ کہ وہ عربی میں مقابلہ کرنے کیلئے اپنے تئیں تیار ظاہر کرتا ہے۔ بہت خوب۔ یہی نشان دیکھ لے ......

انجام آتھم صفحہ 311، 317 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 311، 317 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 162 پر درج ہے

۳۱ نہ اُٹھا! مگر پادریوں کی اطاعت کا جوا اُٹھالیا۔ پس اِن معنوں کے رُو سے بھی وہ اَبتر ٹھیرا پھر جیساکہ بیان کرچکا ہوں اِن معنوں کے رُو سے بھی اَبتر ہوا کہ اُسوقت سے جو اسکی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَر گویا اُسی دم سے خدا تعالیٰ نے اُسکی بیوی کے رحم پر مُہر لگادی اور اُسکو یہ الہام کُھلے کُھلے لفظوں میں سُنایا گیا تھا کہ اب موت کے دن تک تیرے گھر میں اولاد نہ ہوگی اور نہ آگے سلسلہ اولاد کا چلے گا اور یقیناً اُس نے اِس الہام کو توڑنے کے لئے اولاد حاصل کرنے کی غرض سے بہت کوشش کی ہوگی مگر وہ کوشش ضائع گئی۔ آخر نامُراد مرا۔ اور ابتر کے ہر ایک معنی اُسپر صادق آگئے۔ اور دُوسری طرف جو میری نسبت وہ بار بار بددُعائیں کرتا تھا کہ یہ شخص مفتری ہے ہلاک ہو جائیگا اور اولاد بھی مریگی اور جماعت متفرق ہو جائیگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اِس الہام کے بعد یعنے الہام اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَر کے بعد تین لڑکے میرے گھر میں پیدا ہوئے اور تین لاکھ سے زیادہ جماعت ہوگئی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور کئی عیسائی اور ہندو میری دعوت سے مسلمان ہوئے۔ پس کیا یہ نشان نہیں اور کیا یہ پیشگوئی پُوری نہیں ہوئی۔ اور یہ کہنا کہ سعد اللہ کے لڑکے کی عبد الرحیم کی دختر سے نسبت ہوگئی ہے اور شادی ہو جائے گی اور اولاد بھی ہوگی یہ ایک خیالی پلاؤ ہے اور محض ایک گپ ہے۔* جو ہنسی کے لائق ہے اور اس کا جواب بھی یہی ہے کہ خدا کے وعدے ٹل نہیں سکتے۔ یہ بات تو اُس وقت پیش کرنی چاہیئے کہ جب شادی ہو جائے اور اولاد بھی ہو جائے۔ بالفعل تو ایمانداری کا یہ تقاضا ہے کہ اِس بات کو غور سے سوچیں کہ جیساکہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَر

* حاشیہ۔ یہ اسی طرح کی امید ہے جیساکہ عبد الحق غزنوی ثم امرتسری نے مباہلہ کے بعد اپنی نسبت مباہلہ کا اثر یہ ظاہر کیا تھا کہ میرا بھائی مرگیا ہے اور اسکی بیوی سے میں نے نکاح کیا ہے اور اسکو حمل ہوگیا ہے اور اب اسکو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ مباہلہ کا اثر سمجھا جائیگا مگر اُس حمل کا انجام یہ ہوا کہ کچھ بھی پیدا نہ ہوا اور اب تک وہ باوجود گذرنے تیرہ برس کے نامرادی اور ذلت کی زندگی بھگت رہا ہے اور برخلاف اسکے مباہلہ کے بعد میرے گھر میں کئی لڑکے پیدا ہوئے اور کئی لاکھ انسان نے بیعت کی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور دُنیا کے کناروں تک عزت کے ساتھ میری شہرت ہوگئی اور اکثر دشمن مباہلہ کے بعد مرگئے اور ہزار ہا عالیشان آسمانی میرے ہاتھ پر ظاہر ہوئے۔ منہ

تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 444 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 444 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 162 پر درج ہے

[illegible]

آنحضرت صلعم کے والدین کے نکاح کا نتیجہ

[illegible]

حضرت مسیح موعود کے والد کا نکاح

[illegible]

قرب کے حاصل کرنے کے لئے زبانیں لکھا... [illegible]

ذہن میں نہیں آسکتی تھی۔

مولوی محمد حسین کے والد کو اگر معلوم ہوتا

[illegible]

ایک فقیہ کا مفتی الغیب انشا جذبات

[illegible]

مسیح موعود کو ماننے والے

[illegible]

مرزا بشیر الدین محمود کا خطبہ نکاح۔ روزنامہ الفضل قادیان مورخہ 2 نومبر 1922ء جلد 10 شمارہ 35	یہ حوالہ صفحہ 163 پر درج ہے

لکھے گا۔ ورنہ خود یہ لوگ کے منہ کو پکار رہا ہے۔ سمجھ جاویں گے۔ کہ جھوٹا ہے۔ کون منصف اس عذر کو سن سکتا ہے۔ کہ ایک آدمی کہتا ہے۔ کہ تمہارا وید ناقص ہے۔ تم یہ احکام وید سے نکال دو۔ اگر ناقص نہیں تم یہ جواب دیتے ہو ہمیں فرصت نہیں۔ وید یہاں موجود نہیں۔ بھلا یہ کیا جواب ہے؟ اس جواب سے تو تم جھوٹے ٹھہرتے ہو۔ جس حالت میں ہم پانسو روپیہ نقد دینا کرتے ہیں۔ لو نمونہ لکھ دیتے ہیں۔ رجسٹری کرا دیتے ہیں۔ تو پھر اگر تمہارا وید بھی کچھ چیز ہے۔ تو کس دن کے واسطے رکھا ہوا ہے۔ دس تین روز کی ہم سے مہلت لے لو۔ پنڈت دیانند کو اپنا مدد گار بنالو ہم کو وہ احکام نکال دو جو ہم نیچے قرآن مجید سے نکال کر لکھیں گے۔ یا یہ اقرار کر دو۔ کہ یہ احکام ہمارے نزدیک ناجائز ہیں۔ تب پھر انکا نا جائز ہونا لکھوا کر وید سے حوالہ دو۔ غرض تم ہمارے ہاتھ سے **کہاں بھاگ سکتے** ہو۔ اور یہ جو تم محض شرارت سے بارادہ توہین حضرت خاتم الانبیاءؐ کی نسبت بدزبانی کرتے ہو۔ یہ محض تمہاری بداصلی ہے۔ اپنے پرچہ میں بھی تم نے اسے ایسی اہانت سب پیغمبروں کی نسبت لکھی ہے۔

ہم کو خدا نے یہ شرف بخشا ہے کہ ہم سب پیغمبروں کی تعظیم کرتے ہیں

اور جیسا کہ خدا نے ہم کو فرمایا ہے۔ **نجات سب مخلوقات کی اسلام میں سمجھتے ہیں**۔ تم کو اگر حضرت خاتم الانبیاءؐ پر کچھ اعتراض ہے۔ **تو زبان تہذیب سے وہ اعتراض جو سب سے بھاری ہو تحریر کر کے پیش کرو** ہم تحریر کر دیتے ہیں۔ کہ اگر وہ اعتراض تمہارا صحیح ہوا۔ تو ہم ہزار روپیہ (نقد) ہم تم کو دینگے۔ اور تم ایک نمونہ لکھ دو کہ اگر وہ اعتراض جھوٹا نکلا۔ تو سو روپیہ بطور جرمانہ تم ہم کو دو گے۔ اور اب اگر ہماری یہ تحریر سنکر چپ ہو جاؤ۔ اور اس شرط پر بحث شروع نہ کرو۔ تو ہر ایک منصف سمجھ جائیگا۔ کہ وہ سب توہین تم نے بے ایمانی سے کی تھی۔ اکثر لوگوں کا اکثر قاعدہ ہے کہ آفتاب پر تھوکتے ہیں۔ اور بجھا ہوا چراغ لئے بیٹھے ہو۔ دنیا کو بڑی چیز سمجھ رکھا ہے۔ کہ موت سے ڈرتے نہیں۔ ورنہ **ایسے آفتاب کی توہین کرنا جو لمذ دنیا تا ہے** نری حرمزدگی ہے۔ چھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے۔ کہ جاہلوں کے روبرو آپسے لاف گزاف مارتے ہیں۔ مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دیکر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے۔ وہیں داخل ہو جاتے ہیں۔ اب ہم نیچے وہ احکام **قرآن مجید** کے لکھتے ہیں۔ کہ جن میں ہمارا یہ دعویٰ ہے۔ کہ وید میں یہ تمام احکام ضرور یہ ہرگز موجود نہیں۔ اسلئے وید ناقص تعلیم ہے۔ اور تم کہتے ہو کہ ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ **ہرگز نہیں اور لعنت اس شخص پر کہ جھوٹا ہے**۔

اوّل۔ خدا تعالیٰ کی نسبت جو احکام قرآن مجید کے ہیں۔ خلاصہ آیات کا نیچے لکھتا ہوں۔

(۱) تم خدا کو اپنے جسموں اور روحوں کا رب سمجھو۔ جس نے تمہارے جسموں کو بنایا۔ اسی نے تمہاری روحوں کو پیدا کیا۔ وہی تم سب کا خالق ہے۔ اس بن کوئی چیز موجود نہیں ہوئی۔

(۲) آسمان اور زمین اور سورج اور چاند اور جتنی نعمتیں زمین آسمان میں نظر آتی ہیں۔ یہ کسی عمل کنندہ کے عمل کی پاداش

یہ حوالہ صفحہ 163 پر درج ہے	حیات احمد، حضرت مسیح موعود کے سوانح حیات جلد دوم نمبر اول صفحہ 25 از یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان

کیا تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار مکہ کے قریش نے کیا۔ یہودیوں نے کہا کہ یہ وہ مسیح نہیں ہے جس کی آمد کی خبر ہے کہ وہ گئی نیدہ زمانہ میں آویگا۔ بلکہ یہود تو ابتک مسیح کے انتظار میں ہیں۔

اُس شخص نے کہا کہ کیا ہم یہودی ہیں۔ میں نے کہا کہ تم اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھو کہ مرزا سے قول و فعل کسسے ملتے جلتے ہیں۔ اس بات پر وہ شخص سخت غضبناک ہوکر کہنے لگا۔ دیکھو جی مرزا رات کو لنگا ئی سے بدکاری کرتا ہے اور صبح کو بے غسل لوڑا ابھرا ہوا ہوتا ہے اور کہدیتا ہے کہ مجھے یہ الہام ہوا اور وہ الہام ہوا میں مہدی ہوں مسیح ہوں۔ مجھ جیسا انسان غیرت مند کب روا رکھہ سکتا تھا کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام (فداہ جانی وروحی ونفسی وامی وابی) کی نسبت ایسا گندہ جملہ سُن سکے۔ بس میں نے اُسکے ایک ایسا تھپڑ مارا کہ اُسکی ٹوپی پگڑی سر پر سے اُتر کر دور جا پڑی اور کہا او مردود دشمن مقبول الٰہی تو ایسا جملہ ناپاک ایسے صادق مصدوق طاہر و مطہر انسان کی نسبت اور میرے سامنے بکتا ہے۔ اور نہیں جانتا کہ میں اُنکا خادم اور مرید ہوں اور وہ میرے آقا اور مرشد اور رہنما ہیں۔ خبردار جو آج سے میرے پاس آیا۔ اور یا مجھ سے ملا میئے

سلہ یعینہ وہی الفاظ ہیں جو اُس مردود کے مُنہ سے نکلتے تھے۔ میں نے وہی الفاظ نقل کر دیئے ہیں۔ تا کہ اُس کا انجام سُنکر لوگوں کو بھی عبرت ہو۔ سنہ

تذکرہ المہدی صفحہ 157 از پیر سراج الحق نعمانی قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 163 پر درج ہے

ممد و معین ہیں۔ خاوندوں کی حاجت براری کے بارے میں جو عورتوں کی فطرت میں ایک نقصان پایا جاتا ہے جیسے ایام حمل اور حیض و نفاس میں یہ طریق بابرکت اُس نقصان کا تدارک تام کرتا ہے اور جس حق کا مطالبہ مرد اپنی فطرت کی رو سے کر سکتا ہے وہ اُسے بخشتا ہے۔ ایسا ہی مرد اور کئی وجوہات اور موجبات سے ایک سے زیادہ بیوی کرنے کیلئے مجبور ہوتا ہے۔ مثلاً اگر مرد کی ایک بیوی تغیّرِ عمر یا کسی بیماری کی وجہ سے بدشکل ہو جائے تو مرد کی قوّتِ فاعلی جس پر سارا مدار عورت کی کارروائی کا ہے بیکار اور معطل ہو جاتی ہے لیکن اگر مرد بدشکل ہو تو عورت کا کچھ بھی حرج نہیں کیونکہ کارروائی کی کل مرد کو دی گئی ہے اور عورت کی تسکین کرنا مرد کے ہاتھ میں ہے۔ ہاں اگر مرد اپنی قوّتِ مردی میں قصور یا عجز رکھتا ہے تو قرآنی حکم کے رو سے عورت اُس سے طلاق لے سکتی ہے اور اگر پوری پوری تسلی کرنے پر قادر ہو تو عورت یہ عذر نہیں کر سکتی کہ دوسری بیوی کیوں کی ہے۔ کیونکہ مرد کی ہر روزہ حاجتوں کی عورت ذمہ وار اور کار برار نہیں ہو سکتی اور اس سے مرد کا استحقاق دوسری بیوی کرنے کے لئے قائم رہتا ہے۔ جو لوگ قوی الطاقت اور متقی اور پارسا طبع ہیں اُن کیلئے یہ طریق نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ بعض اسلام کے مخالف نفس امّارہ کی پیروی سے سب کچھ کرتے ہیں مگر اس پاک طریق سے سخت نفرت رکھتے ہیں کیونکہ بوجہ اندرونی بے قیدی کے جو اُن میں پھیل رہی ہے اُن کو اس پاک طریق کی کچھ پروا اور حاجت نہیں۔ اس مقام میں عیسائیوں پر سب سے بڑھ کر افسوس ہے کیونکہ وہ اپنے مسلّم النبوت انبیاء کے حالات سے آنکھ بند کر کے مسلمانوں پر ناحق دانت پیسے جاتے ہیں۔ شرم کی بات ہے کہ جن لوگوں کا اقرار ہے کہ حضرت **مسیح** کے جسم اور وجود کا خمیر اور اصل جڑھ اپنی ماں کی جہت سے وہی کثرت ازدواج ہے جس کی حضرت **داؤد** (مسیح کے باپ) نے نہ دو نہ تین بلکہ سَو بیوی تک نوبت پہنچائی تھی وہ بھی ایک سے زیادہ بیوی کرنا زنا کرنے کی مانند سمجھتے ہیں اور اس پُر خبث کلمہ کا نتیجہ جو حضرت **مریم**

آئینہ کمالات اسلام صفحہ 282 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 282 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 164 پر درج ہے

تباہی کا زمانہ ہے یہ وہی زمانہ تھا اور جس ساعت کے یہ لوگ منتظر ہیں اس کا تو ابھی کہیں پتہ بھی نہیں ہے ایک پہلو سے اول مسیح کے وقت یہودیوں نے بدبختی لے لی اور دوسرے وقت میں نصاریٰ نے بدبختی کا حصہ لے لیا مسلمانوں نے بھی پوری مشابہت یہود سے کرلی۔ اگر ان کی سلطنت یا اختیار ہوتا تو جناب سے ساتھ بھی مسیح والا معاملہ کرتے۔

نشانوں کے ظہور کا وقت

جس طرح کھاگو بھینس کا دودھ نکالنا بہت مشکل ہے اسی طرح خدا کے نشان بھی سخت تکلیف کی حالت میں اترا کرتے ہیں جیسے حضرت موسیٰ کو بنی اسرائیل نے کہا تھا کہ اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ (الشعراء : ۳) وہ ایسا سخت مشکل کا وقت تھا کہ آگے سے بھی اور پیچھے سے بھی ان کو موت ہی موت نظر آتی تھی سامنے سمندر اور پیچھے فرعون کا لشکر۔ اس وقت موسیٰ نے جواب دیا كَلَّا اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ (الشعراء : ۳)

پس ایسی ضرورتوں اور ابتلا کے اوقات میں نشان ظاہر ہوا کرتے ہیں جبکہ ایک قسم کی جان کندنی پیش آجاتی ہے چونکہ خدا کا نام غیب ہے اس لئے جب نہایت ہی اشد ضرورت آبنتی ہے تو امور غیبیہ ظاہر ہوا کرتے ہیں لیکھرام کے قتل کی طرز اور وضع اور وقت اور تاریخ وغیرہ سب کچھ کس صفائی سے بتلایا گیا۔ مگر بے ایمانوں کے واسطے تھوڑا سا شبہ اور ایمان والوں کے واسطے تھوڑی سی بات ایمان کے لئے باقی رکھ لی تھی بے ایمانی کی بات ہی ہوئی جو کہا کہ شاید ان کی جماعت میں سے کسی نے اس کو قتل کردیا ہو۔

(بعد از نماز مغرب)

بعد ادائے نماز مغرب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حسب معمول اجلاس فرما ہوئے تو قادیان میں جو چوڑھوں میں چند آدمی مرگئے ہیں بہ ایں وجہ کہ ان ایام میں انہوں نے کئی ہلاک شدہ بھینسیں کھائی تھیں ان کا ذکر ہوکرتے ہوئے آخر طاعون کا تذکرہ ہو پڑا فرمایا :-

خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہو

ایک بار مجھے الہام ہوا تھا کہ خدا قادیان میں نازل ہوگا اپنے وعدہ کے موافق اور پھر یہ بھی تھا۔ "اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ عید الفطر

خوشی میں غم اور غم میں خوشی کا خیال رہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۷ جنوری ۱۹۳۴ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

اسلامی تعلیم اور دوسرے مذاہب کی تعلیم میں ایک

مابہ الامتیاز

جو نظر آتا ہے۔ وہ بہت نمایاں ہے۔ گو سب مذاہب کی تعلیموں میں

ایک حد تک اشتراک

پایا جاتا ہے۔ اسلام اگر نماز کا حکم دیتا ہے۔ تو ہر مذہب میں کسی نہ کسی شکل میں خدا کی عبادت کی جاتی ہے۔ اسلام اگر روزہ کا حکم دیتا ہے تو دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں جس میں روزہ کی کوئی نہ کوئی شکل نہ رکھی گئی ہو۔ اسلام میں اگر حج ہے۔ تو ہر قوم اور ہر مذہب میں کوئی نہ کوئی مقدس مقام ہے جہاں جانا ضروری سمجھا جاتا ہے اگر اسلام نے زکوٰۃ کی تعلیم دی ہے۔ تو ہر مذہب میں صدقہ و خیرات کی تعلیم پائی جاتی ہے۔ اور ہندو، عیسائی، یہودی، زرتشتی سب مذاہب میں یہی تعلیم موجود ہے۔ پس

اجمالی رنگ

میں اگر دیکھا جائے۔ تو اسلامی تعلیم اور دوسرے مذاہب میں کوئی فرق نہیں۔ اسی لئے وہ لوگ جنہوں نے

تفصیلات اور انکی اہمیت

پر غور نہیں کیا ہوتا۔ کہہ دیتے ہیں۔ کہ سب مذاہب ایک ہی ہیں اور کوئی فرق ان میں نہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ سب نے خدا کی یاد اور اس کی عبادت کا حکم دیا ہے۔ سب نے نماز روزہ کا حکم دیا ہے۔ پھر کیوں کسی کو ناقابل عمل کہیں یا کسی کو قابل عمل۔ اور کسی کو سچا کسی کو ناقص سمجھیں۔ مگر سب نے گو اجمالی تعلیم یکساں دی ہے۔ لیکن تفصیلات میں اتنا

زمین و آسمان میں

جسم کا ہر حصہ بالکل ننگا

نام دونوں کا لباس ہے

امیر غریب الگ الگ

سب سے زیادہ عابد تقیدوں والے

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ — عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

ٹیلیفون نمبر ۹۱ | رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

شرح چندہ پیشگی: سالانہ ... ششماہی ... سہ ماہی ... بیرون ہند ... | ایڈیٹر غلام نبی

قیمت فی پرچہ ایک آنہ | تار کا پتہ الفضل قادیان

خطبہ نمبر ۲۸

روزنامہ الفضل قادیان

THE DAILY ALFAZL, QADIAN

جلد ۲۶ مورخہ ۵ رجب ۱۳۵۷ھ یوم چہارشنبہ مطابق ۳۱ اگست ۱۹۳۸ء نمبر ۲۰۰

مدینۃ المسیح

قادیان ۳۰ اگست۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۹ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو آج دن بھر کھنچے اور سر درد کی تکلیف رہی۔ حضرت خدا تعالیٰ کے فضل سے طبیعت اچھی ہے۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کے متعلق آج کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضرت ممدوحہ کو سر درد کی تکلیف ہے۔ آپ کو بطور علاج مسہل دیا گیا ہے۔ احباب دعائے صحت کرتے رہیں۔

صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب بیرسٹر ایٹ لاء حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے متعلق آج ... سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ان کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

... صاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر بیت المال ... کے بعض امور کی سرانجام دہی کے لئے سندھ ... نے بھیجے گئے ہیں۔ ان کی جگہ خان صاحب منشی ... علی صاحب جائنٹ ناظر بیت المال کام کریں گے۔

نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے مولوی محمد سلیم ... گیانی واحد حسین صاحب اور مولوی دل محمد صاحب ... پور کے جلسہ میں شمولیت کے لئے بھیجے گئے ہیں۔

... بعد نماز عشاء مسجد دارالرحمت میں مولوی ... صاحب نے ... پر تقریر کی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے حالات سنائے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اولیاء اللہ کے دشمنوں کے پاس صرف لفاظی اور زبانی قیل و قال رہ جاتی ہے

... انکار اولیاء اور ان سے دشمنی رکھنا اول انسان کو غفلت اور دنیا پرستی میں ڈالتا ہے اور پھر اعمال حسنہ اور افعال صدق اور اخلاص کی ان سے توفیق چھین لیتا ہے اور پھر انوار سلب ایمان کا موجب ہو کر دینداری کی اصل حقیقت اور مغز سے اس کو بے نصیب اور بے بہرہ کر دیتا ہے اور یہی معنے ہیں اس حدیث کے کہ من عاد ولیا لی فقد اذنتہ للحرب۔ یعنے جو میرے ولی کا دشمن بنتا ہے۔ تو میں اس کو کہتا ہوں کہ بس اب میری لڑائی کے لئے طیار ہو جا۔ اگرچہ اوائل عداوت میں خداوند کریم و رحیم کے آگے ایسے لوگوں کی طرف سے کسی قدر عدم معرفت کا عذر ہو سکتا ہے۔ لیکن جب اس ولی اللہ کی تائید میں جا بجا اور ہر طرف سے نشان ظاہر ہونے شروع ہوتے ہیں۔ اور نور قلب اس کو شناخت کر لیتا ہے۔ اور اس کی قبولیت کی شہادت آسمان اور زمین دونوں کی طرف سے بآواز بلند کانوں کو سنائی دیتی ہے۔ تو نعوذ باللہ اس حالت میں جو شخص عداوت اور بغض سے باز نہیں آتا۔ اور طریق تقویٰ کو بکلی الوداع کہکر دل کو سخت کر لیتا ہے۔ اور بغض اور دشمنی سے برونق در پھیلا رہتا ہے۔ تو اس حالت میں وہ حدیث مذکورہ بالا کے ماتحت آ جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ بڑا کریم و رحیم ہے ... وہ انسان کو ہلاک نہیں کرتا۔ لیکن جب انسان ناانصافی ... کرتا کرتا حد سے گزر جاتا ہے۔ اور بہرحال اور ہر ... ...

اور اس باغ کو جلانا چاہتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے طیار کیا ہے۔ تو اس صورت میں قدیم سے اور جب سے کہ سلسلہ نبوت کی بنیاد ڈالی گئی ہے۔ عادۃ اللہ یہی ہے کہ وہ ایسے مفسد کا دشمن ہو جاتا ہے اور سب سے پہلے دولت ایمان اس سے چھین لیتا ہے۔ تب مجسم کی طرح صرف لفاظی اور زبانی قیل و قال اس کے پاس رہ جاتی ہے۔ اور جو نیک بندوں کی خدا تعالیٰ کی طرف سے انس اور شوق اور ذوق اور محبت اور تبتل اور تقویٰ کی ہوا آتی ہے وہ اس سے کھوئی جاتی ہے۔ اور وہ خود محسوس کرتا ہے کہ ایام موجودہ میں وہ سب امور ... جو پہلے اس کو رقت اور انشراح اور بسط اور خدا کی طرف جھکنے اور دنیا اور اہل دنیا سے بیزار ہونے کی حالت دل میں موجود تھی اور جس طرح سچے مومن کو ہمیشہ اس کی آگ کرتی تھی۔ کہ وہ خدا کے صادق بندوں میں سے ہو۔ ... وہ چمک بکلی اس کے اندر سے جاتی رہی ہے۔ اور دنیا طلبی کی ایک آگ اس کے اندر بھڑک اٹھتی ہے اور ان کا ... سے اس کو کبھی خیال نہیں آتا۔ کہ ... اچھا کرکے دکھلایا ... نیک اور پاک ... معجزہ ... ...

از ... ... رکھے ...

اور جسے موجودہ منافق غلط قرار دے رہے ہیں۔ اس نے آپ ہی آپ ایک بات قرآن کریم میں لکھ دی۔ حالانکہ اسے چاہئے تھا۔ وہ پہلے ان منافقوں سے مشورہ لیتا اور پوچھتا کہ منافق کون ہوتا ہے۔ پھر جو تعریف یہ بتاتے اسے قرآن میں نازل کرتا۔ لیکن اس قدر اعتراضات کرنے کے باوجود ہر خط میں بڑا اخلاص بھی ظاہر کیا ہوا ہوتا ہے۔ اور لکھا ہوتا ہے۔ ہم سلسلہ کے خادم ہیں۔ مگر

اس کی سلسلہ سے محبت کا اندازہ

اسی سے ہو سکتا ہے۔ کہ ایک خط میں جس کے متعلق اس نے تسلیم کیا ہے کہ وہ اسی کا لکھا ہوا ہے۔ اس نے یہ تحریر کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود ولی اللہ تھے۔ اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کر لیا۔ تو اس میں حرج کیا ہوا۔ پھر لکھا ہے۔ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض نہیں۔ کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے۔ کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔ اس اعتراض سے پتہ لگتا ہے۔ کہ یہ شخص بنفاق طبع ہے۔ اس لئے کہ ہمارا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ اعتقاد ہے۔ کہ آپ نبی اللہ تھے۔ مگر پیغامی اس بات کو نہیں مانتے اور وہ آپ کو صرف ولی سمجھتے ہیں۔

تو جب کوئی شخص ایک سچائی پر اعتراض کرتا ہے۔ تو اسے لازماً

دوسری سچائیوں پر بھی اعتراض

کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً مصری صاحب کو سب سے پہلے میری خلافت میں نقائص نظر آئے۔ اب اس کا لازمی نتیجہ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ پر بھی ان کا حملہ ہو۔ کیونکہ جس طرح میں خلیفہ ہوں۔ اسی طرح وہ بھی خلیفہ تھے۔ جس طرح میں یہ کہتا ہوں۔ کہ خدا نے مجھے خلیفہ بنایا ہے۔ کسی انسان نے نہیں بنایا۔ اسی طرح آپ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ اور کسی انسان کی یہ طاقت نہیں۔ کہ مجھے خلافت سے معزول کرے۔ پھر آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو شخص میری خلافت پر اعتراض کرے گا۔ وہ ابلیس بن جائے گا۔ اور جب میں مر جاؤں گا۔ تو پھر وہی کھڑا ہو گا۔ جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اس کو آپ کھڑا کرے گا۔

پس جب انہوں نے بھی یہی باتیں کہی ہیں۔ تو معترض اپنے دل میں سوچتا اور کہتا ہے۔ اگر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی باتیں صحیح تھیں۔ تو موجودہ خلافت پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اور اگر موجودہ خلافت قابل اعتراض ہے۔ تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی خلافت بھی باطل ہے۔ اور چونکہ اس کے دل میں بغض ہوتا ہے۔ اس لئے وہی اعتراض جو وہ مجھ پر کرتا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ پر بھی کر دیتا ہے۔ اور اس طرح ان کی خلافت کا بھی منکر ہو جاتا ہے۔ پھر اس سے اور جب وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان پیشگوئیوں کو دیکھتا ہے جو آپ نے میرے متعلق فرمائیں۔ آپ کی ان دعاؤں کو پڑھتا ہے۔ جو آپ نے میرے لئے اور اپنی باقی تمام اولاد کے لئے کیں۔ تو اسے کہنا پڑتا ہے۔ یہ بھی غلط ہیں۔ وہ پیشگوئیاں سنتا اور کہتا ہے۔ یہ پوری نہیں ہوئیں۔ اور دعاؤں کا ذکر سنتا ہے تو کہتا ہے۔ ہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعائیں بیشک کی تھیں مگر وہ قبول نہیں ہوئیں۔ ان کم بختوں کی دعائیں تو قبول ہو جائیں۔ لیکن اگر دعائیں قبول نہ ہوں۔ تو خدا کے مسیح اور اس کے نبی کی! اپنے متعلق تو ان کا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ وہ بار بار کہتے ہیں۔ ہم دعا کریں گے۔ اللہ ہمیں غلبہ دے گا۔ اللہ ہماری سنتا ہے۔ مگر گویا مسیح موعود ہی نعوذ باللہ احرار کے قول کے مطابق کذاب اور دجال تھا۔ کہ خدا نے اس کی دعاؤں کو نہ سنا۔ وہ سنتا ہے۔ تو انہی بنافقوں اور بدباطنوں کی۔

پھر یہ لکھنے والا مجھے لکھتا ہے۔ تم نے

جماعت سے نذرانے

وصول کر کر کے اسے غریب کر دیا۔ تم اس وقت یہاں ہزاروں کی تعداد میں موجود ہو۔ کیا تم میں سے کوئی ایک شخص بھی قسم کھا کر کہہ سکتا ہے۔ کہ میں نے کبھی ایک پیسے کا بھی اس سے فائدہ اٹھایا ہو۔ میرا طریق ہمیشہ یہ ہے کہ بعض دوست میرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ہم فلاں چیز آپ کے لئے لانا چاہتے ہیں۔ وہ کس سائز کی ہو۔ مثلاً بوٹ کا کیا سائز ہو۔ یا جرابیں کس سائز کی ہوں۔ مگر میں کبھی انہیں جواب نہیں دیتا۔ سوائے اس کے کہ بعض دفعہ کوئی پیچھے پڑ کر پاؤں کا ناپ لے لے تو یہ دوسری بات ہے۔ ورنہ میں نے کبھی کسی کو ایسی باتوں کا جواب نہیں دیا۔ بلکہ بعض تو کئی کئی خط لکھتے ہیں۔ اور جب میں جواب نہیں دیتا تو وہ شکایت کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں شاید میں ان کے تحفوں کا اس لئے جواب نہیں دیتا۔ کہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہوں۔ حالانکہ میں جواب اس لئے نہیں دیتا۔ کہ یہ بات میری طبیعت کے خلاف ہے۔ اور میں اسے بھی سوال کا ایک رنگ سمجھتا ہوں۔ ہاں اگر کوئی دوست خود بخود کوئی تحفہ دے جائے تو میں اسے رد بھی نہیں کرتا۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے یہ امر ثابت ہے کہ آپ ایسے تحائف قبول فرما لیا کرتے تھے اور آپ نے فرمایا بھی ہے۔ کہ بغیر اشراف نفس یعنی بغیر نفس کی خواہش کے اگر کوئی شخص تحفہ دے تو اسے قبول کر لو۔ بارک اللہ لک فیہ اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت دے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ایسے تحائف قبول کر لیا کرتے۔ آخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تجارت نہیں کیا کرتے تھے آپ کی کوئی جائداد بھی نہیں تھی۔ پھر آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں کوئی اجر نہیں مانگتا۔ ایسی صورت میں صحابہ میں سے اگر کوئی اپنی مرضی سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیۃً کچھ پیش کرتا۔ تو آپ اسے قبول فرما لیتے۔ اور اگر کوئی آپ کی اپنی مرضی سے خدمت کرتا اور پھر اس کا احسان جتاتا ہے۔ تو اس سے بڑا بے حیا اور کمینہ شخص اور کون ہو سکتا ہے۔ اور کب اسے کہا گیا تھا۔ کہ مجھے دو۔ میں تو اس طرح میں ہمیشہ کہتا رہتا ہوں۔ کہ مجھے کچھ مت دو۔ اور اگر کوئی مجھ سے کچھ لانے کے لئے پوچھتا بھی ہے تو میں اسے جواب نہیں دیتا۔ ایسی حالت میں بغیر میری خواہش کے اگر کوئی شخص مجھے نذرانہ دیتا ہے تو وہ اپنی مرضی سے دیتا ہے۔ میں نے کبھی کسی سے نذرانہ نہیں مانگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے ایام میں سیالکوٹ کے ایک زمیندار دوست نے میرے ہاتھ پر چونی رکھ دی۔ مجھے یاد ہے۔ کہ اس وقت شرم کے مارے میرا جسم پسینہ پسینہ ہو گیا۔ اور میں اس مجلس سے بھاگا۔ اور سیدھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پہنچا۔ اور وہ چونی آپ کے سامنے پیش کر دی۔ اور عرض کیا کہ ایک شخص نے آج میرے ہاتھ پر یہ چونی رکھ دی ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ محسوس کرتے ہوئے۔ کہ مجھے اس کا فعل اچھا نہیں لگا۔ فرمایا نہیں اس کے جذبے کی قدر کرنی چاہئے جس نے جو کچھ کیا ہے۔ محبت کے ماتحت کیا ہے۔ تمہاری ہتک کرنے کے خیال سے نہیں کیا۔ حدیث میں بھی آیا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے کچھ دے۔ تو وہ لے لو۔ چنانچہ اب اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے مجھے کچھ دے دے۔ تو میں لے لیتا ہوں۔ ورنہ مانگنے کے لحاظ سے کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا۔ میں نے کبھی کسی سے کچھ مانگا ہو۔ باقی رہے چندے سو اگر میں نے اپنے لئے [illegible] نذرانے لینے ہوتے تو [illegible]

روزنامہ اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ 31 اگست 1938ء

یہ حوالہ صفحہ 166 پر درج ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

روزنامہ الفضل قادیان

جلد ۲۶ | ۲۰ ماہ امان ۱۳۱۷ ہش | ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۵۷ ھ | ۲۰ مارچ ۱۹۳۸ء | نمبر ۶۶

مدینۃ المسیح

[illegible]

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے

تازہ رویا و کشوف

مرتبہ مولوی عبدالعزیز صاحب [illegible] الفضل

فرمایا۔ چار پانچ دن ہوئے میں نے رویا میں دیکھا کہ میں ایک انگریز ڈاکٹر [illegible] ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی وبا پھیلی ہوئی ہے۔ [illegible] اس سلسلہ میں ہدایات دے رہا ہوں۔ [illegible] ڈاکٹر [illegible] ضروری باتوں [illegible] سمجھانا ضروری سمجھتا ہوں۔ میں نے [illegible] بتائی ہیں کہ فلاں قسم کی دوائی استعمال کی جائے۔ اور فلاں فلاں باتوں کی طرف خاص خیال رکھا جائے [illegible] بیان کرنے کے [illegible]

جس وقت میں یہ کہتا ہوں کہ جو کچھ [illegible] وہ بھول گیا ہے [illegible] دعا کے لئے [illegible] لکھا جائے۔ چنانچہ میں نے اس شخص سے کہا کہ ٹھیک ہے یہی میرا مطلب تھا [illegible] کہ دعا بھی ضروری چیز ہے [illegible] کے بعد میں بیدار ہو گیا۔ بیداری کے بعد مجھ پر کشفی حالت طاری ہو گئی اور میں نے کشفی حالت میں دیکھا کہ میرے [illegible] ہاتھ میں ایک دوائی کی شیشی ہے۔ اس کا رنگ [illegible] اور وہ دوائی سرخ رنگ کی ہے [illegible] حالت جاتی رہی۔

حضور نے تعبیر [illegible] فرمایا [illegible]

[illegible]

ایڈیٹر [illegible] | پرنٹر [illegible] قادیان میں چھپا اور [illegible] شائع کیا

روزنامہ اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ 31 اگست 1938ء

یہ حوالہ صفحہ 166 پر درج ہے

چونکہ ایک دوسرے کے قریب ہوتے جا رہے ہیں۔ ان میں سے ایک دوسرے پر اس طرح گرا ہے جس طرح کہ جانور جفتی کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ جب ایک دوسرے پر کودنے کی کوشش کرتا ہے تو میں نے دیکھا کہ دوسرے نے اوپر گرنے والے بچھو کو زور سے ڈنگ مارا اور وہ اچھل کر سامنے جا پڑا۔ پھر اس نے دوسرے کی طرف منہ کر کے آگ کا شعلہ نکالنا شروع کیا جو اوپر تک جاتا ہے۔ اور دوسرے نے بھی اس کے جواب میں آگ کا شعلہ نکالنا شروع کر دیا۔ اور وہ دو ان شعلوں کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی کرتے ہیں۔ اس کے بعد بچھو اور بچھو پیدا ہو گئے۔ ان کے قد بھی اسی طرح سات آٹھ گز کے قریب تھے۔ پھر انہوں نے بھی آگ کے شعلوں سے لڑائی شروع کر دی۔ اور ان کے شعلوں کا نظارہ نہایت ہیبت ناک تھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ یکدم ایک بچھو نے پلٹا کھایا اور آدمی کی شکل اختیار کر لی۔ اور اس نے اس کمرہ کی طرف بڑھنا شروع کیا جہاں میں بیٹھا تھا۔ میں گھبرا کر وہاں سے چل پڑا ہوں۔ اس وقت مجھے پیچھے کی طرف سے آواز آئی ہے معلوم نہیں کہ وہ فرشتے کی آواز ہے یا کسی کی کہ قرآن پڑھو۔ قرآن پڑھو۔ اس آواز کے آتے ہی میں نے قرآن شریف بلند اور سریلی آواز سے پڑھنا شروع کر دیا۔ میں نے محسوس کیا کہ میری آواز نہایت سریلی اور بلند ہے اور میں جس طرف سے گذرتا ہوں میری آواز پہاڑوں اور میدانوں میں گونج پیدا کر دیتی ہے۔ گویا ساری دنیا میں پھیل رہی ہے۔ اور جس کے کانوں میں وہ آواز پڑتی ہے وہ بھی قرآن پڑھنے لگ جاتا ہے۔ میں چلتا جاتا ہوں اور قرآن کریم پڑھتا جاتا ہوں۔ چاروں طرف سے قرآن کریم کی صدائیں میرے کانوں میں آ رہی ہیں۔ میری آواز کے بعد میں نے محسوس کیا کہ کوئی عورت بھی قرآن کریم پڑھتی ہوئی میرے پیچھے آ رہی ہے۔ یا ذکر کر رہی ہے۔ رستہ میں کئی ہال آتے ہیں جن کے کمرے نہایت خوبصورت اور عالیشان ہیں۔ اور ان کمروں میں خوبصورت کوچیں اور کرسیاں بچھی ہوئی ہیں۔ میں رستہ چلتے ہوئے کسی چیز کو ایک طرف کر کے نہیں گذرتا۔ بلکہ جو چیز رستے میں آتی ہے اسے سیدھا پھلانگ کر گذرتا ہوں۔ اور ادھر ادھر سے گذرنے کی بجائے میں رستہ کی کوشش نہیں کرتا۔ بہت بڑے بڑے ہال میرے رستہ میں آتے ہیں میں ان کے اندر سے ان کے سامانوں پر پاؤں رکھ کر پھلانگ کر گذر جاتا ہوں۔ آخر ایک ایسی جگہ میں پہنچا ہوں جہاں ایک میدان ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہاں ایک باغ ہے جس میں میرا مکان ہے۔ میرے پیچھے پیچھے وہ عورت بھی وہاں پہنچ گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جنت میں میرے ساتھ رہنے کے لئے آئی ہے۔ وہ بہت ہی خوبصورت عورت ہے۔ میں اس کی ٹھوڑی پکڑ کر کہتا ہوں۔ کیا تم بھی جنت میں میرے ساتھ رہو گی۔ اس نے کہا ہاں میں آپ کے ساتھ جنت میں رہوں گی۔ میں نے اسے کہا کہ تمہیں میری بیویوں کے ساتھ رہنا پڑے گا۔ وہ کچھ حیرت ظاہر کرتی ہے کہ بیویوں کے ساتھ! لیکن اس نے انکار نہیں کیا۔ اس وقت یکدم میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ خوبصورت صورت اللہ تعالیٰ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ میرے ساتھ جنت میں رہیگا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

حضور نے تعبیر کرتے ہوئے فرمایا۔ جہاں تک میں نے اس خواب پر غور کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس خواب میں روحانی علم سکھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرمایا ہے یا شمس یا قمر۔ اے سورج اے چاند۔ سورج کی خاصیت یہ ہے کہ وہ چاند کو روشنی دیتا ہے۔ اور چاند کی خاصیت یہ ہے کہ وہ سورج سے روشنی لیتا ہے گویا اس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سورج کہا اور خود چاند بنا۔ اسی طرح عورت مرد سے نطفہ لیتی ہے۔ اور مرد نطفہ دیتا ہے سورج کا تعلق مرد سے ہے۔ اور چاند کا قائم مقام عورت ہے اس وقت بعض لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض کیا کہ خود سورج بنے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو چاند بنایا ہے اور اب بھی لوگ اعتراض کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو عورت دیکھا۔ اصل بات یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ اس لئے وہ خود اپنے آپ کو بندوں پر ظاہر کرتا ہے۔ اور جس کے ذریعہ سے اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے وہ انبیاء اور اولیاء کا وجود ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار۔ آنکھیں اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ خود آنکھوں تک پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا چہرہ پردے میں ہوتا ہے۔ نبی آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے چہرہ کو لوگوں کے لئے روشن کر دیتا ہے۔ اور دوسری طرف نبی کا نور ذاتی نہیں ہوتا۔ بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور ملتا ہے اس لئے وہ چاند ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سورج۔ غرض مختلف نقطہ نگاہ سے مختلف نام خدا تعالیٰ کے بندوں کو ملتے ہیں۔ ایک جہت سے وہ سورج ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ چاند اور دوسری جہت سے وہ چاند ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سورج جیسے کوئی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے لئے فنا کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنی صفت رحمانیت کو ظاہر کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے اپنی صفات کو اس کے منشاء کے مطابق ظاہر کرتا ہے۔ اس کے لئے کبھی ایک رنگ میں خدا تعالیٰ اپنے بندے کی خوشی میں اپنی خوشی شامل کر کے زوجہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کا مقرب ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ بن جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے کان بن جاتا ہے جن سے وہ سنتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی آنکھیں بن جاتا ہے جن سے وہ دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے پاؤں بن جاتا ہے جن سے وہ چلتا ہے گویا جس طرح الہامیہ اور آنکھیں

کے تابع ہوتی ہیں جب
ہے تو وہ پکڑتے ہیں
تو وہ نہیں سنتے
کرتا ہے دیکھو تو وہ دیکھ
نہیں دیکھنا چاہتا وہ نہ
طرح اللہ تعالیٰ کی صفات
کے مطابق ظاہر ہونے لگتی ہیں
جاتا ہے کہ اس طرح ہو تو وہ
جاتا ہے۔ جیسا کہ بعض دفعہ بچے
ہے یوں کرو تو وہ کرتی چلی جاتی
ماں بچوں پر حاکم ہوتی ہے
دلجوئی کے لئے اس طرح
ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے
بھی ایسے مقام پر پہنچ
کہ جو وہ کہتے ہیں اللہ
کر دیتا ہے۔ اس مقام
نے اختیار کرنے کا مقام
اللہ تعالیٰ نے یہ رویا
کو بشارت دی ہے کہ
جماعت کی ترقی کے لئے
صفات میرے تابع کی گئی
کے لئے ہیں۔ خواب میں
دیکھے ہیں۔ اور اس کے سا
آئی کہ پڑھو قرآن۔ اس
نے جماعت کو یہ سبق دیا ہے
سے بچنے کا ذریعہ صرف قر
ہے۔ اور بچھوؤں کے
ایک اور نکتہ بھی حل ہو گیا
اور عیسائی لٹریچر میں
کہ دوزخ میں انسان کو بچھو
تو اس خواب نے اس کو حل
دوزخی آپس میں ہی ایک دو
کاٹیں گے۔ اور وہ لوگ
طبیعت رکھنے والے ہیں ان
ان کو بچھوؤں کی شکل دے
ورنہ دوزخ میں کہیں
سے بچھو لا کر نہیں
جائیں گے۔
اس رویا میں جماعت کے لئے
ذکر میں بھی بشارت ہے
اس عورت سے کہا کہ میری
کے ساتھ تمہیں رہنا ہو گا
رضامند ہو گئی۔ جنت میں

قادیانی خلیفہ مرزا محمود کا خواب مندرجہ روزنامہ الفضل قادیان، 20 مارچ 1947ء جلد 35 شمارہ 67 صفحہ 2

یہ حوالہ صفحہ 166 پر درج ہے

۳۳

۱۱۔ کیا حضرت مسیح موعود نے بھی کبھی کسی کا بائیکاٹ ومقاطعہ کیا۔ یا مخالفین آپ کو دُکھ وتکالیف دیتے رہے۔ آپ کے راستہ میں دیوار کھینچ کر شارع عام راستوں پر گزرنے سے روکتے رہے۔ آپ کے ماننے والوں کا بائیکاٹ ومقاطعہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ بعض احمدیوں کو سرزمین کابل میں بڑی بے رحمی سے سخت سے سخت تکالیف کا تختہ مشق بنا کر سنگسار کیا گیا۔

۱۲۔ پھر کیا حضرت خلیفہ اول نے بھی کبھی اپنے معترضین کا بائیکاٹ کیا یا خلفاء راشدین کے نقش قدم پر چل کر اپنی بریت کرتے رہے۔

بائیکاٹ ومقاطعہ سے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی لازم آتی ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے ماننے والے کفار اور باطل پرستوں کے حربہ بائیکاٹ ومقاطعہ کو اختیار نہیں کر سکتے۔

مباہلہ جائز ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تین حوالجات پیش خدمت ہیں۔ اس میں زنا کے الزام پر مباہلہ کرنے کی پوری پوری وضاحت موجود ہے۔ اس سے یہ ثابت ہے کہ زنا کے الزام لگانے والے خواہ چار گواہ پیش نہ بھی کریں۔ تو وہ میدان مباہلہ میں نکل آئیں۔ تو ان سے مباہلہ کرنا چاہیئے چنانچہ حضور کا حکم ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) مباہلہ صرف ایسے شخصوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع

۱

اور یقین پر بنا رکھ کر کسی دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔

(الحکم ۲۴ مارچ [illegible])

۲۔ دوم اس ظالم کے ساتھ جو بے جا تہمت کسی پر لگا کر اور اس کو ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ مثلاً ایک مستورہ عورت کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ عورت زانیہ ہے۔ کیونکہ میں نے بچشم خود اس کو زنا کرتے دیکھا ہے یا مثلاً ایک شخص کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ یہ شراب خور ہے کیونکہ بچشم خود اسے شراب پیتے دیکھا ہے۔ تو اس حالت میں بھی مباہلہ جائز ہے کیونکہ اس جگہ کوئی اجتہادی اختلاف نہیں۔ کیونکہ ایک شخص اپنے یقین اور رؤیت پر بنا رکھ کر ایک مومن بھائی کو ذلت پہنچانا چاہتا ہے۔

(الحکم ۲۴ مارچ [illegible])

۳۔ یہ تو ایسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسے بچشم خود زنا کرتے دیکھا ہے یا بچشم خود شراب پیتے دیکھا ہے۔ اگر میں اس بے بنیاد و افتراء کے لئے مباہلہ نہ کرتا تو اور کیا کرتا؟

(تبلیغ رسالت جلد ۷ ص۳)

خلیفہ صاحب کی عیاری

خلیفہ صاحب ربوہ نے جب یہ دیکھا۔ کہ میری بدچلنی کا بھانڈا چوراہے میں پھوٹ رہا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتویٰ کی زد میں جا رہا ہوں کی بھی ضرورت نہیں اور کہیں احمدی جماعت کے افراد

٢٥

مجھے مباہلہ کے لئے تیاری شروع نہ کر دیں۔ فوراً کمال چالاکدستی سے پینترا یوں بدلا کہ میں مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ مگر گمنام شخص دعوت مباہلہ دے رہا ہے۔ اس لئے اس سے مباہلہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور ۷ ستمبر کے الفضل میں گواہیوں کو رد کرتے ہوئے میاں زاہد کی گواہی کو سراہا اور یوں فرمایا۔

"کہ مجھے کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ میرے لئے میاں زاہد کی گواہی اور اپنا حافظہ کافی ہے"

(الفضل ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء)

۔ الفضل ۳۰ جولائی ۱۹۵۶ء میں میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ نے یہ بھی شکوہ فرمایا ہے "کہ ہر عقلمند انسان سمجھ سکتا ہے کہ گمنام شخص سے مباہلہ کون کر سکتا ہے"

(الفضل ۳۱ جولائی ۱۹۵۶ء)

میاں زاہد سے میری بیویاں پردہ نہیں کرتیں۔

چونکہ خلیفہ صاحب کو اپنے حافظہ پر ناز ہے۔ میں اس کو بھی ان کے بس کی بات نہیں۔ حفظ ماتقدم کے طور پر یاد کرانا ضروری خیال کرتا ہوں۔ ہاں یہی میاں زاہد ہیں جن کو آپ نے سوائے الفضل میں فرمایا تھا کہ میری بیویاں میاں زاہد سے پردہ نہیں کرتیں۔ الفضل ہی میں عرض کر رہا تھا۔ یہ دونوں صورتیں میاں اپنے پوری کرویں جو ان کے بیانی مضامین ہے اس لئے ترتیب سے ملاحظہ کیجئے۔

٢٦

شہادت نمبر ۱

فتمنوا الموت ان كنتم صدقين

چیلنج مُباہلہ

بنام میاں محمود احمد خلیفہ قادیان

صدق و کذب میں فیصلہ کا آسان طریق

اب میاں زاہد صاحب کا بیان مباہلہ بغیر تبصرہ کے شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں اور میاں محمود احمد صاحب ان کی گواہی از خود تسلیم کر چکے ہیں اس لئے آپ بغیر کسی تاویل کے حضرت مسیح موعود کے فتویٰ کی روشنی میں اس مباہلہ کو قبول فرمائیے۔ "مباہلہ ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین کی بنا رکھ کر دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔" (اخبار الحکم)

تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق از مظہر الدین ملتانی

یہ حوالہ صفحہ 168 پر درج ہے

۲۷

کیونکہ آپ عجیب و غریب تفرقہ انگیز فتوی شلاً یہ کہ تمام روئے زمین کے کلمہ گو مسلمان کافر ہیں۔ ان کے پیچھے نماز قطعی حرام ہے۔ ان کے اعمال کے معصوم بچوں کا جنازہ تک پڑھنا ناجائز اور ان سے رشتہ ناطہ حرام ہے صادر فرمانے کی وجہ سے مسلمانوں میں خصوصاً۔ اور باقی دنیا میں عموماً کافی شہرت رکھتے ہیں۔ آنجناب کا دعویٰ ہے۔ کہ آپ خدا کے مقرر کردہ خلیفۃ المسلمین ہیں۔ اور خدا نے ہی آپ کو دنیا کی ہدایت و اصلاح کے لئے مامور فرمایا ہے اور اگر فی زمانہ کوئی روحانیت کا مجسم نمونہ اور اسلام کا سچا حامی علمبردار ہے۔ تو وہ آپ کی ذات والاصفات ہے۔

خلافت مآب کے ان عظیم الشان دعاوی نے ایک دنیا کو حیرت میں ڈال رکھا تھا۔ لیکن یہ کیونکر ممکن تھا۔ کہ اس قادر مطلق خبیر و علیم جس سے کوئی نہاں در نہاں فعل پوشیدہ نہیں۔ اور جس نے ابتدائے عالم سے مخلوق کو گمراہی سے بچانے کے سامان پیدا کئے اور بالآخر ہمارے مولیٰ و آقا سید الکونین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ کسی ایسے شخص کو زیادہ مہلت دیتا جو اس کے اور اس کے پاک رسولؐ کے نام کی آڑ میں بندگان خدا کو گمراہ کر رہا ہو۔ آج اس مسبب الاسباب کے پیدا کردہ یہ سامان ہیں کہ خود خلیفہ قادیان کے مخلص مرید آنجناب کے پوشیدہ رازوں کا انکشاف کر رہے ہیں۔ اور عرصہ سے خلافت مآب کو جو پیشتر ازیں ہر مخالف کو مباہلہ کے لئے بلایا کرتے تھے ان سے مشتبہ چال چلن پر مباہلہ کی دعوت دے رہے ہیں

۲۸

مگر آج تک اس روحانیت پاکیزگی اور تعلق باللہ کے مدعی کو میدان میں آنے کی جرأت نہیں

خاکسار اپنے فرض سے سبکدوش ہونے کے لئے اور دنیا پر حقیقت کو بے نقاب اور جملہ برادران اسلامی کی آگاہی کے لئے بذریعہ اشتہار ہذا اس امر کی اطلاع دیتا ہوں۔ کہ یہ عاجز بھی عرصہ سے خلافت مآب کو یہی چیلنج دے رہا ہے کہ اگر ان کی ذات پر عائد کردہ الزامات غلط ہیں تو وہ میدان مباہلہ میں آکر اپنی روحانیت صداقت کا ثبوت دیں۔ مگر خلافت مآب نے آج تک اس چیلنج کو قبول ہی نہیں کیا۔ آج پھر اتمام الحجت بذریعہ اعلان ہذا میں خلیفہ قادیان کو چیلنج دیتا ہوں کہ ان کے دعاوی میں ذرہ بھر بھی صداقت ہے تو اپنے چال چلن پر الزامات کے خلاف دعا مباہلہ کریں تاکہ فریقین میں سے جو جھوٹا اور کاذب ہو وہ پہلے کی زندگی میں ہلاک ہو جائے اور دنیا اس مباہلہ کے نتیجے سے حق و باطل میں فیصلہ کر سکے۔

کیا میں امید کروں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مماثلت کا دعویٰ کرکے۔ اہل اسلام کے دلوں کو مجروح کرنے والا اور تمام انبیاء کی پیش گوئیوں کا مصداق ہونے کا دعوے دار اس دعوت مباہلہ کو قبول کرکے اپنی صداقت کا ثبوت دے گا۔

ذیل میں یہ عاجز اس ہستی کا فتوی درج کرتا ہے جس کے قائم مقام ہونے کا خلافت مآب کو دعویٰ ہے اور جس کو آپ بعد آنحضرت صلی

۲۹

اللہ علیہ وسلم حقیقی نبی تسلیم کرتے ہیں۔ تاکہ خلیفہ صاحب یہ کہنے کی جرأت نہ کر سکیں کہ ایسا مباہلہ جائز نہیں۔

مباہلہ ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں

(اخبار الحکم)

(عکس خلیفہ قادیان کا ایک سابق مرید محمد از اخبار مباہلہ قادیان)

شہادت نمبر ۲

چونکہ شریعت نے عورتوں کو پردے کی اجازت دی ہے اس لئے اس نام کو بے پردہ نہیں کیا گیا۔ جس کی فی الحال ضرورت تو نہ تھی۔ لیکن اس خوف سے کہ خلیفہ صاحب کو ٹال مٹول کا موقع نہ ملے کہ عورتوں کی گواہی کسی کی بھی نہیں اسلئے مباہلہ نامی اخبار قادیان میں بیان شائع ہوا ہے وہ ایک احمدی قادیانی خاتون کا ہے۔ وہ پیش خدمت ہے۔

ایک احمدی خاتون کا بیان

میں میاں صاحب کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں اور لوگوں میں ظاہر کر دینا چاہتی ہوں۔ کہ وہ کیسی روحانیت رکھتے ہیں۔ میں اکثر اپنی

ھذا مباہلہ قادیان نے ساتھ ہی یہ لکھ دیا کہ ہمارے نزدیک قادیانی خاتون کی شہادت قابل وادہے۔ جو اس نے ہمیں لکھ دیا ہے اگر خلیفہ صاحب مباہلہ پر آمادہ ہوں تو نام کا اظہار تو کوئی الگ بات ہے

۳۰

سہیلیوں سے سُنا کرتی تھی کہ وہ بڑے زانی شخص ہیں۔ مگر اعتبار نہیں آتا تھا۔ کیونکہ ان کی موہنا صورت اور پھر شرمیلی آنکھیں ہرگز یہ اجازت نہ دیتی تھیں کہ ان پہ ایسا الزام لگایا جا سکے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ میرے والد صاحب نے جو ہر کام کے لئے حضور سے اجازت حاصل کیا کرتے تھے اور بہت مخلص احمدی ہیں۔ ایک رقعہ حضرت صاحب کو پہنچانے کے لئے دیا۔ جس میں اپنے ایک کام کے لئے اجازت مانگی تھی خیر میں رقعہ لے کر گئی۔ اس وقت میاں صاحب نئے مکان (قصر خلافت) میں مقیم تھے۔ میں نے اپنے ہمراہ ایک لڑکی لی جو وہاں تک میرے ساتھ گئی۔ اور ساتھ ہی واپس آ گئی۔ چند دن بعد مجھے پھر ایک رقعہ لے کر جانا پڑا۔ اس وقت بھی وہی لڑکی میرے ہمراہ تھی۔ جونہی ہم دونوں میاں صاحب کی نشست گاہ میں پہنچیں تو اس لڑکی کو کسی نے پیچھے سے آواز دی۔ میں اکیلی رہ گئی۔ میں نے رقعہ پیش کیا۔ اور جواب کے لئے عرض کیا۔ مگر انہوں نے فرمایا کہ میں تم کو جواب دے دوں گا گھبراؤ مت۔ باہر ایک دو آدمی میرا انتظار کر رہے ہیں۔ ان سے مل آؤں۔ مجھے یہ کہہ کر اس کمرے کے باہر کی طرف چلے گئے اور چند منٹ بعد پیچھے کے تمام کمروں کو قفل لگا کر اندر داخل ہوئے اور اس کا بھی باہر والا دروازہ بند کر دیا اور چٹخنیاں لگا دیں۔ جس کمرے میں میں تھی وہ اندر کا چوتھا کمرہ تھا۔ میں یہ حالت دیکھ کر سخت گھبرائی اور طرح طرح کے خیال دل میں آنے لگے۔ آخر میاں صاحب نے مجھ سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور مجھ سے بُرا فعل کرنے

۳۱

کو کہا۔ میں نے انکار کیا۔ آخر زبردستی انہوں نے مجھے پلنگ پر گرا کر میری عزت برباد کر دی اور ان کے منہ سے اس قدر بُو آ رہی تھی کہ مجھ کو چکر آ گیا اور وہ گفتگو بھی ایسی کرتے تھے کہ بازاری آدمی بھی ایسی نہیں کرتے۔ ممکن ہے۔ جسے لوگ شراب کہتے ہیں۔ انہوں نے پی ہو کیونکہ ان کے ہوش و حواس بھی درست نہیں تھے۔ مجھ کو دھمکایا کہ اگر کسی سے ذکر کیا تو تمہاری بدنامی ہوگی۔ مجھ پر کوئی شک بھی نہ کرے گا۔

(از حضرت مرزا غلام احمد (مسیح موعود) کی تحریر میں مرزا محمود احمد کی تصویر)

شہادت نمبر ۳

خاکسار پرانا قادیانی ہے اور قادیانی کا ہر فرزند بشر مجھے خوب جانتا ہے ہجرت کا شوق مجھے بھی دامنگیر ہوا۔ اور میں قادیان ہجرت کر آیا قادیان میں سکونت اختیار کی خلیفہ قادیان کے محکمہ قضا میں بھی کچھ عرصہ کام کیا۔ مگر دل میں آرزو آزاد روزگار کی تھی اور اخلاص مجبور کرتا تھا کہ اپنا کاروبار شروع کر کے خدمت دین بجا لاؤں۔ چنانچہ خاکسار نے احمدیہ دواگھر کے نام سے ایک دواخانہ کھولا جس کے اشتہارات عموماً اخبار الفضل میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ اگر میں یہ کہوں تو بجا ہوگا کہ قادیان کی رہائش میری حیثیت کو زائل کرنے کا باعث ہوئی ورنہ اگر میں اور قادیانی بھائیوں کی طرح دور دور ہی رہتا تو آج مجھے اس تجلی کی

۳۳

کے ایکٹروں کے سربستہ رازوں کا انکشاف نہ ہوتا۔ یا اگر میں خاص قادیان میں اپنا مکان بنا لیتا یا خلیفہ قادیان کا ملازم ہو جاتا۔ تو بھی مجھے آج اس اعلان کی جرأت نہ ہوتی.....

خاکسار: شیخ مشتاق احمد۔ احمدیہ دوا گھر قادیان

شہادت نمبر ۔ ۴

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اسی کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ یہ شہادت دیتا ہوں۔ کہ میں اس ایمان اور یقین پر ہوں۔ کہ موجودہ خلیفہ مرزا محمود احمد۔ دنیا دار بدچلن اور عیش پرست انسان ہے۔ میں ان کی بدچلنی کے متعلق خانہ خدا خواہ وہ مسجد ہو یا بیت اللہ شریف یا کوئی اور مقدس مقام ہو۔ میں حلف مؤکد بعذاب اٹھانے کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔ اگر خلیفہ صاحب مباہلہ کے لئے نکلیں۔ تو میں مباہلہ کے لئے حاضر ہوں۔

یہ الفاظ میں نے دلی ارادہ سے لکھ دئیے ہیں۔ تاکہ دوسروں کے لئے ان کی حقیقت کا انکشاف ہو سکے۔ والسلام

خاکسار

(ڈاکٹر محمد عبد اللہ آنکھوں کا ہسپتال قادیان حال ڈلہوزی)

۳۴

شہادت نمبر ۵

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر یہ تحریر کرتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ مرزا محمود احمد دنیا دار، عیش پرست اور بدچلن انسان ہے۔ میں ہر وقت اس سے مباہلہ کے لئے تیار ہوں

مستری اللہ بخش احمدی قادیان

شہادت نمبر ۶

بیگم صاحبہ ڈاکٹر عبد اللطیف صاحب مرحوم ہمزلف خلیفہ ربوہ فرماتی ہیں۔ "مرزا محمود احمد خلیفہ ربوہ بدچلن، زناکار انسان ہیں۔ میں نے ان کو خود زنا کرتے دیکھا۔ اور میں اپنے دونوں بیٹوں کے سر پر ہاتھ رکھ کر مؤکد بعذاب حلف اٹھاتی ہوں"

بے خوف مجاہد

خاں عبد اللہ خانصاحب برہم صدر انجمن کے دفتر بیت المال میں کام کرتے تھے اور سر محمد ظفر اللہ کی کوٹھی کے ایک حصہ میں رہائش پذیر تھے آپ نے مرزا محمود کی ہمشیرہ کا دودھ بھی پیا ہوا ہے۔ اس سے آپ گہرے مراسم کا اندازہ لگا لیجئے۔ باوجود اس قدر گہرے تعلقات کے جب حق کی بات کا قصہ آیا حق کو مقدم کر کے خدا کو خوش کر لیا۔

یہ حوالہ صفحہ 168 پر درج ہے

۳۴

امر واقعہ یہ ہے کہ آپ نے ایک مخلص قادیانی دوست کو مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی آلودہ زندگی کے مخفی در مخفی حقائق سنائے اس پر اس مخلص احمدی دوست نے مرزا محمود احمد صاحب کو لکھ بھیجا کہ خان صاحب موصوف نے آپ کی بدچلنی کے واقعات سنا کر مجھے محو حیرت کر دیا ہے اور دلائل اس نے ایسے دیئے ہیں۔ جو میرے دل و دماغ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس شکایت کے چند گھنٹے بعد۔ مرزا بشیر احمد ایم اے المعروف قمر الانبیاء نے خانصاحب موصوف کو بلا کر سمجھایا کہ اگر حضور کچھ باتیں دریافت کریں تو اس سے لاعلمی کا اظہار کر دینا آپ خاموش ہو گئے۔ مرزا بشیر احمد صاحب کے دل میں خیال آیا اب بس کام بن گیا۔ ان کے ایک آدھ گھنٹہ بعد بر ہم صاحب کو قصر خلافت میں مرزا محمود احمد صاحب نے بلایا جب آپ وہاں گئے تو وہ مخلص احمدی دوست بھی موجود تھا اور خانصاحب موصوف کے والد محترم بھی وہیں تھے اور دو تین تنخواہ دار ایجنٹ بھی تھے اور سب کو اکٹھے کرنے کا مطلب یہ تھا۔ تاکہ رعب ڈال کر حق کو بدلا جا سکے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ خلیفہ صاحب نے جب خانصاحب موصوف سے دریافت کیا تو اس بے خوف مجاہد نے کہا جو کچھ میں نے آپ کے بدچلنی کے متعلق ان صاحب سے کہا وہ حرف بحرف درست ہے۔ آخر جب کام نہ بنا تو گھبرا کر خلیفہ صاحب نے احسان گننے شروع کر دیئے۔ اور ساتھ ہی یہ کہا کہ تم نے میری ہمشیرہ کا دودھ بھی پیا ہوا۔ خان صاحب موصوف نے کہا یہ درست ہے

۳۵

لیکن یہ حق کا معاملہ ہے۔ دنیاداری کے مقابلہ میں حق مقدم ہے اور اس حق کے لئے ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے۔ اس لئے آپ نے قصر خلافت سے آکر از خود بیعت سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ آپ نے ایک کتاب بلائے دمشق بھی لکھی ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ خلیفہ قادیان غیر صالح ہے۔ اس کا اشتہار اس کتاب کے منشیہ ملاحظہ کریں۔ خانصاحب کا حلفیہ بیان درج ذیل ہے

شہادت نمبر۷

حلفیہ شہادت

میں شرعی طور پورا پورا اطمینان حاصل کرنے کے بعد خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ کہتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب یعنی مرزا محمود احمد کا چال چلن نہایت خراب ہے اگر وہ مباہلہ کے لئے آمادگی کا اظہار کریں اور میں خدا کے فضل سے ان کے بالمقابل مباہلہ کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔

والسلام

عبدالرب خاں برہم

شہادت نمبر۸

حلفیہ شہادت

میری قادیانی جماعت سے علیحدگی کے وجوہات منجملہ دیگر دلائل و کے براہین ایک وجہ اعظم جناب خلیفہ صاحب کی سیاہ کاریاں اور بدکاریاں

۳۶

میں۔ یہ حقیقت ہے کہ خلیفہ صاحب مقدس اور پاکیزہ انسان نہیں۔ بلکہ نہایت ہی سیاہ کار اور بدکار ہے۔

اگر خلیفہ صاحب اس امر کے تصفیہ کے لئے مباہلہ کرنا چاہیں تو میں بطیب خاطر میدان مباہلہ میں آنے کے لئے تیار ہوں۔ فقط

(خاکسار۔ عتیق الرحمٰن فاروقی سابق مبلغ جماعت احمدیہ قادیان)

شہادت نمبر ۹

حلفیہ شہادت

میں خدا تعالےٰ کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ بندرجہ ذیل شہادت لکھتا ہوں۔ بیان کیا مجھے میری والدہ نے کہ میں حضرت خلیفہ مرزا محمود احمد صاحب کے ہاں رہا کرتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت صاحب جوان نامحرم لڑکیوں پر عمل مسمریزم کر کے انہیں سُلا دیا کرتے تھے۔ پھر آپ ان کو کئی جگہ سے ہاتھ سے کاٹتے۔ تب بھی انہیں ہوش نہ ہوتی تھی۔

۲۔ ایک دفعہ حضرت صاحب کے گھر میں سیڑھیاں چڑھ رہی تھی کہ اوپر سے حضرت صاحب انہیں سیڑھیوں پر اترتے آ رہے تھے۔ جب وہ میرے مقابل پہنچے۔ تو انہوں نے میری چھاتی پکڑ لی۔ میں نے زور سے چھڑا لی۔

خاکسار۔ علی حسین

۳۷

شہادت نمبر۔۱۰

جناب ملک عزیز الرحمٰن صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ تبلیغ سوسائٹی لاہور قادیانی جماعت کے مشہور و معروف سرگرم مبلغ ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم گجراتی مصنف احمدیہ پاکٹ بک کے حقیقی برادر ہیں آپ وقف زندگی ہو کر ربوہ میں عرصہ تک قیام پذیر رہے اور دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بطور سپرنٹنڈنٹ کے فرائض سرانجام دیتے رہے اور آپ فارن مشن اکاؤنٹس کے انچارج بھی تھے۔ ان کی شہادت پیش خدمت ہے۔

حلفیہ شہادت

میں اس قہار خدا کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے یہ بیان کرتا ہوں کہ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض واقف زندگی ربوہ حال راولپنڈی، نے میرے سامنے میرے مکان واقعہ لاہور پر کئی ایک ایسے واقعات بیان کئے جن سے خلیفہ صاحب ربوہ کے زانی و بدکار ہونے کا یقین کامل ہو جاتا ہے۔ اس نے میرے اور چند دوستوں کے سامنے بالوضاحت یہ بیان دیا کہ خلیفہ صاحب ربوہ اپنی بیویوں کے باقاعدہ پروگرام کے تحت بدکاری کرتے ہیں ڈاکٹر صاحب نے مزید فرمایا کہ میں نے اس تمام بدکاری کو بچشم خود دیکھا اگر ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض اس بیان مذکورہ بالا سے انحراف کریں۔ تو میں ان سے حلف مؤکد بعذاب کا مطالبہ کروں گا۔ عزیز الرحمٰن

۴۸

مجھے چونکہ خلیفہ صاحب کے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بطور سپرنٹنڈنٹ کام کرنے اور خلیفہ صاحب کو نزدیک سے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ میں بھی خلیفہ صاحب سے اس ضمن میں اور ان کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے بارہ میں مباہلہ کرنے کو ہر وقت تیار ہوں۔ فقط

ملک عزیز الرحمٰن جنرل سیکرٹری احمدیہ حقیقت پسند پارٹی لاہور

شہادت نمبر۱

حلفیہ شہادت

اگرچہ میں نے خلیفہ صاحب۔۔۔۔۔کا مطالبہ پورا کر دیا ہے ہو سکتا ہے کہ ان تحریروں میں کسی نقص کا جواز نکال لیں۔ یعنی ممکن ہے کہ یہ کہیں کہ میری زنا کاری کی وضاحت نہیں کی گئی۔ اس لئے مباہلہ نہیں کر سکتا۔ وقت کی بچت کی خاطر محمد یوسف صاحب ناز کا بیان ہدیہ ناظرین ہے۔

محمد یوسف ناز کا حلفیہ بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ

میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نبی اور خاتم النبیین

۴۹

ہیں۔ اور اسلام سچا مذہب ہے۔ میں احمدیت کو برحق سمجھتا ہوں اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے دعویٰ پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور مسیح موعود مانتا ہوں۔ اور اس کے بعد میں مؤکد بعذاب حلف اٹھاتا ہوں۔

— میں اپنے عینی مشاہدہ اور رویت عینی اور آنکھوں دیکھی بات کی بنا پر خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس پاک ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ربوہ نے خود اپنے سامنے اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد سے زنا کروایا۔ اگر میں اس حلف میں جھوٹا ہوں۔ تو خدا کی لعنت اور عذاب مجھ پر نازل ہو۔ اس بات پر مرزا بشیر الدین محمود احمد کے ساتھ بالمقابل حلف اٹھانے کو تیار ہوں۔

دستخط محمد یوسف ناز معرفت حبیب اللہ درزی ترنگ جے بلوائی روڈ متعقب قائد سینما بنولی کراچی، از حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود کی تحریر میں مرزا محمود احمد کی تصویر

شہادت نمبر ۱۲

خلیفہ صاحب کے رفیق کار جن کو ۱۹۲۴ء میں انگلستان ہمراہ لے گئے تھے یعنی فاضل اجل حضرت شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری مولوی فاضل بی اے کا مکمل بیان آگے ملیگا آپ کی خلیفہ صاحب کی بیعت کی علیحدگی کے اسباب کا بیان درج ہے ۔ موجودہ خلیفہ سخت بدچلن ہے ۔ یہ تقدس کے پردہ میں عورتوں کا شکار

۴۰

کھینچتا ہے۔ اس کام کے لئے اس نے بعض مرد اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے۔ جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں۔ اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔" دور حاضر کا مذہبی آمر

جناب عبدالمجید صاحب اکبر احمدی مخلص نوجوان ہیں۔ قادیان کی مقدس سرزمین میں آپ پیدا ہوئے اور مختلف طریق سے جماعت کی خدمت میں منہمک رہے اس خدمت کی وجہ سے آپ اس قدر مقبول ہو گئے۔ آپ کو میکی خدام الاحمدیہ حلقہ مسجد اقصیٰ منتخب کر لیا گیا۔ آپ ہر کس وناکس سے تپاک اور سنجیدگی سے پیش آتے تھے۔ ان اوصاف حمیدہ کی وجہ سے مزید ترقیات حاصل ہو گئیں اور ممبر مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ لاہور کی رکنیت بھی خدمت کے اصول کے پیش نظر اعزازی طور پر قبول فرمائی۔ ان کا حلفیہ بیان پیش خدمت ہے۔

شہادت نمبر ۱۳

حلفیہ شہادت

قسم ہے مجھ کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی، قسم ہے مجھ کو قرآن پاک کی سچائی کی، قسم ہے مجھ کو حبیب کبریا کی معصومیت کی، کہ میں اپنے ذاتی علم کی بنا پر جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کو ایک

۴۱

ناپاک انسان سمجھنے میں حق الیقین پر قائم ہوں۔ نیز مجھے اس بات پر بھی شرح صدر حاصل ہے کہ آپ جیسے شعلہ بیان یعنی سلطان البیان، مقررت قوت بیان کا چھن جانا اور دیگر بہت سی امراض کا شکار ہونا مثلاً نسیان فالج وغیرہ یقیناً خدائی عذاب ہیں۔ جو کہ خدائے عزیز کی طرف سے اسکی قدیم سنت کے مطابق مفتریان کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔

علاوہ دیگر واسطوں کے آپ کے مخلص ترین مریدوں کی زبانی وقتاً فوقتاً آپ کے گھناؤنے کردار کے بارہ میں عجیب وغریب انکشافات میں حاضر ہوئے۔ مثال کے طور پر آپ کے ایک مخلص مرید جناب محمد صدیق صاحب ثاقب نے بارہا میرے سامنے جناب خلیفہ صاحب کے چال چلن اور غیر شرعی افعال کے مرتکب ہونے کے بارہ میں بہت سے دلائل وثبوت اور خلیفہ صاحب کے پرائیویٹ خط پیش کئے۔

اس جگہ میں احتیاطاً یہ لکھ دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ اگر محترم صدیق صاحب کو میرے بیان بالا کی صحت کے بارہ میں کوئی اعتراض ہو تو میں ہر دم ان کے ساتھ اپنے اس بیان کی صداقت پر مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔

احقر العباد

عبدالمجید اکبر مکان نمبر ۵ ۔ بلاک ڈی ٹمپل روڈ لاہور

۲۲

شہادت نمبر ۱۳

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو جبار و قہار ہے۔ جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی اور مردود کا کام ہے حسب ذیل شہادت دیتا ہوں۔

میں ۱۹۳۳ء سے لے کر ۱۹۳۶ء تک مرزا گل محمد صاحب رئیس قادیان کے گھر میں رہا۔ اس دوران میں کئی مرتبہ ایک عورت مسماۃ عزیزہ بیگم صاحبہ کے خطوط خفیہ طریقہ سے ان ہدایت پر عمل کرتے ہوئے کہ ان خطوں کا کسی سے بھی ذکر نہ کرنا خلیفہ محمود کے پاس لے جاتا رہا خلیفہ مذکور بھی اس طریقہ سے اور ہدایت بالا کو دہراتے ہوئے جواب دیتا رہا خطوط انگریزی میں تھے

اس کے علاوہ اس عورت کو رات کے دس بجے بیرونی راستہ سے لے جاتا رہا۔ جبکہ اس کا خاوند کہیں باہر ہوتا۔ عورت غیر معمولی بناؤ سنگھار کر کے خلیفہ کے دفتر میں آتی تھی۔ میں بموجب ہدایت ۱ سے گھنٹہ یا دو گھنٹہ بعد لے آتا تھا۔

ان واقعات کے علاوہ بعض اور واقعات سے اس نتیجے پر پہنچا ہوں۔ کہ خلیفہ صاحب کا چال چلن خراب ہے اور میں ہر وقت ان سے مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔

حافظ عبد السلام پسر حافظ سلطان حامد خان صاحب استاد میاں ناصر احمد

شہادت نمبر ۱۵

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اور اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنی آنکھ سے حضرت صاحب یعنی مرزا محمود احمد کو صادقہ کے ساتھ زنا کرتے دیکھا۔ اگر میں جھوٹ لکھ رہا ہوں تو اللہ تعالے کی مجھ پر لعنت ہو۔

غلام حسین احمدی

شہادت نمبر ۱۶

حلفیہ شہادت

مجھے دلی یقین ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نہایت بد چلن بلکہ بدکیریکٹر انسان ہے بے شمار عینی شہادتیں جو مجھ تک پہنچ چکی ہیں ان کی بنا پر میں یہ جاننے کے لئے تیار ہوں کہ واقعی خلیفہ صاحب قادیان زانی اور اغلام باز دونوں ہی ہیں۔

اس دلی یقین کا ثبوت میں یہاں تک دے سکتا ہوں اگر خلیفہ صاحب قادیان اپنے کریکٹر چال چلن کی صفائی کے لئے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں تو ہر طرح سے قبول کرنے کو تیار ہوں

(مرزا منیر احمد نصیر)

شہادت نمبر ۱۷

حلفیہ شہادت

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر بیان کرتا ہوں کہ میں نے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو بچشم خود زنا کرتے دیکھا ہے اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو

شیخ بشیر احمد مصری

۴۴

مرزا محمود کی اپنی گواہی

حکیم عبدالعزیز صاحب سابق پریذیڈنٹ انجمن انصار احمدیہ قادیان جنہوں نے خلیفہ صاحب کی بدچلنی کے پیش نظر مسجد اقصیٰ میں جب خلیفہ صاحب مجمع عام کے سامنے تقریر کر رہے تھے۔ علی الاعلان کہہ کر دیا کہ آپ زنا کار اور بدچلن ہیں۔ اس لئے میں آپ کی بیعت نہیں کر سکتا۔ آپ پر ۱۹۳۵ء میں حملہ کر دیا گیا۔ چند روز ہسپتال میں رہے اور خلیفہ صاحب کو للکارتے رہے۔ آپ نے مرزا محمود احمد صاحب کو ایک خط لکھا جس میں آپ نے تحریر کیا کہ سُنا ہے کہ آپ نے چار گواہوں کا ذکر لوگوں سے کیا ہے اگرچہ ہم سے تو نہیں کہا۔ مگر یہ بات درست ہے تو پھر آپ اسی کے لئے تیاری فرمالیں۔ ہم صرف چار ہی نہیں۔ بلکہ بہت سی شہادتیں علاوہ عورتوں، لڑکیوں اور لڑکوں کی شہادت کے خود جناب والا کی اپنی شہادت بھی پیش کریں گے۔ اگر ہم ثبوت نہ دے سکے تو آپ کی بریت ہو جائے گی اور ہم ہمیشہ کے لئے ذلیل ہونے کے علاوہ ہر قسم کی سزا بھگتنے کے لئے بھی تیار ہیں۔ حکیم صاحب موصوف کا حلفیہ بیان درج ذیل ہے

شہادت نمبر ۱۸

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی

۴۵

قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں مرزا محمود احمد صاحب کی بیعت سے اس لئے علیحدہ ہوا تھا کہ میرے پاس ان کے خلاف احمدی لڑکوں۔ لڑکیوں اور عورتوں کے صحیح واقعات پہنچے تھے۔ جن کے ساتھ مرزا محمود احمد نے بدکاری کی تھی۔ اسی بنا پر میں نے مرزا محمود احمد صاحب کو لکھا تھا کہ آپ کے خلاف احمدی لڑکے لڑکیاں اور عورتیں اپنے واقعات بیان کرتی ہیں۔ ایسی صورت میں آپ یا مباحثہ کمیشن کے سامنے معاملہ پیش ہونے دیں۔

یا میدان مباہلہ کے لئے تیار ہوں یا حلف مؤکد بعذاب اٹھائیں یا ہمیں موقع دیں کہ ہم تمام واقعات پیش کر کے جلسہ سالانہ کے موقع پر تمام احمدیوں کی موجودگی میں آپ کے سامنے حلف مؤکد بعذاب اٹھائیں تاکہ روز بروز کا جھگڑا ختم ہو کر حق کا بول بالا ہو۔ لیکن مرزا محمود احمد صاحب کو کسی طریق پر بھی عمل پیرا ہونے کی جرأت نہیں ہوئی۔ سوائے کفار والا حربہ بائیکاٹ مقاطع استعمال کرنے کے

۱۹۳۵ء سے لے کر آج تک میں اسی عقیدہ پر علی وجہ البصیرت قائم ہوں کہ میاں محمود احمد ایک زانی اور بدچلن انسان ہے۔ جس کو خدا رسول اور اس کے خادم حضرت مسیح موعود سے کسی قسم کی کوئی نسبت نہیں۔ اگر میں اپنے اسی عقیدہ میں باطل پر ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر لعنت ہو۔

حکیم عبدالعزیز سابق پریذیڈنٹ
انجمن انصار احمدیہ (قادیان)

شہادت نمبر ۱۹

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر ناظر جان کر جس کی جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں نے حضرت مرزا محمود احمد صاحب قادیانی کو اپنی آنکھ سے زنا کرتے دیکھا ہے

اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اس نے میرے ساتھ بھی بدفعلی کی ہے اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔

میں بچپن سے وہیں رہتا تھا　　　　و بشیر احمد

شہادت نمبر ۲۰

حلفیہ شہادت

مصری عبدالرحمن صاحب کے بڑے لڑکے حافظ بشیر احمد نے میرے سامنے ہاتھ میں قرآن شریف لے کر یہ لفظ کہے ، خدا تعالیٰ مجھے پارہ پارہ کر دے اگر میں جھوٹ بولتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب نے میرے ساتھ بدفعلی کی ہے

میں خدا کی قسم کھا کر یہ واقعہ لکھ رہا ہوں

دستخط خود محمد عبداللہ احمدی سینٹ فرنیچر ہاؤس مسلم ٹاؤن لاہور

شہادت نمبر ۲۱

حلفیہ شہادت

مرزا گل محمد صاحب مرحوم رآپ قادیان کے رئیس اعظم تھے اور وہاں بڑی جائیداد کے مالک تھے ، اور مرزا غلام احمد صاحب کے خاندان کے رکن تھے ، ان کی دوسری بیوی ، د چھوٹی بیگم نے مجھے بیان کیا ، کہ خلیفہ صاحب کو میں نے اپنی آنکھوں سے ان کی صاحبزادی اور بعض دوسری عورتوں کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے ۔میں نے خلیفہ صاحب سے ایک دفعہ عرض کی ۔حضور یہ کیا معاملہ ہے ۔؟

آپ نے فرمایا کہ قرآن و حدیث میں اس کی اجازت ہے البتہ اس کو عوام میں پھیلانے کی ممانعت ہے ۔

نعوذ باللہ من ذالک

میں خداوند تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ بیان تحریر کر رہی ہوں ۔شاید میرے مسلمان بہنیں اور بھائی اس سے کوئی سبق حاصل کریں
فقط

سیدہ ام صالحہ بنت سید ابراہیم
سمن آباد ۔ لاہور

شہادت نمبر ۲۲

حلفیہ شہادت

چوہدری علی محمد صاحب واقف زندگی اپنے خاندان میں صرف اکیلے ہی احمدی ہیں جنہوں نے سب کچھ قربان کر کے احمدیت جیسی لعنت

یہ حوالہ صفحہ 168 پر درج ہے

۳

کھیلتے ہے۔ اس کام کے لئے اس نے بعض مرد اور بعض عورتوں کو ملازم رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے۔ جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور ہر سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔ دور حاضر کا مذہبی آمر۔

جناب عبدالمجید صاحب اکبر احمدی مخلص نوجوان ہیں۔ سیالکوٹ کی مقدس سرزمین تھی آپ پیدا ہوئے اور مختلف طریق سے جماعت کی خدمت میں منسلک رہے۔ اس خدمت کی وجہ سے آپ اس قدر مقبول ہو گئے۔ آپ کو سیکرٹری خدام الاحمدیہ حلقہ مسجد نور منتخب کر لیا گیا۔ آپ ہر کس و ناکس سے متانت اور سنجیدگی سے پیش آتے تھے۔ ان اوصاف حمیدہ کی وجہ سے مزید مقبولیت حاصل ہو گئی اور ممبر مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ لاہور کی رکنیت بھی خدمت کے اصول کے پیش نظر اعزازی طور پر قبول فرمائی۔ ان کا حلفیہ بیان پیش خدمت ہے۔

شہادت نمبر ۳

حلفیہ شہادت

قسم ہے مجھ کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی، قسم ہے مجھ کو قرآن پاک کی سچائی کی، قسم ہے مجھ کو حبیب کبریا کی معصومیت کی، کہ میں اپنے قطعی علم کی بنا پر جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کو ایک

۴

ایک انسان سمجھنے میں حق الیقین پر قائم ہوں۔ نیز مجھے اس بات پر بھی شرح صدر حاصل ہے کہ آپ جیسے شعلہ بیان یعنی سلطان البیان، مقرر سے قوت بیان کا چھین جانا اور دیگر بہت سی امراض کا شکار ہونا مثلاً نسیان فالج وغیرہ یقیناً خدائی عذاب ہیں۔ جو کہ خدائے عزیز کی طرف سے اسکی قدیم سنت کے مطابق مفتریان کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔

علاوہ دیگر واسطوں کے آپ کے مخلص ترین مریدوں کی زبانی وقتاً فوقتاً آپ کے گھناؤنے کردار کے بارہ میں عجیب و غریب انکشافات سامنے آتے رہے۔ مثال کے طور پر آپ کے ایک مخلص مرید جناب محمد صدیق صاحب ثاقب نے بارہا میرے سامنے جناب خلیفہ صاحب کے چال چلن اور غیر شرعی افعال کے مرتکب ہونے کے بارہ میں بہت سے دلائل و ثبوت اور خلیفہ صاحب کے پرائیویٹ خط پیش کئے۔

اس جگہ میں احتیاطاً یہ لکھ دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ اگر محترم صدیق صاحب کو میرے بیان بالا کی صحت کے بارہ میں کوئی اعتراض ہو تو میں ہر دم ان کے ساتھ اپنے اس بیان کی صداقت پر مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔

احقر العباد

عبدالمجید اکبر مکان نمبر ۵۔ بلاک ڈی ٹمپل روڈ لاہور

۴۲

شہادت نمبر۱۴

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو جبار و قہار ہے جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی اور مردود کا کام ہے حسب ذیل شہادت دیتا ہوں۔

میں ۱۹۳۳ء سے کر ۱۹۳۶ء تک مرزا گل محمد صاحب رئیس قادیان کے گھر میں رہا۔ اس دوران میں کئی مرتبہ ایک عورت مسماۃ عزیزہ بیگم صاحبہ کے خطوط خفیہ طریق سے ان ہدایت پر عمل کرتے ہوئے کہ ان خطوں کا کسی سے بھی ذکر نہ کرنا۔ خلیفہ محمود کے پاس لے جاتا رہا۔ خلیفہ مذکور بھی اس طریقہ سے اور ہدایت بالا کو دہراتے ہوئے جواب دیتا رہا۔ خطوط انگریزی میں تھے۔

اس کے علاوہ اس عورت کو رات کے دس بجے بیرونی راستہ سے لے جاتا رہا۔ جبکہ اس کا خاوند کہیں باہر ہوتا۔ عورت غیر معمولی بناؤ سنگھار کر کے خلیفہ کے دفتر میں آتی تھی۔ میں بموجب ہدایت اسے گھنٹہ یا دو گھنٹہ بعد لے آتا تھا۔

ان واقعات کے علاوہ بعض اور واقعات سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ خلیفہ صاحب کا چال چلن خراب ہے اور میں ہر وقت ان سے مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔

حافظ عبدالسلام پسر حافظ سلطان حامد خانصاحب سابق ساکن قادیان حال ناصر احمد

شہادت نمبر۱۵

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اور اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنی آنکھ سے حضرت صاحب یعنی مرزا محمود احمد کو ۔۔۔۔ کے ساتھ زنا کرتے دیکھا۔ اگر میں جھوٹ لکھ رہا ہوں تو اللہ تعالے کی مجھ پر لعنت ہو۔

غلام حسین احمدی

شہادت نمبر۱۶

حلفیہ شہادت

مجھے دلی یقین ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نہایت بدچلن بد کریکٹر انسان ہے بے شمار عینی شہادتیں جو مجھ تک پہنچ چکی ہیں جن کی بنا پر میں یہ جاننے کے لئے تیار ہوں کہ واقعی خلیفہ صاحب قادیان زانی اور اغلام باز دونوں فعل کے مرتکب بھی ہیں۔

اس دلی یقین کا ثبوت میں یہاں تک دے سکتا ہوں اگر خلیفہ صاحب قادیان اپنے کریکٹر چال چلن کی صفائی کے لئے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں تو ہر طرح سے قبول کرنے کو تیار ہوں

(مرزا نذیر احمد نصیر)

شہادت نمبر۱۷

حلفیہ شہادت

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر بیان کرتا ہوں کہ میں نے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو بچشم خود زنا کرتے دیکھا ہے اگر میں جھوٹ بولتا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو

شیخ بشیر احمد مصری

۴۴

مرزا محمود کی اپنی گواہی

حکیم عبدالعزیز صاحب سابق پریذیڈنٹ انجمن انصار احمدیہ قادیان پنجاب نے خلیفہ صاحب کی بدچلنی کے پیش نظر مسجد اقصیٰ میں جب خلیفہ صاحب مجمع عام کے سامنے تقریر کر رہے تھے۔ علی الاعلان کہہ دیا کہ آپ زنا کار اور بد چلن ہیں۔ اس لئے میں آپ کی بیعت نہیں کر سکتا۔ آپ پر ۱۹۳۷ء کو حملہ کر دیا گیا۔ پندرہ بیس دن ہسپتال میں رہے اور خلیفہ صاحب کو للکارتے رہے۔ آپ نے مرزا محمود احمد صاحب کو ایک خط لکھا جس میں آپ نے تحریر کیا کہ سنا ہے کہ آپ نے چار گواہوں کا ذکر لوگوں سے کیا ہے اگرچہ ہم سے تو نہیں کہا مگر یہ بات درست ہے تو پھر آپ اس کے لئے تیاری فرمائیں۔ ہم صرف چار ہی نہیں۔ بلکہ بہت سی شہادتیں علاوہ عورتوں لڑکیوں اور لڑکوں کی شہادت کے خود جناب والا کی اپنی شہادت بھی پیش کریں گے۔ اگر ہم ثبوت نہ دے سکے تو آپ کی بریت ہو جائے گی اور ہم ہمیشہ کے لئے ذلیل ہونے کے علاوہ ہر قسم کی سزا بھگتنے کے لئے بھی تیار ہیں حکیم صاحب موصوف کا حلفیہ بیان درج ذیل ہے

شہادت نمبر ۱۸

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی

۴۵

قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں مرزا محمود احمد صاحب کی بیعت سے اس لئے علیحدہ ہوا تھا کہ میرے پاس ان کے خلاف احمدی لڑکوں۔ لڑکیوں اور عورتوں کے صحیح واقعات پہنچے تھے۔ جن کے ساتھ مرزا محمود احمد نے بدکاری کی تھی، اسی بنا پر میں نے مرزا محمود احمد صاحب کو لکھا تھا کہ آپ کے خلاف احمدی لڑکے لڑکیاں اور عورتیں اپنے واقعات بیان کرتی ہیں۔ ایسی صورت میں آپ یا جماعتی کمیشن کے سامنے معاملہ پیش ہونے دیں۔

یا میدان مباہلہ کے لئے تیار ہوں یا حلف مؤکد بعذاب اٹھائیں یا ہمیں موقعہ دیں۔ کہ ہم تمام واقعات پیش کر کے جلسہ سالانہ کے موقع پر تمام احمدیوں کی موجودگی میں آپ کے سامنے حلف مؤکد بعذاب اٹھائیں تاکہ روز بروز کا جھگڑا ختم ہو کر حق کا بول بالا ہو۔ لیکن مرزا محمود احمد صاحب کو کسی طرح پر بھی عمل پیرا ہونے کی جرأت نہیں ہوئی۔ سوائے کفار والا حربہ بائیکاٹ مقاطع استعمال کرنے کے

۱۹۳۷ء سے لے کر آج تک میں اسی عقیدہ پر علی وجہ البصیرت قائم ہوں کہ میاں محمود احمد ایک زانی اور بد چلن انسان ہے جس کو خدا رسول اور اس کے خادم حضرت مسیح موعود سے کسی قسم کی کوئی نسبت نہیں۔ اگر میں اپنے اس عقیدہ میں باطل پر ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر لعنت ہو۔

حکیم عبدالعزیز سابق پریذیڈنٹ
انجمن انصار احمدیہ (قادیان)

۴۶

شہادت نمبر ۱۹

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر ناظر جان کر جس کی جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں نے حضرت مرزا محمود احمد صاحب قادیانی کو اپنی آنکھ سے زنا کرتے دیکھا ہے

اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اس نے میرے ساتھ بھی بدفعلی کی ہے اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔

میں بچپن سے ادھر ہی رہتا تھا — د. بشیر احمد

شہادت نمبر ۲۰

حلفیہ شہادت

مصری عبدالرحمٰن صاحب کے بڑے لڑکے حافظ بشیر احمد نے میرے سامنے ہاتھ میں قرآن شریف لے کر یہ الفاظ کہے، خدا تعالیٰ مجھے پارہ پارہ کر دے اگر میں جھوٹ بولتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب نے میرے ساتھ بدفعلی کی ہے

میں خدا کی قسم کھا کر یہ واقعہ لکھ رہا ہوں

دستخط خود محمد عبداللہ احمدی سینٹ فرنیچر ہاؤس مسلم ٹاؤن لاہور

۴۷

شہادت نمبر ۲۱

حلفیہ شہادت

مرزا گل محمد صاحب مرحوم رآپ قادیان کے رئیس اعظم تھے اور وہاں بڑی جائیداد کے مالک تھے، اور مرزا غلام احمد صاحب کے خاندان کے رکن تھے، ان کی دوسری بیوہ (چھوٹی بیگم) نے مجھے بیان کیا کہ خلیفہ صاحب کو میں نے اپنی آنکھوں سے ان کی صاحبزادی اور بعض دوسری عورتوں کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے خلیفہ صاحب سے ایک دفعہ عرض کی حضور یہ کیا معاملہ ہے۔؟

آپ نے فرمایا کہ قرآن و حدیث میں اس کی اجازت ہے البتہ اس کو عوام میں پھیلانے کی ممانعت ہے۔

نعوذ باللہ من ذالک

میں خداوند تعالےٰ کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ بیان تحریر کرتی ہوں۔ شاید میری مسلمان بہنیں اور بھائی اس سے کوئی سبق حاصل کریں

فقط — سیدہ ام صالحہ بنت سید ابراہیم

حسن آباد۔ لاہور

شہادت نمبر ۲۲

حلفیہ شہادت

چوہدری علی محمد صاحب واقف زندگی اپنے خاندان میں صرف اکیلے ہی احمدی ہیں جنہوں نے سب کچھ قربان کر کے احمدیت [illegible]

۴۸

کو پالیا۔ آپ نسٹری میں حوالدار تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کے بعد آپ نے احمدیت قبول کی۔ اللہ بخش صاحب تسنیم کے برادر میر محمد بخش، ایڈوکیٹ امیر جماعت احمدیہ گوجرانوالہ کے ذریعہ ۲۵ء۳۰ کو جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے، اور کچھ دن بعد اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے وقف کر دیا۔ مئی ۱۹۴۸ء میں قادیان سے بلاوا آیا۔ تو آپ بلا حیل و حجت پورے اخلاص و عقیدت مندی کے ساتھ قادیان تشریف لے گئے۔ اور خدمت کی ابتداء دفتر وکیل الصنعت تحریک جدید سے کی اور پھر مختلف شعبہ جات میں متعین کئے گئے۔ مثلاً

سندھ جننگ ایکٹری کنٹری میں بطور اکونٹنٹ مقرر کیا گیا۔ پھر ہندوستان میں نمائندہ خصوصی بنا کر دی انٹیو افریقین لمٹیڈ کراچی سپیشل آڈٹ کرنے کی غرض سے بھیجا گیا، اور سندھی کو عبدہ میں بھی تحریک جدید کے حصوں کی نگرانی کے لئے نمائندہ خاص مقرر کیا گیا۔ دہ میں انڈسٹریل کمرشل ڈویلپمنٹ کمپنی کے دفتر میں اکونٹنٹ مقرر کیا گیا۔ تجارت اور صنعت کے دفتر میں ہیڈ اکونٹنٹ مقرر کیا گیا اور دی بورڈ آف ڈائرکٹرز کا سیکرٹری مرزا محمود احمد کی ذاتی منظوری سے کیا گیا۔ جس کا چیئرمین مرزا مبارک احمد ہے۔ بدستور سالہا سال سندھ کی زمینوں۔ سلسلہ کے تجارتی کارخانوں۔ اور فضل عمر فیکٹوری کا حساب آڈٹ کرتے رہے۔ بسا اوقات قیام ربوہ

۴۹

میں اکثر مالی خیانتوں کے تفتیش پر آپ کو بطور کمیشن مقرر کیا جاتا۔ اور بعض دفعہ دار القضاء میں فیصلوں کے لئے آپ کو ہی کمیشن مقرر کرتے۔ آپ بطور محاسب خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں بھی کام کرتے رہے۔ اور خلیفہ صاحب چوہدری صاحب موصوف سے خاص ملاقاتیں بھی کیا کرتے تھے۔ حافظ عبدالسلام وکیل اعلیٰ نے جب کسی بات پر چوہدری صاحب کی شکایت خلیفہ صاحب سے کی۔ خلیفہ صاحب نے بالوضاحت جواب میں کہا۔ جو درج ذیل ہے "میرے نزدیک تو یہ محنت اور دیانتداری سے کام کرتے ہیں"

الغرض چوہدری صاحب موصوف نے مختلف شعبہ جات میں اکونٹنٹ اور بطور نائب اڈیٹر کے کام کئے ان کے علم اور تعیش کے پیش نظر ان کو تمام مخفی راز ازبر بھی یاد ہیں۔ کہ روپیہ کیسے اور کس طریق سے ہضم کیا جاتا ہے۔ پھر آپ نے ایک کتاب میں حساب بنا کر پیش کیا ہے۔ اور چیلنج بھی دیا ہے۔ کہ یہاں مالی بدعنوانیوں، خیانتوں اور دھاندلیوں کے ریکارڈ کے رو سے میں عینی شاہد ہوں۔

بہر حال چوہدری صاحب موصوف کی خدمت جلیلہ قابل تعریف ہیں۔ موقعہ پڑنے پر وقت کے تقاضوں کو ضرور پورا کریں گے۔ قیام ربوہ میں ان سے جو حالات پیش آئے۔ اس کے ذرائع سے ان کا حلفیہ بیان پیش خدمت ہے۔

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس پاک ذات کی قسم کھاتا ہوں

۵۰

کل محمود ثانی نمبر لکھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ کہ صوفی روشن دین صاحب جو ربوہ میں انجن کی چکی پر مدت تک بطور مستری کام کرتے رہے اور ربوہ کے پرانے رہنے والوں میں سے ہیں۔ اور مخلص احمدی ہیں۔ ان کے مرزا محمود احمد صاحب اور ان کے خاندان کے بعض افراد سے قریبی تعلقات تھے۔ اور خصوصاً مرزا حنیف احمد ابن مرزا محمود احمد کے صوفی صاحب موصوف کے ساتھ نہایت عقیدت مندانہ مراسم تھے۔ اور اسی عقیدت کی بنا پر مرزا حنیف احمد گھنٹوں صوفی صاحب کے پاس روزانہ ان کے گھر جا کر بیٹھتے اور بسا اوقات صوفی صاحب کو قصر خلافت میں اپنے ایک کمرہ خاص میں بھی لے جا کر ان کی خاطر مدارت کرتے۔ انہوں نے مجھ سے بارہا بیان کیا۔ کہ مرزا حنیف احمد خدا کی قسم کھا کر کہتا ہے۔ کہ جس کو تم لوگ خلیفہ اور مصلح الموعود سمجھتے ہو وہ زنا کرتا ہے۔ اور یہ کہ مرزا حنیف نے اپنی آنکھوں سے اپنے والد کو ایسا کرتے دیکھا۔ صوفی صاحب نے یہ بھی کہا۔ کہ انہوں نے کئی دفعہ مرزا حنیف احمد سے کہا کہ تم ایسا سنگین الزام لگانے سے قبل اچھی طرح اپنی یادداشت پر زور ڈالو۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ جس کو تم کوئی غیر سمجھے ہو دراصل تمہاری کوئی والدہ ہی تھیں۔ مبادا خدا کے قہر و غضب کے نیچے آ جاؤ۔ تو اس پر مرزا حنیف احمد اپنی زوجیت میں پر حلفاً مصر رہے کہ ان کا والد پاک سیرت نہیں ہے۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ انہوں نے اپنے والد کی کبھی کوئی کرامت مشاہدہ نہیں کی۔ البتہ یہ ترتیب ختنت

۵۱

کے ساتھ پائی ہے۔ کہ کسی طرح انہیں جلد از جلد دنیاوی غلبہ حاصل ہو جائے۔

اگر میں اس بیان میں جھوٹا جل سازہ افراد جماعت کو بس سے محض دھوکا دینا مقصود ہے۔ تو خدا تعالیٰ مجھ پر اور میری بیوی بچوں پر ایسا عبرتناک عذاب نازل فرمائے جو مخلص اور ہر دیدہ بینا کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہو۔

ہاں اس نام نہاد خلیفہ کی مالی بدعنوانیوں، خیانتوں اور دھاندلیوں کے ریکارڈ کی رو سے میں عینی شاہد ہوں۔ کیونکہ خاکسار نے ساڑھے نو سال تحریک جدید اور انجمن احمدیہ کے مختلف شعبوں میں اکاؤنٹنٹ اور نائب آڈیٹر کی حیثیت سے کام کیا ہے۔

خاکسار

چوہدری علی محمد عفی عنہ واقف زندگی

مہمان خانہ خصوصی کوہستان، لائلپور

شہادت نمبر ۲

حلفیہ شہادت

جناب مولوی محمد صالح صاحب قمر واقف زندگی سابق ممبر کمیٹی وکالت تحریک جدید ربوہ۔ مولانا محمد یامین صاحب تاجر کتب کے چشم و چراغ ہیں۔ ... ہونے کے علاوہ سلسلہ احمدیہ کا بے تحاشا

۵۲

لٹریچر شائع کرتے ہیں۔ آپ قادیان کی مقدس سرزمین ۱۹۳۳ء میں پیدا ہوئے اور مولوی فاضل تک تعلیم حاصل کی بعد ازاں مختلف شعبہ جات میں آپ نہایت خوش اسلوبی سے خدمت سرانجام دیتے رہے مثلاً

استاد جامعہ احمدیہ مجلس خدام الاحمدیہ کے جنرل سیکرٹری کے عہدہ پر فائز رہے

۲۔ زعیم مجلس خدام الاحمدیہ دارالصدر ربوہ

۳۔ نائب ناظم تبلیغ مرکزیہ خدام الاحمدیہ ربوہ

۴۔ سندھ ویجیٹیبل اینڈ پروڈکٹس کے ہیڈ آفس میں کام کیا

۵۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور سن رائز اخبار کے منیجر بھی رہے

۶۔ محتسب امور عامہ کا محکمہ خاص ربوہ بھی رہے۔ ان شعبہ جات کے علاوہ بھی جماعتی طور پر بھی خدمت پر بھی مامور کیا گیا۔ آپ نے دیانت اور تقویٰ کی راہ پر چل کر صحیح معنوں میں خدمت کی۔ آپ میاں عبدالرحیم احمد جو خلیفہ صاحب کے داماد ہیں۔ ان کے پرسنل اسسٹنٹ وکیل التعلیم تحریک جدید ربوہ بھی تھے۔ آپ میں بالفشانی اخلاص اور محنت سے کام کرتے تھے۔ اس کی وجہ سے آپ کے ذمہ مزید کام سپرد کئے جاتے تھے۔ آٹھ دس شعبہ جات کی کارکردگی آپ کی مقبولیت کی شاہد ہے اور گہرے تعلقات کا اندازہ بھی اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ آپ کا حلفیہ بیان ہدیہ ناظرین ہے

۵۳

حلفیہ شہادت

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر مندرجہ ذیل سطور محض اس لئے سپرد قلم کر رہا ہوں کہ جو لوگ اب بھی مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کے تقدس کے قائل ہیں۔ ان کے لئے راہنمائی کا باعث ہو مگر میں مندرجہ ذیل بیان میں جھوٹا ہوں۔ تو خدا تعالیٰ کا عذاب مجھ پر اور میرے اہل و عیال پر نازل ہو۔

میں پیدائشی احمدی ہوں اور ۱۹۵۵ء تک میں مرزا محمود احمد صاحب کی خلافت سے وابستہ رہا۔ خلیفہ صاحب نے مجھے ایک خودساختہ فتنہ کے سلسلہ میں جماعت ربوہ سے خارج کر دیا۔ ربوہ کے ماحول سے باہر آ کر خلیفہ صاحب کے کردار کے متعلق بہت ہی گھناؤنے حالات سننے میں آئے۔ اس پر میں نے خلیفہ صاحب کی صاحبزادی امۃ الرشید بیگم بیگم میاں عبدالرحیم احمد سے ملاقات کی۔ انہوں نے خلیفہ صاحب کے بدچلنی اور بدکماش اور بدکرداری کی تصدیق کی۔ باتیں تو بہت ہوئیں لیکن خاص بات قابل ذکر یہ تھی۔ کہ جب میں نے امۃ الرشید بیگم سے یہ کہا۔ کہ آپ کے خاوند کو ان حالات کا علم ہے۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ صالح نور صاحب آپ کو کیا بتلاؤں کہ ہمارا باپ ہمارے ساتھ کیا کچھ کرتا رہا ہے اور اگر وہ تمام واقعات میں اپنے خاوند کو بتلا دوں تو وہ مجھے ایک

۵۴

نٹ کے لئے بھی اپنے گھر میں بسانے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ تو پھر میں کہاں جاؤں گی۔ اس واقعہ پر امتہ۔۔ الرشید کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور یہ لسنہ خیریات سکر میں بھی ضبط نہ کر سکا۔ اور وہاں سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ اس وقت میں ان واقعات کی بنا پر جو میں ڈاکٹر نذیر احمد ریاض، محمد یوسف ناز۔ ماجد لشیر احمد رازی سے سن چکا ہوں۔ حق الیقین کی بنا پر خلیفہ صاحب کو ایک بدکردار اور بد چلن انسان سمجھتا ہوں۔ اور اسی کی بنا پر وہ آج خدا کے عذاب میں گرفتار ہیں۔

خاکسار

محمد صالح نور واقف زندگی، سابق کارکن۔ وکالت تعلیم
(تحریک جدید ربوہ)

شہادت نمبر۲

حضرت ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض کی شہادت

خلیفہ صاحب کا اصول

حضرت ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض، مولوی فاضل واقف زندگی خلیفہ ربوہ کے خاص ڈاکٹر تھے۔ اور خلیفہ صاحب نے از خود سلسلہ کے خرچ سے حکمت اور ڈاکٹری کی تعلیم دلوائی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف علاج خصوصی میں کافی سے زیادہ مہارت رکھتے ہیں۔ اور عرصہ دراز تک خلافت مآب کے چرنوں میں رہے۔ آپ نے حضرت

۵۵

مولوی خیر علی صاحب کی سوانح حیات مرتب کر کے شائع کی ہے جو تقریباً ۔۔۔ صفحات پر مشتمل ہے۔ آپ جامعۃ المبشرین میں پروفیسر بھی تھے۔ آپ اپنی خدا داد ذاتی صلاحیتوں کی وجہ سے خلیفہ صاحب کی آلودہ زندگی سے ہی نہیں بلکہ اندرون خانہ کے ہر شعبہ سے پوری طرح واقف راز بھی ہیں۔ یعنی بہت سے بچشم خود راز خصوصی کے علاوہ آپ خلیفہ صاحب کے اصول کے متعلق فرماتے ہیں۔

آپ کو یاد ہو گا۔ جب تک ہم ربوہ میں رہے ہماری آپس میں کچھ ایسی قلبی موانست رہی کہ باہم فکر طبیعت بے حد خوش ہوتی تھی کبھی بشعر و شاعری کے سلسلہ میں تو کبھی شخص کے مصنوعی تقدس پر نکتہ چینی کرنے میں لطف آتا تھا۔ دراصل خلیفہ صاحب کا اصول ہے کہ

مت رکھو ذکر و فکر صبح گاہی میں انہیں
اور پختہ تر کردو مزاج خانقاہی میں انہیں (جوش)

اور خود خوب رنگ رلیاں مناؤ۔ عیش و عشرت میں بسر کرو۔

ہم نے تو سچائی کو خلوص دل سے وقف کیا تھا۔ خدا انہیں ضرور اس کا اجر دیگا انہیں یہ خلوص پسند نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ بہتر علم رکھتا ہے وہ خود فیصلہ کرے گا کہ ٹھکرائے ہوئے ہیرے کتنے قیمتی اور کتنے عزیز تھے۔

شروع شروع میرے دل کی عجیب کیفیت تھی، ہر وقت دل مختلف افکار کی آماجگاہ بنا رہتا تھا، ماں باپ کی یاد، عزیزوں کی جدائی کا احساس دوستوں کے بچھڑنے کا غم اور معاندین کے تیروں کی چبھن سبھی کچھ تھا لیکن

ہر مانع تھا اس دل میں بجز ذوق ندامت

٥٦

سب سے بڑا ستم انسان کی فطرت صبر ہے جس کی سرکشی میں انسان اپنے قدموں کو استوار رکھتا ہے۔ اور ہر افتاد پر ڈگمگانے سے بچاتا ہے۔ اگر یہ کلی طور پر مسخ ہو جائے تو پھر کسی بے راہ روی کا احساس دل میں نہیں رہتا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ یہی آپکا راستہ حق ہے اگر میں جھوٹ بولوں تو خدا کی لعنت ہو مجھ پر

شہادت نمبر ۲۵ حلفیہ شہادت

جناب غلام حسین صاحب احمدی ۔ ۔ ۔ ۔ فرماتے ہیں:۔

میں نے اپنی شہادت کے علاوہ حبیب احمد کا بھی ذکر کیا تھا۔ وہ مجھے قادیان میں مل گئے۔ میں نے ان سے قسم دے کر دریافت کیا تو انہوں نے ۔ ۔ ۔ قسم کھا کر مجھے بتلایا کہ حضرت صاحب (مرزا محمود احمد) نے دو مرتبہ ان سے لواطت (یعنی لونڈے بازی) کی ہے ایک دفعہ قصر خلافت میں اور دوسری دفعہ ڈلہوزی میں۔ میں نے اس سے تحریری شہادت مانگی تو پوری تفصیل کے ساتھ نہیں لکھی بلکہ نامکمل لکھ کر دی۔ حبیب احمد صاحب اعجاز کی پوری پوری تصدیق فرما سکتے ہیں جو درج ذیل ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

بخدمت شریف جناب بھائی غلام حسین صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد التماس ہے کہ جو میں نے آپ کو ۔ ۔ ۔ کو جو بات بتائی تھی میں خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ وہ بات بالکل صحیح ہے اگر میں جھوٹ بولوں تو خدا کی لعنت ہو مجھ پر ۔ ۔ ۔ ۔

خاکسار حبیب احمد اعجاز

٥٧

میں حق وجہ البصیرت۔ شاہد ناطق ہوں

شہادت نمبر ۲۶ راجہ بشیر احمد صاحب رازی

حلف

مکرمی محترمی راجہ علی محمد صاحب ریٹائرڈ افسر مال۔ امیر جماعت احمدیہ گجرات کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ نے خدمت دین کے لیے ۱۹۴۴ء میں اپنے آپ کو وقف کیا اور پورے اخلاص کے ساتھ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا۔

اور خلیفہ ربوہ کے بلاوے پر آپ ربوہ تشریف لے آئے اور نائب ایڈیٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے کام پر مامور کیا گیا آپ نے اس کام کو یا جو کام بھی آپ کے سپرد کیے جاتے نہایت ہی استقلال اور محنت اور دیانتداری سے سرانجام دیتے رہے۔ آپ ربوہ کے کچے کوارٹروں میں رہائش پذیر تھے۔ اور دوستوں کے علاوہ آپ کے مراسم جناب شیخ نور الحق صاحب احمدیہ سنڈیکیٹ سے ہوئے۔ تو انہوں نے خلیفہ صاحب کی آلودہ زندگی کا ایسا بھیانک منظر پیش کیا کہ آپ ششدر رہ گئے۔ آپ کا ذہن اس آلودہ زندگی کو تسلیم نہیں کرتا تھا کہ ایسا متقی انسان بدکار نہیں ہو سکتا۔ بالآخر رفتہ رفتہ آپ کے مراسم اندرونِ خصوصی ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض سے ہو گئے تو انہوں نے بھی اس ناپاک انسان کے عشرت کدہ کی رنگین مجالس کا ذکر فرمایا۔ اور ان کی مزید تسلی کے لیے اس رنگین اور سنگین مجالس تک لے جانے کا وعدہ کر کے اس مجلس میں شامل کر لیا۔ رازی صاحب

۵۸

موصوف نے جب اس مجالس خاص میں عملاً رسائی حاصل کر لی۔ اور اپنی آنکھوں سے کہا منظر کو دیکھا تو آپ خو حیرت ہو گئے بعد ازیں آپ نے علی الاعلان پوری دیانتداری سے اس نقشہ خصوصی کو جو علی وجہ البصیرت پورے اطمینان کے ساتھ دیکھ چکے تھے اپنے دوستوں سے کھلم کھلا اظہار کرتے رہے۔ رازی صاحب موصوف کا بجواب خط بیان مندرج ذیل ہے آپ فرماتے ہیں

ارشاد گرامی پہنچا۔ خلیفہ صاحب سے عدم وابستگی کی اصل وجہ تو یہی ہے جو

ہمارے **مکرم بھائی مرزا محمد حسین صاحب بی کام**

فرمایا کرتے ہیں کہ جو سفر ہم نے ماموریت سے شروع کیا۔ اسے آمریت پر ختم کرنا ہمیں گوارا نہیں۔

مگر یہ اجمال شاید آپ کے لئے وجہ تسلی نہ بن سکے۔ لیجئے مختصراً ہماری رُوداد بھی سن لیجئے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے۔ جب ہم ربوہ کے بچے کوارٹر میں خلیفہ صاحب ربوہ کے کچے قصر خلافت کے ساتھ رہائش پذیر تھے۔ قرب مکانی کے سبب

شیخ نور الحق احمدیہ سنڈیکیٹ

سے راہ رسم بڑھی۔ تو انہوں نے خلیفہ صاحب کی زندگی کے ایسے خصائل کا تذکرہ کیا جن کی روشنی میں ہمارا وقفا ہمارا اعتقاد متزلزل نظر آنے لگا۔ اتنے بڑے دعویٰ کے لئے شیخ صاحب کی روایت کافی نہ تھی۔ خدا بھلا کرے۔

۵۹

ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض

کا جن کی ہم رکابی میں مجھے خلیفہ صاحب کے ایک

ذیلی عشرت کدہ

میں چند ایسی ساعتیں گزارنے کا موقعہ ہاتھ آیا۔ جس کے بعد میرے لئے خلیفہ صاحب ربوہ کی پاک دامنی کی کوئی سی بھی تاویل و تعریف کافی نہ تھی۔ بدیں اب بفضل ایزدی علی وجہ البصیرت خلیفہ صاحب ربوہ کی بداعمالیوں پر شاہد ناطق ہو گیا ہوں۔ میں صاحب تجربہ ہوں کہ یہ سب بداعمالیاں ایک بھی سوچی ہوئی سکیم کے تحت وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ اور ان میں اتفاق یا بھول کا کوئی دخل نہیں جو ذہن ہم تھے۔

محاسب کا گھڑیال

ان رنگین مجالس کے لئے قسمیہ دوم ثانیہ (Standard Time) کی حیثیت رکھتا تھا۔ اب نہ جانے کون سا طریقہ رائج ہے۔ میرے اس بیان کو اگر کوئی صاحب مذکورہ چیلنج کرے تو میں حلف مؤکد بعذاب اٹھانے کو تیار ہوں

والسلام

بشیر رازی بی کام سابق نائب اڈیٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ

نوٹ:۔ محاسب کا گھڑیال سے مراد اگر ایک شخص کو رات کے نو بجے کا وقت مقرر کر کے دیا گیا ہے تو اس کی گھڑی میں جونہی نو بج چکے ہیں جیسے محاسب کا گھنٹہ نو بجا اس وقت وہ شخص اندر نہیں آ سکتا

یہ حوالہ صفحہ 168 پر درج ہے

شہادت نمبر ۲

چوہدری صلاح الدین صاحب ناصر بنگالی۔

خلف

خان بہادر ابوالہاشم خاں مرحوم چوہدری صاحب موصوف کے والد محترم نے بنگال میں جماعت احمدیہ کی قیادت کی اور آپ نے پورے اخلاص کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو اجاگر کیا۔ اور آپ نے مرزا محمود کی تفسیر کا انگریزی میں ترجمہ بطور خدمت کے کیا۔ اور آپ جب ریٹائر ہوئے تو آپ ربوہ ہی ڈھیال تک تشریف لے آئے۔ اور محلہ دارالانوار میں ایک بہترین کوٹھی رہائش کے لئے تعمیر کی۔ اور آپ کے خاندان کو خلیفہ صاحب کے خاندان سے انتہائی عقیدت تھی۔ اس قریبی تعلقات کی وجہ سے آپ خصوصیت سے واقف راز ہو گئے۔ چوہدری صاحب صدر انجمن کے شعبہ جات میں بھی کام کرتے رہے اور آپکی انتھک مساعی حسن دین کی خاطر شامل حال رہی۔ آپ بھی ربوہ میں کچھ گراں میں عرصہ تک رہائش پذیر رہے۔ لیکن جب آپکو مرزا محمود کی ناپاک سیرت کا بخوبی علم ہو گیا۔ اور علی وجہ البصیرت حق الیقین تک پہنچ گئے تو آپ نے ربوہ کو خیرباد کہنے کا تہیہ کر لیا۔ موقع پاکر آپ خفیہ طور سے مع اہلیہ گان اور والدہ محترمہ کو رات کی تاریکی میں لے کر لاہور روانہ ہو گئے اور پھر علی الاعلان خلیفہ صاحب کی ناپاک سیرت پر اخبارات اور لیکچروں میں بلاخوف اظہار فرماتے رہے۔ چوہدری صاحب موصوف حقیقت پسند پارٹی کے پہلے جنرل سیکرٹری رہے۔ آپ نے اس کام کو بھی اپنی صلاحیتوں کے پیش نظر حسب دستور مستعدی اور جانفشانی سے کام کیا۔ اس

بدکار اور بداعمال انسان کے لئے آپ نے اپنے آپ کو وقف کیا اور اس کی ناپاک سیرت پر الارم دینا اپنا فرض اولین تصور کرتے ہیں۔ چوہدری صاحب گھر سے رازداروں میں سے واقع ہوئے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

قادیانی جماعت کے اندر غداریاں احمدیت کے نام کی خفیہ تنظیم کو بے نقاب کیا جائے۔ جو ایک نقاب پوش خطرناک قسم کی نوجوانوں کی تنظیم ہے جو عملی طور پر تشدد کی حامی ہے اور اپنے کسی راز کو افشاء کرنے والے کا کام تمام کر دیتی ہے اور ذیل کے احمدی حضرت کو عدم آباد تک پہنچا چکی ہے۔

۵۷ - ۴ - ۲۱ - نوائے پاکستان

چوہدری صاحب کی مجاہدانہ سرگرمیوں کا اندازہ بہت سے اخباروں کے علاوہ مذکورہ بالا عبارت سے ظاہر ہے جس میں آپ نے طویل لسٹ مختلف لوگوں کو دی ہے جن کو راز افشاء کرنے کے جرم میں ان کا کام تمام کر دیا گیا۔ طوالت کے خوف سے مثال کے طور پر صرف ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں۔ چوہدری صاحب نے اپنی ہمشیرہ عابدہ بیگم بنت خان بہادر ابوالہاشم خان صاحب آف بنگال کے اہم واقعہ کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ کہ ان کو بھی بذریعہ بندوق مار کر اچانک موت سے منسوب کیا گیا۔ ان کے خیال کے مطابق کہ کہیں راز افشاء نہ کر دے

بہرحال چوہدری صاحب صحیح معنوں میں حقیقت پسند واقع ہوئے ہیں۔ ان کا ہر کام دیانتدارانہ اور اخلاص پر مبنی ہے اللہ تعالٰے سے دعا ہے کہ ان کو مزید استقامت بخشے۔ علاوہ ازیں جب گجرات میں جلسہ ہوا

٦٢

تو آپ نے اس وقت بھی صداقت کو پوری طور سے مدنظر رکھا۔ کہ ہم نے تقدس کے پردے میں جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ وہی ہماری اس سے علیحدگی کا باعث ہوا۔ چنانچہ چوہدری صاحب فرماتے ہیں۔

"بالعبد ازاں چوہدری صلاح الدین صاحب جو مشرقی پاکستان کے رہنے والے ہیں۔ بنگالی میں تقریر کی اور بتایا کہ ہم نے تقدس کے پردے میں جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ہماری اس جماعت سے علیحدگی اس کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے بتایا۔ میں مشرقی پاکستان کے ایک معزز خاندان کا نوجوان ہوں الحمد اللہ امام جماعت احمدیہ کی دھاندلیوں کی وجہ سے علیحدہ ہو گیا ہوں اور دیانتداری سے سمجھتا ہوں۔ کہ ان کے خلاف آمریت کا ایک زندہ نمونہ ہے۔"

نوائے پاکستان ۲۸۔۳۔۵۷

٦٣

شہادت نمبر ۲۸

امام جماعت احمدیہ (قادیان، ربوہ) کے متعلق

حضرت ڈاکٹر سید میر محمد اسماعیل صاحب مرحوم سول سرجن

کی

شہادت

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب خلیفہ صاحب کے ماموں اور خسر بھی ہیں۔ آپ کی قطعی رائے ہے کہ خلیفہ عیاش ہو۔ تو میں ڈاکٹر ہوں۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ عیاشی کی وجہ سے نہ دماغ کام کرتا ہے۔ اور نہ عقل اور نہ ہی حرکات صحیح طور پر کر سکتا ہے۔ سب قوئی برباد ہو جاتے ہیں۔ جس کو انگریزی میں (Wreck) کہتے ہیں۔ زنا انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے حضرت ڈاکٹر صاحب موصوف فرماتے ہیں ب
۔۔۔۔۔۔ بڑا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ خلیفہ عیاش ہے اس کے متعلق میں

۶۳

کہتا ہوں۔ میں ڈاکٹر ہوں۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ وہ لوگ جو چند دن بھی عیاشی میں پڑھ جائیں۔ وُہ وہ ہو جاتے ہیں جنہیں انگریزی میں Useless کہتے ہیں ایسے انسان کا دماغ کام کا نہیں رہتا ہے۔ نہ عقل درست رہتی ہے نہ حواس صحیح طور پر کام کرتا ہے۔ غرض سب قوی اس کے برباد ہو جاتے ہیں۔ اور سر سے لے کر پیر تک اس پر نظر ڈالنے سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ عیاشی میں پڑھ کر اپنے آپ کو برباد کر چکا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں۔

الزِّنَا يُخْرِجُ الْبُنْيَانَ

کہ زنا انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے

الفضل ۱۰ ارجولائی ۱۹۳۴ء

جادُو وہ جو سر چڑھ کر بولے

خلیفہ ربوہ بعینہٖ اسی امراض میں مبتلا ہیں۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔ ان کا دماغ ماؤف ہو چکا ہے۔ نہ عقل کام کرتی ہے نہ اعضاء صحیح طور پر کام کرتے ہیں۔ جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ زنا انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے۔ من وعن یہی حالت ہماری ہے خبیث مرض یعنی۔ فالج کا شکار ہیں۔ خصوصاً آپ نے ان کی عقل و فہم کا اندازہ جلسہ سالانہ پر بخوبی لگایا ہوگا۔ کہ کس طرح وہ اپنی عقل کو ٹھکانے لگاتے رہے اور حاشیہ بردار درمیان میں لقمہ دیتے رہے مگر یہ لقمہ بے سود ثابت ہوا لاکھ پیوند لگاؤ

۷۲

حق پسند اصحاب کی توجہ کے لئے

اپنی طرف سے نہایت اختصار کے ساتھ کچھ حوالجات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیش کر دیئے ہیں۔ تاکہ فیصلہ میں آسانی رہے اہل دانش اور طالبان حق کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ٹھنڈے دل سے ان تمام واقعات کو جو خلیفہ کے چال چلن پر سالہا سال سے بیان کئے جا رہے ہیں اور وہ انہیں ٹال رہے ہیں۔ آپ نے دلائل کی روشنی میں موازنہ کر کے خلیفہ صاحب کا احتساب کرنا ہے تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اصول جو بدچلن اور بدکار کے متعلق موجود ہے اسکی بے حرمتی نہ ہو۔ اگر آپ نے اس اصول کو جرأت مندانہ اقدام سے اجاگر کر دیا۔ تو آنے والی نسلیں آپ کی اس جسارت کو جو اصول کے لئے برتی جائے گی قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھیں گی۔

علاوہ ازیں انسان غلطی کا پتلا ہے بھول جانا کوئی بات نہیں ہوتی چونکہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے معتقد جواہر پائے دیگر تنخواہ دار علماء اس امر کے لئے کوشاں رہتے ہیں کہ اس خلافت کو مضبوطی سے پکڑ رکھیں ماسوا بعض حوالے ان چھپائے جاتے ہیں۔ لیکن حضرت اقدس نے زانی، بدکار، عیاش کے متعلق ایک قطعی فیصلہ دیا ہے جو درج ذیل ہے

اس مباہلہ صرف ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر کسی دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔ الحکم ۲۲ مارچ ۱۹۰۴ء

۳

۲۔ یہ تو اسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسے بچشم خود زنا کرتے دیکھا یا بچشم خود شراب پیتے دیکھا۔ اگر میں اس بے بنیاد افتراء کیلئے مباہلہ نہ کرتا تو اور کیا کرتا۔" (تبلیغ رسالت جلد ۲ صفحہ نمبر ۲)

تو اس کی طرف آنے میں ہچکچاہٹ کیوں ہے جب آپ کا دعویٰ ہے کہ خلیفہ صاحب سے خدا خلوت اور جلوت میں باتیں کرتا ہے۔ اس عدالت میں حضرت اقدس کا حوالہ بھی یہی مطالبہ کرتا ہے پھر ڈرتے کیوں ہو۔ ہاں میں عرض کر رہا تھا۔ حضرت اقدس کا قطعی فیصلہ ہے یا آپ کی نگاہ میں حضرت اقدس کی کتابوں میں ایسا حوالہ موجود ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ بدکار عیاش بھی مصلح موعود ہو سکتا ہے تو خدا کی قسم اگر یہ حوالہ میرے علم میں آگیا تو میں سر تسلیم خم کروں گا۔ ورنہ بصورت دیگر آپ پر فرض ہو گا۔ کہ حضرت اقدس کے ان حوالوں کی موجودگی میں جو بدکار کے لئے آپ نے لکھا ہے۔ عمل کرنا ہو گا۔ اور جماعت کے ہر فرد کو احتساب کرنا پڑے گا۔

بدکردار مصلح موعود نہیں ہو سکتا

یہ بات اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ خلیفہ صاحب بدکار۔ عیاش بدچلن انسان ہیں۔ بدکردار مصلح موعود نہیں ہو سکتا اور اپنی ان بدمعاشیوں کو چھپانے کی خاطر مختلف بہانے اور حیل و حجت۔ قتل و غارت، بائیکاٹ

۴

وغیرہ ذرائع الجمن احمدیہ کا روپیہ مقدمے میں ضائع کیا جاتا ہے۔ پھر الفضل میں یوں کہا جاتا ہے کہ زنا کرنا جرم نہیں اسکی تشہیر جرم ہے۔ زنا تو آپ بیٹی شریعت کے مطابق کرتے ہیں۔ اس لئے اس کا تو جرم نہیں۔ مگر مباہلہ حضرت اقدس کے فرمان کے مطابق کیا جاتا ہے۔ وہ جرم ہے۔ خلیفہ صاحب نے حضرت اقدس کی تعلیم کو پس پشت ڈال کر اپنا سکہ جمانے کی کوشش کی مقدس اصطلاحوں سے اپنے آپ کو نوازا کبھی صحابہ کرام کے متعلق بدتہذیبی کا مظاہرہ کیا اور کبھی آنحضرت صلعم سے بھی آگے بڑھنے کا قدم اٹھایا۔ انشاءاللہ ایسے شخص کا انجام اچھا نہیں ہو گا۔ اس کو اس دنیا میں جو سزا مل رہی ہے وہ ایک زندہ نشان ہے۔ چلنے پھرنے سے بھی عاری ہے۔ دماغ کسی قدر ماؤف ہو چکا ہے فالج نے اس کو اپنا شکار بنا لیا ہے۔ الفضل نے زحمت یکشنبہ ایسے شخص کو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے قادیان کی مقدس سرزمین میں بھی جگہ نصیب نہیں ہوئی۔ دراصل اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ گندی مچھلی سب کو خراب کرتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس ناپاک وجود کو وہاں سے نکال کر مقدس بستی کو محفوظ کر لیا —

میں عرض کر رہا تھا کہ آپ حاشیہ بردار اس کو سہارا دیئے ہوئے ہیں۔ کبھی ٹیکے کے زور سے اس کو ہوش میں لایا جاتا ہے۔ کبھی ٹیپ ریکارڈ سے ناکر جماعت کو تسلی دی جاتی ہے۔ بار ہا طریق سے اس میں پیوند لگائے گئے۔ لیکن جب ایک عمارت بوسیدہ ہو جاتی ہے۔ اس کے پیوند کہاں تک سہارا دے سکتے ہیں۔ بالآخر اس بوسیدہ عمارت کو طیش نیش

۷۵

کر کے از سرِ نو بنانی پڑتی ہے۔یہی حال خلیفہ کا ہے۔اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے تعرِ مزلت میں گر چکا ہے۔اس وقت سہارا بے سود ہے۔یہ غلط ملط سارے دیکھنے والوں کے لئے اس شخص کی بدکرداری کا زندہ ثبوت ہے۔یہ ناپاک وجود ختم ہو کر رہے گا۔ اور حضرت اقدس کا الہام بھی آب و تاب سے چمکے گا۔خدا کے گھر میں دیر ضرور ہے اندھیر نہیں۔

میرے احمدی بزرگو! بھائیو! اور بہنو! جماعتِ احمدیہ کا ہر فرد جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصولوں کو اپنانے کے لئے بے تاب ہے۔ان سے استدعا ہے کہ خلیفہ صاحب اس وقت زندہ ہیں۔ان کی موجودگی میں جس اسلامی شریعت کو آپ پسند فرمائیں فیصلہ کی راہ نکالیں۔انسان کی سوجھ بوجھ کے مطابق تین ہی صورتیں قابلِ عمل رہیں۔

عدالت کمیشن مباہلہ

اظہارِ واقعہ کو بدزبانی نہیں کہا جاسکتا

حضرت اقدس ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں۔

"دشنام دہی اور چیز ہے اور بیان واقعہ کا گو وہ کیسا ہی تلخ اور سخت ہو۔ دوسری شے ہے ہر ایک محقق اور حق گو کا یہ فرض ہوتا ہے۔ کہ سچی بات کو پورے پورے طور پر مخالف گم گشتہ کے کانوں تک پہنچا دے

۷۶

پھر اگر وہ سچ سُن کر افروختہ ہو۔ تو ہوا کرے" (ازالہ اوہام صفحہ)

خلیفہ صاحب کی بداعمالیوں کے متعلق مختلف اقوال اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مولکات اور شہادتیں درج ہیں

میں انصاف پسند اور نجیبہ احباب سے دعوت کرتا ہوں۔ مکمل مستند پیش کر دی ہیں۔ جو صورت آپ کے لئے آسان ہو اس پر عمل کریں۔ ورنہ بصورت دیگر اگر اس میں لیت و لعل کیا گیا۔ تو وہ اپنے متعلق شکوک میں اضافہ کریں گے۔ لیکن یاد رکھیں۔ خلیفہ صاحب بھی بدکرداری اور کرتوتوں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ وہ کبھی بھی مباہلہ کے لئے میدان میں نہیں نکلیں گے۔

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ۝

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی مرزا محمود احمد صاحب پر کمیشن مقرر کیا گیا اور سُنا ہے کہ جرم ثابت تھا۔ مگر بدنامی کے خوف سے اس کو درگذر کیا گیا۔ اگر ہمارے بزرگانِ ملت اس وقت اس خوف کو بالائے طاق رکھ کر اس کو گندے چیتھڑے کی طرح نکال دیتے تو آج اس بدنما داغ اور لعنت سے محفوظ رہتے۔

بس آپ اپنے فرضوں کو پہنچانیں۔ اس بدنما دھبہ کو مباہلہ کی صورت میں خدا کی عدالت میں لائیں۔ تاکہ تقدس اور پاکبازی الم نشرح ہو کر جماعت احمدیہ کے لئے خصوصاً ہدایت کا موجب ہو۔

طالب دعا۔ (خادم ملت مظہر ملتانی)

۷۷

اِنتباہ!

جسقدر شہادتیں اور حلفیہ بیان کتاب ہٰذا میں درج ہیں۔ ان کی اصل تحریرات موجود ہیں۔ اگر ضرورت پڑی تو اصل تحریرات کے عکس شائع کر دیئے جاویں گے۔ تاہم اگر کوئی صاحب کسی دباؤ کے ماتحت یا جماعت احمدیہ ربوہ کے سربراہ یا بالخصوص مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے "قمر الانبیاء" (انکے کیریکٹر کے متعلق بھی شہادتیں موجود ہیں۔ جو کسی وقت منظر عام پہ لائی جا سکتی ہیں) اپنے مکیمانہ اور فلسفیانہ لاطائل اندازمیں ان بیانات کی تردید کرنیکی جرأت کریں۔ تو اس موقع پر بھی انہیں قہار وجبار کی عدالت میں آنا ہوگا۔ اور مؤکد بعذاب حلف اٹھانا ہوگا۔ جو صاحب تردید کریں۔ ان کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ بالمقابل کم از کم دو معہ اشخاص کے سامنے مسجد میں کھڑے ہوکر بروئے اشہاد مندرجہ ذیل مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں

میں اس خدائے ذوالجلال حیّ وقیوم اور قہار وجبار کی قسم کھاکر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ اور میں اپنے بچوں، بیٹیوں، بیوی، بہنوں، ماں باپ کسے وقت بھی جو زندہ یا موجود نہ ہوں۔ ان کا نام کاٹ دیا جائے۔ سر پر ہاتھ رکھ کر مؤکد بعذاب حلف اٹھاتا ہوں کہ جناب مرزا محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ربوہ نے کبھی زنا یا

۷۸

لواطت نہیں کی۔ اور میری طرف جو یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ میں نے ان کے دامن کو ایسی بدکاری سے داغ دار قرار دیا ہے۔ بالکل غلط ہے۔ میں نے کبھی نہ انہیں بدکار اور زانی سمجھا اور نہ کہا۔ اور نہ ہی کوئی ایسی بات ان کی طرف منسوب کی۔ اور نہ ہی میں نے کوئی تحریر لکھ کر دی۔

اے میرے خدا میں تجھے حاضر وناظر جان کر یہ کہتا ہوں۔ کہ میرا یہ بیان بالکل صحیح اور واقعات کے مطابق ہے اور میں نے کسی ترغیب یا تزہیب یا کسی بھی قسم کے دباؤ کے ماتحت یہ بیان نہیں دیا۔ میں جانتا ہوں۔ کہ تیرے ہاتھ کے برابر کوئی ہاتھ نہیں۔ تیری قوت سے بڑھ کر کوئی قوت نہیں۔ تو ہی جسے چاہے عزت دیتا اور جسے چاہے ذلیل کرتا ہے۔

اے میرے خدا اگر اوپر کے سارے بیان میں جھوٹا ہوں اور فریب دغا، مکاری، چالبازی لفظوں کے ہیر پھیر، فقرہ بازی اور خیانت سے کام لے رہا ہوں۔ تو تیرا قہر تلوار کی مانند مجھ پر پڑے۔ تیرا غضب مجھے بھسم کر دے۔ ذلت تباہی۔ غربت، بیماری عزیزوں، رشتہ داروں، بیوی بچوں کی موت اور مصائب وآلام کی مار۔ مجھ پر مار اور اپنے بیت ناک ہاتھ کے ساتھ مجھے تباہ وبرباد کر کے رکھ دے ــــ میرے در ودیوار پر آگ برسے۔ میرے دشمنوں کو خوش

۷۹

کرے۔ میں ذلیل اور رسوا ہو جاؤں۔ اور میری اور میرے
باپ کی نسل منقطع ہو جائے۔ اور ابد آباد کے لئے مجھ پر لعنتیں
برستی رہیں۔ اور تیرے عفو کی چادر مجھے کبھی نہ ڈھانپے

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ ۔

۸۱

فیصلہ عدالت عالیہ ہائیکورٹ لاہور

بہ نگرانی شیخ عبدالرحمٰن مصری قادیان

ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے جو حکم شیخ عبدالرحمٰن مصری کی اپیل کے خلاف دیا ہے
اس پر نظرثانی کے لیے موجودہ درخواست ہے۔ شیخ عبدالرحمٰن مصری سے مجسٹریٹ فرسٹ کلاس
کے حکم کے ماتحت ۱۰۷ ضابطہ فوجداری کو ضمانت حفظ امن طلب کی گئی تھی اور اس حکم
کے
خلاف ڈپٹی کمشنر نے ۲۳ مئی ۳۸ء کو اپیل کو مسترد کر دیا تھا۔ لہٰذا اب وہ عدالت
ہذا میں نظرثانی کی درخواست دے رہا ہے۔ چنانچہ اس عدالت کے ایک فاضل جج
نے حکومت کو حاضری کا نوٹس دیا۔

موجودہ کارروائی کی تحریک کا اصل باعث وہ اختلاف ہے جو جماعت احمدیہ
قادیان کے اندر رونما ہوا ہے۔ درخواست کنندہ اس انجمن کا ممبر ہے جو خلیفہ سے
شدید اختلاف کے باعث علیحدہ ہو چکی ہے۔ درخواست کنندہ کے خلاف
اصل الزام یہ ہے کہ اس نے دو پوسٹر شائع کئے۔ اتفاقاً پی۔اے اگزبٹ جو
مورخہ ۲۹ جون ۳۷ء کو شائع ہوا اور ثانیاً اگزبٹ پی۔جی جو ۱۳ جولائی ۳۷ء
کو شائع کیا گیا۔ ان پوسٹروں کے ذریعے درخواست کنندہ نے اپنا مافی الضمیر
بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ پوسٹر بجائے خود قابل اعتراض نہیں ہیں

۲۲

مدعی نے اگزبٹ پی۔جی میں سے ایک پیرا کی بناء پہلا پناہ دعویٰ قائم کیا ہے جو اس طرح شروع ہوتا ہے۔

"میرے عزیز میرے بزرگو آپ نے اپنے ایک بے قصور بھائی۔ہاں اس بھائی کو جو محض آپ لوگوں کو ایک خطرناک ظلم کے پنجے سے چھڑانے کے لئے بزعزت اپنے مال اپنے ذریعہ معاش اور اپنے آرام کو قربان کر دیا ہے۔۔۔۔"

مدعی کا انحصار ایک اور پیرا پر بھی ہے۔جس کا خلاصہ یوں دیا جا سکتا ہے موجودہ خلیفہ میں ایسے سخت عیوب ہیں کہ اُسے معزول کرنا ضروری ہے اور میں نے اپنے آپ کو جماعت سے اس لئے علیحدہ کیا ہے تاکہ میں ایک نئے خلیفہ کے انتخاب کے لئے جد وجہد کر سکوں۔"

میری رائے میں مذکورہ بالا قسم کے بیانات بجائے خود ایسے نہیں ہیں کہ اُن کی بناء پر کسی شخص کی حفظِ امن کی ضمانت طلب کی جائے۔مگر عدالت میں درخواست کنندہ نے ایک تحریری بیان دیا ہے۔جس کے دوران میں اس نے کہا ہے۔

"موجودہ خلیفہ سخت بدچلن ہے۔یہ تقدس کے پردہ میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے۔اس کام کے لئے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے۔ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے۔جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔"

درخواست کنندہ نے آگے چل کر بیان کیا ہے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ

۲۳

وہ قوم کو اس قسم کے گندے شخص سے آزاد کرائے۔

اب اگرچہ اس کو جس کا خلاصہ میں نے اوپر بیان کیا ہے۔درخواست کنندہ کے اس بیان کی روشنی میں جو اُس نے عدالت میں دیا ہے پڑھا جائے۔جیسا کہ بہت سے پڑھنے والے ایسا کریں گے تو ان کا رنگ کچھ اور ہی ہو جائے گا۔ اور میری رائے میں یہ امر قابلِ اعتراض ہوتا اور حفظِ امن کی ضمانت طلبی کا متقاضی ہے۔

ایک اور امر بھی ہے۔مورخہ ۲۳ جولائی کو خلیفہ نے ایک خطبہ دیا۔جو بعد میں یکم اگست کے اخبار الفضل میں جو کہ جماعت کا سرکاری پرچہ ہے چھپا۔

اس خطبہ میں خلیفہ نے جماعت سے علیحدہ ہونے والوں شخصوں کے لئے ہیں اور ایسے الفاظ ان کی نسبت استعمال کئے ہیں جن کی نسبت میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ وہ منحوس unfortunate اور افسوسناک تھے

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فخر الدین نے جو اس انجمن کا سیکرٹری تھا جس کے صدر شیخ عبدالرحمان مصری ہیں۔ان کو ایک خط لکھا۔جس میں اس نے یہ کہا۔

"اسی لئے ہم بار بار جماعت سے "نقد کمیشن" کا مطالبہ کر رہے ہیں۔تاکہ اس کے روبرو تمام واقعات و شہادتوں اور مخفی در مخفی حقائق پیش ہو کر اس قضیہ کا جلد فیصلہ ہو جائے۔کہ کس کا خاندان "فحش کا مرکز" یا الفاظ دیگر وہ ہے جو خلیفہ نے بیان کیا"

اب اس بیان میں خلیفہ کے خطبہ کے بیان کی طرف اشارہ ہے جس میں

۷۰۴

اس نے اپنے دشمنوں اور مخزجین کے خاندانوں کے متعلق یہ کہا تھا کہ ان میں سے حیا اور پاکیزگی جاتی رہے گی اور وہ فسق کا اڈا بن جائیں گے۔ میری رائے میں فخرالدین کے اس پوسٹر کا مطلب صاف اور واضح ہے اور ایسی ہی تاویلوں میں اس کا مطلب سمجھا گیا۔ کیونکہ صرف دس دن بعد سات اگست کو ایک متعصب مذہبی مجنوں نے فخرالدین کو مہلک زخم لگایا۔

میاں محمد امین خان نے جو درخواست کنندہ کا وکیل ہے اس امر پر زور دیا ہے کہ شیخ عبدالرحمان مصری اس اکلوتی پوسٹر کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ واقعات یہ ہیں کہ انجمن ایک مختصری حیثیت رکھتی تھی جس کا صدر عبدالرحمان اور سیکرٹری فخرالدین تھے۔ اصل پوسٹر اردو کا لکھا ہوا تھا جو اب دستیاب نہیں ہو سکتا۔ البتہ اس کی نقل ایک کانسٹیبل نے کی تھی جس کا بیان ہے کہ اس کے نیچے فخرالدین سیکرٹری مجلس احمدیہ کے دستخط تھے۔ مگر اس امر کے برخلاف فخرالدین کے لڑکے نے اصل مسودہ پیش کیا ہے۔ جو اس کے باپ نے اس کی موجودگی میں لکھا تھا۔ اور جس کے نیچے صرف اس قدر دستخط ہیں فخرالدین ملتانی۔ میں کانسٹیبل کے بیان کو قابل قبول سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اسے جھوٹ کہنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ جو وجہ صفائی کے گواہ میں پائی جاتی ہے۔ یعنی یہ کہ اس کا مقصد اپنے باپ کو بچانا ہے۔

یہ امر کہ فخرالدین نے اصل مسودہ پر سیکرٹری کے الفاظ نہ لکھے تھے۔ ظاہر نہیں کرتا کہ صاف کردہ اور شائع کنندہ کاپی پر بھی یہ الفاظ نہیں لکھے گئے تھے۔ میری رائے میں شیخ عبدالرحمان پر بھی اس پوسٹر کی ذمہ داری

۷۰۵

عائد ہوتی ہے۔ خصوصاً اس بیان کے سامنے جو انہوں نے عدالت میں دیا ہے۔

ان حالات میں مقامی حکام نے شیخ عبدالرحمان کے برخلاف جو کہ کارروائی حفظ امن کی ضمانت کی کی وہ مناسب تھی۔

ایک ہزار روپے کی ضمانت کہ بھاری ضمانت نہیں ہے اور یہ ضمانت دی جا چکی ہے۔ ۱/ نصف سے زائد عرصہ گزر بھی چکا ہے۔ لہٰذا درخواست مسترد کی جاتی ہے۔

دستخط
ایف ڈبلیو سکیمپ جج

رعدالت عالیہ ہائیکورٹ لاہور صفحہ ہر حرشتہ

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

قادیان کو ربوہ بنانے سے انکار کر دو!

مباہلہ

ادارہ تحریر

مجلس احیان مباہلہ

ناظم عبدالکریم

جلد ۲ | قادیان ماہ محرم الحرام ۱۳۴۸ھ مطابق جون سنہ ۱۹۲۹ء | نمبر ۶

خلیفہ قادیان کا کچا چٹھا

حیا سوز افعال کا ارتکاب

ایک قادیانی خاتون کا سنسنی خیز بیان

مجھے پلنگ پر گرا کر زبردستی میری عزت برباد کردی

صفحہ ۸-۹ پر ملاحظہ فرمائیے

فہرست مضامین

یہ حوالہ صفحہ 168 پر درج ہے	تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق از مظہر الدین ملتانی

قادیانی خاتون کا بیان پڑھنے سے قبل اس صفحہ کا مطالعہ ضروری ہے

خلیفہ قادیان کا کچا چٹھا

حیا سوز افعال کا ارتکاب

ایک قادیانی خاتون کا سنسنی خیز بیان

۲۱

(۲) ایک خاندان کی بیماری دوسرے خاندان میں (یعنی اولاد وغیرہ) میں آجاتی سنی ہوگی دودھ کو ایک دفعہ جاگ لگا دی جائے تو پھر وہی جاگ کام آتی رہتی ہے۔ بعینہٖ اسی طرح اب یہ جاگ آخر (یعنی عیاشیوں کی رنگ رلیاں) انہی مغلیہ خاندان کی نسل ہوتے اس خاندان میں بھی لگنی ضروری تھی سو لگی اور خوب لگی اور غالباً انکی طرز عیاشیوں کو بھی مات کر دیا ہوگا۔

جناب سیکرٹری صاحب ہوشیار باش جاگتے رہیئے نظارہ جلوہ قریب آرہا ہے دل مضبوط کر لیجئے ہوش وحواس قائم رکھئے گا۔ قادیان کے عوام ہماری اس خاندان سے وابستگی چولی دامن کا ساتھ سمجھتے تھے۔ ایک دن ہوتا کیا ہے غور فرمائیے گا۔ حضرت خلیفہ ثانی حکم فرماتے ہیں عشاء کے بعد ام طاہر کے صحن والی سیڑھیوں کی طرف سے آنا چنانچہ حاضر ہو کر دستک دی حضور خود دروازہ کھول کر اپنے ساتھ صحن میں لے گئے کیا دیکھتا ہوں کہ دو بڑی چارپائیاں ہیں جن پر بستر لگے ہیں جنکی پوزیشن یوں تھی سرہانہ شمال قبلہ رُخ والی چارپائی کے پاس لے جا کر اس پر بیٹھنے کا حکم دیا تو دوسری پر حضور لیٹ گئے مقام خلیفہ کے تقدس کے خیال سے کبھی برابری میں بیٹھنے کا وہم وخیال بھی نہ ہوتا تھا اسی ششں وپنج میں حیران پریشان کھڑا ابت نیا رہا الٰہی کیا شامتِ اعمال



مرزائیوں کی روحانی شکارگاہ، صفحہ 21 تا 30 از عبدالرزاق مہتہ قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 199 پر درج ہے

ہے کیا مصیبت آنے والی ہے کہ اتنے میں حضور تشریف لائے پکڑ کر ٹہلتے
ہوئے فرمایا فکر نہ کرو شرماؤ نہیں جس کے چند ہی سیکنڈ بعد چارپائی پر بچھی
چادر کے نیچے سے کچھ حرکت معلوم ہوئی۔ سکڑا۔ سنبھلا کہ ایک چٹکی
بیٹھ پر کٹتی ہے۔ گھبرایا ہوش و حواس گم ہی تھے کہ اب چادر کے نیچے سے
کوئی ذرا زیادہ ہلتا معلوم ہوا دراصل کروٹ لی گئی تھی کروٹ لیتے پھر
دو چار۔ چٹکیاں کٹتی ہیں میں پھر بھی صم بکم بنا بیٹھا تھا۔ کہ پھر حضور آئے
شرماؤ نہیں لیٹ جاؤ فرماتے چادر کے اندر منہ کر کے اس صاحبہ سے
کچھ کہا جس نے نصف اٹھتے ہوئے اپنے بازو میری کمر کے گرد حمائل
کرتے کھینچ کر اپنے اوپر لٹا لیا اس کھینچنے کے نتیجہ میں سر ہاتھ اچانک
جو اس جسم نفیس سے لگے تو حیرانی ہوئی کہ محترمہ الف ننگی پڑی ہیں اُدھر
میں بے حس و حرکت پتھر بنا پڑا تھا مجھے علم نہ ہو سکا۔ کس وقت میرے
بھی کپڑے اتار پھینکے اور کیسے پوری طرح اپنے اُوپر لٹانے لگیں بدمستی
کی شرارتیں کرنے "آخر جیت ان کی ہوئی ہار میری" گویا ان ٹرینڈ
کو ٹرینڈ کر کے مستقل ممبر سرِ روحانی (یہ نام میرا دیا ہوا ہے) کا اعزاز
بخشا گیا ہاں یہ صاحبہ آخر کون تھیں آپ جستجو تو ضرور کر رہے ہونگے
لیکن فی الحال بغیر نام بتائے اتنا عرض کئے دیتا ہوں کہ وہ صاحبہ حضور
خلیفہ ثانی کی بیٹی صاحبہ تھیں بس پھر کیا تھا پانچوں گھی میں سر کڑاہی

یہ حوالہ صفحہ 199 پر د...

مرزائیوں کی روحانی شکارگاہ، صفحہ 21 تا 30 از عبدالرزاق مہتہ قادیانی

یں والا معاملہ آئے دن بلاوے دن ہو یا رات دفتر یا چوکیدار کی گو پہلے بھی روک ٹوک نہ تھی مگر اب تو بالکل ہی ختم سید سے اوپر بیٹیوں سے بڑھتے اب بیگمات کے پیش ہونے یا کئے جانے لگے پہلے پہل تو گھروں میں پھر قصر خلافت کے ایک کمرہ ملحقہ باتھ روم میں جو دراصل مستقل داد عیش کی رنگ رلیوں کے لئے مخصوص فرمایا ہوا تھا۔ جہاں بیک وقت ایک ہی بیٹی اور یا بیگم صاحبہ سے خود بھی اکثر شریک رنگ رلیاں ہو جاتے گویا تینوں ایک ہی چارپائی پر پڑے محو مستیاں ہوتے (محترم سیکرٹری صاحب امور عامہ اسلام میں پردہ کا حکم سخت بتایا جاتا ہے لیکن یہاں دیکھتے ہیں آپ کا امور عامہ خلیفہ کے اس پردہ زادہ پر کیا نوٹس لیتا ہے کونسی جماعت سے خارج کرتا ہے) خیر یہ آپ کی دردسری ہے۔

ناراض تو نہیں ہو گئے ابھی تو ابتدائے عشق ہے آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے بقول کہاوت "پانہ ٹریا متھا سٹریا" ابھی تو سنسنی خیز جلوؤں کی روشنائی ہونی باقی ہے لہذا دل تابو میں رکھئے جناب ہوشیار رہیں غور فرمائیں ایک عرصہ جبکہ ایک بیٹی سے دونوں ہی رنگ لیاں مناتے محو مستیاں تھے کہ موذن نے آکر نماز کی اطلاع دی مجھے یوں فرمایا تم مزے کرتے چلو میں نماز پڑھا کر ابھی آیا۔ چنانچہ اسی حالت

مرزائیوں کی روحانی شکارگاہ، صفحہ 21 تا 30 از عبدالرزاق مہتہ قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 199 پر درج ہے

ہیں جبکہ میں خسر ابو رہتے وضو تو درکنار اعضا بھی نہ دھوئے نماز پڑھی اور سنتیں نوافل پھر بیٹی کے سینہ پر پڑے غرق عیش وعشرت ہو گئے کیا خوب کہا ہے کسی نے

"تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں"

(جس کسی نے بھی یہ کہا خوب با موقع اور غالباً انہی کی ذات مبارک کا نقشہ اللہ نے کھنچوایا ہے) مختصر کرنے کے لئے اللہ کو حاضر ناظر کرتے جن سے یہ رنگ رلیاں منائی منوائی گئیں فی الحال تعداد لکھ دیتا ہوں بوقت کارروائی اسمائے گرامی سے مطلع کروں گا۔ بیگمات تین صاحبزادیاں بھی تین ان دو صاحبزادیوں سے دو دو دفعہ ایک تو قریباً مستقل۔ یہاں لگے ہاتھوں ایک بیگم صاحبہ (بڑی) ام ناصر کی حسرت جو قبر میں ساتھ لے گئے یوں فرمایا دیکھو ام ناصر ہیں کہ یہ شریک محفل نہیں ہوتیں تبھی تو موٹی بھینس ہوتی جاتی ہیں اس کے مقابل غور فرمایا جائے ام مظفر کو دیکھو کیسی خوبصورت نازک سی چلتی پھرتی ہیں کیونکہ یہ کرواتی رہتی ہیں گویا سجادوں کو بھی نہ بخشا گیا یہ خیال ذہن نشین ہونا ضروری ہے جن سے یا صاحب مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہوا۔ وہ پاک وصاف ہیں اور الفاظ "رنگ یا مطلب" جس کی نسبت بیان کئے یا کہے گئے وہی تحریر ہذا کہ رہا ہو، کسی کا بلا وجہ مبالغۃً قطعاً قطعاً اشارہ بھی نہ

کروں گا انشاء اللہ،

انسان گنہگار ہے اور ضرور ہے لیکن حد سے تجاوز ارکانِ اسلام سے استہزاء شاید کوئی نام کا مسلمان بھی نہ کرے گا چہ جائیکہ جو خود کو مقام خلیفہ پر کھڑا کرے استغفر اللہ ربی جناب عالی یہ تو رہی نماز اور اس کا احترام اب ذرا اچھی طرح سے سنبھل کر اپنی غیرت کے جوش کو دبا کر قرآن پاک کی عظمت پر اس اولوالعزم خلیفہ کے اس چاند سے مکھڑے کی زبان مبارک سے ادا کئے ہوئے بے ہوئے خواہ ایک دفعہ دوسرے کی نسبت کہ وہ یوں کہتا ہے اوّل تو اگر کسی نے ان کے سامنے کہے بھی تو غیرت کا تقاضا اس کو ڈانٹ تھا چہ جائیکہ ان الفاظ کو اپنی زبان مبارک سے نہ صرف ایک دفعہ بلکہ ڈھٹائی کی حدیوں کہ پھر دوسری دفعہ وہی دہرائے جاتے ہیں۔ جناب عالی یقین جانیں ان کے لکھنے کی مجھ میں نہ ہمت نہ ہی سکت ہے سمجھانے کی کوشش کروں گا یوں کہا نعوذ باللہ نعوذ باللہ قرآن پاک کا نام لیتے ہیں میں اس کو اپنے . . . .

پر مارتا ہوں استغفر اللہ ربیّ من کل ذنب واتوب الیہ شرم کے مارے میری آنکھیں زمین میں گڑ گئیں کاٹو تو جسم میں خون کا قطرہ نہیں کیا یہی مقام خلیفہ ہے اور یہی وہ بلند بانگ پرچار ہے کہ ہم ہی ہیں جو خدمت قرآن فلاں فلاں زبانوں میں کر رہے ہیں اور اِدھر

اسی قرآن پاک کی فضلیت وعظمت کا عمل بمحاورہ "صورت موموناں کرتوت کافراں" سے دیا جاتا ہے توبہ توبہ۔

یہ بھی بتائے جاؤں کہ یہ کس موڈ میں کہے گئے ایک بیگم صاحبہ کو حضور کے ہر طرح کے قرب صلاح مشورے وغیرہ وغیرہ کی بنا پر چہیتی کہا جاتا اور مانا جاتا تھا اور اہل قادیان کی مستورات خصوصًا جانتی تھیں بعد منانے رنگ رلیاں حضور کی خوشنودی کے لئے کھڑے موگفتگو تھے کہ ان بیگم صاحبہ نے مجھے اپنے سینہ سے لگاتے کہا "آپ مجھے اپنی چہیتی کہتے ہیں یہ میرا چہیتا ہے"۔ بامو قع خوب مذاق ہوا جس میں نعوذ باللہ وہ الفاظ دو مرتبہ کہے گئے یہ الفاظ پنجابی میں نام لیتے کہے گئے جو ان کی خلافت کی جیتی جاگتی حقیقت و اصلیت اسلام اور رسول مقبول صلعم سے وابستگی کی نمایاں جھلک دیتی ہے اب ان کی اصلیت ضمیر کی نصیحت و وصیت بھی لگے ہاتھوں ملاحظہ فرماہی لئے جاویں فرمایا

"میں نے تمام بچوں کو کہہ دیا ہوا ہے کہ جس کے اولاد نہ ہو ایک دوسرے سے کر لی جائے۔ سبحان اللہ کیا یہ نصیحت و وصیت خلیفہ کو زیب دیتی ہے۔ گویا اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ یہ رنگ رلیاں صرف حضور کی ذات مبارک تک ہی محدود نہیں بلکہ کل اولاد کیا لڑکے اور کیا لڑکیاں جن کو

پہلے ہی استعمال کرنا کرانا شروع کر دیا ہوا ہے
تو بھلا اس صورت میں لڑکے کہاں متقی و پرہیزگار ہو سکتے ہیں
تبھی تو یہ رونا حق بجانب ہے کہ ماؤں بہنوں بیٹیوں بھاوجوں کی
عزت و ناموس ہر وقت خطرے میں ہے۔ اب ان ملفوظات میں سے
ایک اور فرمان ملاحظہ فرما لیا جائے۔
فرمایا لوگ باہر سے تبرک کے لئے اپنی بیویاں۔ بیٹیاں بہویں بھیجتے
رہتے ہیں لیکن پھر بھی جنون عشق بازی سے تسلی نہیں ہوتی مجبوراً
پنجابی کہاوت "جینے لائی گلیں اوہدے نال ٹُر پئی" کے مطابق بے شرموں کے
ساتھ بے شرم ہونا ہی پڑے گا۔ مجبوراً حقیقت حال بیان کرنا پڑے گی
وہ یہ کہ لونڈے بازی کروانے کا بھی شوق باقی تھا۔ چنانچہ یہ چکر میرے
ساتھ بھی ہو چکا ہے لیکن چونکہ مجھے اس قبیح عادت سے نفرت تھی
مجبوراً خود ہی کروٹ لیتے اعضاء پکڑ کے اپنے میں ڈالنے کی ناکام عیاشی
تو اس پر ایک دفعہ یوں فرمایا کہ خلیفہ صلاح الدین کا رجو رشتہ میں سالا تھا)
...... (وہی پنجابی لفظ اعضاء) کتنا موٹا اور لمبا ہے اب اس سے
غور کریں کہ ان کی عادات رنگ رلیاں اور عشق مزاجی میرے اس لفظ
ممبر محفل سیر روحانی سے بالکل صحیح اور سچ ثابت ہو گیا ابھی اور بھی
ممبر اور ممبرات محفل ہیں جن کی تعداد جو میرے علم میں ہے پندرہ بیس ہے

مرزائیوں کی روحانی شکارگاہ، صفحہ 21 تا 30 از عبدالرزاق مہتہ قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 199 پر درج ہے

اور اِن سے آگے جاگ لازمی لگے گی جاگ کا کام ہی یہی ہے۔ اب واقعات کرسچیئن استانیوں کے ایک کا ذکر لاہور کے اخبارات میں ہُوا خبریوں لگی کہ" مرزا قادیانی ہوٹل سے ایک لڑکی لے اڑے" یہ برگینزا ہوٹل لاہور کا واقعہ ہے ایک دوسرے کو بھیجنے پر ناکامی کے بعد مجھے حکم ملا بعد کامیابی شاباش ملی الغرض اسے لے کر سینما جو ملکہ کے بُت کے پاس ریڈ کراس آفس کے بالمقابل ہے (پلازا سینما ناقل) مع عملہ گئے انٹرول کے قریب یکدم بھاگم بھاگ کاروں میں بیٹھ یہ جا وہ جا بعد میں علم ہُوا کہ کیبن میں یہ کرسچیئن لڑکی بغل میں لئے ہوئے پیار وغیرہ کرتے تھے باہر سے کسی کی نظر کا نظارہ ہوگیا گویا نام کو استانی اندر خانہ عیاشی۔ اب یہاں اصل معاملہ یوں بیٹھتا ہے کہ قادیان پہنچکر سینما بینی پس کل دنیا جہان کی خرابیاں گنوائیں خطبہ جمعہ کے سٹیج سے اخبارات رسائل تقاریر کے ذریعہ سینما بینی سے سختی سے منع فرمایا جاتا ہے مگر اس سے پہلے جب بھی لاہور گئے سینما ضرور دیکھا جاتا آیا خیال شریف میں۔

جناب سیکرٹری صاحب امور عامہ معلوم ہوتا ہے سینما بینی سختی سے منع ہونے پر آپ کا حلق خشک ہوگیا ہے فکر نہ کریں میرے پاس تری کا بھی سامان موجود ہے۔ سو محترم من وہ یوں قادیان سے کار لاہور جاتی وہاں سے محترم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ

۲۹

بعد جج کے ذریعہ شراب کار کی پچھلی سیٹ کے نیچے چھپا کر لائی جاتی تاکہ عیاشی میں کوئی کمی نہ رہ سکے (حلق ٹھیک ہو گیا ہوگا) مگر صاحب میں معافی چاہوں گا اوپر لکھا تو "وجہ مظالم" تھا لیکن مظالم کی بجائے عیاشیوں کی داستانوں میں پڑ گئے مگر جناب مجبور ہوا تھا سو چلئے میرے ساتھ قصر خلافت کے اس مخصوص کمرہ رنگینیوں میں جسے اس اولوالعزم خلیفہ نے مغلوں کی عیاشیوں کا گہوارہ بنا رکھا تھا ملاحظہ ہو بحیثیت فن فوٹو گرافی ایسے ایسے رنگیں نظاروں سے بھلا نظر کیونکر چوک سکتی تھی لہٰذا ہر ہی پہلو سے اچھی طرح محفوظ ہوئے بس اور بس یہی ۴۴ سالہ وجہ مظالم ہے جن کی تلاش کے لئے چوریاں خانہ تلاشیاں تالے ڈیکیٹری میں توڑے تڑوائے گئے۔ سر توڑ کوششیں فرماتے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ناکام و نامراد ہوتے ذلت کے اتھاہ گڑھے میں ڈبکیاں ہی کھاتے رہے۔ اب جبکہ خاموش بیٹھے بھی صبر نہ آیا مجبور کر دیا "تم صبر کرو وقت آنے دو" سو وقت آگیا ہے ڈبکیوں کی بجائے ڈوبنے کا بھلا ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے ایسی ایسی رنگینیوں کی تصاویر بھلا کوئی گھروں میں رکھتا ہے خصوصاً جبکہ تلاش میں ہر قسم ذلالت کے حربے استعمال کئے کروائے جاتے ہوں اب وقت آیا ہے ان کے منظر عام پر لانے کا جو پیش

مرزائیوں کی روحانی شکارگاہ، صفحہ 21 تا 30 از عبدالرزاق مہتہ قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 199 پر درج ہے

سکے جائیں گے تا ان کی عیاشیوں کو حقیقی رنگ میں ننگا کرنے کے لئے بوقت کارروائی ممد و معاون ہوں۔ جناب والا شاید جو وجہ مظالم درج کی ہے اس سے غلط مفہوم اخذ کریں کہ اس خاکسار کا سارا وقت انہی مشاغل میں مبتلا رکھا جاتا تھا زیادہ نہیں صرف تین واقعات گوش گذار کر دوں جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہوں کہ ہمارا اس خاندان سے عقیدۃً گہرا تعلق رہا ہے جس کی وجہ سے حضور کے ذاتی باڈی گارڈ کے طور پر ہر وقت ہی حاضر خدمت رہتے جس کی وجہ سے نہ صرف قادیان بلکہ حضور کی ہمرکابی میں قادیان سے باہر جانے کا شرف نصیب رہا چنانچہ اور مواقع کے علاوہ تین اہم واقع پیش کرتا ہوں۔

۱۔ دہلی کے ایک جلسہ میں تلاوت کے لئے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کو حکم ہوا تلاوت میں زیر زبر کی غلطی بسا اوقات سہواً ہو ہی جاتی ہے مگر وہاں تو مقصد دراصل جلسہ کو درہم برہم کرنے کا تھا ایک ملنٹے نے کھڑے ہو کے شور مچانا شروع کیا ہی تھا کہ اس کے دوسرے ساتھی بھی اس کے ساتھ مل کے لگے بکواس کرنے نتیجہ میں ہلا گلا ہوا ایسا میدان صاف کہ ان کو ہمیشہ یاد رہے گا۔

۲۔ دوسرے سیالکوٹ میں حضور کی تقریر معمولاً ہو گی جہاں

مرزائیوں کی روحانی شکارگاہ، صفحہ 21 تا 30 از عبدالرزاق مہتہ قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 199 پر درج ہے

۴۱

دوڑے جاتے ہیں بامید تمنا سوئے باب	شاید آ جائے نظر رُوئے دل آرا بے نقاب
غافلو کیوں ہو رہے ہو ماشقِ چنگ و رباب	آسماں پر کھل رہے ہیں آج سب عرفاں کے باب
مست ہو کیوں اس قدر اغیار کے اقوال پر	اس شہِ خوباں کی تم کیوں چھوڑ بیٹھے ہو کتاب
کیا ہوا کیوں عقل پر ان سب کے پتھر پڑ گئے	چھوڑ کر دیں عاشقِ دنیا بنے ہیں شیخ و شاب
اپنے پیچھے چھوڑے جاتے ہیں یہ اک حصنِ حصیں	بھاگے جاتے ہیں یہ احمق کیوں بھلا سوئے حباب
امر بالمعروف کا بیڑا اٹھاتے ہیں جو لوگ	ان کو دینا چاہتے ہیں ہر طرح کا یہ عذاب
پر جو مولیٰ کی رضا کے واسطے کرتے ہیں کام	اور ہی ہوتی ہے انکی عزت و شان و آب و تاب
وہ شجر ہیں سنگباروں کو بھی جو دیتے ہیں پھل	ساری دُنیا سے نرالا اُن کا ہوتا ہے جواب
لوگ اُن کے لاکھ دشمن ہوں وہ سب کے دوست ہیں	خاک کے بدلے میں ہیں وہ پھینکتے مشک و گلاب
یاالٰہی آپ ہی اب میری نُصرت کیجئے	کام ہیں لاکھوں مگر ہے زندگی مثلِ حُباب
کیا بتاؤں کس قدر کمزوریوں میں ہوں پھنسا	سب جہاں بیزار ہو جائے جو ہوں میں بے نقاب
میں ہوں خالی ہاتھ مجھ کو یونہی جانے دیجئے	شاہ ہو کر آپ کیا لیں گے فقیروں سے حساب
تشنگی بڑھتی گئی جتنا کیا دُنیا سے پیار	پانی سمجھے تھے جسے وہ تھا حقیقت میں سراب

رسالہ تشحیذ الاذہان۔ ماہ فروری ۱۹۱۳ء

کلام محمود از مرزا بشیر الدین محمود صفحہ 78

یہ حوالہ صفحہ 204 پر درج ہے

چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جہاں قرآن پڑھا جائے وہاں ملائکہ نازل ہوتے ہیں عہ
پس یہ بات یاد رکھو کہ جو کام بھی ملک کرتا ہے جب وہی کام انسان کرے گا تو اس سے ملائکہ کا تعلق پیدا ہو جائے گا۔

چھٹا طریق۔ جو کتابیں ایک ایسے شخص نے لکھی ہوں جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے ان کے پڑھنے سے بھی ملائکہ نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحبؑ کی کتابیں جو شخص پڑھے گا اس پر فرشتے نازل ہوں گے۔ یہ ایک خاص نکتہ ہے کہ کیوں حضرت صاحبؑ کی کتابیں پڑھتے ہوئے نکات اور معارف کھلتے ہیں۔ اور جب پڑھو جب ہی خاص نکات اور برکات کا نزول ہوتا ہے۔ براہین احمدیہ خاص فیضان الٰہی کے ماتحت لکھی گئی ہے۔ اس کے متعلق میں نے دیکھا ہے کہ جب کبھی میں اس کو لے کر پڑھنے کے لئے بیٹھا ہوں۔ دس صفحے بھی نہیں پڑھ سکا کیونکہ اس قدر نئی نئی باتیں اور معرفت کے نکتے کھلنے شروع ہو جاتے ہیں کہ دماغ انہیں میں مشغول ہو جاتا ہے۔

تو حضرت صاحبؑ کی کتابیں بھی خاص فیضان رکھتی ہیں۔ ان کا پڑھنا بھی ملائکہ سے فیضان حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور ان کے ذریعہ نئے نئے علوم کھلتے ہیں۔ دوسری اگر کوئی کتاب پڑھو تو اتنا ہی مضمون سمجھ میں آئے گا۔ جتنا الفاظ میں بیان کیا گیا ہوگا مگر حضرت صاحب کی کتابیں پڑھنے سے بہت زیادہ مضمون کھلتا ہے۔ بشرطیکہ خاص شرائط کے ماتحت پڑھی جائیں۔ اس سے بھی بڑھ کر قرآن کریم کے پڑھنے سے معارف کھلتے ہیں اگرچہ ان شرائط کا بتانا جن کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پڑھنی چاہئیں اس مضمون سے بے تعلق ہے جو میں بیان کر رہا ہوں مگر پھر بھی ایک شرط کا ذکر کر دیتا ہوں۔

اسی وقت دوسری چیز داخل ہو سکتی ہے جبکہ پہلی نکال دی جائے۔ مثلاً ایک جگہ لوگ بیٹھے ہوں تو جب تک وہ نہ نکلیں تب تک اور آدمی نہیں آسکتے۔ اس کے سوا نہیں۔ پس حضرت صاحبؑ کی کوئی کتاب پڑھنے سے پہلے چاہئے کہ اپنے اندر سے سب خیالات نکال دیئے جائیں اور اپنے دماغ کو بالکل خالی کر کے پھر ان کو پڑھا جائے۔ اگر کوئی اس طرح ان کو پڑھے گا تو بہت زیادہ اور صحیح علم حاصل ہوگا۔ لیکن اگر اپنے کسی عقیدہ کے ماتحت رکھ کر ان کو پڑھے گا تو یہ نتیجہ نہ نکلے گا۔

پس حضرت صاحبؑ کی کتابیں بالکل خالی الذہن ہو کر پڑھنی چاہئیں۔ اگر کوئی اس طرح کرے گا تو اسے بہت سی برکات نمایاں طور نظر آئیں گے۔

ساتواں طریق ملائکہ سے فیضان حاصل کرنے کا یہ ہے کہ جس مقام پر ملائکہ کا خاص نزول ہوا ہو۔

عہ بخاری کتاب فضائل القرآن باب نزول السکینۃ والملائکۃ عند قراءۃ القرآن

ملائکۃ اللہ صفحہ نمبر 30 مندرجہ انوار العلوم جلد 5 صفحہ 560 از مرزا بشیر الدین محمود

یہ حوالہ صفحہ 204 پر درج ہے

کریم کی ایک ایک آیت قلب میں وہ تغیر پیدا کر دیتی ہے جو دنیا کی ہزاروں کتابیں نہیں کر سکتیں۔

قرآن کریم پڑھنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ درس جاری کیا جائے۔ بہت سی ٹھوکریں لوگوں کو اس لئے لگتی ہیں کہ وہ قرآن کریم پر تدبر نہیں کرتے۔ پس ضروری ہے کہ ہر جگہ قرآن کریم کا درس جاری کیا جائے اگر روزانہ درس میں لوگ شامل نہ ہو سکیں تو ہفتہ میں تین دن سہی اگر تین دن بھی نہ آسکیں تو دو دن ہی سہی۔ اگر دو دن بھی نہ آسکیں تو ایک ہی دن سہی مگر درس ضرور جاری ہونا چاہئے تا کہ قرآن کریم کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو۔ اس کے لئے بہترین صورت یہ ہے کہ جہاں جہاں ؛ یر مقرر ہیں وہاں وہ درس دیں۔ اگر کسی جگہ کا امیر درس نہیں دے سکتا تو وہ مجھ سے اس بات کی منظوری لے کہ میں درس نہیں دے سکتا درس دینے کے لئے فلاں آدمی مقرر کیا جائے یہ نہیں کہ وہ خود ہی اپنے متعلق فیصلہ کرلے۔ کئی لوگ اپنے متعلق آپ ہی فتویٰ دے لیتے ہیں اور اپنا بوجھ دوسرے پر ڈال دیتے ہیں۔ ہر جگہ کے امیر کا فرض ہے کہ وہ خود درس دے اگر نہیں دے سکتا تو مجھے لکھے میں اور آدمی مقرر کرونگا یا اسے ہی درس دینے کے قابل سمجھوں گا تو کہوں گا وہ خود دے۔ تمام امراء کو جنوری کے مہینہ کے اندر اندر مجھے اطلاع دینی چاہئے کہ درس کے متعلق انہوں نے کیا فیصلہ کیا ہے اور درس روزانہ ہو گا یا دوسرے دن یا ہفتہ میں دو بار یا ایک بار۔ میں سمجھتا ہوں درس کے ذریعہ لوگوں کے دلوں میں قرآن کریم کی محبت راسخ ہو جائے گی اور بہت سے فتن کا آپ ہی آپ ازالہ ہو جائے گا۔

دوسری تجویز یہ ہے کہ ایک دفعہ میں نے اعلان کیا تھا قرآن کریم کا درس دیا جائے گا اور اس کے مطابق اگست ۱۹۲۲ء میں دس پاروں کا درس دیا گیا جس میں باہر سے ساٹھ ستر کے قریب دوست شامل ہوئے تھے۔ اب اعلان کرتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی صحت اور زندگی بخشی تو اس دفعہ جولائی کے مہینہ میں پھر دس پاروں کا گیارہویں سے لے کر بیسویں تک کا درس دوں گا جو لوگ شامل ہونا چاہیں جنوری میں ہی اطلاع دے دیں۔ کم از کم پچاس دوست باہر سے آئیں گے تو درس دوں گا۔ اس طرح تین سال کے اندر اندر باہر کی جماعتوں کے امراء اور دوسرے لوگ قرآن کریم کی موٹی موٹی باتیں سیکھ سکتے ہیں۔

[اصلاح نفس کے لئے دوسری چیز یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ کیا جائے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ لوگ باقاعدہ حضرت صاحب کی کتب کا مطالعہ نہیں کرتے۔ اگر ہر ایک احمدی یہ فیصلہ کرلے کہ حضرت صاحب کی کسی کتاب کا روزانہ کم از کم]

تقریر دلپذیر صفحہ 25 مندرجہ انوار العلوم جلد 10 صفحہ 92، 93 از مرزا بشیر الدین محمود

یہ حوالہ صفحہ 205 پر درج ہے

ایک صفحہ کا مطالعہ کیا کروں گا تو اس کا بہت بڑا فائدہ ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کُتب میں وہ روشنی اور وہ معارف ہیں جو قرآن کریم میں مخفی طور پر بیان ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی اپنی کُتب میں تشریح فرمائی ہے حتیٰ کہ ایک ادنیٰ لیاقت کا آدمی بھی انہیں سمجھ سکتا ہے۔ اس وجہ سے آپ کی کُتب میں بھی وہ نور اور ہدایت ہے جو قرآن کریم میں ہے۔ قرآن کریم کو یہ فوقیت ہے کہ وہ خود خدا تعالیٰ کے الفاظ میں ہے۔

پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ ہر ایک احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کُتب میں سے کم از کم ایک صفحہ روزانہ پڑھا کرے۔ عیسائی انجیل کا مطالعہ کرتے ہیں اور ان لوگوں کو چھوڑ کر جو علی الاعلان دہریہ ہیں باقی سب اسے پڑھتے ہیں۔ وہ رات کو اپنے بچوں کو سونے نہیں دیتے جب تک کہ دعا نہ کرا لیں پھر کتنے افسوس کی بات ہے کہ جن کو دہریہ اور بے دین اور کیا کیا کہا جاتا ہے وہ تو اپنی اس مذہبی کتاب کا مطالعہ نہیں چھوڑتے جس میں بہت کچھ تغیر و تبدل ہو چکا ہے مگر آپ لوگ جن کو تازہ کتابیں ملی ہیں آپ انہیں نہیں پڑھتے کم از کم ایک صفحہ روزانہ ضرور پڑھنا چاہئے۔

دوسری بات اس سال کے پروگرام میں یہ رکھی جاتی ہے کہ منافقین کا اس سال مقابلہ کرنا چاہئے جو کئی جگہ پائے جاتے ہیں وہ ظاہر میں جماعت کے ساتھ ملے رہتے ہیں مگر باطن میں دشمن ہیں لیکن یاد رکھنا چاہئے اسلام یہ اجازت نہیں دیتا کہ شر کا مقابلہ شر سے کیا جائے اور جھوٹ کے مقابلہ میں جھوٹ اختیار کیا جائے۔ خواہ کچھ ہو جائے حتیٰ کہ جان بھی چلی جائے تو بھی شرارت کے مقابلہ میں شرارت نہیں کرنی چاہئے۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ منافقوں کا مقابلہ کرنا چاہئے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ ان کے حالات اور ان کی شرارتیں معلوم کی جائیں اور ان سے جماعت کو آگاہ کیا جائے۔

منافق کی ایک موٹی علامت یہ یاد رکھو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتائی ہے کہ وہ جماعت کی عیب گیری کرے گا وہ کھلے طور پر کہے گا کہ جماعت خراب ہو گئی ہے جماعت بگڑ گئی ہے جو شخص بھی یہ کہتا ہو کہ جماعت خراب ہو گئی ہے سمجھ لو کہ وہ منافق ہے اگر کسی کے پاس ثبوت ہو تو اسے یہ تو حق ہے کہ کہے زید بگڑ گیا ہے یا بکر بگڑ گیا ہے اور اگر سنی سنائی بات ہے تو زید و بکر کے متعلق بھی کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں ہے۔ اول تو اخلاقی لحاظ سے یہ بھی جائز نہیں کہ کسی کے متعلق اس طرح کہا جائے لیکن جو زید و بکر کا نام نہیں لیتا اور نہ کوئی واقعہ پیش کرتا ہے بلکہ یونہی کہتا

تقریر دلپذیر صفحہ 25 مندرجہ انوار العلوم جلد 10 صفحہ 92، 93 از مرزا بشیر الدین محمود

یہ حوالہ صفحہ 205 پر درج ہے

جیسا کہ مَیں ابھی کہہ آیا ہوں۔ مؤمن جاہل نہیں ہو سکتا۔ مگر جاہل نہ ہونے سے میری یہ مراد نہیں کہ خط پڑھ سکتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی خط نہ پڑھ سکتے تھے مگر ان سے بڑا عالم کون تھا؟ یا کون ہو گا؟ ساری دُنیا کے عالم آپؐ کی جوتیاں اُٹھا کر رکھنے کے بھی قابل نہ تھے۔ تم بے شک ظاہری علوم پڑھو مگر دین کا علم ضرور حاصل کرو اور اپنے اندر دین کی باتیں سمجھنے اور اخذ کرنے کا ملکہ پیدا کرو۔ اس کے لئے ایک تو قرآنِ کریم سیکھو اور دوسرے حضرت صاحبؑ کی کتابیں پڑھو اور خوب یاد رکھو کہ حضرت صاحبؑ کی کتابیں قرآن کی تفسیر ہیں۔ کل میں ان کے متعلق ایک خاص نکتہ بتاؤں گا آج صرف اتنا ہی کہتا ہوں کہ وہ قرآن کی تفسیر ہیں ان کو پڑھو۔

خدا کی محبت دل میں پیدا کرو

چوتھی نصیحت مَیں آپ لوگوں کو یہ کرنی چاہتا ہوں کہ خدا اور اس کی محبت کے مقابلہ میں باقی سب کچھ ہیچ ہے۔ آپ لوگ کہیں گے ہم مسلمان ہیں پھر خدا تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کیوں نہ ہو گی۔ مگر بہت لوگ ہوتے ہیں جن میں حقیقی محبت بہت کم ہوتی ہے۔ ان کا اعتقاد خدا تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق عقلی یا رسمی ہوتا ہے۔ مگر احمدیوں کا ایسا اعتقاد نہیں ہونا چاہئے۔ تمہارا خدا تعالیٰ سے محبت کا وہ تعلق ہونا چاہئے جو ماں کو بچہ سے ہوتا ہے۔ اگرچہ اس کو بھی عقلی کہا جا سکتا ہے مگر یہ عقلی سے اوپر کا درجہ رکھتا ہے۔

پس تمہیں اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا محبت کا تعلق ہو کہ جب ان کے خلاف کوئی بات سنو تو یہ نہ ہو کہ عقلی اور رسمی لحاظ سے تمہارے اندر جوش پیدا ہو۔ بلکہ اس طرح جوش اور محبت پیدا ہو جس طرح تمہارے ماں باپ کو جب کوئی نقصان پہنچانا چاہتا ہے تو اس وقت ان کی محبت تمہارے دل میں جوش مارتی ہے۔ یہ تو ضروری بات ہے کہ جس کا باپ مارا جائے گا اس کو نقصان پہنچے گا۔ مگر کوئی شخص اس نقصان کی وجہ سے اپنے باپ کے دشمن سے نہیں لڑتا بلکہ اس سے لڑتا ہے کہ وہ اس کا باپ ہے۔ پس تم ان اعتراضات کا جو خدا تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعودؑ پر کئے جائیں اس لئے دفاع نہ کرو کہ تمہیں ان سے عقلی یا رسمی لحاظ سے تعلق ہے۔ بلکہ اس لئے کرو کہ تمہیں ان سے الفت اور محبت ہے اور ان کی محبت تمہارے رُواں رُواں میں رچی ہوئی ہے۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم لوگوں کو گالیاں دیتے پھرو یا ان سے لڑنا شروع کر دو۔ مَیں تمہیں پہلے بتا چکا ہوں کہ کسی سے درشتی نہ کرو۔ ہاں میں یہ کہوں گا کہ جب تم خدا یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اصلاحِ نفس صفحہ 95 مندرجہ انوار العلوم جلد 5 صفحہ 447 از مرزا بشیر الدین محمود

یہ حوالہ صفحہ 205 پر درج ہے

حوالہ نمبر 204

روزنامہ الفضل 5 8 ستمبر 2007ء

کتب حضرت مسیح موعود کے متعلق حضرت مصلح موعود کی تحریکات

مطالعہ کرنے، پھیلانے، طرز تحریر اختیار کرنے اور ان سے اردو سیکھنے کی تلقین

عبدالسمیع خان

حضرت مصلح موعود نے تربیت جماعت کے قیام کے لئے حضرت مسیح موعود کی کتب کے مطالعہ کی طرف سینکڑوں بار توجہ دلائی اور اس ضمن میں بعض اہم تحریکات بھی فرمائیں۔

مطالعہ کی تحریک

27 دسمبر 1921ء کو حضور نے جلسہ سالانہ پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"تم بے شک ظاہری علوم پڑھو مگر دین کا علم ضرور حاصل کرو اور اپنے اندر دین کی باتیں سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کا ملکہ پیدا کرو۔

اس کے لئے ایک تو قرآن کریم سیکھو اور دوسرے حضرت صاحب کی کتابیں پڑھو اور خوب یاد رکھو کہ حضرت صاحب کی کتابیں قرآن کی تفسیر ہیں۔ کل میں ان کے متعلق ایک خاص نکتہ بتاؤں گا۔ آج صرف اتنا ہی کہتا ہوں کہ قرآن کی تفسیر ہیں ان کو پڑھو"۔

(اصلاح نفس۔ انوار العلوم جلد 5 ص 447)

ایک خاص نکتہ

اگلے دن حضور نے وہ خاص نکتہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"جو کتابیں ایک ایسے شخص نے لکھی ہوں جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے ان کے پڑھنے سے بھی ملائکہ نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحب کی کتابیں جو شخص پڑھے گا اس پر فرشتے نازل ہوں گے۔ یہ ایک خاص نکتہ ہے کہ کیوں حضرت صاحب کی کتابیں پڑھتے ہوئے نکات اور معارف کھلتے ہیں اور جب پڑھو جب ہی خاص نکات اور برکات کا نزول ہوتا ہے۔ براہین احمدیہ خاص ایمان الہیہ کے ماتحت لکھی گئی ہے اس کے متعلق میں نے دیکھا ہے کہ جب کبھی میں اس کو لے کر پڑھنے کے لئے بیٹھا ہوں دس صفحے بھی نہیں پڑھ سکا کیونکہ اس قدر نئی نئی باتیں اور معرفت کے نکتے کھلنے شروع ہو جاتے ہیں کہ دماغ انہیں میں مشغول ہو جاتا ہے"۔

(ملائکۃ اللہ۔ انوار العلوم جلد 5 ص 560)

روزانہ ایک صفحہ پڑھو

حضور نے 27 دسمبر 1927ء کو جلسہ سالانہ کے خطاب میں کتب حضرت مسیح موعود روزانہ ایک صفحہ پڑھنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا۔

"بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں فرصت نہیں ملتی [illegible] حضرت مسیح موعود کی کتب کا مطالعہ کیا جائے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ لوگ باقاعدہ حضرت صاحب کی کتب کا مطالعہ نہیں کرتے۔ اگر ہر ایک احمدی یہ فیصلہ کرلے کہ حضرت صاحب کی کسی کتاب کا روزانہ کم از کم ایک صفحہ مطالعہ کیا کروں گا تو اس کا بہت بڑا فائدہ ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود کی کتب میں وہ روحانی اور وہ معارف ہیں جو [illegible] حضرت مسیح موعود نے ان کی اپنی کتب میں تشریح فرمائی ہے حتیٰ کہ ایک معمولی لیاقت کا آدمی بھی انہیں سمجھ سکتا ہے۔

پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ ہر ایک احمدی حضرت مسیح موعود کی کتب میں سے کم از کم ایک صفحہ روزانہ پڑھا کرے۔ جیسا کہ انجیل کا مطالعہ کرتے ہیں اور ان لوگوں کو چھوڑ کر جو علمی طبقہ [illegible] باقی سب اسے پڑھتے ہیں۔ دوست کوشش کریں کہ بچوں کو سکھائیں اور جب تک وہ کتابیں نہ پڑھ سکتے افسوس کی بات ہے کہ جن کو وہ مدرسہ میں پڑھائیں اور لکھایا جاتا ہے وہ تو اپنی اس مذہبی کتاب کا مطالعہ نہیں چھوڑتے جس میں بہت کچھ تحریف و تبدیل ہو چکا ہے مگر آپ لوگ جن کو تازہ کتابیں ملی ہیں آپ انہیں نہیں پڑھتے۔ کم از کم ایک صفحہ روزانہ ضرور پڑھنا چاہئے"۔

(تقریر دلپذیر۔ انوار العلوم جلد 10 ص 92)

مطالعہ کتب مسیح موعود کا

نظام ترتیب

(1920ء میں) ایک مخلص احمدی نے حضرت مسیح موعود کی کتب [illegible] استفسار کیا کہ حضرت مسیح موعود کی کتابیں کس ترتیب سے پڑھی جائیں۔

اس کے جواب میں حضرت مصلح موعود نے فرمایا:

(1) سب سے پہلے ازالہ اوہام کی ضرورت ہے۔ (2) براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ (3) تحفہ گولڑویہ (4) حقیقۃ الوحی۔ (5) تریاق القلوب (کشتی نوح) (6) حقیقۃ الوحی۔

ان کو اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد دوسرا سلسلہ (1) براہین احمدیہ چاروں حصے۔ (2) سرمہ چشم آریہ۔ (3) آئینہ کمالات اسلام۔ (4) اسلامی اصول کی فلاسفی اور چشمہ معرفت۔

اور وقت نکالو جو حضرت مسیح موعود کی دوسری کتابیں ہیں وہ بھی پڑھیں ---- براہین احمدیہ حصہ پنجم اور حقیقۃ الوحی ان کے ساتھ ملا لے۔ اگر غور [illegible]

محققین کی فرصت نہ ہو تو حقیقۃ الوحی کا مطالعہ کیا جاوے مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت اقدس کی صرف کتب کا مطالعہ کافی نہیں۔ اس سے عقل میں زنگ لگ جاتا ہے ایک اور چیز ہے جس کے بغیر حضرت اقدس کی بعثت سے انسان پورا فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اور وہ ڈائریوں کا مطالعہ ہے۔ جو وقتاً فوقتاً اخباروں میں نکلتی رہی ہیں ان کا علمی حصہ بھی کچھ کم نہیں۔ جیسے حضرت اقدس کی کتب ہیں۔ کیونکہ ڈائری نویس بعض دفعہ الفاظ پوری طرح یاد نہیں رکھ سکتا لیکن ان سے دو باتوں کا پتہ لگتا ہے۔ ایک یہ کہ حضرت اقدس اپنی بعثت کا مطلب کیا سمجھتے تھے اور اسے پورا کرنے کے لئے کس رنگ میں کوشش کرتے رہے۔ دوسرے یہ کہ جن لوگوں کے سامنے حضور کا دعویٰ پیش ہوا اور انہوں نے قبول کیا۔ اور سالہا سال تک آپ کے ساتھ رہے یا کثرت سے آپ کی ملاقات کرتے رہے۔ انہوں نے حضور کے کلام سے کیا سمجھا اور آپ کے ساتھ کس رنگ میں معاملہ کرتے تھے۔ ان دونوں باتوں کے جاننے کے بغیر انسان احمدیت کے مغز کو نہیں پا سکتا"۔

(الفضل 9 ستمبر 1920ء ص 9)

کتب کے پھیلاؤ کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 22 مارچ 1929ء کو ارشاد فرمایا کہ کتب سلسلہ کی اشاعت کی طرف [illegible] سے ہم دین کی [illegible] بھی ہے کہ صحف۔ کتب کی اشاعت [illegible] خاص زور دیں اگر ہر جماعت میں حضرت مسیح موعود کی کتب کی ایجنسیاں قائم ہو جائیں تو سلسلہ کو بہت فائدہ ہو سکتا ہے۔

(الفضل [illegible] ص [illegible])

نیز ہدایت فرمائی کہ عام طور پر ہماری کتابیں گراں ہوتی ہیں اور اس وجہ سے لوگ ان کی اشاعت نہیں کر سکتے۔ اس کے لئے ایک طرف تو میں نظارت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ کتابوں کی قیمتوں پر نظر ثانی کرے اور قیمتیں اس حد تک کم کرے کہ ان ایجنسیوں کو جو ایجنسیاں لیں کافی منافع بھی دیا جا سکے اور نقصان بھی نہ ہو اور دوسری طرف احباب کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ کتب کی اشاعت میں [illegible] کا ثبوت دیں۔

(الفضل 29 مارچ 1929ء ص 6)

حضرت مسیح موعود کی طرز تحریر اختیار کرنے کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے [illegible] جولائی 193[illegible]ء کو جماعت کے مضمون نگاروں اور مضمون نگاروں کو یہ تحریک فرمائی کہ وہ حضرت مسیح موعود کی طرز تحریر اپنائیں تاکہ وہ [illegible] ان میں اس کا نقش قائم رہے اور ایک ادب کا رنگ [illegible] میں داخل ہو جائے۔

چنانچہ حضور نے فرمایا۔

"حضرت مسیح موعود کے وجود سے دنیا میں جو [illegible] برکات ظاہر ہوئی ہیں ان میں سے ایک چیز آپ کا طرز تحریر بھی ہے۔ جس طرح حضرت مسیح [illegible] سے اسلام کے علاوہ جو ان کے حواریوں نے [illegible] کے ہیں یا کسی وقت بھی نہیں ہوئے ان سے آپ کو ایک خاص طرز انشاء ظاہر ہوتا ہے اور [illegible] ہر نئی تحریر اس کی نقل کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود کا طرز تحریر بھی بالکل [illegible] ہے اور اس کے اندر اس قسم کی روانی اور زور [illegible] پائی جاتی ہے کہ باوجود سادہ الفاظ کے [illegible] اس کے کہ وہ ایسے مضامین پر مشتمل ہے جن سے [illegible] دنیا ناواقف نہیں ہوتی اور باوجود اس کے کہ [illegible] کا کلام مبالغہ، جھوٹ اور نقلی آرائش سے خالی ہے اس کے اندر ایک ایسا جذب اور کشش پائی جاتی ہے کہ جوں جوں انسان اسے پڑھتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ سے بجلی کی ہریں نکل نکل کر جسم [illegible] پہنچ رہی ہیں اور یہ اثر احمدیت کی کامیابی [illegible] ہوگی۔ اگر ہم اس عظیم الشان طرز تحریر کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے طرز تحریر کو اس کے مطابق نہ [illegible]"۔

نیز فرمایا۔

"میں اپنی جماعت کے مضمون نگاروں اور مصنفوں سے کہتا ہوں کہ کسی کی فتح کی علامت یہ ہے کہ اس کا نقش دنیا میں قائم ہو جائے۔ پس جہاں حضرت مسیح موعود کا نقش قائم کرنا جماعت کے ذمہ ہے آپ کے اخلاق کو قائم کرنا اس کے ذمہ ہے۔ آپ کے لائے ہوئے علوم کو قائم کرنا جماعت کے ذمہ ہے۔ آپ کی قوت قدسیہ اور [illegible] کو قائم کرنا جماعت کے ذمہ ہے۔ آپ کے کلام کو قائم کرنا جماعت کے ذمہ ہے وہاں آپ کے طرز تحریر کو قائم کرنا بھی جماعت کے ذمہ ہے"۔

اس ضمن میں حضور نے اپنا تجربہ بتایا کہ

"میں نے بچپن سے اردو لکھا ہے۔ خصوصاً شروع میں جب مضمون لکھا کرتا تھا۔ پہلا مضمون جو میں نے [illegible] میں لکھا وہ لکھنے کے قبل میں نے حضرت مسیح موعود کی کتابوں کو پڑھا جس رنگ میں لکھ سکوں اور آپ کی وفات کے بعد جو کتب میں نے لکھیں اس سے پہلے آپ کی تحریروں کو پڑھا اور یہ تجربہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سے میری تحریر میں ایک رنگ پیدا ہوا کہ ادیبوں سے بھی میرا مقابلہ ہوا اور اپنی قوت ادب کے بارہ میں بھی مجھے کچھ پتہ لگا"۔

(الفضل 16 جولائی 1931ء ص 5)

یہ حوالہ صفحہ 205 پر درج ہے

قادیانی روزنامہ الفضل چناب نگر، 8 ستمبر 2007ء

کی طرف سے ہو چکی ہے۔ میں نے بجز گھر کے لوگوں کے کسی پر اس کو ظاہر نہیں کیا۔ اس پیشگوئی کے ایک حصہ کا حادثہ ہم میں اور آپؐ میں مشترک ہے۔ بہت دُعا کرتا ہوں کہ خدا اس کو ٹال دے اور دوسرے حصہ کا حادثہ خاص ہم سے اور ہمارے گھر کے کسی شخص سے متعلق ہے۔"
(مکتوب ۳۴/۹۷ مکتوباتِ احمدیہ جلد ہفتم حصہ اول صفحہ ۴۵)

۱۰ر نومبر ۱۹۰۷ء
"ایک وَبا پڑے گی"
(فرمایا) "معلوم نہیں یہ کس قسم کی وَبا ہوگی۔"
(بدر جلد ۶ نمبر ۴۶ مورخہ ۱۰ر نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۰ر نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

نومبر ۱۹۰۷ء
"(۱) قَذَفَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الرُّعْبَ[2] (۲) وَعْدٌ غَیْرُ مَکْذُوْبٍ۔"
(بدر جلد ۶ نمبر ۴۶ مورخہ ۲۱ر نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۲ مورخہ ۲۴ر نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

۲۶ر نومبر ۱۹۰۷ء
"(۱) بلاءِ ناگہانی۔
(۲) ایک عربی لفظ الہام ہوا جس کے معنے ہیں تو اُن کی چیخیں سُنے گا۔
(۳) یا اللہ فتح۔"
(بدر جلد ۶ نمبر ۴۸ مورخہ ۲۸ر نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۴)

۲۹ر نومبر ۱۹۰۷ء
"اِنَّمَا[3] صَنَعُوْا کَیْدُ سَاحِرٍ۔ وَلَا یُفْلِحُ السَّاحِرُ حَیْثُ اَتٰی۔
(فرمایا) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی قوم یا گروہ اپنے دقیق مکر سے میدانِ مقابلہ میں سلسلہ کی عظمت کو مٹانا چاہتی ہے مگر خدا تعالیٰ اسے بامراد نہیں کرے گا بلکہ حق کی عظمت ظاہر ہوگی۔"
(الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۳ مورخہ ۳۰ر نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۱)

۱۹۰۷ء[4]
"ایک دفعہ مجھے بعض محقق اور حاذق طبیبوں کی بعض کتابیں کشفی رنگ میں دکھلائی گئیں جو طبِ

---

[1] یعنی نواب محمد علی خان صاحب آف مالیر کوٹلہ۔ (مرتب)
[2] (ترجمہ) خدا تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں رُعب ڈال دیا۔ (۲) یہ ایسا وعدہ ہے جو جھوٹا نہ ہوگا۔
[3] (ترجمہ) تحقیق جو کچھ انہوں نے بنایا ہے یہ ایک دھوکے کا منصوبہ ہے اور دھوکہ باز کامیاب نہیں ہو سکتا جس راہ سے بھی وہ آئے۔
[4] چونکہ نزولِ الہام کی صحیح تاریخ معلوم نہیں ہو سکی اس لئے اسے سنہ تصنیف کتاب چشمۂ معرفت ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء کے ماتحت درج کیا گیا۔ (مرتب)

جسمانی کے قواعدِ کلیہ اور اصولِ طبیہ اور ستہ ضروریہ وغیرہ کی بحث پر مشتمل اور متضمن تھیں جن میں طبیب حاذق قرشی کی کتاب بھی تھی اور اشارہ کیا گیا کہ یہی تفسیر قرآن ہے ..... اور جب میں نے اُن کتابوں کو پیشِ نظر رکھ کر جو طبِ جسمانی کی کتابیں تھیں، قرآن شریف پر نظر ڈالی تو وہ عمیق در عمیق طبِ جسمانی کے قواعد کلیہ کی باتیں نہایت بلیغ پیرایہ میں قرآن شریف میں موجود پائیں۔" (چشمۂ معرفت صفحہ ۹۵۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۱۰۳)

۲/ دسمبر ۱۹۰۷ء

(الف) "اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ النَّجْمِ الثَّاقِبِ۔[1]

(۲) اِنَّھُمْ مَا صَنَعُوْا ھُوَ کَیْدُ سَاحِرٍ وَلَا یُفْلِحُ السَّاحِرُ حَیْثُ اَتٰی۔

(۳) اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ رُوْحِیْ۔

(۴) اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ النَّجْمِ الثَّاقِبِ۔

(۵) جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ۔"[2]

(بدر جلد ۶ نمبر ۵۰ مورخہ ۱۲/ دسمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۴ مورخہ ۱۰/ دسمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۸۔ ضمیمہ چشمۂ معرفت صفحہ ۶۸۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۳۶)[3]

(ب) "جب میں مضمون[4] ختم کر چکا تو ساتھ ہی مجھ کو یہ الہام خدا کی طرف سے ہوا تھا۔

اِنَّھُمْ مَا صَنَعُوْا ھُوَ کَیْدُ سَاحِرٍ وَلَا یُفْلِحُ السَّاحِرُ حَیْثُ اَتٰی۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ النَّجْمِ الثَّاقِبِ۔

(ترجمہ) آریہ لوگوں نے جو یہ جلسہ تجویز کیا ہے یہ مکار لوگوں کی طرح ایک مکر ہے اور اس کے نیچے ایک شرارت اور بدنیتی مخفی ہے مگر فریب کرنے والا میرے ہاتھ سے کہاں بھاگے گا۔ جہاں جائے گا میں اس کو پکڑوں گا اور میرے ہاتھ سے چھٹکارا نہیں پائے گا۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ وہ ستارہ جو شیطان پر گرتا ہے۔"

(اشتہار ۱۵/ مئی ۱۹۰۸ء بعنوان باعث تالیف کتاب ہٰذا مندرجہ چشمۂ معرفت صفحہ ج۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۷)

---

[1] (ترجمہ) (۱) تو مجھ سے بمنزلہ اس ستارے کے ہے جو قوت اور روشنی کے ساتھ شیطان پر حملہ کرتا ہے۔

[2] (۲) جو کچھ انہوں نے بنایا ہے وہ ساحر کی تدبیر ہے اور ساحر کسی راہ سے آئے وہ کامیاب نہیں ہوگا۔ (۳) تو مجھ سے بمنزلہ میری روح کے ہے (۴) تو مجھ سے بمنزلہ اُس ستارے کے ہے جو قوت اور روشنی کے ساتھ شیطان پر حملہ کرتا ہے۔ (۵) حق آگیا اور باطل بھاگ گیا۔

[3] (نوٹ از مرتب) یہ الہامات اُس لیکچر کی تصنیف کے وقت ہوئے جو ۳/ دسمبر ۱۹۰۷ء کو لاہور میں پڑھا گیا۔ (مرتب)

[4] یعنی وہ مضمون جو قادیان میں آریوں کے مذہبی جلسہ میں سُنانے کے لئے لکھا گیا تھا اور یہ مضمون چشمۂ معرفت کے آخر میں بطور ضمیمہ شامل ہے۔ (مرتب)

تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 628، 629 طبع چہارم از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 210 پر درج ہے

وقت سمجھ گیا۔ کہ دراصل والدہ فوت ہو چکی ہیں۔ کیونکہ اگر وہ زندہ ہوتیں تو وہ شخص ایسے الفاظ نہ بولتا۔ چنانچہ قادیان پہنچے تو پتہ لگا کہ واقعی وُہ فوت ہو چکی تھیں۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ ہمیں چھوڑ کر پھر مرزا امام الدین ادھر اُدھر پھرتا رہا۔ آخر اُسنے چائے کے ایک قافلہ پر ڈاکہ مارا اور پکڑا گیا مگر مقدمہ میں رہا ہوگیا۔ حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری وجہ سے ہی اسے قید سے بچا لیا ورنہ خواہ وہ خود کیسا ہی آدمی تھا ہمارے مخالف یہی کہتے کہ ان کا ایک چچا زاد بھائی جیل خانہ میں رہ چکا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیالکوٹ کی ملازمت سنہ ۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء کا واقعہ ہے۔

(اس روایت سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سیالکوٹ میں ملازم ہونا اس وجہ سے تھا۔ کہ آپ سے مرزا امام الدین نے دادا صاحب کی پنشن کا روپیہ دھوکا دے کر اُڑا لیا تھا۔ کیونکہ جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیفات میں تصریح کی ہے۔ آپ کی ملازمت اختیار کرنیکی وجہ صرف یہ تھی۔ کہ آپ کے والد صاحب ملازمت کے لیئے زور دیتے رہتے تھے۔ ورنہ آپکی اپنی رائے ملازمت کے خلاف تھی۔ اسی طرح ملازمت چھوڑ دینے کی بھی اصل وجہ یہی تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ملازمت کو ناپسند فرماتے تھے۔ اور اپنے والد صاحب کو ملازمت ترک کر دینے کی اجازت کے لیئے لکھتے رہتے تھے۔ لیکن دادا صاحب ترک ملازمت کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ مگر بالآخر جب دادی صاحبہ بیمار ہوئیں۔ تو دادا صاحب نے اجازت بھجوا دی۔ کہ ملازمت چھوڑ کر آ جاؤ۔)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ طبابت کا علم ہمارا خاندانی علم ہے۔ اور ہمیشہ سے ہمارا خاندان اس علم میں ماہر رہا ہے۔ دادا صاحب نہایت ماہر اور مشہور حاذق طبیب تھے۔ تایا صاحب نے بھی طب پڑھی تھی۔ حضرت مسیح موعود بھی علم طب میں خاصی دسترس رکھتے تھے۔ اور گھر میں ادویہ کا ایک ذخیرہ رکھا کرتے تھے

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 44 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 210 پر درج ہے

۱۔ اوائل[1] کا واقعہ ہے کہ حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کو ایک دفعہ مسجد اقصیٰ میں کشفاً دکھایا گیا کہ "ایک باغ لگایا جارہا ہے اور میں اس کا مالی مقرر کیا گیا ہوں۔" (حیاتِ احمد صفحہ ۲۳۵ مرتبہ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ)

۲۔ حضرت امّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ:۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ "مجھے...... اللہ تعالیٰ کی طرف سے ...... بتایا گیا ہے ...... کہ
سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ
بہت پڑھنا چاہیئے۔" (سیرت المہدی حصہ اوّل روایت ۱ صفحہ ۲ ایڈیشن دوم)

۳۔ (حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا)
"ہمارے امام علیہ السلام نے آں کو خاتم النبیین رسول ربّ العالمین نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شکل پر رؤیا میں دیکھا ہے اور یہ بسبب ان کی کمال اتباعِ سنّت کے تھا۔"
(مقدمہ مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نور الدین زیرِ عنوان مذہب و عقاید صفحہ ۲۹)

۴۔ (الف) مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا:۔
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک صاحب جو غالباً ریاست جیند کے رہنے والے تھے بیمار ہو کر علاج کے واسطے قادیان آئے اور پیر سراج الحق صاحبؓ کے مکان پر انہوں نے قیام کیا۔ پیر صاحبؓ نے ان کی سفارش حضرت صاحبؑ سے کی کہ یہ بیمار رہتے ہیں حضورؑ ان کے لئے دعا کریں۔ حضورؑ نے دعا کی تو حضورؑ کو الہام ہوا:۔
"کچلہ کونین فولاد۔ یہ ہے دوائے ہمزاد"
(اخبار "المصلح" کراچی جلد ۱ نمبر ۹ مورخہ ۸ جنوری ۱۹۵۴ء صفحہ ۳)

(ب) "حَبّ کچلہ کونین فولاد مساوی نصف سرخ۔ الہامی ہے۔"
(بیاض حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل صفحہ ۲۳۔ بیاض نور الدین مرتبہ مفتی فضل الرحمٰن صاحب جلد ۱ صفحہ ۱۱ طبع اوّل)

۵۔ (الف) حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔
"حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا اور دکھایا گیا کہ یہ جو مسجد مبارک کے پاس مکان[3] ہے اس میں ہم کچھ حسنی[4] طریق سے داخل ہوں گے اور کچھ حسینی طریق سے ...... معلوم نہیں کہ اس الہام کا کیا مطلب[4] ہے۔"
(الفضل جلد ۷ نمبر ۲۸ مورخہ ۷ اکتوبر ۱۹۱۹ء صفحہ ۸)

---

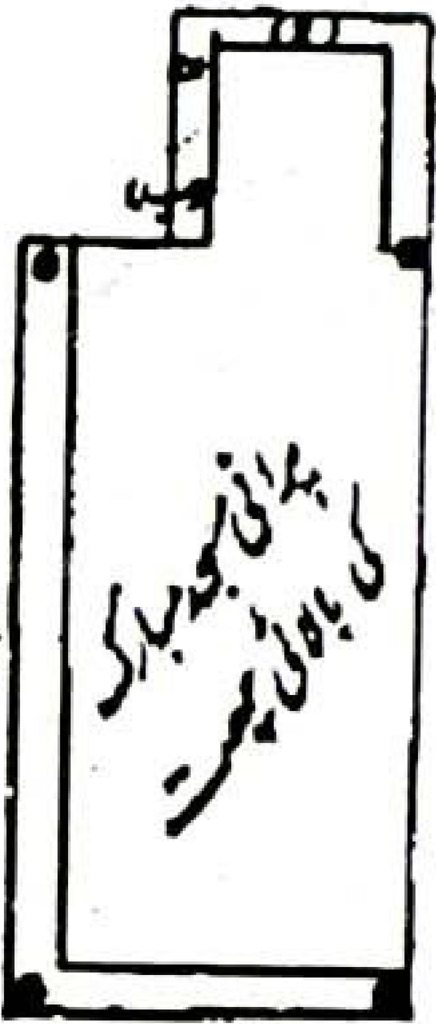
[1] یہاں سے وہ الہامات و کشوف و رؤیا شروع ہوتے ہیں جن کے سنہ نزول کا پتہ نہیں چل سکا (مرتب)
[2] یعنی مولوی عبداللہ صاحب غزنوی۔ (مرتب)
[3] یعنی مرزا نظام الدین صاحب کا مکان۔ (مرتب)
[4] "لیکن وقت پر معنے کھلتے ہیں ...... (اس کے معنے یہی ہیں) ...... کہ حضرت حسنیؓ و حسینیؓ ...... کا رویہ اختیار کر کے ہم داخل ہوں گے ...... جو

تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 674 طبع چہارم از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 210 پر درج

رکھتے تھے۔ باقیوں کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ علاج کے معاملہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق تھا کہ کبھی ایک قسم کا علاج نہ کرتے تھے۔ بلکہ ایک ہی بیماری میں انگریزی دوا بھی دیتے رہتے تھے اور ساتھ ساتھ یونانی بھی دیتے جاتے تھے۔ پھر جو کوئی شخص مفید بات کہدے اس پر بھی عمل کرتے تھے۔ اور اگر کسی کو خواب میں کچھ معلوم ہُوا تو اس پر بھی عمل فرماتے تھے۔ پھر ساتھ ساتھ دعا بھی کرتے تھے۔ اور ایک ہی وقت میں ڈاکٹروں اور حکیموں سے مشورہ بھی لیتے تھے۔ اور طب کی کتاب دیکھ کر بھی علاج میں مدد لیتے تھے۔ غرض علاج کو ایک عجیب رنگ کا مرکب بنا دیتے تھے۔ اور اصل بھروسہ آپ کا خدا پر ہوتا تھا۔ ۹۰۶



بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ موسم گرما میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک کے بالائی حصہ میں بعد نماز مغرب تشریف رکھتے تو عموماً مغربی شاہ نشین کے نشان (×) پر بیٹھا کرتے تھے۔ مولوی عبدالکریم صاحب عام طور پر نشان (ا) پر اور حضرت مولوی نور الدین صاحب نشان (ب) کی جگہ پر ہوتے تھے اور حضرت مسیح موعود کے بائیں طرف دوسرے خاص احباب بیٹھتے تھے باقی سب نیچے یا جنوبی شہ نشین پر بیٹھتے تھے۔ اس نقشہ کے چاروں کونوں پر چار چھوٹے مناروں کے نشان ہیں۔ جن میں سے ایک تو توسیع کے وقت اُڑ گیا تھا اور دو ساتھ کی دیواریں جذب ہو گئے ہیں اور ایک جو جنوب مشرقی کونے میں ہے ابھی تک اسی طرح قائم ہے۔ ۹۰۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم:۔ حاجی محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر حال محلہ دارالبرکات قادیان نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ۱۵ر ستمبر ۱۹۳۸ء کو شام کے وقت میں حضرت میاں محمد یوسف صاحب مردان کے ہمراہ کھانا کھا رہا تھا چونکہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابہ میں سے ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہمراہ کھانا کھانے کا کتنی دفعہ شرف حاصل ہُوا۔ فرمایا۔ دو دفعہ مختلف موقعوں پر موقعہ ملا۔ پہلی دفعہ تو گول کمرہ میں اور دوسری بار بٹالہ کے باغ میں جو کچہریوں کے متصل ہے۔ جہاں حضرت صاحب کسی گواہی کے لئے تشریف لے گئے تھے ساتھ قمہ ۹۰۸

سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 270 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 211 پر درج ہے

۹۲۹ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مفصلہ ذیل ادویات حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ اپنے صندوق میں رکھتے تھے۔ اور انہی کو زیادہ استعمال کرتے تھے۔ انگریزی ادویہ میں سے کونین۔ ایسٹن سیرپ۔ فولاد۔ ارگٹ۔ وائینم اپی کاک۔ کوکا اور کولا کے مرکبات۔ سپرٹ امونیا۔ بید مشک۔ سٹرنس وائن آف کاڈ لور آئل۔ کلورو ڈین کاکل پل سلفیورک ایسڈ ایرومیٹک۔ سکاٹس ایملشن۔ رکھا کرتے تھے۔ اور یونانی میں سے۔ مشک۔ عنبر کافور ہینگ۔ جدوار۔ اور ایک مرکب جو خود تیار کیا تھا یعنی تریاق الہٰی رکھا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ ہینگ غریب کی مشک ہے۔ اور فرماتے تھے کہ افیون میں عجیب وغریب فوائد ہیں۔ اسی لئے اسے حکماء نے تریاق کا نام دیا ہے۔ ان میں سے بعض دوائیں اپنے لئے ہوتی تھیں۔ اور بعض دوسرے لوگوں کے لئے۔ کیونکہ اور لوگ بھی حضور کے پاس دوا لینے آیا کرتے تھے۔

۹۳۰ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک میں نماز صبح کے وقت کچھ پہلے تشریف لے آئے ابھی کوئی روشنی نہ ہوئی تھی۔ اس وقت آپ مسجد کے اندر اندھیرے میں ہی بیٹھے رہے۔ پھر جب ایک شخص نے آکر روشنی کی تو فرمانے لگے کہ دیکھو روشنی کے آگے ظلمت کس طرح بھاگتی ہے۔

۹۳۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک روز پیر سراج الحق صاحب سرساوی اپنے علاقہ کے آموں کی تعریف کر رہے تھے کہ ہمارے علاقہ میں آم بہت میٹھے ہوتے ہیں۔ جو لوگ ان کو کھاتے ہیں۔ تو گٹھلیوں کا ڈھیر لگا دیتے ہیں گویا لوگ کثرت سے آم چوستے ہیں۔ اس وقت حضرت اقدس بھی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ فرمایا پیر صاحب جو آم میٹھے ہوتے ہیں وہ عموماً ثقیل ہوتے ہیں۔ اور جو آم کسی قدر ترش ہوتے ہیں وہ سریع الہضم ہوتے ہیں۔ پس میٹھے اور ترش دونوں ہونے چاہئیں۔ کیونکہ قدرت نے ان کو ایسا ہی بنایا ہے۔

۹۳۲ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تکمیل ہدایت کا زمانہ تھا۔ اور مسیح موعود کا زمانہ تکمیل اشاعت کا زمانہ ہے۔

۹۳۳ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 284 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 212 پر درج ہے

قرآن مجید کا ترجمہ تھوڑا سا پڑھا دیا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ چند روز ہی جاری رہا۔ پھر بند ہو گیا۔ عام درس نہ تھا۔ صرف سادہ ترجمہ پڑھاتے تھے۔ یہ ابتدائی زمانہ مسیحیت کا واقعہ ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اسی طریق پر ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میاں عبداللہ صاحب سنوری کو بھی کچھ حصہ قرآن شریف کا پڑھایا تھا۔

۶۵۴ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی وجہ سے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نماز نہ پڑھا سکے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل بھی موجود نہ تھے۔ تو حضرت صاحب نے حکیم فضل الدین صاحب مرحوم کو نماز پڑھانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ حضور تو جانتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا مرض ہے اور ہر وقت ریح خارج ہوتی رہتی ہے۔ مَیں نماز کس طرح سے پڑھاؤں؟ حضور نے فرمایا۔ حکیم صاحب آپ کی اپنی نماز باوجود اس تکلیف کے ہو جاتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا۔ ہاں حضور۔ فرمایا۔ کہ پھر ہماری بھی ہو جائے گی۔ آپ پڑھائیے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بیماری کی وجہ سے اخراج ریح جو کثرت کے ساتھ جاری رہتا ہو نواقض وضو میں نہیں سمجھا جاتا۔

۶۵۵ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سل دق کے مریض کے لئے ایک گولی بنائی تھی۔ اس میں کونین اور کافور کے علاوہ افیون۔ بھنگ اور دھتورہ وغیرہ زہریلی ادویہ بھی داخل کی تھیں۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ دوا کے طور پر علاج کے لئے اور جان بچانے کے لئے ممنوع چیز بھی جائز ہو جاتی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ شراب کے لئے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہی فتویٰ تھا۔ کہ ڈاکٹر یا طبیب اگر دوائی کے طور پر دے تو جائز ہے۔ مگر باوجود اس کے آپ نے اپنے پڑدادا مرزا گل محمد صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ انہیں ان کی مرض الموت میں کسی طبیب نے شراب بتائی۔ مگر انہوں نے انکار کیا۔ اور حضرت صاحب نے اس موقعہ پر ان کی تعریف کی ہے کہ انہوں نے موت کو شراب پر ترجیح دی۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ فتویٰ اور ہے اور تقویٰ اور۔

۶۵۶ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب ایک دفعہ سالانہ جلسہ پر تقریر کر کے جب واپس گھر تشریف لائے۔ تو حضرت میاں صاحب سے (خلیفۃ المسیح

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 111 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 212 پر درج ہے

پیدا کرتا ہے۔ جن سے اب یورپ بھی دن بدن واقف ہوتا جاتا ہے۔ آخر جیسے بہت سے تجارب کے بعد طلاق کا قانون پاس ہوگیا ہے۔ اسی طرح کسی دن دیکھ لوگے کہ تنگ آکر اسلامی پردہ کے مشابہ یورپ میں بھی کوئی قانون شائع ہوگا۔ ورنہ انجام یہ ہوگا۔ کہ چارپایوں کی طرح عورتیں اور مرد ہو جائیں گے۔ اور مشکل ہوگا کہ یہ شناخت کیا جائے کہ فلاں شخص کس کا بیٹا ہے۔ اور وہ لوگ کیونکر پاک دل ہوں۔ پاک دل تو وہ ہوتے ہیں۔ جن کی آنکھوں کے آگے ہر وقت خدا رہتا ہے۔ اور نہ صرف ایک موت اُن کو یاد ہوتی ہے۔ بلکہ وہ ہر وقت عظمتِ الٰہی کے اثر سے مرتے رہتے ہیں۔ مگر یہ حالت شراب خوری میں کیونکر پیدا ہو۔ شراب اور خدا ترسی ایک وجود میں اکٹھی نہیں ہو سکتی۔ ص۶۹
خونِ مسیح کی دلیری اور شراب کا جوش تقویٰ کی بیخکنی میں کامیاب ہوگیا ہے۔ ہم اندازہ نہیں لگا سکتے کہ آیا کفارہ کے مسئلہ نے یہ خرابیاں زیادہ پیدا کی ہیں یا شراب نے۔ اگر اسلام کی طرح پردہ کی رسم ہوتی۔ تو پھر بھی کچھ پردہ رہتا۔ مگر یورپ تو پردہ کی رسم کا دشمن ہے۔ ہم یورپ کے اس فلسفہ کو نہیں سمجھ سکتے۔ اگر وہ اس اصرار سے باز نہیں آتے۔ تو شوق سے شراب پیا کریں۔ کہ اس کے ذریعہ سے کفارہ کے فوائد بہت ظاہر ہوتے ہیں۔ کیونکہ مسیح کے خون کے سہارے پر جو لوگ گناہ کرتے ہیں۔ شراب کے وسیلہ سے ان کی میزان بڑھتی ہے۔ ہم اس بحث کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتے۔ کیونکہ فطرت کا تقاضا الگ الگ ہے۔ ہمیں تو ناپاک چیزوں کے استعمال نے کسی سخت مرض کے وقت بھی ڈر لگتا ہے۔ چہ جائیکہ پانی کی جگہ بھی شراب پی جائے۔ مجھے اس وقت ایک اپنا سرگذشت قصہ یاد آتا ہے۔ اور وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے۔ اور بعض وقت سو سو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آیا ہے۔ اور بوجہ اس کے کہ پیشاب میں شکر ہے۔ کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے۔ اور کثرت پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس

"نسیم دعوت" صفحہ 67، روحانی خزائن صفحہ 434، 435 جلد 19 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 212 پر درج ہے

نسیم دعوت

کے لئے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ مَیں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی۔ لیکن اگر مَیں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کرلوں۔ تو مَیں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا۔ اور دوسرا افیونی۔

پس اس طرح جب مَیں نے خدا پر توکل کیا۔ تو خدا نے مجھے ان خبیث چیزوں کا محتاج نہیں کیا۔ اور بارہا جب مجھے غلبہ مرض کا ہُوا۔ تو خدا نے فرمایا کہ دیکھ مَیں نے تجھے شفا دیدی۔ تب اسی وقت مجھے آرام ہوگیا۔ انہی باتوں سے مَیں جانتا ہوں کہ ہمارا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے*۔ جھوٹے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ نہ اُس نے رُوح پیدا کی اور نہ ذرّات اجسام۔ وہ خدا سے غافل ہیں۔ ہم ہر روز اُس کی نئی پیدائش دیکھتے ہیں۔ اور ترقیات سے نئی نئی رُوح وُہ ہم میں پھونکتا ہے۔ اگر وہ نیست سے ہست کرنیوالا نہ ہوتا۔ تو ہم تو زندہ ہی مرجاتے۔ عجیب ہے۔ وہ خدا جو ہمارا خدا ہے۔ کون ہے جو اس کی مانند ہے۔ اور عجیب ہیں اُس کے کام۔ کون ہے جس کے کام اس کی مانند ہیں۔ وہ قادر مطلق ہے۔ ہاں بعض وقت حکمت اس کی ایک کام کرنے سے اُسے روکتی ہے۔ چنانچہ مثال کے طور پر ظاہر کرتا ہوں۔ کہ مجھے دو مرض دامنگیر ہیں۔ ایک جسم کے اُوپر کے حصہ میں کہ سر درد اور دوران سر اور دوران خون کم ہو کر ہاتھ پیر سرد ہو جانا۔ نبض کم ہو جانا۔ دُوسرے جسم کے نیچے کے حصہ میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا۔ یہ دونوں بیماریاں قریباً بیس برس سے ہیں۔ کبھی دُعا سے ایسی رخصت ہو جاتی ہیں کہ گویا دُور ہوگئیں۔ مگر پھر شروع ہو جاتی ہیں۔ ایک دفعہ مَیں نے دُعا کی۔ کہ یہ بیماریاں بالکل دُور کر دی جائیں۔ تو جواب ملا۔ کہ ایسا نہیں ہوگا۔

مثــ

* انسان جبتک خود خدا کی تجلّی سے اور خدا کے وسیلہ سے اس کے وجود پر اطلاع نہ پاوے۔ تب تک وہ خدا کی پرستش نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے خیال کی پرستش کرتا ہے۔ محض خیال کی پرستش کرنا اندرونی گندگی کو صاف نہیں کرتا۔ ایسے لوگ تو ہمیشہ کے خود پرمیشر بنتے ہیں کہ خود اس کا پتہ آپ لگاتے ہیں۔ مِنْہُ

"نسیم دعوت" صفحہ 67، روحانی خزائن صفحہ 434، 435 جلد 19 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 212 پر درج ہے

کے سخت مخالف تھے۔ اور جو لوگ یہاں آتے وہ انہیں گمراہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ ان کی عادت تھی کہ اپنے صحن میں چارپائیاں بچھا کر حُقّہ رکھ دیتے لوگ حُقّہ کو دیکھ کر جاتے اور وہ گمراہ کرنے کی کوشش کرتے اور کہتے ہم ان کے رشتہ دار ہیں اور ان کے حالات سے واقف اگر کوئی بات ہوتی تو ہم نہ مان لیتے۔ اس طرح کئی لوگوں کو ٹھوکر لگ جاتی۔ ایک دفعہ ایک احمدی آیا اور حُقّہ پینے ان کے پاس چلا گیا۔ اُسے پہلے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف باتیں سناتے رہے لیکن جب وہ خاموش بیٹھا رہا تو پھر اس کے سامنے حضرت مسیح موعود کو گالیاں بھی دیں۔ اس پر بھی وہ کچھ نہ بولا۔ آخر اُسے کہنے لگے تم کس سوچ میں ہو کیوں کوئی بات نہیں کرتے؟ وہ کہنے لگا۔ میں اس سوچ میں ہوں کہ حُقّہ کی خبیث عادت مجھے یہاں لائی۔ اگر یہ نہ ہوتی تو میں نہ یہاں آتا اور نہ حضرت صاحب کے خلاف باتیں سنتا۔

اِس وقت میں ضمناً یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ پہلے بھی کئی بار اس طرف توجہ دلا چکا ہوں کہ حُقّہ بہت گندی چیز ہے اِسی طرح دوسرے نشے بھی سخت مُضِر ہیں ان کو ترک کر دینا چاہئے۔ بعض نشے ایسے ہیں جن کی وجہ سے جھوٹ کی عادت پڑتی ہے۔ میں ان کے نام نہیں لیتا تا کہ جو ان کے عادی ہیں ان کے متعلق بد ظنی نہ پیدا ہو۔ مگر یہ بات بالکل سچی ہے بعض نشوں سے اعصاب پر خاص اثر پڑتا ہے اس لئے کسی نشہ کی بھی عادت نہیں ڈالنی چاہئے۔ مجھے کسی چیز کی عادت نہیں ہوتی۔ مجھے بچپن میں بیماری کی وجہ سے افیون دیتے تھے۔ چھ ماہ متواتر دیتے رہے مگر ایک دن نہ دی تو والدہ صاحبہ فرماتی ہیں مجھ پر نہ دینے کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اِس پر حضرت صاحب نے فرمایا۔ خدا نے چھڑا دی ہے تو اب نہ دو۔ تو میں ہر چیز جو استعمال کرتا ہوں اگر چھوڑ دوں تو کوئی تکلیف نہیں ہوتی لیکن باوجود اس کے چائے جس کا استعمال ہمارے گھروں میں ناشتہ کے طور پر ہوتا ہے کبھی کبھی پینا چھوڑ دیتا ہوں کہ عادت نہ ہو جائے۔ مؤمن کو کسی چیز کے نشہ کی عادت نہ ڈالنی چاہئے یہ بھی ایک بُرائی ہے۔

(۲۶) دوسروں کو حقیر سمجھنا۔

(۲۷) دلی عداوت۔ عداوت کا خواہ اظہار نہ کیا جائے اور دل میں رکھی جائے تو یہ بھی بُرائی ہے۔

(۲۸) دوسروں پر بے اعتباری کرنا۔ انسان دوسرے کے سپرد کوئی کام کرتا ہوا ڈرتا ہے۔

(۲۹) طمع۔ یہ بھی قلبی بدی ہے۔

''منہاج الطالبین'' صفحہ 74، مندرجہ انوار العلوم جلد 9 صفحہ 220، از مرزا بشیر الدین محمود

یہ حوالہ صفحہ 213 پر درج ہے

سے زیادہ نہ ہو۔ اور گوٹہ لگا ہوا ہو جیسے پہلے طیار کر کر بھیجدیں۔ قیمت اسکی کسی کے ہاتھ بھیجدی جاویگی۔ یا آپ کے آنے پر آپ کو دیجاویگی۔ رنگ کوئی ہو مگر پارچہ ریشمی یا جالی ہو۔ اندازہ قمیص کا آپ کی لڑکی زینب کے اندازہ پر ہو۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ
۲۴ فروری سنہ ۱۹۰۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محبی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خریدنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دوکان سے خرید دیں۔ مگر ٹانک وائن چاہیئے۔ اسکا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام
مرزا غلام احمد عفی عنہ

ذیل کا خط بجواب میرے ایک عریضہ کے ہے جبکہ ہم مع عیال و اطفال قادیان میں تھے اور واپسی کے وقت چونکہ برسات کے دن تھے راستہ سخت خطرناک تھا اور میں نے اپنے گھر کے لوگوں کے لئے یعنی برخوردار محمد یوسف کی والدہ کے لئے ضرورتاً حضرت سے انکی پینس طلب کی۔ کیونکہ یکے کی سواری حالت حمل میں خطرناک ہوتی ہے اس پر حضور نے کمال مہربانی و شفقت سے ذیل کا خط لکھا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ انشاء اللہ حکم لگا آپ کو اختیار ہے کہ پینس لے جائیں۔ مگر میں نے سنا ہے کہ بٹالہ کی سڑک یک راست نہایت خراب ہے۔ پینس کی سواری خطرناک ہے۔ اور ایسا ہی دوسری سواری بھی۔ شاید دس روز تک راستہ کسی قدر درست ہو جائیگا۔ میں گزشتہ دنوں میں اسوقت گورداسپور سے بٹالہ کی راہ آیا تھا جب بارش پر ایک مہینہ گذر چکا تھا تب بھی خوفناک راہ تھا۔ تو اب بعینہٖ ہی خطرناک ہوگا۔ حمل کی حالت میں ان دنوں میں ساتھ لیجانا گویا عمداً ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ آپ خود بٹالہ کی سڑک یک راہ کی حالت دیکھ لیں۔ میرے نزدیک تو اب بغیر گذرنے دس بارہ روز کے سخت خطرناک اور خوفناک ہے۔ والسلام +

غلام احمد عفی عنہ

دستی خط معرفت مولوی یار محمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں چند روز سے سخت بیمار ہوں۔ بعض وقت جب دورہ دوران سر شدت سے ہوتا ہے تو خاتمہ زندگی محسوس ہوتا ہے۔ ساتھ ہی سردرد بھی ہے۔ ایسی حالت میں روغن بادام سر اور پیروں کی ہتھیلیوں پر ملنا اور پینا فائدہ مند محسوس ہوتا ہے۔ اس لئے میں مولوی یار محمد صاحب کو بھیجتا ہوں کہ آپ خاص تلاش سے ایسا روغن بادام کہ جو تازہ ہو۔ اور کہنہ نہ ہو اور نیز اسکے ساتھ کوئی ملونی نہ ہو ایک بوتل خرید کر بھیجدیں۔ پانچ روپیہ قیمت اسکی ارسال ہے۔ اور نیز ہمارا پہلا کلاک بھی گھنٹہ بگڑ گیا ہے۔ اسلئے ایک کلاک عمدہ دوسرا خرید کرنے کے لئے مبلغ لعہ بھیجتا ہوں یہ کلاک بخوبی امتحان کرکے ارسال فرماویں۔ اسمیں یہ بھی شرط ہے کہ اسکے ساتھ نیم گھنٹہ کی آواز دینے والی کل ہرگز نہ ہو صرف گھنٹوں کی آواز دے کہ اس صورت میں بسا اوقات دھوکہ ہو جاتا ہے۔ اور اسکے ساتھ کئی دوسری چیزیں بھی خریدنی ہیں...... ان چیزوں کی تفصیل لف ہیں ہے۔ والسلام + مرزا غلام احمد عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محبی اخویم حکیم محمد حسین صاحب قریشی
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج مولوی یار محمد لاہور بھی گئے۔ مگر افسوس نہایت ضروری کام یاد نہ رہا اسلئے تاکیداً لکھتا ہوں کہ ایک تولہ مشک عمدہ جس میں چھیچھڑا نہ ہو۔ اور اول درجہ کی خوشبودار ہو۔ اگر شرطی ہو تو بہتر ہو۔ ورنہ اپنی ذمہ داری پر بھیجدیں۔ اور دو گو بیا سرد رو کی ٹکیا کی جسمیں بتاشہ کی طرح ٹکیا ہوتی ہیں۔ مگر لڑکی لکھی ہو۔ دونو بذریعہ وی پی روانہ فرماویں زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سو ذرا سی پہنچیں نہایت فکر ہوا۔ بیت الدعا میں بہت دعا کی گئی۔ خدا تعالیٰ شفا بخشے۔ پہلے اس سے الہام ہوا تھا۔ کہ لاہور سے افسوسناک خبر آئی۔ وہی خبر پہنچ گئی۔ خدا تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ آمین۔ پھر بھی میں دعا کرونگا

خطوط امام بنام غلام، صفحہ 5، مجموعہ مکتوبات، مرزا قادیانی، بنام حکیم محمد حسین قریشی قادیانی، مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور

یہ حوالہ صفحہ 214 پر درج ہے

مئی ۱۸۸۴ء

"ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ نوابؑ صاحب کی حالت غم سے خوشی کی طرف مبدل ہوگئی ہے اور آسودہ حال اور شکرگذار ہیں اور نہایت عمدگی اور صفائی سے یہ خواب آئی اور یہ خواب بطور کشف تھی چنانچہ اسی صبح کو نواب صاحب کو اس خواب سے اطلاع دی گئی۔"

(مکتوب بنام میر عباس علی شاہ صاحب مورخہ ۲۶ مئی ۱۸۸۴ء مندرجہ الحکم جلد ۳ نمبر ۱۳ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۸۹۹ء صفحہ ۸)

مئی ۱۸۸۴ء

"پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک صاحب الٰہی بخش نام اکونٹنٹ نے کہ جو اس کتابؑ کے معاون ہیں کسی اپنی مشکل میں دعا کے لئے درخواست کی اور بطور خدمت پچاس روپیہ بھیجے۔ اور جس روز یہ خواب آئی اُس روز سے دو چار دن پہلے ان کی طرف سے دعا کے لئے الحاح ہو چکا تھا مگر یہ عاجز نوابؑ صاحب کے لئے مشغول تھا اس لئے اُن کے لئے دعا کرنے کو کسی اَور وقت پر موقوف رکھا اور جس روز نواب صاحب کے لئے بشارت دی گئی تھی تو اُس دن خیال آیا کہ آج منشی الٰہی بخش کے لئے توجہ سے دعا کریں۔ سو بعد نماز عصر جب وقت صفا پایا اور دعا کا ارادہ کیا گیا تو پھر بھی دل نے یہی چاہا کہ اس دعا میں بھی نواب صاحب کو شامل کر لیا جائے۔ سو اس وقت نواب صاحب اور منشی الٰہی بخش دونوں کے لئے دعا کی گئی۔ بعد دعا اسی جگہ الہام ہوا:۔

نُنَجِّيْهِمَا مِنَ الْغَمِّ

یعنی ہم ان دونوں کو غم سے نجات دیں گے ... پھر چند روز کے بعد نواب صاحب کا خط آ گیا کہ سہارے کا کام جاری ہوگیا ہے۔"

(مکتوب بنام میر عباس علی شاہ صاحب مورخہ ۲۶ مئی ۱۸۸۴ء مندرجہ الحکم جلد ۳ نمبر ۱۳ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۸۹۹ء صفحہ ۸ و نمبر ۱۴ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۸۹۹ء صفحہ ۷)

نومبر ۱۸۸۴ء

"ایک ابتلا مجھ کو اس شادیؑ کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا ..... میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا ..... کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے ..... غرض اس ابتلا کے وقت میں نے جناب الٰہی میں دعا کی اور مجھے اُس نے دفع مرض کے لئے اپنے الہام کے ذریعہ سے دوائیں بتلائیں اور میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے

لہ مراد نواب علی محمد خان صاحب آف جھجر۔ (مرتب)

ٰٰ نواب علی محمد خان صاحب آف جھجر۔ (مرتب)

ٰٰ براہین احمدیہ۔ (مرتب)

ٰٰ جو ۱۷ نومبر ۱۸۸۴ء کو دہلی میں ہوئی۔ (مرتب)

تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 98، 99 طبع چہارم از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 215 پر درج ہے

منہ میں ڈال رہا ہے چنانچہ وہ دوائیں نے تیار کی اور اس میں خدا نے اس قدر برکت ڈال دی کہ میں نے دلی الیقین سے معلوم کیا کہ وہ پُر صحت طاقت جو ایک پُورے تندرست انسان کو دُنیا میں مل سکتی ہے وہ مجھے دی گئی اور چار لڑکے مجھے عطا کیے گئے۔" (تریاق القلوب صفحہ ۲۵، ۲۶ - روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۳، ۲۰۴)

۱۸۸۴ء

اِنَّ اللّٰهَ بَشَّرَنِيْ فِيْ اَبْنَائِيْ بِشَارَةً بَعْدَ بِشَارَةٍ. حَتّٰى بَلَغَ عَدَدُهُمْ اِلٰى ثَلٰثَةٍ وَاَنْبَانِيْ بِهِمْ قَبْلَ وُجُوْدِهِمْ بِالْاِلْهَامِ۔[1]

(انجام آتھم صفحہ ۱۸۲ - روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۲)

۳۰ر دسمبر ۱۸۸۴ء

اِنِّیْ فَضَّلْتُكَ عَلَى الْعَالَمِيْنَ قُلْ اُرْسِلْتُ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔[2]

(مکتوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام مورخہ ۳۰ر دسمبر ۱۸۸۴ء مندرجہ الحکم جلد ۹ نمبر ۳ مورخہ ۲۴ر جنوری ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

اوائل مارچ ۱۸۸۵ء

"مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اسکے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت و مشابہت ہے اور اس کو خواص انبیاء و رسل کے نمونہ پر محض ببرکت متابعت حضرت خیر البشر افضل الرسل صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اُن بہتوں پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اُس سے پہلے گذر چکے ہیں اور اُس کے قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت اور اس کے برخلاف چلنا موجب بُعد و حرمان ہے۔"

(اشتہار ضمیمہ سرمہ چشم آریہ - روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۳۱۹)

۸ر مارچ ۱۸۸۵ء

"عاجز مؤلف براہین احمدیہ حضرت قادر مطلق جل شانہ کی طرف سے مامور ہوا ہے کہ نبی ناصری اسرائیلی (مسیح) کی طرز پر کمال مسکینی، فروتنی و غربت و تذلل و تواضع سے اصلاح خلق کے لئے کوشش کرے

---

[1] (ترجمہ از مرتب) اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے بیٹوں کے بارہ میں بشارت کے بعد بشارت دی یہاں تک کہ ان کی تعداد تین تک پہنچائی اور مجھے ان کی پیدائش سے پہلے الہام کے ذریعہ ان کی خبر دی۔ (نوٹ از مرتب) اس کے متعلق حضرت اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے۔ فرمایا "جب میری شادی ہوئی اور میں ایک مہینہ قادیان ٹھہر کر پھر واپس دہلی گئی تو ان دنوں میں حضرت مسیح موعود نے مجھے ایک خط لکھا کہ میں نے خواب میں تمہارے تین جوان لڑکے دیکھے ہیں۔" (سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۲)

[2] (ترجمہ از مرتب) میں نے تجھ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی۔ کہہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 99،98 طبع چہارم از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 215 پر درج ہے

سمجھ کر بلا کر جیسا کہ لوٹے کو دھوتے وقت کرتے ہیں پھینک دیا۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ یہ دودھ تھا تو مجھے سخت ندامت ہوئی لیکن حضور نے بڑی نرمی اور دلجوئی سے فرمایا۔ اور بار بار فرمایا۔ کہ بہت اچھا ہوا کہ آپ نے اُسے پھینک دیا۔ یہ دودھ اب خراب ہوچکا تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ علاوہ دلداری کے حضرت صاحب کا منشا یہ ہوگا کہ لوٹے وغیرہ کی قسم کے برتن میں اگر دودھ زیادہ دیر تک پڑا رہے تو وہ خراب ہوجاتا ہے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ میاں عبدالرحمٰن صاحب حضرت صاحب کے پُرانے مخلصین میں سے ہیں اور اب ایک عرصہ سے پٹوار کے کام سے ریٹائر ہوکر قادیان میں سکونت پذیر ہوچکے ہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ منشی عبدالعزیز صاحب کی بہت سی روایات مجھے مکرم مرزا عبدالحق صاحب وکیل گورداسپور نے لکھکر دی ہیں۔ فجزاہ اللہ خیراً۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ منشی عبدالعزیز صاحب اوجلوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک شخص مسمی ساون ساکن سیکھواں نے میرے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔ اب وہ مقبرہ بہشتی میں دفن ہیں۔ ان کو نزول الماء کی بیماری تھی۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ کو آنکھیں دکھائیں تو انہوں نے فرمایا۔ کہ پہلے پانی اُتر کر بینائی بالکل جاتی رہے گی۔ تو پھر ان کا علاج کیا جائے گا۔ ان کو اس سے بہت صدمہ ہوا۔ اس کے بعد انہوں نے یہ طریق اختیار کیا۔ کہ جب کبھی وہ قادیان آتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بیٹھنے کا موقعہ پاتے تو حضور کا شملہ مبارک اپنی آنکھوں سے لگا لیتے۔ کچھ عرصہ میں ہی ان کی بیماری نزول الماء جاتی رہی اور جب تک وہ زندہ رہے ان کی آنکھیں درست رہیں کسی علاج وغیرہ کی ضرورت پیش نہ آئی۔ ۵۶۸

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اگر یہ روایت درست ہے تو اس قسم کی معجزانہ شفا کے نمونے آنحضرت صلعم کی زندگی میں بھی کثرت سے ملتے ہیں اور حدیث میں ان کا ذکر موجود ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم خادم حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان کرتے تھے۔ کہ جب حضرت صاحب نے دوسری شادی کی۔ تو ایک عرصہ تک تجرد میں رہنے اور مجاہدات کرنے کی وجہ سے آپ نے اپنے قویٰ میں ضعف محسوس کیا۔ اس پر وہ الہامی نسخہ جو "زدجام عشق" کے نام سے مشہور ہے۔ بنوا کر استعمال کیا۔ چنانچہ وہ نسخہ نہایت ہی بابرکت ثابت ہوا۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ بھی فرماتے تھے۔ کہ میں نے یہ نسخہ ایک دفعہ ۵۶۹

سیرت المھدی، جلد سوم صفحہ 50، 51 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 216 پر درج ہے

ہیرکو کھلایا۔ تو خدا کے فضل سے اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ جس پر اس نے ہیرے کے کڑے ہمیں نذر دیئے۔

نسخہ زدجام عشق یہ ہے۔ جس میں ہر حرف سے دوا کے نام کا پہلا حرف مراد ہے:۔

زعفران۔ دارچینی۔ جائفل۔ افیون۔ مشک۔ عقرقرحا۔ شنگرف۔ قرنفل یعنی لونگ۔ ان سب کو ہموزن کوٹ کر گولیاں بناتے ہیں اور روغن سم الفار میں چرب کرکے رکھتے ہیں اور روزانہ ایک گولی استعمال کرتے ہیں۔

الہامی ہونے کے متعلق دو باتیں سُنی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ یہ نسخہ ہی الہام ہوا تھا۔ دوسرے یہ کہ کسی نے یہ نسخہ حضور کو بتایا۔ اور پھر الہام نے اسے استعمال کرنے کا حکم دیا۔ واللہ اعلم۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھ سے مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل نے بیان کیا کہ روغن سم الفار کی مقدار اجزاء کی مقدار سے ڈھائی گنا زیادہ ہوتی ہے۔ یعنی اگر یہ اجزاء ایک ایک تولہ کی صورت میں جمع کئے جائیں تو روغن سم الفار ڈھائی تولہ ہوگا۔ اور اسی طرح مولوی صاحب نے بیان کیا۔ کہ ان اجزاء میں بعض اوقات مروارید بھی اسی نسبت سے یعنی فی تولہ جزو پر ڈھائی تولہ مروارید زیادہ کرلیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ روغن سم الفار اس طرح تیار کروایا کرتے تھے کہ مثلاً ایک تولہ سم الفار کو باریک پیس کر اُسے دو سیر دودھ میں حل کرکے دہی کے طور پر جاگ لگا کر جما دیتے تھے اور پھر اس دہی کو بلو کر جو مکھن نکلتا تھا اسے بصورت گھی صاف کرکے استعمال کرتے تھے۔ اور نسخہ میں جو روغن سم الفار کی مقدار بتائی گئی ہے۔ وہ اسی روغن سم الفار کی مقدار ہے نہ کہ خود سم الفار کی۔ اور تیار شدہ دوائی کی خوراک نصف رتی سے ایک رتی تک ہے جو دن رات میں ایک دفعہ کھائی جاتی ہے اور کبھی کبھی ناغہ بھی کرنا چاہیئے۔

۵۷۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے تھے۔ کہ ہمارے ساتھ خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے۔ اور الہام ہے کہ نزلت الرحمۃ علی الثلاثۃ العین وعلی الاُخریین۔ یعنی تمہارے تین اعضاء پر خدا ئی رحمت کا نزول ہے ایک ان میں سے آنکھ ہے اور دو اور اعضاء ہیں۔ فرماتے تھے۔ دوسرے دو اعضاء کا نام

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 50، 51 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 216 پر درج ہے

کھول کر بیان کر دیا ہے۔ آپ نے اپنے اس دعویٰ سے کبھی انکار نہیں کیا۔ البتہ اس کا وہ مفہوم اور منطوق بھی کبھی قرار نہیں دیا جو آپ کے معاندین ومنکرین نے آپ کی طرف منسوب کیا۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۴۷ ملفوف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہٗ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کسی قدر تریاق جدید کی گولیاں ہمدست مرزا خدابخش صاحب آپ کی خدمت میں ارسال ہیں اور کسی قدر اس وقت دے دوں گا۔ جب آپ قادیان آئیں گے یہ دوا تریاق الٰہی سے فوائد میں بہت بڑھ کر ہے۔ اس میں بڑی بڑی قابل قدر دوائیں پڑی ہیں۔ جیسے مشک۔ عنبر۔ نربسی۔ مروارید۔ سونے کا کشتہ۔ فولاد۔ یاقوت احمر۔ کونین۔ فاسفورس۔ کہربا۔ مرجان۔ صندل۔ کیوڑہ۔ زعفران۔ یہ تمام دوائیں قریب سو کے ہیں اور بہت سا فاسفورس اس میں داخل کیا گیا ہے۔ یہ دوا علاج طاعون کے علاوہ مقوی دماغ۔ مقوی جگر۔ مقوی معدہ۔ مقوی باہ اور مراق کو فائدہ کرنے والی۔ مصفّی خون ہے۔ مجھ کو اس کے تیار کرنے میں اوّل تأمل تھا کہ بہت سے روپیہ پر اس کا تیار کرنا موقوف تھا۔ لیکن چونکہ حفظ صحت کے لئے یہ دوا مفید ہے۔ اس لئے اس قدر خرچ گوارا کیا گیا۔ چالیس تولہ سے کچھ زیادہ اس میں یاقوت احمر ہے۔ اگر خریدا جاتا تو شاید کئی سو روپیہ سے آتا۔ بہرحال یہ دوا خدا تعالیٰ کے فضل سے تیار ہو گئی ہے گو بہت ہی تھوڑی ہے۔ لیکن اس قدر بھی محض خدا تعالیٰ کی عنایت سے تیار ہوئی۔ خوراک اس کی اوّل استعمال میں دو رتی سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے۔ تا گرمی نہ کرے۔ نہایت درجہ مقوی اعصاب ہے اور خارش اور بثورات اور جذام اور ذیابیطس اور انواع واقسام کے زہرناک امراض کے لئے مفید ہے اور قوت باہ میں اس کو ایک عجیب اثر ہے۔ سرخ گولیاں میں نے نہیں بھیجیں۔ کیونکہ صرف بواسیر اور جذام کے لئے ہیں اور ذیابیطس کو بھی مفید ہے۔ اگر ضرورت ہوگی تو وہ بھی بھیج دوں گا، موجود ہیں۔

مرزا خدابخش کو نصیبین میں بھیجنے کی پختہ تجویز ہے۔ خدا تعالیٰ کے راضی کرنے کے کئی موقعے

مرزا قادیانی کا اپنے داماد نواب محمد علی کے نام، مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ 250 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 217 پر درج ہے

۴۲۳

ہیں ایک طرف پھر موڑھے پر بازار میں جا بیٹھتی ہیں۔

پھر شراب کو دیکھو کہ تمام گناہوں کی جڑ ہے اس کی تخم ریزی مسیح نے کی۔ شراب کے جائز رکھنے سے گویا لوگوں کی گردن پر چھری پھر گئی جب انسان نشہ کا عادی ہو جاتا ہے تو پھر چھوڑنا مشکل ہے یہ نشہ بھی کیا شیئے ہے۔ کہ ایک طرف زندگی کو کھا جاتا ہے دوسری طرف زندگی کا شہتیر بھی ہے نشہ والوں کو نشہ نہ ملے تو موت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

ایک نشہ کا سائل

ایک دفعہ ایک عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ مجھے تین دن سے نشہ نہیں ملا اس کی حالت بہت ردی تھی اور نشہ کے لئے مجھ سے پیسہ طلب کرتی تھی میں نے تعجب کیا کہ یہ نہ روٹی کا سوال کرتی ہے نہ کپڑے کا اور نشہ کے لئے بے قرار ہے۔ اسے عادت ہو گی اور اب اس کی زندگی کا گویا جزو ہو گیا ہے اس لئے اس کو اپنے بیان میں سچا جان کر میں نے ایک پیسہ اسے دے دیا۔

اس موقعہ پر حضرت اقدس نے حکیم نورالدینؓ صاحب سے سوال کیا کہ کتنے عرصہ کے بعد انسان کسی نشہ کا ایسا عادی ہو جاتا ہے کہ پھر اسے چھوڑ نہیں سکتا اور مجبور ہو جاتا ہے حکیم صاحب نے کہا کہ کسی جگہ شاید نظر سے تو نہیں گزرا مگر چالیس دن میں ایسا ہو سکتا ہے۔

حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ :-

ہر ایک شیئے کے لئے چالیس دن ہی ہیں بات یہ ہے کہ شراب اور اس کے بعد بھرا (بھنگ افیون وغیرہ) ایسی خراب شیئے ہیں کہ ان سے مٹی پلید ہوتی ہے مگر پھر وہ مذہب کیسے اچھا ہو سکتا ہے جس میں ایسی تعلیم ہو ہاں ایک صورت ہے یہ نشہ چھوٹ سکے کہ جیلخانہ میں بند ہوں داروغہ بھی ایسا ہو کہ کسی سے سازش نہ کرے پھر شاید یہ عادت چھوٹ جاوے۔

فرمایا کہ :-

یحیٰی جو نشہ نہیں پیتے تھے تو معلوم ہوا کہ اس وقت بھی منع تھا مسیح نے مرشد کی تقلید کیوں نہ کی۔

شائد کوئی یہ اعتراض کرے کہ اوائل اسلام میں تو حرمت تھی نہیں۔ ۱۳ برس کے بعد حرمت ہوئی تو جواب یہ ہے کہ اسلام تو آہستہ آہستہ صفائی کرتا جاتا تھا اور قوم بن رہی تھی جب قوم بن گئی تو حکم آگیا ابتداء میں تو صحابہ کو یہ مصیبت تھی کہ پانی بھی بھولا ہوا ہو گا شراب کا کیا ذکر ہے۔

ملفوظات جلد دوم صفحہ 423 طبع جدید از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 217 پر درج ہے

حوالہ نمبر 218

دودھ کا استعمال آپ اکثر رکھتے تھے اور سوتے وقت تو ایک گلاس ضرور پیتے تھے اور دن کو بھی پچھلے دنوں میں زیادہ استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ یہ معمول ہو گیا تھا کہ ادھر دودھ پیا اور ادھر دست آ گیا۔ اسلئے بہت ضعف ہو جاتا تھا۔ اسکے دور کرنے کو دن میں تین چار مرتبہ تھوڑا تھوڑا دودھ طاقت قائم کرنے کو پی لیا کرتے تھے۔

دن کے کھانے کے وقت پانی کی جگہ گرمی میں آپ لسی بھی پی لیا کرتے تھے اور برف موجود ہو تو اس کو بھی استعمال فرما لیتے تھے۔

ان چیزوں کے علاوہ شیرۂ بادام بھی گرمی کے موسم میں جس میں چند دانہ مغز بادام اور چند چھوٹی الائچیاں اور کچھ مصری پیس کر چھنکر پڑتے تھے۔ پیا کرتے تھے۔ اور اگرچہ معمولاً نہیں مگر کبھی کبھی رفع ضعف کے لئے آپ کچھ دن متواتر یخنی گوشت یا پاؤں کی پیا کرتے تھے۔ یہ یخنی بھی بہت بدمزہ چیز ہوتی تھی یعنی صرف گوشت کا اُبلا ہوا رس ہوا کرتا تھا۔

میوہ جات آپ کو پسند تھے اور اکثر خدام بطور تحفہ کے لایا بھی کرتے تھے۔ گاہے بگاہے خود بھی منگوا لیتے تھے۔ پسندیدہ میووں میں سے آپکو انگور۔ بمبئی کا کیلا۔ ناگپوری سنگترے۔ سیب۔ سردے اور سرولی آم زیادہ پسند تھے۔ باقی میوے بھی گاہے ماہے جو آتے رہتے تھے کھا لیا کرتے تھے۔ گنا بھی آپ کو پسند تھا۔

شہتوت بیدانہ کے موسم میں آپ بیدانہ اکثر اپنے باغ کی جنس سے منگوا کر کھاتے تھے اور کبھی کبھی ان دنوں سیر کے وقت باغ کی جانب تشریف لیجاتے اور مع سب رفیقوں کے اسی جگہ بیدانہ تڑوا کر سب کے ہمراہ ایک ٹوکرے میں نوش جان فرماتے۔ اور خشک میووں میں سے صرف بادام کو ترجیح دیتے تھے۔

چائے کا میں پہلے اشارہ کر آیا ہوں۔ آپ جاڑوں میں صبح کو اکثر مہمانوں کے لئے روزانہ بنواتے اور خود بھی پی لیا کرتے تھے۔ مگر عادت نہ تھی۔ سبز چائے استعمال کرتے۔ اور سیاہ کو ناپسند فرماتے تھے۔ اکثر دودھ والی میٹھی پیتے تھے۔

زمانہ موجودہ کے ایجادات مثلاً برف اور سوڈا لیمونیڈ جنجر وغیرہ بھی گرمی کے دنوں میں پی لیا کرتے تھے بلکہ شدت گرمی میں برف بھی امرتسر۔ لاہور سے خود منگوا لیا کرتے تھے۔

سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 134 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 218 پر درج ہے

دودھ کا استعمال آپ اکثر رکھتے تھے اور سوتے وقت تو ایک گلاس ضرور پیتے تھے اور دن کو بھی پچھلے دنوں میں زیادہ استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ یہ معمول ہو گیا تھا کہ ادھر دودھ پیا اور ادھر دست آ گیا۔ اسلئے بہت ضعف ہو جاتا تھا۔ اسکے دور کرنے کو دن میں تین چار مرتبہ تھوڑا تھوڑا دودھ طاقت قائم کرنے کو پی لیا کرتے تھے۔

دن کے کھانے کے وقت پانی کی جگہ گرمی میں آپ لسی بھی پی لیا کرتے تھے اور برف موجود ہو تو اس کو بھی استعمال فرما لیتے تھے۔

ان چیزوں کے علاوہ شیرۂ بادام بھی گرمی کے موسم میں جس میں چند دانہ مغز بادام اور چند چھوٹی الائچیاں اور کچھ مصری پیس کر چھنکر پڑتے تھے۔ پیا کرتے تھے۔ اور اگرچہ معمولاً نہیں مگر کبھی کبھی رفع ضعف کے لئے آپ کچھ دن متواتر یخنی گوشت یا پاؤں کی پیا کرتے تھے۔ یہ یخنی بھی بہت بدمزہ چیز ہوتی تھی یعنی صرف گوشت کا اُبلا ہوا رس ہوا کرتا تھا۔

میوہ جات آپ کو پسند تھے اور اکثر خدام بطور تحفہ کے لایا بھی کرتے تھے۔ گاہے بگاہے خود بھی منگواتے تھے۔ پسندیدہ میووں میں سے آپکو انگور۔ بمبئی کا کیلا۔ ناگپوری سنگترے۔ سیب۔ سردے اور سردلی آم زیادہ پسند تھے۔ باقی میوے بھی گاہے ماہے جو آتے رہتے تھے کھا لیا کرتے تھے۔ گنا بھی آپ کو پسند تھا۔

شہتوت بیدانہ کے موسم میں آپ بیدانہ اکثر اپنے باغ کی جنس سے منگوا کر کھاتے تھے اور کبھی کبھی ان دنوں سیر کے وقت باغ کی جانب تشریف لیجاتے اور مع سب رفیقوں کے اسی جگہ بیدانہ تڑوا کر سب کے ہمراہ ایک ٹوکرے میں نوش جان فرماتے۔ اور خشک میووں میں سے صرف بادام کو ترجیح دیتے تھے۔

چائے کا میں پہلے اشارہ کر آیا ہوں۔ آپ جاڑوں میں صبح کو اکثر مہمانوں کے لئے روزانہ بنواتے اور خود بھی پی لیا کرتے تھے۔ مگر عادت نہ تھی۔ سبز چائے استعمال کرتے۔ اور سیاہ کو ناپسند فرماتے تھے۔ اکثر دودھ والی میٹھی پیتے تھے۔

[زمانہ مروجہ کے ایجادات مثلاً برف اور سوڈا لیمونیڈ جنجر وغیرہ بھی گرمی کے دنوں میں پی لیا کرتے تھے بلکہ شدت گرمی میں برف بھی بعوت امرتسر۔ لاہور سے خود منگوا لیا کرتے تھے۔]

سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 134 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 218 پر درج ہے

حوالہ نمبر(220)

تو مولوی برہان دین صاحب جہلمی مرحوم نے عرض کیا کہ حضرت کچھ ایسا ہو کہ اندر کھل جائے اس پر آپ نے فرمایا کہ ایک بزرگ تھے۔ بادشاہ نے ان کو بلوا بھیجا کہ میں تم کو اپنا وزیر بنانا چاہتا ہوں اس بزرگ نے یہ قطعہ بادشاہ کو لکھ کر بھیج دیا ۔ ؎

چوں چترِ چنبری رُخِ بختم سیاہ باد | آید اگر بدل ہوسِ تختِ چنبرم
زاں دَم کہ یافتم خبر از ملکِ نیم شب | صد ملکِ نیم روز بیک جو نمی خرم

اس بادشاہ کے چتر کا رنگ سیاہ تھا۔ اور اس کے ملک کا نام ملک نیمروز تھا اور بادشاہ کا لقب چنبر تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ان فارسی اشعار کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر میں چنبر بادشاہ کے تخت کی ہوس کروں تو میرے بخت کا منہ بھی چنبر کے چتر کی طرح سیاہ ہو جائے۔ جس وقت سے مجھے ملک نیم شب (یعنی عبادت و تہجد گزاری) پر آگاہی ہوئی ہے۔ اس وقت سے میرا یہ حال ہے کہ میں ایک سو ملک نیمروز کو ایک جَو کے دانہ میں بھی خریدنے پر آمادہ نہیں ہو سکتا۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مراد یہ تھی کہ آپ ملک نیم شب کی طرف توجہ دیں اس سے آپ کا اندر خود بخود کھل جائے گا۔

۷۹۷ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ پیر منظور محمد صاحب ان سے بیان کرتے تھے کہ جب لیکھرام کے قتل کی خبر قادیان پہنچی تو اسے سُن کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمانے لگے کہ مسلمانوں کے لئے یہ ایک ابتلا ہے۔

۷۹۸ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے طاعون کے ایام میں ایک دوائی تریاق الٰہی تیار کرائی تھی۔ حضرت خلیفہ اوّل ؓ نے ایک بڑی تھیلی یاقوتوں کی پیش کی۔ وہ بھی سب پسوا کر اس میں ڈلوا دیئے۔ لوگ کوٹتے پیستے تھے۔ آپ اندر جا کر دوائی لاتے اور اس میں ملواتے جاتے تھے۔ کونین کا ایک بڑا ڈبہ لائے اور وہ بھی سب اسی کے اندر الٹا دیا۔ اسی طرح وائینم اپی کاک کی ایک بوتل لا کر ساری الٹا دی۔ غرض دیسی اور انگریزی اتنی دوائیاں ملا دیں کہ حضرت خلیفہ اوّل ؓ فرمانے لگے کہ طبی طور پر تو اب اس مجموعہ میں کوئی جان اور اثر نہیں رہا۔ بس روحانی اثر ہی ہے۔ ان دنوں میں جو مریض بھی حضور

یہ حوالہ صفحہ 218 پر درج ہے

سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 218 از مرزا بشیر احمد ایم اے

ہے تو آپ نے فرمایا کہ میاں حامد علی تم نے ہم کو کیوں نہ بتایا کہ اس کی شادی کرنے لگے ہیں۔ اس کی شادی نہیں کرنی چاہیئے تھی۔ کیونکہ اس کو ضعف جگر کا مرض تھا۔ اور موجودہ حالت میں وہ شادی کے قابل نہیں تھا۔ چنانچہ وہ شادی کے چند روز بعد فوت ہو گئے۔

۸۷۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے احباب کو جب خط لکھتے تو یا تو "حبّی فی اللہ" یا "مکرمی اخویم" لکھکر مخاطب کیا کرتے تھے۔ کئی دفعہ مجھے ڈاک میں ڈالنے کو لفافے دیتے تو میں پتے دیکھتا۔ کہ کس کے نام کے خط ہیں۔ سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی اور زین الدین ابراہیم صاحب انجینیر بمبئی اور میاں غلام نبی صاحب سیٹھی راولپنڈی کے پتے مجھے اب تک یاد ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ تینوں اصحاب اس وقت جو جنوری ۱۹۳۹ء ہے فوت ہو چکے ہیں وکل من علیھا فان ویبقٰی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔

۸۷۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اگر تیمم کرنا ہوتا۔ تو بسا اوقات تکیہ یا لحاف پر ہی ہاتھ مار کر تیمم کر لیا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ تکیہ یا لحاف میں سے جو گرد نکلتی ہے وہ تیمم کی غرض سے کافی ہوتی ہے۔ لیکن اگر کوئی تکیہ یا لحاف بالکل نیا ہو اور اس میں کوئی گرد نہ ہو۔ تو پھر اس سے تیمم جائز نہ ہوگا۔

۸۷۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد میں آپ کی لڑکی عصمت ہی صرف ایسی تھی جو قادیان سے باہر پیدا ہوئی اور باہر ہی فوت ہوئی۔ اس کی پیدائش انبالہ چھاؤنی کی تھی اور فوت وہ لدھیانہ میں ہوئی۔ اُسے ہیضہ ہوا تھا۔ اس لڑکی کو شربت پینے کی عادت پڑ گئی تھی۔ یعنی وہ شربت کو پسند کرتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے لئے شربت کی بوتل ہمیشہ اپنے پاس رکھا کرتے تھے۔ رات کو وہ اٹھا کر تو کہتی "ابا شربت پینا"۔ آپ فوراً اُٹھ کر شربت بنا کر اسے پلا دیا کرتے تھے۔ ایک روز لدھیانہ میں اس نے اسی طرح عادت کو اُٹھ کر شربت مانگا۔ حضرت صاحب نے اُسے شربت کی جگہ غلطی سے چنبیلی کا تیل پلا دیا۔ جس کی بوتل اتفاقاً شربت کی بوتل کے پاس ہی پڑی تھی۔ لڑکی بھی وہ شربت

سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 259 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 219 پر درج ہے

لهذه المناضلة ان كانوا من الصادقين و علمت من ربي انهم من المغلوبين۔ و
و الله انى لست من العلماء ولا من اهل الفضل والدهاء وكلما اقول من انواع
حسن البيان او من تفسير القرآن فهو من الله الرحمان وكلما اخطأت فيه فهو
منّى وكلما هو حق فهو من ربّي و ان ربّي اروانى من كاس العرفان ومعذ لك ما
ابرّء نفسى من السّهو والنسيان وان الله لا يتركنى على خطأ طرفة عين و
يعصمنى من كلّ مين و يحفظنى من سبل الشياطين۔ فيا اهل الاهواء و
الدعاوى والرياء ان كنتم تحسبون انفسكم من اولى العلم والفضل والدهاء
اومن الصلحاء والاولياء والاتقياء اومن الذين يسمع دعائهم كالاحباء
فأتوا بمثل ذلك الكتاب فى جميع الانحاء وارونى علمكم وقدركم فى حضرة
الكبرياء وان لم تفعلوا ولن تفعلوا يا معشر السفهاء فتادبوا مع اهل الحق والنور
والضياء ولا تعتدوا كل الاعتداء وما هذا الا صنيعة الرب القوى لا فعل الخربلو
والضعفاء وان الكرامات تظهر فى وقت توهين الاعداء وان عباد الله ينصرون
عند انتهاء الجور من اهل الجفاء واذا بلغ الظلم غايته فيد ركهم رب السماء
فتوبوا من المعائب والمعترات وبادروا الى الحسنات والصالحات وان الحزامة
كل المزامة فى قبول الكرامة فاقبلوها قبل الندامة واتقوا سواد الخزى و
الملامة ونكال القيامة فطوبى لكم ان جئتم كالتائبين المتندمين وهذه خاتمة
النصيحة وخاتمة افحام العدا واتمام الحجة والسّلام على من قبلنا قبل المذلة و ترك
سبيل المجرمين۔ و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين ﴿

الراقـــــــم الحقير

المفتقر الى الله الصمد غلام احمد عافاه الله وايد

وكان هذا مكتوبا فى ذى القعدة سنة ۱۳۱۱

من هجرة نبى العهد و مقبول الاحد صلى الله عليه وسلم

من الازل الى الابد

نور الحق صفحہ 86 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 272 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 219 پر درج ہے

دیہاتیوں کو یہ موقعے کم میسر آتے ہیں۔ اس لئے وہ عموماً کمزور رہتے ہیں۔ بلکہ حق یہ ہے کہ قرآن شریف میں جو اعراب کا لفظ آتا ہے۔ اس کے معنے دیہاتی کے نہیں ہیں۔ بلکہ اس سے مجلس نبوی سے دور رہنے والے بادیہ نشین لوگ مراد ہیں۔

۶۳۸ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کو سخت کھانسی ہوئی ایسی کہ دم نہ آتا تھا۔ البتہ منہ میں پان رکھ کر قدرے آرام معلوم ہوتا تھا۔ اس وقت آپ نے اس حالت میں پان منہ میں رکھے رکھے نماز پڑھی تاکہ آرام سے پڑھ سکیں۔

۶۳۹ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب مسواک بہت پسند فرماتے تھے۔ تازہ کیکر کی مسواک کیا کرتے تھے۔ گو التزاماً نہیں۔ وضو کے وقت صرف انگلی سے ہی مسواک کر لیا کرتے تھے۔ مسواک کئی دفعہ کہہ کر مجھ سے بھی منگائی ہے۔ اور دیگر خدام سے بھی منگوالیا کرتے تھے۔ اور بعض اوقات نماز اور وضو کے وقت کے علاوہ بھی استعمال کرتے۔

۶۴۰ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ ماہ رمضان کی ۲۷ تاریخ تھی منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری بھی سیکھواں سے قادیان آئے ہوئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صبح نماز فجر کے لئے تشریف لائے اور فرمایا۔ کہ آج شب گھر میں دردزہ کی تکلیف تھی (ہمشیرہ مبارکہ بیگم اسی شب میں پیدا ہوئی تھیں۔ خاکسار مؤلف) دعا کرتے کرتے لیکھرام سامنے آگیا۔ اس کے معاملہ میں بھی دعا کی گئی۔ اور فرمایا۔ کہ جو کام خدا کے منشاء میں جلد ہو جانے والا ہو۔ اس کے متعلق دعا میں یاد کرایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کے چوتھے روز لیکھرام مارا گیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ ۱۸۹۷ء مطابق ۱۳۱۴ھ کا واقعہ ہے۔ مبارکہ بیگم ۲۷ رمضان ۱۳۱۴ھ کو پیدا ہوئی تھیں۔ جو غالباً ۲ مارچ ۱۸۹۷ء کی تاریخ تھی۔ اور لیکھرام عید کے دوسرے دن ۶ مارچ بروز ہفتہ زخمی ہو کر ۶ اور ۷ کی درمیانی شب کو بعد نصف شب اس دنیا سے رخصت ہوا تھا۔ مبارکہ بیگم کی ولادت کی دعا کے وقت حضرت صاحب کے سامنے عالم توجہ میں لیکھرام کا آجانا اور حضرت صاحب کا اس کے معاملہ میں بھی دعا کرنا اور پھر اس کا چار روز کے اندر اندر مارا جانا ایک عجیب تصرف الٰہی ہے جس کے تصور سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔

سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 103 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 219 پر درج ہے

ہو گیا۔ تب حضورؑ نے عدالت سے نماز پڑھنے کی اجازت چاہی۔ اور باہر آکر برآمدے میں ہی اکیلے ہر دو نمازیں جمع کر کے پڑھیں :

گتّے سے کھانسی کا علاج

سفر گورداسپور میں ۱۹۰۳ء میں ایک دفعہ حضرت صاحبؑ کو کھانسی کی شکایت تھی۔ مَیں نے عرض کی کہ میرے والد مرحوم اِس کا علاج گرم کیا ہوا گتا بتلایا کرتے تھے۔ تب حضورؑ کے فرمانے سے ایک گتا چند بوریاں لیکر آگ پر گرم کیا گیا۔ اور اس کی گھڈیریاں بنا کر حضورؑ کو دی گئیں۔ اور حضورؑ نے چوسیں :

گل محمد عیسائی

اگست ۱۹۰۲ء میں بنوں کا ایک عیسائی گل محمد نام قادیان آیا۔ بہت گستاخی سے جھگڑتا اور بحث کرتا رہا۔ اور اسی حالت میں چلا گیا۔ اُس کے چلا جانے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک رؤیا دیکھا۔ کہ گل محمد آنکھوں میں سُرمہ لگا رہا ہے۔ فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُسے ہدایت ہو جائے گی۔ چنانچہ بہت سالوں کے بعد سُنا گیا تھا کہ اُسنے پھر اسلام قبول کیا تھا بنوں کے مشہور ڈاکٹر پنیل کی بیوہ نے بھی مجھے اپنے کارڈ میں لکھا ہے۔ کہ گل محمد نے عیسائیت کو ترک کر دیا تھا۔ اور اپنے پہلے مذہب میں داخل ہو گیا تھا۔ جب گل محمد کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ایک تحریر ہونے لگی جس میں غالباً اس قسم کا کچھ اقرار تھا۔ کہ گل محمد دوبارہ کب آوے۔ اور اس کے ساتھ کس طرح گفتگو ہو۔ تو گل محمد نے اصرار کیا کہ اُس کے نام کیساتھ مولوی کا لفظ لکھا جائے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ مولوی ایک عزت کا لفظ ہے۔ جو مسلمانوں کے لئے خاص ہے۔ آپ کے نام کیساتھ ہم یہ لفظ نہیں لکھ سکتے۔ تھوڑی بحث کے بعد یہ طے پایا کہ اسکے نام کیساتھ مسٹر کا لفظ لکھا جائے :

مسئلہ شفاعت بہت صفائی سے حل ہو گیا

اکتوبر ۱۹۰۳ء۔ ہمارے مکرم خان صاحب محمد علی خان صاحب کا چھوٹا لڑکا عبد الرحیم سخت بیمار

ذکر حبیب صفحہ 111 از مفتی محمد صادق قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 220 پر درج ہے

یہ ایک بین ثبوت ہے کہ ایک دشمن کی تکلیف کا سُنکر بھی آپ کی طبیعت پریشان ہوگئی۔ اور آپ اس کی امداد کے لئے پہونچ گئے۔

۵۱۲ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حضرت والدہ صاحبہ نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب کو کبھی کبھی پاؤں کے انگوٹھے پر نقرس کا درد ہو جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ شروع میں گھٹنے کے جوڑ میں بھی درد ہوا تھا۔ نہ معلوم وہ کیا تھا۔ مگر دو تین دن زیادہ تکلیف رہی۔ پھر جونکیں لگانے سے آرام آیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ نقرس کے درد میں آپ کا انگوٹھا سوج جاتا تھا۔ اور سُرخ بھی ہو جاتا تھا۔ اور بہت درد ہوتی تھی۔ خاکسار نے بھی درد نقرس حضرت صاحب سے ہی ورثہ میں پایا ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو بھی کبھی کبھی اس کی شکایت ہو جاتی ہے۔

۵۱۳ [بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حضرت والدہ صاحبہ نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کے ٹخنے کے پاس پھوڑا ہو گیا تھا جس پر حضرت صاحب نے اس پر سکہ یعنی سیسہ کی ٹکیا بندھوائی تھی جس سے آرام آگیا۔]

۵۱۴ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکرم منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلہ نے مجھ سے بیان کیا۔ ایک دفعہ مولوی محمد احسن صاحب کے ساتھ کوئی امروہہ کا آدمی قادیان آیا۔ اس کے کان بند تھے۔ اور نلکی کی مدد سے بہت اونچا سُنتا تھا۔ اس نے حضرت صاحب کو دعا کے لئے کہا۔ حضور نے فرمایا۔ ہم دُعا کرینگے۔ اللہ تعالےٰ سب چیزوں پر قادر ہے پھر اللہ نے اپنا فضل کیا کہ اس نے حضور علیہ السلام کی ساری تقریر سُن لی۔ جس پر وُہ خوشی کے جوش میں کود پڑا۔ اور نلکی توڑ کر پھینک دی۔

۵۱۵ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ منشی ظفر احمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ آتھم کے مباحثہ میں آتھم نے ایک دفعہ ایسے سوالات کئے۔ کہ ہمارے بعض احباب گھبرا گئے۔ کہ ان کا جواب فوراً نہیں دیا جا سکتا۔ ابو بعض احباب نے ایک کمیٹی کی۔ اور قرآن شریف اور انجیل کے حوالہ سے چاہا کہ حضرت صاحب کو امداد دیں۔ میں نے مولوی عبدالکریم صاحب کو مرزا کہا۔ کہ کیا نبوتیں بھی مشورہ سے ہوا کرتی ہیں۔ اتنے میں حضرت صاحب تشریف لے آئے۔ اور حضور کچھ باتیں کر کے جانے لگے۔ تو مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے کھڑے ہو کر عرض کی۔ کہ اگر کل کے جواب کے لئے مشورہ کر لیا جائے۔ تو کوئی حرج تو نہیں۔ اس پر حضرت صاحب نے ہنستے ہوئے فرمایا کہ "آپ کی دعا کافی ہے" اور فوراً تشریف لے گئے۔

سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 28 از مرزا بشیر احمد	یہ حوالہ صفحہ 220 پر درج ہے

ولایت سے ادویہ وغیرہ کے نمونے منگوایا کرتا تھا۔ غالباً اس واسطے مجھے ایک دفعہ فرمایا۔ "مفتی صاحب سر کے بالوں کے اُگانے اور بڑھانے کے واسطے کوئی دوائی منگوائیں"۔

پانچویں روز مہندی

عموماً حضرت صاحبؑ ہر پانچویں روز سر اور ریش مبارک پر مہندی لگواتے تھے۔

بارش کے واسطے نماز

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے ایام میں قادیان میں عموماً موسم گرما میں متواتر گرمی ایک ہفتہ سے زائد نہ ہوا کرتی تھی۔ پانچ سات روز کے بعد کچھ بادل آکر ترشح کر دیتے تھے۔ جس سے ہوا میں کچھ خنکی آجاتی تھی۔ لیکن ایک سال بارش بہت کم ہوئی۔ اور ڈھاب میں خشک ہو گئیں۔ اور نماز استسقاء پڑھی گئی۔ اور اس کے بعد جلد بارش ہو گئی۔

تبرک

میری اہلیہ (امام بی بی مرحومہ) نے اپنے لڑکے عبدالسلام سلمہ الرحمٰن کی پیدائش سے کچھ عرصہ قبل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضور کا ایک کرتہ تبرکاً مانگ کر لیا۔ اور اس کرتہ سے چھوٹے چھوٹے کُرتے بنا کر محفوظ رکھے۔ اور ہر بچہ کو پیدا ہونے کے وقت سب سے پہلے وہی کُرتہ پہنایا کرتی۔

سیٹھ عبدالرحمٰن مدراسی کا اخلاص و ادب

فرمایا۔ ایک دفعہ مَیں کسی کو دینے کے لئے اندر سے مبلغ یکصد روپیہ ایک رُومال میں لایا اور اس شخص کو دیا۔ کہ گن لو یہ ایک سو روپیہ ہے۔ جب اُس نے گنا تو وہ پچانویں روپے تھے۔ اُسی مجلس میں سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی بھی تھے۔ اُنہوں نے از رُوئے

۳۶۰

خط نمبر ۳۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ✲ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

گلے کہ رُوئے خزاں را گہے نخواہد دید

بباغِ تُست اگر قسمتم رسا باشد

بناہِ بیضۂ اسلام۔ پہلوانِ ربّ جلیل۔ پناہِ ملّت الہدیٰ۔ خلیفۂ رشادِ ارض و سموات۔ مسیحِ خدائے قدیر۔ بعد از صد صلوٰۃ و سلام ایں نابکار و شرمسار برائے یک نظرِ رحمت بردرِ تو امیدوار عرضگذار است کہ در اخبارے کہ از ملکِ امریکہ رسیدہ بُود خواندہ بودم کہ دوائے جدید برائے دردِ گُردہ و امراضِ مثانہ و کثرتِ پیشاب نَو ایجاد شدہ است یک شیشۂ خورد کہ برائے تجربہ مفت مے فرستد طلب کردم ہماں ارسال خدمتِ اقدسؑ است۔ والسلام۔ گداگرِ صاحبِ بیت الدُعاء۔

عاجز محمد صادق عفی اللہ عنہ ۱۴۔ جون ۱۹۰۳ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ:۔

جزاکم اللہ خیراً کثیراً فی الدنیا والآخرۃ۔ دَوا پہنچ گئی۔ ایک اشتہار بالوں کی کثرت کا شاید لندن میں کسی نے دیا ہے۔ اور مفت دوا بھیجتا ہے۔ آپ وہ دوا بھی منگوالیں کہ تا آزمائی جائے۔ لکھتا ہے۔ کہ اِس سے گنجے بھی شفاء پاتے ہیں۔ والسلام

مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ

خط نمبر ۳۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت اقدس مرشدنا و مہدینا مسیح موعود و مہدی معہودؑ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ حسب الحکم تحقیقات کی گئی۔ کرمداد اور ایک طالبعلم عمر پندرہ سال شہادت دیتے ہیں۔ کہ ہم نے بُدھ کی شام کو چاند دیکھا تھا۔ پہلے کرمداد نے اور کر کھانے سے اس طالبعلم نے دیکھا۔ کہتے ہیں کہ چاند بلند یک دُھندلا اور شفق کے تھا۔ اور بھی کئی لوگ مسجد میں موجود تھے۔ مگر باوجود ان کے

ذکر حبیب صفحہ 360 از مفتی محمد صادق قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 220 پر درج ہے

حوالہ نمبر228

نہیں تھا۔ بلکہ یہ تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مثال ایسی ہے کہ اعتراض ہونے پر گویا تلوار لیکر سامنے تن جاتے ہیں کہ جو کچھ اسلام نے کہا ہے وہی ٹھیک ہے اور جو تم کہتے ہو وہ غلط اور جھوٹ ہے

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے یہ بہت ہی لطیف اور درست مثال دی ہے اور یہ مثال سچی بھی انہی کی زبان سے ہے کیونکہ وہ گھر کے بھیدی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کے متعلق فرماتے ہیں:۔

مدتے در آتش نیچر فسردا فتادہ بود ایں کرامت بیں کہ از آتش برول آمد سلیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک چچیرا بھائی مرزا کمال الدین تھا۔ یہ شخص جوانی میں فقراء کے پھندے میں پھنس گیا تھا۔ اس لئے دُنیا سے کنارہ کش ہو کر بالکل گوشہ گزین ہو گیا۔ مگر وہ اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح حضرت صاحب سے پرخاش نہ رکھتا تھا۔ علاج معالجہ اور دَم تعویذ بھی کیا کرتا تھا اور بعض عمدہ عمدہ نسخے اس کو یاد تھے۔ چنانچہ ہماری والدہ صاحبہ میاں محمد اسحاق کے علاج کے لئے ان سے ہی گولیاں اور ادویہ وغیرہ منگایا کرتی تھیں۔ اور حضرت صاحب کو بھی اس کا علم تھا۔ آپ بھی فرماتے تھے کہ کمال الدین کے بعض نسخے اچھے ہیں۔ اب مرزا کمال الدین کو فوت ہوئے کئی سال ہو گئے ہیں۔ مگر ان کے تکیہ میں اب تک فقیروں کا قبضہ ہے۔ عرس بھی ہوتا ہے مگر کچھ رونق نہیں ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کے چچا مرزا غلام محی الدین صاحب کے تین لڑکے تھے۔ سب سے بڑے مرزا امام الدین تھے جو بہت لانبے اور وجیہہ شکل تھے اور مخالفت میں بھی سب سے آگے تھے ان کی لڑکی خورشید بیگم صاحبہ ہمارے بڑے بھائی خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب کے عقد میں آئی تھیں۔ اور عزیزم مرزا رشید احمد انہی کے بطن سے ہیں۔ دوسرے بھائی مرزا نظام الدین تھے جن کی نسل سے مرزا گل محمد صاحب ہیں۔ اور تیسرے بھائی مرزا کمال الدین تھے جن کا اس روایت میں ذکر ہے۔ وہ ہمیشہ مجرد رہے۔ مرزا کمال الدین مخالفت میں حصہ نہیں لیتے تھے۔

۸۳۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں نواب محمد علی خانصاحب نے قادیان میں ایک فونوگراف جس کے ریکارڈ موم کے سیلنڈروں کی طرح گول ہوتے تھے منگایا تھا۔ اس میں حضرت خلیفہ اولؓ نے اپنا لیکچر بھرا۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے

سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 234 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 221 پر درج ہے

عید الاضحی کے موقعہ پر خطبہ الہامیہ پڑھا تھا۔ اس سال ۹ ذی الحج کو یعنی حج کے دن اعلان کرا دیا تھا۔ کہ آج ہم دعا کریں گے۔ لوگ اپنے نام رقعوں پر لکھکر بھیجدیں۔ چنانچہ قریباً تمام اصحاب الصفہ اور مہمانان نے اپنے نام لکھکر حضور کی خدمت میں پہونچا دیئے۔ اس کے بعد مَیں نے دیکھا۔ کہ خاص خاص موقعوں پر لوگ اس طرح ناموں کی فہرست بنا کر حضور کی خدمت میں دعا کے لئے بھیجا کرتے تھے۔ بلکہ بعد میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب روزانہ ہی ایسی فہرست ڈاک کے خطوط میں سے منتخب کر کے اور نیز دیگر حاجتمندانِ دُعا کے نام لکھکر حضور کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میر صاحب کی مراد اصحاب الصفہ سے وہ اصحاب ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیض صحبت کی خاطر اپنے وطنوں کو چھوڑ کر قادیان میں ڈیرہ جما بیٹھے تھے۔ جیسا کہ حضور کے الہام میں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔

۵۱۰ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ جب بعض مخلصین حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے رخصت ہو کر جانے لگتے۔ اور دعا کے لئے عرض کرتے۔ تو حضرت صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ آپ گاہ بگاہ خط کے ذریعہ سے یاد دہانی کراتے رہیں۔ مَیں انشاء اللہ دُعا کرونگا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعض دوستوں کی عادت تھی۔ کہ حضور کی خدمت میں دُعا کے لئے قریباً روزانہ لکھتے تھے۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ لاہور کے ایک دوست کو کوئی کام درپیش تھا جس پر انہوں نے مسلسل کئی ماہ تک ہر روز بلاناغہ حضور کی خدمت میں دُعا کے لئے خط لکھا۔

"[بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حضرت والدہ صاحبہ یعنی اُم المؤمنین اطال اللہ بقاءہا نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ مرزا نظام الدین صاحب کو سخت بخار ہوا۔ جس کا دماغ پر بھی اثر تھا۔ اس وقت کوئی اور طبیب یہاں نہیں تھا۔ مرزا نظام الدین صاحب کے عزیزوں نے حضرت صاحب کو اطلاع دی۔ اور آپ فوراً وہاں تشریف لے گئے۔ اور مناسب علاج کیا۔ علاج یہ تھا کہ آپ نے مُرغا ذبح کرا کے سر پر باندھا جس سے فائدہ ہو گیا۔ اس وقت باہمی سخت مخالفت تھی۔]

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ یہ ابتدائی زمانہ کی بات ہوگی۔ ورنہ آخری زمانہ میں تو حضرت خلیفہ اوّل جو ایک ماہر طبیب تھے ہجرت کر کے قادیان آ گئے تھے۔ یا ممکن ہے کہ یہ کسی ایسے وقت کی بات ہو۔ جب حضرت خلیفہ اوّلؓ عارضی طور پر کسی سفر پر باہر گئے ہونگے۔ مگر بہر حال حضرت صاحب کے اعلیٰ اخلاق کا

یہ حوالہ صفحہ 221 پر درج ہے

سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 27 از مرزا بشیر احمد ایم اے

حوالہ نمبر 230

۱۲ جنوری ۱۹۰۳ء

"اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ۔ اِنِّیْ مُعِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِعَانَتَکَ۔ اَنْتَ وَجِیْهٌ فِیْ حَضْرَتِیْ۔ اَخْتَرْتُکَ لِنَفْسِیْ وَ سِرُّکَ سِرِّیْ۔ اَنْتَ مَعِیْ وَاَنَا مَعَکَ وَسِرُّکَ سِرِّیْ۔ اِذَا غَضِبْتَ غَضِبْتُ وَکُلَّمَا اَحْبَبْتَ اَحْبَبْتُ۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِیْدِیْ وَتَفْرِیْدِیْ۔ فَحَانَ اَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ۔ یَحْمَدُکَ اللّٰهُ مِنْ عَرْشِهٖ وَیَحْمَدُکَ اللّٰهُ وَیَمْشِیْ اِلَیْکَ۔ اَنْتَ وَجِیْهٌ فِیْ حَضْرَتِیْ۔ اَخْتَرْتُکَ لِنَفْسِیْ وَسِرُّکَ سِرِّیْ۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةٍ لَا یَعْلَمُهَا الْخَلْقُ۔ یَا اَحْمَدِیْ اَنْتَ مُرَادِیْ وَمَعِیْ۔ وَاَنْتَ مَعِیْ وَاَنَا مَعَکَ۔ سِرُّکَ سِرِّیْ۔ اِذَا غَضِبْتَ غَضِبْتُ وَکُلَّمَا اَحْبَبْتَ اَحْبَبْتُ۔ اَنْتَ وَجِیْهٌ فِیْ حَضْرَتِیْ اِخْتَرْتُکَ لِنَفْسِیْ۔"

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۱)

۱۹۰۳ء

وَاِنَّهٗ بَشَّرَنِیْ وَقَالَ

"لَا اُبْقِیْ لَکَ فِی الْمُخْزِیَاتِ ذِکْرًا۔"

وَقَالَ

یَعْصِمُکَ اللّٰهُ مِنْ عِنْدِهٖ وَھُوَ الْوَلِیُّ الرَّحْمٰنُ۔" (مواہب الرحمٰن صفحہ ۱۷۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۳۵)

---

۱ (ترجمہ از مرتب) مَیں اس شخص کی اہانت کروں گا جو تیری اہانت کرے گا مَیں اس شخص کی اعانت کروں گا جو تیری اعانت کرے گا۔ تو میری درگاہ میں وجیہ ہے مَیں نے تجھے اپنے لئے چن لیا اور تیرا بھید میرا بھید ہے۔ تو میرے ساتھ ہے اور مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تیرا بھید میرا بھید ہے۔ جب تو غضبناک ہوتا ہے تو مَیں غضبناک ہوتا ہوں اور جب تو محبت کرتا ہے مَیں محبت کرتا ہوں۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔ پس وقت آگیا ہے کہ تیری مدد کی جائے اور تجھے لوگوں میں مشہور کیا جائے۔ اللہ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔ اور اللہ تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔ تو میری درگاہ میں وجیہ ہے۔ مَیں نے تجھے اپنے لئے چن لیا اور تیرا بھید میرا بھید ہے۔ تیرا میرے نزدیک وہ مرتبہ ہے جس کو لوگ نہیں جانتے۔ اے میرے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ اور تو میرے ساتھ ہے اور مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ جب تو غضبناک ہوتا ہے تو مَیں غضبناک ہوتا ہوں۔ اور جب تو محبت کرتا ہے تو مَیں محبت کرتا ہوں۔ تو میری درگاہ میں وجیہ ہے۔ مَیں نے تجھ کو اپنے لئے چن لیا۔

۲ (ترجمہ از مرتب) اور اس نے مجھے بشارت دی اور فرمایا مَیں تیرے متعلق رسوائی کی باتوں کا ذکر تک نہیں چھوڑوں گا۔

۳ (ترجمہ از مرتب) اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تیری حفاظت اپنی طرف سے کرے گا اور وہی بے حد رحم کرنے والا دوست ہے۔

تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 371 طبع چہارم از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 222 پر درج ہے

انسان پیدا کیا گیا ہے۔ اس سعادت تک وہ پہنچ جائے۔ غرض خدا کے جتنے کام
۳۹۱ ہیں۔ وہ صرف موٹی صنعت پر ختم نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ان میں جس قدر کھودتے جاؤ۔
زیادہ سے زیادہ باریکیاں نکلتی ہیں۔ پس جبکہ اُن تمام چیزوں کی نسبت جو خدا کی طرف
سے ہیں۔ یہ عام قانون ثابت ہو چکا۔ کہ وہ سب نکاتِ دقیقہ اور اسرارِ عمیقہ سے پُر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

نہ رہے۔ اور جو خدا کی صفاتِ کاملہ تھیں وہ سب ابن مریم پر تھاپ دی۔ اور اُنکے مذہب کا خلاصہ یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ جمیع مافی العالم کا رب نہیں ہے بلکہ مسیح اسکی ربوبیت سے باہر ہے بلکہ مسیح آپ ہی رب ہے اور جو کچھ عالم میں پیدا ہوا۔ وہ بزعم باطل اُنکے بطور قاعدۂ کلیہ مخلوق اور حادث نہیں بلکہ ابن مریم عالم کے اندر حدوث پاکر اور صریح مخلوق ہوکر پھر غیر مخلوق اور خدا کے برابر بلکہ آپ ہی خدا ہے۔ اور اُسکی عجیب ذات میں ایک ایسا اعجوبہ ہے کہ باوجود حادث ہونے کے قدیم ہے۔ اور باوجود اسکے کہ خود اپنے اقرار سے ایک واجب الوجود کے ماتحت اور اُس کا محکوم ہے۔ مگر پھر بھی آپ ہی واجب الوجود اور آزاد مطلق اور کسی کا ماتحت نہیں۔ اور باوجود اس کے کہ خود اپنے اقرار سے عاجز اور ناتوان ہے۔ مگر پھر بھی عیسائیوں کے بے بنیاد زعم میں قادر مطلق ہے اور عاجز نہیں۔ اور باوجود اس کے کہ خود اپنے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۲

تو پھر وہ خدا کا کلام ہی نہیں رہتا۔ اس لئے وہ خود اپنے تمام بیانات کو بہ پایۂ ثبوت پہنچاتا ہے۔ لیکن کوئی شاعر اس بات کا ذمہ وار نہیں ہو سکتا اور نہ کبھی ہوا کہ اس کا کلام ہر یک قسم کے کذب اور ہزل اور غیر ضروری باتوں سے پاک اور ضروری اور لابدی امور پر احاطہ رکھتا ہے۔ پھر جبکہ شاعروں کی فضول باتوں کو وہ مراتب حاصل نہیں ہیں کہ جو خدائے تعالیٰ کے پاک کلام کو حاصل ہیں اور نہ اس بارے میں شاعر کچھ دم مارتے ہیں اور نہ ذمہ وار بنتے ہیں۔ بلکہ اپنے عجز کے آپ ہی اقراری
۳۹۱ ہیں۔ تو کلام الٰہی کے مقابلہ پر اُن کا ناچیز کلام پیش کرنا کیسی سفاہت اور نادانی ہے۔ شاعر تو اگر مر بھی جاویں تو صداقت اور راستی و ضرورتِ حقہ کا اپنے کلام میں التزام

یہ حوالہ صفحہ 226 پر درج ہے

براہین احمدیہ جلد اول ... 469 مندرجہ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 467 تا 469 از مرزا قادیانی

۳۹۴ ہیں۔ تو اسے قانونِ قدرت کی متابعت سے یہ بھی ہر یک عاقل کو ماننا پڑا کہ خدا کا کلام بھی نکاتِ دقیقہ سے خالی نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ اُس میں سب سے زیادہ لطائف چاہیئے۔ کیونکہ وہ خدا کا کلام ہے۔ اور حکیم مطلق کے علوم قدیم کا مخزن ہے جس کو خدا نے اِس بات کا آلہ بنایا ہے کہ تمام قوانینِ قدرتیہ جو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

اقرار سے اُمورِ غیبیہ کے بارہ میں نادانِ محض ہے یہانتک کہ قیامت کی بھی خبر نہیں کہ کب آئیگی۔ مگر پھر بھی نصرانیوں کے خوش عقیدہ کے رُو سے عالم الغیب ہے۔ اور باوجود اس کے کہ خود اپنے اقرار سے اور نیز صحف انبیاء کی گواہی سے ایک مسکین بندہ ہے۔ مگر پھر بھی حضراتِ مسیحیوں کی نظر میں خدا ہے۔ اور باوجود اسکے کہ خود اپنے اقرار سے نیک اور بے گناہ نہیں ہے مگر پھر بھی عیسائیوں کے خیال میں نیک اور بے گناہ ہے۔ غرض عیسائی قوم بھی ایک عجیب قوم ہے جنہوں نے ضدین کو جمع کر دکھایا اور تناقض کو جائز سمجھ لیا۔ اور گو اُن کے اعتقاد کے قائم ہونے سے مسیح کا دروغگو ہونا لازم آیا۔ مگر انہوں نے اپنے اعتقاد کو نہ چھوڑا۔ ایک ذلیل اور عاجز بندہ کو ربّ العالمین قرار دیا۔ اور ربّ العالمین پر ہر طرح کی ذلت اور موت اور درد اور دُکھ اور تجسّم اور حلول اور تغیّر اور تبدّل اور حدوث اور تولّد کو روا رکھا ہے۔ نادانوں نے خدا کو بھی ایک کھیل بنالیا ہے۔ عیسائیوں پر کیا حصر ہے اُن سے پہلے کئی عاجز بندے خدا قرار دیئے گئے ہیں۔ کوئی کہتا ہے رام چندر خدا ہے۔ کوئی کہتا ہے ۳۹۴

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۲

نہ کرسکیں۔ وہ تو بغیر فضول گوئی کے بول ہی نہیں سکتے۔ اور اُن کی ساری کل فضول اور جھوٹ ہی پر ہی چلتی ہے۔ اگر جھوٹ نہیں یا فضول گوئی نہیں تو پھر شعر بھی نہیں۔ اگر تم اُن کا فقرہ فقرہ تلاش کرو کہ کس قدر حقائق دقائق ان میں جمع ہیں۔ کس قدر راستی اور صداقت کا التزام ہے۔ کس قدر حق اور حکمت پر قیام ہے۔ کس ضرورتِ حقہ سے وہ باتیں اُن کے مونہہ سے نکلی ہیں اور کیا کیا اسرار بہشتی وہ مانند اُن میں لپٹے ہوئے ہیں تو تمہیں معلوم ہوکہ ان تمام خوبیوں میں سے کوئی بھی خوبی اُنکی مُردہ عبارات میں پائی نہیں جاتی۔ اُن کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ جس طرف قافیہ ردیف ملتا نظر آیا۔ اُسی طرف جھک

براہین احمدیہ جلد اول صفحہ 467 تا 469 مندرجہ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 467 تا 469 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 226 پر درج ہے

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پائے جاتے ہیں۔ ان کی اصلاح کے لئے اُس میں سامان موجود ہو۔ پس اگر وہ ناقص ہو تو اتنے بڑے کام اس سے کیونکر انصرام ہو سکیں۔ اگر وہ تمام غلطیوں سے انسان کو پاک نہ کر سکتا تو پھر صرف بعض غلطیوں سے پاک

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

نہیں کرشن کی خدائی اُس سے قوی تر ہے۔ اسی طرح کوئی بدھ کو کوئی کسی کو کوئی کسی کو خدا ٹھہراتا ہے۔ ایسا ہی آخری زمانہ کے ان سادہ لوحوں نے بھی پہلے مشرکوں کی ریس کر کے ابن مریم کو بھی خدا اور خدا کا فرزند ٹھہرا لیا۔ غرض عیسائی لوگ نہ خداوند حقیقی کو رب العالمین سمجھتے ہیں نہ اُسے رحمان اور رحیم خیال کرتے ہیں اور نہ جزا سزا اُسکے ہاتھ میں یقین رکھتے ہیں، بلکہ اُن کے گمان میں حقیقی خدا کے وجود سے زمین اور آسمان خالی پڑا ہوا ہے اور جو کچھ ہے ابن مریم ہی ہے۔ اگر رب ہے تو وہی ہے۔ اگر رحمان ہے تو وہی ہے۔ اگر رحیم ہے تو وہی ہے۔ اگر مالک یوم الدین ہے تو وہی ہے۔ ایسا ہی عام ہندو اور آریہ بھی ان صداقتوں سے منحرف ہیں۔ کیونکہ ان میں سے جو آریہ ہیں۔ وہ تو خدائے تعالیٰ کو خالق ہی نہیں سمجھتے۔ اور اپنی رُوحوں کا رب اُس کو قرار نہیں دیتے۔ اور جو اُن میں سے بُت پرست

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

گئے اور جو مضمون دل کو اچھا لگا وہی جھک ماری۔ نہ حق اور حکمت کی پابندی ہے اور نہ فضول گوئی سے پرہیز ہے اور نہ یہ خیال ہے کہ اس کلام کے بولنے کیلئے کونسی سخت ضرورت درپیش ہے اور اسکے ترک کرنے میں کونسا سخت نقصان عائد حال ہے ناحق بے فائدہ فقرہ سے فقرہ ملاتے ہیں۔ سر کی جگہ پاؤں پاؤں کی جگہ سر لگاتے ہیں۔ سراب کی طرح چمک تو بہت ہے پر حقیقت دیکھو تو خاک بھی نہیں۔ شعبدہ باز کی طرح صرف کھیل ہی کھیل اصلیت دیکھو تو کچھ بھی نہیں۔ نادار۔ ناطاقت اور ناتوان اور گئے گذرے ہیں آنکھیں اندھی اور اُسپر عشوہ گری ان کی نسبت نہایت ہی نرمی کیجئے تو یہ کہیئے کہ وہ سب ضعیف اور ہیچ ہونے کی وجہ سے عنکبوت کی طرح ہیں اور ان کے اشعار بیت عنکبوت ہیں۔ اُن کی نسبت خداوند کریم نے خوب فرمایا ہے وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۝ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ

براہین احمدیہ جلد اول صفحہ 467 تا 469 مندرجہ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 467 تا 469 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 226 پر درج ہے

(۲۲۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مرزا سلطان احمد صاحب نے کہ دادا صاحب نے طب کا علم حافظ روح اللہ صاحب باغبانپورہ لاہور سے سیکھا تھا اسکے بعد دہلی جاکر تکمیل کی تھی ۔

(۲۲۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے نے کہ ان سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بیان کیا کہ دادا صاحب کی ایک لائبریری تھی جو بڑے بڑے پٹاروں میں رہتی تھی۔ اور اُس میں بعض کتابیں ہمارے خاندان کی تاریخ کے متعلق بھی تھیں۔ میری عادت تھی کہ میں دادا صاحب اور والد صاحب کی کتابیں وغیرہ چوری نکال کرلے جایا کرتا تھا۔ چنانچہ والد صاحب اور دادا صاحب بعض وقت کہا کرتے تھے۔ کہ ہماری کتابوں کو یہ ایک چوہا لگ گیا ہے ۔

(۲۲۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ مرزا سلطان احمد صاحب سے مجھے حضرت مسیح موعود کی ایک شعروں کی کاپی ملی ہے جو بہت پرانی معلوم ہوتی ہے۔ غالباً نوجوانی کا کلام ہے۔ حضرت صاحب کے اپنے خط میں ہے جسے میں پہچانتا ہوں بعض بعض شعر بطور نمونہ درج ذیل ہیں ؎

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو اس کی دوا
ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے
کچھ مزا پایا مرے دل! ابھی کچھ پاؤ گے
تم بھی کہتے تھے کہ الفت میں مزا ہوتا ہے

ہائے کیوں ہجر کے الم میں پڑے
مفت بیٹھے بٹھائے غم میں پڑے
اس کے جانے سے صبر دل سے گیا
ہوش بھی ورطۂ عدم میں پڑے

سبب کوئی خداوندا بنا دے
کسی صورت سے وہ صورت دکھا دے
کرم فرما کے آ او میرے جانی
بہت روئے ہیں اب ہم کو ہنسا دے
کبھی نکلے گا آخر تنگ ہو کر
دلا اک بار شور و غل مچا دے

سیرت المہدی جلد اول صفحہ 232، 233 از مرزا بشیر احمد ابن قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 227 پر درج ہے

نہ سر کی ہوش ہے تم کو نہ پا کی — سمجھ ایسی ہوئی قدرت خدا کی
مرے بُت اب سے پردہ میں رہو تم — کہ کافر ہو گئی خلقت خدا کی

نہیں منظور تھی گر تم کو اُلفت — تو یہ مجھ کو بھی جتلایا تو ہوتا
مری دلسوزیوں سے بے خبر ہو — مرا کچھ بھید بھی پایا تو ہوتا
دل اپنا اسکو دوں یا ہوش یا جاں — کوئی اِک حکم فرمایا تو ہوتا

کوئی راضی ہو یا ناراض ہووے — رضامندی خدا کی مدعا کر

اس کاپی میں کئی شعر ناقص ہیں۔ یعنے بعض جگہ مصرعِ اول موجود ہے۔ مگر دوسرا نہیں۔ اور بعض جگہ دوسرا ہے۔ مگر پہلا ندارد۔ بعض اشعار نظر ثانی کے لئے بھی چھوڑے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اور کئی جگہ فرخ تخلص استعمال کیا ہے۔

(۲۲۹) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کہ تایا صاحب کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہوئی تھی اور کئی دن تک جشن رہا تھا۔ اور ۲۲ طائفے ارباب نشاط کے جمع تھے۔ مگر والد صاحب کی شادی نہایت سادہ ہوئی تھی۔ اور کسی قسم کی خلاف شریعت رسوم نہیں ہوئیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ بھی تصرف الٰہی تھا۔ ورنہ دادا صاحب کو دونوں بیٹے ایک سے تھے۔ دنیز یہ طائفے ان لوگوں کی وجہ سے آئے ہوں گے۔ جو ایسے تماشوں میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ ورنہ خود دادا صاحب کو ایسی باتوں میں شغف نہیں تھا)

(۲۳۰) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کہ ہماری دادی صاحبہ بڑی مہمان نواز تھیں اور غریب پرور تھیں۔

(۲۳۱) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کہ میں نے سُنا ہوا ہے کہ ایک دفعہ والد صاحب سشن عدالت میں اسیسر مقرر ہوئے تھے۔ مگر آپ نے انکار کر دیا۔ (اسجگہ دیکھو روایت ۳۳)

سیرت المہدی جلد اول صفحہ 232، 233 از مرزا بشیر احمد ابن قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 227 پر درج ہے

حوالہ نمبر 233

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

پیش لفظ

یہ منظوم کلام اُن اُردو اشعار کا مجموعہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی مختلف تصانیف میں تحریر فرمائے۔ ان نظموں میں آپ کو اسلام کی صداقت، خدا تعالیٰ کی اُلفت، قرآن کریم کی محبت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عقیدت کے ایسے عجیب نمونے ملیں گے جن کی تمام اُردو لٹریچر میں کوئی نظیر موجود نہیں تبلیغی لحاظ سے یہ مجموعہ ایک مختصر انسائیکلوپیڈیا ہے جس میں عیسائیوں۔ آریوں۔ سناتن دھرمیوں۔ سکھوں اور دہریوں وغیرہ کو جنکیر دلائل کیساتھ حق کا پیغام پہنچایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اخلاقی نصائح۔ دینی نکات اور پُر معارف کلمات کا بھی یہ کتاب ایسا حسین گلدستہ ہے جس کی بھینی بھینی خوشبو دل و دماغ کو حیاتِ تازہ بخشتی اور رُوح کو فرحت پہنچاتی ہے۔

اس طرز اور ترتیب کا پہلا ایڈیشن محترم محمد اسماعیل صاحب پانی پتی کی طرف سے سن ۱۹۶۳ء میں شائع ہوا تھا۔ جس کی جاذبیت دلکشی اور حسن صحت کے پیش نظر اب شعبہ نشر و اشاعت نظارت دعوۃ و تبلیغ طبع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ محترم موصوف کی مخلصانہ کوشش کو بہتوں کی ہدایت کا موجب بنائے۔ آمین یارب العالمین

خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان ۱۴۳۵۱۶

(بھارت)

پیش لفظ درثمین از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 228 پر درج ہے

۷۵

ایک بدکار عورت کو خوف ہوتا تھا کہ اگر وہ فحش پیشہ اختیار کرے گی تو اُسے قانون دکھائی کی سخت آزمائش بھی برداشت کرنی پڑے گی۔ بہت سی عورتیں اسی خوف کی وجہ سے اپنی زندگی خراب کرنے سے بچ رہتی تھیں۔ اس زمانہ میں جبکہ دکھائی کا طریق بند ہے۔ مرض آتشک کے ادویات کے اشتہارات کثرت سے شائع ہوتے ہیں۔ جو اس امر کا فی ثبوت ہیں کہ ملک میں مرض آتشک بہت پھیلا ہوا ہے اول تو ہمیں اس خراب فرقہ کے وجود سے ہی سخت اختلاف ہے مگر ایسے زمانہ میں جبکہ اخلاق اور مذہب کی سخت کمزوری ہو رہی ہے یہ امید کرنا فضول ہے کہ یہ شیطانی فرقہ نیست و نابود ہو جائے گا اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ اُن کے لئے کوئی ایسا قانون بنایا جائے جس سے یہ اخلاق اور مذہب کو بگاڑنے کے علاوہ عوام کی صحت کو ہمیشہ کے لئے خراب کرنے کے قابل نہ رہ سکیں اور وہ قانون صرف قانون دکھائی ہی ہے۔ ہم نہایت شکر گزار ہوں گے اگر دوبارہ ہند میں قانون دکھائی جاری کیا جاوے گا۔ مگر یہ شرط ضرور ساتھ ہے کہ گورہ لوگوں کے لئے بہترین انڈیاں بہم پہونچائی جاویں۔ یقین ہے کہ گورنمنٹ ہند اور معزز ہمعصران اس معاملہ پر ضرور توجہ اور غور فرمادیں گے۔

جن کو رسم نیوگ پیاری ہے
دین و دنیا میں ان کی خواری ہے

جس کے دیں میں ہے ایسی بے شرمی
عقل و تہذیب سے وہ عاری ہے

جن کو آتی نہیں نیوگ سے حیا
اُن کی شیطان نے عقل ماری ہے

بید کی کھل گئی حقیقت کُل
اب تو نا حق کی پردہ داری ہے

جس کے باعث یہ گندگی پھیلی
وہ تو اک خبث کی پٹاری ہے

دوسرا بیاہ کیوں حرام نہ ہو
جبکہ رسم نیوگ جاری ہے

کیوں نہ پوشیدہ ہو نیوگ کی رسم
اس کے اظہار میں تو خواری ہے

چپکے چپکے حرام کرواناً
آریوں کا اصول بھاری ہے

آدمے یہ خبیث اور بد رسم
بید کے خادموں میں ساری ہے

آریہ دھرم صفحہ 75، 76 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 75، 76 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 229 پر درج ہے

۷۶

زن بیگانہ پر یہ شیدا ہیں
جس کو دیکھو وہی شکاری ہے

لاتی سوغتیں ہیں اُن کے مرد
اُن کی ناری ہر ایک ناری ہے

واہ وا کیا دہرم ہے کیا ایمان
جس میں واجب حرامکاری ہے

آریو! دل میں غور سے سوچو
شرم و غیرت کہاں تمہاری ہے

جس کو کہتے ہیں آریوں میں نیوگ
ناک کے کاٹنے کی آری ہے

کچھ نہیں سوچتے یہ دشمن شرم
کہ یہ پوشیدہ ایک یاری ہے

مرتکب اس کا ہے بڑا دیوث
اعتقاد اس پہ بد شعاری ہے

غیر مردوں سے مانگنا نطفہ
سخت خبث اور نابکاری ہے

غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے
وہ نہ بیوی زن بزاری ہے

ہے وہ چنڈال دشٹ اور پاپی
جنت اس کی کوئی چماری ہے

ہیں کروڑوں نیوگ کے بچے
آریہ دیس میں یہ خواری ہے

ایسی اولاد پر خدا کی مار
یہ نہ اولاد قہر باری ہے

نام اولاد کے حصول کا ہے
ساری شہوت کی بیقراری ہے

بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط
یار کی اس کو آہ و زاری ہے

دس سے کروا چکی زنا لیکن
پاک دامن ابھی بچاری ہے

لالہ صاحب بھی کیسے احمق ہیں
اُن کی لالی نے عقل ماری ہے

گھر میں لاتے ہیں اس کے یاروں کو
ایسی جورو کی پاسداری ہے

اس کے یاروں کو دیکھنے کے لئے
سر بازار اُن کی باری ہے

جورو جی پر فدا ہیں یہ جی سے
وہ نیوگی پہ اپنے واری ہے

شرم و غیرت ذرا نہیں باقی
کس قدر اُن میں بردباری ہے

ہے قوی مرد کی تلاش انہیں
خوب جورو کی حق گذاری ہے

آریہ دھرم صفحہ 75،76 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 75،76 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 229 پر درج ہے

بگڑنے کا احتمال تھا اس لئے دادا صاحب منع فرماتے تھے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحب مرزا رشید احمد سے ہمارے بھائی خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کی بیوہ مراد ہیں۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کے چچازاد بھائی مرزا امام دین کی لڑکی ہیں اور ان کی پھوپھی صاحبہ سے ہماری تائی صاحبہ مراد ہیں جو حضرت صاحب کی بھاوجہ تھیں اور مرزا امام الدین کی سگی ہمشیرہ تھیں اور دادا صاحب سے ہمارے اپنے دادا یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد مراد ہیں۔

٨٦٥ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کئی دفعہ یہ شعر پڑھتے سُنا ہے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ زبان کے لحاظ سے یہ بڑا فصیح و بلیغ شعر ہے ؎

یا تو ہم پھرتے تھے ان میں یا ہوا یہ انقلاب
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے کوچہ ہائے لکھنؤ

خاکسار عرض کرتا ہے کہ شعر واقعی بہت لطیف ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ حضرت صاحب نے اس کو صرف اس کی عام خوبی کی وجہ سے ہی پسند نہیں کیا ہوگا بلکہ غالباً آپ اپنے ذہن میں اس کے معانی کو خود اپنی پیش آمدہ حالات پر بھی چسپاں فرماتے ہوں گے۔

٨٦٦ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ مجھے کئی بار حضرت احمد علیہ السلام کی مٹھیاں بھرنے اور پاؤں دبانے کا موقعہ ملا ہے آپ کے جسم کا گوشت بہت سخت اور خوب کمایا ہوا تھا۔ ایک دفعہ کسی بدبخت نے بجائے پاؤں دبانے کے آپ کے پاؤں پر چونڈھیاں بھرنی شروع کر دیں۔ مگر آپ خاموشی سے برداشت کرتے رہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مٹھیاں بھرنا اور چونڈھیاں لینا پنجابی الفاظ ہیں ان سے ہاتھ کی ہتھیلی سے جسم کو دبانا اور چٹکیاں لینا مراد ہے۔

٨٦٧ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ حضرت احمد علیہ السلام جب مقدمہ گورداسپور کے ایام میں عدالت کے انتظار میں لب سڑک گورداسپور میں گھنٹوں تشریف فرما ہوتے تو بسا اوقات لوگ خیال کرتے کہ آپ ان کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ مگر آپ اکثر کسی اور خیال میں مستغرق ہوتے تھے اور بعض اوقات مجلس میں بیٹھے ہوئے بھی مجلس سے جُدا ہوتے تھے۔

٨٦٨ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شیخ غلام نبی صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ۱۸۹۱ء یا ۱۸۹۲ء

سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 253 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 231 پر درج ہے

حوالہ نمبر 236

منڈ سمجھتے ہیں۔ پس ہم قرآن کو چھوڑ کر اور کس کتاب کو تلاش کریں اور کیونکر اسکو ناکامل سمجھ لیں۔ خدا نے ہمیں تو یہ بتلایا ہے کہ عیسائی مذہب بالکل مرگیا ہے اور انجیل ایک مُردہ اور ناتمام کلام ہے۔ پھر زندہ کو مُردہ سے کیا جوڑ۔ عیسائی مذہب سے ہماری کوئی صلح نہیں وہ سب کا سب ردّی اور باطل ہے اور آج آسمان کے نیچے بجز فرقان حمید کے اور کوئی کتاب نہیں۔ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے میری نسبت یہ الہام درج ہے جو اسکے صفحہ ۲۴۱ میں پاؤگے اور وہ یہ ہے:۔ ولن ترضٰی عنك الیھود ولا النصارٰی وخرقوا له بنین و بنات بغیر علم قل ھو اللّٰہ احد اللّٰہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوًا احد۔ ویمکرون ویمکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین۔ الفتنة ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوالعزم وقل رب ادخلنی مدخل صدق۔ یعنے تیرا اور یہود اور نصارٰی کا کبھی مصالحہ نہیں ہوگا اور وہ کبھی تجھ سے راضی نہیں ہونگے (نصارٰی سے مُراد پادری اور انجیلوں کے حامی ہیں) اور پھر فرمایا کہ ان لوگوں نے ناحق اپنے دل سے خدا کیلئے بیٹے اور بیٹیاں تراش رکھی ہیں اور نہیں جانتے کہ ابن مریم ایک عاجز انسان تھا۔ اگر خدا چاہے تو عیسےٰ ابن مریم کی مانند کوئی اور آدمی پیدا کردے یا اس سے بھی بہتر جیساکہ اُس نے کیا۔ مگر وہ خدا تو واحد لاشریک ہے جو موت اور تولّد سے پاک ہے اُس کا کوئی ہمسر نہیں۔ یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عیسائیوں نے شور مچا رکھا تھا کہ مسیح بھی اپنے قرب اور وجاہت کے رُو سے واحد لاشریک ہے۔ اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو مَیں اُس کا ثانی پیدا کرونگا جو اُس سے بھی بہتر ہے۔ جو غلام احمدؐ ہے یعنے احمدؐ کا غلام۔

زندگی بخش جامِ احمدؐ ہے — کیا ہی پیارا یہ نامِ احمدؐ ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا — سب سے بڑھکر مقامِ احمدؐ ہے
باغِ احمدؐ سے ہم نے پھل کھایا — میرا بُستاں کلامِ احمدؐ ہے
ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو — اُس سے بہتر غلامِ احمدؐ ہے

یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کے رُو سے خدا کی تائید مسیح ابنِ مریم سے

دافع البلاء صفحہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 240 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 231 پر درج ہے

مفتری کہتے ہوئے اُن کو حیا آتی نہیں — کیسے ظالم ہیں کہ اس ظالم سے ہیں یہ برکنار
غیر کیا جانے کہ دلبر سے ہمیں کیا جوڑ ہے — وُہ ہمارا ہو گیا اُسکے ہوئے ہم جاں نثار
میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہُوں — نیز ابراہیم ہُوں نسلیں ہیں میری بے شمار
اِک شجر ہوں جسکو داؤدی صفت کے پھل لگے — میں ہوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار
پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب — گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار

دشمنو! ہم اُسکی رہ میں مر رہے ہیں ہر گھڑی
کیا کرو گے تم ہماری نیستی کا اِنتظار

سر سے میرے پاؤں تک وُہ یار مجھ میں ہے نہاں — اَے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار
کیا کروں تعریفِ حُسنِ یار کی اور کیا لکھوں — اِک ادا سے ہو گیا میں سیلِ نفسِ دُوں سے پار
اِس قدر عرفاں بڑھا میرا کہ کافر ہو گیا — آنکھ میں اُسکی کہ ہے وُہ دُور تر از حسنِ یار
اس رُخِ روشن سے میری آنکھ بھی روشن ہوئی — ہو گئے اسرار اُس دلبر کے مجھ پر آشکار
قوم کے لوگو! اِدھر آؤ کہ نکلا آفتاب — وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

کیا تماشہ ہے کہ مَیں کافر ہُوں تم مومن ہوئے
پھر بھی اس کافر کا حامی ہے وُہ مقبولوں کا یار

کیا اچنبھی بات ہے کافر کی کرتا ہے مدد — وُہ خُدا جو چاہیئے تھا مومنوں کا دوستدار
اہلِ تقویٰ تھا کرم دیں بھی تمہاری آنکھ میں — جس نے ناحق ظلم کی رہ سے کیا تھا مجھ پہ وار
بے مسادن میں نہ تھا تھی نصرتِ حق میرے ساتھ — فتح کی دیتی تھی وحیِ حق بشارت بار بار
پر مجھے اس نے نہ دیکھا آنکھ اُسکی بند تھی — پھر سزا پا کر لگایا سُرمۂ دُنبالہ دار
نام بھی کذاب اُس کا دفتروں میں رہ گیا — اب مٹا سکتا نہیں یہ نام تا روزِ شمار

درثمین صفحہ 123 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 232 پر درج ہے

ص ۹۷

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

بدگمانوں سے بچایا مجھ کو خود بن کر گواہ
کردیا دشمن کو اک حملہ سے مغلوب اور خوار

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا
مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار

تیرے کاموں سے مجھے حیرت ہے اے میرے کریم
کس عمل پر مجھ کو دی ہے خلعتِ قرب و جوار

کرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار

دوستی کا دم جو بھرتے تھے وہ سب دشمن ہوئے
پر نہ چھوڑا ساتھ تو نے اے مرے حاجت برار

اے مرے یارِ یگانہ اے مری جاں کی پناہ
بس ہے تو میرے لئے مجھ کو نہیں تجھ بن بکار

میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار

اے فدا ہو تیری رہ میں میرا جسم و جان و دل
میں نہیں پاتا کہ تجھ سا کوئی کرتا ہو پیار

ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا میں مثلِ طفلِ شیر خوار

نسلِ انساں میں نہیں دیکھی وفا جو تجھ میں ہے
تیرے بن دیکھا نہیں کوئی بھی یارِ غمگسار

لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول
میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگہ میں بار

اس قدر مجھ پر ہوئیں تیری عنایات و کرم
جن کا مشکل ہے کہ تا روزِ قیامت ہو شمار

آسماں میرے لئے تو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار

تو نے طاعوں کو بھی بھیجا میری نصرت کیلئے
تا وہ پورے ہوں نشاں جو ہیں سچائی کا مدار

ہو گئے بیکار سب حیلے جب آئی وہ بلا
ساری تدبیروں کا خاکہ اُڑ گیا مثلِ غبار

سرزمینِ ہند میں ایسی ہے شہرت مجھ کو دی
جیسے ہووے برق کا اک دم میں ہر جا انتشار

براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 97 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 127 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 232 پر درج ہے

خیال کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ امر لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ[1] پر موقوف ہے۔ پھر میں اُن کا حکم ہونا کس وجہ سے منظور کروں۔ ہاں اگر چند منتخب مولوی ان میں سے بطور طالب حق قادیان میں آجاویں تو میں زبانی انکو تبلیغ کر سکتا ہوں۔ ورنہ خدا کا کام چل رہا ہے کوئی مخالف اسکو روک نہیں سکتا۔ مخالف سے فتویٰ لینا کیا معنے رکھتا ہے۔ ہاں البتہ ہم حافظ صاحب کے اس اشتہار سے ندوہ کیلئے ایک موقع تبلیغ کا نکالتے ہیں۔ حافظ صاحب یاد رکھیں کہ جو کچھ رسالہ قطع الوتین میں جھوٹے مدعیان نبوت کی نسبت بے سروپا حکایتیں لکھی گئی ہیں وہ حکایتیں اُسوقت تک ایک ذرہ قابلِ اعتبار نہیں جبتک یہ ثابت نہ ہو کہ مفتری لوگوں نے اپنے اس دعوے پر اصرار کیا اور توبہ نہ کی۔ اور یہ اصرار کیونکر ثابت ہو سکتا ہے جبتک اُسی زمانہ کی کسی تحریر کے ذریعہ سے یہ امر ثابت نہ ہو کہ وہ لوگ اسی افترا اور جھوٹے دعویٔ نبوت پر مرے اور اُن کا کسی اُسوقت کے مولوی نے جنازہ نہ پڑھا۔ اور نہ وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ اور ایسا ہی یہ حکایتیں ہرگز ثابت نہیں ہو سکتیں جبتک یہ ثابت نہ ہو کہ انکی تمام عمر کے مفتریات جنکو انہوں نے بطور افترا خدا کا کلام قرار دیا تھا وہ اب کہاں ہیں اور ایسی کتاب انکی وحی کی کس کس کے پاس ہے تا اس کتاب کو دیکھا جائے کہ کیا کبھی اُنہوں نے کسی قطعی یقینی وحی کا دعویٰ کیا اور اس بنا پر اپنے تئیں ظلی طور پر یا اصلی طور پر نبی اللہ ٹھہرایا ہے اور اپنی وحی کو دوسرے انبیاء علیہم السلام کی وحی کے مقابل پر منجانب اللہ ہونے میں برابر سمجھا ہے تا تَقَوَّلَ کے معنے اس پر صادق آویں۔ حافظ صاحب کو معلوم نہیں کہ تَقَوَّلَ کا حکم قطع اور یقین کے متعلق ہے۔ پس جیسا کہ میں نے بار بار بیان کر دیا ہے کہ یہ کلام جو میں سُناتا ہوں یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے جیسا کہ قرآن اور توریت خدا کا کلام ہے اور میں خدا کا ظلّی اور بروزی طور پر نبی ہوں اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے اور مسیح موعود ماننا واجب ہے۔ اور ہر ایک جس کو میری تبلیغ پہنچ گئی ہے گو وہ مسلمان ہے مگر مجھے اپنا حکم نہیں ٹھہراتا اور نہ مجھے مسیح موعود مانتا ہے اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے وہ آسمان پر قابلِ مواخذہ ہے کیونکہ جس امر کو اُس نے اپنے وقت پر قبول کرنا تھا اُس کو رد کر دیا۔ میں صرف

[1] الواقعۃ : ۸۰

کشتی نوح صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 95 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 233 پر درج ہے

یَدِ بیضا کہ باد و تابندہ		باز با ذوالفقار مے بینم

یعنی اُس کا وہ روشن ہاتھ جو اتمام کے حجت کی رُو سے تلوار کی طرح چمکتا ہے پھر میں اُس کو ذوالفقار کے ساتھ دیکھتا ہوں یعنے ایک زمانہ ذوالفقار کا تو وہ گذر گیا کہ جب ذوالفقار علی کرّم اللہ وجہہ کے ہاتھ میں تھی مگر خدا تعالیٰ پھر ذوالفقار اُس امام کو دے دے گا۔ اس طرح پر کہ اُسکا چمکنے والا ہاتھ وہ کام کریگا جو پہلے زمانہ میں ذوالفقار کرتی تھی سو وہ ہاتھ ایسا ہوگا کہ گویا وہ ذوالفقار علی کرم اللہ وجہہ ہے جو پھر ظاہر ہوگئی ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ امام سلطان القلم ہوگا اور اُسکی قلم ذوالفقار کا کام دیگی۔ یہ پیشگوئی بعینہٖ اِس عاجز کے اُس الہام کا ترجمہ ہے جو اس وقت سے دس برس پہلے براہین احمدیہ میں چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے کتاب الولی ذوالفقار علی۔ یعنی کتاب اِس ولی کی ذوالفقار علی کی ہے یہ اِس عاجز کی طرف اشارہ ہے۔ اِسی بناء پر بارہا اِس عاجز کا نام مکاشفات میں غازی رکھا گیا ہے چنانچہ براہین احمدیہ کے بعض دیگر مقامات میں اِسی کی طرف اشارہ ہے۔

غازیِ دوست دار دشمن کش		ہمدم و یارِ غار مے بینم

وُہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک غازی ہے دوستوں کو بچانے والا اور دشمنوں کو مارنے والا۔

صُورت و سیرتش چو پیغمبر		عِلم و حلمش شعار مے بینم

یعنی ظاہر و باطن اپنا نبی کی مانند رکھتا ہے اور نشانِ نبوّت اُس میں نمایاں ہے اور علم اور حلم اُسکا شعار ہے مُراد یہ کہ بباعث اپنی اتباع نبی کریم کے گویا وُہی صُورت اور وُہی سیرت اُسکو حاصل ہوگئی ہے یہ اُس الہام کے مطابق ہے جو اِس عاجز کے بارے میں براہین میں چھپ

نشان آسمانی صفحہ 15 مندرجہ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 375 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 237 پر درج ہے

کا نزول ہے وہ دمشق میں واقع ہے بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منارہ سے اُس مسجد اقصیٰ کا منارہ مراد لیا ہے جو دمشق سے شرقی طرف واقع ہے یعنی مسیح موعود کی مسجد جو حال میں وسیع کی گئی ہے اور عمارت بھی زیادہ کی گئی۔ اور یہ مسجد فی الحقیقت دمشق سے شرقی طرف واقع ہے۔ اور یہ مسجد صرف اس غرض سے وسیع کی گئی اور بنائی گئی ہے کہ تا دمشقی مفاسد کی اصلاح کرے اور یہ منارہ وہ منارہ ہے جس کی ضرورت احادیث نبویہ میں تسلیم کی گئی۔ اور اس منارۃ المسیح کا خرچ دس ہزار روپیہ سے کم نہیں ہے۔ اب جو دوست اس منارہ کی تعمیر کے لیے مدد کریں گے میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ وہ ایک بھاری خدمت کو انجام دیں گے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ ایسے موقع پر خرچ کرنا ہرگز ہرگز ان کے نقصان کا باعث نہیں ہوگا۔ وہ خدا کو قرض دیں گے اور مع سود واپس لیں گے۔ کاش ان کے دل سمجھیں کہ اس کام کی خدا کے نزدیک کس قدر عظمت ہے جس خدا نے منارہ کا حکم دیا ہے اس نے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ اسلام کی مُردہ حالت میں اسی جگہ سے زندگی کی رُوح پھونکی جائے گی اور یہ فتح نمایاں کا میدان ہوگا مگر یہ فتح ان ہتھیاروں کے ساتھ نہیں جو انسان بناتے ہیں بلکہ آسمانی حربہ کے ساتھ ہے جس حربہ سے فرشتے کام لیتے ہیں۔ آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اُٹھاتا اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف دعوت کرنے کی ایک راہ نہیں۔ پس جس راہ پر نادان لوگ اعتراض کر چکے ہیں خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت نہیں چاہتی کہ اسی راہ کو پھر اختیار کیا جاتے اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے جن نشانوں کی پہلے تکذیب ہو چکی وہ ہمارے سید رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیئے گئے۔ لہٰذا مسیح موعود اپنی فوج کو اس ممنوع مقام سے پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیتا ہے۔ جو بدی کا بدی کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اپنے تئیں شریر کے حملہ سے بچاؤ مگر خود شریرانہ مقابلہ مت کرو۔ جو شخص ایک

۱۵۲

ونکسنا علی الاعقاب موت یردنا — ولو فی سبیل اللّٰہ ندمی و ننحر

اور ہم ایسے نہیں ہیں کہ کوئی موت ہمیں خدا کی راہ سے ہٹا دے — اور اگرچہ خدا کی راہ میں ہم مجروح ہو جائیں یا ذبح کئے جائیں

تنکر وجہ الجاھلین تغیظاً — اذا اُعثروا من موت عیسٰی واُخبروا

جاہلوں کا منہ بگڑ گیا مارے غصہ کے — جب ان کو حضرت عیسیٰ کے مرنے کی خبر دی گئی

وقالوا کذوب کافر یتبع الھوٰی — وحثوا علی قتلی عواماً وعیّروا

اور انہوں نے کہا کہ جھوٹا کافر ہے نفسانی کی پیروی کرتا ہے — اور میرے قتل کیلئے عوام کو اٹھایا اور سرزنش کی

فضاقت علینا الارض من شر حزبھم — ولولا ید المولٰی لکنّا نتبّر

پس انکے گروہ کی شرارت سے زمین ہم پر تنگ ہو گئی — اور اگر خدا تعالیٰ کا ہاتھ نہ ہوتا تو ہم ہلاک ہو جاتے

فلم یغن عنھم مکرھم حین اشرقت — شموس عنایات القدیر فادبروا

پس مکر کے کرنے ان کو کچھ فائدہ نہ دیا جبکہ — خدا کی مہربانیوں کے آفتاب چمکے اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے

رجعنا وقد ردّت الیھم رماحھم — قضی الامر حیث لا یُساریہ منکر

ہم واپس آئے اور انکے نیزے انہیں کی طرف واپس کئے گئے — اس حد تک فیصلہ کر دیا جس کا کوئی منکر مقابلہ نہیں کر سکتا

من الضغن والشحناء یھذون کلھم — وامری مبین واضح لو تفکّروا

کینہ اور دشمنی سے تمام وہ بکواس کر رہے ہیں — اور میری بات روشن اور واضح ہے اگر وہ سوچیں

واصل التنازع والتخالف بیننا — رمیم قلیل ثم باللغو یکثر ٭

اور ہم میں اور ان میں جو اختلاف ہے وہ اصل وہ — مختصر اور تھوڑا تھا پھر لغو باتوں سے بڑھایا گیا

٭ اصل التنازع فی عیسٰی علیہ السلام اعنی فی انہ حیّ ھو حیّ او میّت فذالک امر واضح لو یتفکرون ۔ قال اللّٰہ تعالیٰ[1] یا عیسٰی انی متوفیک ورافعک الیّ فقدم التوفی علی الرفع کما انتم تقرؤن فھذا حکم اللّٰہ ۔ ومن لم یحکم بما انزل اللّٰہ فاولٓئک ھم الکافرون ۔ ولا ینبغی لاحد ان یحرّف کلم اللّٰہ عن مواضعھا ولقد لعن اللّٰہ المحرّفین کما انتم تعلمون ۔ ثم الشاھد الثانی قولہ تعالیٰ فلما توفیتنی فطوبٰی لقوم یتدبرون ۔ ثم الشاھد الثالث من القرآن قولہ تعالیٰ[2] وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل فبای حدیث بعدہ تؤمنون ۔ ولقد رأی عیسٰی نبیّنا صلی اللّٰہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج فی الاموات ثم انتم تکفرون ۔ منہ

[1] آل عمران : ۵۶ [2] آل عمران : ۱۴۵

براہین احمدیہ حصہ پنجم (ضمیمہ) صفحہ 153 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 321 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 238 پر درج ہے

چنگا بھلا پھرتا تھا۔ لیکن آسمان پر اس کے لیے ہلاکت کا حکم ہو چکا تھا۔ اس واسطے یہ بات ایسے طور پر بیان کی گئی کہ یہ کام ہو چکا ہے۔ پہلے ایک معاملہ آسمان پر ہو جاتا ہے اور پھر زمین پر اس کا ظہور ہوتا ہے۔ ایسا ہی ہمارا الہام عَفَتِ الدِّیَارُ والا تھا یعنی مٹ گئے گھر۔ اگرچہ گیارہ ماہ پہلے یہ زلزلہ کی پیشگوئی تھی؛ تاہم چونکہ آسمان پر یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ زلزلہ ضرور آئے گا اس واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مکانات عارضی اور مستقل سب گر گئے اور نشان مٹ گئے۔ جو لوگ مثلاً پیسہ اخبار کے نامہ نگار وغیرہ اعتراض کرتے ہیں وہ اس محاورہ سے ناواقف اور جاہل ہیں یا جان بوجھ کر تعصب کے ساتھ ضد کرتے ہیں ورنہ یہ محاورہ سب زبانوں میں پایا جاتا ہے۔ آتھم کے متعلق جب ہم نے پیشگوئی کی تھی تو اس نے اسی مجلس میں کہا تھا کہ میں تو مرگیا۔ باوجود عیسائی ہونے کے وہ ادب کا بہت لحاظ رکھتا تھا اور یہی سبب تھا کہ وہ ڈر تا رہا اور میعاد کے اندر مرنے سے بچ گیا۔ ابولہب کے متعلق صاف پیشگوئی مکہ میں کی گئی تھی کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ حالانکہ وہ جنگ بدر کے بعد طاعون سے مرا تھا۔

فرمایا :

روح و ریحان سے مراد ہر قسم کی آسائش اور آسودگی ہوتی ہے۔[1]

مبارک مُنہ سے مبارک الفاظ معنا

(مرقومہ شیخ عبدالرحیم صاحب)

بوقت ۹ بجے آپ باہر تشریف لائے۔ شیخ رحمت اللہ صاحب نو وارد اور مولوی صاحبان اور دیگر احباب مخلص موجود تھے۔ اِدھر اُدھر کی باتوں میں آپ نے فرمایا کہ :

ہم خدا کے مرسلین اور مامورین کبھی بزدل نہیں ہوا کرتے بلکہ سچے مومن بھی بزدل نہیں ہوتے۔ بزدلی ایمان کی کمزوری کی نشانی ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم پر مصیبتوں نے بار بار حملے کئے مگر انہوں نے کبھی بزدلی نہیں دکھائی۔ خدا تعالیٰ اُن کی نسبت فرماتا ہے۔ مِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (الاحزاب ۲۴) یعنی جس ایمان پر انہوں نے کمرِ ہمّت باندھی تھی اس کو بعض نے تو نبھا دیا اور بعض منتظر ہیں کہ کب موقعہ ملے اور

---

[1] بدر جلد ۱ نمبر ۸ صفحہ ۴ مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۰۵ء۔ (نیز معلوم ہوتا ہے یہ پرچہ ۲۸ مئی کے بعد شائع ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ ۲۶ تا ۲۸ مئی کی ڈائری اس میں چھپ چکی ہے۔ (مرتب)

[2] اس ڈائری پر تاریخ نہیں لکھی۔ اندازاً ۲۴ تا ۲۶ مئی ۱۹۰۵ء کی معلوم ہوتی ہے۔ ان دنوں میں شیخ رحمت اللہ صاحب قادیان میں موجود تھے۔ (مرتب)

لک درجۃ فی السماء و فی الذین ھم یبصرون۔ و لک

تیرا آسمان پر ایک درجہ اور مرتبہ ہے اور نیز اُن لوگوں کی نظر میں جو دیکھتے ہیں۔ اور تیرے لئے

نُرِی آیات و نھدم ما یعمرون۔ الحمد للہ الذی

ہم نشان دکھائیں گے اور جو عمارتیں بناتے ہیں ہم ڈھا دینگے۔ اُس خدا کی تعریف ہے جس نے تجھے

جعلک المسیح ابن مریم لا یُسئل عما یفعل و ھم

مسیح ابن مریم بنایا۔ وہ اُن کاموں سے پوچھا نہیں جاتا جو کرتا ہے۔ اور لوگ اپنے کاموں سے

یُسئلون۔ و قالوا أتجعل فیھا من یُفسد فیھا

پوچھے جاتے ہیں۔ اور انہوں نے کہا کہ کیا تو ایسے شخص کو خلیفہ بناتا ہے جو زمین پر فساد کرتا ہے۔

قال انّی اعلم ما لا تعلمون۔ انّی مھین من اراد

اُس نے کہا کہ اسکی نسبت جو کچھ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ میں اُس شخص کی اہانت کرونگا جو تیری

اھانتک۔ انّی لا یخاف لدیّ المرسلون۔ کتب اللہ

اہانت کا ارادہ کریگا۔ میرے قرب میں میرے رسُول کسی دشمن سے نہیں ڈرا کرتے۔ خدا نے لکھ چھوڑا ہے کہ

☆ خدا تعالیٰ کا پاک کلام جو میری کتاب براہین احمدیہ کے بعض مقامات میں لکھا گیا ہے اس میں خدا تعالیٰ نے تصریح ذکر کر دیا ہے کہ کس طرح اُس نے مجھے عیسیٰ بن مریم ٹھہرایا۔ اس کتاب میں پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور بعد اسکے ظاہر کیا کہ اس مریم میں خدا کی طرف سے رُوح پھونکی گئی اور پھر فرمایا کہ رُوح پھونکنے کے بعد مریمی مرتبہ عیسوی مرتبہ کیطرف منتقل ہوگیا اور اس طرح مریم سے عیسیٰ پیدا ہوکر ابن مریم کہلایا۔ پھر دوسرے مقام میں اسی مرتبہ کے متعلق فرمایا

فاجاءہ المخاض الی جذع النخلۃ۔ قال یا لیتنی مت قبل ھذا و کنت نسیاً منسیا۔

اس جگہ خدا تعالیٰ ایک استعارہ کے رنگ میں فرماتا ہے کہ جب اس مامور میں مریمی مرتبہ سے عیسوی مرتبہ کا تولد ہوا اور اس لحاظ سے یہ مامور ابن مریم بننے لگا تو تبلیغ کی ضرورت جو دردِ زہ سے مشابہت رکھتی ہے اسکو اُمّت کی خشک جڑھ کے سامنے لائی جن میں فہم اور تقویٰ کا پھل نہیں تھا اور وہ طیار تھے کہ ایسا دعویٰ سُنکر افترا کی تہمتیں لگا دیں اور دُکھ دیں اور طرح طرح کی باتیں اُسکے حق میں کریں تب اُس نے اپنے دل میں کہا کہ کاش میں پہلے اس سے مرجاتا اور ایسا بھولا بسرا ہو جاتا کہ کوئی میرے نام سے واقف نہ ہوتا۔ منہ

حقیقت الوحی صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 75 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 238 پر درج ہے

کیا خدا بھولا رہا تم کو حقیقت مل گئی
کیا رہا وہ بے خبر اور تم نے دیکھا حال زار

بدگمانی نے تمہیں مجنون و اندھا کر دیا
ورنہ تھے میری صداقت پر براہیں بیشمار

جہل کی تاریکیاں اور سوءِ ظن کی تند باد
جب اکٹھے ہوں تو پھر ایماں اُڑے جیسے غبار

زہر کے پینے سے کیا انجام جز موت و فنا
بدگمانی زہر ہے اس سے بچو اے دیں شعار

کانٹے اپنی راہ میں بوتے ہیں ایسے بدگمان
جن کی عادت میں نہیں شرم و شکیب و اصطبار

یہ غلط کاری بشر کی بدنصیبی کی ہے جڑ
پر مقدر کو بدل دینا ہے کس کے اختیار

سخت جاں ہیں ہم کسی کے بغض کی پروا نہیں
دل قوی رکھتے ہیں ہم دردوں کی ہے ہم کو سہار

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

ہے سر رہ پر مرے وہ خود کھڑا مولیٰ کریم
پس نہ بیٹھو میری رہ میں اے شریرانِ دیار

سنّت اللہ ہے کہ وہ خود فرق کو دکھلائے ہے
تا عیاں ہو کون پاک اور کون ہے مُردار خوار

مجھ کو پردے میں نظر آتا ہے اِک میرا معین
تیغ کو کھینچے ہوئے اُس پر کہ جو کرتا ہے وار

دشمنِ غافل اگر دیکھے وہ بازو وہ سلاح
ہوش ہو جائیں خطا اور بھول جائے سب نقار

اس جہاں کا کیا کوئی داور نہیں اور داد گر
پھر شریر النفس ظالم کو کہاں جائے فرار

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اِک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار

آ رہا ہے اِس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

باغ میں ملّت کے ہے کوئی گلِ رعنا کھلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار

آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اُس کا انتظار

براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 101 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 131، از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 238 پر درج ہے

لوجدتم فیہ اختلافاً کثیرا۔ قل عندی شہادۃ من اللّٰہ ص۱۰۶
تو اس میں بہت اختلاف تم دیکھتے۔ اُن کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے
فہل انتم مومنون۔ یأتی قمر الانبیاء۔ وامرک یتأتّٰی
پس کیا تم ایمان لاؤگے یا نہیں نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام بُورا ہو جائے گا
وامتازوا الیوم ایھا المجرمون۔ بھونچال آیا اور شدت آیا
اور آج اے مجرمو! تم الگ ہو جاؤ بڑی شدت سے زلزلہ آئے گا اور
زمین تہ و بالا کردی۔ ✠ ھٰذا الذی کنتم بہ تستعجلون۔
اُوپر کی زمین نیچے کردے گا یہ وُہی وعدہ ہے جس کی تم جلدی کرتے تھے۔
انی احافظ کل من فی الدار۔ سفینۃ وسکینۃ۔ انی معک
مَیں ہر ایک کو جو اس گھر میں ہو اس زلزلہ سے بچالونگا کشتی ہے اور آرام ہے مَیں تیرے ساتھ
ومع اھلک۔ ارید ما تریدون۔ پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ
اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ مَیں وہی ارادہ کرونگا جو تمہارا ارادہ ہے۔ بنگالہ کی نسبت پیشگوئی ہے جو تقسیم بنگالہ سے اہل بنگالہ
حکم جاری کیا گیا تھا۔ اب اُن کی دلجوئی ہوگی۔
کی دل آزاری کی گئی خدا فرماتا ہے کہ پھر وہ وقت آتا ہے کہ پھر کسی پیرایہ میں اہل بنگالہ کی دلجوئی کی جائے گی۔

✠ حاشیہ۔ اس بارہ میں خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے جیسا کہ یسعیاہ نبی کے زمانہ میں ہوا کہ اس نبی کی پیشگوئی کے مطابق پہلے ایک عورت مسمات علمہ کو لڑکا پیدا ہوا۔ پھر بعد اس کے حزقیا بادشاہ نے فقہ پر فتح پائی۔[1] اسی طرح اس زلزلہ سے پہلے پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی کو جس کا نام محمدی بیگم ہے لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس بڑے زلزلہ کے لئے نشان ہوگا جو قیامت کا نمونہ ہوگا۔ مگر ضروری ہے کہ اس سے پہلے اور زلزلے بھی آویں۔ اس لڑکے کے مفصلہ ذیل نام ہونگے۔ بشیر الدولہ کیونکہ وہ ہماری فتح کیلئے نشان ہوگا۔ کلمۃ اللّٰہ خان یعنی خدا کا کلمہ۔ عالم کباب۔ ورڈ۔ شادی خاں۔ کلمۃ العزیز وغیرہ کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا جس سے حق کا غلبہ ہوگا۔ تمام دُنیا خدا کے ہی کلمے ہیں۔ اس لئے اس کا نام کلمۃ اللّٰہ رکھنا غیر معمولی بات نہیں ہے۔ وہ لڑکا اب کی دفعہ پیدا نہیں ہوا کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ اخرہ اللّٰہ الٰی وقتٍ مسمّٰی یعنی وہ زلزلۃ الساعۃ جس کیلئے وہ لڑکا نشان ہوگا ہم نے اس کو ایک اور وقت پر ڈالدیا۔ منہ

[1] یسعیاہ باب ۷ (ناشر)

یہ حوالہ صفحہ 239 پر درج ہے

حقیقت الوحی صفحہ 109 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 109 از مرزا قادیانی

وَقَدْ أُشِيْرَ إِلَيْهِ فِي الْفَاتِحَةِ مَرَّةً أُخْرٰى۔ ۱۵۱ وَتَقْرَءُوْنَ

و در سورۃ فاتحہ بار دوم سوئے ایں وعدہ اشارت کردہ شدہ - و ایں سورۃ فاتحہ

اور سورۃ فاتحہ میں دوسری بار اس وعدہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور یہ آیت سورۃ فاتحہ

فِي الصَّلٰوةِ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ تَسْتَقْرُوْنَ

یعنی صراط الذین انعمت علیہم در نماز ہائے خود مے خوانید باز حیلہ جوئی را

یعنی صراط الذین انعمت علیہم اپنی نمازوں میں پڑھتے ہو۔ پھر حیلہ و بہانہ

سُبُلَ الْإِنْكَارِ وَتُسِرُّوْنَ النَّجْوٰى۔ ۱۵۲ مَا لَكُمْ تَدُوْسُوْنَ

اختیار می کنید و برائے رفع و دفع حجت الٰہی مشورہ ہا مے کنید چہ شد شمارا کہ

اختیار کرتے ہو اور حجت الٰہی کے رفع و دفع کیلئے مشورے کرتے ہو تمہیں کیا ہو گیا کہ

قَوْلَ اللّٰهِ تَحْتَ الْأَقْدَامِ أَلَا تَمُوْتُوْنَ أَوْ تُتْرَكُوْنَ

قول خدا تعالیٰ را زیر قدمہائے خود پامال مے کنید آیا نخواہید مرد یا ہیچ کس شمارا نخواہد پرسید

خدا تعالیٰ کے فرمودہ کو اپنے پیروں میں روندتے ہو۔ کیا ایک دن تم نہیں مرو گے یا کوئی تم کو نہیں پوچھیگا

سُدًى۔ ۱۵۳ وَتَذْكُرُوْنَنِيْ كَمَا يَذْكُرُ الْكُفَّارُ وَتَقُوْلُوْنَ

و ذکر من ہمچو ذکر کافراں مے کنید و مے گوئید کہ

اور میرا ذکر کافروں کے ذکر کی طرح کرتے ہو اور کہتے ہو کہ

أُقْتُلُوْهُ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ وَتَكْتُبُوْنَ الْفَتْوٰى۔ ۱۵۴ وَمَا

اگر توانید او را قتل کنید و ہمچنیں فتوئی مے نویسید و

اگر ہو سکے تو قتل کر دیا جائے اور اسی طرح فتوے لکھتے ہو اور

كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوْتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ وَإِنَّ مَعِيَ

ہیچ نفس نمے میرد مگر باذن الٰہی و با من

کوئی نفس بجز اذن الٰہی نہیں مرتا اور میرے ساتھ تو

خطبہ الہامیہ صفحہ 64 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 110، 111 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 239 پر درج ہے

حَفَظَةٌ يَحْفَظُوْنَنِيْ مِنَ الْعِدَا ۱۵۵ فَاجْمَعُوْا كَيْدَكُمْ

پاسبانان بود ہستند کہ از دشمنان حفاظت من مے کنند پس ہر مکر کہ دارید جمع کنید

خدا تعالیٰ کے پاسبان ہیں کہ وہ میری میرے دشمنوں سے حفاظت کرتے ہیں۔ تم ہر ایک تدبیر جمع کر لو اور

ثُمَّ انْظُرُوْا هَلْ يَسْقُطُ الْكَيْدُ اِلَّا عَلٰى مَنْ جَفَا

باز بینید کہ آں مکر بر کہ افتد آیا بر جفا کار یا بر دیگرے

پھر دیکھو کہ ہر کسی کی تدبیر اسی پر لوٹ کر پڑے گی کہ جو ظالم ہے۔

وَعَسٰى اَنْ تَحْسَبُوْا رَجُلًا كَاذِبًا وَّهُوَ صَادِقٌ

و ممکن است کہ شما کسے را دروغگو خیال کنید و او در دعوی خود صادق باشد

اور ممکن ہے کہ تم کسی کو دروغگو خیال کرو اور وہ اپنے دعوے میں صادق نکلے

فِيْمَا ادَّعٰى ۱۵۷ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ وَمَنْ تَرَكَ

پس از حق بکلی دور نشوید و ہر کہ تقوی را

پس حق سے بالکل دور نہ ہو جاؤ جس نے تقوی کو

التَّقْوٰى فَقَدْ هَوٰى ۱۵۸ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ مِنْ عِنْدِ

ترک کرد پس بیفتاد آیا نے بینید کہ اگر من از طرف

ترک کیا وہ گر گیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر میں خدا کی طرف سے

اللّٰهِ وَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَمَا بَالُ مَنِ اعْتَدٰى ۱۵۹ وَ

خدا تعالیٰ ہستم و شما تکذیب من کردہ اید پس حال آنکس چہ خواہد شد کہ از حد تجاوز کرد

ہوں اور تم مجھے جھٹلاتے ہو پس اس شخص کا کیا حال ہو گا جو حد سے بڑھ گیا

اَنْتُمْ تَكْرَهُوْنَ اَنْ يَّمُوْتَ عَبْدُ اللّٰهِ عِيْسٰى ۱۶۰

و شما را خوش نے آید کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت شوند

تم کو اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو جائیں۔

خطبہ الہامیہ صفحہ 64 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 110، 111 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 239 پر درج ہے

ہے اور ان دنوں میں کسی ضلع کے بند و بست میں ملازم تھا اور بعد اسکے میرے پر کھولا گیا کہ یہ الہام میرے بھائی کی موت کی طرف اشارہ ہے چنانچہ میرا بھائی دو تین دن کے بعد ایک ناگہانی طور پر فوت ہوگیا اور میرے اُس لڑکے کو اُسکی موت کا صدمہ پہنچا اور اس بیچ میں اگر شرمپت مذکور جو سخت متعصب آریہ ہے گواہ بن گیا۔ اگر کہو کہ خدا کے الہام کے اُسی وقت کیوں معنے نہ کھولے گئے تو مَیں اِسکے جواب میں کہتا ہوں کہ مقطعات قرآنی کے اب تک معنے نہیں کھولے گئے۔ کون جانتا ہے کہ طٰہٰ کیا چیز ہے اور یٰس کیا چیز ہے اور کٓھٰیٰعٓصٓ کیا چیز ہے۔ اور آیت سیُھزم الجمع[1] کی نسبت حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تک مجھے اسکے معنی معلوم نہیں اور نیز آپنے فرمایا کہ مجھے ایک خوشہ بہشتی انگور کا دیا گیا کہ یہ ابوجہل کیلئے ہے اور مَیں اسکی تاویل سمجھ نہ سکا جبتک کہ عکرمہ اُس کا بیٹا مسلمان ہوا۔ اور مجھے ہجرت کی زمین بتلائی گئی اور مَیں نہ سمجھ نہ سکا کہ وہ مدینہ ہے۔ غرض ایسے اعتراض بوجہ بے خبری سنت اللہ کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ ۲۳۴

۶۲- باسٹھواں نشان قیصر روم کی تباہی کی نسبت پیشگوئی ہے اسکا مفصل حال میری کتابوں میں مذکور ہے۔

۶۳- تریسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی ہے کہ قتل وغیرہ منصوبوں سے میں بچایا جاؤں گا۔ چنانچہ آجتک باوجود متعدد حملوں کے خدا تعالیٰ نے دشمنوں کے شر سے مجھے بچایا۔

۶۴- چونسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ جس قدر میرے پر مقدمات کئے جائیں گے مجھے فتح ہوگی۔ چنانچہ ہر ایک مقدمہ میں مجھے فتح ہوتی رہی۔

۶۵- پینسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ اس قدر لوگ میرے پاس آئیں گے کہ قریب ہوگا کہ میں انکی کثرت ملاقات سے تھک جاؤں۔ چنانچہ کئی لاکھ آدمی میرے پاس آیا۔

۶۶- چھیاسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں اصحاب الصفہ کی نسبت پیشگوئی ہے چنانچہ کئی مخلص لوگ اپنے وطنوں سے ہجرت کرکے میرے مکان کے بعض حصوں میں مع عیال مقیم ہیں جن میں سے سب سے

[1] القمر: ۴۶

یہ حوالہ صفحہ 239 پر درج ہے

حقیقۃ الوحی صفحہ 234 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 234 از مرزا قادیانی

بڑھ کر یہ کہ آپ کو منہاج نبوت پر ایک مقناطیسی جذب دیا گیا تھا۔ جس سے سعید روحیں خود بخود آپ کی طرف کھچی چلی آتی تھیں اور خدا کی طرف سے آپکو ایک رعب عطا ہوا تھا جس کے سامنے دلیر سے دلیر دشمن بھی کانپنے لگ جاتا تھا اور آپ ایک معجز نما حسن و احسان سے آراستہ کئے گئے تھے۔ اور ہر قدم پر خدائی نصرت و تائید آپکے ساتھ تھی ورنہ آپ سے زیادہ عالم و منطقی دُنیا میں پیدا ہوئے اور حباب کی طرح اُٹھ کر بیٹھ گئے۔

(۱۳۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے چوہدری حاکم علی صاحب نے کہ جب مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین مسجد مبارک کا راستہ دیوار کھینچکر بند کرنے لگے۔ تو حضرت صاحب نے چند آدمیوں کو جن میں میں بھی تھا فرمایا کہ ان کے پاس جاؤ اور بڑی نرمی سے سمجھاؤ کہ یہ راستہ بند نہ کریں اس سے میرے مہمانوں کو بہت تکلیف ہوگی۔ اور اگر چاہیں تو میری کوئی اور جگہ دیکھ کر بے شک قبضہ کر لیں۔ اور حضرت صاحب نے تاکید کی کہ کوئی سخت لفظ استعمال نہ کیا جاوے۔ چوہدری صاحب کہتے ہیں ہم گئے تو آگے دونو مرزے مجلس لگائے بیٹھے تھے۔ اور حقے کا دور چل رہا تھا۔ ہم نے جا کر حضرت صاحب کا پیغام دیا اور بڑی نرمی سے بات شروع کی لیکن مرزا امام دین نے سنتے ہی غصہ سے کہا وہ (یعنی حضرت صاحب) خود کیوں نہیں آیا اور میں تم لوگوں کو کیا جانتا ہوں۔ پھر طعن سے کہا کہ جب سے آسمانوں سے وحی آنی شروع ہوئی ہے اسوقت سے اسے خبر نہیں کیا ہو گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔
چوہدری صاحب کہتے ہیں ہم لوگ اپنا سا منہ لیکر واپس آ گئے پھر حضرت صاحب نے ہمارے ساتھ اور بعض مہمانوں کو ملا دیا اور کہا کہ ڈپٹی کمشنر کے پاس جاؤ اور اس سے جا کر ساری حالت بیان کرو اور کہو کہ ہم لوگ دور دراز سے دین کی خاطر یہاں آتے ہیں اور یہ ایک ایسا فعل کیا جا رہا ہے۔ جس سے ہم کو بہت تکلیف ہوگی کیونکہ مسجد کا راستہ بند ہو جائیگا۔ ان دنوں میں قادیان کے قریب ایک گاؤں میں کوئی سخت واردات ہو گئی تھی اور ڈپٹی کمشنر اور کپتان پولیس سب وہاں آئے ہوئے تھے۔ چنانچہ ہم لوگ وہاں گئے اور ذرا ادھر ہٹکے ٹھہر کر آگے بڑھے ڈپٹی کمشنر اسوقت باہر میدان میں کپتان کے ساتھ کھڑا باتیں کر رہا تھا۔ ہم میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور کہا کہ ہم قادیان سے آئے ہیں۔ اور اپنا

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 138 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 239 پر درج ہے

۳۹۲

ایک معمولی بات ہے کمال میں داخل نہیں۔ کمال انسانیت یہ ہے کہ ہم حتی الوسع گالیوں کے مقابل پر اعراض اور درگذر کی خو اختیار کریں۔

یہ بھی تو سوچو کہ پادری صاحبوں کا مذہب ایک شاہی مذہب ہے۔ لہٰذا ہمارے ادب کا یہ تقاضا ہونا چاہیئے کہ ہم اپنی مذہبی آزادی کو ایک طفیلی آزادی تصور کریں۔ اور اس طرح پر ایک حد تک پادری صاحبوں کے احسان کے بھی قائل رہیں۔ گورنمنٹ اگر انکو باز پرس کرے تو ہم کسقدر باز پرس کے لائق ٹھہرینگے۔ اگر سبز درخت کاٹے جائیں تو پھر خشک کی کیا بنیاد ہے۔ کیا ایسی صورت میں ہمارے ہاتھ میں قلم رہ سکے گی؟ سو ہوشیار ہو کر طفیلی آزادی کو غنیمت سمجھو۔ اور اس محسن گورنمنٹ کو دعائیں دو جس نے تمام رعایا کو ایک ہی نظر سے دیکھا۔ یہ بالکل نامناسب اور سخت نامناسب ہے کہ پادریوں کی نسبت گورنمنٹ میں شکایت کریں۔ ہاں جو شبہات اور اعتراض اٹھائے گئے اور جو بہتان شائع کئے گئے انکو جڑ سے اکھاڑنا چاہیئے۔ اور وہ بھی نرمی سے اور حق اور حکمت کے معاون ہو کر دنیا کو فائدہ پہنچانا چاہیئے اور ہزار ول دلوں کو شبہات کے زندان سے نجات بخشنا چاہیئے۔ یہی کام ہے جس کی اب ہمیں اشد ضرورت ہے۔ یہ سچ ہے کہ مسلمانوں نے تائید اسلام کے دعوے پر جابجا انجمنیں قائم کر رکھی ہیں۔ لاہور میں بھی تین انجمنیں ہیں۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ باوجود عیسائیوں کی طرف سے دس کروڑ کے قریب مخالفانہ کتابیں اور رسائل نکل چکے ہیں اور تین ہزار کے قریب ایسے اعتراضات شائع ہو چکے جن کا جواب دینا مولویوں اور انجمنوں کا فرض تھا جنہوں نے ہر ایک رسالہ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہم مخالفوں کے سوالات کے جواب دینگے ان حملوں کا ان انجمنوں نے کیا بندوبست کیا اور کون کونسی مفید کتاب دنیا میں پھیلائی۔ ہم بقول اُن کے کافر سہی دجال سہی سخت گو سہی مگر ان لوگوں نے باوجود ہزارہا روپیہ اسلام کا جمع کرنے کے اسلام کی حقیقی مدد کیا کی۔ علوم مروجہ کی تعلیم کا شاید بڑے سے بڑا نتیجہ یہ ہوگا کہ تا لڑکے تعلیم پاکر کوئی معقول نوکری پاویں۔ اور یتیموں کی پرورش کا نتیجہ بھی اس سے بڑھ کر

البلاغ صفحہ 24 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 392 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 241 پر درج ہے

صہ
انا فتحنا لك فتحاً مبیناً۔ لیغفر لك اللہ ما تقدم من ذنبك[1]
میں ایک عظیم فتح تجھ کو عطا کروں گا جو کھلی کھلی فتح ہوگی تاکہ تیرا خدا تیرے تمام گناہ بخش دے جو پہلے ہیں
وما تاخر۔[*] انی انا التواب۔ من جاءك جاءنی۔ سلام
اور پچھلے ہیں۔ میں توبہ قبول کرنیوالا ہوں۔ جو شخص تیرے پاس آئیگا وہ گویا میرے پاس آئیگا۔ تم پر
علیکم طبتم۔ نحمدك ونصلی۔ صلوۃ العرش الی الفرش۔
سلام تم پاک ہو۔ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔ عرش سے فرش تک تیرے پر درود ہے
نَزَلتُ لَكَ ولَكَ نُرِيْ اٰیاتٍ۔ اَلْاَمْرَاضُ تُشَاعُ۔ والنُّفُوْسُ
میں تیرے لئے اُترا ہوں اور تیرے لئے اپنے نشان دکھلاؤنگا۔ ملک میں بیماریاں پھیلیں گی۔ اور بہت جانیں
تُضَاعُ۔ وَمَا کَانَ اللہ لِیُغَیِّرَ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا
ضائع ہونگی۔ اور خدا ایسا نہیں ہے جو اپنی تقدیر کو بدل دے جو ایک قوم پر نازل کی جبتک وہ قوم اپنے دلوں کے خیالات
بِاَنْفُسِہِمْ۔ انہ اوی القریۃ[**]۔ لولا الاکرام۔ لھلك المقام۔
کو نہ بدل ڈالیں۔ وہ اس قادیان کو کسی قدر بلا کے بعد اپنی پناہ میں لیگا۔ اگر مجھے تیری عزت کا پاس نہ ہوتا تو اس تمام گاؤں کو میں ہلاک کر دیتا
انی احافظ کل من فی الدار۔ ما کان اللہ لیعذبھم
میں ہر ایک کو جو اس گھر کی چار دیوار کے اندر ہے بچاؤنگا۔ کوئی ان میں سے طاعون یا ہیضہ وغیرہ سے نہیں مریگا۔ خدا ایسا نہیں ہے

[*] ظالم انسان کا قاعدہ ہے کہ وہ خدا کے رسولوں اور نبیوں پر ہزارہا نکتہ چینیاں کرتا ہے اور طرح طرح کے عیب اُن میں نکالتا ہے گویا دنیا کے تمام عیبوں اور خرابیوں اور جرائم اور معاصی اور خیانتوں کا وہی مجموعہ ہیں۔ اب ان وساوس کا کہاں تک جواب دیا جائے جو نفس کی شرارت کے ساتھ مخلوط ہیں۔ اس لئے یہ سنت اللہ ہے کہ آخر ان تمام جھگڑوں کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور کوئی ایسا عظیم الشان نشان ظاہر کرتا ہے جس سے اس نبی کی بریت ظاہر ہوتی ہے۔ پس لیغفر لك اللہ کے یہی معنے ہیں۔ منہ

[**] حاشیہ۔ اوی کا لفظ عرب کی زبان میں اس موقعہ پر استعمال پاتا ہے جبکہ کسی قدر تکلیف کے بعد کسی شخص کو اپنی پناہ میں لیا جائے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے الم یجدك یتیماً فاوی۔[2] اور جیسا کہ فرماتا ہے اوینھما الی ربوۃ ذات قرار و معین۔[3] منہ

[1] الفتح: ۳ [2] الضحیٰ: ۷ [3] المومنون: ۵۱

حقیقت الوحی صفحہ 97 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 97 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 241 پر درج ہے

زلزلہ آیا تھا۔ اور آپ باغ میں رہائش کے لیئے چلے گئے تھے۔ مفتی محمد صادق صاحب کے لڑکے محمد منظور نے جو ان دنوں میں بالکل بچہ تھا۔ خواب میں دیکھا کہ بہت سے بکرے ذبح کئے جا رہے ہیں۔ حضرت صاحب کو اس کی اطلاع پہنچی تو آپ نے کئی بکرے منگوا کر صدقہ کروا دیئے۔ اور حضرت صاحب کی اتباع میں اور اکثر لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ میرا خیال ہے۔ اسوقت باغ میں ایک سَو سے زیادہ بکرا ذبح ہوا ہوگا۔

۲۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ۱۹۰۵ء کا زلزلہ آیا تو میں بچہ تھا۔ اور نواب محمد علی خان صاحب کے شہر والے مکان کے ساتھ ملحق حضرت صاحب کے مکان کا جو حصہ ہے اس میں ہم دوسرے بچوں کے ساتھ چارپائیوں پر لیٹے ہوئے سو رہے تھے۔ جب زلزلہ آیا تو ہم سب ڈر کر بے تحاشا اُٹھے۔ اور ہم کو کچھ خبر نہیں تھی۔ کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ صحن میں آئے تو اوپر سے کنکر روڑے برس رہے تھے۔ ہم بھاگتے ہوئے بڑے مکان کی طرف آئے وہاں حضرت مسیح موعودؑ اور والدہ صاحبہ کمرے سے نکل رہے تھے۔ ہمنے جاتے ہی حضرت مسیح موعودؑ کو پکڑ لیا اور آپ سے لپٹ گئے۔ آپ اس وقت گھبرائے ہوئے تھے اور بڑے صحن کی طرف جانا چاہتے تھے۔ مگر چاروں طرف بچے چمٹے ہوئے تھے اور والدہ صاحبہ بھی کوئی اِدھر کھینچتا تھا۔ تو کوئی اودھر اور آپ سب کے درمیان میں تھے۔ آخر بڑی مشکل سے آپ اور آپکے ساتھ چمٹے ہوئے ہم سب بڑے صحن میں پہنچے۔ اس وقت تک زلزلے کے دھکے بھی کمزور ہو چکے تھے تھوڑی دیر کے بعد آپ ہم کو لیکر اپنے باغ میں تشریف لے گئے۔ دوسرے احباب بھی اپنا ڈیرا ڈنڈا اُٹھا کر باغ میں پہنچ گئے۔ وہاں حسب ضرورت کچھ کچے مکان بھی تیار کروا دیئے گئے اور کچھ خیمے منگوا لیئے گئے اور پھر ہم سب ایک لمبا عرصہ باغ میں مقیم رہے۔ ان دنوں میں مدرسہ بھی وہیں لگتا تھا۔ گویا باغ میں ایک شہر آباد ہو گیا تھا۔ اللہ اللہ کیا زمانہ تھا۔

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 26 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 241 پر درج ہے

انا فتحنا لك فتحا مبینا۔ لیغفرلك اللہ ما تقدم من ذنبك
میں ایک عظیم فتح تجھ کو عطا کروں گا جو کھلی کھلی فتح ہوگی تا کہ تیرا خدا تیرے تمام گناہ بخش دے جو پہلے ہیں
وما تاخر۔* انی انا التواب۔ من جاءك جاءنی۔ سلام
اور پچھلے ہیں۔ میں توبہ قبول کرنیوالا ہوں۔ جو شخص تیرے پاس آئیگا وہ گویا میرے پاس آئیگا۔ تم پر
علیکم طبتم۔ نحمدك ونصلی۔ صلوٰۃ العرش الی الفرش۔
سلام تم پاک ہو۔ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔ عرش سے فرش تک تیرے پر درود ہے
نزلت لك ولك نری ایات۔ الامراض تشاع۔ والنفوس
میں تیرے لئے اترا ہوں اور تیرے لئے اپنے نشان دکھلاؤنگا۔ ملک میں بیماریاں پھیلیں گی۔ اور بہت جانیں
تضاع۔ وما کان اللہ لیغیر ما بقوم حتی یغیروا ما
ضائع ہونگی۔ اور خدا ایسا نہیں ہے جو اپنی تقدیر کو بدل دے جو ایک قوم پر نازل کی جبتک وہ قوم اپنے دلوں کے خیالات
بانفسہم۔ انہ اوی القریۃ۔** لولا الاکرام۔ لھلك المقام۔
کو نہ بدل ڈالیں۔ وہ اس قادیان کو کسی قدر بلا کے بعد اپنی پناہ میں لیگا۔ اگر مجھے تیری عزت کا پاس نہ ہوتا تو اس تمام گاؤں کو میں ہلاک کر دیتا
انی احافظ کل من فی الدار۔ ما کان اللہ لیعذبھم
میں ہر ایک کو جو اس گھر کی چار دیوار کے اندر ہے بچاؤنگا۔ کوئی ان میں سے طاعون یا بھونچال سے نہیں مریگا۔ خدا ایسا نہیں ہے

* ظالم انسان کا قاعدہ ہے کہ وہ خدا کے رسولوں اور نبیوں پر ہزار ہا نکتہ چینیاں کرتا ہے اور طرح طرح کے عیب اُن میں نکالتا ہے گویا دنیا کے تمام عیب اور خرابیوں اور جرائم اور معاصی اور بے ایمانیوں کا وہی مجموعہ ہیں۔ اب ان وساوس کا کہاں تک جواب دیا جائے جو نفس کی شرارت کے ساتھ مخلوط ہیں۔ اس لئے یہ سنت اللہ ہے کہ آخر ان تمام جھگڑوں کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور کوئی ایسا عظیم الشان نشان ظاہر کرتا ہے جس سے اس نبی کی بریت ظاہر ہوتی ہے۔ پس لیغفرلك اللہ کے یہی معنے ہیں۔ منہ

** حاشیہ۔ اوی کا لفظ عرب کی زبان میں اس موقعہ پر استعمال پاتا ہے جبکہ کسی قدر تکلیف کے بعد کسی شخص کو اپنی پناہ میں لیا جائے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے الم یجدك یتیما فاوی[2]۔ اور جیسا کہ فرماتا ہے واوینھما الی ربوۃ ذات قرار ومعین[3]۔ منہ

[1] الفتح: ۳ [2] الضحیٰ: ۷ [3] المؤمنون: ۵۱

حقیقت الوحی صفحہ 97 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 97 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 241 پر درج ہے

۲۶

زلزلہ آیا تھا۔ اور آپ باغ میں رہائش کے لیئے چلے گئے تھے۔ مفتی محمد صادق صاحب کے لڑکے محمد منظور نے جو ان دنوں میں بالکل بچہ تھا۔ خواب میں دیکھا کہ بہت سے بکرے ذبح کئے جا رہے ہیں۔ حضرت صاحب کو اس کی اطلاع پہنچی تو آپ نے کئی بکرے منگوا کر صدقہ کروا دیئے۔ اور حضرت صاحب کی اتباع میں اور اکثر لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ میرا خیال ہے۔ اسوقت باغ میں ایک سو سے زیادہ بکرا ذبح ہوا ہوگا۔

۲۷ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ۱۹۰۵ء کا زلزلہ آیا تو میں بچہ تھا۔ اور نواب محمد علی خان صاحب کے شہر والے مکان کے ساتھ ملحق حضرت صاحب کے مکان کا جو حصہ ہے اس میں ہم دوسرے بچوں کے ساتھ چارپائیوں پر لیٹے ہوئے سو رہے تھے۔ جب زلزلہ آیا تو ہم سب ڈر کر بے تحاشا اُٹھے۔ اور ہم کو کچھ خبر نہیں تھی۔ کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ صحن میں آئے تو اوپر سے کنکر روڑے برس رہے تھے۔ ہم بھاگتے ہوئے بڑے مکان کی طرف آئے وہاں حضرت مسیح موعودؑ اور والدہ صاحبہ کمرے سے نکل رہے تھے۔ ہمنے جاتے ہی حضرت مسیح موعودؑ کو پکڑ لیا اور آپ سے لپٹ گئے۔ آپ اس وقت گھبرائے ہوئے تھے اور بڑے صحن کی طرف جانا چاہتے تھے۔ مگر چاروں طرف بچے چمٹے ہوئے تھے اور والدہ صاحبہ بھی پکڑی اِدھر کھینچتا تھا۔ تو کوئی اودھر اور آپ سب کے درمیان میں تھے۔ آخر بڑی مشکل سے آپ اور آپکے ساتھ چمٹے ہوئے ہم سب بڑے صحن میں پہنچے۔ اس وقت تک زلزلے کے دھکے بھی کمزور ہو چکے تھے تھوڑی دیر کے بعد آپ ہم کو لیکر اپنے باغ میں تشریف لے گئے۔ دوسرے احباب بھی اپنا ڈیرا ڈنڈا اُٹھا کر باغ میں پہنچ گئے۔ وہاں حسب ضرورت کچھ کچے مکان بھی تیار کروا لیئے گئے اور کچھ خیمے منگوا لیئے گئے اور پھر ہم سب ایک لمبا عرصہ باغ میں مقیم رہے۔ ان دنوں میں مدرسہ بھی وہیں لگتا تھا۔ گویا باغ میں ایک شہر آباد ہو گیا تھا۔ اللہ اللہ کیا زمانہ تھا۔

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 26 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 241 پر درج ہے

۶۴۹

بھی یہی مضمون شائع کرایا اور پائونیر وغیرہ انگریزی اخباروں میں بھی شائع کرا دیا بلکہ اس اطلاع کے لیے ایک چٹھی بخدمت جناب لفٹننٹ گورنر بہادر اور ایک چٹھی جناب نواب لارڈ کرزن وائسرائے بالقابہ کی خدمت میں بھیجی گئی اور ابھی میں اس بات کی طرف متوجہ ہوں کہ یا تو خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس گھڑی کو ٹال دے اور مجھے اطلاع دے اور یا پورے طور پر بقید تاریخ اور روز اور وقت اس آنے والے حادثہ سے مطلع فرماوے کیونکہ وہ ہر ایک بات پر قادر ہے۔

اب ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ کسی بدنیتی یا دلآزاری یا ستانے کے لیے مَیں نے یہ کام نہیں کیا اور جس آنے والے زلزلہ سے مَیں نے دوسروں کو ڈرایا ان سے پہلے مَیں آپ ڈرا۔ اور اب تک قریباً ایک ماہ سے میرے خیمے باغ میں لگے ہوتے ہیں۔ مَیں واپس قادیان میں نہیں گیا۔ کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ وقت کب آنے والا ہے مَیں نے اپنے مریدوں کو بھی اپنے اشتہارات میں بار بار یہی نصیحت کی کہ جس کی مقدرت ہو اسے ضروری ہے کہ کچھ مدت خیموں میں باہر جنگل میں رہے اور جو لوگ بے مقدرت ہیں وہ دُعا کرتے رہیں کہ خدا اس بلا سے ہمیں بچاوے۔ پس میری نیک نیتی پر اس سے زیادہ کون گواہ ہو سکتا ہے کہ اسی خیال سے مَیں مع اہل و عیال اور اپنی تمام جماعت کے جنگل میں پڑا ہوں اور جنگل کی گرمی کو برداشت کر رہا ہوں حالانکہ قادیان طاعون سے بالکل پاک صاف ہے مگر جس بات سے خدا نے ڈرایا اس سے ڈرنا لازم ہے اور جس ضرر کا یقین ہے اس سے بنی نوع کو ڈرانا بھی شرائط ہمدردی میں داخل ہے۔ اگر مَیں دیکھوں کہ کسی گھر کے کسی حصہ کو آگ لگنے کو ہے اور گھر کے لوگ خواب میں ہیں۔ ان کو کچھ خبر نہیں اور مَیں اُن کو اطلاع نہ دوں کہ وہ تشویش میں پڑیں گے تو مَیں ایک سخت گناہ کا مرتکب ہوں گا۔

یہ بھی یاد رہے کہ کسی گزند پر بنا۔ پر یہ پیشگوئی نہیں کی گئی ہے بلکہ اگر حکام کی طرف سے بھی میرے اس دعوے کی پڑتال ہو تو کم سے کم ہزار پیشگوئی ایسی ثابت ہوگی جو وہ سچی نکلی۔ پس جبکہ میں صدہا پیشگوئیوں کی سچائی کے تجربہ سے اس بات کے باور کرنے کے لیے ایک بھاری ثبوت اپنے پاس رکھتا ہوں کہ جو کچھ خدا نے مجھے فرمایا ہے سچ ہے تو پھر اس سے لوگوں کو متنبہ نہ کرنا ایک ظلم تھا۔ کیونکہ یہ زلزلہ کی پیشگوئی قطعی نہیں بلکہ شرطی ہے۔ ہر ایک شخص جو نیک چلنی اختیار کریگا وہ بچایا جائے گا۔ پس ایسے شخص کو کیا غم ہے جو اپنے چال چلن کی درستی رکھتا ہے۔ ہاں وہ بدمعاش لوگ جو اپنا پیشہ بدکاری حرام خوری خونریزی وغیرہ رکھتے ہیں البتہ ایسے اشتہار دل

—— بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ

کی نسبت یہ بھی الہام ہوا تھا۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ مجھے اس پر غور کرنے سے اجتہادی طور پر خیال گذرتا ہے کہ ظاہر الفاظ وحی الٰہی کے یہ چاہتے ہیں کہ یہ پیشگوئی بہار کے ایام میں پوری ہوگی۔ شاید ان تحریکات کے لیے بہار کے ایام کو کچھ خصوصیت ہو اور ممکن ہے کہ اس وحی کے اور معنے ہوں اور بہار سے مراد کچھ اور ہو۔ منہ

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 649 طبع جدید از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 242 پر درج ہے

(۲۰۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی

اپنے مُریدوں کی اطلاع کیلئے

جو پنجاب اور ہندوستان اور دوسرے ممالک میں رہتے ہیں اور نیز دوسروں کے لیے اعلان جو کہ ایک مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری مجھ پر اور مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعت السنہ پر عدالت جے۔ ایم ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور میں دائر تھا بتاریخ ۲۴ ، فروری ۱۸۹۹ء بروز جمعہ اس طرح پر اس کا فیصلہ ہوا کہ فریقین سے اس مضمون کے نوٹسوں پر دستخط کرائے گئے کہ آیندہ کوئی فریق اپنے کسی مخالف کی نسبت موت وغیرہ دل آزار مضمون کی پیشگوئی نہ کرے۔ کوئی کسی کو کافر اور دجال اور مفتری اور کذاب نہ کہے۔ کوئی کسی کو مباہلہ کے لیے نہ بلاوے اور قادیان کو چھوٹے کاف سے نہ لکھا جاوے اور نہ بٹالہ کو طا کے ساتھ اور ایک دوسرے (کے) مقابل پر نرم الفاظ استعمال کریں۔ بدگوئی اور گالیوں سے مجتنب رہیں۔ اور ہر ایک فریق حتی الامکان اپنے دوستوں اور مریدوں کو بھی اس ہدایت کا پابند کرے اور یہ طریق نہ صرف باہم مسلمانوں میں بلکہ عیسائیوں سے بھی یہی چاہیئے۔ لہٰذا میں نہایت تاکید سے اپنے ہر ایک مُرید کو مطلع کرتا ہوں کہ وہ ہدایت مذکورہ بالا کے پابند رہیں اور نہ مولوی محمد حسین اور نہ اس کے گروہ اہل حدیث اور نہ کسی اور سے اس ہدایت کے مخالف معاملہ کریں۔ بہتر تو یہی ہے کہ ان لوگوں سے بکلی قطع کلام اور ترک ملاقات رکھیں۔ ہاں جس میں رُشد اور سعادت دیکھیں اس کو معقول اور نرم الفاظ سے راہ راست سمجھائیں اور جس میں تیزی اور لڑنے کا مادہ دیکھیں اس سے کنارہ کریں۔ کسی کے دل کو ان الفاظ سے دُکھ نہ دیں کہ یہ کافر ہے یا دجال ہے یا کذاب ہے یا مفتری ہے گو وہ مولوی محمد حسین ہو یا اس گروہ میں سے یا اس کے دوستوں میں سے کوئی اور ہو۔ ایسا ہی کسی عیسائی اور کسی دوسرے فرقہ کے ساتھ بھی ایسے الفاظ جو فتنہ کو برپا کر سکتے ہیں استعمال میں نہ لاویں اور نرم فریق سے ہر ایک سے برتاؤ کریں۔ اور نہ مولوی محمد حسین صاحب کی خدمت میں بھی عرض کرتے

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 299 طبع جدید از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 242 پر درج ہے

ہیں کہ چونکہ اس نوٹس پر اُن کے بھی دستخط کرائے گئے ہیں بلکہ اسی تحریری شرط سے عدالت نے اُن پر مقدمہ چلانے سے اُن کو معافی دی ہے لہٰذا وہ بھی اسی طور سے اپنے گروہ اہلحدیث امرتسری لاہوری لدھانوی دہلوی اور راولپنڈی کے رہنے والے اور دوسرے اپنے دلی دوستوں کو بذریعہ چھپے ہوئے اعلان کے بلا توقف اس نوٹس سے اطلاع دیں کہ وہ حسب ہدایت صاحب مجسٹریٹ بہادر ضلع گورداسپور اپنے فریق مخالف یعنی میری نسبت کافر اور دجال اور مفتری اور کذاب کہنے سے اور گندی گالیاں دینے سے روکے گئے ہیں اور اس معاہدہ کی پابندی کے لیے نوٹس پر دستخط کر دیئے گئے ہیں کہ وہ آئندہ نہ مجھے کافر کہیں گے نہ دجال نہ کذاب نہ مفتری اور نہ گالیاں دیں گے اور نہ قادیان کو چھوٹے کاف سے لکھیں گے اور ایک حد تک اس بات کے ذمہ دار رہیں گے کہ ان کے دوستوں اور ملاقاتیوں اور گروہ کے لوگوں میں سے کوئی شخص ایسے الفاظ استعمال نہ کرے۔ سو سمجھا دیں کہ اگر وہ لوگ بھی اس نوٹس کی خلاف ورزی کریں گے تو اس عہد شکنی کے جواب دہ ہوں گے۔

غرض جیسا کہ میں نے اس اعلان کے ذریعہ سے اپنی جماعت کے لوگوں کو متنبہ کر دیا ہے۔ مولوی محمد حسین کی دلی صفائی کا یہ تقاضا ہونا چاہیئے کہ وہ بھی اپنے اہل حدیث اور دوسرے مندرور لوگوں کو جو اُن کے دوست ہیں بذریعہ اعلان متنبہ کریں کہ اب وہ کافر، دجال، کذاب کہنے سے باز آ جائیں اور دلآزار گالیاں نہ دیں ورنہ سلطنت انگریزی جو امن پسند ہے باز نہ آنے کی حالت میں پورا پورا قانون سے کام لے گی۔ اور ہم تو ایک عرصہ گذر گیا کہ اپنے طور پر یہ عہد شائع بھی کر چکے کہ آئندہ کسی مخالف کے حق میں موت وغیرہ کی پیشگوئی نہیں کریں گے اور اس مقدمہ میں جو ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء کو فیصلہ ہوا، ہم نے اپنے ڈیفنس میں جو عدالت میں دیا گیا ثابت کر دیا ہے کہ یہ پیشگوئی کسی شخص کی موت وغیرہ کی نسبت نہیں تھی محض ایسے لوگوں کی غلط فہمی تھی جن کو عربی سے ناواقفیت تھی۔ سو ہمارا خدا تعالیٰ سے وہی عہد ہے جو ہم اس مقدمہ سے مدت پہلے کر چکے۔ ہم نے ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۲۷ میں شیخ محمد حسین اور اس کے گروہ سے یہ بھی درخواست کی تھی کہ وہ سات سال تک اس طور سے ہم سے صلح کر لیں کہ تکفیر اور تکذیب اور بدزبانی سے منہ بند رکھیں اور انتظار کریں کہ ہمارا انجام کیا ہوتا ہے لیکن اس وقت کسی نے ہماری یہ درخواست قبول نہ کی اور نہ چاہا کہ کافر اور دجال کہنے سے باز آ جائیں یہاں تک کہ عدالت کو اب امن قائم رکھنے کے لیے وہی طریق استعمال کرنا پڑا جس کو ہم صلح کاری کے طور سے چاہتے تھے۔

یاد رہے کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے مقدمہ کے فیصلہ کے وقت مجھے یہ بھی کہا تھا کہ وہ گندے الفاظ جو محمد حسین اور اس کے دوستوں نے آپ کی نسبت شائع کئے آپ کو حق تھا کہ عدالت کے ذریعہ سے اپنا انصاف چاہتے اور چارہ جوئی کراتے اور وہ حق اب تک قائم ہے۔ اس لیے میں شیخ محمد حسین اور

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 300 طبع جدید از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 243 پر درج ہے

کبھی خوف نہیں کرتے تو وہاں یہ لوگ کیا نہ کریں گے۔ لیکن ان لوگوں کو اس امر سے کیا غرض ہے کہ ہم حج نہیں کرتے۔ کیا اگر ہم حج کریں گے تو وہ ہم کو مسلمان سمجھ لیں گے؟ اور ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے؟ اچھا یہ تمام مسلمان علماء اول ایک اقرار نامہ لکھ دیں کہ اگر ہم حج کر آویں تو وہ سب کے سب ہمارے ہاتھ پر توبہ کر کے ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے اور ہمارے مرید ہو جائیں گے۔ اگر وہ ایسا لکھ دیں اور اقرار حلفی کریں تو ہم حج کر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے واسطے اسباب آسانی کے پیدا کر دے گا تا کہ آئندہ مولویوں کا فتنہ رفع ہو۔ ناحق شرارت کے ساتھ اعتراض کرنا اچھا نہیں ہے یہ اعتراض ان کا ہم پر نہیں پڑتا بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی پڑتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صرف آخری سال میں حج کیا تھا۔

توکّل

فرمایا۔

توکل کرنے والے اور خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے والے کبھی ضائع نہیں ہوتے۔ جو آدمی صرف اپنی کوششوں میں رہتا ہے اس کو سوائے ذلت کے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہمیشہ سے سنت اللہ یہی چلی آتی ہے کہ جو لوگ دنیا کو چھوڑتے ہیں وہ اس کو پاتے ہیں اور جو اس کے پیچھے دوڑتے ہیں وہ اس سے محروم رہتے ہیں جو لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے وہ اگرچند روز مکر و فریب سے کچھ حاصل بھی کرلیں تو وہ لا حاصل ہے کیونکہ آخر ان کو سخت ناکامی دیکھنی پڑتی ہے۔ اسلام میں عمدہ لوگ وہی گذرے ہیں جنہوں نے دین کے مقابلہ میں دنیا کی کچھ پروا نہ کی ہندوستان میں قطب الدین اور معین الدین خدا کے اولیاء گذرے ہیں۔ ان لوگوں نے پوشیدہ خدا تعالیٰ کی عبادت کی مگر خدا تعالیٰ نے ان کی عزت کو ظاہر کر دیا۔

ملفوظات جلد 9 صفحہ 325 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 243 پر درج ہے

حوالہ نمبر 257

واقف رہیں۔ چنانچہ نمبر وار ڈاکٹروں کی ڈیوٹی شروع ہوئی اور میری باری آنے والی تھی سب مجھے بہت تردد اور فکر ہوا کیونکہ ہر سال معہ اہل و عیال و سامان وغیرہ کے ضلع میں جانا ایک سخت مصیبت تھی۔ اتفاقاً میں چند روز کی رخصت لے کر قادیان آیا اور حضرت اقدس کی خدمت میں یہ سب ماجرا عرض کیا۔ حضور نے فرمایا۔ آپ فکر نہ کریں شائد آپ کی باری وہاں جانے کی نہ آوے گی۔ گو آپ نے شائد کا لفظ بولا تھا لیکن میرے دل کو اطمینان ہو گیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ انسپکٹر جنرل کی طرف سے میرے نام ایک حکم آگیا کہ تم اس ڈیوٹی سے مستثنےٰ ہو۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ خاص حالات کی باتیں ہوتی ہیں۔ اس سے یہ مطلب نہیں سمجھنا چاہئے کہ جو بات بھی انبیاء فرمادیں وہ اسی طرح وقوع میں آجاتی ہے۔ انبیاء عالم الغیب نہیں ہوتے۔

(۳۸۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حضرت والدہ صاحبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت صاحب شروع دعوئ مسیحیت میں دہلی تشریف لے گئے تھے اور مولوی نذیر حسین کے ساتھ مباحثہ کی تجویز ہوئی تھی۔ اس وقت شہر میں مخالفت کا سخت شور تھا۔ چنانچہ حضرت صاحب نے افسران پولیس کے ساتھ انتظام کر کے ایک پولیس مین کو اپنی طرف سے تنخواہ دے کر کے مکان کی ڈیوڑھی پر پہرہ کے لئے مقرر کرالیا تھا۔ یہ پولیس مین پنجابی تھا۔ اسکے علاوہ ویسے بھی مردانہ میں کافی احمدی حضرت صاحب کے ساتھ ٹھہرے ہوئے تھے۔

(۳۸۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں ۱۹۰۷ء میں پہلی دفعہ قادیان میں آیا تو حضور ان دنوں میں صبح اپنے باغ کی طرف سیر کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت صاحب باغ کی طرف تشریف لے گئے تو میں بھی ساتھ گیا اور حضور نے شہتوت منگوا کر درختوں کے سائے کے نیچے خدام کے ساتھ ملکر کھائے اور پھر مجھے مخاطب فرما کر اپنے دعویٰ کی صداقت میں تقریر فرمائی۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ کی صداقت کے متعلق کوئی شبہ نہیں رہا لیکن اگر بیعت نہ کی جاوے اور آپ پر ایمان رکھا جاوے کہ آپ صادق ہیں تو کیا حرج ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ایسے ایمان سے آپ مجھ سے روحانی فیض حاصل نہیں کر سکتے۔ بیعت سنت انبیاء ہے اور اس سنت میں بہت بڑے فوائد اور حکمتیں ہیں چنانچہ سب سے زیادہ فائدہ یہ ہے کہ انسان کے نفسانی درخت کا جو کڑوا پھل اور بدذائقہ اثر ہے اسے

سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 64 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 243 پر درج ہے

مقدمہ سے پہلے شائع کیا ہوا تھا کہ ایک تو مجھے یہ الہام ہوا ہے کہ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ یعنی خدا تعالیٰ اس فریق کے ساتھ ہے جو متقی ہے اور دوسرا الہام یہ تھا کہ عدالت عالیہ سے بری کیا جائیگا۔ اب دونوں کو ملا کر دیکھو کہ یہ کیسی عظیم الشان صداقت ہے جو پوری ہوئی۔

۹۵۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب ایک دفعہ کسی شخص کا ذکر سنانے لگے کہ وہ کسی عورت پر سخت عاشق ہو گیا۔ اور باوجود ہزار کوشش کے وہ اس عشق کو دل سے نہ نکال سکا۔ آخر حضرت صاحب کے پاس آیا۔ اور طالب دُعا ہوا۔ حضرت صاحب نے مولوی صاحب سے فرمایا کہ مجھے خدا کی طرف سے معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص اس عورت سے ضرور بدکاری کرے گا۔ مگر مَیں بھی پورے زور سے اس کے لئے دُعا کرونگا چنانچہ وہ شخص قادیان ٹھہرا رہا۔ اور حضور دعا کرتے رہے۔ یہانتک کہ اس نے ایک روز مولوی صاحب سے کہا کہ آج رات خواب میں مَیں نے اس عورت کو دیکھا اور خواب میں ہی اس کو مباشرت کی اور مَیں نے اس دوران میں اس کی شرمگاہ کو جہنم کے گڑھے کی طرح دیکھا جس سے مجھے اس سے اس قدر خوف اور نفرت پیدا ہوئی کہ یکدم وہ آتش عشق ٹھنڈی ہو گئی۔ اور وہ محبت کی بے قراری سب دل سے نکل گئی۔ بلکہ دل میں دوری پیدا ہو گئی۔ اور خدا کے فضل اور حضور کی دعا کی برکت سے مَیں بدکاری سے بھی محفوظ رہا اور وہ جنون بھی جاتا رہا۔ اور حضور نے جو بات میری بابت کہی تھی وہ ظاہری رنگ سے بدل کر خدا نے خواب میں پوری کرا دی۔ یعنی مَیں نے اس سے تعلق بھی کر لیا اور ساتھ ہی مجھے گناہ سے بھی بچا لیا۔ غالباً یہ شخص سیالکوٹ کا رہنے والا تھا اور متموّل آدمی تھا۔ اور اُسنے حضرت صاحب کی بیعت بھی کی تھی۔ مگر تعلق کو آخر تک نہیں نبھایا۔

۹۵۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے گھر کی حفاظت کے لئے ایک دفعہ ایک گدی کُتا بھی رکھا تھا۔ وہ دروازے پر بندھا رہتا تھا اور اس کا نام شیرو تھا۔ اس کی نگرانی بچے کرتے تھے یا میاں قدرت اللہ خان صاحب مرحوم کرتے تھے جو گھر کے دربان تھے۔

سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 298 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 244 پر درج ہے

اور باایں ہمہ ان کے مرید لاہور کے کوچہ و بازار میں مشہور کر رہے ہیں کہ پیر صاحب نے سب شرطیں منظور کر لی تھیں اور مرزا ان سے خوف کھا کر بھاگ گیا۔ یہ عجیب زمانہ ہے کہ اس قدر مُنہ پر جھوٹ بولا جاتا ہے پیر صاحب کا وہ کونسا اشتہار ہے جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ مَیں کوئی زیادہ شرط نہیں کرتا۔ مجھے بالمقابل عربی فصیح میں تفسیر لکھنا منظور ہے اور اسی پر فریقین کے صدق و کذب کا فیصلہ ہوگا اور اس کے ساتھ کوئی شرط زائد نہیں لگائی جائے گی۔ ہاں مُنہ سے تو کہتے ہیں کہ شرطیں منظور ہیں مگر پھر ساتھ ہی یہ حجت پیش کر دیتے ہیں کہ پہلے قرآن اور حدیث کے رُو سے مباحثہ ہوگا۔ اور مغلوب ہو گئے تو اسی وقت بیعت کرنی ہوگی۔ افسوس کہ کوئی صاحب پیر صاحب کی اس چال کو نہیں سوچتے کہ جبکہ مغلوب ہونے کی حالت میں کہ جو صرف مولوی محمد حسین کی قسم سے سمجھی جائیگی میرے لیے بیعت کرنے کا قطعی حکم ہے جس کے بعد میرا عذر نہیں سُنا جائے گا تو پھر تفسیر لکھنے کے لیے کونسا موقع میرے لیے باقی رہا۔ گویا مجھے تو صرف مولوی محمد حسین صاحب کے ان چند کلمات پر بیعت کرنی پڑے گی کہ جو پیر صاحب کے عقائد ہیں وہی صحیح ہیں۔ گویا پیر صاحب آپ ہی فریق مقدمہ اور آپ ہی منصف بن گئے کیونکہ جبکہ مولوی محمد حسین صاحب کے عقائد حضرت مسیح اور مہدی کے بارے میں بالکل پیر صاحب کے مطابق ہیں تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب اور پیر صاحب گویا ایک ہی شخص ہیں۔ دو نہیں ہیں تو پھر فیصلہ کیا ہوا۔ انہی مشکلات اور انہی وجوہ پر تو میں نے بحث سے کنارہ کر کے یہی طریق فیصلہ نکالا تھا جو اس طرح پر ٹال دیا گیا۔ بہر حال اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ لاہور کے گلی کوچے میں پیر صاحب کے مُرید اور ہم مشرب شہرت دے رہے ہیں کہ پیر صاحب تو بالمقابل تفسیر لکھنے کے لیے لاہور میں پہنچ گئے تھے مگر مرزا بھاگ گیا اور نہیں آیا۔ اس لیے پھر عام لوگوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ یہ تمام باتیں خلاف واقعہ ہیں بلکہ خود پیر صاحب بھاگ گئے ہیں اور بالمقابل تفسیر لکھنا منظور نہیں کیا اور نہ ان میں یہ مادہ اور نہ خدا کی طرف سے تائید ہے۔ اور مَیں بہر حال لاہور پہنچ جاتا۔ مگر مَیں نے سُنا ہے کہ اکثر پشاور کے جاہل سرحدی پیر صاحب کے ساتھ ہیں۔ اور ایسا ہی لاہور کے اکثر سفلہ اور کمینہ طبع لوگ گلی کوچوں میں مستوں کی طرح گالیاں دیتے پھرتے ہیں اور نیز مخالف مولوی بڑے جوشوں سے وعظ کر رہے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے۔ تو اس صورت میں لاہور میں جانا بغیر کسی احسن انتظام کے کس طرح مناسب ہے۔ ان لوگوں کا جوش اس قدر بڑھ گیا ہے بعض کارڈ گندی گالیوں کے ان لوگوں کی طرف سے مجھے پہنچے ہیں جو چوہڑوں چماروں کی گالیوں سے بھی فحش گوئی میں زیادہ ہیں جو میرے پاس محفوظ ہیں۔ بعض تحریروں میں قتل کی دھمکی دی ہے۔ یہ سب کاغذات حفاظت سے رکھے گئے ہیں۔ مگر باوجود اس کے اس درجہ کی گندہ زبانی کو ان لوگوں نے استعمال کیا ہے کہ مجھے اُمید نہیں کہ اس قدر گندہ زبانی ابوجہل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 461 طبع جدید از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 244 پر درج ہے

۳۴۳

اُن کی شکل بڑی بارُعب تھی۔ انہوں نے ریاست کا زمانہ دیکھا ہُوا تھا اس لئے بڑے بلند ہمت اور عالی حوصلہ تھے۔ غرض مَیں نے دیکھا کہ وہ ایک عظیم الشان تخت پر بیٹھے ہیں اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ خدا تعالیٰ ہے۔
اِس میں سِر یہ ہوتا ہے کہ باپ چونکہ شفقت اور رحمت میں بہت بڑا ہوتا ہے اور قرب اور تعلق شدید رکھتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کا باپ کی شکل میں نظر آنا اس کی عنایت، تعلق اور شدتِ محبت کو ظاہر کرتا ہے۔ اِس لئے قرآن شریف میں بھی آیا ہے کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ۔ اور میرے الہامات میں یہ بھی ہے اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ اَوْلَادِیْ۔ یہ قرآن شریف کی اسی آیت کے مفہوم اور مصداق پر ہے۔"

(الحکم جلد ۶ نمبر ۱۷ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۷)

۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء

"افسوس صد افسوس"

(الحکم جلد ۶ نمبر ۱۷ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۷)

۱۱ اپریل ۱۹۰۲ء

"رہ گرائے عالمِ جاودانی شد[1]"

(الحکم جلد ۶ نمبر ۱۷ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۷)

۱۹۰۲ء

"حضرت اقدسؑ ایک روز فرماتے تھے ہم نے کشف میں دیکھا کہ قادیان ایک بڑا عظیم الشان شہر بن گیا اور انتہائی نظر سے بھی پَرے تک بازار نکل گئے۔ اُونچی اُونچی دو منزلی یا چو منزلی یا اس سے بھی زیادہ اُونچے اُونچے چبوتروں والی دوکانیں عمدہ عمارت کی بنی ہوئی ہیں اور موٹے موٹے سیٹھ، بڑے بڑے پیٹ والے جن سے بازار کو رونق ہوتی ہے، بیٹھے ہیں اور اُن کے آگے جواہرات اور لعل اور موتیوں اور ہیروں، روپوں اور اشرفیوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں اور قسما قسم کی دوکانیں خوبصورت اسباب سے جگمگا رہی ہیں۔ یکے، بگھیاں، ٹمٹم، فٹن، پالکیاں، گھوڑے، شکرمیں، پیدل اس قدر بازار میں آتے جاتے ہیں کہ مونڈھے سے مونڈھا بھڑ کر چلتا ہے اور راستہ بمشکل ملتا ہے۔"

(از مضمون پیر سراج الحق صاحبؓ مندرجہ الحکم جلد ۶ نمبر ۱۶ مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۲، ۱۳)

۱۹۰۲ء

"دو دفعہ ہم نے رؤیا میں دیکھا کہ بہت سے ہندو ہمارے آگے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اَوتار ہیں اور کرشن ہیں اور ہمارے آگے نذریں دیتے ہیں۔"

(الحکم جلد ۶ نمبر ۱۵ مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۸)

---

[1] (ترجمہ از مرتب) اس نے عالَمِ بقا کی راہ اختیار کرلی۔

تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 343 طبع جدید از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 249 پر درج ہے

حوالہ نمبر 261

کے لئے آنے سے روکا جاتا۔ راستہ میں کیلے گاڑ دیئے جاتے تاکہ گذرنے والے گریں۔ اُس وقت حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا مجھے دکھایا گیا ہے (کہ) یہ علاقہ اس قدر آباد ہوگا کہ دریائے بیاس تک آبادی پہنچ جائے گی۔" (الفضل جلد ۱۶ نمبر ۱۳ مورخہ ۱۴ راگست ۱۹۲۸ء صفحہ ۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

(ب) "مجھے یاد ہے اِسی مَیدان سے جاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک رؤیا سُنایا تھا کہ قادیان بیاس تک پھیلا ہوا ہے اور مشرق کی طرف بھی بہت دُور تک اس کی آبادی چلی گئی ہے۔ اُس وقت یہاں صرف آٹھ دس گھر احمدیوں کے تھے اور وہ بھی بہت تنگدست، باقی سب بطور مہمان آتے تھے۔"

(فرمودہ ۲۲ جنوری ۱۹۳۲ء برموقع دعوت باعزاز مولانا جلال الدین شمس۔ الفضل جلد ۱۹ نمبر ۹۵ مورخہ ۹ فروری ۱۹۳۲ء صفحہ ۷)

اگست ۱۹۰۱ء

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ (مقدمہ دیوار میں) "عدالت نے فیصلہ کیا کہ خرچ کا کچھ حصہ ہمارے چچاؤں پر ڈالا جائے ..... جب اس ڈگری کے اجراء کا وقت آیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام گورداسپور میں تھے۔ آپ کو عشاء کے قریب رؤیا یا الہام کے ذریعہ بتایا گیا کہ یہ بار اُن پر بہت زیادہ ہے اور اس کی وجہ سے وہ (مخالف رشتہ دار) تکلیف میں ہیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ مجھے رات نیند نہیں آئے گی اِسی وقت آدمی بھیجا جائے جو جا کر کہہ دے کہ ہم نے یہ خرچ تمہیں معاف کر دیا ہے۔"

(خطبہ فرمودہ ۲۴ جولائی ۱۹۳۶ء۔ الفضل جلد ۲۴ نمبر ۲۹ مورخہ ۲ راگست ۱۹۳۶ء صفحہ ۸)

۱۷ ردسمبر ۱۹۰۱ء

منشی محمد الدین صاحب واصل باقی نویس نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا:-

لَا يَأْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۔[1]

(رجسٹر روایاتِ صحابہ جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۶ و رجسٹر روایاتِ صحابہ جلد ۴ صفحہ ۱۵۱)

۲۲ ردسمبر ۱۹۰۱ء

نور محمد صاحب پنشنر تحصیلدار موضع موچی پورہ ضلع ملتان نے بیان کیا کہ (مَیں جبکہ) ۲۲ ردسمبر ۱۹۰۱ء کو دارالامان میں آیا حضرت مسیح موعودؑ کو اُس روز الہام ہوا تھا کہ۔

---

[1] (ترجمہ از مرتب) وہ اس کی مانند نہیں لا سکیں گے خواہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔

تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 666 طبع چہارم از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 250 پر درج ہے

۶۷۶

۹- (الف) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ میں فرمایا:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے جو پہلے کبھی شائع نہیں ہوا کہ:۔

"حق اَولاد در اَولاد"

یعنی اَولاد کا حق اس کے اندر موجود ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ اس جگہ اَولاد سے مُراد صرف جسمانی اَولاد مُراد ہو بلکہ ہر احمدی جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کیا وہ آپ کی روحانی اَولاد میں شامل ہے۔"

(الفضل لاہور (سلسلہ جدیدہ) جلد ۱ نمبر ۹۵ مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۴۷ء صفحہ ۴)

(ب) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پا گئے۔ آپ کی وفات کے بعد والدہ مجھے بیت الدعا میں لے گئیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہاموں والی کاپی میرے سامنے رکھ دی اور کہا میں سمجھتی ہوں یہی تمہارا سب سے بڑا ورثہ ہے۔ میں نے ان الہامات کو دیکھا تو ان میں ایک الہام آپ کی اَولاد کے متعلق یہ درج تھا "حق اَولاد در اَولاد" ..... حق اَولاد در اَولاد کے معنی درحقیقت یہی تھے کہ وہ حق جو باہر سے تعلق رکھتا ہے یعنی زمینوں اور جائدادوں وغیرہ میں حصہ یہ کوئی زیادہ قیمتی نہیں۔ زیادہ قیمتی یہ چیز ہے کہ میں نے تمہاری اَولاد کے دماغوں میں وہ قابلیت رکھ دی ہے کہ جب بھی یہ اس قابلیت سے کام لیں گے دُنیا کے لیڈر ہی بنیں گے ..... اور یہ وہ ورثہ ہے جو ہم نے تمہاری اَولاد کے دماغوں میں مستقل طور پر رکھ دیا ہے۔"

(الفضل جلد ۴۴ نمبر ۲۴۷ مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۵۵ء صفحہ ۵۔ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ ستمبر ۱۹۵۵ء)

۱۰۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ الغاشیۃ آیت ۲ تا ۷ کا درس دیتے ہوئے فرمایا کہ:۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ طاعون کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔ "ابھی کیا ہے۔ ابھی وہ دن آئیں گے جب کہ لوگ کہیں گے کہ

لاہور بھی کوئی شہر ہوتا تھا[1]"

(ضمیمہ اخبار الفضل جلد ۲ نمبر ۵۰ مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۱۴ء صفحہ ۸)

---

[1] لاہور کی تباہی کی پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں شائع ہو چکی تھی وہ یہ ہے:۔

"لاہور کی نسبت کہا جاتا تھا کہ اس کی سرزمین میں ایسے اجزاء ہیں کہ اس میں طاعونی کیڑے زندہ نہیں رہ سکتے لیکن وہاں بھی طاعون نے آن ڈیرا ڈالا ہے۔ ابھی لوگوں کو معلوم نہیں ہے لیکن سالہا سال کے بعد لوگ دیکھیں گے کہ کیا ہوگا۔ کئی لوگ اور دیہات بالکل تباہ ہو جائیں گے۔ دُنیا سے اُن کا نام و نشان مٹ جائے گا اور اُن کے آثار تک باقی نہ رہیں گے۔ لیکن یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہ ہوگی۔" (الحکم جلد ۷ نمبر ۲۳ مورخہ ۲۴/۲۲ جولائی ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۲)

لیکن لاہور کے متعلق خاص لفظوں میں الہام یہ نہ تو پہلے شائع ہوا ہے اور نہ ہی ان شہادتوں سے پتہ ملتا ہے جو اس پیشگوئی

عدالت میں لے گئے تو حاکم نے اُسے جاتے ہی ۳ یا ۶ یا ۹ ماہ کی قید کا حکم دے دیا۔"

(البدر جلد ۱ نمبر ۵، ۶ مورخہ ۲۸ نومبر و ۵ دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۳۷)

۱۹۰۲ء

فرمایا کہ مجھے رؤیا ہوا ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی سر سے ننگا میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے میرے پاس آیا ہے۔ اُس سے مجھے سخت بدبُو آتی ہے۔ میرے پاس آکر کہتا ہے کہ میرے کان کے نیچے طاعون کی گلٹی نکلی ہوئی ہے۔ مَیں اُسے کہتا ہوں پیچھے ہٹ جا۔ پیچھے ہٹ جا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے ساتھ تفہیم الٰہی کوئی نہیں۔"

(البدر جلد ۱ نمبر ۵، ۶ مورخہ ۲۸ نومبر و ۵ دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۳۴)

۱۷ نومبر ۱۹۰۲ء

"فرمایا۔ رات مَیں نے خواب میں کچھ بارش ہوتی دیکھی ہے۔ یُونہی ترشح سا ہے اور قطرات پڑ رہے ہیں مگر بڑے آرام اور سکون سے۔"

(البدر جلد ۱ نمبر ۵، ۶ مورخہ ۲۸ نومبر و ۵ دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۳۵۔ الحکم جلد ۶ نمبر ۴۲ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۴)

۱۸ نومبر ۱۹۰۲ء

"فرمایا کہ نماز (فجر) سے کوئی بیس یا پچیس منٹ پیشتر مَیں نے خواب دیکھا کہ گویا ایک زمین خریدی ہے کہ اپنی جماعت کی میتیں وہاں دفن کیا کریں تو کہا گیا کہ اس کا نام مقبرہ بہشتی ہے یعنی جو اس میں دفن ہوگا وہ بہشتی ہوگا۔ پھر اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ کشمیر میں کسرِ صلیب کے لئے یہ سامان ہوا ہے کہ کچھ پُرانی انجیلیں وہاں سے نکلی ہیں۔ مَیں نے تجویز کی کہ کچھ آدمی وہاں جاویں تو وہ انجیلیں لاویں تو ایک کتاب اُن پر لکھی جاوے۔ یہ سُنکر مولوی مبارک علی صاحب تیار ہوئے کہ مَیں جاتا ہوں مگر اس مقبرہ بہشتی میں میرے لئے جگہ رکھی جاوے۔ مَیں نے کہا کہ خلیفہ نورالدین کو بھی ساتھ بھیج دو......

فرمایا کہ اس سے پیشتر مَیں نے تجویز کی تھی کہ ہماری جماعت کی میتوں کے لئے ایک الگ قبرستان یہاں ہو سو خدا نے آج اُس کی تائید کر دی۔ اور انجیل کے معنے بشارت کے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے ارادہ کیا ہے کہ وہاں سے کوئی بڑی بشارت ظاہر کرے اور جو شخص وہ کام کر کے لائے گا وہ قطعی بہشتی ہے۔"

(البدر جلد ۱ نمبر ۵، ۶ مورخہ ۲۸ نومبر و ۵ دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۳۵ و
الحکم جلد ۶ نمبر ۴۲ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۴)

۲۰ نومبر ۱۹۰۲ء بروز پنجشنبہ

"پگٹ[1] کے متعلق دُعا اور توجہ کرنے سے حضرت اقدسؑ نے رؤیا میں دیکھا کہ کچھ

---

[1] پگٹ لندن کا ایک پادری تھا جس نے دعویٰ کیا کہ وہ مسیح موعود ہے۔ چند آدمی اُس کے ساتھ ہو گئے۔ اُس کا ایک ٹائپ شدہ اشتہار مفتی محمد صادق صاحب کے نام آیا تھا مفتی صاحب نے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ تب حضور نے

تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 360 طبع چہارم از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 255 پر درج ہے

بانّ الدّين يُعلٰى ويشاع ۔ ومثلك دُرٌّ لا يضاع وكان هٰذا اوّل ما اوحي الىٰ هٰذا الحقير ۔ من القدير النصير ۔ وبشّر نى ربّي بانه يظهر لي اٰيات باهرات ۔ وينصرنى بتائيدات متواترات ۔ ليحقّ الحقّ ويُبطل الباطل بالحجج القاهرة ۔ والمعجزات الباهرة ۔ ثم بعد ذالك دعوت القسيسين والنصارىٰ والمتنصّرين وغيرهم من البراهمة والمشركين ۔ وقلت جرّبوا الحق باٰيات الله ونصرته ليظهر من ينصر من الله ومن يكون محلّ لعنته ۔ فما بارزوا الهٰذا النضال كالكماة ۔ واختفوا فى الوكنات ۔ ووالله لو بارزوا لما رمى ربّي الّا صائبًا ۔ وما رجع احد منهم الّا خاسرًا وخائبًا ۔ ووالله ان فتّشت لرئيت الاسلام كنز الاٰيات ومدينتها وتجد فيه نورًا يهب لكلّ نفس سكينتها فيا حسرة على قوم يكفرون بدفائنه ولا يتوجّهون الى خزائنه ۔ ويحسبون الاسلام كالعظام الرميمة ۔ لا مملوًا من النعم العظيمة ۔ اولئك قومٌ لا يؤمنون بان يكلّم الله احدًا بعد
ص٥٢

معي يوم الدين ۔ وما كان هٰذا الّا جواب المكفّرين يحسبوننى من اهل جهنم وان كنت فى شك فاسئل المفتين ومن عجائب عالم البرزخ انّ بعض الناس بعد موتهم يقرّبون الى روضة النبيّ الّتى تحتها الجنّة وبعضهم يبعدون منها فاخبرني رسولى انى من المقرّبين وهٰذا ردّ على من قال انه من جهنميين ۔ وهٰذا الدفن الذى يكمله الله على طريقة الروحانية امرٌ يوجد فى كتاب الله وقول رسوله اثره واتفق عليه طائفة قوم روحانيين ۔ وكذالك قالوا انّ جماعة هٰذا الرجل قوم كافرون لا من المؤمنين ۔ فلا تدفنوا موتاهم فى مقابر المسلمين ۔ فانهم شرّ الكافرين فاوحى الىّ ربّي واشار الى ارض وقال انها ارض تحتها الجنة فمن دفن فيها دخل الجنة وانه من الاٰمنين ۔ فلولا اقوال الاعداء ما كان وجود هٰذه الالاء فهيّج غضبهم رحمة الله فالحمد لله ربّ العالمين ۔ منه

یہ حوالہ صفحہ 255 پر درج ہے	حقیقۃ الوحی ضمیمہ الاستفتاء صفحہ 51 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 675 از مرزا قادیانی

(۳) لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا۔ ؔ[1]

(بدر جلد ۶ نمبر ۱۳ مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۰۷ء صفحہ ۳۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۱۱ مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

۲۸ مارچ ۱۹۰۷ء "(۱) میرا دشمن ہلاک ہو گیا۔ بِن اُسد ایلکھا خدا نال جا پیا اے۔
یعنی عنقریب میرا دشمن ہلاک ہو جائے گا اور پھر اس کا خدا سے معاملہ پڑے گا۔
(۲) میرے دشمن ہلاک ہو گئے۔
یعنی آئندہ عنقریب ہلاک ہوں گے۔
(۳) اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْاَبْرَارِ۔ ؔ[2]
(۴) کوئی درباری میرے حلقۂ اطاعت سے گزرنے نہ پاوے۔ کوئی درباری اس جرم پر سزا سے محفوظ نہیں رہے گا۔
یعنی جو شخص خدا سے تعلق رکھنے والا ہے اس کا تعلق قائم نہیں رہ سکتا جب تک وہ مجھے قبول نہ کرے اور جو شخص اس حکم سے لاپروا ہے وہ سزا سے محفوظ نہیں رہے گا۔
(۵) سلطان عبد القادر
اس الہام میں میرا نام سلطان عبد القادر رکھا گیا کیونکہ جس طرح سلطان دوسروں پر حکمران اور افسر ہوتا ہے۔ اسی طرح مجھ کو تمام روحانی درباریوں پر افسری عطا کی گئی ہے یعنی جو لوگ خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے ہیں ان کا تعلق نہیں رہے گا جب تک وہ میری اطاعت نہ کریں اور میری اطاعت کا جوا اپنی گردن پر نہ اٹھائیں۔ یہ اسی قسم کا فقرہ ہے جیسا کہ یہ فقرہ کہ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ۔ یہ فقرہ سید عبد القادر رضی اللہ عنہ کا ہے جس کے معنے ہیں کہ ہر ایک ولی کی گردن پر میرا قدم ہے۔
(۶) اُحِلَّ لَهُ الطَّيِّبَاتُ۔ قُلْ مَا فَعَلْتُ اِلَّا مَا اَمَرَنِيَ اللّٰهُ۔
(تشریح) اس سلطان عبد القادر کے لئے وہ تمام چیزیں حلال کی گئیں جو پاک ہیں۔ کہہ میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جو خدا کے حکم کے برخلاف ہو بلکہ وہی کیا جو خدا نے مجھے فرمایا۔
(۷) پھر بعد اس کے کشفی رنگ میں وہ مقبرہ مجھے دکھلایا گیا جس کا نام خدا نے بہشتی مقبرہ رکھا ہے اور

---

[1] (ترجمہ از مرتب) (۳) بے شک تجھے اللہ نے ہم پر ترجیح دی۔
[2] (ترجمہ) خدا نیکوں کے ساتھ ہے۔

تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 599، 600 طبع چہارم از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 256 پر درج ہے

پھر الہام ہوا:۔

کُلُّ مَقَابِرِ الْاَرْضِ لَا تُقَابِلُ ھٰذِهِ الْاَرْضَ

یعنی زمینِ ہند کے تمام قبرستان اس زمین سے مقابلہ نہیں کرسکتے۔ یعنی اِس زمین کو جو برکتیں دی گئیں وہ برکتیں تمام پنجاب اور ہندوستان میں کسی اَور قبرستان کو نہیں دی گئیں۔

(۸) پھر مَیں نے دیکھا کہ ایک راہ پر چل رہا ہوں اور میرے ساتھ میرا لڑکا مبارک احمد اور اُس کی والدہ ہے اور مجھے خیال گزرتا ہے کہ میرزا غلام قادر مرحوم بھی (جو میرے بھائی ہیں) میرے ساتھ ہیں اور راہ میں اِس قدر زنبور ہیں کہ ٹِڈی دَل کی طرح زمین پر پھیل رہے ہیں اور ایک میری ناف کے اندر بیٹھ گیا ہے اور پھر اُڑ گیا مگر کسی نے ضرر نہیں پہنچایا اور پھر ہم سب ایک مسجد میں داخل ہوگئے ہیں اور مسجد میں بھی کروڑ ہا زنبور ہیں مگر ہم ان کی شرّ سے محفوظ رہے ہیں۔"

(بدر جلد ۶ نمبر ۱۴ مورخہ ۴ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۳۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۱۱ مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء صفحہ ۲)

۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء

"(۱) اے اَزلی اَبدی خدا! مجھے زندگی کا شربت پلا۔

(۲) اَحَقَّ اللّٰهُ اَمْرِیْ وَلَا تَنْفَكَّا مِنْ ھٰذِهِ الْمَرْحَلَةِ۔[1]

(۳) دولتِ اعلام بذریعہ الہام بہشتی کمرہ میں نزول ہوگا۔

(۴) ھَلْ نَرٰی جَزَآءَ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانَ۔"[2]

(بدر جلد ۶ نمبر ۱۴ مورخہ ۴ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۳۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء

"لَوْلَا الْاِكْرَامُ لَھَلَكَ الْمَقَامُ۔"[3]

---

[1] (ترجمہ) خدا نے میری بات کو سچا کر دیا اور تم دونوں اس مرحلہ سے نہیں چھوٹو گے۔
(نوٹ از مرتّب) الحمد للہ یہ پیشگوئی اخبار شبھ چنتک کے منیجر اچھر چند اور ایڈیٹر سوم راج کے طاعون سے ہلاک ہونے سے پوری ہوگئی۔ یہ دونوں اشخاص اپنی گندہ دہانی اور بدزبانی میں قادیان کے آریوں کے لیڈر تھے اور قادیان میں رہ کر نہایت ناپاکی کے ساتھ سلسلہ حقّہ کے برخلاف بولتے اور لکھتے رہتے تھے۔ واللہ اَعلم بالصّواب۔ (دیکھئے بدر ۱۱ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۵)

[2] (ترجمہ) نہیں دیکھتے ہم احسان کی جزا بجز احسان کے۔

[3] (ترجمہ) اگر تیری عزت ہمیں منظور نہ ہوتی تو یہ مقام تباہ ہوجاتا۔
(نوٹ از مرتّب) بدر جلد ۶ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۰۷ء پر جو یہ الہام دوبارہ چھپا ہے اس میں یہ الفاظ ہیں:۔
" لَوْلَا الْاِكْرَامُ لَھَلَكَ الْمَقَامُ یا یہ کہ لَوْلَا خَیْرُ الْاَنَامِ لَھَلَكَ الْمَقَامُ
(ترجمہ) اگر تمام مخلوق سے بہتر شخص نہ ہوتا تو یہ مقام تباہ ہوجاتا۔"

تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 599، 600 طبع چہارم از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 256 پر درج ہے

یا دُنیا پرستی یا قصور اطاعت کا اس کے اندر نہ ہو تو وہ میری اجازت سے یا میرے بعد انجمن کی اتفاق رائے سے اس مقبرہ میں دفن ہو سکتا ہے۔

۱۹۔ اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کی خاص وحی سے ردّ کیا جائے تو گو وہ وصیتی مال بھی پیش کرے تاہم اس قبرستان میں داخل نہیں ہوگا۔

۲۰۔ میری نسبت اور میرے اہل و عیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے۔ باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت اُن کو شرائط کی پابندی لازم ہوگی اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔

یہ شرائط ضروریہ ہیں جو اوپر لکھی گئیں۔ آئندہ اس مقبرہ بہشتی میں وہ دفن کیا جائیگا جو ان شرائط کو پورا کرے گا۔ ممکن ہے کہ بعض آدمی جن پر بدگمانی کا مادہ غالب ہو۔ وہ اس کارروائی میں ہمیں اعتراضوں کا نشانہ بناویں اور اس انتظام کو اغراض نفسانیہ پر مبنی سمجھیں یا اس کو بدعت قرار دیں۔ لیکن یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کے کام میں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ بلاشبہ اُس نے ارادہ کیا ہے کہ اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے اور ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پا کر بلاتوقف اس فکر میں پڑتے ہیں کہ دسواں حصہ کل جائیداد کا خدا کی راہ میں دیں بلکہ اس سے زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں وہ اپنی ایمانداری پر مُہر لگا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الٓمّٓ۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ[1] کیا لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ میں اسی قدر پر راضی ہو جاؤں کہ وہ کہہ دیں کہ ہم ایمان لائے۔ اور ابھی ان کا امتحان نہ کیا جائے۔ اور یہ امتحان تو کچھ بھی چیز نہیں۔ صحابہؓ کا امتحان جانوں کے مطالبہ پر کیا گیا۔ اور انہوں نے اپنے سر خدا کی راہ میں دیئے۔ پھر ایسا گمان کہ کیوں یونہی عام اجازت ہر ایک کو نہ دی جائے کہ وہ اس قبرستان میں دفن کیا جائے کس قدر دُور از حقیقت ہے۔ اگر یہی روا ہو تو خدا تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں امتحان کی کیوں بنیاد ڈالی؟ وہ ہر ایک زمانہ میں چاہتا رہا کہ خبیث اور طیب

[1] العنکبوت: ۲-۳

الوصیت صفحہ 29 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 327 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 256 پر درج ہے

کے کپڑے پھاڑ ڈالوں۔ بے شک ہماری جماعت پر بہت بوجھ ہے اور وہ بہت کچھ خدا کی راہ میں خرچ کرتی ہے۔ مگر جماعت نے ہی سارا بوجھ اُٹھانا ہے غیروں سے تو ہم نے کچھ لینا نہیں۔ مَیں نے ابھی کہا ہے کہ ہماری جماعت نے بہت بوجھ اٹھایا ہوا ہے لیکن جماعت کی مجموعی حالت کو دیکھ کر مَیں کہہ سکتا ہوں کہ ہماری جماعت نے ابھی اتنی مالی قربانی نہیں کی جتنی پہلی جماعتیں قربانی کرتی رہی ہیں۔ مَیں نے روم میں وہ مقام دیکھا ہے جہاں حضرت مسیح علیہ السلام کے ماننے والے اپنے دشمنوں کی سختیوں اور ظلموں سے بچنے کے لئے رہے۔ بیس میل کے قریب وہ مقام لمبا ہے۔ وہاں عیسائی اپنے گھربار مال و اموال چھوڑ کر چلے گئے تھے اور وہ فاقے پر فاقے اُٹھاتے تھے۔ سورہ کہف میں ان کا نام اصحاب کہف والرقیم رکھا گیا ہے۔ ہم چند گھنٹے کے لئے وہاں گئے۔ مگر کئی دوست وہاں ٹھہرنا برداشت نہ کر سکے حالانکہ وہ لوگ وہاں کئی سال تک دقیانوس[9] کے وقت رہے۔ وہ نہایت تنگ و تاریک گیلی مٹی کے غار ہیں سرکاری فوجوں نے ان میں سے جن کو وہاں مارا ان کی قبریں بھی وہیں بنی ہوئی ہیں اور اُن پر کتبے لگے ہیں کہ یہ فلاں وقت مارا گیا۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے خدا کے لئے سب کچھ چھوڑ دیا تھا اور ایسی ایسی تکلیفیں برداشت کی تھیں جن کا خیال کر کے اب بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آپ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت مسیح ناصری علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑے تھے۔ پھر آپ لوگوں کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہماری قربانیاں بھی حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں سے بڑی ہوں۔ مگر کیا اس وقت تک کی ہماری قربانیاں ایسی ہیں؟ دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا ہے۔ جو وصیت نہیں کرتا وہ منافق ہے[10] اور وصیت کا کم از کم چندہ 1/10 حصہ مال کا رکھا ہے[11] جس میں عام چندہ جو وقتاً فوقتاً کرنا پڑے شامل نہیں۔ مگر ہماری جماعت اس وقت اپنی آمد کا 1/16 حصہ چندہ میں دیتی ہے اور بعض یہ بھی نہیں دیتے بلکہ اس سے کم شرح سے دیتے ہیں اور بعض بالکل ہی نہیں دیتے مگر باوجود اس کے کہا جاتا ہے ہم پر بڑا بوجھ پڑا ہوا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ جو کام کرنے کا ہم نے تہیہ کیا ہے وہ کتنا بڑا ہے۔ اب جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم پر بڑا بوجھ پڑ گیا اُن کی حالت اُس شخص کی سی ہے جو ہاتھی اُٹھانے کے لئے جائے اور جب اُٹھانے لگے تو کہے یہ تو بڑا بوجھ ہے یا اُس شخص کی سی ہے جو اپنے ہاتھ میں آگ کا انگارا پکڑنا چاہے اور پھر کہے اس سے تو ہاتھ جلتا ہے۔ پس جو قوم یہ کہتی ہے کہ وہ دُنیا کو اس طرح اُڑا دینے کی کوشش کر رہی ہے جس طرح ڈائنامیٹ پہاڑ کو اُڑا دیتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ڈائنامیٹ کی طرح پھٹ کر اپنے آپ کو تباہ کر

منہاج الطالبین صفحہ 16 مندرجہ انوار العلوم جلد 9 صفحہ 166 از مرزا بشیر الدین محمود　　یہ حوالہ صفحہ 256 پر درج ہے

مجھے میری وفات سے اطلاع دی ہے اور مجھے مخاطب کر کے میری زندگی کی نسبت فرمایا کہ " بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں " اور فرمایا کہ " تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئیگا " یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ضرور ہے کہ میری وفات سے پہلے دنیا پر کچھ حوادث پڑیں اور کچھ عجائبات قدرت ظاہر ہوں تا دنیا ایک انقلاب کے لئے تیار ہو جائے اور اس انقلاب کے بعد میری وفات ہو۔

اور مجھے ایک جگہ دکھلا دی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے۔ تب ایک مقام پر اس نے پہنچکر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔ تب سے ہمیشہ مجھے یہ فکر رہی کہ جماعت کے لئے ایک قطعہ زمین قبرستان کی غرض سے خریدا جائے لیکن چونکہ موقعہ کی عمدہ زمینیں بہت قیمت سے ملتی تھیں اس لئے یہ غرض مدت دراز تک معرض التوا میں رہی۔ اب اخویم مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد جبکہ میری وفات کی نسبت بھی متواتر وحی الٰہی ہوئی میں نے مناسب سمجھا کہ قبرستان کا جلدی انتظام کیا جائے۔ اس لئے میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جس کی قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں اس کام کے لئے تجویز کی۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی۔ اور خدا کے لئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔

پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں

الوصیت صفحہ 17 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 316 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 258 پر درج ہے

ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیّۃ

رسالہ الوصیّۃ کے متعلق چند ضروری امر قابلِ اشاعت ہیں جو ذیل میں لکھے جاتے ہیں :-

ا - اوّل یہ کہ جب تک انجمن کارپرداز مصالح قبرستان اس امر کو شائع نہ کرے کہ قبرستان باعتبار لوازم ضروری کے من کل الوجوہ تیار ہو گیا ہے اُس وقت تک جائز نہ ہوگا کہ اس کی میّت جس نے رسالہ الوصیّۃ کے شرائط کی پابندی کی ہے قبرستان میں دفن کرنے کے لئے لائی جائے بلکہ پُل وغیرہ لوازم ضروریہ کا پہلے تیار ہو جانا ضروری ہوگا - اور اس وقت تک میّت ایک صندوق میں امانت کے طور پر کسی اور قبرستان میں رکھی جائیگی -

۲ - ہر ایک صاحب جو شرائط رسالہ الوصیّۃ کی پابندی کا اقرار کریں ضروری ہوگا کہ وہ ایسا اقرار کم سے کم دو گواہوں کی ثبتِ شہادت کے ساتھ اپنے زمانہٴ قائمی ہوش و حواس میں انجمن کے حوالہ کریں اور تصریح سے لکھیں کہ وہ اپنی کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کا دسواں حصّہ اشاعت اغراض سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے بطور وصیّت یا وقف دیتے ہیں - اور ضروری ہوگا کہ وہ کم سے کم دو اخباروں میں اسکو شائع کرا دیں -

۳ - انجمن کا یہ فرض ہوگا کہ قانونی اور شرعی طور پر وصیت کردہ مضمون کی نسبت اپنی پوری تسلّی کرکے وصیّت کنندہ کو ایک سرٹیفکیٹ اپنے دستخط اور مُہر کے ساتھ دے دے - اور جب قواعد مذکورہ بالا کی رُو سے کوئی میّت اس قبرستان میں

یہ حوالہ صفحہ 259 پر درج ہے

رسالہ الوصیت صفحہ 25 تا 29 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 323 تا 327 از مرزا قادیانی

دی جائے تو ضروری ہوگا کہ وہ سارٹیفکیٹ انجمن کو دکھایا جائے اور انجمن کی ہدایت اور موقعہ نمائی سے وہ میّت اس موقعہ میں دفن کی جائے جو انجمن نے اُس کے لئے تجویز کیا ہے۔

۴۔ اس قبرستان میں بجز کسی خاص صورت کے جو انجمن تجویز کرے نابالغ بچّے دفن نہیں ہونگے کیونکہ وہ بہشتی ہیں۔ اور نہ اس قبرستان میں اس میّت کا کوئی دوسرا عزیز دفن ہوگا جب تک وہ اپنے طور پر کل شرائط رسالہ الوصیت کو پورا نہ کرے۔

۵۔ ہر ایک میّت جو قادیان کی زمین میں فوت نہیں ہوئی اُن کو بجز صندوق قادیان میں لانا ناجائز ہوگا۔ اور نیز ضروری ہوگا کہ کم سے کم ایک ماہ پہلے اطلاع دیں تا کہ اگر انجمن کو اتفاقی موانع قبرستان کے متعلق پیش آ گئے ہوں تو ان کو دُور کر کے اجازت دے۔

۶۔ اگر کوئی صاحب خدانخواستہ طاعون کی مرض سے فوت ہوں جنہوں نے رسالہ الوصیۃ کے تمام شرائط پورے کر دیئے ہوں اُن کی نسبت یہ ضروری حکم ہے کہ وہ دو برس تک صندوق میں رکھ کر کسی علیحدہ مکان میں امانت کے طور پر دفن کئے جائیں۔ اور دو برس کے بعد ایسے موسم میں لائے جائیں کہ اُن کے فوت ہونے کے مقام اور قادیان میں طاعون نہ ہو۔

۷۔ یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا کہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جاوے بلکہ ضروری ہوگا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لئے ممکن ہے پابند احکام اسلام ہو اور تقویٰ اور طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو اور مسلمان خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو۔ اور نیز حقوقِ عباد غصب کرنے والا نہ ہو۔

۸۔ اگر کوئی صاحب دسواں حصہ جائیداد کی وصیت کریں اور اتفاقاً اُن کی موت ایسی ہو کہ مثلاً کسی دریا میں غرق ہو کر ان کا انتقال ہو یا کسی اور ملک میں وفات پاویں جہاں سے میّت کو لانا متعذر ہو تو ان کی وصیت قائم رہے گی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہوگا

رسالہ الوصیت صفحہ 25 تا 29 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 323 تا 327 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 259 پر درج ہے

کہ گویا وہ اسی قبرستان میں دفن ہوئے ہیں۔ اور جائز ہوگا کہ اُن کی یادگار میں اسی قبرستان میں ایک کتبہ اینٹ یا پتھر پر لکھ کر نصب کیا جائے اور اس پر واقعات لکھے جاویں۔

۹۔ انجمن جس کے ہاتھ میں ایسا روپیہ ہوگا۔ اس کو اختیار نہیں ہوگا کہ بجز اغراض سلسلہ احمدیہ کے کسی اور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے اور ان اغراض میں سے سب سے مقدم اشاعتِ اسلام ہوگی۔ اور جائز ہوگا کہ انجمن باتفاق رائے اس روپیہ کو تجارت کے ذریعہ سے ترقی دے۔

۱۰۔ انجمن کے تمام ممبر ایسے ہونگے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں اور پارسا طبع اور دیانت دار ہوں۔ اور اگر آئندہ کسی کی نسبت یہ محسوس ہوگا کہ وہ پارسا طبع نہیں ہے یا یہ کہ وہ دیانت دار نہیں یا یہ کہ وہ ایک چال باز ہے اور دنیا کی ملونی اپنے اندر رکھتا ہے تو انجمن کا فرض ہوگا کہ بلاتوقف ایسے شخص کو اپنی انجمن سے خارج کرے اور اس کی جگہ اور مقرر کرلے۔

۱۱۔ اگر وصیتی مال کے متعلق کوئی جھگڑا پیش آوے تو اس جھگڑے کی پیروی میں جو اخراجات ہوں وہ تمام وصیتی مالوں میں سے دیئے جائیں گے۔

۱۲۔ اگر کوئی شخص وصیت کرکے پھر کسی اپنے ضعف ایمان کی وجہ سے اپنی وصیت سے منکر ہو جائے یا اس سلسلہ سے روگردان ہو جائے تو گو انجمن نے قانونی طور پر اس کے مال پر قبضہ کرلیا ہو پھر بھی جائز نہ ہوگا کہ وہ مال اپنے قبضہ میں رکھے بلکہ وہ تمام مال واپس کرنا ہوگا۔ کیونکہ خدا کسی کے مال کا محتاج نہیں اور خدا کے نزدیک ایسا مال مکروہ اور رد کرنے کے لائق ہے۔

۱۳۔ چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اس لئے انجمن کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں۔

رسالہ الوصیت صفحہ 25 تا 29 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 323 تا 327 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 259 پر درج ہے

۱۴ - جائز ہوگا کہ اس انجمن کی تائید اور نصرت کے لئے دُور دراز ملکوں میں اور انجمنیں ہوں جو اس کی ہدایت کے تابع ہوں - اور جائز ہوگا کہ اگر وہ ایسے ملک میں ہوں کہ وہاں سے میت کو لانا متعذر ہے تو اُسی جگہ میت کو دفن کر دیں - اور تو اب سے حصہ پانے کی غرض سے ایسا شخص قبل از وفات اپنے مال کے دسویں حصہ کی وصیت کرے اور اس وصیتی مال پر قبضہ کرنا اس انجمن کا کام ہوگا جو اس ملک میں ہے - اور بہتر ہوگا کہ وہ روپیہ اسی ملک کی اغراض دینیہ کے لئے خرچ ہو اور جائز ہوگا کہ کوئی ضرورت محسوس کرکے وہ روپیہ اس انجمن کو دیا جائے جس کا ہیڈ کوارٹر یعنی مرکز مقامی قادیان ہوگا۔

۱۵ - یہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے - کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے - اور جائز ہوگا کہ وہ آئندہ ضرورتیں محسوس کرکے اس کام کے لئے کوئی کافی مکان تیار کریں۔

۱۶ - انجمن میں کم سے کم ہمیشہ ایسے دو ممبر رہنے چاہئیں جو علم قرآن اور حدیث سے بخوبی واقف ہوں اور تحصیل علم عربی رکھتے ہوں - اور سلسلہ احمدیہ کی کتابوں کو یاد رکھتے ہوں۔

۱۷ - اگر خدانخواستہ کوئی ایسا شخص جو رسالہ الوصیت کی رُو سے وصیت کرتا ہے مجذوم ہو - جس کی جسمانی حالت اس لائق نہ ہو جو وہ اس قبرستان میں لایا جائے تو ایسا شخص حسب مصالح ظاہر مناسب نہیں ہے کہ اس قبرستان میں لایا جائے - لیکن اگر اپنی وصیت پر قائم ہوگا تو اس کو وہی درجہ ملے گا جیسا کہ دفن ہونے والے کو۔

۱۸ - اگر کوئی کچھ بھی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہ رکھتا ہو اور باایں ہمہ ثابت ہو کہ وہ ایک صالح درویش ہے اور متقی اور خالص مومن ہے - اور کوئی حصہ نفاق

رسالہ الوصیت صفحہ 25 تا 29 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 323 تا 327 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 259 پر درج ہے

یا دُنیا پرستی یا تصور اطاعت کا اس کے اندر نہ ہو تو وہ میری اجازت سے یا میرے بعد انجمن کی اتفاق رائے سے اس مقبرہ میں دفن ہو سکتا ہے۔

19۔ اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کی خاص وحی سے ردّ کیا جائے تو گو وہ وصیتی مال بھی پیش کرے تاہم اس قبرستان میں داخل نہیں ہوگا۔

۲۰۔ میری نسبت اور میرے اہل وعیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے۔ باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت اُن کو شرائط کی پابندی لازم ہوگی اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔

یہ شرائط ضروریہ ہیں جو اوپر لکھی گئیں۔ آئندہ اس مقبرہ بہشتی میں وہ دفن کیا جائیگا جو ان شرائط کو پورا کرے گا۔ ممکن ہے کہ بعض آدمی جن پر بدگمانی کا مادہ غالب ہو۔ وہ اس کارروائی میں ہمیں اعتراضوں کا نشانہ بنا دیں اور اس انتظام کو اغراض نفسانیہ پر مبنی سمجھیں یا اس کو بدعت قرار دیں۔ لیکن یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کے کام میں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ بلاشبہ اُس نے ارادہ کیا ہے کہ اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے اور ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پا کر بلاتوقف اس فکر میں پڑتے ہیں کہ دسواں حصہ کل جائیداد کا خدا کی راہ میں دیں بلکہ اس سے زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں وہ اپنی ایمانداری پر مُہر لگا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الٓمّٓ۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ[1] کیا لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ میں اسی قدر پر راضی ہو جاؤں کہ وہ کہہ دیں کہ ہم ایمان لائے۔ اور ابھی ان کا امتحان نہ کیا جائے۔ اور یہ امتحان تو کچھ بھی چیز نہیں۔ صحابہؓ کا امتحان جانوں کے مطالبہ پر کیا گیا۔ اور انہوں نے اپنے سر خدا کی راہ میں دیئے۔ پھر ایسا گمان کہ کیوں یونہی عام اجازت ہر ایک کو نہ دی جائے کہ وہ اس قبرستان میں دفن کیا جائے کس قدر دُور از حقیقت ہے۔ اگر یہی روا ہو تو خدا تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں امتحان کی کیوں بنیاد ڈالی؟ وہ ہر ایک زمانہ میں چاہتا رہا کہ خبیث اور طیب

[1] العنکبوت: ۲-۳

رسالہ الوصیت صفحہ 25 تا 29 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 323 تا 327 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 259 پر درج ہے

حوالہ نمبر 270

بقیہ ترجمہ یہ ہے :۔ اور تم ایک گڑھے کے کنارہ پر تھے خدا نے تمہیں اس سے نجات دی اور یہ ابتداء سے مقدر تھا ۔ خدا کی باتوں کو کوئی ٹال نہیں سکتا اور وہ ہنسی کرنیوالوں کے لئے کافی ہوگا ۔ یہ تمام کاروبار خدا کی رحمت سے ہے ۔ وہ اپنی نعمت تیرے پر پوری کرے گا تا کہ لوگوں کے لئے نشان ہو ۔ انکو کہدے کہ اگر خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت رکھے ۔ اور ان کو کہدے کہ میرے پاس میری سچائی پر خدا کی گواہی ہے پس کیا تم خدا کی گواہی قبول کرتے ہو یا نہیں ۔ اور ان کو کہدے کہ تم اپنی جگہ پر کام کرو اور میں اپنی جگہ پر کرتا ہوں پھر تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ خدا کس کے ساتھ ہے ۔ خدا نے تجلی فرمائی ہے کہ تا تم پر رحم کرے ۔ اور اگر تم نے منہ پھیر لیا تو وہ بھی منہ پھیرے گا اور سچائی کے مخالف ہمیشہ کے زندان میں رہینگے ۔ تجھکو یہ لوگ ڈراتے ہیں ۔ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے ہم نے تیرا نام متوکل رکھا ۔ خدا عرش پر سے تیری تعریف کر رہا ہے ۔ ہم تیری تعریف کرتے اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں ۔ لوگ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے موںھہ کی پھونکوں سے بجھا دیں ۔ مگر خدا اس نور کو نہیں چھوڑے گا جب تک پورا نہ کرے اگرچہ ۔۔۔

بقیہ حاشیہ: شاگرد یا مرید نہ ہو ۔ اور خدا کی ایک خاص تجلی تعلیم لدنی کے نیچے دائمی طور پر نشو و نما پاتا ہو جو روح القدس کے ہر یک تمثل سے بڑھ کر ہے ۔ اور ایسی تعلیم پانا صفت محمدی ہے ۔ اور اسی کی طرف آیت عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى[1] میں اشارہ ہے اور اس فیض کے دائمی اور غیر منفک ہونے کی طرف آیت مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى[2] میں اشارہ ہے اور مسیح کے مفہوم میں یہ معنے ماخوذ ہیں جو دائمی طور پر وہ روح القدس انکے شامل حال ہو ۔ جو شدید القویٰ کے درجہ سے کمتر ہے کیونکہ روح القدس کی تاثیر یہ ہے کہ وہ اپنی منزل علیہ میں ہو کر انسانوں کو راستے کا ملزم بناتا ہے مگر شدید القویٰ راستے کا اعلیٰ رنگ منزل علیہ میں ہو کر انسانوں کے دلوں میں چڑھاتا ہے ۔ منہ

[1] النجم: ۶ [2] النجم: ۴-۵

یہ حوالہ صفحہ 267 پر درج ہے

اربعین نمبر 2 صفحہ 19 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 361 از مرزا قادیانی

کو ظاہر ہونے والا آدم کی طرح ظاہر ہو جس کا استاد اور مرشد صرف خدا ہو۔ اور اسی کو دوسرے لفظوں میں مہدی کہتے ہیں۔ یعنی خاص خدا سے ہدایت پانے والا اور تمام رُوحانی وجود اُسی سے حاصل کرنے والا۔ اور اُن علوم اور معارف کو پھیلانے والا جن سے لوگ بے خبر ہوگئے ہیں۔ کیونکہ یہ ضروری لازمہ صفت مہدویت ہے کہ گم شدہ علوم اور معارف کو دوبارہ دنیا میں لاوے کیونکہ وہ آدم رُوحانی ہے۔ ایسا ہی چاہیئے کہ وہ بذریعہ نشانوں کے دوبارہ خدا تعالیٰ پر یقین دلانے والا ہو۔ اور ایمان جو آسمان پر اُٹھ گیا اس کو بذریعہ نشانوں کے دوبارہ لانے والا ہو کیونکہ یہ بھی ضروری خاصہ صفت مہدویت ہے۔ مہدی کے لئے ضروری ہے کہ ہر ایک پہلو سے آدم وقت ہو حقیقی اور کامل مہدی نہ موسیٰ تھا کیونکہ اس نے صحف ابراہیم وغیرہ پڑھے تھے۔ اور نہ عیسیٰ تھا کیونکہ اُس نے توریت اور صحف انبیاء پڑھے تھے۔ حقیقی اور کامل مہدی دنیا میں صرف ایک ہی ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جو محض امّی تھا۔ ایسا ہی یہ زمانہ جس میں ہم ہیں مسیح کو بھی چاہتا ہے۔ کیونکہ اس زمانہ میں ہزارہا رُوحانی بیماریاں پیدا ہوگئی ہیں۔ پس ضرورت پڑی کہ اتمام حجت ہو کر ہر ایک قسم کی روحانی بیماری دُور ہو اور مہدی اور مسیح میں کھلا کھلا فرق یہ ہے کہ مہدی کے لئے ضروری ہے کہ آدم وقت ہو اور اس کے وقت میں دنیا بکلّی بگڑ گئی ہو اور نوع انسان میں سے اُس کا دین کے علوم میں کوئی استاد اور مرشد نہ ہو بلکہ اس لیاقت کا آدمی کوئی موجود ہی نہ ہو اور محض خدا نے اسرار اور علوم آدم کی طرح اس کو سکھائے ہوں لیکن مسیح کے صرف یہ معنے ہیں کہ رُوح القدس سے تائید یافتہ ہو اور وقتاً فوقتاً فرشتے اس کی مدد کرتے ہوں۔ +

+ اسجگہ بظاہر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ مہدی کو بھی بذریعہ روح القدس ہی ہدایت ملتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مہدی کے مفہوم میں یہ معنے ماخوذ ہیں کہ وہ کسی انسان کا علم دین میں

اربعین نمبر 2 صفحہ 18 مندرجہ روحانی خزائن، جلد 17 صفحہ 360 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 267 پر درج ہے

ص۹۷

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

بدگمانوں سے بچایا مجھ کو خود بن کر گواہ
کر دیا دشمن کو اک حملہ سے مغلوب اور خوار

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا
مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار

تیرے کاموں سے مجھے حیرت ہے اے میرے کریم
کس عمل پر مجھ کو دی ہے خلعتِ قرب و جوار

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار

دوستی کا دم جو بھرتے تھے وہ سب دشمن ہوئے
پر نہ چھوڑا ساتھ تو نے اے مرے حاجت برار

اے مرے یار یگانہ اے مری جاں کی پناہ
بس ہے تو میرے لئے مجھ کو نہیں تجھ بن بکار

میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار

اے فدا ہو تیری رہ میں میرا جسم و جان و دل
میں نہیں پاتا کہ تجھ سا کوئی کرتا ہو پیار

ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا میں مثلِ طفلِ شیر خوار

نسلِ انساں میں نہیں دیکھی وفا جو تجھ میں ہے
تیرے بن دیکھا نہیں کوئی بھی یارِ غمگسار

لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول
میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگہ میں بار

اس قدر مجھ پر ہوئیں تیری عنایات و کرم
جن کا مشکل ہے کہ تا روزِ قیامت ہو شمار

آسماں میرے لئے تو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار

تو نے طاعوں کو بھی بھیجا میری نصرت کیلئے
تا وہ پورے ہوں نشاں جو ہیں سچائی کا مدار

ہو گئے بیکار سب حیلے جب آئی وہ بلا
ساری تدبیروں کا خاکہ اُڑ گیا مثلِ غبار

سرزمینِ ہند میں ایسی ہے شہرت مجھ کو دی
جیسے ہووے برق کا اک دم میں ہر جا انتشار

براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 97 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 127 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 268 پر درج ہے

خلق جویدپناہ و سایۂ کس | واں پناہ ہمہ تو ہستی و بس
ہست یادت کلیدِ ہر کارے | خاطرے بے تو خاطر آزارے
ہرکہ نالد بدرگہت بہ نیاز | بختِ گم کردہ را بیابد باز
لُطف تو ترکِ طالباں نکند | کس بکارِ رہت زیاں نکند
ہرکہ باذاتِ تو سرے دارد | پُشت بر روئے دیگرے دارد
زینکہ چوں کار بر تو بگذارد | رو بہ اغیار ازچہ رو آرد
ذاتِ پاکت بس ست یار یکے | دل یکے جاں یکے نگار یکے
ہرکہ پوشیدہ باتو در سازد | رحمتت آشکار بنوازد
ہرکہ گیرد درت بصدق و حضور | از در و بام او ببارد نور
ہرکہ راحت گرفت کارش شد | صد اُمیدسے بروزگارش شد
ہرکہ راہِ تو جُست یافتہ است | تافت آں روکہ سرِ بتافتہ است
وانکہ از ظلِ قُربتِ تو رمید | بردرِ ہرکہ رفت ذلّت دید
اے خداوندِ من گناہم بخش | سوئے درگاہِ خویش راہم بخش
روشنی بخش در دل و جانم | پاک کن از گناہِ پنہانم
دلستانی و دلربائی کُن | بہ نگاہے گرہ کشائی کُن
در دو عالم مرا عزیز توئی | وآنچہ میخواہم از تو نیز توئی

لاکھ لاکھ حمد اور تعریف اس قادرِ مطلق کی ذات کے لائق ہے کہ جس نے ساری ارواح اور اجسام بغیر کسی مادّہ اور ہیولیٰ کے اپنے ہی حکم اور امر سے پیدا کر کے اپنی قدرتِ عظیمہ کا نمونہ دکھلایا اور تمام نفوسِ قدسیّہ انبیا کو بغیر کسی اُستاد اور اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوضِ قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا سُبحان اللہ کیا رحمٰن اور منّان وہ ذات ہے کہ جس نے بغیر کسی استحقاق ہمارے کے

دیباچہ براہین احمدیہ جلد اوّل صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 16 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 268 پر درج ہے

کیونکہ بٹالہ اور گورداسپور میں مشنری صاحب موجود ہیں، اور نہ اس نے کوئی خاص وجہ بتلائی کہ وہ کیوں خاص کر میرے پاس آیا ہے۔ جب کہ اور بھی مشنری صاحب موجود ہیں۔ اس نے صرف یہ کہا کہ اتفاقیہ ایک شخص کے آپ کی کوٹھی بتلانے پر آیا ہوں جب ہم نے اُس سے پوچھا کہ تم نے کرایہ ریل کا کہاں سے لیا تو وہ بتلا نہ سکا۔ ان باتوں پر ہماری خاص توجہ غور کے واسطے ہوئی اور غور طلب معاملہ ہم نے سمجھا اور یہ میرے دل میں گذرا کہ اس کے بیانات لیکھرام کے قاتل کے بیانات سے عجیب تشبیہ رکھتے ہیں۔ پس ہم نے اس کی طرف خاص دھیان رکھا۔ پس اس سے گفتگو کر کے ہم نے قصد مذکور کیا۔ اس شخص نے واقفیت دین عیسوی سے ظاہر کی ہم نے پوچھا کہاں سے یہ واقفیت حاصل کی۔ اس نے کہا کہ قادیان میں ایک عیسائی بٹالہ کا رہتا ہے جو مسلمان ہو کر مرزا صاحب کے یہاں رہتا ہے نام اس کا سائیاں ہے۔ اس کے پاس انجیل مقدس تھی اور مطالعہ کیا کرتا تھا جہاں سے مجھے شوق و رغبت ہوئی۔ میں نے اس نوجوان کو مہاں سنگھ گیٹ والے شفاخانہ میں بھیج دیا۔ کہ وہاں طالب علموں کے پاس رہے اور تعلیم پائے۔ اور ہم نے اس کو بوتلوں کے صاف کرنے وغیرہ کا کام دیا۔ قریباً پانچ چھ یوم تک وہ اس جگہ رہا۔ اول اس میں قابل توجہ یہ بات تھی کہ وہ مرزا صاحب

اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے۔ وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو اُن سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا

کتاب البریہ صفحہ 162 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 180، 181 [حاشیہ] از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 268 پر درج ہے

کے حق میں بہت ہی برا بکتا تھا۔ دوم وہ بپتسمہ لینے کی ازحد خواہش رکھتا تھا اور سوم وہ بلا وجہ اور بلا طلبی ہمارے کوٹھی پر آکر گشت اور سیر اور ملاقات چاہتا تھا اور باوجودیکہ ۔ سال کی عمر میں وہ محمدی ہوا تھا۔ اپنی گوت (برہمن) سے ناواقف تھا اور نانکوں سے ناواقف تھا۔ اور مختلف اشخاص سے مختلف قسم کی اپنی نسبت کہانی بیان کی۔ مثلاً ایک شخص سے اُس نے اپنے دوست ایسر داس نام کو بجائے کرپا رام کے بتلایا۔ بعد انقضائے پانچ روز ہم نے اپنے ہسپتال واقع بیاس پر اُسے بھیج دیا۔ وہاں بھی میرے طالب علم پڑھتے ہیں جاتے ہی اس نے ایک خط مولوی نورالدین کے نام جو میرزا صاحب کا داہنے ہاتھ کا فرشتہ ہے لکھا۔ یہ اسی شخص کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ خط اُس نے لکھا ہے۔ مطلب اس خط کا یہ تھا کہ میں عیسائی ہونے لگا ہوں آپ روک سکتے ہیں تو روک لیں۔ یہ مطلب بھی اُس کی زبانی ہی معلوم ہوا تھا اور دیگر شہادت بھی ہے۔ باعث خط لکھنے کا یہ تھا کہ ہم نے اس کو کہا تھا۔ کہ یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم مرزا صاحب کو لکھیں کہ یہ شخص عیسائی ہونا چاہتا ہے۔ کل کو یہ نہ کہیں کہ تم اُن کے چور ہو۔ اس نے کہا کہ نہیں میں خود ہی خط لکھتا ہوں۔ اور اس نے خط لکھ کر بیرنگ ڈاک میں ڈالا۔ اور مجھے خط کے ذریعہ سے خط لکھنے سے منع کیا تھا جب تک میرے بپتسمہ کا وقت ہو۔ وہ خط

حاشیہ

اتفاق ہوا۔ اِن کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔ میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہئے کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے اور نیز ان کا یہ بھی مطلب تھا کہ میں اس شغل سے الگ

کتاب البریہ صفحہ 162 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 180، 181 [حاشیہ] از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 268 پر درج ہے

یہ فرماتے ہیں کہ میں تو خدا کے سارے رسولوں کو مانتا ہوں۔ اللہ اللہ۔ اللہ اللہ کیا شانِ دلربائی ہے ۔

(۱۶۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جہاں تک میں نے تحقیق کی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے مندرجہ ذیل واقعات ذیل کے سنین میں وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۸۳۶ء یا ۱۸۳۷ء۔ ولادت حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۔

۱۸۴۲ء یا ۱۸۴۳ء۔ ابتدائی تعلیم از منشی فضل الٰہی صاحب ۔

۱۸۴۶ء یا ۱۸۴۷ء۔ صرف و نحو کی تعلیم از مولوی فضل احمد صاحب ۔

۱۸۵۲ء یا ۱۸۵۳ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی شادی (غالباً) ۔

۱۸۵۳ء یا ۱۸۵۴ء۔ نحو و منطق و حکمت و دیگر علوم مروجہ کی تعلیم از مولوی گل علی شاہ صاحب اور اسی زمانہ کے قریب بعض کتب طب اپنے والد ماجد سے ۔

۱۸۵۵ء یا ۱۸۵۶ء۔ ولادت خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب (غالباً) ۔

۱۸۵۷ء یا ۱۸۵۸ء۔ ولادت مرزا فضل احمد (غالباً) ۔

۱۸۶۴ء یا ۱۸۶۵ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رویا میں آنحضرت صلعم کی زیارت اور اشارات مامورییت ۔

۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء۔ ایام ملازمت بمقام سیالکوٹ ۔

۱۸۶۸ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا انتقال ۔

۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ساتھ بعض مسائل میں مباحثہ کی تیاری اور الہام "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے" جو غالباً سب سے پہلا الہام ہے ۔

۱۸۷۵ء یا ۱۸۷۶ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آٹھ یا نو ماہ تک لگاتار روزے رکھنا (غالباً)

۱۸۷۶ء۔ تعمیر مسجد اقصیٰ۔ الہام الیس اللہ بکاف عبدہٗ۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد ماجد کا انتقال ۔

۱۸۷۷ء۔ اخبارات میں مضامین بھجوانے کا آغاز (غالباً) مقدمہ از جانب محکمہ ڈاکخانہ (غالباً) سفر سیالکوٹ ۔

سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 150 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 269 پر درج ہے

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى[1] - اِس کی تفصیل یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اَور نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی اُستاد سے نہیں پڑھا تھا۔ مگر حضرت عیسٰے اور حضرت موسٰے مکتبوں میں بیٹھے تھے۔ اور حضرت عیسٰی نے ایک یہودی اُستاد سے تمام توریت پڑھی تھی۔ غرض اسی لحاظ سے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی اُستاد سے نہیں پڑھا خدا آپ ہی اُستاد ہُوا۔ اور پہلے پہل خدا نے ہی آپ کو اِقْرَءْ کہا۔ یعنی پڑھ۔ اَور کسی نے نہیں کہا۔ اِس لئے آپ نے خاص خدا کے زیر تربیت تمام دینی ہدایت پائی اور دوسرے نبیوں کے دینی معلومات انسانوں کے ذریعہ سے بھی ہوئے۔ سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا۔ سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کریگا۔ اور قرآن اور حدیث میں کسی اُستاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو مَیں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے۔ کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ مَیں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔ یا کسی مفسّر یا محدّث کی شاگردی اختیار کی ہے۔ پس یہی مہدویت ہے جو نبوّت محمّدیہ کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے۔ اور اسرارِ دین بلا واسطہ میرے پر کھولے گئے۔ اور

۱۳۵ جس طرح مذکورہ بالا وجہ سے آنے والا مہدی کہلائے گا اسی طرح وہ مسیح بھی کہلائیگا کیونکہ اس میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی روحانیت بھی اثر کرے گی۔ لہٰذا وہ عیسٰی ابن مریم بھی کہلائیگا اور جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے اپنے خاصۂ مہدیت کو اس کے اندر پھونکا۔

✣ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عبد بھی ہے اور اس لئے خدا نے عبد نام رکھا کہ اصل عبودیت کا خضوع اور ذُل ہے اور عبودیت کی حالت کاملہ وہ ہے جس میں کسی قسم کا غلوّ اور بلندی اور عُجب نہ رہے اور صاحب اس حالت کا اپنی عملی تکمیل محض خدا کی طرف سے دیکھے۔ اور کوئی ہاتھ درمیان نہ دیکھے✲۔ عرب کا محاورہ ہے کہ وہ کہتے ہیں مور

✲ نوٹ :- یہ مرتبہ عبودیت کاملہ جو انسان اپنی عملی تکمیل محض خدا تعالیٰ کی طرف سے دیکھے بجز اس مہدیؑ کامل کی جس کی عملی تکمیل تمام و کمال محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے ہوئی ہو دوسرے کو میسّر نہیں آسکتا کیونکہ اپنی جد وجہد اور کوشش کا اثر وجود ایک ایسا خیال پیدا کرتا ہے کہ جو عبودیت تامہ کے منافی ہے۔ اس لئے مرتبہ عبودیت کاملہ بھی بوجہ اس کے جو مرتبہ مہدیت کا طرہ کے تابع ہے بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے کو بوجہ کمال حاصل نہیں۔ ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء فاشھدوا انا نشھد ان محمدًا عبد اللّٰہ ورسولہ۔ منہ

[1] الضحیٰ : ۸

ایام الصلح صفحہ 168 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 394 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 270 پر درج ہے

حوالہ نمبر 277

من جملتہا ھذا الھام، أعنی یا عیسی انی متوفیک ورافعک الیّ ومطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ، وان اللہ قد سمانی فی ھذا عیسٰی؛ ومن جملتہا الھام آخر خاطبنی ربی فیہ وقال انی خلقتک من جوھر عیسٰی وانک وعیسٰی من جوھر واحد وکشیئ واحد؛ ومن جملتہا الھام سمی فیہ کل من خالفنی من العلماء الیھود والنصارٰی۔ ثم ما ألھمت الی عشر سنین بمثل ھذہ الالھامات وما کنت أدری انی أومر بعد ھذہ المدۃ الطویلۃ وأسمّٰی مسیحا موعودا من اللہ تعالٰی بل کنت خلتہ ان المسیح نازل من السماء کما ھو مرکوز فی مدارک القوم؛ ولکنی کنت اقول فی نفسی تعجبا ان اللہ لِم سمانی عیسی ابن مریم فی الھامہ المتواتر المتتابع ولِم قال انک وانہ من جوھر واحد، ولِم سمی المخالفین الیھود والنصارٰی؟ فظھرت علیّ معانی تلک الالھامات والاشارات بعد

وعن ابن مسعود لا یأتی مائۃ سنۃ وعلی الارض نفس منفوسۃ الیوم رواہ مسلم، وھکذا ذکرا لبخاری فی صحیحہ والمضمون واحد لا حاجۃ الی الاعادۃ۔ فوجب من ھذا علی کل مؤمن ان یؤمن بموت الدجال بعد المائۃ من زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والا فکیف یمکن التخلف فیما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوحی من اللہ تعالٰی مؤکّدا بقسمہ، والقسم یدل علی ان الخبر محمول علی الظاھر لا تاویل فیہ ولا استثناء والا فأی فائدۃ کانت فی ذکر القسم؛ فتدبر کالمفتشین المحققین۔ واما تطبیق ھذین الحدیثین فلا یمکن الا بعد تأویل حدیث الدجال وجعلہ من قبیل الاستعارات؛ فنقول ان حدیث خروج الدجال یدل علی خروج طائفۃ الکذابین فی آخر الزمان من قوم النصارٰی، وفی الحدیث اشارۃ الی انھم یشابھون آباءھم المتقدمین فی مکرھم وخدیعتھم وانواع فتنھم وحرصھم علی اضلال الناس کانھم ھم، الا ان آباءھم کانوا مقیدین بالسلاسل والاغلال ولکن ھؤلاء یخرجون من ذلک السجن ویضع اللہ عنھم اغلالھم فیعیثون یمینا وشمالا ویفسدون فی الارض

حاشیہ حمامتہ البشریٰ صفحہ 26 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 192 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 270 پر درج ہے

کے ہمیں میسر آ سکے ہیں اور اس زمانہ میں جمع ہوئے ہیں وہ پہلے نہیں ہوئے اور نہ مذاہب کا اس قدر زور ہوا غرض یہ نشانات اپنی نظیر نہیں رکھتے۔ الہی بخش کی پیش گوئیاں کیا حقیقت رکھ سکتی ہیں؟

سچے موحد ہی خداداد قویٰ سے کام لے سکتے ہیں

فرمایا: جو قویٰ خدا تعالیٰ نے انسان کو دیئے ہیں۔ ان سب سے بجز سچے موحد کے کوئی دوسرا کام نہیں لے سکتا۔ شیعہ ترقی نہیں کر سکتے کیونکہ وہ تو اپنی ساری کوششوں کا منتہا امام حسینؓ کو سمجھ بیٹھے۔ ان کو رد لینا اور ماتم کر لینا کافی قرار دے لیا۔ ہمارے اُستاد ایک شیعہ تھے۔ گل علی شاہ اُن کا نام تھا۔ کبھی نماز نہ پڑھا کرتے تھے۔ مُنہ تک نہ دھوتے تھے۔

(اس پر نواب صاحب نے آپ کی تائید میں بیان کیا کہ وہ میرے والد صاحب کے بھی اُستاد تھے اور وہاں جایا کرتے تھے۔ اور یہ واقعی سچ ہے کہ اُن کی مسجدیں غیر آباد ہوتی ہیں۔)

ہماری مسجد کا ایسا ہی حال تھا اور اب خدا کے فضل سے وُہ آباد ہو گئی ہے۔ اور لوگ نماز پڑھنے لگے ہیں۔

اس پر حضرت اقدسؑ نے نواب صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا:

وُہ کبھی کبھی آپ کے دادا صاحب کا ذکر کیا کرتے تھے اور یہاں سے تین تین مہینے کی رخصت لے کر مالیر کوٹلہ جایا کرتے تھے۔

میں نے غائبانہ بھی کئی مرتبہ ذکر کیا ہے اور میری فراست مجھے یہی بتاتی ہے (یہ نواب صاحب کی مسجد کے آباد ہونے اور نمازیوں کے آنے کے ذکر پر فرمایا) کہ راستی کو قبول کرنا اور پھر خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال سے ڈر جانا اور اُس کی طرف رجوع کرنا آپ کے اور آپ کی اولاد کے اقبال کی نشانی ہے۔ بجز اس کے کہ انسان سچائی سے خدا کی طرف آئے۔ خدا کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ خواہ وُہ کوئی ہو۔ مبارک دن ہمیشہ نیک بخت کو ملتے ہیں۔ یہ آثار صلاحیت، تقویٰ اور خدا ترسی کے جو آپ میں پیدا ہو گئے ہیں۔ آپ کے لیے اور آپ کی اولاد کے لیے بہت ہی مفید ہیں۔

مخالفت ہمیشہ سچوں کی ہوتی ہے

فرمایا: مجمل طور پر لکھا ہے کہ طاعون ترقی پر ہے۔ میرا ارادہ ہے اور مولوی صاحب نے بھی کہا ہے کہ ایک بار پھر طاعون کے متعلق ایک اشتہار دے دیا جاوے کہ لوگ رجوع کریں اور سچی پاکیزگی اور تبدیل پیدا کریں۔ دیکھا گیا ہے اور سُنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جس قدر زور ہوا ہے، سچوں پر ہی ہوا ہے۔ اُن کی مخالفت میں ساری طاقتیں خرچ کی گئی ہیں۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں کتنا زور لگایا گیا۔ برخلاف اس کے مسیلمہ کذاب

ملفوظات جلد اوّل صفحہ 583 طبع جدید از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 271 پر درج ہے

لوگوں نے اسی وقت فلاسفر سے معافی مانگی اور اس کو دودھ پلایا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس واقعہ کا ذکر روایت نمبر ۴۴۳ میں بھی ہو چکا ہے اور مارنے کی وجہ یہ تھی کہ فلاسفر صاحب منہ پھٹ تھے۔ اور جو دل میں آتا تھا وہ کہہ دیتے تھے اور مذہبی بزرگوں کے احترام کا خیال نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ کسی ایسی ہی حرکت پر بعض لوگ انہیں مار بیٹھے تھے۔ مگر حضرت مسیح موعود نے اُسے پسند نہیں فرمایا۔ آجکل فلاسفر صاحب اسی قسم کی حرکات کی وجہ سے جماعت سے خارج ہو چکے ہیں۔

۸۹۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میں نے پہلی مرتبہ دسمبر ۱۹۰۲ء میں بموقعہ جلسہ سالانہ حضرت احمد علیہ السّلام کو دیکھا۔ حضرت سید عبد اللطیف صاحب شہید کابل بھی ان ایام میں قادیان میں مقیم تھے۔ حضرت اقدس ان سے فارسی زبان میں گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

۸۹۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب میں پہلی مرتبہ قادیان آیا۔ تو حضرت اقدس ان ایام میں ...نا عبد الکریم صاحب کی اقتدا میں نماز پڑھا کرتے تھے اور مسجد مبارک میں جو گھر کی طرف کو ایک کھڑکی کی طرز کا دروازہ ہے اُسکے قریب دیوار کے ساتھ کھڑے ہُوا کرتے تھے۔ بحالت نماز ہاتھ سینہ پر باندھتے تھے اور اکثر اوقات نماز مغرب سے عشاء تک مسجد کے اندر احباب میں جلوہ افروز ہو کر مختلف مسائل پر گفتگو فرماتے تھے۔

۸۹۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت اقدس حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کے ساتھ اس کوٹھڑی میں نماز کے لئے کھڑے ہُوا کرتے تھے جو مسجد مبارک میں بجانب مغرب تھی۔ مگر ۱۹۰۷ء میں جب مسجد مبارک وسیع کی گئی تو وہ کوٹھڑی منہدم کر دی گئی۔ اس کوٹھڑی کے اندر حضرت صاحب کے کھڑے ہونے کی وجہ اغلباً یہ تھی کہ قاضی یار محمد صاحب حضرت اقدس کو نماز میں تکلیف دیتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ قاضی یار محمد صاحب بہت مخلص آدمی تھے۔ مگر ان کے دماغ میں کچھ خلل تھا جس کی وجہ سے ایک زمانہ میں ان کا یہ طریق ہو گیا تھا کہ حضرت صاحب کے جسم کو ٹٹولنے لگ جاتے تھے اور تکلیف اور پریشانی کا باعث ہوتے تھے۔

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 265 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی

نیا ایڈیشن صفحہ 275 پر درج ہے

کہ میں آپ کے افتراء کی وجہ سے کسی انسانی عدالت میں آپ پر نالش نہیں کرونگا۔ سو ح۱۴۳
مَیں کہتا ہوں کہ مَیں نہ صرف انسانی عدالت میں نالش کرونگا بلکہ مَیں خدا کی عدالت میں
بھی نالش نہیں کرتا۔ لیکن چونکہ آپ نے محض جھوٹے اور قابلِ شرم الزام میرے پر لگائے
ہیں اور مجھے ناکردہ گناہ دُکھ دیا ہے اِسلئے مَیں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ مَیں اس وقت سے
پہلے مَروں جب تک کہ میرا قادر خدا ان جھوٹے الزاموں سے مجھے بَری کر کے آپکا کاذب
ہونا ثابت نہ کرے۔ اَلَا اِنَّ لَعْنَۃَ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن۔ اِسی کے متعلق قطعی اور یقینی
طور پر مجھ کو ۱۱؍ دسمبر ۱۹۰۲ئ روز پنجشنبہ کو یہ الہام ہُوا۔

برمقام فلک شدہ یارب ــــ گر امیدے دہم مدار عجب۔ بعد ۱۱۔
انشاء اللہ تعالیٰ۔ مگر بہرحال ایک نشان میری بریت کے لئے اِس مُدت میں ظاہر ہوگا
جو آپ کو سخت شرمندہ کریگا۔ خدا کی کلام پر ہنسی نہ کرو۔ پہاڑ ٹل جاتے ہیں۔ دریا خشک
ہوسکتے ہیں۔ موسم بدل جاتے ہیں مگر خدا کا کلام نہیں بدلتا جبتک پُورا نہ ہولے۔

اِسی طرح میری کتاب اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۹ میں بابو الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے
یریدون اَنْ یروا طمثك واللّٰہ یرید ان یریك انعامه۔ الانعامات المتواترۃ۔
انت منی بمنزلۃ اولادی۔ واللّٰہ ولیك وربك فقلنا یا نار کونی بردًا۔
یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالےٰ
تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہونگے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے ایسا
بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔ یعنی حیض ایک ناپاک چیز ہے مگر بچہ کا جسم اسی سے تیار ہوتا ہے۔
اِسی طرح جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو جس قدر فطرتی ناپاکی اور گند ہوتا ہے جو انسان کی فطرت
کو لگا ہوا ہوتا ہے اُسی سے ایک رُوحانی جسم تیار ہوتا ہے۔ یہی طمث انسانی ترقیات کا
نتیجہ ہے۔ اِسی بناء پر صوفیہ کا قول ہے کہ اگر گناہ نہ ہوتا تو انسان کوئی ترقی نہ کرسکتا۔ آدم کی
ترقیات کا بھی یہی موجب ہُوا۔ اِسی وجہ سے ہر ایک نبی مخفی کمزوریوں پر نظر کر کے استغفار

تتمہ حقیقت الوحی صفحہ 581، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 581 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 276 پر درج ہے

ظاہر ہے کہ بیع الجبل فی سم الخیاط استارے کے طور پر ہے۔ اور مدارج میں سے ایک درجے کی علامت کنایہ مقرر فرمائی گئی ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی۔ کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اور اللہ تعالے نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے

بس جن لوگوں کو میرا وہ رقعہ جو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لکھا تھا اور اُس میں اپنی کشفی حالت ظاہر کی تھی میرے جنون کی دلیل نظر آتا ہے وہ اپنے ایمان کی فکر کریں اور قرآن کے الفاظ ولمن خاف مقام ربہٖ جنتٰن ومن دونھما جنتٰن پ ۲۷ ع ۱۴ کی کسوٹی پر اپنے ایمان کو پرکھیں یہاں اللہ تعالیٰ ڈرنے والے کو دو جنت عطا فرمانے کا وعدہ فرماتا ہے جس کی تعریف درمیانی نقرات ہیں۔ یعنے ان میں چشمے ہونگے۔ لولو اور مرجان ہونگے سرہانے ہونگے وغیرہ وغیرہ اخیر میں فرماتا ہے کہ ان دو جنتوں سے ورے دو جنت اور بھی ہیں یعنے جیسے مرنے کے بعد ان کو دو جنت ملیں گے ایسے ہی اسی دنیاوی زندگی میں بھی دو جنت ملیں گے اور الفاظ من کان فی ھذہٖ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی۔ اس کی تشریح ہے۔

اب میاں صاحب اور مولوی محمد علی صاحب مہربانی فرما کر کھول کر لکھیں کہ ان کو دو جنت کون سے حاصل ہیں۔ یونہی اعتراض کر دینا تو بڑا آسان ہے خود کسی صنعت کے موصوف بنکر بتا دیں۔ اب میں مختصر طور پر ان خوابوں اور کشفوں کو ظاہر کرتا ہوں جو بطور پیشگوئی ظاہر ہوئے اور ہونے والے ہیں ایک سال سے زیادہ عرصہ گذرا۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پشاور کے گرد کسی مسلمان بادشاہ کی چھیڑ چھاڑ ہو رہی ہے انجام کچھ معلوم نہ ہوا تھا۔ مگر تاہم میں نے

اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر 34، صفحہ 12 از قاضی یار محمد قادیانی مرید مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 276 پر درج ہے

درست ہے۔ لیکن ہم لوگ جو خدا کے رسول کو ہاتھ لگاتے اور بوسہ دیتے اور مٹھیاں بھرتے ہیں۔ حتٰے کہ میں تو اس قدر بے ادب ہوں کہ جب نماز میں حضرت صاحب کے ساتھ کھڑا ہوتا ہوں تو اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ نماز ٹوٹتی ہے یا نہیں۔ مونڈھا کہنی جو بھی آپ کے ساتھ لگ سکے لگاتا ہوں۔ کیا دوزخ کی آگ ہم کو بھی چھوئے گی۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ بھائی صاحب بات تو ٹھیک ہے لیکن تابعداری شرط ہے۔ اللہ اللہ یہ اس وقت کی حالت ہے۔ اور اب ڈاکٹر صاحب کی یہ حالت ہے کہ حضرت صاحب کے جگر گوشہ اور خلیفۂ وقت سے منحرف ہو رہے ہیں۔

۹۰۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جولائی ۱۹۰۴ء کا واقعہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گورداسپور کی کچہری سے باہر تشریف لائے۔ اور خاکسار سے کہا کہ انتظام کرو کہ نماز پڑھ لیں۔ خاکسار نے ایک دری نہایت شوق سے اپنی چادر پر بغرض جا نماز ڈال دی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اقتداء میں نماز ظہر و عصر ادا کی۔ اس وقت غالباً ہم بیس احمدی مقتدی تھے۔ نماز سے فارغ ہونے پر معلوم ہوا کہ وہ دری حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی تھی۔ اور انہوں نے لے لی۔

۹۰۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ قدیم مسجد مبارک میں حضور علیہ السلام نماز جماعت میں ہمیشہ پہلی صف کے دائیں طرف دیوار کے ساتھ کھڑے ہوا کرتے تھے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے آجکل موجودہ مسجد مبارک کی دوسری صف شروع ہوتی ہے۔ یعنی بیت الفکر کی کوٹھری کے ساتھ ہی مغربی طرف۔ امام اگلے حجرہ میں کھڑا ہوتا تھا۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شخص پر جنون کا غلبہ ہوا۔ اور وہ حضرت صاحب کے پاس کھڑا ہونے لگا۔ اور نماز میں آپ کو تکلیف دینے لگا۔ اور اگر کبھی اس کو پچھلی صف میں جگہ ملتی۔ تو ہر سجدہ میں وہ صفیں پھلانگ کر حضور کے پاس آتا اور تکلیف دیتا اور قبل اس کے کہ امام سجدہ سے سر اٹھائے وہ اپنی جگہ پر واپس چلا جاتا۔ اس تکلیف سے تنگ آکر حضور نے امام کے پاس حجرہ میں کھڑا ہونا شروع کر دیا۔ مگر وہ بھلا مانس حتی المقدور وہاں بھی پہنچ جایا کرتا اور ستایا کرتا تھا۔ مگر پھر بھی وہاں نسبتاً امن تھا۔ اس کے بعد آپ وہیں نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ مسجد کی توسیع ہو گئی۔ یہاں بھی آپ دوسرے مقتدیوں سے آگے امام کے پاس ہی کھڑے ہوتے رہے۔ مسجد اقصٰی میں جمعہ اور عیدین

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 268، 269 از مرزا بشیر احمد

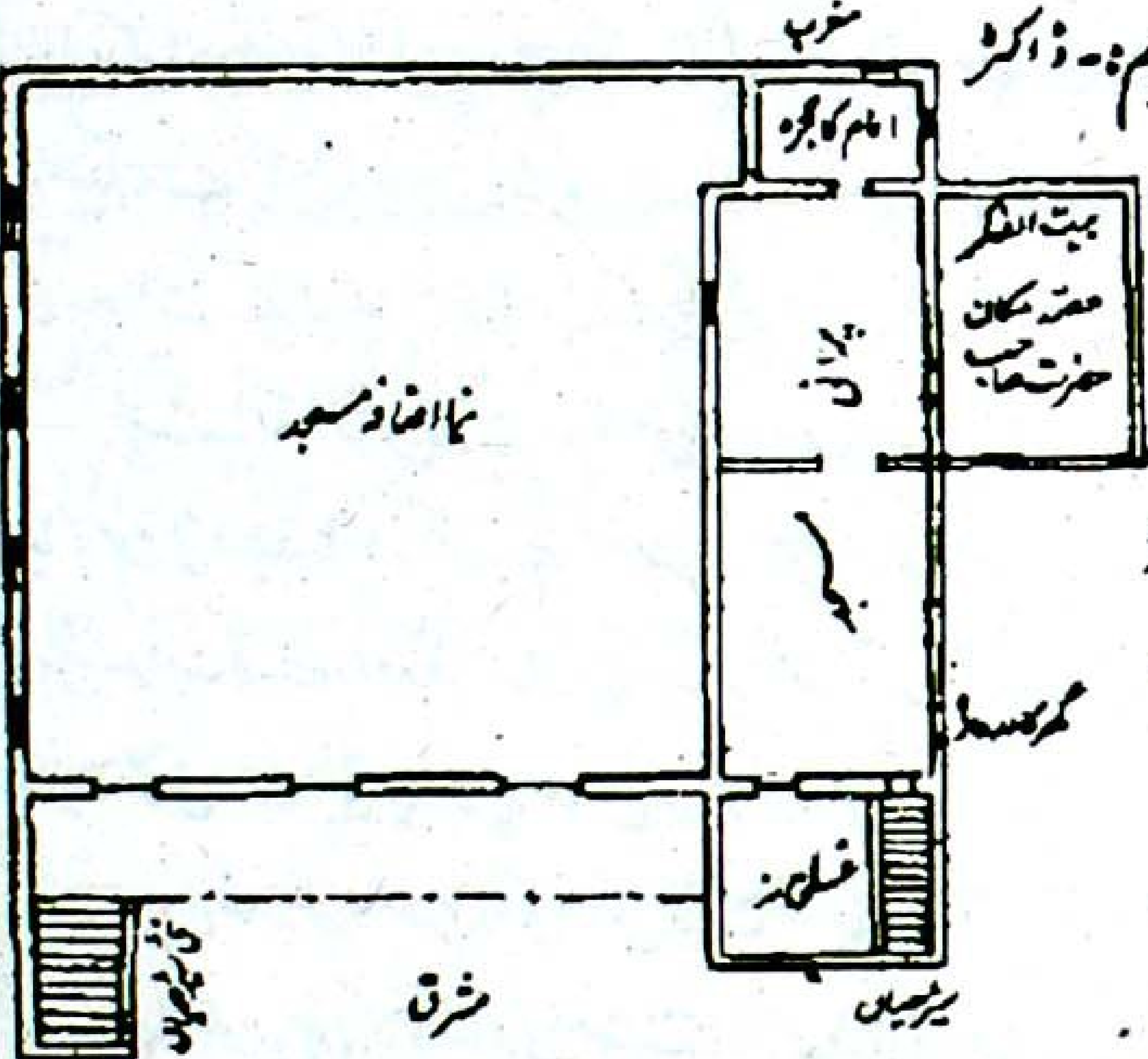
یہ حوالہ صفحہ 277 پر درج ہے

حوالہ نمبر 282

کے موقعہ پر آپ صف اول میں عین امام کے پیچھے کھڑے ہوا کرتے تھے۔ وہ معذور شخص جو دیکھ سکتا تھا اپنے خیال میں اظہار محبت کرتا اور جسم پر نامناسب طور پر ہاتھ پھیر کر تبرک حاصل کرتا تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس کا ذکر روایت ۱۹۳ میں بھی ہو چکا ہے۔

۹۰۴ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ کو بیان کیا کہ قدیم مسجد مبارک کا نقشہ یہ ہے۔ اس کے تین حصے تھے۔ ایک چھوٹا مغربی حجرہ امام کے لئے تھا جس میں دو کھڑکیاں تھیں۔ درمیانی حصہ جس میں دو صفیں اور فی صف ۶ آدمی ہوتے تھے۔ اسی میں



بیت الفکر کی کھڑکی کھلتی تھی اور اس کے مقابل پر جنوبی دیوار میں ایک کھڑکی روشنی کے لئے کھلتی تھی۔ تیسرا باہر کا مشرقی حصہ اس میں عموماً دو اور بعض اوقات تین صفیں اور فی صف ۵ آدمی ہوا کرتے تھے اسی میں نیچے سیڑھیاں آتی ہیں اور ایک دروازہ اس کا غسلخانہ میں تھا جو اب چھوٹے کمرہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے اسی تیسرے حصہ میں ایک دروازہ شمالی دیوار میں حضرت صاحب کے گھر میں کھلتا تھا۔ غرضیکہ اس زمانہ میں مسجد مبارک میں امام سمیت ۲۲ آدمیوں کی بافراغت گنجائش تھی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ جو کمرہ بطور غسلخانہ دکھایا گیا ہے اس میں حضرت صاحب کے کرتہ پر سُرخی کے چھینٹے پڑنے کا نشان ظاہر ہوا تھا۔

۹۰۵ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ خاک[سار] نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ قلمی تحریر دیکھی ہے جس میں حضور نے اس زمانہ کی جماعت [کی] بابت لکھا تھا کہ وہ انشاء اللہ جنت میں میرے ساتھ ہوں گے۔ اس زمانہ کی جماعت کیو[نکہ] ... محمد خاں صاحب مرحوم۔ میاں ... نے خاں صاحب مرحوم اور منشی ظفر احمد صاحب نمایا[ں] ... ہے

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 268، 269 از مرزا بشیر احمد

یہ حوالہ صفحہ 277 پر درج ہے

ابتداء میں شرط میں کوئی اور احمدی نہ تھا۔ لہٰذا میری مخالفت شروع ہوئی۔ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں مخالفت کی نسبت ایک خط ارسال کیا اور دعا کے لئے درخواست کی۔ جس کا جواب حضور علیہ السلام نے یہ رقم فرمایا کہ صبر کرو۔ وہاں بھی بہت لوگ ایمان لائیں گے۔ خواجہ عبدالرحمٰن صاحب بیان کرتے ہیں کہ بعد میں اگرچہ شرط والے لوگ تو ابھی تک ایمان نہیں لائے۔ لیکن اس کے بالکل متصل گاؤں موسومہ کنیہ پورہ سارے کا سارا احمدی ہو گیا۔ اور علاقہ میں کئی اور جگہ احمدیت پھیل گئی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ خواجہ صاحب جلدی کرتے ہیں۔ اگر حضرت صاحب نے ایسا فرمایا ہے تو تسلی رکھیں شرط بھی بچ نہیں سکتا۔

۸۲۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پسرِ موعود کی پیشگوئی شائع فرمائی۔ تو آپ کی زندگی میں ہی ایک شخص نور محمد نامی۔ جو پٹیالہ کی ریاست میں کہیرو گاؤں کا رہنے والا تھا پسرِ موعود ہونے کا مدعی بن بیٹھا۔ اور بعض جاہل طبقہ کے لوگ اس نے اپنے مرید کر لئے۔ سُنا ہے یہ لوگ قادیان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور ایک دفعہ ان کا ایک وفد قادیان بھی آیا تھا۔ انہوں نے حضرت صاحب کو سجدہ کیا مگر حضرت صاحب نے سختی سے منع فرمایا۔ وہ لوگ چند روز رہ کر واپس چلے گئے۔ اور پھر نہیں دیکھے گئے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایسے مجانین اور غالی لوگوں کا وجود ہر قوم میں ملتا ہے۔

۸۲۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک دفعہ الہام ہوا تھا۔ کہ "پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن"۔

اس سال سے مَیں دیکھ رہا ہوں کہ ہر بہار کے موسم میں ایک نہ ایک حملہ سخت سردی کا ضرور ہو جاتا ہے

۸۲۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے کہ یہ جو حضرت موسیٰ کو فرعون کے پاس بھجواتے ہوئے خدا نے حکم دیا تھا کہ قولا لہ قولاً لیناً لعلہ یتذکر او یخشیٰ۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کا بہت لحاظ کیا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نصیحت کی ہے کہ یہ بادشاہ ہے اس لئے اس کے ساتھ اس کے رتبہ کے موافق نرمی اور ادب سے گفتگو کی جائے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ بھی یہ نکتہ بیان کیا کرتے تھے اور غالباً انہوں نے حضرت

سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 232 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 278 پر درج ہے

پھلی کا کھلنا تھا کہ تمام مکان بدبو سے بھر گیا (دراصل پھلی سڑی ہوئی نہ تھی۔ بلکہ اس میں ایسی ہی بساند ہوتی ہے۔ وہاں کے لوگ اُسے بھون کر کھاتے ہیں اور واقعی نہایت لذیذ ہوتی ہے۔ مگر بساندھ اور بدبو برابر رہتی ہے) حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ اسے لے جاؤ اور گاؤں سے دور لے جا کر ڈھاب کے کنارے دفن کردو۔ اس میں سخت بدبو ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کو بدبو سے بہت نفرت تھی۔

٨٨٨ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جب لوگ حضور سے ملنے قادیان آتے یا جلسہ اور عیدین وغیرہ کے موقعوں پر آتے تو بہت دیر تک ٹھہرا کرتے تھے۔ آجکل لوگ ان موقعوں پر بہت کم آتے ہیں اور آتے ہیں تو بہت کم ٹھہرتے ہیں ان ایام میں بعض لوگ پیدل بھی اپنے وطن سے آتے تھے۔ ایک شخص وریام نامی تھا جو جہلم سے پیدل آتا تھا۔ اور ایک مولوی جمال الدین صاحب سید والہ ضلع شیخوپورہ کے تھے جو معہ ایک قافلہ کے پیدل کوچ کرتے ہوئے قادیان آیا کرتے تھے۔ حضور علیہ السلام کا بھی قاعدہ تھا کہ کثرت سے ملنے رہنے اور قادیان میں بار بار آنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے۔

٨٨٩ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میاں الہ دین فلاسفر اور پھر اس کے بعد مولوی یار محمد صاحب کو ایک زمانہ میں قبروں کے کپڑے اتار لینے کی دھت ہوگئی تھی یہاں تک کہ فلاسفر نے ان کو بیچکر کچھ روپیہ بھی جمع کر لیا۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ اس طرح ہم بدعت اور شرک کو مٹاتے ہیں۔ حضرت صاحب نے جب یہ سُنا۔ تو اس کام کو ناجائز فرمایا۔ تب یہ لوگ باز آئے اور وہ روپیہ اشاعت اسلام میں دیدیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اسلام نے نہ صرف ناجائز کاموں سے روکا ہے بلکہ جائز کاموں کے لئے ناجائز وسائل کے اختیار کرنے سے بھی روکا ہے۔

٨٩٠ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میاں الہ دین عرف فلاسفر کو بعض لوگوں نے کسی بات پر مارا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو علم ہوا۔ تو آپ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ اگر وہ عدالت میں جائے اور تم وہاں اپنے قصور کا اقرار کرلو۔ تو عدالت تم کو سزا دیگی اور اگر جھوٹ بولو اور انکار کردو۔ تو پھر تمہارا میرے پاس ٹھکانا نہیں۔ غرض آپ کی ناراضگی سے ڈر کر ان

سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 264 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 278 پر درج ہے

یہی مسئلہ پیش کیا۔ کہ آپ کی بعض تحریروں سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نبوّت کا
دعویٰ کرتے ہیں۔ اِس لئے لوگوں کو ٹھوکر لگتی ہے۔ حضرت صاحبؑ نے اسکی تشریح فرمائی۔ کہ
میری مُراد اس سے کیا ہے۔ جس پر اُن مولوی صاحب نے کہا۔ کہ اچھا آپ تحریر کر دیں۔ کہ آپ کی
تحریرات میں جہاں کہیں نبوّت کا لفظ ہے، وہ ایسا نہیں۔ کہ جو ختمِ نبوّت کے منافی ہو۔
اور اس سے مراد محدثیت ہے۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا۔ کہ بیشک میں لکھ دیتا ہوں۔
چنانچہ اُسی وقت حضورؑ نے ایک تحریر لکھکر مولوی صاحب کو دیدی۔ جو کہ اُنہوں نے اپنے
پاس رکھ لی۔ تاکہ اُن لوگوں کو دکھائیں۔ جو اس وجہ سے حضرت صاحبؑ پر کُفر کا فتویٰ لگاتے
تھے۔ انہی دنوں میں ایک دن بعض شریر لوگ مخالف مولویوں کے بہکانے سے اُس
مکان پر حملہ کر کے آ گئے۔ جہاں پر ہم ٹھیرے ہُوئے تھے۔ اور مکان کے اُوپر زنانہ میں
گُھسنا چاہتے تھے۔ مگر چند احمدیوں نے جو ساتھ تھے۔ بڑی ہمت سے سیڑھیوں میں
کھڑے ہو کر اُن لوگوں کو روکا۔ اور بعد میں پولیس کے پہنچ جانے سے وہ لوگ منتشر ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے امرتسر جانے کی خبر سے بعض اور احباب بھی
مختلف شہروں سے وہاں آ گئے۔ چنانچہ کپور تھلہ سے محمدؐ خاں صاحب مرحوم اور منشی
ظفر احمدؐ صاحب بہت دنوں وہاں ٹھیرے رہے۔ گرمی کا موسم تھا۔ اور منشی صاحب
اور مَیں ہر دو نحیف البدن اور چھوٹے قد کے آدمی ہونے کے سبب ایک ہی چارپائی
پر دونوں لیٹ جاتے تھے۔ ایک شب دس بجے کے قریب میں تھیئٹر میں چلا گیا۔
جو مکان کے قریب ہی تھا۔ اور تماشہ ختم ہونے پر دو بجے رات کو واپس آیا۔ صبح منشی ظفر احمدؐ
صاحب نے میری عدم موجودگی میں حضرت صاحب کے پاس میری شکایت کی۔ کہ مفتی صاحب
رات تھیئٹر چلے گئے تھے۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا۔ ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے۔ تاکہ
معلوم ہو۔ کہ وہاں کیا ہوتا ہے۔ اِس کے سوا اَور کچھ نہیں فرمایا۔ منشی ظفر احمدؐ صاحب نے
خود ہی مجھ سے ذکر کیا۔ کہ مَیں تو حضرت صاحبؑ کے پاس آپکی شکایت لیکر گیا تھا۔ اور میرا
خیال تھا۔ کہ حضرت صاحبؑ آپکو بُلا کر تنبیہ کریں گے۔ مگر حضورؑ نے تو صرف یہی فرمایا۔ کہ
ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے۔ اور اس سے معلومات حاصل ہوتے ہیں۔ مَیں نے کہا کہ

ذکر حبیب صفحہ 18 از مفتی محمد صادق قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 279 پر درج ہے

حوالہ نمبر 286

مقدمہ سے پہلے شائع کیا ہوا تھا کہ ایک تو مجھے یہ الہام ہوا ہے کہ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ یعنی خدا تعالیٰ اس فریق کے ساتھ ہے جو متقی ہے اور دوسرا الہام یہ تھا کہ عدالت عالیہ سے بری کیا جائیگا۔ اب دونوں کو ملا کر دیکھ کر یہ کیسی عظیم الشان صداقت ہے جو پوری ہوئی۔

۹۹۷ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب ایک دفعہ کسی شخص کا ذکر سُنانے لگے کہ وہ کسی عورت پر سخت عاشق ہو گیا۔ اور باوجود ہزار کوشش کے وہ اس عشق کو دل سے نہ نکال سکا۔ آخر حضرت صاحب کے پاس آیا۔ اور طالب دُعا ہوا۔ حضرت صاحب نے مولوی صاحب سے فرمایا کہ مجھے خدا کی طرف سے معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص اس عورت سے ضرور بدکاری کرے گا۔ مگر میں بھی پورے زور سے اس کے لئے دُعا کرونگا چنانچہ وہ شخص قادیان ٹھہرا رہا۔ اور حضور دعا کرتے رہے۔ یہانتک کہ اس نے ایک روز مولوی صاحب سے کہا کہ آج رات خواب میں میں نے اس عورت کو دیکھا اور خواب میں ہی اس کی مباشرت کی اور میں نے اس دوران میں اس کی شرمگاہ کو جہنم کے گڑھے کی طرح دیکھا۔ جس سے مجھے اس سے اس قدر خوف اور نفرت پیدا ہوئی کہ یکدم وہ آتش عشق ٹھنڈی ہو گئی۔ اور وہ محبت کی بے قراری سب دل سے نکل گئی۔ بلکہ دل میں دوری پیدا ہو گئی۔ اور خدا کے فضل اور حضور کی دعا کی برکت سے میں بدکاری سے بھی محفوظ رہا اور وہ جنون بھی جاتا رہا۔ اور حضور نے جو بات میری بابت کہی تھی وہ ظاہری رنگ سے بدل کر خدا نے خواب میں پوری کرا دی یعنی میں نے اس سے تعلق بھی کر لیا اور ساتھ ہی مجھے گناہ سے بھی بچا لیا۔ غالباً یہ شخص سیالکوٹ کا رہنے والا تھا اور متموّل آدمی تھا۔ اور اُسنے حضرت صاحب کی بیعت بھی کی تھی۔ مگر تعلق کو آخر تک نہیں نبھایا۔

۹۹۸ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے گھر کی حفاظت کے لئے ایک دفعہ ایک گدی کتا بھی رکھا تھا۔ وہ دروازہ پر بندھا رہتا تھا اور اس کا نام شیرو تھا۔ اس کی نگرانی بچے کرتے تھے یا میاں قدرت اللہ خانصاحب مرحوم کرتے تھے جو گھر کے دربان تھے۔

یہ حوالہ صفحہ 279 پر درج ہے	سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 298 از مرزا بشیر احمد ایم اے

مسجد اقصیٰ والا کنواں تھا۔ مگر وہ کسی قدر دور تھا اور چند سیڑھیاں چڑھ کر اس تک پہونچنا پڑتا تھا۔

۸۱۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ۱۹۰۴ء میں جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مقدمہ کرم دین کی وجہ سے گورداسپور بمعہ اہل وعیال ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک دن آپ کی پشت پر ایک پھنسی نمودار ہوئی جس سے آپ کو بہت تکلیف ہوئی۔ خاکسار کو بلایا اور دکھایا اور بار بار پوچھا کہ یہ کاربنکل تو نہیں۔ کیونکہ مجھے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ مَیں نے دیکھکر عرض کی کہ یہ بال توڑ یا معمولی پھنسی ہے۔ کاربنکل نہیں ہے۔

دراصل حضرت صاحب کو ذیابیطس اس قسم کا تھا جس میں پیشاب بہت آتا ہے مگر پیشاب میں شکر خارج نہیں ہوتی۔ اور یہ دورے ہمیشہ محنت اور زیادہ تکلیف کے دنوں میں ہوتے تھے۔ اور بکثرت اور بار بار پیشاب آتا تھا۔ اور یہ ایک عصبی تکلیف تھی۔ اور بہت پیشاب آکر سخت ضعف ہو جاتا تھا۔ ایک دفعہ کسی ڈاکٹر نے عرض کیا کہ پیشاب کا ملاحظہ شکر کے لئے کرا لینا چاہیئے فرمانے لگے نہیں۔ اس سے تشویش زیادہ ہوگی۔ اس خاکسار نے بھی کیمیاوی ملاحظہ نہیں کیا تھا۔ مگر ہمیشہ کے حالات دیکھکر تشخیص کی تھی کہ یہ مرض نروس پالیوریا ہے۔ مگر حضرت صاحب کی ایک تحریر سے مجھے علم ہوا ہے کہ ایک دفعہ آپ کے پیشاب میں شکر بھی پائی گئی تھی۔

۸۱۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میاں معراج الدین صاحب عمر کے ساتھ ایک نومسلمہ جو بڑی لاہور سے آئی۔ اس کے نکاح کا ذکر ہوا۔ تو حافظ غلیم بخش صاحب مرحوم پٹیالوی نے عرض کی کہ مجھ سے کر دیا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اجازت دیدی اور نکاح ہو گیا۔ دوسرے روز اس مساۃ نے حافظ صاحب کے ہاں جانے سے انکار کر دیا اور خلع کی خواہش مند ہوئی۔ خلیفہ رجب دین صاحب لاہوری نے حضرت صاحب کی خدمت میں مسجد مبارک میں یہ معاملہ پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اتنی جلدی نہیں۔ ابھی صبر کرے۔ پھر اگر کسی طرح گذارہ نہ ہو۔ تو خلع ہو سکتا ہے۔ اس پر خلیفہ صاحب نے جو بہت بے تکلف آدمی تھے حضرت صاحب کے سامنے ہاتھ کی ایک حرکت سے اشارہ کر کے کہا کہ حضور وہ کہتی ہے کہ حافظ صاحب کی یہ حالت ہے۔ (یعنی قوت رجولیت بالکل معدوم ہے) اس پر حضرت صاحب نے خلع کی اجازت دیدی۔ مگر احتیاطاً

یہ حوالہ صفحہ 280 پر درج ہے

سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 227 از مرزا بشیر احمد ایم اے

۱۶ اشتہاروں میں پیسہ اخبار کے نقش قدم پر چلے ہیں۔ بعض نے یہاں تک جھوٹ بولا ہو کہ گویا ہماری جماعت میں بھی طاعون پھوٹ پڑی ہے اور گویا قادیان میں وہ طاعون پیدا ہو گئی ہے جو طاعون جارف کہلاتی ہے۔ انکے جواب میں بجز اسکے ہم کیا کہیں کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔ وہ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ کی یہی قدیم سنت ہے کہ جس گاؤں یا شہر میں خدا کی طرف سے کوئی مرسل آتا ہے وہ جگہ نسبتی طور پر دار الامن ہو جاتی ہے اور اس میں وہ بیحواس اور دیوانہ کرنیوالی تباہی نہیں پڑتی جسمیں لوگ پروانوں کی طرح مرتے ہیں ہاں موت کا دروازہ بھی بند نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ باوجودیکہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے دار الامان ہونے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں اور قرآن کریم نے بھی اس کی تصدیق کی ہے مگر پھر بھی بعض اوقات انسانی برداشت تک مکہ معظمہ میں ہیضہ پھوٹ پڑا ہے اور ایسا ہی مدینہ منورہ میں بھی کئی وارداتیں ہو جاتی ہیں مگر ان وارداتوں سے ان دونوں حرمین شریفین کے دار الامن ہونے میں فرق نہیں آتا۔ اسی طرح ہمیں اس سے انکار نہیں کہ قادیان میں بھی کبھی وبا پڑے یا کسی معمولی حد تک طاعون سے جانوں کا نقصان ہو لیکن یہ ہرگز نہیں ہو گا کہ جیسا کہ قادیان کے اردگرد تباہی ہوئی یہاں تک کہ بعض گاؤں موت کی وجہ سے خالی ہو گئے یہی حالت قادیان پر بھی آئے۔ کیونکہ وہ خدا جو قادر خدا ہے اپنے پاک کلام میں وعدہ کر چکا ہے جو قادیان میں تباہ کرنیوالی طاعون نہیں پڑے گی۔ جیسا کہ اُس نے فرمایا لَوْلَا الْاِکْرَامُ لَهَلَكَ الْمَقَامُ۔ یعنی اگر مجھے تمہاری عزت ظاہر کرنا ملحوظ نہ ہوتا تو میں اِس مقام کو یعنی قادیان کو طاعون سے فنا کر دیتا یعنی اس گاؤں میں بھی بڑے بڑے خبیث اور شریر اور ناپاک طبع اور کذاب اور مفتری رہتے ہیں اور وہ اِس لائق تھے کہ قہر الٰہی سب کو ہلاک کر دیوے مگر میں ایسا کرنا نہیں چاہتا کیونکہ درمیان میں تمہارا وجود بطور شفیع کے ہے اور تمہارا اکرام مجھے منظور ہے اسلئے میں اس کو تباہ کرنے سے درگذر کرتا ہوں کہ ایک خوفناک تباہی اور موت ان لوگوں پر ڈالدوں تاہم بکلی بے سزا نہیں چھوڑونگا اور کسی حد تک وہ بھی عذاب طاعون میں سے حصہ لینگے تا شریروں کی آنکھیں کھلیں۔ ماسوا اسکے اگر قادیان میں ایسی طاعون آوے جیسا کہ گردونواح میں بعض جگہ یہ صورتیں پیدا ہوئیں کہ دیہات میں صدہا لوگ مرے اور کئی دیہات تباہ ہو گئے اور بہت سے گھر ایسے ہو گئے کہ بجز شیر خوار بچوں کے ان میں کوئی بھی نہ رہا۔

نزول المسیح صفحہ 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 394 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 281 پر درج ہے

ہو گا کہ اس قدر مسلمانوں کا مال ضائع ہو گیا۔ میرے ایک دوست میرزا خدا بخش صاحب مسٹر سید محمود صاحب سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ اگر میں اس نقصان کے وقت علیگڈھ میں موجود نہ ہوتا تو میرے والد صاحب ضرور اس غم سے مرجاتے۔ یہ بھی مرزا صاحب نے سنا کہ آپ نے اس غم سے تین دن روٹی نہیں کھائی۔ اور اسقدر قومی مال کے غم سے دل بھر گیا کہ ایک مرتبہ غشی بھی ہو گئی۔ سوائے سید صاحب یہی حادثہ تھا جس کا اس اشتہار میں صریح ذکر ہے۔ چاہو تو قبول کرو۔ والسلام۔ ۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء

۴۷ منجملہ اُن نشانوں کے جو پیشگوئی کے طور پر ظہور میں آئے۔ وہ پیشگوئی ہے جو میں نے اخویم قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹی ضلع گوجرانوالہ کے متعلق کی تھی۔ اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس جگہ خود اُنکے خط کی عبارت نقل کر دوں جو اس پیشگوئی کے بارے میں انھوں نے میری طرف بھیجا ہے اور وہ یہ ہے:۔

"مجھے یقینی یاد ہے کہ حضور علیہ السلام نے بماہ مارچ ۱۸۸۸ء جبکہ اس عاجز نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی تو ایک لمبی دعا کے بعد اُسی وقت آپ نے فرمایا تھا کہ قاضی صاحب آپ کو ایک سخت ابتلا پیش آنے والا ہے۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے بعد اس عاجز نے کئی اپنے عزیز دوستوں کو اس سے اطلاع بھی دیدی کہ حضور نے میری نسبت اور میرے حق میں ایک ابتلائی حالت کی خبر دی تھی۔ اب اس کے بعد جس طرح پر وہ پیشگوئی پوری ہوئی وہ وقوعہ بعینہٖ عرض کرتا ہوں کہ میں حضرت اقدس سے روانہ ہو کر ابھی راستہ میں ہی تھا کہ مجھے خبر ملی کہ میری اہلیہ بعارضہ درد گردہ و

تریاق القلوب صفحہ 153 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 472 تا 475 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 281 پر درج ہے

قولنج وقتے مفرط سخت بیمار ہے۔ جب میں گھر پہنچا اور دیکھا تو واقع میں ایک نازک حالت طاری تھی۔ اور عجیب تر یہ کہ شروع بیماری وُہی رات تھی۔ جس کی شام کو حضور نے اِس ابتلاء سے اطلاع دی تھی۔ شدّتِ درد کا یہ حال تھا کہ جان ہر دم ڈوبتی جاتی تھی۔ اور بے تابی ایسی تھی کہ باوجود کثیر الحیا ہونے کے مارے درد کے بے اختیار انکی چیخیں نکلتی تھیں اور گلی کوچے تک آواز پہنچتی تھی۔ اور ایسی نازک اور دردناک حالت تھی کہ اجنبی لوگوں کو بھی وہ حالت دیکھ کر رحم آتا تھا۔ شدّتِ مرض تخمیناً تین ماہ تک رہی۔ اسقدر مُدّت میں کھانے کا نام تک نہ تھا۔ صرف پانی پیتیں اور قے کر دیتیں۔ دن رات میں پچاس ساٹھ دفعہ متواتر قے ہوتی۔ پھر درد قدرے کم ہوا۔ مگر نادان طبیبوں کے بار بار فصد لینے سے ہزال مفرط کی مرض مستقل طور پر دامنگیر ہوگئی۔ ہر وقت جان بلب رہتیں۔ دس گیارہ دفعہ تو مرنے تک پہنچکر بچوں اور عزیز اقربا کو پورے طور پر الوداعی غم و الم سے دلایا۔ غرض گیارہ مہینے تک طرح طرح کے دُکھوں کی تختہ مشق رہ کر آخر کشادہ پیشانی بہوش تمام کلمہ شریف پڑھکر ۲۸ برس کی عمر میں سفر جاودانی اختیار کیا۔ اِنّا للّٰہ و اِنّا الیہ راجعون۔ اور اس حادثہ جانکاہ کے درمیان ایک شیر خوار بچہ رحمت اللہ نام بھی دُودھ نہ ملنے کے سبب سے بھوکا پیاسا راہی مُلکِ بقا ہوا۔ ابھی یہ زخم تازہ ہی تھا کہ عاجز کے دو بڑے بیٹے عبد الرحیم و فیض رحیم تپ محرقہ سے صاحبِ فراش ہوئے۔ فیض رحیم کو تو ابھی گیارہ دن پورے نہ ہونے پائے کہ اُس کا پیالہ عمر کا پُورا گیا۔ اور سات سالہ عمر میں داعی اجل کو لبیک کہکر جلدی سے اپنی پیاری ماں کو جا ملا۔ اور عبد الرحیم تپ محرقہ اور سرسام سے برابر دو ڈھائی مہینے بیہوش میت کی طرح پڑا رہا۔ سب طبیب لاعلاج

صـ ۱۸۴

تریاق القلوب صفحہ 153 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 472 تا 475 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 281 پر درج ہے

۴۷۴

سمجھ چکے۔ کوئی نہ کہتا تھا کہ یہ بچیگا۔ لیکن چونکہ زندگی کے دِن باقی تھے۔ بوڑھے باپ کی مضطربانہ دُعائیں خدا نے سُن لیں۔ اور محض اُسکے فضل سے صحیح سلامت بچ نکلا۔ اگرچہ پٹھوں میں کمزوری اور زبان میں لُکنت ابھی باقی ہے۔ یہ حوادثِ جانگاہ تو ایک طرف اُدھر مخالفوں نے اَور بھی شور مچا دیا تھا۔ آبرو ریزی اور طرح طرح کے مالی نقصانوں کی کوششوں میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ غریب خانہ میں نقب زنی کا معاملہ بھی ہوا۔ اب تمام مصیبتوں میں یکجائی طور پر غور کرنے سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ عاجز راقم کسقدر بلیہ دل دوز سینہ سوز میں مبتلا رہا۔ اور یہ سب الٰہی آفات و مصائب کا ظہور ہوا۔ جس کی حضور نے پہلے سے ہی مجمل طور پر خبر کر دی تھی۔ اسی اثناء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ازراہِ نوازش تعزیت کے طور پر ایک تسلّی دہندہ چٹھی بھیجی۔ وہ بھی ایک پیشگوئی پر مشتمل تھی جو پوری ہوئی۔ اور ہو رہی ہے۔ لکھا تھا کہ " واقع میں آپ کو سخت ابتلا پیش آیا۔ یہ سُنّت اللہ ہے تاکہ وہ اپنے مستقیم الحال بندوں کی استقامت لوگوں پر ظاہر کرے۔ اور تاکہ صبر کرنے سے بڑے بڑے اجر بخشے۔ خدا تعالیٰ ان تمام مصیبتوں سے مخلصی عنایت کر دیگا۔ دشمن ذلیل و خوار ہونگے جیسا کہ صحابہ کے زمانہ میں ہوا کہ خدا تعالیٰ نے اُنکی ڈوبتی کشتی کو تھام لیا۔ ایسا ہی اِس جگہ ہوگا۔ اُن کی بددُعائیں آخر اُنہی پر پڑیں گی۔" سو بارے الحمد للہ کہ حضور کی دُعا سے ایسا ہی ہوا۔ عاجز ہر حال استقامت و صبر میں بڑھتا گیا۔ باوجود بشریت اگر کبھی مداہنہ کے طور پر مخالفوں کی طرف سے صلح صفائی کا پیغام آیا۔ تو بدیں خیال کہ پھر یہ انبیاء کی مصیبتوں سے حصّہ کہاں۔ دل میں ایسی صلح کرنے سے ایک قبض سی وارد ہو جاتی۔ اور مَیں نے بچشم خود مخالفوں کی یہ

۴۴۶

یہ حوالہ صفحہ 281 پر درج ہے	تریاق القلوب صفحہ 153 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 472 تا 475 از مرزا قادیانی

حالت دیکھی اور دیکھ رہا ہوں کہ اُنکی وہ خشک وہابیت بھی رُخصت ہو چکی۔ کتاب و سُنت سے تمسک کی کوئی پرواہ نہیں۔ اور دُنیا بھی شب و روز ہاتھوں سے جا رہی ہے جس کے گھمنڈ سے غرباء کو تکلیفیں دی تھیں۔ غرض دُنیا دین دونوں کھو رہے ہیں۔ خوار و شرمندہ ہیں۔ حضور کی وہ پیشگوئی جو اُنکے ایڈوکیٹ کے حق میں فرمائی تھی کہ انّی مھین من اراد اھانتك مناسبت کے لحاظ سے حسب قسمت سب برابر اس سے حصہ لے رہے ہیں جیسا کہ تمام ہمعصر گواہ ہیں۔

راقم مسکین ضیاء الدین عفی عنہ قاضی کوٹی ضلع گوجرانوالہ

۷۵ منجملہ نہایت زبردست نشانوں کے جو خدا تعالیٰ نے غیب گوئی اور معارف عالیہ کے رنگ میں میری تائید میں ظاہر فرمائے۔ براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئی ہے جو اسکے صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے یعنے یا آدم اسکن انت و زوجك الجنّۃ۔ اردت ان استخلف فخلقت آدم۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ یہ الہام جو میری نسبت ہُوا۔ یعنے یا آدم اسکن انت و زوجك الجنّۃ۔ اردت ان استخلف فخلقت آدم۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ اے آدم تُو اپنے جوڑے کے ساتھ جنت میں رہ۔ مَیں نے چاہا کہ مَیں اپنا مظہر دکھلاؤں۔ اِس لئے مَیں نے اِس آدم کو پَیدا کیا۔ یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آدم صفی اللہ کے وجود کا سِلسلہ دوریہ اِس عاجز کے وُجود پر آکر ختم ہوگیا۔ یہ بات اہلِ حقیقت اور

۱۵۸ معرفت کے نزدیک مسلّم ہے کہ مراتب وجود دوریہ ہیں یعنے نوع انسان میں سے بعض بعض کی خُو اور طبیعت پر آتے رہتے ہیں جیسا کہ پہلی کتابوں سے

تریاق القلوب صفحہ 153 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 472 تا 475 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 281 پر درج ہے

جو اس کا مقابلہ کر سکے۔

(۳) مَیں کثرتِ قبولیتِ دُعا کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ مَیں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میری دُعائیں تیس ہزار کے قریب قبول ہو چکی ہیں اور اُن کا میرے پاس ثبوت ہے۔

(۴) مَیں غیبی اخبار کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ یہ خدا تعالیٰ کی گواہیاں میرے پاس ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں میرے حق میں چمکتے ہوئے نشانوں کی طرح پُوری ہوئیں ؎

آسماں بارد نشان الوقت مے گوید زمیں ✦ ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

مدّت ہوئی کسوف خسوف رمضان میں ہو گیا۔ حج بھی بند ہوا۔ اور بموجب حدیث کے طاعون بھی ملک میں پھیل اور بہت سے نشان مجھ سے ظاہر ہوئے جن کے صدہا ہندو اور مسلمان گواہ ہیں جن کو مَیں نے ذکر نہیں کیا۔ ان تمام وجوہ سے مَیں امام الزمان ہوں اور خدا میری تائید میں ہے۔ اور وہ میرے لئے ایک تیز تلوار کی طرح کھڑا ہے۔ اور مجھے خبر دی گئی ہے کہ جو شرارت سے میرے مقابل پر کھڑا ہو گا وہ ذلیل اور شرمندہ کیا جائیگا۔ دیکھو میں نے وہ حکم پہنچا دیا جو میرے ذمہ تھا۔ اور یہ باتیں مَیں اپنی کتابوں میں کئی مرتبہ لکھ چکا ہوں مگر جس واقعہ نے مجھے ان اُمور کے مکرر لکھنے کی تحریک کی وہ میرے ایک دوست کی اجتہادی غلطی ہے جس پر اطلاع پانے سے مَیں نے ایک نہایت دردناک دل کے ساتھ اس رسالہ کو لکھا ہے۔

تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ ان دنوں میں یعنی ماہ ستمبر ۱۸۹۸ء میں جو مطابق جمادی الاول ۱۳۱۶ھ ہے۔ ایک میرے دوست جن کو مَیں ایک بے شر انسان اور نیک بخت اور متقی اور پرہیزگار جانتا ہوں اور انکی نسبت ابتدا سے میرا بہت نیک گمان ہے۔ وَاللہ حسیبہ۔ مگر بعض خیالات میں غلطی میں پڑا ہوا سمجھتا ہوں۔ اور اس غلطی کے ضرر سے انکی نسبت اندیشہ بھی رکھتا ہوں وہ تکالیف سفر اُٹھا کر اور ایک اور میرے عزیز دوست کو ہمراہ لیکر قادیان میں میرے پاس پہنچے۔ اور بہت سے الہامات اپنے مجھ کو سُنائے۔ پس اس سے مجھ کو بہت خوشی ہوئی۔ کہ خدا تعالیٰ نے انکو الہامات کا شرف بخشا ہے۔ مگر انہوں نے سلسلہ الہامات میں ایک یہ خواب بھی اپنی مجھے سنائی کہ میں نے

ضرورۃ الامام صفحہ 27 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 497 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 283 پر درج ہے

۳۷۸

یہ اقرار ہے کہ ہم خدا کے رسولوں میں تفرقہ نہیں ڈالتے اس طرح پر کہ بعض کو قبول کریں اور بعض کو رد کر دیں بلکہ ہم سب کو قبول کرتے ہیں۔ ہم نے سنا اور ایمان لائے اے خدا ہم تیری بخشش مانگتے ہیں اور تیری طرف ہی ہماری بازگشت ہے۔ ان تمام آیات سے ظاہر ہے کہ قرآن شریف ان تمام نبیوں کا ماننا جن کی قبولیت دنیا میں پھیل چکی ہے مسلمانوں کا فرض ٹھیراتا ہے اور قرآن شریف کی رو سے ان نبیوں کی سچائی کے لئے یہ دلیل کافی ہے کہ دنیا کے ایک بڑے حصے نے ان کو قبول کیا اور ہر ایک قدم میں خدا کی مدد اور نصرت ان کے شامل حال ہو گئی خدا کی شان اس سے بلند تر ہے کہ وہ کروڑہا انسانوں کو اس شخص کا سچا تابع اور جان نثار کرے جس کو وہ جانتا ہے کہ خدا پر افترا کرتا ہے اور دنیا کو دھوکا دیتا ہے اور دروغگو ہے اور اگر کاذب کو ایسی ہی عزت دی جائے جیسا کہ صادق کو۔ تو امان اٹھ جاتا ہے اور امر نبوت صادقہ مشتبہ ہو جاتا ہے پس یہ اصول نہایت صحیح اور سچا ہے کہ جن نبیوں کو قبولیت دی جاتی ہے اور ہر ایک قدم میں حمایت اور نصرت الٰہی ان کے شامل حال ہو جاتی ہے وہ ہرگز جھوٹے ہوا نہیں کرتے۔ ہاں ممکن ہے کہ پیچھے آنے والے ان کے نوشتوں میں تحریف تبدیل کر دیں اور اپنی نفسانی تفسیروں سے ان کے مطالب کو الٹا دیں بلکہ پرانی کتابوں کے لئے یہ بھی ایک لازمی امر ہے کہ مختلف خیالات کے آدمی اپنے خیال کے طور پر ان کے معنی کرتے ہیں اور پھر رفتہ رفتہ وہی معنے جزو کتاب کی سمجھے جاتے ہیں اور پھر انہیں مختلف خیالات کی کشش کی وجہ سے کئی فرقے ہو جاتے ہیں اور ہر ایک فرقہ دوسرے فرقہ کے مخالف معنی کرتا ہے

خلاصہ کلام یہ کہ یہ عقیدہ جس کو قرآن شریف نے ہمیں سکھایا ہے نہایت سچا اور مستحکم عقیدہ ہے کیونکہ انسانی فطرت شہادت دیتی ہے کہ جن نبیوں کی عام طور پر کروڑہا لوگوں میں قبولیت پھیل جاتی ہے اور دلوں میں ان کی نہایت درجہ محبت اور عظمت بیٹھ جاتی ہے اور نصرت الٰہی بارش کی طرح ان پر برستی ہے وہ ہرگز جھوٹے نہیں ہوتے

چشمہ معرفت صفحہ 378 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 378 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 283 پر درج ہے

لگا رہ جب تک میں زندہ ہوں، جہاں تک میری طاقت ہے میں تیرا ساتھ دوں گا۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۷-۱۸- روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۱۰، ۱۱۱)

"یہ سب مضمون ابو طالب کے قصہ کا اگرچہ کتابوں میں درج ہے مگر یہ تمام عبارت الہامی ہے جو خدائے تعالیٰ نے اِس عاجز کے دل پر نازل کی۔ صرف کوئی کوئی فقرہ تشریح کے لئے اِس عاجز کی طرف سے ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۱۸، ۱۹ حاشیہ - روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲ حاشیہ)

۱۸۹۱ء

"صحیح مسلم میں یہ جو لکھا ہے کہ حضرت مسیح دمشق کے منارہ سفید شرقی کے پاس اُتریں گے..... دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اِس جگہ ایسے قصبہ کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں..... مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دمشق کے لفظ سے دراصل وہ مقام مراد ہے جس میں یہ دمشق والی مشہور خاصیت پائی جاتی ہے اور خدائے تعالیٰ نے مسیح کے اُترنے کی جگہ جو دمشق کو بیان کیا تو یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح سے مراد وہ اصل مسیح نہیں ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی بلکہ مسلمانوں میں سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو اپنی روحانی حالت کی رُو سے مسیح سے اور نیز امام حسینؓ سے بھی مشابہت رکھتا ہے کیونکہ دمشق پایۂ تخت یزید ہو چکا ہے اور یزیدیوں کا منصوبہ گاہ جس سے ہزارہا طرح کے ظالمانہ احکام نافذ ہوئے وہ دمشق ہی ہے..... سو خدا تعالیٰ نے اُس دمشق کو جس سے ایسے پُر ظلم احکام نکلتے تھے اور جس میں ایسے سنگ دل اور سیاہ دروں لوگ پیدا ہو گئے تھے اِس غرض سے نشانہ بنا کر لکھا کہ اب مثیلِ دمشق عدل اور ایمان پھیلانے کا ہیڈکوارٹر ہو گا کیونکہ اکثر نبی ظالموں کی بستی میں ہی آتے رہے ہیں اور خدا تعالیٰ لعنت کی جگہوں کو برکت کے مکانات بناتا رہا ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۶۳ تا ۷۰ حاشیہ - روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۳۴ - ۱۳۶ حاشیہ)

۱۸۹۱ء

"قادیان کی نسبت مجھے یہ بھی الہام ہوا کہ

[أُخْرِجَ مِنْهُ الْيَزِيدِيُّوْنَ]

یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۷۲ حاشیہ - روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۳۸ حاشیہ)

۱۸۹۱ء

(ا) "ایک صاف اور صریح کشف میں مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ ایک شخص حارث نام یعنی حراث[1] آنے والا جو

---

[1] حارث کے معنے زمیندار کے ہیں اور حراث سے مراد بڑا زمیندار ہے اور یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں پائی جاتی ہے۔ (مرتب)

تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 141 طبع چہارم از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 287 پر درج ہے

درست اور جانکنی کو پیدا نہ کر لے تب تک یہ جلسہ قرین مصلحت معلوم نہیں ہوتا حالانکہ دل تو یہی چاہتا ہے کہ مبایعین محض اللہ سفر کر کے آویں اور میری صحبت میں رہیں اور کچھ تبدیلی پیدا کر کے جائیں کیونکہ موت کا اعتبار نہیں۔ میرے دیکھنے میں مبایعین کو فائدہ ہے مگر مجھے حقیقی طور پر وہی دیکھتا ہے جو صبر کے ساتھ دین کو تلاش کرتا ہے اور فقط دین کو چاہتا ہے سو ایسے پاک نیت لوگوں کا آنا ہمیشہ بہتر ہے کسی جلسہ پر موقوف نہیں بلکہ دوسرے وقتوں میں وہ فرصت اور فراغت سے باتیں کر سکتے ہیں اور یہ جلسہ ایسا تو نہیں ہے کہ دنیا کے میلوں کی طرح خواہ نخواہ التزام اس کا لازم ہے بلکہ اس کا انعقاد صحت نیت اور حسن ثمرات پر موقوف ہے ورنہ بغیر اسکے ہیچ۔ اور جب تک یہ معلوم نہ ہو اور تجربہ شہادت نہ دے کہ اس جلسہ سے دینی فائدہ یہ ہے اور لوگوں کے چال چلن اور اخلاق پر اس کا یہ اثر ہے تب تک ایسا جلسہ صرف فضول ہی نہیں بلکہ اس علم کے بعد کہ اس اجتماع سے نتائج نیک پیدا نہیں ہوتے ایک معصیت اور طریق ضلالت اور بدعت شنیعہ ہے میں ہرگز نہیں چاہتا کہ حال کے بعض پیرزادوں کی طرح صرف ظاہری شوکت دکھلانے کیلئے اپنے مبایعین کو اکٹھا کروں بلکہ وہ علت غائی جس کے لئے میں حیلہ نکالتا ہوں اصلاح خلق اللہ ہے پھر اگر کوئی امر یا انتظام موجب اصلاح نہ ہو بلکہ موجب فساد ہو تو مخلوق میں سے میرے جیسا اسکا کوئی دشمن نہیں اور اخی مکرم حضرت مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے ابتک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری اور للٰہی محبت باہم پیدا نہیں کی سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کر سکتے چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں اور انہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خود غرضی کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں اور اگرچہ نجیب اور سعید بھی ہماری جماعت میں بہت ہیں۔ بلکہ یقیناً دو سو سے زیادہ ہی ہیں جن پر خدا تعالیٰ کا فضل ہے جو نصیحتوں کو سن کر روتے اور عاقبت کو مقدم رکھتے ہیں اور انکے دلوں پر نصیحتوں کا عجیب اثر ہوتا ہے لیکن میں اس وقت کج دل لوگوں کا ذکر کرتا ہوں اور میں حیران ہوتا ہوں کہ خدایا یہ کیا حال ہے یہ کونسی جماعت ہے جو میرے ساتھ ہے نفسانی لالچوں پر کیوں انکے دل گرے جاتے ہیں اور کیوں ایک بھائی دوسرے بھائی کو ستاتا اور اس سے بلندی چاہتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہو سکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہراوے۔ اگر میرا ایک بھائی میرے

۹۹

شہادت القرآن صفحہ 99 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 288 پر درج ہے

سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہو اور میں باوجود اپنی صحت اور تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہوں تا وہ اُسپر بیٹھ نہ جاوے تو میری حالت پر افسوس ہے اگر میں نہ اُٹھوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اُسکو نہ دوں اور اپنے لئے فرش زمین پسند نہ کروں اگر میرا بھائی بیمار ہے اور کسی درد سے لاچار ہے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں اُسکے مقابل پر امن سے سو رہوں اور اُسکے لئے جہانتک میرے بس میں ہے آرام رسانی کی تدبیر نہ کروں اور اگر کوئی میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھ سے کچھ سخت گوئی کرے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں بھی دیدہ و دانستہ اُس سے سختی سے پیش آؤں بلکہ مجھے چاہیئے کہ میں اُسکی باتوں پر صبر کروں اور اپنی نمازوں میں اُسکے لئے رو رو کر دعا کروں کیونکہ وہ میرا بھائی ہے اور روحانی طور پر بیمار ہے اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اُس سے سرزد ہو تو مجھے نہیں چاہیئے کہ میں اُس سے ٹھٹھا کروں یا چیں بر جبیں ہو کر تیزی دکھاؤں یا بدنیتی سے اُسکی عیب گیری کروں کہ یہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں کوئی سچا مومن نہیں ہو سکتا جبتک اُسکا دل نرم نہ ہو جبتک وہ اپنے تئیں ہر یک سے ذلیل تر نہ سمجھے اور ساری مشیختیں دُور نہ ہو جائیں خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے اور غریبوں سے نرم ہو کر اور جھک کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونیکی علامت ہے اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اسکی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اُسکو اُٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اُٹھتا تو چارپائی کو اُلٹا دیتا ہے اور اُسکو نیچے گرا دیتا ہے پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور وہ اُسکو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے پھر میں کس خوشی کی اُمید سے لوگوں کو جلسہ کیلئے اکٹھے کروں یہ دنیا کے تماشوں میں سے کوئی تماشا نہیں ابھی تک میں جانتا ہوں کہ میں اکیلا ہوں بجز ایک مختصر گروہ رفیقوں کے جو دو سو سے کسی قدر زیادہ ہیں جنپر خدا کی خاص رحمت ہے جنمیں سے اول درجہ پر میرے خالص دوست اور محب مولوی حکیم نور الدین صاحب اور چند اور دوست ہیں جنکو میں جانتا ہوں کہ وہ صرف خدا تعالیٰ کیلئے میرے ساتھ تعلق محبت رکھتے ہیں اور میری باتوں اور نصیحتوں کو تعظیم کی نظر سے دیکھتے ہیں اور انکی آخرت پر نظر ہے سو وہ انشاء اللہ دونوں جہانوں میں میرے ساتھ ہیں اور میں اُنکے ساتھ ہوں۔ میں اپنے ساتھ اُن لوگوں کو کیا سمجھوں جنکے دل میرے ساتھ نہیں

٭ یہ باتیں ہماری طرف سے اپنی عزیز جماعت کے لئے بطور نصیحت کے ہیں دوسرا کوئی مجاز نہیں کہ کسی کا نام لیکر انکا تذکرہ کرے ورنہ وہ سب سے بڑھ کر گناہ اور فتنہ کی راہ اختیار کریگا۔

شہادت القرآن صفحہ 2 (آخر) مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 396 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 288 پر درج ہے

حوالہ نمبر 295

التوائے جلسہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۳ء

ہم افسوس سے لکھتے ہیں کہ چند ایسے وجوہ ہم کو پیش آئے جنہوں نے ہماری رائے کو اس طرف مائل کیا کہ اب کی دفعہ اس جلسہ کو ملتوی رکھا جائے اور چونکہ بعض لوگ تعجب کرینگے کہ اس التواء کا موجب کیا ہے لہذا بطور اختصار کسی قدر ان وجوہ میں سے لکھا جاتا ہے۔

اوّل - یہ کہ اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کرلیں کہ اُنکے دل آخرت کیطرف بکلی جھک جائیں اور اُنکے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بنجائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی اُنمیں پیدا ہو اور دینی مہمات کیلئے سرگرمی اختیار کریں لیکن اس پہلے جلسہ کے بعد ایسا اثر نہیں دیکھا گیا بلکہ خاص جلسہ کے دنوں میں ہی بعض کی شکایت سُنی گئی کہ وہ اپنے بعض بھائیوں کی بدخوئی سے شاکی ہیں اور بعض اُس مجمع کثیر میں اپنے اپنے آرام کیلئے دوسرے لوگوں سے کج خلقی ظاہر کرتے ہیں گویا وہ مجمع ہی اُن کیلئے موجب ابتلاء ہوگیا۔ اور پھر میں دیکھتا ہوں کہ جلسہ کے بعد کوئی بہت عمدہ اور نیک اثر ابتک اس جماعت کے بعض لوگوں میں ظاہر نہیں ہوا اور اس تجربہ کیلئے یہ تقریب پیش آئی کہ ان دنوں سے آجتک ایک جماعت کثیر مہمانوں کی اس عاجز کے پاس بطور تبادل رہتی ہے یعنی بعض آتے اور بعض جاتے ہیں اور بعض وقت یہ جماعت سَو سَو مہمان تک بھی پہنچ گئی ہے اور بعض وقت اس سے کم لیکن اس اجتماع میں بعض دفعہ بباعث تنگی مکانات اور قلت وسائل مہمانداری ایسے نالائق رنجش اور خودغرضی کی سخت گفتگو بعض مہمانوں میں باہم ہوتی دیکھی ہے کہ جیسے ریل میں بیٹھنے والے تنگی مکان کی وجہ ایک دوسرے سے لڑتے ہیں اور اگر کوئی بیچارہ عین ریل چلنے کے قریب اپنی گٹھری کے سمیت مارے اندیشہ کے دَوڑتا دَوڑتا اُن کے پاس پہنچ جائے تو اُسکو دھکے دیتے اور دروازہ بند کرلیتے ہیں کہ یہاں جگہ نہیں حالانکہ گنجائش نکل سکتی ہے مگر سخت دلی ظاہر کرتے ہیں اور وہ ٹکٹ لئے اور بقچہ اُٹھائے اِدھر اُدھر پھرتا ہے اور کوئی اُسپر رحم نہیں کرتا مگر آخر ریل کے ملازم جبرًا اُسکو جگہ دلاتے ہیں۔ سو ایسا ہی یہ اجتماع بھی بعض اخلاقی حالتوں کے بگاڑنے کا ایک ذریعہ معلوم ہوتا ہے اور جبتک کہ اندازی کے پورے وسائل میسّر نہ ہوں اور جبتک خدا تعالیٰ ہماری جماعت میں اپنے خاص فضل سے کچھ مادہ رِفق اور نرمی اور ہمدردی اور

شہادت القران صفحہ "ز" مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 289 پر درج ہے

خدمت اور جانکنی کو پیدا نہ کرنے تب تک یہ جلسہ قرین مصلحت معلوم نہیں ہوتا حالانکہ دل تو یہی چاہتا ہے کہ مبایعین محض للہ سفر کر کے آویں اور میری صحبت میں رہیں اور کچھ تبدیلی پیدا کر کے جائیں کیونکہ موت کا اعتبار نہیں۔ میرے دیکھنے میں مبایعین کو فائدہ ہے مگر مجھے حقیقی طور پر وہی دیکھتا ہے جو صبر کے ساتھ دین کو تلاش کرتا ہے اور فقط دین کو چاہتا ہے سو ایسے پاک نیت لوگوں کا آنا ہمیشہ بہتر ہے کسی جلسہ پر موقوف نہیں بلکہ دوسرے وقتوں میں وہ فرصت اور فراغت سے باتیں کر سکتے ہیں اور یہ جلسہ ایسا تو نہیں ہے کہ دنیا کے میلوں کی طرح خواہ نخواہ التزام اس کا لازم ہے بلکہ اس کا انعقاد صحت نیت اور حسن ثمرات پر موقوف ہے ورنہ بغیر اسکے ہیچ۔ اور جب تک یہ معلوم نہ ہو اور تجربہ شہادت نہ دے کہ اس جلسہ سے دینی فائدہ یہ ہے اور لوگوں کے چال چلن اور اخلاق پر اسکا یہ اثر ہے تب تک ایسا جلسہ صرف فضول ہی نہیں بلکہ اس علم کے بعد کہ اس اجتماع سے نتائج نیک پیدا نہیں ہوتے ایک معصیت اور طریق ضلالت اور بدعت شنیعہ ہے میں ہرگز نہیں چاہتا کہ حال کے بعض پیرزادوں کی طرح صرف ظاہری شوکت دکھلانے کیلئے اپنے مبایعین کو اکٹھا کروں بلکہ وہ علت غائی جسکے لئے میں حیلہ نکالتا ہوں اصلاح خلق اللہ ہے پھر اگر کوئی امر یا انتظام موجب اصلاح نہ ہو بلکہ موجب فساد ہو تو مخلوق میں سے میرے جیسا اسکا کوئی دشمن نہیں اور اخی مکرم حضرت مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری اور للہی محبت باہم پیدا نہیں کی سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کر سکتے چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں اور انہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خود غرضی کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں اور اگرچہ نجیب اور سعید بھی ہماری جماعت میں بہت ہیں۔ بلکہ یقیناً دوسروں سے زیادہ ہی ہیں جن پر خدا تعالیٰ کا فضل ہے جو نصیحتوں کو سن کر روتے اور عاقبت کو مقدم رکھتے ہیں اور ان کے دلوں پر نصیحتوں کا عجیب اثر ہوتا ہے لیکن میں اس وقت کج دل لوگوں کا ذکر کرتا ہوں اور میں حیران ہوتا ہوں کہ خدایا یہ کیا حال ہے یہ کونسی جماعت ہے جو میرے ساتھ ہے نفسانی لالچوں پر کیوں ان کے دل گرے جاتے ہیں اور کیوں ایک بھائی دوسرے بھائی کو ستاتا اور اس سے بلندی چاہتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہو سکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہراوے۔ اگر میرا ایک بھائی میرے

شہادت القرآن صفحہ 99 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 289 پر درج ہے

خدمت اور جماعتی کو جمع کرنے تب تک یہ جلسہ قرین مصلحت معلوم نہیں ہوتا حالانکہ دل تو یہی چاہتا ہے کہ مبایعین
محض للہ سفر کر کے آویں اور میری صحبت میں رہیں اور کچھ تبدیلی پیدا کر کے جائیں کیونکہ موت کا اعتبار نہیں۔ میرے
دیکھنے میں مبایعین کو فائدہ ہے مگر مجھے حقیقی طور پر وہی دیکھتا ہے جو صبر کے ساتھ دین کو تلاش کرتا ہے اور فقط دین کو چاہتا ہے
سو ایسے پاک نیت لوگوں کا آنا ہمیشہ بہتر ہے کسی جلسہ پر موقوف نہیں بلکہ دوسرے وقتوں میں وہ فرصت اور فراغت سے
باتیں کر سکتے ہیں اور یہ جلسہ ایسا تو نہیں ہے کہ دنیا کے میلوں کی طرح خواہ نخواہ التزام اس کا لازم ہو بلکہ اس کا انعقاد صحت نیت
اور حسن ثمرات پر موقوف ہے ورنہ بغیر اسکے ہیچ۔ اور جبتک یہ معلوم نہ ہو اور تجربہ شہادت نہ دے کہ اس جلسہ سے دینی فائدہ
یہ ہے اور لوگوں کے چال چلن اور اخلاق پر اس کا یہ اثر ہے تب تک ایسا جلسہ صرف فضول ہی نہیں بلکہ اس علم کے بعد کہ اس اجتماع
سے نتائج نیک پیدا نہیں ہوتے ایک معصیت اور طریق ضلالت اور بدعت شنیعہ ہے۔ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ حال کے بعض
پیرزادوں کی طرح صرف ظاہری شوکت دکھلانے کیلئے اپنے مبایعین کو اکٹھا کروں بلکہ وہ علت غائی جسکے لئے میں حیلہ نکالتا
ہوں اصلاح خلق اللہ ہے پھر اگر کوئی امر یا انتظام موجب اصلاح نہ ہو بلکہ موجب فساد ہو تو مخلوق میں سے میرے جیسا
اسکا کوئی دشمن نہیں۔ اور اخی مکرم حضرت مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ
ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے ابتک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاکدلی اور پرہیزگاری اور للّٰہی محبت باہم پیدا
نہیں کی۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض حضرات جماعت
میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو
بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کر سکتے چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے
پیش آویں اور انہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خود غرضی کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسرے
سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت
پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں اور اگرچہ نجیب اور سعید
بھی ہماری جماعت میں بہت ہیں۔ بلکہ یقیناً دو سو سے زیادہ ہی ہیں جن پر خدا تعالیٰ کا فضل ہے جو نصیحتوں کو سنکر روتے اور
عاقبت کو مقدم رکھتے ہیں اور انکے دلوں پر نصیحتوں کا عجیب اثر ہوتا ہے لیکن میں اس وقت کج دل لوگوں کا ذکر کرتا ہوں اور
میں حیران ہوتا ہوں کہ خدایا یہ کیا حال ہے یہ کونسی جماعت ہے جو میرے ساتھ ہے نفسانی لالچوں پر کیوں انکے دل گرے جاتے
ہیں اور کیوں ایک بھائی دوسرے بھائی کو ستاتا اور اس سے بلندی چاہتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز
درست نہیں ہو سکتا جبتک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہراوے۔ اگر میرا ایک بھائی میرے

یہ حوالہ صفحہ 290 پر درج ہے

شہادت القرآن صفحہ 99 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395 از مرزا قادیانی

بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا۔ اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اوّل درجہ پر بنا دیا ہے۔ (۱) اوّل والد مرحوم کے اثر نے (۲) دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے (۳) تیسرے خدا تعالےٰ کے الہام نے۔

اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیر سایہ ہر طرح سے خوش ہوں۔ صرف ایک رنج اور درد و غم ہر وقت مجھے لاحق حال ہے جس کا استغاثہ پیش کرنے کے لیے اپنی محسن گورنمنٹ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اس ملک کے مولوی مسلمان اور ان کی جماعتوں کے لوگ حد سے زیادہ مجھے ستاتے اور دکھ دیتے ہیں۔ میرے قتل کے لیے ان لوگوں نے فتوے دیئے ہیں۔ مجھے کافر اور بے ایمان ٹھہرایا ہے اور بعض ان میں سے حیا اور شرم کو ترک کر کے اس قسم کے اشتہار میرے مقابل پر شائع کرتے ہیں کہ یہ شخص اس وجہ سے بھی کافر ہے کہ اس نے انگریزی سلطنت کو سلطنت روم پر ترجیح دی ہے اور ہمیشہ سلطنت انگریزی کی تعریف کرتا ہے اور ایک باعث یہ بھی ہے کہ یہ لوگ مجھے اس وجہ سے بھی کافر ٹھیراتے ہیں کہ میں نے خدا تعالےٰ کے سچے الہام سے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اس خونی مہدی کے آنے سے انکار کیا ہے جس کے یہ لوگ منتظر ہیں۔ بیشک میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے ان لوگوں کا بڑا نقصان کیا ہے کہ میں نے ایسے خونی مہدی کا آنا سراسر جھوٹ ثابت کر دیا ہے جس کی نسبت ان لوگوں کا خیال تھا کہ وہ آکر بے شمار روپیہ ان کو دے گا مگر میں معذور ہوں۔ قرآن اور حدیث سے یہ بات بپایۂ ثبوت نہیں پہنچتی کہ دُنیا میں کوئی ایسا مہدی آئے گا جو زمین کو خون میں غرق کر دے گا۔ پس میں نے ان لوگوں کا بجز اس کے کوئی گناہ نہیں کیا کہ اس خیالی لوٹ مار کے روپیہ سے میں نے ان کو محروم کر دیا ہے میں خدا سے پاک الہام پاکر یہ چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کے اخلاق اچھے ہو جائیں اور وحشیانہ عادتیں دُور ہو جائیں اور نفسانی جذبات سے اُن کے سینے دھوئے جائیں اور ان میں آہستگی اور سنجیدگی اور حلم اور میانہ روی اور انصاف پسندی پیدا ہو جاتے اور یہ اپنی اس گورنمنٹ کی ایسی اطاعت کریں کہ دوسروں کے لیے نمونہ بن جائیں اور یہ ایسے ہو جائیں کہ کوئی بھی فساد کی رگ ان میں باقی نہ رہے۔ چنانچہ کسی قدر یہ مقصود مجھے حاصل بھی ہو گیا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ دس ہزار یا اس سے بھی زیادہ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو میری ان پاک تعلیموں کے دل سے پابند ہیں[1]۔ اور یہ نیا فرقہ مگر گورنمنٹ کے لیے نہایت مبارک فرقہ برٹش انڈیا میں زور سے ترقی کر رہا ہے اگر مسلمان ان تعلیموں کے پابند ہو جائیں تو میں قسم کھا کر

---

[1] میں نے اپنی کسی کتاب میں لکھا تھا کہ میری جماعت تین سو آدمی ہیں، لیکن اب وہ شمار بہت بڑھ گیا ہے کیونکہ زور سے ترقی ہو رہی ہے۔ اب میں یقین رکھتا ہوں کہ میری جماعت کے لوگ دس ہزار سے بھی کچھ زیادہ ہوں گے۔ اور میری فراست یہ پیشگوئی کرتی ہے کہ تین سال تک ایک لاکھ تک میری اس جماعت کا عدد پہنچے گا۔ منہ

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 357،358 طبع جدید از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 290 پر درج ہے

حوالہ نمبر298

کہہ سکتا ہوں کہ وہ فرشتے بن جائیں۔ اور اگر وہ اس گورنمنٹ کی سب قوموں سے بڑھ کر خیر خواہ ہو جائیں تو تمام قوموں سے زیادہ خوش قسمت ہو جائیں۔ اگر وہ مجھے قبول کریں اور مخالفت نہ کریں تو یہ سب کچھ انہیں حاصل ہوگا اور ایک نیکی اور پاکیزگی کی رُوح ان میں پیدا ہو جائے گی۔ اور جس طرح ایک انسان خوجہ ہوکر گندے شہوات کے جذبات سے الگ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح میری تعلیم سے ان میں تبدیلی پیدا ہوگی۔ مگر مَیں نہیں کہتا کہ گورنمنٹ عالیہ جبراً ان کو میری جماعت میں داخل کرے اور نہ مَیں اس وقت یہ استغاثہ کرتا ہوں کہ کیوں وہ ہر وقت میرے قتل کے درپے ہیں اور کیوں میرے قتل کے لیے جھوٹے فتوے شائع کر رہے ہیں۔ اور مَیں جانتا ہوں کہ یہ بد ارادے ان کے عبث ہیں۔ کیونکہ کوئی چیز زمین پر نہیں ہو سکتی جب تک آسمان پر نہ ہو لے۔ اور مَیں ان کی بدی کے عوض میں اُن کے حق میں دُعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ انکی آنکھیں کھولے اور وہ خدا اور مخلوق کے حقوق کے شناسا ہو جائیں مگر چونکہ ان لوگوں کی عداوت حد سے بڑھ گئی ہے اس لیے مَیں نے اُن کی اصلاح کے لیے اور ان کی بھلائی کے لیے بلکہ تمام مخلوق کی خیر خواہی کے لیے ایک تجویز سوچی ہے جو ہماری گورنمنٹ کی امن پسند پالیسی کے مناسب حال ہے جس کی تعمیل اس گورنمنٹ عالیہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ محسن گورنمنٹ جس کے احسانات سب سے زیادہ مسلمانوں پر ہیں، ایک یہ احسان کرے کہ اس ہر روزہ تکفیر اور تکذیب اور قتل کے فتووں اور منصوبوں کے روکنے کے لیے خود درمیان میں ہو کر یہ ہدایت فرما دے کہ اس تنازعہ کا فیصلہ اس طرح پر ہو کر مدعی یعنی یہ عاجز جس کو مسیح ہونے کا دعویٰ ہے اور جس کو یہ دعویٰ ہے کہ جس طرح نبیوں سے خدا تعالیٰ ہمکلام ہوتا تھا اسی طرح مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور غیب کے بھید مجھ پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور آسمانی نشان دکھلائے جاتے ہیں۔ یہ مدعی یعنی یہ عاجز گورنمنٹ کے حکم سے ایک سال کے اندر ایک ایسا آسمانی نشان دکھلا دے ایسا نشان جس کا مقابلہ کوئی قوم اور کوئی فرقہ جو زمین پر رہتے ہیں نہ کر سکے اور مسلمانوں کی قوموں یا دوسری قوموں میں سے کوئی ایسا ملہم اور خواب بین اور معجزہ نما پیدا نہ ہو سکے جو اس نشان کے ایک سال کے اندر نظیر پیش کرے اور ایسا ہی ان تمام مسلمانوں بلکہ ہر ایک قوم کے پیشواؤں کو جو ملہم اور خدا کے مقرب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہدایت اور فہمائش ہو کہ اگر وہ اپنے تئیں سچ پر اور خدا کے مقبول سمجھتے ہیں اور ان میں کوئی ایسا پاک دل ہے جس کو خدا نے ہمکلام ہونے کا شرف بخشا ہے اور الٰہی طاقت کے نمونے اس کو دیئے گئے ہیں تو وہ بھی ایک سال تک کوئی نشان دکھلا دیں۔ پھر بعد اس کے اگر ایک سال تک اس عاجز نے ایسا کوئی نشان نہ دکھلایا جو انسانی طاقتوں سے بالاتر اور انسانی ہاتھ کی ملونی سے بھی بلند تر ہو یا یہ کہ نشان تو دکھلایا مگر اس قسم کے نشان اور مسلمانوں یا اور قوموں سے بھی ظہور میں آ گئے تو یہ سمجھا جائے کہ مَیں خدا کی طرف سے نہیں ہوں اور اس صورت میں مجھ کو کوئی سخت سزا دی جائے گو موت

یہ حوالہ صفحہ 290 پر درج ہے

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 357، 358 طبع جدید از مرزا قادیانی

جو اسکو نہیں پہچانتے جسکو مَیں نے پہچانا ہے اور نہ اُسکی عظمتیں اپنے دلوں میں بٹھاتے ہیں اور نہ ٹھٹھوں اور بیہودہ کھیل کی طرف میل کرتے ہیں کہ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے اور کبھی نہیں سوچتے کہ ہم ایک زہر کھا رہے ہیں جس کا بالضرور نتیجہ موت ہے۔ درحقیقت وہ ایسے ہیں جنکو شیطانی راہیں چھوڑنا منظور ہی نہیں۔ یاد رہے کہ جو میری راہ پر چلنا نہیں چاہتا وہ مجھ میں سے نہیں اور اپنے دعوی میں جھوٹا ہے اور میرے مذہب کو قبول کرنا نہیں چاہتا بلکہ اپنا مذہب پسندیدہ سمجھتا ہے وہ مجھ سے ایسا دور ہے جیسا کہ مغرب مشرق سے وہ خطا پر ہے کہ سمجھتا ہے کہ میں اسکے ساتھ ہوں میں بار بار کہتا ہوں کہ آنکھوں کو پاک کرو اور انکو روحانیت کے طور سے ایسا ہی روشن کرو جیسا کہ وہ ظاہری طور پر روشن ہیں ظاہری رویت تو حیوانات میں بھی موجود ہے مگر انسان اُسوقت سوجاکھا کہلا سکتا ہے جبکہ باطنی رویت یعنی نیک و بد کی شناخت کا اُسکو حصہ ملے اور پھر نیکی کی طرف جُھک جائے سو تم اپنی آنکھوں کیلئے نہ صرف چارپاؤں کی بینائی بلکہ حقیقی بینائی ڈھونڈھو اور اپنے دلوں سے دنیا کے بُت باہر پھینکو کہ دنیا دین کی مخالف ہے جلد مرو گے اور دیکھو گے کہ نجات اُنہیں کو ہے کہ جو دنیا کے جذبات سے بیزار اور بری اور صاف دل تھے۔ میں کہتے کہتے ان باتوں کو تھک گیا کہ اگر تمہاری یہی حالتیں ہیں تو پھر تم میں اور غیروں میں فرق ہی کیا ہے لیکن یہ دل کچھ ایسے ہیں کہ توجہ نہیں کرتے اور ان آنکھوں سے مجھے بینائی کی توقع نہیں لیکن خدا اگر چاہے اور میں تو ایسے لوگوں سے دنیا اور آخرت میں بیزار ہوں۔ اگر میں صرف اکیلا کسی جنگل میں ہوتا تو میرے لئے ایسے لوگوں کی رفاقت سے بہتر تھا جو خدا تعالیٰ کے احکام کو عظمت سے نہیں دیکھتے اور اُسکے جلال اور عزت سے نہیں کانپتے اگر انسان بغیر حقیقی راستبازی کے صرف مُنہ سے کہے کہ میں مسلمان ہوں یا اگر ایک بھوکا صرف زبان پر روٹی کا نام لاوے تو کیا فائدہ اِن طریقوں سے نہ وہ نجات پائیگا اور نہ وہ سیر ہو گا۔ کیا خدا تعالیٰ دلوں کو نہیں دیکھتا۔ کیا اُس علیم و حکیم کی گہری نگاہ انسان کی طبیعت کے پاتال تک نہیں پہنچتی۔

پس اے نادانو خوب سمجھ لو اے غافلو خوب سوچ لو کہ بغیر سچی پاکیزگی ایمانی اور اخلاقی اور اعمالی کے کسی طرح رہائی نہیں اور جو شخص ہر طرح سے گندہ رہ کر پھر اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کو نہیں بلکہ وہ اپنے تئیں دھوکا دیتا ہے۔ مجھے ان لوگوں سے کیا کام جو سچے دل سے دینی احکام اپنے سر پر نہیں اُٹھا لیتے اور رسول کریم کے پاک جُوئے کے نیچے صدق دل سے اپنی گردنیں نہیں دیتے اور راستبازی کو اختیار نہیں کرتے اور فاسقانہ عادتوں سے بیزار ہونا نہیں چاہتے اور ٹھٹھے کی مجالس کو نہیں چھوڑتے اور ناپاکی کے خیالوں کو ترک نہیں کرتے اور انسانیت اور تہذیب اور صبر اور نرمی کا جامہ نہیں پہنتے بلکہ غریبوں کو ستاتے اور عاجزوں کو دھکے دیتے اور اکڑ کر بازاروں میں چلتے اور تکبر سے کرسیوں پر بیٹھتے ہیں اور اپنے تئیں بڑا سمجھتے ہیں اور کوئی بڑا نہیں مگر وہی جو اپنے تئیں چھوٹا خیال کرے۔

شہادت القرآن صفحہ 101 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 397 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 290 پر درج ہے

حوالہ نمبر 300

کے ہوئے ہے۔ لیکن بیعت سے مراد وہ بیعت نہیں جو صرف زبان سے ہوتی ہے اور دل اس سے غافل بلکہ روگردان ہے۔ بیعت کے معنے بیچ دینے کے ہیں۔ پس جو شخص درحقیقت اپنی جان اور مال اور آبرو کو اس راہ میں بیچتا نہیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ خدا کے نزدیک بیعت میں داخل نہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز اُن میں کامل نہیں اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلاء کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں۔ اور بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں جیسے کتا مُردار کی طرف۔ پس میں کیونکر کہوں کہ وہ حقیقی طور پر بیعت میں داخل ہیں مجھے وقتاً فوقتاً ایسے آدمیوں کا علم بھی دیا جاتا ہے مگر اذن نہیں دیا جاتا کہ ان کو مطلع کروں۔ کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں گے اور کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کئے جائیں گے۔ پس مقام خوف ہے۔

اسی طرح براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میرا نام ابراہیم بھی رکھا گیا ہے جیسا کہ فرمایا۔ سلام علیک یا ابراھیم (دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۸) یعنی اے ابراہیم تجھ پر سلام۔ ابراہیم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے بہت برکتیں دی تھیں اور وہ ہمیشہ دشمنوں کے حملوں سے سلامت رہا۔ پس میرا نام ابراہیم رکھ کر خدا تعالیٰ یہ اشارہ کرتا ہے کہ ایسا ہی اس ابراہیم کو برکتیں دی جائیں گی۔ اور مخالف اس کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکیں گے۔ جیسا کہ اسی براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا ہے بورکت یا احمد وکان ما بارک اللہ فیک حقا فیک یعنی اے احمد! تجھے مبارک کیا گیا اور یہ تیرا ہی حق تھا۔ اور انہیں حصص سابقہ براہین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ ایک جگہ مجھے مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ میں تجھے اس قدر برکت دونگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اور جس طرح ابراہیم سے خدا نے خاندان شروع کیا اسی طرح اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میری نسبت فرماتا ہے۔ سبحان اللہ زاد مجدک۔ ینقطع اٰباءک ویبدء منک۔ یعنی خدا پاک ہے جس نے تیری بزرگی کو

یہ حوالہ صفحہ 291 پر درج ہے

براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 87 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 114 از مرزا قادیانی

اور فاسقانہ عادتوں سے بیزار ہونا نہیں چاہتے اور ٹھٹھے کی مجالس کو نہیں چھوڑتے اور ناپاکی کے خیالوں کو ترک نہیں کرتے اور انسانیت اور تہذیب اور صبر اور نرمی کا جامہ نہیں پہنتے بلکہ غریبوں کو ستاتے اور عاجزوں کو دھکے دیتے اور اکڑ کر بازاروں میں چلتے اور تکبر سے کرسیوں پر بیٹھتے ہیں۔ اور اپنے تئیں بڑا سمجھتے ہیں۔ اور کوئی بڑا نہیں مگر وہی جو اپنے تئیں چھوٹا خیال کرے۔ مبارک وہ لوگ جو اپنے تئیں سب سے زیادہ ذلیل اور چھوٹا سمجھتے ہیں اور شرم سے بات کرتے ہیں اور غریبوں اور مسکینوں کی عزت کرتے اور عاجزوں کو تعظیم سے پیش آتے ہیں اور کبھی شرارت اور تکبر کی وجہ سے ٹھٹھا نہیں کرتے اور اپنے رب کریم کو یاد رکھتے ہیں اور زمین پر غریبی سے چلتے ہیں۔ سو میں بار بار کہتا ہوں کہ ایسے ہی لوگ ہیں جن کے لیے نجات تیار کی گئی ہے۔ جو شخص شرارت اور تکبر اور خود پسندی اور غرور اور دُنیا پرستی اور لالچ اور بدکاری کی دوزخ سے اسی جہان میں باہر نہیں۔ وہ اس جہان میں کبھی باہر نہیں ہوگا۔ میں کیا کروں اور کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں جو اس گروہ کے دلوں پر کارگر ہوں۔ خدایا مجھے ایسے لفظ عطا فرما اور ایسی تقریریں الہام کر جو ان دلوں پر اپنا نور ڈالیں اور اپنی تریاقی خاصیت سے اُن کی زہر کو دُور کر دیں۔ میری جان اس شوق سے تڑپ رہی ہے کہ کبھی وہ بھی دن ہو کہ اپنی جماعت میں بکثرت ایسے لوگ دیکھوں جنہوں نے درحقیقت جھوٹ چھوڑ دیا اور ایک سچا عہد اپنے خدا سے کر لیا کہ وہ ہر ایک شر سے اپنے تئیں بچائیں گے، اور تکبر سے جو تمام شرارتوں کی جڑ ہے بالکل دُور جا پڑیں گے اور اپنے رب سے ڈرتے رہیں گے، مگر ابھی تک بجز خاص چند آدمیوں کے ایسی شکلیں مجھے نظر نہیں آتیں۔ ہاں نماز پڑھتے ہیں مگر نہیں جانتے کہ نماز کیا شے ہے۔ جب تک دل فروتنی کا سجدہ نہ کرے صرف ظاہری سجدوں پر اُمید رکھنا طمع خام ہے۔ جیسا کہ قربانیوں کا خون اور گوشت خدا تک نہیں پہنچتا۔ صرف تقویٰ پہنچتی ہے۔ ایسا ہی جسمانی رکوع و سجود بھی ہیچ ہے جب تک دل کا رکوع و سجود و قیام نہ ہو۔ دل کا قیام یہ ہے کہ اس کے حکموں پر قائم ہو اور رکوع یہ کہ اس کی طرف جھکے اور سجود یہ کہ اس کے لیے اپنے وجود سے دست بردار ہو۔ سو افسوس ہزار افسوس کہ ان باتوں کا کچھ بھی اثر میں ان میں نہیں دیکھتا۔ مگر دُعا کرتا ہوں اور جب تک مجھ میں دم زندگی ہے کئے جاؤں گا۔ اور دُعا یہی ہے کہ خدا تعالیٰ میری اس جماعت کے دلوں کو پاک کرے اور اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کر کے اُن کے دل اپنی طرف پھیر دے۔ اور تمام شرارتیں اور کینے ان کے دلوں سے اُٹھا دے اور باہمی سچی محبت عطا کر دے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ دُعا کسی وقت قبول ہوگی اور خدا میری دُعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا۔

ہاں میں یہ بھی دُعا کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص میری جماعت میں خدا تعالیٰ کے علم اور ارادہ میں بدبخت ازلی ہے جسکے لیے یہ مقدر ہی نہیں کہ سچی پاکیزگی اور خدا ترسی اُسکو حاصل ہو تو اسکو اے قادر خدا میری طرف سے بھی منحرف کر دے جیسا کہ وہ تیری طرف منحرف ہے اور اس کی جگہ کوئی اور لا۔ جس کا دل نرم اور جس کی جان میں تیری طلب ہو۔ اب میری یہ حالت ہے کہ بیعت کرنے والے سے میں ایسا ڈرتا ہوں جیسا کہ کوئی شیر سے۔ اسی وجہ سے کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی دُنیا کا کیڑا ہو کر میرے ساتھ

مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 364 طبع جدید از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 291 پر درج ہے

اور بے سامانی کی حالت میں چھوڑ گئے۔ اے خداوند قادر مطلق تو اُن کا متکفل اور متولی ہو اور میرے محبّین کے دلوں میں الہام ڈال کہ اپنے اس یکرنگ بھائی کے پسماندوں کے لئے جو بے کس اور بے سامان رہ گئے کچھ ہمدردی کا حق بجا لاویں۔

اے خدا اے چارہ سازِ ہر دلِ اندوہگیں	اے پناہ عاجزان آمرزگار مذنبیں
از کرم آں بندۂ خود را بہ بخشش ہا نواز	واِیں جُدا افتادگاں را از ترحم ہا بہ بیں

میں نے بطور نمونہ اس جگہ چند دوستوں کا ذکر کیا ہے اور اسی رنگ اور اسی شان کے میرے اور دوست بھی ہیں جن کا مفصل ذکر انشاء اللہ ایک مستقل رسالہ میں کروں گا۔ اب مضمون طویل ہوا جاتا ہے اسی پر بس کرتا ہوں۔

اور مَیں اس جگہ اس بات کا اظہار بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ جس قدر لوگ میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہیں وہ سب کے سب ابھی اس بات کے لائق نہیں کہ میں اُن کی نسبت کوئی عمدہ رائے ظاہر کر سکوں۔ بلکہ بعض خشک ٹہنیوں کی طرح نظر آتے ہیں۔ جن کو میرا خداوند جو میرا متولّی ہے مجھ سے کاٹ کر جلنے والی لکڑیوں میں پھینک دے گا بعض ایسے بھی ہیں کہ اوّل اُن میں دلسوزی اور اخلاص بھی تھا مگر اب اُن پر سخت قبض وارد ہو کر اخلاص کی سرگرمی اور مریدانہ محبت کی نورانیت باقی نہیں رہی۔ بلکہ صرف بَلْعَم کی طرح مکاریاں باقی رہ گئی ہیں اور بوسیدہ دانت کی طرح اب بجز اس کے کسی کام کے نہیں کہ مُنہ سے اُکھاڑ کر پَیروں کے نیچے ڈال دیئے جائیں۔ وہ تھک گئے اور درماندہ ہو گئے۔ اور نابکار دنیا نے اپنے دامِ تزویر کے نیچے اُنہیں دبا لیا سو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عنقریب مجھ سے کاٹ دیئے جائیں گے۔ بجز اُس شخص کے کہ خدا تعالیٰ کا فضل نئے سرے اُس کا ہاتھ پکڑ لیوے۔ ایسے بھی بہت ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے مجھے دیا ہے اور وہ میرے درختِ وجود کی سرسبز شاخیں ہیں۔ اور مَیں انشاء اللہ کسی دوسرے وقت میں اُن کا تذکرہ لکھوں گا۔

فتح اسلام صفحہ 68 مندرجہ روحانی خزائن جلد سوم صفحہ 40 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 292 پر درج ہے



جلد ۲۲	مطابق ۲۴ جنوری ۱۹۳۵ء	یوم پنجشنبہ	مورخہ ۸ شوال ۱۳۵۳ھ	نمبر ۸۹

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مومن کیلئے ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے

فرمایا: مومن کو ابتلاء سے کبھی بے فکر نہیں ہونا چاہیے اور ابتلاء میں زیادہ ثبات قدم دکھانے کی ضرورت ہوتی ہے اور حقیقت یہی ہے جو سچا مومن ہے ابتلاء میں اس کے ایمان کی صداقت اور لذت اور بھی بڑھ جاتی ہے [illegible] کی قدر تول اور اس کے مجاہدات پر اس کا ایمان بڑھتا ہے۔ اور وہ پہلے سے بہت زیادہ خدا کی طرف توجہ کرتا۔ اور دعاؤں سے نتیجہ [illegible] جاتا ہے۔ یہ افسوس کی بات ہے۔ کہ بعض انسان [illegible] مدارج اور مراتب کی آرزو کرے۔ اور ان تکالیف سے بچنا چاہے جو ان کے حصول کے لئے ضروری ہیں۔

یقیناً یاد رکھو۔ کہ ابتلاء اور امتحان ایمان کی شرط ہے۔ اس کے بغیر ایمان، ایمان کامل ہوتا ہی نہیں۔ اور کوئی عظیم الشان نعمت بغیر ابتلاء ملتی ہی نہیں ہے۔ دنیا میں بھی عام قاعدہ یہی ہے۔ [illegible] آسائشوں اور نعمتوں کے حاصل کرنے کے لئے کس قسم کی مشکلات اور رنج و تعب اٹھانے پڑتے ہیں طرح طرح کے امتحانوں میں سے ہو کر گزرنا پڑتا ہے۔ تب کہیں جا کر کامیابی کی شکل نظر آتی ہے اور پھر بھی وہ محض خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کی نعمتیں [illegible] کیسے [illegible] بدوں امتحان کیسے میسر آ سکتی [illegible] خدا تعالیٰ کو پانے [illegible] چاہیے کہ وہ [illegible]

المسیح

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ۲۲ جنوری کی صبح دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو [illegible] کی شکایت ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا کریں۔

سیدہ ام طاہر احمد حرم ثانی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو [illegible] تکلیف ہے۔ دعا کی جائے کہ صحت فرمائی جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] ۲۴ جنوری کو [illegible] عبدالغنی صاحب [illegible] برکات میں بنیاد رکھی اور دعا فرمائی۔

[illegible] شاہ صاحب [illegible] تبلیغ کو [illegible] کامل صحت کے لئے احباب دعا کریں۔

[illegible]

تقریر میرزا محمود خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار "الفضل" جلد 22 نمبر 89 صفحہ 8 مورخہ 24 جنوری 1935ء	یہ حوالہ صفحہ 293 پر درج ہے

عالم صغیر

کہا ہے۔ اور گو ظاہری الفاظ سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے مراد انسان کو عالم صغیر کہا ہے مگر در حقیقت ان کی

انسان سے مراد انسان کامل ہے

جس طرح ایک چھوٹا شیشہ ہو۔ اگر ایک وسیع باغ کے سامنے رکھ دیا جائے۔ تو اس باغ کے تمام پودے نہایت چھوٹے پیمانہ پر شیشے میں نمایاں ہو جاتے ہیں۔ اور جس طرح سبزہ زار کو ظاہری طور پر دیکھ کر انسان لطف اندوز ہوتا ہے۔ اسی طرح شیشے میں دیکھ کر لطف اٹھا سکتا ہے۔ بالکل اسی طرح ایک

مومن کی نگاہ

تمام دنیا پر وسیع ہوتی ہے۔ اس کا دماغ روشن۔ اس کی عقل تیز اس کے حوصلے بلند۔ اس کی امنگیں شاندار اور اس کے خیال آرائیاں بہت بڑی ہوتی ہیں۔ مگر مجھے نہایت ہی افسوس سے معلوم ہوتا ہے کہ جامعہ احمدیہ میں جو طلباء تعلیم پاتے ہیں۔ ان میں

کنوؤں کے مینڈکوں کی طرح

رہ گیا ہے۔ ان میں کوئی وسعت خیال نہ تھی۔ ان میں کوئی شاندار امنگیں نہ تھیں۔ اور ان میں کوئی روشن دماغی نہ تھی میں نے کرید کرید کر ان کے دماغ میں داخل ہونا چاہا۔ مگر مجھے چاروں طرف سے ان کے دماغ کا راستہ بند نظر آیا۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ سوائے اس کے کہ انہیں کہا جاتا ہے۔ وفات مسیح کی یہ یہ آیتیں رٹ لو۔ یا نبوت کے مسئلہ کی یہ دلیلیں یاد کر لو۔ انہیں اور کوئی بات نہیں سکھائی جاتی۔ جیسے کہ مسئلہ یہ ہیں کہ ہمارا کام تنا ہی ہے کہ کچھ لوگ غزالی کریں اور ہم ان سے مسئلہ دیا کریں۔ گویا خدا کے پاس نعوذ باللہ

تعمیری کام

کوئی نہیں۔ اگر ہے تو تخریبی کام ہی ہے۔ اور پھر اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ اگر چند مولوی یہ خیال نہ کر لیتے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے۔ یا چند مولوی یہ خیال نہ پھیلا دیتے۔ کہ مسیح چوتھے آسمان پر زندہ موجود ہیں تو نہ

مسیح موعود کی ضرورت

تھی۔ اور نہ سلسلہ احمدیہ کے قیام کی۔ گویا ہماری جماعت صرف چند مولویوں کے ڈھکوسلوں کو دور کرنے کے لئے قائم ہوئی ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ اس سے زیادہ ذلیل اس سے زیادہ ادنی اس سے زیادہ رسواکن اور اس سے زیادہ

کمینہ خیال

بھی دنیا میں کوئی اور ہو سکتا ہے۔ پس یہ عالم ہیں۔ جنہیں جامعہ تیار کر رہا ہے۔ اور یہ مبلغ ہیں۔ جنہیں احمدیت کی تبلیغ کے لئے تعلیم دی جا رہی ہے۔ حالانکہ یہ دیسے ہی

مسجد کے ملنٹے

ہیں۔ جن کو سنانے کے لئے یہ سلسلہ قائم ہوا ہے۔ میں نے عام طور پر لڑکوں سے سوال کر کے دیکھا۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ کثرت سے طالب علم ایسے ہیں۔ جنہوں نے کبھی اخبار کو پڑھا ہی نہیں۔ گویا انہیں کبھی کوئی ڈاکٹر معلوم کر سکتا ہے مجھے علوم ہی نہیں کہ دنیا میں کون کون سی ہوئی ہیں۔ میں نے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا ہے۔ آپ رات کو بھی کبھی دیکھتے اور دن کو بھی کام کرتے اور

اخبارات کا باقاعدہ مطالعہ

رکھتے۔ اسی تحریک کے دوران میں غالباً اکتوبر سے لیکر آج تک ۱۲ بجے سے پہلے میں کبھی نہیں سویا اور اخبار کو مطالعہ کرنا بھی نہیں چھوڑا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو میں نے اس طرح دیکھا ہے۔ کہ جب ہم سوتے اس وقت بھی آپ جاگ رہے ہوتے اور جب ہم جاگتے تو اس وقت بھی آپ کام کر رہے ہوتے۔ جب انہیں پتہ ہی نہیں۔ کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے تو وہ دنیا میں کام کیا کر سکتے ہیں۔ میں نے ان سے بھی سوال کیا۔ معلوم ہوا کہ انہوں نے اخبار بھی نہیں پڑھا۔ اور جب بھی میں نے ان سے امنگ پوچھی۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ ہم تبلیغ کریں گے۔ اور جب سوال کیا کہ

کس طرح تبلیغ کرو گے

تو یہ جواب دیا۔ کہ جس طرح بھی ہو گا تبلیغ کریں گے۔ یہ الفاظ کہنے والوں کی ہمت تو بتاتے ہیں مگر عقل تو نہیں بتاتے الف سے یہ تو ظاہر ہو جاتا ہے کہ کہنے والا ہمت رکھتا ہے۔ مگر یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ کہنے والے میں عقل نہیں اور نہ وسعت خیال ہے۔ جس طرح سوگ تو سوگ کیا کرتا ہے۔ اگر سوگ کی زبان ہوتی اور اس سے پوچھا جاتا کہ تو کس طرح حملہ کرے گا تو وہ یہی کہتا کہ جس طرح ہو گا کروں گا۔ بس سوگ کا یہ کام ہوتا ہے۔ کہ وہ سیدھا چل پڑتا ہے۔ آگے نیزہ ہے کہ بیٹھو اور نیزہ پر حملہ کرے گا یا بندوق ہے کہ بیٹھو تو

بندوق کی گولی

کی طرف دوڑتا چلا آئے گا۔ پس یہ تو سوگ والا حملہ ہے۔ ہے چلے گئے۔ اور عواقب کا کوئی خیال نہ کیا۔ حالانکہ دل میں ارادے یہ ہونے چاہئیں۔ کہ ہم نے دنیا میں کوئی

نیک اور مفید تغیر

کرنا ہے۔ مگر اس قسم کی کوئی امنگ میں نے نوجوانوں میں نہیں پایا

انجیل۔ اور یہی وجہ ہے کہ جتنے اہم اور ضروری کام ہیں وہ اس

تبلیغی شعبہ

سے پوشیدہ ہو گئے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ جماعت ترقی نہیں کرتی۔ حالانکہ مبلغ کا کام یہ ہے۔ کہ وہ دنیا میں ایک آگ لگا دے۔ جہاں جائے وہاں دیا سلائی لگاتا جائے۔ آگے بڑھ جائے اگر مبلغ ایک جنگل کو صاف کرنے بیٹھے تو وہ اور اس کی نسلیں بھی ہزار سال میں ایک جنگل کو صاف نہیں کر سکتیں۔ لیکن اگر وہ سوکھی لکڑیوں اور پتوں وغیرہ کو اکٹھا کر کے دیا سلائی لگا کر چلا جائے۔ تو چند دنوں میں ہی تمام جنگل

راکھ کا ڈھیر

ہو جائے گا۔ پس مجھے نہایت ہی افسوس سے معلوم ہوا کہ

مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ کی تعلیم

نہایت ہی ناقص نہایت ہی ردی اور نہایت ہی ناپسندیدہ حالت میں ہے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ غالب طلبوں میں ایمان اور اخلاص نہایت اعلیٰ درجہ کا ہے۔ چنانچہ ایک طالب علم سے جب میں نے پوچھا کہ تم یہ سمجھ لو کہ ہم نے جس مدرسہ کا وعدہ کیا ہے۔ ممکن ہے۔ تم کو بھی نہ دے سکیں۔ تو اس نے جواب دیا کہ جو کچھ آپ نے دیا یہ تو احسان ہے اس کی قسم آپ اس وقت کہیں کہ چین چلے جاؤ۔ تو میں

ٹوکری ہاتھ میں لیکر

مزدوری کرتا ہوا روانہ ہو جاؤں گا۔ یہ الفاظ بتلاتے ہیں کہ لڑکوں کی ذات میں اخلاص ہے۔ مگر یہ اخلاص استاد تو پیدا نہیں کرتے۔ یہ

ماحول کا نتیجہ

ہے۔ ورنہ جو کام استادوں کا ہونا چاہئے تھا وہ نہیں ہوا اور بیسیوں میں گوبر کے لئے بھیجے۔ ہم نے مدرسہ اور جامعہ تعلیم اس لئے بھیجا تھا۔ کہ تا وہ شیر سے بھی کاٹ کر بھیجے جائیں۔ مگر وہ بھیڑ بکے کتے بن کر ہمارے پاس آ گئے۔ یہ ایک تلخ تجربہ ہے کہ سینکڑوں طالب علم ہیں۔ جن کی زندگیاں تباہ کر دی گئیں۔ اور انہیں ملٹے اور

مسجد کے کنگال مولوی

بنا دیا گیا ہے۔ نہ ان کے دماغوں میں کوئی تعمیری پروگرام ہے۔ نہ ان کی آنکھوں میں چمک ہے۔ اور نہ ان کے

سینوں میں سلگتی ہوئی آگ

ہے اگر آگ ہے تو دبی ہوئی۔ مگر دبی ہوئی آگ کیا فائدہ دے سکتی ہے۔ جو ایمان کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ بلکہ وہی ایمان فائدہ دے سکتا ہے جو کھلا ہو اور ایمان جب کھلتا ہے۔ تو

یہ حوالہ صفحہ 293 پر درج ہے

تقریر مرزا محمود خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار "الفضل" جلد 22 نمبر 89 صفحہ 8 مورخہ 24 جنوری 1935ء

۲۵۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے کہ ایک دفعہ کسی کام کے متعلق میر صاحب یعنی میر ناصر نواب صاحب کے ساتھ مولوی محمد علی صاحب کا اختلاف ہو گیا۔ میر صاحب نے ناراض ہو کر اندر حضرت صاحب کو جا اطلاع دی۔ مولوی محمد علی صاحب کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ ہم لوگ یہاں حضور کی خاطر آئے ہیں کہ حضور کی خدمت میں رہ کر کوئی خدمتِ دین کا موقعہ مل سکے۔ لیکن اگر حضور تک ہماری شکایتیں اس طرح پہنچیں گی۔ تو حضور بھی انسان ہیں۔ ممکن ہے کسی وقت حضور کے دل میں ہماری طرف سے کوئی بات پیدا ہو تو اس صورت میں ہمیں بجائے قادیان آنے کا فائدہ ہونے کے الٹا نقصان ہو جائے گا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ میر صاحب نے مجھ سے کچھ کہا تو تھا۔ مگر میں اسوقت اپنے فکروں میں اتنا محو تھا کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے معلوم نہیں کہ میر صاحب نے کیا کہا اور کیا نہیں کہا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ چند دن سے ایک خیال میرے دماغ میں اس زور کے ساتھ پیدا ہوا ہوا ہے۔ کہ اس نے دوسری باتوں سے مجھے بالکل محو کر دیا ہے بس ہر وقت اُٹھتے بیٹھتے وہی خیال میرے سامنے رہتا ہے۔ میں باہر لوگوں میں بیٹھا ہوتا ہوں اور کوئی شخص مجھ سے کوئی بات کرتا ہے تو اسوقت بھی میرے دماغ میں وہی خیال چکر لگا رہا ہوتا ہے۔ وہ شخص سمجھتا ہوگا کہ میں اس کی بات سن رہا ہوں مگر میں اپنے اس خیال میں محو ہوتا ہوں۔ جب میں گھر جاتا ہوں تو وہاں بھی وہی خیال میرے ساتھ ہوتا ہے غرض ان دنوں یہ خیال اس زور کے ساتھ میرے دماغ پر غلبہ پائے ہوئے ہے کہ کسی اور خیال کی گنجائش نہیں رہی۔ وہ خیال کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ میرے آنے کی اصل غرض یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت تیار ہو جاوے جو سچی مومن ہو اور خدا پر حقیقی ایمان لائے اور اس کے ساتھ حقیقی تعلق رکھے اور اسلام کو اپنا شعار بنائے اور آنحضرت صلعم کے اسوۂ حسنہ پر کاربند ہو اور اصلاح و تقویٰ کے رستے پر چلے اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ قائم کرے تا پھر ایسی جماعت کے ذریعہ دنیا ہدایت پاوے اور خدا کا منشا پورا ہو۔ پس اگر یہ غرض پوری نہیں ہوتی تو اگر دلائل و براہین سے ہم نے دشمن پر غلبہ بھی پا لیا اور اسکو پوری طرح زیر بھی کر لیا تو پھر بھی ہماری فتح کوئی فتح نہیں کیونکہ اگر ہماری بعثت کی اصل غرض پوری نہ ہوئی تو گویا ہمارا سارا کام رائیگان گیا۔ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ دلائل و براہین کی فتح کے تو نمایاں طور پر نشانات ظاہر ہو رہے ہیں اور دشمن بھی اپنی کمزوری محسوس کرنے لگا ہے لیکن جو ہماری بعثت

سیرت المہدی جلد اول صفحہ 254 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 294 پر درج ہے

جس خط کا حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے ذکر کیا۔ یہ خط الحکم جلد ۹ نمبر ۱۱ مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۵ء صفحہ ۸ پر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے تشریحی مضمون کے ساتھ شائع ہوا ہے جو یہ ہے:

"محبی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں ایک مدت سے بیماریوں میں رہا۔ اور اب بھی ان کا بقیہ باقی ہے۔ میں چاہتا تھا کہ اپنے ہاتھ سے جواب لکھوں مگر باعث بیماری کے لکھ نہ سکا۔ آپ کے پہلے خط کا ماحصل جس قدر مجھ کو یاد ہے یہ ہے کہ میری نسبت ...ؔ کی جماعت کی طرف سے یہ پیغام پہنچایا تھا کہ روپیہ کے خرچ میں بہت اسراف ہوتا ہے۔ آپ اپنے پاس روپیہ جمع نہ رکھیں اور یہ روپیہ ایک کمیٹی کے سپرد ہو جو حسب ضرورت خرچ کیا کریں اور یہ بھی ذکر تھا کہ اس روپیہ میں سے باغ کے چند خدمتگار بھی روٹیاں کھاتے ہیں۔ اور ایسا ہی اور کسی قسم کے اسراف کی طرف اشارہ تھا جن کو میں سمجھتا ہوں آپ نے اپنی نیک نیتی سے جو کچھ لکھا بہتر لکھا۔ میں ضروری نہیں سمجھتا کہ اس کا زائد لکھوں۔ میں آپ کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں جس کی قسم کو پورا کرنا مومن کا فرض ہے اور اس کی خلاف ورزی معصیت ہے کہ آپ ...... تمام جماعت کو اور خصوصاً ایسے صاحبوں کو جن کے دلوں میں یہ اعتراض پیدا ہوا ہے بہت صفائی سے اور کھول کر کہہ دیں کہ اس کے بعد ہم ..... کا چندہ بکلی بند کرتے ہیں اور ان پر حرام ہے اور قطعاً حرام ہے اور مثل گوشت خنزیر ہے کہ ہمارے کسی سلسلہ کی مدد کے لیے اپنی تمام زندگی تک ایک حبہ بھی بھیجیں۔ ایسا ہی ہر شخص جو ایسے اعتراض دل میں مخفی رکھتا ہے اس کو بھی ہم یہی قسم دیتے ہیں۔

یہ کام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جس طرح وہ میرے دل میں ڈالتا ہے خواہ وہ کام لوگوں کی نظر میں صحیح ہے یا غیر صحیح، درست ہے یا غلط میں اسی طرح کرتا ہوں پس جو شخص کچھ مدد دے کر مجھے اسراف کا طعنہ دیتا ہے وہ میرے پر حملہ کرتا ہے۔ ایسا حملہ قابل برداشت نہیں۔ اصل تو یہ ہے کہ مجھے کسی کی بھی پروا نہیں۔ اگر تمام جماعت کے لوگ متفق ہو کر چندہ بند کر دیں یا مجھ سے منحرف ہو جائیں تو وہ جس نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے وہ اور جماعت ان سے بہتر پیدا کر دے گا جو صدق اور اخلاص رکھتی ہوگی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ يَنْصُرُكَ اللهُ مِنْ عِنْدِهٖ ۔ يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِیْٓ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ یعنی خدا تیری اپنے پاس سے مدد کرے گا۔ تیری وہ مدد کریں گے جن کے دلوں میں ہم آپ وحی کریں گے اور الہام کریں گے۔ پس اس کے بعد میں ایسے لوگوں کو ایک مرے ہوئے کیڑے کی طرح بھی نہیں سمجھتا جن کے دلوں میں بدگمانیاں پیدا ہوتی رہیں۔ اور کیا وجہ کہ اُٹھیں جبکہ میں ایسے خشک دل لوگوں کو چندہ کے لیے مجبور

ؔ جس شخص کے نام یہ خط تھا اس کا اظہار نہیں کیا گیا (مرتب)

ملفوظات جلد چہارم صفحہ 249، 250 [حاشیہ] از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 295 پر درج ہے

۲۵۰

نہیں کرتا جن کا ایمان ہنوز ناتمام ہے۔ مجھے وہ لوگ چندہ دے سکتے ہیں جو اپنے سچے دل سے مجھے خلیفۃ اللہ سمجھتے ہیں۔ اور میرے تمام کاروبار خواہ اُن کو سمجھیں یا نہ سمجھیں ان پر ایمان لاتے اور ان پر اعتراض کرنا موجب سلبِ ایمان سمجھتے ہیں۔ میں تاجر نہیں کہ کوئی حساب رکھوں۔ میں کسی کمیٹی کا خزانچی نہیں کہ کسی کو حساب دوں۔ میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو ایک ذرہ بھی میری نسبت اور میرے مصارف کی نسبت اعتراض دل میں رکھتا ہے اس پر حرام ہے کہ ایک کوڑی میری طرف بھیجے۔ مجھے کسی کی پروا نہیں۔ جبکہ خدا مجھے بکثرت کہتا ہے گویا ہر روز کہتا ہے کہ میں ہی بھیجتا ہوں جو آتا ہے اور کبھی میرے مصارف پر وہ اعتراض نہیں کرتا تو دوسرا کون ہے۔ جو مجھ پر اعتراض کرے۔ ایسا اعتراض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی تقسیم اموالِ غنیمت کے وقت کیا گیا تھا۔ سو میں آپ کو دوبارہ کہتا ہوں کہ آئندہ سب کو کہدیں کہ تم کو اس خدا کی قسم ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور ایسا ہی ہر ایک جو اس خیال میں شریک ہے کہ ایک حبّہ بھی میری طرف کسی سلسلہ کے لیے کبھی اپنی عمر تک ارسال نہ کریں۔ پھر دیکھیں کہ ہمارا کیا حرج ہوا؟ اب قسم کے بعد میرے پاس نہیں کہ آ در کھوں۔

خاکسار مرزا غلام احمد

حلِ مشکلات کا طریق ایک شخص نے اپنی مشکلات کے لیے عرض کی فرمایا:

استغفار کثرت سے پڑھا کرو اور نمازوں میں یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اَسْتَغِیْثُ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ پڑھو۔

پھر اس نے عرض کی کہ استغفار کتنی مرتبہ پڑھوں؟ فرمایا:

کوئی تعداد نہیں۔ کثرت سے پڑھو یہانتک کہ ذوق پیدا ہو جائے اور استغفار کو منتر کی طرح نہ پڑھو بلکہ سمجھ کر پڑھو ۔ خواہ اپنی زبان میں ہی ہو۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ اے اللہ! مجھے گناہوں کے بُرے نتیجوں سے محفوظ رکھ اور آئندہ گناہوں سے بچا۔

زاں بعد خاکسار ایڈیٹر الحکم نے مولوی مشرف الدین احمد صاحب کے صاحبزادہ کے لیے دُعا کے واسطے عرض کیا۔ فرمایا:

اُن کا خط بھی آیا ہے۔ اُن کو لکھ دو کہ یاد دلاتے رہیں۔

ملفوظات جلد چہارم صفحہ 249، 250 [حاشیہ] از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 295 پر درج ہے

حوالہ نمبر 306

ٹیلیفون نمبر ۹۱

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

خطبہ نمبر

روزنامہ الفضل قادیان

THE DAILY

ALFAZL, QADIAN

ایڈیٹر۔ غلام نبی

قیمت ایک آنہ

جلد ۲۵	۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ	یوم شنبہ	مطابق ۵ جون ۱۹۳۷ء	نمبر ۱۲۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

امام کا مقام یہ ہے کہ وہ حکم دے اور ماموم کا مقام یہ ہے کہ وہ اطاعت کرے

افرادِ جماعت کو خود بخود اُن باتوں میں دخل نہیں دینا چاہیئے جن کا اثر ساری جماعت پر پڑتا ہو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
غالباً دو جمعے گزرے ہیں ...

ایک خطبہ

اپنے سفر ... پڑھا تھا ... الفضل میں چھپنے کے لئے بھجوا دیا جائے ... دو خطبہ

موجودہ فتنوں کے متعلق

... اور جو ... سفر میں گیا تھا ... اس وقت سامنے بیٹھے

ان میں سے اکثر ... لوگوں ... تھا ... قادیان میں رہتے ... اس خطبہ کے ... تو سب

قادیان میں رہنے والے لوگ

... تھے ۔ اور میرا ... تھا ... خطبہ ہو ... قادیان میں ... لوگوں تک ... دیا جائے ... خدا تعالیٰ کے سامنے ... ہو سکوں ... کہ میں ... کے سامنے ... اور ...

... پیش کر رہا تھا ... وجود میرے ... پیش کر ... انہوں نے ... عمل نہیں کیا ۔ تو ان کی ذمہ داری ... نہیں ... پر ہے ...

... اسی مضمون کے متعلق آپ لوگوں سے کچھ باتیں کہنا چاہتا ہوں ... اور نہ صرف آپ لوگوں سے بلکہ

باہر کی جماعتوں سے

بھی ۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ... بری الذمہ ہوتا ہوں ... میں نے وہ ... آپ لوگوں تک پہنچا دی

ہے ۔ جو میرے نزدیک اللہ تعالیٰ کا منشاء اور قرآنی تعلیم ہے ۔
میں نے اس خطبہ میں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی کہ جو جماعتیں منظم ہو جاتی ہیں ۔ اُن پر کچھ ذمہ واریاں بھی عائد ہوتی ہیں ۔ اور کچھ

شرائط کی پابندی

کرنی ان کے لئے لازمی ہوتی ہے جن کے بغیر ان کے کام کبھی بھی صحیح طور پر نہیں چل سکتے ۔

٦ روزنامہ الفضل قادیان مورخہ ۵ جون ۱۹۳۷ء نمبر ۱۲۹ جلد ۲۵

جماعت کے نظام کی پابندی

کی یا اپنے جذبات پر قابو رکھو۔ اور اگر تم اس خیال کے قائل نہیں تھے۔ تو پھر تمہیں ہمارے پاس بھاگ کر آنے کی کیا ضرورت ہے۔ تمہیں چاہیے کہ تم دلیری دکھاؤ۔ اور اپنے جرم کا اقرار کرو۔ اگر ان دونوں طریقوں میں سے کسی طریق کے چالیس چالیس آدمی بھی میسر آ جائیں تو ہم دنیا کو ڈرا سکتے ہیں۔ اگر چالیس آدمی ایسے مل جائیں جو مار کھانے کی طاقت اپنے اندر رکھتے ہوں۔ تو وہ دنیا کو ڈرا سکتے ہیں۔ اور اگر چالیس آدمی ایسے میسر آ جائیں جو مار نے کی طاقت اپنے اندر رکھتے ہوں۔ تو وہ بھی دنیا کو ڈرا سکتے ہیں۔ مگر تمہاری حالت یہ ہے کہ جب تم میں سے بعض دشمن سے گالیاں سنتے ہیں تو ان کے مونہہ میں جھاگ پھر آتی ہے۔ اور وہ کود کر اس پر حملہ کر دیتے ہیں۔ لیکن اس کی عادت

ان کے پیچھے پیچھے کی طرف

پڑ رہے ہوتے ہیں۔ تم میں سے بعض تقریریں کے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہم مر جائیں گے۔ مگر

سلسلہ کی ہتک

برداشت نہ کریں گے۔ لیکن جب کوئی فتنہ اٹھتا ہے تو پھر ادھر ادھر کھسکنے لگتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ بچائیو! کچھ روپے ہیں۔ کہ جن سے مقدمہ لڑا جائے۔ کوئی وکیل ہے جو وکالت کرے۔ بھلا ایسے لوگوں نے کبھی کسی قوم کو فائدہ پہنچایا ہے۔ بہادر وہ ہے۔ جو اگر مارنے کا فیصلہ کرتا ہے۔ تو مار کر پیچھے ہٹتا ہے۔ اور پکڑا جاتا ہے۔ تو دلیری سے پیچ پر لٹکتا ہے اور اگر مار کھانے کا فیصلہ کرتا ہے۔ تو جوش میں نہیں آتا اور اپنے نفس کو اشتعال کے وقتوں میں بھی قابو میں رکھتا ہے۔ بس اگر تم جینا چاہتے

تو دونوں میں سے ایک اصل اختیار کرو۔ جو کچھ میں سمجھتا ہوں۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ میں سچ سمجھتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ بہادر ہو مگر اس طرح کہ مار

کھانے کی عادت ڈالو

اور امام کے پیچھے ہو کر دشمن سے جنگ کرو۔ ہاں جب وہ کہے کہ اب لڑو۔ اس وقت جنگ کرو۔ لیکن جب تک تمہیں امام لڑائی کا حکم نہیں دیتا۔ اس وقت تک دشمن کو سزا دینے کا تمہیں اختیار نہیں۔ گالی کا سوال تو الگ ہی نہیں بلکہ

ایک ہلکا سا تھپڑ مارنا بھی تمہارے لئے جائز نہیں

بلکہ میں کہتا ہوں۔ تھپڑ تو الگ رہا ایک گلاب کے پھول سے بھی تمہیں دشمن کو اس وقت تک مارنے کی اجازت نہیں جب تک امام تمہیں لڑائی کی اجازت نہ دے لیکن اگر تمہارا یہ عقیدہ نہیں تب بھی میں شریف انسان تمہیں تب سمجھونگا کہ اگر تمہارا یہ عقیدہ ہو۔ کہ گالی دینے والے دشمن کو ضرور سزا دینی چاہیئے اور تم اس گالی دینے والے کے جواب میں سخت کلامی کرتے ہو اور اس سے جوش میں آکر وہ پھر اور بدکلامی کرتا ہے۔ تو پھر تم مٹ جاؤ اور اپنے آپ کو فنا کر دو۔ لیکن اس منہ کو توڑ دو جس منہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق گالی نکلی تھی۔ کیونکہ اس کو خاموش کرانا تمہارا ہی فرض ہے۔ کیونکہ تمہارے ہی فعل

سے اس نے مزید گالیاں دی ہیں کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم ایک سخت بدلگام دشمن کا جواب دیکر اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دلواتے ہو۔ اور پھر خاموشی سے گھروں میں بیٹھ رہتے ہو مگر تم میں ایک بھائی کے دعوے کے برابر سمجھا جاتا ہے

اور انشاء اللہ ایسا ہی یہ عقیدہ ہے۔ کہ دشمن کو سزا دینی چاہیئے۔ تو پھر کیا تم دنیا سے مٹ جاؤ۔ یا گالیاں دینے والوں کو مٹا دو۔ ہاں ایک طرف تو

جوش اور بہادری کا دعویٰ

کرتے ہو۔ اور دوسری طرف تم ایسی بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہو۔ میں تو ایسے لوگوں کے متعلق یہی کہتا ہوں کہ وہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دلواتے ہیں۔

اور

وہ آپ سلسلہ کے دشمن۔ اور خطرناک دشمن ہیں

اگر کسی کو مارنا پیٹنا جائز ہوتا۔ تو میں تو کہتا۔ کہ ایسے لوگوں کو بازار میں کھڑا کر کے انہیں خوب پیٹنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ گالیاں دلواتے ہیں۔ اور پھر مخلص اور احمدی کہلاتے پھرتے ہیں

میں اس موقعہ پر ان لوگوں کو بھی جو انہیں اعلیٰ مخلص سمجھتے ہیں۔ کہتا ہوں کہ

مومن بے وقوف نہیں ہوتا

کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ گالیاں دینا کوئی بہادری ہے۔ تم کسی چوہڑے کو روپیہ دے کر دیکھ لو۔ وہ تم سے زیادہ گالیاں دے دیگا۔ پس تم جو اگر گالیاں دیتے ہو۔ تو زیادہ سے زیادہ چوہڑوں والا کام کرتے ہو۔ یہ کوئی ایسا

پیچیدہ مسئلہ

نہیں۔ جو تمہیں سمجھ میں نہ آ سکے۔ مگر میں تو تین سال سے سمجھا رہا ہوں اور تم ابھی تک سمجھنے میں نہیں آتے [illegible] سامنے کوئی آٹھ دس برس کا بچہ [illegible] تو میں یہ بات اس کے سامنے [illegible] کر دیتا ہوں۔ تمہیں خود سمجھ معلوم ہو

سے لگا۔ کہ وہ سچ میری بات کو حقیقی طور پر سمجھ لیتا ہے۔ مگر کیا میرے

تین سالہ خطبات

بھی تمہیں میرے منشاء سے آگاہ نہیں کر سکے۔

پس میں پھر ایک دفعہ کھول کھول کر بتا دیتا ہوں۔ کہ شریفانہ اور عقلمندانہ طریق دو ہی ہوتے ہیں۔

انسان کو مرنا آتا ہو۔ یا انسان کو مارنا آتا ہو

ہمارا طریقہ مرنے کا ہے۔ مارنے کا نہیں ہم کہتے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے ابھی اس مقام پر رکھا ہوا ہے۔ کہ مر جاؤ۔ مگر اپنی زبان نہ کھولو۔ کیا تم نے جہاد پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم نہیں پڑھی اس میں کس وضاحت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا ہے۔ کہ اگر جہاد کا موقعہ ہوتا۔ تو خدا تعالیٰ تمہیں تلوار کیوں نہ دیتا۔ اس کا تلوار نہ دینا بتاتا ہے۔ کہ

یہ تلوار کے جہاد کا موقعہ نہیں

اسی طرح اگر تمہارے لئے مارنے کا مقام ہوتا۔ تو تمہیں اس موقعہ کے توڑنے کی طاقت اور اس کے سامان بھی ملتے جس موقعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ مگر تمہیں اس کی توفیق نہیں دی گئی۔ اور وہ سامان نہیں دیئے گئے۔ پس معلوم ہوا کہ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے یہی مقام مقرر کیا ہے کہ تم

گالیاں سنو اور صبر کرو

اور اگر کوئی انسان سمجھتا ہے کہ اس میں لڑنے کی طاقت ہے تو پھر اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ شریف تو تبھی کہلا سکتا ہے جب وہ اس منہ کو توڑ کر رکھ دے اور نہیں رہنے دیتا جس مونہہ سے تم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دلوائی ہیں مگر گندے سے گندے الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق سنے جاتے ہیں تم خود ذمہ دار ہو جو ان الفاظ کے کہلوانے کا باعث بنے ہو اور پھر

تقریر مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 25 نمبر 129 صفحہ 6 مورخہ 5 جون 1937ء

یہ حوالہ صفحہ 296 پر درج ہے

حوالہ نمبر 307

الفضل

خطبہ نمبر

ایڈیٹر غلام نبی

The DAILY ALFAZL QADIAN

جلد ۲۳ | مورخہ ۱۵ رمضان ۱۳۵۴ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۲ دسمبر ۱۹۳۵ء | نمبر ۱۳۹

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا تعالیٰ کے فضل کا صبر سے انتظار کرو

فرمایا:- اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے۔ تو فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے۔ اور آسمانی سکینت تم پر اترے گی۔ اور روح القدس سے مدد دیئے جاؤ گے۔ اور خدا ہر ایک قدم میں تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا۔ خدا کے فضل کا صبر سے انتظار کرو۔ گالیاں سنو اور چپ رہو۔ ماریں کھاؤ۔ اور صبر کرو۔ اور حتی المقدور بدی کے مقابلے سے پرہیز کرو۔ تا آسمان پر تمہاری قبولیت لکھی جائے۔ یقیناً یاد رکھو کہ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں۔ اور دل ان کے خوف سے پگھل جاتے ہیں ...

مدینۃ المسیح

تقریر مرزا محمود مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان مورخہ 12 دسمبر 1935ء جلد 23 نمبر 139 صفحہ 9


یہ حوالہ صفحہ 296 پر درج ہے

دانوں کو شکر

ساری دنیا میں ایک آگ لگا دو گے

ہمارے ہاتھ پر اسلام کی فتح

شرعی عذر کی بنا

باہر نکلنے کا اذن

جہنم کی آگ

تم اپنے جذبات پر قابو رکھو

اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم

اگر مرنے کی ہمت ہے

خدا تعالیٰ کے آگے جھکو

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام

میں بھی کل دشمن کو دنیا سے مٹا کر دم لونگا

صبر کی تعلیم

تقریر مرزا محمود مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان مورخہ 12 دسمبر 1935ء جلد 23 نمبر 139 صفحہ 9	یہ حوالہ صفحہ 296 پر درج ہے

حوالہ نمبر 308

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰

THE ALFAZL QADIAN

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دین کی نصرت کیلئے اک آسمانی شور ہے | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام منیجر ہو

ایڈیٹر: غلام نبی — اسسٹنٹ: مہر محمد خان

نمبر ۴۱-۴۲ | مورخہ ۲۳-۲۷ نومبر ۱۹۴۲ء | یوم دوشنبہ | مطابق ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۶۱ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ایک پرانی نظم

میرے مولا مری بگڑی کے بنانے والے
میرے پیارے مجھے فتنوں سے بچانے والے

جلوہ دکھلا مجھے او چہرہ چھپانے والے
رحم کر مجھ پہ او منہ پھیر کے جانے والے

میں تو بدنام ہوں جس دم سے ہوا ہوں عاشق
کہہ لیں جو دل میں ہو الزام لگانے والے

تشنہ لب ہوں بڑی مدت سے غلام شاہ ہے
بھر دے اک جام تو کر فیض کے لٹانے والے

ڈالتا جا نظر مہر بھی اس غمگیں پر
نظر لطف سے مستی میں ملانے والے

کبھی تو جلوہ بے پردہ سے ٹھنڈک پہنچا
سینۂ دل میں مرے آگ لگانے والے

مجھکو تیری ہی قسم کیا یہ وفاداری ہے
دوستی کر کے مجھے دل سے بھلانے والے

کیا نہیں سنکھوں میں اب کچھ بھی مروت باقی
غم مصیبت زدہ کو آنکھیں دکھانے والے

مجھکو دکھتے ہوئے آپ بھی رہ کھو بیٹھے
اے خضر کیسے ہو تم راہ دکھانے والے

ڈھونڈتی ہیں مگر آنکھیں نہیں پاتیں ان کو
ہیں کہاں وہ مجھے روتے کو ہنسانے والے

سوتے ہی چھوڑ دیا سب نے شب ظلمت میں
ایک آنسو ہیں فقط دل کی بجھانے والے

یہ حوالہ صفحہ 297 پر درج ہے	تقریر مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 10 نمبر 41، 42 صفحہ 6 مورخہ 23 تا 27 نومبر 1942ء

حوالہ نمبر 308

[illegible]

فرقِ مراتب

[illegible]

دین و دنیا کا مقابلہ

[illegible]

ایک خط

[illegible]

معاملہ سٹور

[illegible]

تقریر مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 10 نمبر 41، 42 صفحہ 6 مورخہ 23 تا 27 نومبر 1942ء۔	یہ حوالہ صفحہ 297 پر درج ہے

حوالہ نمبر 309

٦ روزنامہ الفضل قادیان دار الامان مورخہ ۵ جون ۱۹۳۷ء نمبر ۱۲۹ جلد ۲۵

جماعت کے نظام کی پابندی

کی یا اپنے جذبات پر قابو رکھو اور اگر تم اس خیال کے قائل نہیں تھے۔ تو پھر تمہیں ہمارے پاس بھاگ کر آنے کی کیا ضرورت ہے۔ تمہیں چاہیئے کہ تم دلیری دکھاؤ اور اپنے جرم کا اقرار کرو۔ اگر ان دونوں طبقوں میں کے چالیس چالیس آدمی بھی میسر آ جائیں تو ہم دنیا کو ڈرا سکتے ہیں۔ اگر چالیس آدمی ایسے مل جائیں جو مار کھانے کی طاقت اپنے اندر رکھتے ہوں۔ تو وہ دنیا کو ڈرا سکتے ہیں۔ اور اگر چالیس آدمی ایسے میسر آ جائیں جو مارنے کی طاقت اپنے اندر رکھتے ہوں۔ تو وہ بھی دنیا کو ڈرا سکتے ہیں۔ مگر تمہاری حالت یہ ہے کہ جب تم میں سے بعض دشمن سے کوئی گالی سنتے ہیں تو ان کے مونہہ میں جھاگ بھر آتی ہے۔ اور وہ کود کر اس پر حملہ کر دیتے ہیں۔ لیکن اسی وقت

ان کے پیر پیچھے کی طرف

پڑ رہے ہوتے ہیں۔ تم میں سے بعض تقریر کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہم مر جائیں گے۔ مگر

سلسلہ کی ہتک

برداشت نہ کریں گے۔ لیکن جب کوئی ان پر ہاتھ اٹھاتا ہے تو ادھر ادھر دیکھنے لگتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ بچائیے! کچھ روپے ہیں۔ کہ جن سے مقدمہ لڑا جائے۔ کوئی وکیل ہے۔ جو وکالت کرے۔ بھلا ایسے لغو شخص نے بھی کسی قوم کو فائدہ پہنچایا ہے۔ بہادر وہ ہے۔ جو اگر مارنے کا فیصلہ کرتا ہے۔ تو مار کر پیچھے ہٹتا ہے۔ اور پکڑا جاتا ہے۔ تو دلیری سے سچ بولتا ہے اور اگر مار کھانے کا فیصلہ کرتا ہے۔ تو پھر جوش میں نہیں آتا اور اپنے نفس کو شدید اشتعال کے وقتوں میں بھی قابو میں رکھتا ہے۔ پس اگر تم جیتنا چاہتے ہو تو دونوں میں سے ایک اصل اختیار کرو۔ جو کچھ میں سمجھتا ہوں۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ میں صحیح سمجھتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ بہادر بنو مگر اس طرح کہ مار

کھانے کی عادت ڈالو

اور امام کے پیچھے ہو کر دشمن سے جنگ کرو۔ ان جب وہ کہے کہ اب لڑو۔ اسوقت جنگ کرو۔ لیکن جب تک تمہیں امام لڑائی کا حکم نہیں دیتا۔ اسوقت تک دشمن کو سزا دینے کا تمہیں اختیار نہیں۔ دشمنی اور سولے [illegible] نہیں بلکہ

ایک تھپڑ مارنا بھی تمہارے لئے جائز نہیں

بلکہ میں کہتا ہوں۔ تھپڑ تو الگ رہا ایک گلاب کے پھول سے بھی تمہیں دشمن کو اس وقت تک مارنے کی اجازت نہیں جب تک امام تمہیں لڑائی کی اجازت نہ دے لیکن اگر تمہارا یہ عقیدہ نہیں تب بھی میں شریف انسان نہیں تب سمجھوں گا کہ اگر تمہارا یہ دعویٰ ہو۔ کہ گالیاں دینے والے دشمن کو ضرور سزا دینی چاہیئے اور تم اس گالی دینے والے کے جواب میں سخت کلامی کرتے ہو۔ اور اس سے جوش میں آ کر وہ پھر اور بدکلامی کرتا ہے۔ تو پھر تم مٹ جاؤ اور اپنے آپ کو فنا کر دو۔ لیکن اس منہ کو توڑ دو جس منہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق گالی نکلی تھی۔ کیونکہ اس کو خاموش کرانا تمہارا ہی فرض ہے۔ کیونکہ تمہارے ہی فعل سے اس نے مزید گالیاں دی ہیں کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم ایک سخت بدگو دشمن کا جواب دیکر اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دلواتے ہو۔ اور پھر خوشی سے گھروں میں بیٹھ رہتے ہو اگر تم میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی حیا ہے اور تمہارا یہ صحیح عقیدہ ہے۔ کہ دشمن کو سزا دینی چاہیئے۔ تو پھر تم [illegible] گالیاں [illegible] مگر ایک طرف تم

جوش اور بہادری کا دعویٰ

کرتے ہو۔ اور دوسری طرف تم دونوں ہی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں کے متعلق یہی کہتا ہوں کہ وہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دلواتے ہیں۔

اور

وہ آپ سلسلہ کے دشمن۔ اور خطرناک دشمن ہیں

اگر کسی کو مارنا پیٹنا جائز ہوتا۔ تو میں کہتا۔ کہ ایسے لوگوں کو بازار میں کھڑا کر کے انہیں خوب پیٹنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ گالیاں دلواتے ہیں۔ اور پھر مخلص اور احمدی کہلاتے پھرتے ہیں۔

میں اس موقعہ پر ان لوگوں کو بھی جو انہیں اعلیٰ مخلص سمجھتے ہیں۔ کہتا ہوں۔ کہ

مومن بے وقوف نہیں ہوتا

کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ گالیاں دینا کوئی بہادری ہے۔ تم کسی چوڑھے کو دو روپے دے کر دیکھ لو۔ وہ تم سے زیادہ گالیاں دے دیگا۔ پس تم بھی اگر گالیاں دیتے ہو۔ تو زیادہ سے زیادہ چوڑھوں والا کام کرتے ہو۔ یہ کوئی ایسا

پیچیدہ مسئلہ

نہیں۔ جو تمہیں سمجھ میں نہ آ سکے۔ مگر میں متواتر تین سال سے سمجھا رہا ہوں اور تم ابھی تک سمجھنے میں نہیں آتے میرے سامنے کوئی آٹھ دس برس کا بچہ لے آؤ۔ میں یہ بات اس کے سامنے دہرا دیتا ہوں۔ تمہیں خود معلوم ہو جائے گا۔ کہ وہ بچہ میری بات کو کتنی جلدی سمجھ لیتا ہے۔ مگر کیا میرے

تین سالہ خطبات

بھی تمہیں میرے منشاء سے آگاہ نہیں کر سکے۔

پس میں پھر ایک دفعہ کھول کھول کر بتا دیتا ہوں۔ کہ شریفانہ اور عقلمندانہ طریق دو ہی ہوتے ہیں۔

یا انسان کو مرنا آتا ہو۔ یا انسان کو مارنا آتا ہو۔

ہمارا طریقہ مرنے کا ہے۔ مارنے کا نہیں ہم کہتے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے ابھی اس مقام پر رکھا ہوا ہے۔ کہ مر جاؤ۔ مگر اپنی زبان نہ کھولو۔ کیا تم نے جہاد پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم نہیں پڑھی اس میں کس وضاحت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا ہے۔ کہ اگر جہاد کا موقعہ ہوتا۔ تو خدا تعالیٰ نے تمہیں تلوار کیوں نہ دیتا۔ اس کا تلوار نہ دینا بتاتا ہے۔ کہ

یہ تلوار کے جہاد کا موقعہ نہیں

اسی طرح اگر تمہارے لئے مارنے کا مقام ہوتا۔ تو تمہیں اس مونہہ کے توڑنے کی طاقت اور اس کے سامان بھی ملتے۔ جس مونہہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ مگر تمہیں اس کی توفیق نہیں دی گئی۔ اور وہ سامان نہیں دیئے گئے۔ پس معلوم ہوا کہ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے یہی مقام مقرر کیا ہے کہ تم

گالیاں سنو اور صبر کرو

اور اگر کوئی انسان کہتا ہے۔ کہ اس میں مارنے کی طاقت ہے۔ تو میں اسے کہوں گا۔ کہ تو آگے کیوں نہیں بڑھتا اور ہر اس منہ کو کیوں توڑ نہیں دیتا جس منہ سے تو نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دلوائی ہیں [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق [illegible] تم خود دشمن سے وہ الفاظ کہلواتے ہو اور پھر

مرزا محمود کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 25، نمبر 129، صفحہ 6 مورخہ 5 جون 1937ء

یہ حوالہ صفحہ 297 پر درج ہے

حوالہ نمبر 309

ہماری تبلیغ روک دو

بلکہ اگر ختم ہو جاتی ہے کہ گورنمنٹ نے سمجھتے ہو وہ تمہاری مدد کرے۔ گورنمنٹ کو کیا ضرورت ہے کہ وہ تمہاری مدد کرے کیا اس کا اور تمہارا مذہب ایک ہے یا اس کی اور تمہاری سیاست ایک ہے یا اس کا نظام تمہارے نظام سے ملتا ہے پھر گورنمنٹ تمہاری کیوں مدد کرے گورنمنٹ اگر ہمدردی کرے گی۔ تو ان لوگوں سے جو تمہارے دشمن ہیں کیونکہ وہ اکثریت میں ہیں۔ اور تم اقلیت میں اور

گورنمنٹوں کو اکثریت کی خوشنودی کی ضرورت ہوتی ہے

پس گورنمنٹ کو تم سے کس طرح ہمدردی ہو سکتی ہے۔ اس کو تو اسی وقت تک تمہارے ساتھ ہمدردی ہو سکتی ہے جب تک تم خاموش رہو اور دشمن کے مقابلہ میں صبر سے کام لو اور اس صورت میں بھی

صرف شریف حاکم تمہاری مدد کرینگے

اور کہیں گے انہوں نے ہمیں فتنہ وفساد سے بچا لیا مگر یہ خیال کرنا کہ گورنمنٹ اس وقت مدد کرے جب دشمن تم کو گالیاں دے رہا ہو اور تم جواب میں اسے گالیاں دے رہے ہو نادانی ہے اس وقت اس کی ہمدردی اکثریت کے ساتھ ہوگی۔ کیونکہ وہ جانتی ہے اقلیت کچھ نہیں کر سکتی۔ پس گورنمنٹ سے اسی صورت میں تم امداد کی توقع کر سکتے ہو۔ جب خود قربانی کر کے لڑائی اور جھگڑے سے بچو۔ اور اس وقت بھی صرف شریف افسر تم سے ہمدردی کریں گے۔ اور کہیں گے کہ انہوں نے ہماری بات مان لی اور خاموش رہ کر اور صبر کر کے فتنہ وفساد کو بڑھنے نہ دیا مگر رذیل حکام پھر بھی تمہارے ساتھ نہیں ہوں گے۔ اور انہیں کہنے لگے کیا ہوا اگر دشمن کو تھپڑ انہوں نے کھا لیا۔ وہ زیادہ مضبوط تھے اور یہ تھوڑے اور اکثریت سے ڈر کر تھپڑ کھا لیا

یہ کوئی خوبی نہیں۔ پس وہ تمہارے

صبر کو بزدلی پر محمول

کریں گے اور تمہاری خاموشی کو کمزوری کا نتیجہ قرار دیں گے۔ پس تمہارا گورنمنٹ کے پاس شکایت کرنا بالکل بے سود ہے۔ اور مجھے تمہاری مثال ویسی ہی نظر آتی ہے۔ جیسے پہلے زمانہ میں جب یہ معلوم نہ تھا کہ

کشمیری فوج میں بھرتی ہونے کے قابل نہیں

ایک دفعہ سرحد پر لڑائی ہوئی اور حکومت انگریزی نے مہاراجہ صاحب جموں سے کہا کہ اپنی فوج میں سے ایک دستہ ہماری فوج کے ساتھ روانہ کر دیں۔ انہوں نے ایک کشمیری دستہ کو تیار ہو جانے کا حکم دے دیا جب وہ تیار ہو گئے تو کشمیری افسر ایک وفد کی صورت میں مہاراجہ صاحب کے پاس آئے اور کہنے لگے ہم نے اتنی مدت تک آپ کا نمک کھایا ہے۔ ہمیں لڑائی سے ہرگز انکار نہیں۔ ہم ہر وقت جانے کے لئے تیار ہیں۔ صرف ایک ہماری

عاجزانہ التماس

ہے اور وہ یہ کرنا ہے پٹھان سخت وحشی ہوتے ہیں آپ ہمارے ساتھ کچھ سپاہی کر دیں جو ہماری جانوں کی حفاظت کریں تم بھی خدا کے سپاہی کہلاتے ہو مگر

انگریزی سپاہیوں کے پہرے میں کام

کرنا چاہتے ہو پھر تم ہی بتاؤ کہ عزت اور کون ہو سکتی ہے۔ اس وقت تم سب اس مثال کے سننے پر ہنس پڑے ہو گے کیا تمہاری بھی یہی حالت نہیں تم کہتے ہو ہم دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں مگر انگریزی سپاہیوں کی حفاظت میں۔ اگر واقعہ میں تم خدا تعالیٰ کے سپاہی ہو اور اس کے دشمن کے مقابل پر کھڑے ہو تو پھر تمہیں کسی حفاظت کی ضرورت ہی کیا ہے۔ تم میرے بتائے ہوئے طریق کے ماتحت صبر اور شکر کرو۔ پھر خدا تعالیٰ کے سپاہی آپ

تمہاری مدد کے لئے آسمان سے اتریں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک دفعہ ایک مقدمہ ہوا۔ جس مجسٹریٹ کے پاس وہ مقدمہ تھا اس پر کارروائی بعض آریوں نے سخت زور ڈالا کہ جس طرح بھی ہو سکے تم کسی نہ کسی طرح مرزا صاحب کو سزا دے دو۔ اور اس قدر اصرار کیا کہ آخر اس نے وعدہ کر لیا کہ میں کچھ نہ کچھ سزا انہیں ضرور دے دونگا۔ ایک ہندو دوست جو اس مجلس میں موجود تھے۔ انہوں نے یہ تمام حالات

ایک احمدی وکیل

کے پاس بیان کئے۔ اور کہا کہ میں خود اس مجلس میں موجود تھا۔ آریوں نے بہت اصرار کیا اور آخر مجسٹریٹ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ میں ضرور حضرت مرزا صاحب کو کچھ نہ کچھ سزا دے دونگا۔ وہ احمدی وکیل گھبرائے ہوئے گورداسپور آئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان دنوں گورداسپور میں ہی تھے۔ میں وہاں موجود نہیں تھا لیکن جو دوست وہاں موجود تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب اس دوست نے آکر ذکر کیا کہ حضور ہمیں کوئی فکر کرنا چاہیئے۔ اس مجسٹریٹ نے فیصلہ کر دیا ہے

کہ آپ کو ضرور سزا دے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی طرف

کوئی توجہ نہ فرمائی

آخر انہوں نے دوبارہ اور سہ بارہ یہی بات دہرائی اور کچھ اور دوست بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے اور سب نے کہا کہ اب ضرور کوئی فکر کرنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت لیٹے ہوئے تھے۔ آپ نے جب متواتر یہ بات سنی تو آپ نے چارپائی سے سر اٹھا اور بیٹھے بیٹھے کہنی پر ٹیک لگا کر بڑے جلال سے فرمایا وہ مجسٹریٹ ہوتا کیا چیز ہے

وہ خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال کر تو دیکھے

پس کیا تم سمجھتے ہو اگر خدا تمہارے ساتھ ہو تو یہ مجسٹریٹ اور افسر اور پولیس کے آدمی تمہیں کچھ نقصان پہنچا سکتے ہیں کبھی نہیں۔ ہاں تمہیں اس تعلیم پر عمل کرنا چاہیئے۔ جو خدا تعالیٰ کے مامور نے تمہیں دی اور جو یہ ہے۔ کہ ؎

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

اور جو تعلیم قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے دی ہے کہ جب کسی مجلس میں خدا

مرزا محمود کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 25، نمبر 129، صفحہ 6 مورخہ 5 جون 1937ء۔	یہ حوالہ صفحہ 297 پر درج ہے

چاہتا ہے جس کی نمونہ سے لوگوں کو خدا یاد آوے۔ اور جو تقویٰ اور طہارت کے اول درجہ پر قائم ہوں اور جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا ہو۔ لیکن وہ مفسد لوگ جو میرے ہاتھ کے نیچے ہاتھ رکھکر اور یہ کہکر کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کیا۔ پھر وہ اپنے گھروں میں جاکر ایسے مفاسد میں مشغول ہو جائیں۔ کہ صرف دنیا ہی دنیا اُن کے دلوں میں ہوتی ہے۔ نہ انکی نظر پاک ہے نہ اُنکا دل پاک ہے۔ اور نہ اُنکے ہاتھوں سے کوئی نیکی ہوتی ہے اور نہ اُنکے پیر کسی نیک کام کیلئے حرکت کرتے ہیں۔ اور وہ اس چوہے کی طرح ہیں جو تاریکی میں ہی پرورش پاتا ہے۔ اور اسی میں رہتا اور اسی میں مرتا ہے۔ وہ آسمان پر ہمارے سلسلہ میں سے کاٹے گئے ہیں۔ وہ عبث کہتے ہیں کہ ہم اس جماعت میں داخل ہیں۔ کیونکہ آسمان پر وہ داخل نہیں سمجھے جاتے جو شخص میری اس وصیت کو نہیں مانتا کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور درحقیقت ایک پاک انقلاب اس کی ہستی پر آجائے اور درحقیقت وہ پاک دل اور پاک ارادہ ہو جائے اور پلیدی اور حرامکاری کا تمام چولہ اپنے بدن پر سے پھینکدے اور نوع انسان کا ہمدرد اور خدا کا سچا تابعدار ہو جائے اور اپنی تمام خود روی کو الوداع کہکر میرے پیچھے ہولے۔ میں اُس شخص کو اُس کتے سے مشابہت دیتا ہوں جو ایسی جگہ سے الگ نہیں ہوتا جہاں مردار پھینکا جاتا ہے۔ اور جہاں سڑے گلے مُردوں کی لاشیں ہوتی ہیں۔ کیا میں اس بات کا محتاج ہوں کہ وہ لوگ زبان کے میرے ساتھ ہوں اور اس طرح پر دیکھنے کیلئے ایک جماعت ہو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تمام لوگ مجھے چھوڑ دیں اور ایک بھی میرے ساتھ نہ رہے۔ تو میرا خدا میرے لئے ایک اور قوم پیدا کرے گا جو صدق اور وفا میں ان سے بہتر ہوگی یہ آسمانی کشش کام کر رہی ہے۔ جو نیک دل لوگ میری طرف دوڑتے ہیں۔ کوئی نہیں جو آسمانی کشش کو روک سکے۔ بعض لوگ خدا سے زیادہ اپنے مکر اور فریب پر بھروسہ رکھتے ہیں شاید اُن کے دلوں میں یہ بات پوشیدہ ہو کہ نبوتیں اور رسالتیں سب انسانی مکر ہیں۔ اور اتفاقی طور پر شہرتیں اور قبولیتیں ہو جاتی ہیں۔ اس خیال سے کوئی خیال پلید تر نہیں اور ایسے انسان کو اس خدا پر ایمان نہیں جس کے ارادہ کے بغیر ایک پتہ بھی گر نہیں سکتا۔ لعنتی ہیں ایسے دل اور لعنتی ہیں ایسی طبیعتیں خدا اُن کو ذلت سے مارے گا۔ کیونکہ وہ خدا کے کارخانہ کے دشمن ہیں۔ ایسے لوگ درحقیقت دہریہ اور خبیث باطن ہوتے ہیں۔ وہ جہنمی زندگی کے دن گذارتے ہیں۔ اور مرنے کے بعد بجز جہنم کی آگ کے اُن کے حصہ میں کچھ نہیں۔

تذکرہ الشہادتین صفحہ 78 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 78 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 298 پر درج ہے

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ — عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل قادیان

ایڈیٹر۔ غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

جلد ۲۰ | مطابق ۶ صفر ۱۳۵۲ھ | یوم پنجشنبہ | مورخہ یکم جون ۱۹۳۳ء

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

قرآن کے مقابلہ میں حدیث کا درجہ

(فرمودہ ۱۳ مئی ۱۹۰۶ء)

ایک اور غلطی اکثر مسلمانوں کے درمیان ہے کہ وہ حدیث کو قرآن شریف پر مقدم کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ غلط بات ہے۔ قرآن شریف ایک یقینی مرتبہ رکھتا ہے اور حدیث کا مرتبہ ظنی ہے۔ حدیث قاضی نہیں [illegible] اس کو اپنے [illegible] ماننا ضروری ہے [illegible] ہاں حدیث قرآن کی تشریح ہے۔ اور اس کے مطابق [illegible] جو قرآن کے مخالف پڑے۔ تو وہ حدیث نہیں بلکہ مردود قول ہے۔ لیکن قرآن شریف کے سمجھنے کے [illegible] ضروری ہے۔ قرآن شریف میں جو احکام [illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو عملی [illegible] کر کے اور کرا کے دکھا دیا۔ اور ایک نمونہ قائم کر دیا۔ اگر یہ نمونہ نہ ہوتا۔ تو اسلام سمجھ میں نہ آسکتا لیکن اصل قرآن ہے۔ بعض اہلِ کشف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے براہ راست ایسی احادیث سنتے ہیں۔ جو دوسروں کو معلوم نہیں ہوتیں یا موجودہ احادیث کی تصدیق کر لیتے ہیں۔

(الحکم ۱۷ جون ۱۹۰۶ء)

خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 20، نمبر 143، صفحہ 7 مورخہ یکم جون 1933ء

یہ حوالہ صفحہ 299 پر درج ہے

حوالہ نمبر 311

اخبار الفضل قادیان دارالامان۔ مورخہ یکم جون ۱۹۳۳ء

...سان نے دی گئی ہے۔ کہ کیوں یہ نکاح ...نہیں ہوا۔ یہ سننے والا جھٹ کہہ اٹھتا ہے۔ ...ہے شریعت میں یہ کہاں لکھا ہے کہ ہر نکاح مسجد ...میں ہی ہو۔ یا کیا

جماعت کے ذمہ دار افسروں کی طرف سے اعلان

...ہے کہ نکاح ہمیشہ مسجد مبارک میں ہی پڑھے جایا کریں۔ تب ...سمجھا کرتا ہے۔ یہاں سے لوگ کہتے ظالم اور سیاہ دل ہو گئے ...مسجد مبارک میں نکاح نہیں ہوا۔ تو محض اس بنا پر بائیکاٹ ...منافق کہا جائیں گے۔ اس بات کو کہ

مجلس شوریٰ نے

...فیصلہ ہو چکا ہے۔ کہ قادیان کے نکاح اور باہر کے بھی

منظور شدہ فارم کی خانہ پری

...کی تصدیق کے بعد پڑھے جائیں۔ سو الیا نہیں کیا گیا ...ت کو بھی کہا جائیں گے۔ کہ تین دفعہ خلیفہ وقت سے ...گر ہی کے

انکار کے باوجود

...ے ہی ہیں سے چند اوباش اور چند بدمعاش تھے انہیں ...مجلس شوریٰ کمیٹی کے دفتر میں نکاح پڑھا دیا گیا۔ سوال ...کے دفتر میں آ کر کیا برکت ہو سکتی تھی۔ سوائے اس کے

نکاح کی پوشیدگی

...تمام باتوں کو کہا جائیں گے۔ اور صرف یہ کہہ کر کہ ... کتنا ظلم ہو گیا۔ صرف اتنے قصور پر کہ کیوں ...مبارک میں نہیں ہوا۔ ہمارا بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ اور ...ناواقفوں کو دھوکا دینے کی کوشش کی جاتی ہے ...سے حکم کے سننے میں انہیں کوئی غلط فہمی ہو گئی ...ہو سکتا۔ کہ تین دفعہ کے واضح انکار کے باوجود کس ...نہیں ہو سکتی ہے خصوصاً جبکہ ان کا اقرار ہے۔ کہ انہیں ...نکاح کی اجازت نہیں لیکن انہوں نے اس کے ...تسلیم ان لیا جا سکتا تھا۔ کہ انہیں غلط فہمی ہوئی ...ہنگ ختم سمجھنا اور دوستوں سے بچائے ...ت ہیں ہم ایسے سوال کو

بھیانک شکل

...ہے ہیں

...ہے اب انہیں جتنی بھی شدید سزا ملے اس ...منافق پروپیگنڈا کرنے والوں کو ہم ان کی ...

محض جھوٹ اور فریب

سے کام لے کر سکتے ہیں۔ اگر اس موقعہ پر رحم کیا جاتا۔ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے جو ذمہ داری مجھ پر عائد ہے۔ اس سے میں سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ خلیفہ وقت کا کام ہے کہ وہ

ایک مضبوط چٹان

کی طرح ہو۔ لیکن یہ نہیں کہ دنیا بھر کے متعدد بھی مکر اس سے ٹکرائیں اگر چند منافقوں سے میں ڈر جاؤں۔ اور ایسے موقعہ پر رحم کرنے پر آمادہ ہو جاؤں۔ جبکہ رحم مناسب نہیں۔ تو میں اپنی

خلافت کی ذمہ داریوں میں کوتاہی کرنے والا

ہوں گا۔ مجھے یہ چند منافق کیا۔ اگر دنیا کی حکومتیں بھی مل کر ایک ...ٹھنا چاہیں تو نہیں ہٹا سکتیں۔ اور اگر میں یا کوئی اور خلیفہ اس لئے نرمی کرے کہ لوگ اسے مجبور کرتے ہیں۔ تو یقیناً وہ

خدا کا قائم کردہ خلیفہ

نہیں ہو سکتا۔ رحم بھی کام ہے۔ لیکن دباؤ سے اٹھا ہمارا کام نہیں۔ بلکہ

دباؤ کو کچلنا

ہمارا کام ہے۔ یہ لوگ کیا ہیں

شیطان کا ایک آلہ

ہیں۔ مگر خدا کے خلفاء شیطان پر غالب آیا کرتے ہیں۔ مغلوب نہیں ہوتے۔ اور ایک وقت آتا ہے۔ کہ شیطانی ہتھیاروں کو وہ توڑ کر رکھ دیتے ہیں۔ مومن بہادر ہوتا ہے۔ بزدل نہیں ہوتا۔ وہ ایک وقت رحم کرتا ہے تو نادان لوگ خیال کرتے ہیں کہ شاید بزدل ہے۔ مگر جب دباؤ ڈالا جاتا ہے اسے ڈرایا اور دھمکایا جاتا ہے۔ تو اس وقت وہ سخت ہو جاتا ہے۔ اتنا سخت کہ لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ شاید اس سے بڑھ کر سنگدل کوئی نہیں۔ مگر یہ

دونوں قسم کے لوگ

غلطی پر ہوتے ہیں۔ وہ بزدل نہیں۔ بلکہ رحمدل ہوتا ہے۔ اور سنگدل نہیں بلکہ

مستقل مزاج اور اولوالعزم

ہوتا ہے۔

میں نہیں جانتا۔ یہ غلطی ہماری جماعت میں کب تک چلی جائیگی۔ اور کب تک وہ اس کا ارتکاب کرتے رہیں گے کہ

عہدوں کا نام لے لیکر

کہیں کہ امور عامہ ایسا کرتا ہے فلاں محکمہ ایسا کرتا ہے۔ کیا خلیفہ وقت ایسا ہی بے وقوف ہے۔ کہ وہ ایسوں کو ناظر اور افسر مقرر کرے جو ظالم ہوں۔ اور لوگوں پر تعدی کرنے والے ہوں

ناظر امور عامہ

جس کا نام لے کر اس معاملہ میں مجھے کوسا جاتا ہے۔ اس کی یہ حالت ہے۔ کہ وہ تین دفعہ اس نکاح کے معاملہ میں میرے پاس سفارش

کر چکے ہیں۔ اور تینوں دفعہ نہایت سختی سے میں ان کی سفارش کو رد کر چکا ہوں۔ اور اب تک بھی میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔ کہ آخر یہ

نکاح کرنے کرانے والوں کو

کس نے معاف کیوں۔ تین دفعہ ایک بات کہی جاتی ہے مگر تین دفعہ سننے کے باوجود اس کے خلاف کیا جاتا ہے۔ پھر

اگر وہ یہ کہتے

کہ ہم سے منافقت ہو گئی۔ غلطی ہو گئی گناہ ہو گیا۔ بے دینی ہو گئی۔ آپ نے تین دفعہ کہا۔ مگر ہم نے نہ مانا۔ اب ہم اپنے اس فعل پر پچھتاتے ہیں۔ تو یہ اور بات تھی۔ مگر وہ ایک ہی سانس میں یہ کہتے ہیں۔ کہ ہمیں تین دفعہ ایک بات کہی گئی اور ہم نے نہ مانی۔ اور اسی سانس میں یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ کوئی غلطی نہیں۔

مگر ان کا

اپنے فعل پر پچھتانے والا رویہ

ہوتا۔ تو ممکن تھا۔ میں انہیں معاف کر دیتا۔ مگر وہ تو ایک ہی سانس میں یہ کہتے ہیں۔ کہ ہمیں تین دفعہ حکم ملا مگر ہم نے نہ مانا۔ اور پھر یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں پتہ نہیں تھا۔ کہ اس طرح نکاح نہیں ہونا چاہیے تھا۔ اگر تین دفعہ کہنے کے باوجود بھی ایک بات کسی شخص کی سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ تو میں نہیں سمجھ سکتا۔ اسے کتنی دفعہ بات سمجھانی چاہیے۔ اس گناہ اور منافقت کی وجہ اصل میں یہ ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں۔ جو ناظر ہے۔ وہ بے وقوف ہے۔ میں نے دیکھا ہے

قادیان کی لوکل جماعت کے پریذیڈنٹ

چونکہ بدلتے رہتے ہیں۔ اس لئے ان کے متعلق یہ بات خوب آئی ہے۔ کہ جب ایک شخص پریذیڈنٹ ہوتا ہے تو دوسرا اگر کتاب ...سمجھتے کہ اس سے بڑھ کر کوئی بے وقوف نہیں۔ ہر کوئی اپنی حکومت جتاتا ہے لیکن جب دوسرے وقت وہی شخص خود پریذیڈنٹ ہو جاتا ہے۔ تو شکایت کرتا ہے پبلک جاہل

جاہل اور احمق

ہے۔ وہ تو کام کرنے ہی نہیں دیتی۔ گویا جب خود پریذیڈنٹ نہ ہو ہے تو پبلک کو احمق قرار دیتا ہے۔ اور جب پبلک میں شامل ہو جاتا ہے۔ تو پریذیڈنٹ کو احمق کہنے لگ جاتا ہے۔ اسی طرح میں نے

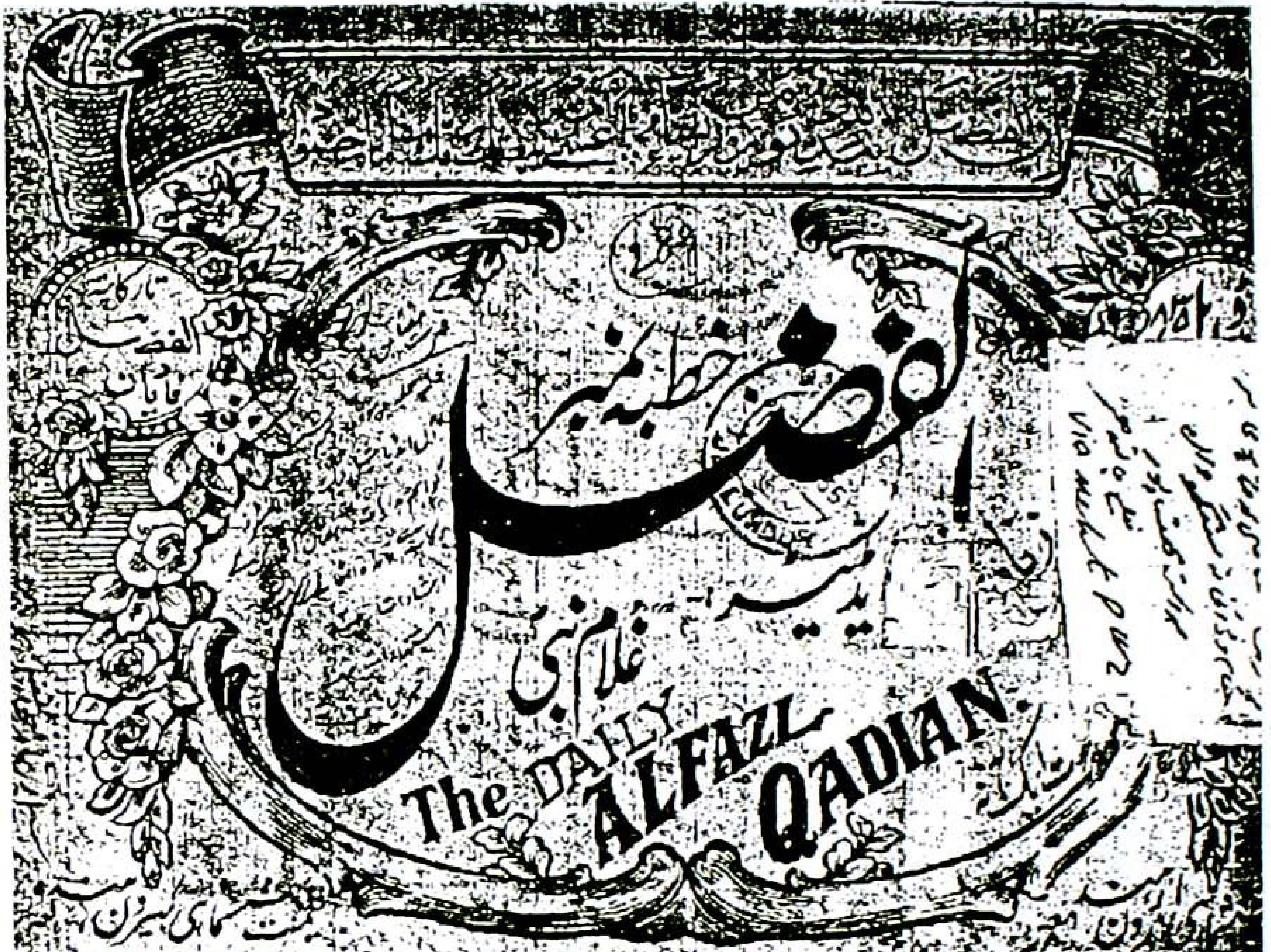
پبلک کے بعض افراد

کو دیکھا ہے۔ نہیں لگتے یہ پریذیڈنٹ نہایت ہی

بے وقوف اور جاہل

ہے۔

خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 20، نمبر 143، صفحہ 7 مورخہ یکم جون 1933ء	یہ حوالہ صفحہ 299 پر درج ہے



الفضل
خطبہ نمبر
ایڈیٹر غلام نبی
The DAILY ALFAZL QADIAN

مورخہ ۵ ماہ رمضان ۱۳۵۴ھ	یوم پنجشنبہ	مُطابق ۱۲ ماہ دسمبر ۱۹۳۵ء	نمبر ۱۳۹

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا تعالیٰ کے فضل کا صبر سے انتظار کرو

فرمایا: اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے، تو فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے۔ اور آسمانی سکینت تم پر اُترے گی۔ اور روح القدس سے مدد دیئے جاؤ گے۔ اور خدا ہر ایک قدم پر تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا۔ خدا کے فضل کا صبر سے انتظار کرو۔ گالیاں سنو اور چپ رہو۔ ماریں کھاؤ اور صبر کرو۔ اور حتی المقدور بدی کے مقابلہ سے پرہیز کرو۔ تا آسمان پر تمہاری قبولیت لکھی جائے۔ یقیناً یاد رکھو کہ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور دل ان کے خدا کے خوف سے [illegible]

مدینۃ المسیح

خطبہ جمعہ از مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 23، نمبر 139، صفحہ 9 مورخہ 12 دسمبر 1935ء	یہ حوالہ صفحہ 299 پر درج ہے

حوالہ نمبر 312

... ہیں۔ کیونکہ بلڈ ... نہیں
... ڈاکٹر جانتا ہے کہ اس بیماری میں روزہ نقصان دہ ہے۔ ضعفِ قلب، دل کی بیماری والا برداشت نہیں کر سکتا۔ اور دیکھنے میں ایک شخص مضبوط اور موٹا تازہ دکھائی دیتا ہے۔ اور کوئی کہتا ہے کہ ایسا مضبوط شخص سارے شہر میں کوئی نہیں ہوگا۔ لیکن ضعفِ قلب کی وجہ سے وہ روزہ نہیں رکھ سکتا۔ ایسا آدمی جب بازار میں کھاتا پیتا ہے۔ تو کمزور ایمان والے نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ مرزائیوں کے لوگ روزے نہیں رکھتے۔ اور اس طرح انہیں ٹھوکر لگ جاتی ہے۔ پس جو لوگ

شرعی عذر کی بناء

پر روزے نہیں رکھ سکتے وہ بھی باہر لوگوں کے سامنے کھایا پیا نہ کریں۔

غرض دوستوں کو رمضان میں خصوصیت سے عبادت کرنی چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنی چاہئیں۔ بالخصوص یہ دعا مانگنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ دشمنوں کے حملوں سے ہماری جماعت کو محفوظ رکھے میں بتا چکا ہوں کہ آجکل خصوصیت سے میں یہ دعا کر رہا ہوں کہ

اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم

آج چاروں طرف سے دشمن ہم پر حملہ آور ہے اور وہ چاہتا ہے کہ ہمیں مٹا دے اور ہماری ہلاکت تک کو پہنچ دے مگر ان دشمنوں کے مقابلہ کی طاقت ہم اپنے اندر نہیں رکھتے کیونکہ ہم کمزور ہیں۔ اور دشمن کے ساتھ نعوذ باللہ اکثر حصہ ہے بلکہ حکومت کا بھی ایک حصہ ملا ہوا ہے۔ پس اسکے مقابلہ کی ہمیں کیا نسبت ہے کہ ہم

خدا تعالیٰ کے آگے جھکو

اور اسی سے دشمن کی ہلاکت کی دعائیں کرو۔ آجکل خطرہ ہمارے پاس آیا ہوا ہے۔ ہم اس سے باتیں کر سکتے اور اپنی حاجتیں اس سے منوا سکتے ہیں۔ وہ عرش سے اتر آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ روزہ دار کی حاجات سننے کو دنیا پر اترا ہوا ہے اور لوگوں کی دعاؤں کو سنتا ہے۔ مگر آجکل بعض لوگ ایسے ہیں جن میں خدا تعالیٰ اور روزہ دار قریب ہو جاتا ہے پس تم خوب دعائیں کرو۔ اور اتنی کثرت سے دعائیں کرو کہ جب عید آئے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فیصلہ لیکر آئے کہ دشمنوں کو تباہ و برباد کر دیا جائیگا۔ اور تمہیں اپنے مقصد میں کامیاب کر دیا جائیگا۔ ... تم خدا سے مانگو ... تمہیں تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ پس تم سامنے حل ... اور جس طرح بھوکا شیر جا رہا ہے کہ تیرا ...

مستحق مجھے نہ جانتے۔ کہ جس طرح تم بھی کچھ کرا ... خطاب ہم تجھے نہیں چھوڑیں گے۔ جب تک تو رشید ذکر نہ کرے کہ

ہمارے ہاتھ پر اسلام کی فتح

ہوگی۔ اور ہمارے دشمنوں کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ اور یاد رکھو تمہاری یہ دعائیں بیکار نہیں جائیں گی بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو جذب کریں گی۔ اور تمہارے دشمنوں کو ناکام کریں گی۔ اور گو دنیا میں وہ فیصلہ اتنی جلدی ظاہر نہ ہو لیکن آسمان پر فیصلہ ہو جائیگا ... میں بھی تباہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ مجھے بھی ... ہی ہے۔ کہ ... ایک ... کو اعوان ... ہے۔ اور وہ اس وقت بیہوش پڑا ہے۔ ... ڈاکٹر صاحب کو وہاں بھجوا دیا ہے۔ لیکن میں تمہیں کہنا چاہتا ہوں۔ کہ مار تو کیا چیز ہے۔ اگر احراری ... سے کسی کو قتل بھی کر دیں۔ تو

تم اپنے جذبات پر قابو رکھو

اور کوئی ایسی حرکت نہ کرو جو خلافِ قانون ہو۔ تم سے تو بہت زیادہ تکلیف صحابہ کو پہنچیں۔ جن کے ساتھ کوئی بھی نسبت نہیں ... نہیں رہا گیا ... نہیں ... انہیں قتل کیا گیا۔ وہ صبر اور تحمل سے بار بار کام کرتے چلے گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں عبادت کر رہے تھے کہ ... آپ کے گلے میں پٹکہ ڈال کر ... دبایا۔ کہ آپ کی آنکھیں نکل آئیں۔ ... تکلیف سے وفات پا جاتے۔ اس وقت تک ... نہیں اترا تھا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس تکلیف میں دیکھا ... آپ کے خاندان کی بعض مستورات ... انہوں نے ... کو کہا۔ تمہیں شرم نہیں آتی۔ تم ایک شخص کو محض خدا کے واحد کی عبادت کرنے کے کام پر تکلیف دیتے ہو ... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائیوں کا بدلہ ... کیا۔ تو ہم کون ہیں۔ کہ ان تکلیفوں کو برداشت نہ کر سکیں۔ اس برداشت سے ... تمہیں ... دنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکے گی ... تمہیں

صبر کی تعلیم

دیتا ہوں۔ ... اگر ... دشمنوں کا ... پر صبر کرو۔ تو تم میں سے ہر شخص ... دنیا کو لا کر ... گا۔ دیکھو ہماری جماعت میں ... بھیڑ کو اس ... سے لیجاتا ہے ... تو پھر بھی ... اسی طرح ... تم ... بھیڑیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ... سلسلہ ...

یہ کلام لینا چاہتا ہوں۔ جس کا یقین رکھتا ہوں۔ کہ اگر میرے بتائے ہوئے طریق پر چل کر سب کچھ وہی کرو جو میں کہوں ... تم اخلاص و تقویٰ کا نمونہ پیش کرو ... ہو جاؤ گے۔ اور

ساری دنیا میں ایک آگ لگا دو گے

لیکن افسوس کہ ابھی وہ دن نہیں آیا۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ ... تم پر گئے جیتے ہیں۔ وہ ... ہیں ... جمع ہو کر ... لیکن ان کا وعظ ... یہاں تک کہ تم ان کا ... سے جھگڑا ... ہو کر جسم ... وہ ویسی ہی نہ آگ ہو جیسی دوزخ کی آگ کے متعلق ... ہیں آتا ہے کہ وہ بند ہوگی۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ تمہارے اندر ایک آگ ہو۔ جو جہنم کی آگ کی طرح بند ہو کر جب اسے

باہر نکلنے کا اذن

ملے۔ تو دنیا کی کوئی طاقت تمہارے سامنے ٹھہر نہ سکے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جہنم کی آگ میں سے ... ساری دنیا پر ڈال دیا جائے۔ تو دنیا جل کر راکھ ہو جائے میری کوشش ہے کہ ... وہ

جہنم کی آگ

تمہارے اندر پیدا کروں جو چھپا ہوا ہو ... اگر جہنم کی ... آگ ... تو دنیا کو جلا کر ... تو ... اس سے ... اگر پیدا ہو جائے۔ تو ایک دنیا نہیں ... دنیا ... کو تم جلا سکتے ... پہاڑ ... اگر ... آگ ... ہوتی ... اب بھی ... پس ... تمہیں بزدل بنانا ... میں تمہارے اندر وہ آگ پیدا کر رہا ہوں۔ جو کفر و شرک کو جلا کر راکھ کر دے۔ اور اسلام کو دنیا کے تمام مذاہب پر غالب کر دے ... باہر ... اس ... کو جوش ... اور اگر جوش آئے ... کہ

میں بھی کفر و شرک کو دنیا سے مٹا کر دم لونگا

کیا تم سمجھتے ہو کہ تم کسے آدمی لڑائی کرتے ہیں۔ یہ آدمی نہیں لڑتے۔ بلکہ شیطان لڑا رہا ہے۔ وہ تو آخر ہمارے بھائی ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ لڑائی کرتے پھرتے ہیں۔ اسی لئے کہ شیطان انہیں اکساتا ہے۔ پس شیطان سے تمہارا مقابلہ ہے۔ اور شیطان کو تم قتل نہیں کر سکتے۔ تم آدمی کو قتل کر سکتے ہو لیکن شیطان کو قتل نہیں کر سکتے۔ اسے تو وہ آگ ہی ... کریگی۔ جو تم

راتوں کو اٹھ کر

کرو گے۔ اور ... تبلیغ ... تم دن کو وقت گزار رہے ... کہ ... اور ... جوش ... پھر جائیں۔ ... تم ... ہو۔ تو جاؤ اور دنیا کے ان گوشوں میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام نہیں پہنچا۔ جاؤ اور دنیا کے ان گوشوں میں جہاں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نام نہیں پہنچا۔ جاؤ۔ اور دنیا کے ان گوشوں میں جہاں ... خدا کا نام بھی نہیں پہنچا ... جہاں ... چیزیں ... اور ... صفات ... پس ... یہاں مرنے سے کیا فائدہ ہے۔ تم یہاں مر جاؤ گے۔ تو وہ ... رہ جائیں گے۔ جہاں ابھی خدا تعالیٰ کا نام تک نہیں پہنچا۔ تم وہاں ... جاؤ گے۔ تو وہ جگہ خالی رہ جائیگی جہاں ابھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام تک نہیں پہنچا۔ تم وہاں ... گے۔ تو وہ جگہ خالی رہ جائیگی جہاں ابھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نہیں پہنچا۔ پس

اگر مرنے کی ہمت ہے

تو جاؤ۔ اور ان علاقوں میں مرو۔ جہاں خدا اور اس کے رسول کا نام کوئی نہیں جانتا۔ وہاں اگر ایک دفعہ بھی ... اکبر کہہ کر تم خدا تعالیٰ کا نام پہنچا دیتے ہو۔ ایک دفعہ بھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ کر

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام

پہنچا دیتے ہو۔ ایک دفعہ بھی ... حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام پہنچا دیتے ہو ... اور ... اگر ... تو ... یہ نہیں ... کہ ... اگر ... والی ... تمہارے ... کہ وہ ... دنیا کو ... قوم ... اور ...

خطبہ جمعہ از مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 23 نمبر 139 صفحہ 9 مورخہ 12 دسمبر 1935ء

یہ حوالہ صفحہ 299 پر درج ہے



جلد ۲۲	مطابق ۵ فروری سنہ ۱۹۳۵ء	یوم سہ شنبہ	مورخہ ۳۰ شوال سنہ ۱۳۵۳ھ	نمبر ۹۴

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نرمی تواضع صبر اور تقویٰ

میں اپنی جماعت کو چند لفظ بطور نصیحت کس قدر ظلم کرکے ... یا وہ گوئی نہ کریں۔ اور گالیوں کے مقابلہ پر گالی نہ دیں ... جیسا کہ وہ ... خاموش رہیں۔ اور تقویٰ اور نیک اعمال کے ... خدا تعالیٰ کے فیصلہ کی طرف نظر رکھیں۔ اگر وہ ہدایت ... تو اصلاح اور تقویٰ ... اب اس عدالت کے سامنے ... جو کسی کی رعایت نہیں کرتی ...

... اپنی عزت اپنی آبرو اپنا آرام اور اپنی ... قربان کرکے سلسلہ کے پھیلانے اور اس کے اصول کو دنیا میں رائج کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں ... کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ...

ترقی کا مادہ

... اپنے اندر رکھتی ہے کوئی مخالفت ... روک نہیں سکتی ...

عجیب قسم کا ...

... تمہاری قوم ...

مدینۃ المسیح

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ... کی طبیعت ... خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ... اعلان کیا جاتا ہے کہ ... خدمت دین کے لئے زندگی وقف کرنے ... جو اعلان کیا گیا ہے اس پر بعض ... اپنے آپ کو اس سے ...

... ایک جلسہ ...

... صاحب ... ضلع گجرات جو ...

اخبار الفضل قادیان جلد 22، نمبر 94، صفحہ 9 مورخہ 5 فروری 1935ء	یہ حوالہ صفحہ 299 پر درج ہے

اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ 5 فروری 1935ء

بدترین نفاق

بدی کی تحریک نیکی کے پردہ میں

سادہ لوح لوگوں کو دھوکا

شیطان کا حربہ

خلافت کے مخالف

اعوذ اور لاحول پڑھکر

خلیفہ اور سلسلہ کا رشتہ

نجات کا دروازہ

دنیا جہان کے تمام اغراض

بانیٔ ارشادت

لمبا عرصہ

خواہ مخواہ

ظاہری علوم کے حاصل ہونے کا نتیجہ

رہا سہا ایمان

ایک احراری مولوی ہدایت اللہ کی امن شکن تقریر

احمدیوں کی آڑ میں حکومت کے خلاف نفرت پھیلانے کی کوشش

دوالہ ضلع جالندھر میں مولوی ہدایت اللہ احراری نے ایک مجمع عام میں تقریر کرتے ہوئے کہا:۔

اگر کوئی ڈائری لکھنے والا ہو۔ تو میں اسے صاف صاف نوٹ کرانا چاہتا ہوں۔ کہ ظالم گورنمنٹ نے ہی احمدیوں کو ہمارے ملک کے خلاف لا کھڑا کیا ہے۔ جبھی تو مرزا ...... نے عیسائی گورنمنٹ کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے ہیں۔ اور تحفہ قیصریہ جیسی کتابیں لکھیں ہیں۔ گورنمنٹ نے یہ کافر جاسوس بنا کر چھوڑے ہیں [illegible] گورنمنٹ کر رہی ہے مسلمانو [illegible] غافل ہو [illegible] ان کافروں کے مقابلہ میں کیوں خون کے پیاسے نہیں ہو

ہے بے شرم بے ایمان ...... مرزا اور اس کا [illegible] گورنمنٹ کی [illegible] خطاب لینے کی خاطر [illegible] علماء [illegible] پر حکومت نے سخت ظلم کیا ہے مسلمانو! آج اگر [illegible] قید ہو جائے۔ تو کیا تم مرزائیوں کے [illegible] صفحہ ہستی پر [illegible] گے۔ اور خاموش سے بیٹھے رہو گے [illegible]

تم مسلمان ہو۔ مگر تمہیں رسول کی محبت نہیں۔ اگر محبت ہوتی تو تم [illegible] کی لعنت کو کیوں بڑھنے دیتے۔ وہ تمہارے حضرت امام حسن اور حضرت فاطمۃ الزہرا کی ہتک کرتا ہے۔ تم خاموش بیٹھے ہو۔ [illegible] کی جرأت حاصل کرو [illegible] رسول کا سا جوش ایمانی پیدا کرو۔ گورنمنٹ کی پھانسی کی پرواہ نہ کرو۔ اگر ایمان کامل ہو۔ تو موت کی پرواہ نہیں رہتی۔

اسلام آزادی کی تعلیم دیتا ہے [illegible] آزادی کی تحصیل میں مر جانے والوں کو شہادت کا درجہ دیتا ہے۔ احرار تحریک [illegible] مرزائیوں کا نام و نشان مٹانے کے لئے [illegible] مرزائیوں کو ایک [illegible] فنا کر سکتے ہو۔ مسلمانو! [illegible] مسلمانو! [illegible] اگر تمہیں رسول کریم حضرت امام حسین حضرت فاطمہ کی عزت کا پاس نہیں [illegible] تم ان لوگوں کو [illegible] اگر ایسا کرو گے۔ تو سیدھے دوزخ میں جاؤ گے۔

یہ حوالہ صفحہ 299 پر درج ہے

اخبار الفضل قادیان جلد 22، نمبر 94، صفحہ 9 مورخہ 5 فروری 1935ء

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

الفضل

قادیان

The ALFAZL QADIAN.

ایڈیٹر غلام نبی

یکم ربیع الاول ۱۳۵۳ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۴ جون ۱۹۳۴ء | جلد ۲۱

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

صداقت اسلام کا ایک عظیم الشان ثبوت

خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 21، نمبر 149، صفحہ 5 تا 7 مورخہ 14 جون 1934ء

یہ حوالہ صفحہ 300 پر درج ہے

حوالہ نمبر 314

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

...کو ہمیشہ عقل و فکر اور شعور سے کام لینا چاہیے

ایک مبلغ کی شہادت

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۵؍ جون ۱۹۳۴ء

[illegible]

لازم و ملزوم باتیں

[illegible]

نور کی محتاج

[illegible]

سچا مومن

[illegible]

گہری وابستگی

[illegible]

ہر میدان میں

[illegible]

پہلے انبیاء اور بعد میں خلفاء

[illegible]

عقل سے کام لینے کا حکم

[illegible]

مومن کو غور

[illegible]

دروازہ پر بار بار دستک

[illegible]

مصافحہ

[illegible]

وقت ضائع کرنے والی بات

[illegible]

ایک معقول بات

[illegible]

یہ حوالہ صفحہ 300 پر درج ہے	خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 21، نمبر 149، صفحہ 5 تا 7 مورخہ 14 جون 1934ء

اور کوئی پیچھے سے میرے ہاتھ کو مروڑ رہا ہو کیونکہ میں قیاس سے سمجھتا ہوں کہ کوئی مصافحہ کر رہا ہوتا ہے۔ پھر میں نے کئی بار دیکھا ہے بعض لوگ میری

پیٹھ پر ہاتھ

پھیرتے ہیں۔ ہم نے تو بزرگوں سے یہ سنا ہے کہ بڑے چھوٹوں کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہیں۔ اس کی غرض برکت دینا ہوتی ہے لیکن بچوں کا باپ کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرنا یا مریدوں کا امام کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرنا بالکل بے معنی ہے۔ اسی طرح میں نے کئی دوستوں کو دیکھا ہے۔ اور تو یہ بھی رواج ہے کہ وہ دبانے بیٹھ جاتے ہیں حالانکہ دیگر نشان کی طرح دبانا بھی ایک فن ہے اور ہر شخص اسے نہیں جانتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میں نے دیکھا ہے کہ آپ بعض دفعہ دبانے والوں کی طرف سے تکلیف پہنچنے کی وجہ سے اٹھ کر چلے جاتے۔ کوئی ایسا دبانے والا بیٹھ جاتا کہ آپ کو تکلیف ہونے لگتی۔ آپ طبیعت کی شرم کی وجہ سے کہہ نہ سکتے کہ ایسا نہ کرو۔ اور اٹھ کر اندر تشریف لے جاتے جتنے لوگ

روحانی کام کرنے والے

ہوتے ہیں۔ ان کی اعصابی حس بہت تیز ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کمبل پیدا کرنے والی چیز کی برداشت نہ رکھتے تھے۔ میرا بھی یہی حال ہے۔ پھر میری یہ حالت ہے کہ اگر میرے جسم پر ہاتھ رکھ دیا جائے تو میری حالت ناقابل برداشت ہو جاتی ہے۔ اور دم گھٹنے لگتا ہے۔ ایسے موقعہ پر میں اکثر چلا جاتا ہوں۔ یا اگر کوئی ضروری کام ہو۔ یا بات ہو رہی ہو۔ تو اپنے

نفس پر جبر کر کے

منع کر دیتا ہوں۔ وہ تو برکت حاصل کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ مگر مجھے ایسے گدگدی اور گھبراہٹ ہوتی ہے کہ طبیعت میں سخت انقباض پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر کئی لوگ ہیں کہ وہ اپنے گھٹنے میں گھٹنا دبا کر بیٹھ جاتے ہیں ...... یہ تو برابر کے دوست کے لئے بھی معیوب بات ہے چہ جائیکہ

امام جماعت کے لئے

ہو۔ ہماری مجالس میں باہر سے غیر احمدی بلکہ غیر مسلم بھی آ کر بیٹھتے ہیں۔ اور عام طور پر ہماری جماعت کو

تہذیب اور شائستہ

سمجھا جاتا ہے ایسی حالت دیکھ کر ان لوگوں پر کیا اثر ہوتا ہوگا پھر خیال کر خود بھی عقل سے کام لینا چاہئے بعض اوقات میں نے دیکھا ہے جب ہر شخص ...... چیز ہو جو غیر معروف ہو۔ کوئی ...... طرح کرانی چاہئے تو ایک بات ......

ہے کہ بیعت ہاتھ سے کی جاتی ہے لیکن بعض لوگ بیعت کے وقت پاؤں پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں۔ خلیفہ کی بیعت دراصل اس کی نہیں بلکہ

مامور کی بیعت

ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ا ...... کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جسے خدا کا ہاتھ ہونے کا اعزازی مقام ملا کیا گیا ہو۔ اس کا۔ قائمقام ...... لینا کتنی بڑی ہتک ہے۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ پیارے کی ہر چیز پیاری ہوتی ہے لیکن پھر بھی

ہر چیز کا اپنا مقام

ہے سر اپنی جگہ ہے اور پیر اپنی جگہ۔ پھر بیعت کے وقت بعض دوست پیٹھ کی طرف آ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور بغل کے نیچے سے یا اوپر کی طرف سے ہاتھ نکالتے ہیں۔ اس وقت کا نظارہ

بیعت کا نظارہ

نہیں معلوم ہوتا۔ بلکہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے لیگ یا کسی گیم وغیرہ کے اندر ہاتھ ڈال کر کسی کو نکال رہا ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے

ذکاوت حس

دی ہے۔ اور اس کے مطابق میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہر شخص کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ اور میں تو سمجھ ہی نہیں سکتا۔ کہ ایک مومن کس طرح سوچے سمجھے بغیر بیعت کے وقت پیٹھ پر یا پیر پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ سکتا ہے ہاتھ تو اس کے ہاتھ پر ہونا چاہئے جس کی بیعت کی جا رہی ہو۔ یا اس کے ہاتھ پر جس کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں ہو جو بیعت کرنے والے کے بازوؤں وغیرہ پر بھی ہاتھ رکھا جا سکتا ہے۔ مگر کیا کہ بیعت کرنے والے کی پیٹھ پر یا اس کے پیر پر ہاتھ رکھ دیا جائے۔ ہر انسان کو دبوانے کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ دبانا کیا ہوتا ہے۔ دبانے میں کبھی دوران خون بند ہو جاتا ہے۔ لیکن کبھی کھلتا ہے۔ اور بند ہونے کے بعد کھلنے پر تیزی سے چلنے لگتا ہے۔ اسی وجہ سے ڈاکٹر مریض کو دبواتے ہیں۔ تا خون کا دورہ تیز ہو۔ لیکن دبانے والا

خون کا دباؤ کم

ہو جاتا ہے۔ بلکہ وہ حس ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ ...... اور اس طرح ہاتھ رکھ دینے سے طاقت کم ہونے اور آرام ملنے کی بجائے ضعف ہوتا۔ اور تکلیف پہنچتی ہے پھر میں یہ بھی نہیں سمجھ سکتا۔ کہ کوئی شخص اتنی عقل نہ رکھتا ہو۔ کہ وہ خیال کرے جب میں ...... رکھ بیٹھوں گا۔ تو ممکن ہے کوئی ضروری کام کر رہا ہوں۔ اس لئے ...... ہو جو ...... رکھ لینا پڑے گا کہ پہلے کام چھوڑ کر اس کی طرف دیکھنا پڑے گا۔ ...... اور اس طرح کام کا حرج ہوگا۔ اور وقت ضائع ہوگا۔ ...... تو خیر لیکن یہاں تو یہ حالت ہے کہ

سارا سارا دن

بچوں کے ہاتھ رقعوں پر رقعے چلے آتے ہیں ...... طرح بھیجنے کی بجائے اس بکس میں ڈال دئے جا سکیں جو دفتر میں اسی غرض سے لگا ہوا ہے پہنچ جاتے ہیں۔ رقعے بھیجنے کے لئے بچے ...... میں نے دیکھا ہے کہ جتنے بیٹھا ہوں ...... گھنٹہ گھنٹہ ہوتی۔ اٹھ کر دروازہ کھولا۔ تو رقعہ دے دیا کہ فلاں صاحب نے دیا ہے پھر بیٹھا اور دو سطریں لکھیں کہ پھر کسی نے دستک دی اور لا کر رقعہ دے دیا۔ ایسے رقعوں کے متعلق میرا تجربہ ...... ان میں سے

۹۹ فیصدی

ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ان کے فوری طور پر بھیجنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ فیصدی میں تو یہی بات کہی جا سکتی ہے ...... ڈالا جا سکتا ہے۔ ۹۹ فیصدی کیا بلکہ

ہزار میں سے ۹۹۹

ایسے ہوتے ہیں۔ اور ان میں سے شاید ایک ایسا ہو جسے کہا جا سکے کہ جائز طور پر بھیجا گیا ہے۔ ...... ایسے رقعوں میں سے کہا ہوتا ہے۔ کہ جا رہے وقت ہو یا ان دنوں ...... جا رہا ہوں۔ یا کوئی اور کام کرنے میں مصروف ...... پہنچانے جا سکتے ہیں۔ اور ایسے رقعہ پر ...... میں۔

رقعہ بھیجنے والے کا مضمون

ہوتا ہوں۔ کہ میرے فرض کی طرف جس سے تو وہ واقف ہوتے ہیں کا میں نے ذکر کیا ہے۔ فرض کی ادائیگی ...... روک ہوتے ہیں۔ ان میں سے فی ہزار ۹۹۹ ایسے ہوتے ہیں جنہیں دعا کی تحریک ہوتی ہے۔ ان کو سیدھا بکس میں ...... ڈالا جا سکتا ہے ...... وقت ...... مجھے ...... دفتر تو یہ ہی دینا ہو۔ تو کیوں نہیں دیا جا سکتا جو ...... دے جاتے ہیں۔ ان کو یا تو میں پڑھتا ہوں۔ ...... ہوں کہ دیکھ کر لسٹ بنا ...... اور ہر ایک کا نام ...... بہرحال وہ مجھے پہنچ جاتے ہیں۔ اگرچہ میں نے ...... رقعوں سے زیادہ

زبانی بات

کرنی چاہئے۔ اس سے بے تکلفی پیدا ہوتی ہے ...... جماعت میں ہونی چاہئے ...... کوئی ......

محبت و پیار کا تعلق

ہے۔ سو نٹے ڈنڈے کا نہیں۔ اور ایسے تعلق کے ...... ضروری ہے۔ اس لئے جب ملنے کا موقعہ ہو۔ تو ...... کر سکتے ہیں۔ اور وہاں کے ...... اطلاع دے ......

قرآن کریم ...... قادیانی پرنٹر و پبلشر ......

خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 21، نمبر 149، صفحہ 5 تا 7 مورخہ 14 جون 1934ء

یہ حوالہ صفحہ 300 پر درج ہے

حوالہ نمبر 315

رجسٹرڈ نمبر ال ۸۳۵

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن	عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا	فرش کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مشتہر بنام ایڈیٹر کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام منیجر ہو

ایڈیٹر:۔ غلام نبی۔ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان۔

فہرست مضامین

نمبر ۱۰ | مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۲۰ء | مطابق ۲۶ ذیقعد ۱۳۳۸ھ | جلد ۸

مدینۃ المسیح

خاندان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بفضل خدا ہر طرح خیریت ہے۔ حضرت اُم المومنین دہلی سے حضرت نواب صاحب کے ہمراہ شملہ تشریف لے گئی ہیں۔

چونکہ بعض لوگ کئی احکام شریعت کو معمولی سمجھ کر ان پر زیادہ پرواہ نہیں کرتے۔ اسلئے جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب نے نماز جمعہ کے بعد نماز، تعزیت متفرق احکامات کی تشریح اور ان کی فروعات کی ہے۔ ہمارے خیال میں اگر ان تمام کے متعلق آسان اور واضح طور پر مختصر رسالہ کی صورت میں شائع کر دیا جائے۔ تو ان لوگوں کے لئے بھی جو نئے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں۔ بہت مفید ہو سکتا ہے۔

اخبار احمدیہ

حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈاک کے متعلق اطلاع

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز آب و ہوا کی تبدیلی کی غرض سے ڈلہوزی تشریف لے گئے ہیں۔ اس لئے اگر خطوں کا جواب کچھ دیر سے ملے تو احباب مطمئن رہیں کہ ان کے خطوط حضور کو پہنچ گئے ہیں۔ اور حضور ان سب کے لئے دعا فرماتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی بات دریافت کرنیوالی ہو جلدی ہو تو براہ مہربانی اطلاع دیں تاکہ اس کا جواب دیا جا سکے۔ والسلام

خاکسار رحیم بخش۔ ڈلہوزی ۔ ۵ اگست ۱۹۲۰ء

احباب کو اطلاع

جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان اطلاع دیتے ہیں۔ کہ طالب علم مدرسہ احمدیہ کو احباب سے مدرسہ کے لئے چندہ وصول کرنے کے لئے کاپیاں دی گئی ہیں۔ طلباء جو صاحب شفقتی کو زر چندہ کی رسید دینگے۔ احباب انکو چندہ دیکر عنداللہ ماجور ہوں۔

احباب کا شکریہ

جن دوستوں نے میری اہلیہ کی وفات پر خطوط لکھ کر ہمدردی کا اظہار فرمایا ہے۔ میں ان کا مشکور رہوں گا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ میں اپنے ان مہربانوں سے اس امر کی توقع رکھتا ہوں۔ کہ وہ اس عاجز کو وقتاً فوقتاً خاص وقت کی خاص دعاؤں میں یاد فرما کر ممنون منت بنائیں گے۔ خاکسار حافظ جمال احمد۔ قادیان

اعلان نکاح

مولوی غلام محمد صاحب قادیانی کا نکاح۔ بیگم جان بنت محمد نواز خان صاحب ساکن ملتان ضلع کیمبل پور سے مبلغ دو سو روپے مہر پر

اخبار الفضل قادیان جلد 8، نمبر 10، صفحہ 8 مورخہ 12 اگست 1920ء

یہ حوالہ صفحہ 301 پر درج ہے

[illegible] اور کسی مرض سے نہیں ہوتیں ۔

[illegible]ق کی خرابی اخلاقی سل و دق ہے

اسی طرح اخلاق کی خرابی کا مرض بھی سل اور دق کا سا ہے۔ جو آہستہ آہستہ آتا ہے۔ میں نے اس کے متعلق بار ہا توجہ دلائی ہے۔ مگر اس کی طرف ابھی کافی توجہ نہیں کی گئی اسکی وجہ یہی ہے۔ کہ یہ مرض خفیہ طور پر آہستہ آہستہ آتا ہے دق وغیرہ اس طرح ہوتی ہے۔ کہ پہلے صبح و شام خفیف سا حرارت ہونا شروع ہوا یا سر درد ہو گیا۔ اسکو معمولی بات سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کا پتہ اسی وقت لگتا ہے۔ جبکہ وہ جسم پر غلبہ پا لیتی ہے۔ یہی حال اخلاقی خرابیوں کا ہوتا ہے۔ بچوں میں بد اخلاقی اس وقت پیدا ہوتی شروع ہوتی ہے۔ جس وقت کہ ماں باپ اس کے سامنے کوئی بد اخلاقی کی بات کرتے ہیں۔ یا جب بچہ کوئی بد اخلاقی کرتا ہے۔ تو وہ ہنس دیتے ہیں۔ اور جب بچوں میں جھوٹ وغیرہ کی عادتیں راسخ ہو جاتی ہیں۔ تو انکو روکنا شروع کرتے ہیں ۔

ہمدردی کی کمی انسان کو بدترین حیوان بنا دیتی ہے

بڑا نقص جو ہمارے بیٹا بیٹیوں میں ہے وہ ہمدردی کی کمی ہے۔ کسی کے دکھ کو دیکھتے ہیں۔ اور کھڑے ہو کر ہنسنے لگ جاتے ہیں۔ اور یہ عام مرض ہے۔ بلکہ پنجابی میں تو ایک محاورہ بھی بنا ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ فلاں کیا برا جا جا کھڑا ہو جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ان کی ہمدردی کی حد یہاں تک ہی ہے۔ اسکے آگے نہیں۔ لیکن یہ کمی ایسی بری کمی ہے کہ انسان کو انسانیت سے گرا دیتی ہے۔ انسانی دل علیحدہ نہیں کہلا سکتا جب تک کہ اس میں بنی نوع کی ہمدردی نہ ہو۔ ہمدردی کے بغیر انسان انسان نہیں رہتا۔ بلکہ حیوان کے درجہ پر آ جاتا ہے۔ بلکہ حیوانوں میں سے بھی کتے کی مثال ہو جاتی ہے۔ کیونکہ بعض رنگ تو وہ ہوتے ہیں جنکو مطلق ہمدردی نہیں ہوتی۔ ان کی مثال بھیڑیے وغیرہ جانوروں کی ہوتی ہے۔ ان میں بجائے ہمدردی کے یہ بات ہے کہ اگر کوئی زخمی ہو گیا۔ تو دوسرا اسے کھا جاتے ہمدردی کے ایسی سینگ [illegible] رہ جائیگی۔ اسی طرح ایک کتے کی بھی یہی کیفیت ہوگی۔ بندر کو بھی کوئی ہمدردی زخمی بندے سے نہیں ہوگی۔ لیکن کتے کو ہمدردی ہوتی ہے۔ مگر اپنے ہم جنس سے نہیں۔ بلکہ کتا اگر کسی دوسرے کتے کو زخمی دیکھیگا۔ تو اس پر جھپٹیگا۔ ہاں وہ اس انسان سے ہمدردی کریگا۔ جس نے اسے کھانا ہوگا۔ تو اسی طرح بعض کو میں بھی ہمدردی ہوتی ہے۔ مگر اپنی قوم اور اپنی جماعت کے لوگوں سے نہیں۔ بلکہ غیروں سے حالانکہ سب سے پہلے ہمدردی کے مستحق اپنی جنس اور اپنے لوگ ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو ایسے لوگوں سے کتے بہتر ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے سے افضل کی ہمدردی کرتے ہیں۔ مگر یہ لوگ اپنوں کو تو چھوڑ کر غیروں کی ہمدردی کرینگے۔ اور اس کی غرض یہ ہوگی۔ تا کہ لوگ انہیں بڑا ہمدرد کہیں۔ مسلمان حاکم ہونگے۔ بعض وسیع الخیال کہلانے کے لئے انصاف اور عدل کو بھی چھوڑ دینگے۔ اور مسلمانوں کے خلاف فیصلہ دینگے۔ تا کہ لوگ کہیں بڑے وسیع القلب اور غیر متعصب ہیں۔ ایسے لوگ کتے سے بھی بدتر ہوتے ہیں ۔

ایک دوسرے سے ہمدردی کرو

یہ تو غیروں کا حال ہے لیکن ہم میں بھی ایسے ہیں بلکہ قادیان میں پائے جاتے ہیں جنمیں ہمدردی کی کمی ہے۔ اور انکو آباد ہمارا اللہ تعالیٰ مخفی رکھی ہے۔ اگر انکی یہی کیفیت رہیگی۔ تو قیامت کو شفاعت کرنیوالے ان کے متعلق کہہ دینگے کہ ہمیں تمہاری شفاعت کی کیا پڑی ہے۔ ہاں جو یہاں شفاعتی میں مبتلا نہیں۔ دوسروں کی ہمدردی کرتے ہیں ان کیلئے وہاں بھی شفاعت کرنیوالے شفاعت کرینگے۔ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ بعض لوگوں سے کہیگا کہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ دیا۔ میں ننگا تھا۔ تم نے مجھے کپڑا نہ دیا۔ میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی نہ پلایا۔ اور میں بیمار تھا تم نے میری عیادت نہ کی۔ بندے کہینگے کہ خداوندا تو کب بھوکا تھا کہ ہم نے تجھکو کھانا نہ دیا۔ تو کب ننگا تھا کہ ہم نے تجھے کپڑا نہ دیا تو کب پیاسا تھا کہ ہم نے پانی نہ دیا۔ تو کب بیمار تھا کہ ہم نے تیری عیادت نہ کی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا میرا فلاں بندہ بھوکا تھا فلاں ننگا تھا۔ فلاں پیاسا تھا اور فلاں بندہ بیمار تھا تم نے اس سے سلوک نہ کی۔ گویا مجھ ہی سے نہ کی ۔

بعض لوگ دنیا میں نفسا نفسی میں اس قدر پڑ جاتے ہیں۔ کہ قیامت کے روز نفسی نفسی کا معاملہ ہوگا۔ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تازہ مثال ہم میں موجود ہے۔ ایک شخص کی لڑکی فوت ہو گئی وہ اکیلا اس کا جنازہ لیکر گیا۔ اور راستہ میں وہ ایک آدمی اور مل گیا۔ یہ معلوم ہوا کہ ملنے میں بوجہ بیماری کے اس جنازے کے ساتھ نہ جا سکا۔ میرا قاعدہ ہے کہ سوائے بیماری کے میں حضرت صاحب کے پرانے دوستوں کے جنازوں اور غریبوں کے جنازہ کے ساتھ ضروری سے ضروری کام چھوڑ کر بھی جاتا ہوں۔ اور انکے جنازوں کیساتھ جنکے متعلق میں جانتا ہوں کہ ان کے ساتھ جانیوالا کوئی نہیں۔ یا مسافروں کے جنازہ کے ساتھ۔ محلہ والوں کا فرض تھا کہ اسکے جنازے کے ساتھ شامل ہوتے۔ کیونکہ اگر کوئی امیر بھی ہو۔ تو اس کا جنازہ خود بخود گاڑی میں چلا جائیگا یا ذرا سا اٹھا کر قبرستان میں لیجائینگے۔ بلکہ لوگ یہی کرتے ہیں۔ جو جنازہ اٹھانے میں لیکن اگر کوئی کسی کی میت کے اٹھانے میں شامل نہیں ہوگا۔ تو اگر اس کی ان کو کوئی وقعت ہو۔ تو عذر کا کیا حق ہے کہ دوسرے اس کے ان جا کر اس صورت میں اسکو شکایت کا کوئی حق نہ ہوگا۔ اس قسم کی کوتاہیاں چھوڑ دو۔ اور خدا کیلئے اور اس کے قرب کیلئے اسکی مخلوق سے ہمدردی کرو اخلاق سیکھو۔ نرم کلامی سیکھو تا کہ خدا کی رضا تم کو حاصل ہو۔

(حضور جب دوسرے خطبہ کیلئے کھڑے ہوئے تو فرمایا کہ)

آپکے ایام سفر میں قادیان کے امیر جماعت

میرے دوستوں اور عزیزوں کے مشورہ کے تحت کل ایک مہینہ کیلئے باہر پہاڑ پر جانا ہے میں نے یہ انتظام کیا ہے کہ میں اس عرصہ کا امیر مولوی [illegible] کو مقرر کر دیا ہوں۔ کہ میرے پیچھے انتظامی امور وہ ان کی جماعت کے امیر مولوی شیر علی صاحب ہونگے اور میری جگہ نماز مولوی سید سرور شاہ صاحب پڑھایا کرینگے۔

اطاعت سے [illegible] الٰہ ضروری

میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ انکی اطاعت کریں۔ اطاعت دنیاوی ترقی کے لئے بھی ضروری ہے اور دین کیلئے تو ہے ہی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من اطاع امیری فقد اطاعنی ومن عصیٰ امیری فقد عصانی کہ جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی۔ اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی۔ اس نے میری نافرمانی کی۔ یہی حال حضرت کے خلفاء اور انکے مقرر کردہ امراء کا ہے۔ مگر میں نے تجربہ کیا ہے کہ ہماری جماعت کے لوگ خلفاء کی اطاعت کی تو کوشش کرتے ہیں لیکن خلفاء کے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کرنا وہ نہیں کرتے [illegible] لوگ سمجھتے ہیں کہ [illegible] ہم کو انکی اطاعت کرنی [illegible] [illegible]

خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 8، نمبر 10، صفحہ 8 مورخہ 12 اگست 1920ء

حوالہ نمبر 316



نمبر ۷۲	۵ رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ	یوم پنجشنبہ	مطابق ۱۳ دسمبر ۱۹۳۴ء	جلد ۲۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ۱۱ دسمبر بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو گھٹنے کی درد ابھی تک باقی ہے۔ احباب خصوصیت سے دعائے صحت کریں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں خدا کے فضل سے خیریت ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تعمیل میں کہ احمدیوں کو مشقت کے کام اپنے ہاتھ سے کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ بعد دوپہر دارالرحمت کے بہت سے اصحاب جن میں معزز احمدی نوجوان بھی شامل ہیں۔ جلسہ سالانہ کے متعلق مٹی میں مزدوروں کی بجائے خود کام کرنے کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا ہے۔

خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر امور عامہ سلسلہ کے کام کے لئے ۱۱ دسمبر لاہور تشریف لے گئے۔

رمضان المبارک کے متعلق فرمانِ نبوی

جنت اور روزہ دار

عن سھل رضی اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ان فی الجنۃ باباً یقال لہ الریان یدخل منہ الصائمون یوم القیامۃ لا یدخل منہ احد غیرھم یقال این الصائمون فیقولون لا یدخل منہ احد غیرھم۔ فاذا دخلوا اغلق فلم یدخل منہ احد۔ (بخاری شریف)

سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے۔ اس دروازہ میں سے قیامت کے دن روزہ دار ہی داخل ہونگے۔ اس دن اعلان کیا جائیگا کہ روزہ دار کہاں ہیں۔ وہ آکر اس دروازہ سے جنت میں داخل ہونگے۔ اور جب سب داخل ہو چکیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائیگا۔ ان کے سوا اس دروازہ سے اور کوئی داخل نہ ہوگا۔

یہ حوالہ صفحہ 301 پر درج ہے	اخبار الفضل قادیان جلد 22، نمبر 72، صفحہ 8 مورخہ 13 دسمبر 1934ء

اور اس وقت کپتان فرانسیسی افسر آگے بڑھے۔ اور
نپولین کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر اسے موڑنا
چاہا۔ اور اس سے درخواست کی۔ کہ آپ
واپس لوٹیں۔ اس نے جواب دیا کہ میں کس طرح لوٹ سکتا ہوں
جب میرے سپاہی جا چکے ہیں۔ مگر انہوں نے کہا
کہ فرانس کی عزت آپ سے یہ تقاضا کرتی ہے کہ آپ واپس
لوٹیں۔ تو بعض دفعہ بعض چیزوں کو ایسی اہمیت حاصل ہوتی
ہے۔ کہ ان کے بغیر شان قائم نہیں رہ سکتی۔

قادیان کی اہمیت

یہی قادیان اور باہر کی جگہوں میں فرق ہے۔ اس مقام
کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اسے عزت دیتا
ہوں جیسا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر مدینہ و مکہ کو برکت دی ہے۔ اور
اب اگر ہماری غفلت کی وجہ سے اس کی تقدیس میں فرق آئے
تو یہ امانت میں خیانت ہوگی۔ اس لئے یہاں کی اینٹیں بھی
انسانی جانوں سے زیادہ قیمتی ہیں۔ اور یہاں کے مقدس مقامات
کی حفاظت کے لئے اگر ضرورت ہو۔ احمدیوں کی جانیں بھی چلی جائیں
تو پھر بھی ان کی اتنی حیثیت بھی نہ ہوگی۔ جتنی ایک کرتے
کے لئے ایک پیسہ کی ہوتی ہے۔ پس قادیان اور قادیان کے
مقامات کی حفاظت زیادہ سے زیادہ ذرائع سے کرنا ہمارا فرض ہے

مزید قربانیوں کیلئے تیاری

نویں بات۔ اس اسکیم سے یہ مد نظر ہے کہ جماعت کو
ایسے مقام پر کھڑا کر دیا جائے۔ کہ اگلا قدم اٹھانا سہل ہو۔ میں
نے اس اسکیم میں اس بات کو مد نظر رکھا ہے کہ اگر آئندہ اور قربانیوں
کی ضرورت ہو۔ تو جماعت تیار ہو۔ اور بغیر مزید جوش پیدا
کرنے والی تحریکات کرنے کے جماعت آپ ہی آپ اس کے
لئے آمادہ ہو۔

مشرقی حکومتوں سے تعلقات کی استواری

دسویں بات اس میں میں نے یہ مد نظر رکھی ہے کہ ہماری
جماعت کا تعلق صرف ایک ہی حکومت سے نہ رہے۔ اب تک
ہمارا حقیقی تعلق صرف ایک ہی حکومت سے ہے۔ سوائے
افغانستان کے جہاں ہماری جماعت اپنے آپ کو ظاہر نہیں
کر سکتی۔ اور اچھا کام نہیں کر سکتے۔ باقی سب مقامات جو
جہاں جہاں زیادہ اثر رکھنے والی جماعتیں ہیں۔ مثلاً ہندوستان
تانگانیکا، گولڈ کوسٹ، مصر، سیلون، ماریشس وغیرہ مقامات
یہ سب برطانیہ کے اثر کے نیچے ہیں۔ دیگر حکومتوں سے
ہمارا تعلق نہیں۔ سوائے ڈچ حکومت کے گو ڈچ بھی یورپین
ہیں۔ اور یورپینوں کا نقطہ نگاہ ایشیائی لوگوں کے بارہ میں
ہمارے حق میں نہیں ہوتا۔ ہمیں ایسی حکومتوں سے بھی تعلق پیدا کرنا
چاہئے جن کی حکومت میں ہم شریک ہوں یا جو ہم پر حکومت
کرنے کے باوجود ہمیں بھائی بھائی سمجھیں۔ مشرقی لوگ خواہ حاکم ہو
مگر وہ محکوم کو بھی اپنا بھائی سمجھے گا۔ اسی طرح جنوبی امریکہ کے
لوگ ہیں۔ انہوں نے بھی چونکہ کبھی باہر حکومت نہیں کی۔ اس
لئے وہ بھی ایشیائی لوگوں کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں۔ پس اس سکیم
میں میرے مد نظر ایک بات یہ بھی ہے کہ ہم باہر جائیں۔ اور ان
حکومتوں سے ہمارے تعلقات پیدا ہوں۔ تا ہم کسی ایک ہی
حکومت کے رحم پر نہ رہیں۔ یوں تو ہم خدا تعالیٰ کے رحم پر
ہیں۔ مگر جو تدبیر خدا نے مقرر کیا ہے۔ اسے اختیار کرنا
بھی ہمارا فرض ہے۔ اس لئے ہمارے تعلقات اس قدر وسیع
ہونے چاہئیں۔ کہ کسی حکومت یا رعایا کے ہمارے متعلق
خیالات میں تغیر کے باوجود ہم جماعت ترقی کر سکے

آئندہ نسلوں کی شرکت

گیارھویں بات یہ مد نظر ہے۔ کہ آئندہ نسلیں بھی اس
دور میں ہماری شریک ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ ایک
نعمت دی ہے کہ ہمارے دلوں میں درد پیدا کر دیا ہے کچھ دشمنوں نے
جو ہماری جنگ کی۔ یا احرار نے جو اذیت پہنچائی۔ اس کا یہ
فائدہ ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ ہمارے دلوں میں
درد کی قوت پیدا کر دی۔ وہ دوسری بات ہوئی۔ جو مولانا روم نے
فرمائی ہے کہ

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آں گنج کرم بنہادہ است

یعنی ہر آفت جو مسلمانوں پر آتی ہے اس کے نیچے ایک خزانہ
مخفی ہوتا ہے۔ پس یقیناً یہ بھی ایک نعمت تھا۔ جو خدا تعالیٰ نے
ہمیں دیا۔ کہ جماعت کو بیدار کر دیا۔ اور جو لوگ سست اور غافل
تھے۔ ان کو بھی چوکنا کر دیا۔ پس یہ ایک ایسا وقت تھا۔ جو دشمنوں کی
نگاہ میں مصیبت تھا۔ مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک رحمت تھا۔ اور
میں نے نہیں چاہا۔ کہ اس سے صرف موجودہ نسل ہی حصہ لے
بلکہ یہ چاہا ہے کہ آئندہ نسلیں بھی اس سے حصہ پائیں۔ اور
میں نے اس سکیم کو ایسا رنگ دیا ہے۔ کہ آئندہ نسلیں بھی اس
طریق پر نہیں جو شیعوں نے اختیار کیا۔ بلکہ عقل سے اور اعلیٰ
طریق پر جو خدا کے پاک بندے اختیار کرتے آئے ہیں۔ اسے
یاد رکھ سکیں۔ اور اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

اس کے علاوہ اور بھی فوائد ممکن ہے اس سکیم سے ہوں۔ مگر یہ
گیارہ تھے۔ جو میں نے بیان کر دیئے ہیں۔ یا یوں کہو کہ یہ سکیم کا
وہ حصہ ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے بتایا۔

تحریک جدید کی سکیم کو تمام جہان میں پھیلانے کیلئے تدابیر

اس سکیم کے فوائد کو وسیع اور فائدہ کو زیادہ کرنے کے
لئے اس پر [illegible] جو ذیل میں ہیں

ایک سالن کا استعمال

اول ایک سالن کھانا۔ اس میں سب شامل ہو سکتے ہیں۔
امیر زیادہ کوشش کر کے ایک کھا سکتا ہے۔ اور غریب تو کھاتا ہی
ایک ہے۔ بعض غریب خیال کرتے ہیں۔ کہ ہمیں اس میں شامل
ہونے کی ضرورت نہیں۔ مگر ایسا خیال کرنے والوں نے اس
سکیم کے مفہوم کو نہیں سمجھا۔ حالانکہ ان کا حق زیادہ ہے کہ وہ
سکیم میں شریک ہوں۔ ثواب ہمیشہ نیت کا ہوتا ہے۔ عمل کا نہیں۔ دنیا
میں کون ہے۔ جو اپنی بیوی سے پیار نہیں کرتا۔ اور وہ کون مومن
ہے جو اپنی بیوی سے حسن سلوک نہیں کرتا۔ مگر رسول کریم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کے منہ میں اس
لئے لقمہ ڈالتا ہے کہ [illegible] ثواب حاصل ہو۔ اس کے
لئے نیکی لکھی جاتی ہے۔ پس ہم کام یوں بھی کئے جاتے ہیں۔ لیکن
نیت سے نیکی بن جاتے ہیں۔ جو لوگ ایک ہی سالن کھاتے ہیں
وہ پہلے مجبوری سے کھاتے تھے۔ مگر اب اگر نیت کر لیں۔ تو یہی
مجبوری ان کے لئے نیکی بن جائے گی۔ اس لئے کوئی ایسا شخص
نہیں۔ جو اس میں شامل نہ ہو سکتا ہو۔ بلکہ غرباء زیادہ فائدہ
اٹھا سکتے ہیں۔ کئی امیر ایسے ہو سکتے ہیں جو [illegible]
کہتے ہونگے۔ کہ ہم تو تین چار سالن [illegible] نہیں کر
سکتے۔ اور پھر وہ زبان سے اعتراض کریں گے کہ کھانے کی بھی
تحریکیں [illegible] ہیں۔ لیکن وہ غریب جسے یہ پتہ لگے کہ
اس مجبوری کی حالت سے وہ ثواب حاصل کر سکتا ہے اور پھر
بھی نہ کرے۔ تو اس سے زیادہ بد قسمت کون ہو سکتا ہے۔
ایسے غریب کی مثال تو اس شخص کی ہوگی۔ جو گرمیوں کے
موسم میں دھوپ میں بیٹھا تھا۔ کسی نے اس سے کہا کہ یہاں
سے اٹھ کر سایہ میں ہو جاؤ۔ تو وہ کہنے لگا کیا دو گے۔ تو جو لوگ
کھاتے ہی ایک سالن ہیں۔ ان کا خرچ کیا ہے کہ اسے شامل
نہ ہوں۔ [illegible] خیال کرتے ہیں۔ کہ یہ ہدایت امیروں کے
لئے ہی ہے انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ [illegible]
ظاہری قربانی ہے۔ مگر دل کی قربانی تو غریب کے لئے بھی ہے
غریب سے غریب آدمی کے [illegible] آ جاتے ہوں۔ اس کی
[illegible] کہ وہ کھانے کو
[illegible] کوئی دوست تحفہ ہی بھیج دیتا ہے۔ [illegible]
[illegible] اگر اپنی نہ ہوئی۔ تو [illegible]
ہی پکائی جاتی ہے۔ [illegible]
[illegible] بعض اوقات [illegible]
بنا لیتے ہیں۔ [illegible]
[illegible] ہے۔ اب اگر ایسا شخص جسے کبھی [illegible]
ملتا ہے دوسرا سالن [illegible] تو اس کی [illegible]

یہ حوالہ صفحہ 301 پر درج ہے

اخبار الفضل قادیان جلد 22، نمبر 72، صفحہ 8 مورخہ 13 دسمبر 1934ء

حوالہ نمبر 317

کون تھا جس کی تمنا یہ نہ تھی اک جوش سے ۔ کون تھا جسکو نہ تھا اُس آنے والے سے پیار
پھر وہ دن جب آ گئے اور چودھویں آئی صدی ۔ سب سے اوّل ہو گئے منکر یہی دیں کے منار ۱۰۸
پھر دوبارہ آ گئی احبار میں رسمِ یہود ۔ پھر مسیحِ وقت کے دشمن ہوئے یہ جُبّہ دار
تھا نوشتوں میں یہی از ابتدا تا انتہا ۔ پھر مٹے کیونکر کہ ہے تقدیر نے نقشِ جدار
مَیں تو آیا اِس جہاں میں ابنِ مریم کی طرح ۔ مَیں نہیں مامور از بہرِ جہاد و کارزار
پر اگر آتا کوئی جیسی انہیں امید تھی ۔ اور کرتا جنگ اور دیتا غنیمت بے شمار
ایسے مہدی کیلئے میداں کھلا تھا قوم میں ۔ پھر تو اس پر جمع ہوتے ایکدم میں صد ہزار
پر یہ تھا رحمِ خداوندی کہ مَیں ظاہر ہوا ۔ آگ آتی گر نہ مَیں آتا تو پھر جاتا قرار
آگ بھی پھر آ گئی جب دیکھ کر اتنے نشاں ۔ قوم نے مجھ کو کہا کذّاب ہے اور بدشعار
ہے یقیں یہ آگ کچھ مدت تلک جاتی نہیں ۔ ہاں مگر توبہ کریں با صد نیاز و انکسار
یہ نہیں اِک اتفاقی امر تا ہوتا علاج ۔ ہے خدا کے حکم سے یہ سب تباہی اور تبار
وہ خدا جس نے بنایا آدمی اور دیں دیا ۔ وہ نہیں راضی کہ بے دینی ہو ان کا کاروبار
بے خدا بے زہد و تقویٰ بے دیانت بے صفا ۔ بن ہے یہ دُنیائے دوں طاعون کرے اس میں شکار
صیدِ طاعوں مت بنو پورے بنو تم متقی! ۔ یہ جو ایماں ہے زباں کا۔ کچھ نہیں آتا بکار
موت سے گر خود ہو بے ڈر کچھ کرو بچوں پہ رحم ۔ امن کی رہ پر چلو بَن کو کرو مت اختیار
بَن کے رہنے والو! تم ہرگز نہیں ہو آدمی ۔ کوئی ہے روبہ کوئی خنزیر اور کوئی ہے مار
اِن دلوں کو خود بدل دے اے مرے قادر خدا ۔ تو تو ربّ العالمیں ہے اور سب کا شہریار
تیرے آگے محو یا اثبات ناممکن نہیں ۔ جوڑنا یا توڑنا یہ کام تیرے اختیار
ٹوٹے کاموں کو بنا دے جب نگاہِ فضل ہو ۔ پھر بنا کر توڑ دے اک دم میں کر دے تار تار

یہ حوالہ صفحہ 301 پر درج ہے

براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 108 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 138، از مرزا قادیانی

۱۲۰

احمد کے دیکھنے والے اور نہ دیکھنے والے احمدیوں میں بھی ایک فرق ہے۔ دیکھنے والوں کے دل میں ایک سرور اور لذت اسکے دیدار اور صحبت کی ابتک باقی ہے۔ نہ دیکھنے والے بار ہا تاسف کرتے پائے گئے کہ ہائے ہمنے جلدی کیوں نہ کی اور کیوں نہ اس محبوب کا اصلی چہرہ اس کی زندگی میں دیکھ لیا تصویر اور اصل میں بہت فرق ہے۔ اور وہ فرق بھی وہی جانتے ہیں جنہوں نے اصل کو دیکھا۔ میرا دل چاہتا ہے کہ احمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے چند عادات پر کچھ تحریر کروں۔ شائد ہمارے وہ دوست جنہوں نے اس ذات بابرکات کو نہیں دیکھا حظ اُٹھا دیں۔

حلیہ مبارک بجائے اسکے کہ میں آپ کا حلیہ بیان کروں اور ہر چیز پر خود کوئی نوٹ دوں یہ بہتر ہے کہ میں سرسری طور پر اس کا ذکر کرتا جاؤں۔ اور نتیجہ پڑھنے والے کی اپنی رائے پر چھوڑ دوں آپ کے تمام حلیہ کا خلاصہ ایک فقرہ میں یہ ہو سکتا ہے کہ

"آپ مردانہ حُسن کے اعلیٰ نمونہ تھے"

مگر یہ فقرہ بالکل نامکمل رہے گا اگر اسکے ساتھ دوسرا یہ نہ ہو کہ

"یہ حُسن انسانی ایک روحانی چمک دمک و انوار اپنے ساتھ لئے ہوئے تھا"

اور جس طرح آپ جمالی رنگ میں اس امت کے لئے مبعوث ہوئے تھے اسی طرح آپ کا جمال بھی خدا کی قدرت کا نمونہ تھا۔ اور دیکھنے والے کے دل کو اپنی طرف کھینچتا تھا۔ آپ کے چہرہ پر نورانیت کے ساتھ رعونت ہیبت اور استکبار نہ تھے۔ بلکہ فروتنی، خاکساری، اور محبت کی آمیزش موجود تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ میں بیان کرتا ہوں کہ جب حضرت اقدس چولہ صاحب کو دیکھنے ڈیرہ بابا نانک تشریف لے گئے تو وہاں پہنچکر ایک درخت کے نیچے سایہ میں کپڑا بچھا دیا گیا اور سب لوگ بیٹھ گئے۔ آس پاس کے دیہات اور خاص قصبہ کے لوگوں نے حضرت صاحب کی آمد سنکر ملاقات اور مصافحہ کے لئے آنا شروع کیا۔ اور جو شخص آتا مولوی سید محمد احسن صاحب کی طرف آتا اور ان کو حضرت اقدس سمجھ کر مصافحہ کر کے بیٹھ جاتا۔ غرض کچھ دیر تک لوگوں پر یہ امر نہ کھلا۔ جب تک خود مولوی صاحب موصوف نے اشارہ سے اور یہ کہکر لوگوں کو ادھر متوجہ نہ کیا کہ حضرت صاحب یہ ہیں۔ بعینہٖ ایسا واقعہ ہجرت کے وقت نبی کریم صلعم کو مدینہ میں پیش آیا تھا۔ وہاں بھی لوگ حضرت ابوبکرؓ کو رسول خدا سمجھ کر مصافحہ کرتے رہے۔ جب تک کہ انہوں نے آپ پر چادر سے سایہ کر کے لوگوں کو ان کی غلطی سے

یہ حوالہ صفحہ 305 پر درج ہے

سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 120 از مرزا بشیر احمد

حوالہ نمبر 319

۴۶- "اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا"[1] (البشریٰ صفحہ ۵۵)

۴۷- "دختر نیک اختر کا اسی شان خورد تر چند یں سال"[2] (البشریٰ صفحہ ۵۷، ۶۳)

۴۸- "اے خدا اس پیالہ کو ٹال دے" (البشریٰ صفحہ ۸۹)

۴۹- "نزول در قادیان"[3] (البشریٰ صفحہ ۹۶)

۵۰- "تیری نمازوں سے تیرے کام افضل ہیں"[4] (البشریٰ صفحہ ۹۹)

۵۱- مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ عنہ شرح قصیدہ "یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰهِ" میں لکھتے ہیں کہ:۔

"اسی قصیدہ کے متعلق ایک اور روایت مرحوم و مغفور حضرت پیر سراج الحق رضی اللہ عنہ کی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب یہ قصیدہ تصنیف فرما چکے تو آپ کا چہرۂ مبارک خوشی سے چمکنے لگا اور فرمایا کہ یہ قصیدہ جناب الٰہی میں قبول ہو گیا اور خدا نے مجھ سے فرمایا جو اس قصیدہ کو حفظ کرے گا اور ہمیشہ پڑھے گا میں اس کے دل میں اپنی اور اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دوں گا اور اپنا قرب عطا کروں گا۔"

(شرح القصیدہ صفحہ ۲،۱۔ ۲۹ جون ۱۹۵۶ء)

۵۲- حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:۔

"ایک مرتبہ حضرت اقدس کو خارش کی بہت سخت تکلیف ہو گئی۔ تمام ہاتھ بھرے ہوئے تھے لکھنا یا دوسری ضروریات کا سرانجام دینا مشکل تھا۔ علاج بھی برابر کرتے تھے مگر خارش دُور نہ ہوتی تھی..... ایک دن (میں) حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عصر کے قریب وقت تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے ہاتھ بالکل صاف ہیں مگر آپ کے آنسو بہہ رہے ہیں..... میں نے جرأت کر کے پوچھا کہ حضور آج خلافِ معمول آنسو کیوں بہہ رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ میرے دل میں ایک معصیت کا خیال گذرا کہ اللہ تعالیٰ نے کام تو اتنا بڑا میرے سپرد کیا ہے اور ادھر صحت کا یہ حال ہے کہ آئے دن کوئی نہ کوئی شکایت رہتی ہے۔ اس پر مجھے الہام ہوا:۔

"ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے"

---

[1] (ترجمہ) زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھی۔ (مرتب)

[2] ان کی نیک لڑکی سب سے چھوٹی چند سال کی ہے۔ (مرتب) نوٹ:۔ اس الہام کے متعلق پیر صاحبؓ نے البشریٰ صفحہ ۶۳ پر لکھا ہے:۔ "الہام منقول از بیاض حضرتؑ آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی۔"

[3] (ترجمہ) قادیان میں نزول۔ (مرتب) [4] یعنی جو عظیم الشان خدمات تو اسلام کی تائید میں بجا لا رہا ہے۔ (مرتب)

[5] یہ الہام غالباً ۱۸۹۱ء یا ۱۸۹۲ء کا ہے۔ حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے خارش کی تکلیف کا واقعہ ۱۸۹۱ء بتلایا۔ (سیرت المہدی حصہ اول صفحہ ۲۵۶، ۲۵۷ روایت نمبر ۲۶۲)۔ اور حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ نے اسے ۱۸۹۲ء کا۔ (دیکھئے سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۵۳ روایت نمبر ۵۷۴)۔ (مرتب)

تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 685 طبع چہارم از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 306 پر درج ہے

الصراط المستقیم سے پایا جاتا ہے کہ جب انسانی کوششیں تھک کر رہ جاتی ہیں، تو آخر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔

دُعا کامل تب ہوتی ہے کہ ہر قسم کی خیر کی جامع ہو اور ہر شر سے بچاوے۔ پس اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں سارے خیر جمع ہیں۔ اور غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ میں سب شروں حتیٰ کہ دجال فتنہ سے بچنے کی دُعا ہے۔ مغضوب سے بالاتفاق یہودی اور الضآلین سے نصاریٰ مراد ہیں۔ اب اگر اس میں کوئی رمز اور حقیقت نہ تھی، تو اس دُعا کی تعلیم سے کیا غرض تھی؟ اور پھر ایسی تاکید کہ اس دُعا کے بدُوں نماز ہی نہیں ہوتی اور ہر رکعت میں اُس کا پڑھا جانا ضروری قرار دیا۔ بھید اس میں یہی تھا کہ یہ ہمارے زمانہ کی طرف ایماء ہے۔ اس وقت صراطِ مستقیم یہی ہے جو ہماری راہ ہے۔

۹۔ مسیح کی شبیہہ کا افسانہ

• کہتے ہیں کہ مسیح کی شبیہہ کو سُولی دی گئی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اس میں حصر عقلی یہی بتاتا ہے کہ وُہ شخص جو مسیح کی شبیہہ بنایا گیا، یا دُشمن ہوگا یا دوست۔ اگر وُہ دشمن تھا تو ضرور تھا کہ وُہ شور مچاتا کہ میں مسیح نہیں ہوں اور میرے فلاں رشتہ دار موجود ہیں۔ میرا اپنی بیوی کے ساتھ فلاں راز ہے۔ مسیح کو میں ایسا سمجھتا ہوں۔ غرض وُہ شور مچا کر اپنی صفائی اور بریت کرتا، حالانکہ کسی تاریخ صحیح سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ جو شخص صلیب پر لٹکایا گیا تھا، اُس نے شور مچا کر رہائی حاصل کرلی تھی۔

اور اگر وُہ مسیح کا دوست اور حواری ہی تھا۔ پھر صاف بات ہے کہ وہ مومن باللہ تھا اور وُہ صلیب پر مرنے کی وجہ سے بلاوجہ ملعون ہوا اور خدا نے اُس کو ملعون بنایا۔ رہی یہ بات کہ مصلوب ملعون کیوں ہوتا ہے؟ یہ عام بات ہے کہ جو چیز کسی فرقہ سے تعلق رکھتی ہے، وہ اُس کے ساتھ منسوب ہو جاتی ہے۔ سُولی کو مجرموں کے ساتھ تعلق ہے جو گویا کاٹ دینے کے قابل ہوتے ہیں اور خدا کا تعلق مجرم کے ساتھ کبھی نہیں ہوتا یہی لعنت ہے۔ اس وجہ سے وُہ لعنتی ہوتا ہے۔

اس لیے یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ ایک مومنِ ناکردہ گناہ ملعون قرار دیا جاوے۔ پس یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ اصل وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر ظاہر کی کہ مسیح کی حالت غشی وغیرہ سے ایسی ہوگئی جیسے مُردہ ہوتے ہیں۔

۱۰۔ انبیاء خبیث امراض سے محفوظ رکھے جاتے ہیں

• انبیاء علیہم السلام اور اللہ تعالیٰ کے مامور خبیث اور ذلیل بیماریوں سے محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ مثلاً آتشک ہو، جذام ہو یا اور کوئی ایسی ذلیل مرض۔ یہ بیماریاں خبیث لوگوں ہی کو ہوتی ہیں اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ (النور: ۲۷) اس میں عام لفظ رکھا ہے اور نکات بھی عام ہیں۔ اس لیے ہر خبیث

ملفوظات جلد اوّل صفحہ 397 طبع جدید از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 306 پر درج ہے

کل فج عمیق - والملوک یتبرکون بثیابک - اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح وانتھی امر الزمان الینا الیس ھذا بالحق - یعنی تیری مدد وہ لوگ کرینگے جن کے دلوں پر ہم آسمان سے وحی نازل کریں گا - وہ دور دور کی راہوں سے تیرے پاس آئینگے اور بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے - جب ہماری مدد اور فتح آجائیگی تب مخالفین کو کہا جائیگا کہ کیا یہ انسان کا افترا تھا یا خدا کا کاروبار✝ - ایسا ہی خدا تعالیٰ یہ بھی جانتا تھا کہ دشمن یہ بھی تمنا کریں گے کہ یہ شخص منقطع النسل رہ کر نابود ہو جائے - تا نادانوں کی نظر میں یہ بھی ایک نشان ہو - لہذا اس نے پہلے سے براہین احمدیہ میں خبر دے دی کہ ینقطع اٰباءک ویبدء منک - یعنی تیرے بزرگوں کی پہلی نسلیں منقطع ہو جائیں گی اور اُن کے ذکر کا نام و نشان نہ رہے گا - اور خدا تجھ سے ایک نئی بنیاد ڈالے گا - اسی بنیاد کی مانند جو ابراہیم سے ڈالی گئی - یہی

✝ ایسا ہی خدا تعالیٰ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر کوئی خبیث مرض دامن گیر ہو جائے جیسا کہ جذام اور جنون اور اندھا ہونا اور مرگی - تو اس سے یہ لوگ نتیجہ نکالیں گے کہ اس پر غضب الٰہی ہو گیا - اس لئے پہلے سے اُس نے مجھے براہین احمدیہ میں بشارت دی کہ ہر ایک خبیث عارضہ سے تجھے محفوظ رکھوں گا - اور اپنی نعمت تجھ پر پوری کروں گا - اور بعد اس کے آنکھوں کی نسبت خاص کر یہ بھی الہام ہوا - تنزل الرحمۃ علی ثلٰث - العین وعلی الاخریین - یعنی رحمت تین عضووں پر نازل ہوگی - ایک آنکھیں کہ پیرانہ سالی ان کو صدمہ نہیں پہنچائے گی اور نزول الماء وغیرہ سے جس سے نور بصارت جاتا رہے محفوظ رہیں گی - اور دو عضو اور ہیں جن کی خدا تعالیٰ نے تصریح نہیں کی - ان پر بھی رحمت نازل ہوگی - اور اُن کی قوتوں اور طاقتوں میں فتور نہیں آئے گا - اب بولو تم نے دنیا میں کس کذاب کو دیکھا کہ اپنی عمر بتلاتا ہے اپنی صحت بصری اور دو عضو دوسرے اعضا کی صحت کا آخیر عمر تک دعویٰ کرتا ہے - ایسا ہی چونکہ خدا تعالیٰ نے جانتا تھا کہ لوگ قتل کے منصوبے کریں گے اُس نے پہلے سے براہین میں خبر دے دی یعصمک اللّٰہ ولو لم یعصمک الناس. منہ

تحفہ گولڑویہ [ضمیمہ] صفحہ 31 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 67 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 306 پر درج ہے

جس طرح کا چاہے کھانا کھلائے۔

(۴۰۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم بیان فرماتے تھے کہ میں حضرت صاحب کے مکان کے اوپر کے حصہ میں رہتا ہوں اور میں نے کئی دفعہ حضرت صاحب کے گھر کی عورتوں کو آپس میں یہ باتیں کرتے سنا ہے کہ حضرت صاحب کی تو آنکھیں ہی نہیں ہیں۔ ان کے سامنے سے کوئی عورت کسی طرح سے بھی گذر جاوے ان کو پتہ نہیں لگتا۔ یہ وہ ایسے موقعہ پر کہا کرتی ہیں کہ جب کوئی عورت حضرت صاحب کے سامنے سے گذرتی ہوئی خاص طور پر گھونگھٹ یا پردہ کا اہتمام کرنے لگتی ہے۔ اور ان کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کی آنکھیں ہر وقت نیچی اور نیم بند رہتی ہیں اور وہ اپنے کام میں بالکل منہمک رہتے ہیں ان کے سامنے سے جاتے ہوئے کسی خاص پردہ کی ضرورت نہیں۔ نیز مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ باہر مردوں میں بھی حضرت صاحب کی یہی عادت تھی کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں اور ادھر ادھر آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی آپ کو عادت نہ تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ سیر میں جاتے ہوئے آپ کسی خادم کا ذکر غائب کے صیغہ میں فرماتے تھے حالانکہ وہ آپ کے ساتھ ساتھ جا رہا ہوتا تھا اور پھر کسی کے جتلانے پر آپ کو پتہ چلتا تھا کہ وہ شخص آپ کے ساتھ ہے۔

(۴۰۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب مع چند خدام کے فوٹو کھنچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی۔ اور آپ نے اسکے کہنے پر ایک دفعہ تکلف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہو گئیں۔

(۴۰۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے گناہوں پر غالب آنے کا مادہ رکھدیا ہے۔ پس خواہ انسان اپنی بداعمالیوں سے کیسا ہی گندہ ہو گیا ہو وہ جب بھی نیکی کی طرف مائل ہونا چاہے گا اس کی نیک فطرت اسکے گناہوں پر غالب آجائیگی اور اس کی مثال اس طرح پر سمجھایا کرتے تھے کہ جیسے پانی کے اندر طبعی خاصہ ہے کہ وہ آگ کو بجھاتا ہے پس خواہ پانی خود کتنا بھی گرم ہو جاوے حتیٰ کہ وہ جلانے میں آگ کی طرح ہو جاوے لیکن پھر بھی

عموماً جراب بھی پہنے رہتے تھے۔ بلکہ سردیوں میں دو دو جرابیں اوپر تلے پہن لیتے تھے۔
پاؤں میں آپ ہمیشہ دیسی جوتا پہنتے تھے۔ نیز بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے
کہ جب سے حضرت مسیح موعود کو دورے پڑنے شروع ہوئے اسوقت سے آپ نے سردی
گرمی میں گرم کپڑے کا استعمال شروع فرما دیا تھا۔ ان کپڑوں میں آپ کو گرمی بھی لگتی تھی۔
اور بعض اوقات تکلیف بھی ہوتی تھی مگر جب ایک دفعہ شروع کر دیئے تو پھر آخر
تک یہی استعمال فرماتے رہے۔ اور جب سے شیخ رحمت اللہ صاحب گجراتی ثم لاہوری
احمدی ہوئے وہ آپ کے لئے کپڑوں کے جوڑے بنوا کر باقاعدہ لاتے تھے اور حضرت صاحب
کی عادت تھی کہ جیسا کپڑا کوئی لے آئے پہن لیتے تھے۔ ایکدفعہ کوئی شخص آپ کے لئے
گرگابی لے آیا آپ نے پہن لی مگر اس کے الٹے سیدھے پاؤں کا آپکو پتہ نہیں لگتا تھا کئی
دفعہ الٹی پہن لیتے تھے اور پھر تکلیف ہوتی تھی بعض دفعہ آپ کا الٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ
ہو کر فرماتے ان کی کوئی چیز بھی اچھی نہیں ہے والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے آپکی سہولت
کیواسطے الٹے سیدھے پاؤں کی شناخت کیلئے نشان لگا دیئے تھے مگر باوجود اسکے
آپ الٹا سیدھا پہن لیتے تھے اسلئے آپ نے اسے اتار دیا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت
صاحب نے بعض اوقات انگریزی طرز کی قمیص کے کفوں کے متعلق بھی اسی قسم کی ناپسندیدگی
کے الفاظ فرمائے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ شیخ صاحب موصوف آپکے لئے انگریزی طرز
کی گرم قمیص بنوا کر لایا کرتے تھے۔ آپ انہیں استعمال تو فرماتے تھے۔ مگر انگریزی طرز کی کفوں کو
پسند نہیں فرماتے تھے کیونکہ اول تو کفوں کے بٹن لگانے سے آپ گھبراتے تھے دوسرے بٹنوں
کے کھولنے اور بند کرنے کا التزام آپ کے لئے مشکل تھا۔ بعض اوقات فرماتے تھے کہ یہ کیا
کان سے نکلے رہتے ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ لباس کے متعلق حضرت مسیح موعود کا عام
اصول یہ تھا کہ جس قسم کا کپڑا ملجاتا تھا پہن لیتے تھے۔ مگر عموماً انگریزی طریق لباس کو پسند
نہیں فرماتے تھے۔ کیونکہ اول تو اسے اپنے لئے سادگی کے خلاف سمجھتے تھے دوسرے آپ
ایسے لباس سے جو اعضاء کو جکڑا ہوا رکھے بہت گھبراتے تھے۔ گھر میں آپکے لئے صرف ململ کے
کرتے اور پگڑیاں تیار ہوتی تھیں۔ باقی سب کپڑے عموماً ہدیۃً آپ کو آجاتے تھے۔ شیخ

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 67 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 307 پر درج ہے

تھی اُسدن گھر میں یہ بھی ایک لطیفہ ہو گیا۔

(۲۴۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت صاحب نے اپنی والدہ سے روٹی کیساتھ کچھ کھانے کو مانگا انہوں نے کوئی چیز شاید گڑ بتایا کہ یہ لے لو۔ حضرت نے کہا نہیں یہ میں نہیں لیتا۔ انہوں نے کوئی اور چیز بتائی۔ حضرت صاحب نے اُسپر بھی وہی جواب دیا وہ اسوقت کسی بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھیں۔ سختی سے کہنے لگیں۔ کہ جاؤ پھر راکھ کر روٹی کھالو۔ حضرت صاحب روٹی پر راکھ ڈالکر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطیفہ ہو گیا۔ یہ حضرت صاحب کا بالکل بچپن کا واقعہ ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ والدہ صاحبہ نے یہ واقعہ سُنا کر کہا کہ جسوقت اُس عورت نے مجھے یہ بات سُنائی تھی۔ اسوقت حضرت صاحب بھی پاس تھے۔ مگر آپ خاموش رہے۔

(۲۴۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی ذوالفقار علیخان صاحب نے کہ جن دنوں میں گورداسپور میں کرم دین کا مقدمہ تھا ایک دن حضرت صاحب کچہری کی طرف تشریف لے جانے لگے اور حسب معمول پہلے دُعا کے لیئے اُس کمرہ میں گئے جو اس غرض کے لیئے پہلے مخصوص کر لیا تھا۔ میں اور مولوی محمد علی صاحب وغیرہ باہر انتظار میں کھڑے تھے اور مولوی صاحب کے ہاتھ میں اُسوقت حضرت صاحب کی چھڑی تھی۔ حضرت صاحب دُعا کر کے باہر نکلے تو مولوی صاحب نے آپ کو چھڑی دی حضرت صاحب نے چھڑی ہاتھ میں لے کر اُسے دیکھا اور فرمایا۔ یہ کس کی چھڑی ہے؟ عرض کیا گیا کہ حضور ہی کی ہے جو حضور اپنے ہاتھ میں رکھا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا۔ میں تو سمجھا تھا کہ یہ میری نہیں ہے۔ خان صاحب کہتے ہیں۔ کہ وہ چھڑی مُدت سے آپکے ہاتھ میں رہتی تھی۔ مگر محویت کا یہ عالم تھا۔ کہ کبھی اُسکی شکل کو غور سے دیکھا ہی نہیں تھا۔ کہ پہچان سکیں۔ خان صاحب کہتے ہیں۔ کہ اسی طرح ایک دفعہ میں قادیان آیا۔ اسوقت حضرت صاحب مسجد کی سیڑھیوں میں کھڑے ہو کر کسی افغان کو رخصت کر رہے تھے اور میں دیکھتا تھا کہ آپ اُس وقت خوش نہ تھے۔ کیونکہ وہ شخص افغانستان میں جا کر تبلیغ کرنے سے ڈرتا تھا۔ خیر میں جا کر حضور سے ملا۔ اور

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 245 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 308 پر درج ہے

حوالہ نمبر 327

کہ مَیں پھر نو گاؤں میں چلا جاؤں اور بڑی بیقراری سے عرض کیا۔ حضور نے فرمایا۔ جلدی نہیں کرنی چاہیئے اپنے وقت پر یہ خودبخود ہو جائیگا۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ کچھ عرصہ بعد میرا تبادلہ غوث گڑھ میں ہو گیا۔ جہاں میرا اتنا دل لگا کہ نو گاؤں کی خواہش دل سے نکل گئی۔ اور مَیں نے حضرت کے فرمان کی یہ تاویل کر لی کہ چونکہ غوث گڑھ بھی مسلمانوں کا گاؤں ہے اور اسمیں مسجد ہے۔ اور یہاں میرا دل بھی خوب لگ گیا ہے اس لیئے حضرت کے فرمان کے یہی معنی ہونگے۔ جو پورے ہو گئے۔ مگر کچھ عرصہ بعد نو گاؤں کا حلقہ خالی ہوا۔ اور تحصیلدار نے میری ترقی کی سفارش کی اور لکھا کہ ترقی کی یہ صورت ہے کہ مجھے علاوہ غوث گڑھ کے نو گاؤں کا حلقہ بھی جو وہ بھی [illegible] سالانہ کا تھا۔ دیدیا جاوے۔ اور دونوں حلقوں کی تنخواہ یعنے ماہانہ [illegible] مجھے دی جاوے۔ یہ سفارش مہاراج سے منظور ہو گئی اور اس طرح میرے پاس غوث گڑھ اور نو گاؤں دونوں حلقے آ گئے۔ اور ترقی بھی ہو گئی۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کا ایک خاص اقتداری فعل تھا۔ ورنہ نو گاؤں غوث گڑھ سے پندرہ کوس کے فاصلہ پر ہے اور درمیان میں کئی غیر حلقے ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ غوث گڑھ کا تمام گاؤں میاں عبداللہ صاحب کی تبلیغ سے احمدی ہو چکا ہے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ یہ تمام دیہات ریاست پٹیالہ میں واقع ہیں۔

(١٦٧) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت صاحب کو ایک جیبی گھڑی تحفہ دی۔ حضرت صاحب اسکو رومال میں باندھ کر جیب میں رکھتے تھے۔ زنجیر نہیں لگاتے تھے۔ اور جب وقت دیکھنا ہوتا تھا۔ تو گھڑی نکال کر ایک کے ہندسے یعنی عدد سے گنکر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور انگلی رکھ رکھ کر ہندسے گنتے تھے۔ اور منہ سے بھی گنتے جاتے تھے اور گھڑی دیکھتے ہی وقت نہ پہچان سکتے تھے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ آپ کا جیب سے گھڑی نکال کر اسطرح وقت شمار کرنا مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا۔

یہ حوالہ صفحہ 308 پر درج ہے

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 180 از مرزا بشیر احمد ایم اے

کھیت کو بہت سی بھرتی ڈلوا کر حضرت اُمّ المومنین نے تیار کروایا تھا۔ (اُس وقت نواب صاحب کی بیگم جو وہ مالیر کوٹلہ سے ساتھ لائے تھے، زندہ تھیں) یہ بات حضرت اُمّ المومنین کی ناراضگی کا موجب ہُوئی۔ اور حضرت اُمّ المومنینؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰة والسّلام سے اِس ناراضگی کا اظہار کیا۔ حضورؑ نے نواب صاحب کو لکھا۔ جس پر نواب صاحبؓ نے اُس زمین پر مکان بنانے کے اِرادہ کو ترک کیا۔ کہ اِس میں ابتداء ہی میں تنازع ہُوا ہے یہ جگہ مبارک نہیں ہو سکتی۔ اور بعد میں دوسرے اصحاب نے بھرتی ڈلوا کر وہاں مکانات بنوالئے۔ اور نواب صاحبؓ نے مدرسہ تعلیم الاسلام کے پاس زمین خرید کر کے کوٹھی بنوائی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰة والسّلام کے ساتھ تعلقات محبت کے بڑھانے میں اُنہیں بڑی برکات حاصل ہُوئیں ؛

بال سفید

فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہمارے بال تیس سال کی عمر میں سفید ہونے شروع ہوئے تھے۔ اور پھر جلد جلد سب سفید ہو گئے ؛

اُنہُوں کجھُ وِیدا اسے

حضرت مسیح موعود کے اندرون خانہ ایک نیم دیوانی سی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اُس نے کیا حرکت کی۔ کہ جس کمرے میں حضرت صاحبؑ بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے۔ وہاں ایک کونے میں گھڑا تھا جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے۔ وہاں اپنے کپڑے اُتار کر اور ننگی بیٹھ کر نہانے لگ گئی حضرت صاحبؑ اپنے کام تحریر میں مصروف رہے، اور کچھ خیال نہ کیا۔ کہ وہ کیا کرتی ہے۔ جب وہ نہا چکی تو ایک اور خادمہ اتفاقاً آ نکلی۔ اُس نے اُس نیم دیوانی کو ملامت کی۔ کہ حضرت صاحبؑ کے کمرے میں اُن موجودگی کے وقت تو نے یہ کیا حرکت کی۔ تو اُس نے ہنس کر جواب دیا۔ اُنہُوں کجھُ وِیدا اسے۔ یعنی اُسے کیا دِکھائی دیتا ہے۔ حضور

ذکرِ حبیب صفحہ 38 از مفتی محمد صادق قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 309 پر درج ہے

پیدا کرتا ہے۔ جن سے اب یورپ بھی دن بدن واقف ہوتا جاتا ہے۔ آخر جیسے بہت سے تجارب کے بعد طلاق کا قانون پاس ہو گیا ہے۔ اسی طرح کسی دن دیکھ لوگے کہ تنگ آ کر اسلامی پردہ کے مشابہ یورپ میں بھی کوئی قانون شائع ہو گا۔ ورنہ انجام یہ ہو گا۔ کہ چارپایوں کی طرح عورتیں اور مرد ہو جائیں گے۔ اور مشکل ہو گا کہ یہ شناخت کیا جائے کہ فلاں شخص کس کا بیٹا ہے۔ اور وہ لوگ کیونکر پاک دل ہوں۔ پاک دل تو وہ ہوتے ہیں۔ جن کی آنکھوں کے آگے ہر وقت خدا رہتا ہے۔ اور نہ صرف ایک موت اُن کو یاد ہوتی ہے۔ بلکہ وہ ہر وقت عظمتِ الٰہی کے اثر سے مرتے رہتے ہیں۔ مگر یہ حالت شراب خوری میں کیونکر پیدا ہو۔ شراب اور خدا ترسی ایک وجود میں اکٹھی نہیں ہو سکتی۔ ص۷۵ خونِ مسیح کی دلیری اور شراب کا جوش تقویٰ کی بیخکنی میں کامیاب ہو گیا ہے۔ ہم اندازہ نہیں لگا سکتے کہ آیا کفارہ کے مسئلہ نے یہ خرابیاں زیادہ پیدا کی ہیں یا شراب نے۔ اگر اسلام کی طرح پردہ کی رسم ہوتی۔ تو پھر بھی کچھ پردہ رہتا۔ مگر یورپ تو پردہ کی رسم کا دشمن ہے۔ ہم یورپ کے اس فلسفہ کو نہیں سمجھ سکتے۔ اگر وہ اس اصرار سے باز نہیں آتے۔ تو شوق سے شراب پیا کریں۔ کہ اس کے ذریعہ سے کفارہ کے فوائد بہت ظاہر ہوتے ہیں۔ کیونکہ مسیح کے خون کے سہارے پر جو لوگ گناہ کرتے ہیں۔ شراب کے وسیلہ سے ان کی میزان بڑھتی ہے۔ ہم اس بحث کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتے۔ کیونکہ فطرت کا تقاضا الگ اگاہ ہے۔ ہمیں تو ناپاک چیزوں کے استعمال سے کسی سخت مرض کے وقت بھی ڈر لگتا ہے۔ چہ جائیکہ پانی کی جگہ بھی شراب پی جائے۔ مجھے اس وقت ایک اپنا سرگذشت قصہ یاد آتا ہے۔ اور وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے۔ اور بعض وقت سو سو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آیا ہے۔ اور بوجہ اس کے کہ پیشاب میں شکر ہے۔ کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے۔ اور کثرت پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہنچی ہے۔ ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس

یہ حوالہ صفحہ 309 پر درج ہے

نسیم دعوت صفحہ 74، 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 434، 435 از مرزا قادیانی

شادی میں تجھے کچھ فکر نہیں کرنا چاہیئے۔ ان تمام ضروریات کا رفع کرنا میرے ذمہ رہیگا
سو قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے اپنے وعدہ کے
موافق اس شادی کے بعد ہر ایک بار شادی سے مجھے سبکدوش رکھا اور مجھے بہت
آرام پہنچایا۔ کوئی باپ دُنیا میں کسی بیٹے کی پرورش نہیں کرتا جیسا کہ اُس نے میری
کی۔ اور کوئی والدہ پوری ہوشیاری سے دن رات اپنے بچہ کی ایسی خبر نہیں رکھتی جیسا
کہ اُس نے میری رکھی۔ اور جیساکہ اُس نے بہت عرصہ پہلے براہین احمدیہ میں یہ وعدہ
کیا تھا کہ یا احمد اسکن انت و زوجك الجنة۔ ایسا ہی وہ بجالایا۔
معاش کا غم کرنے کے لئے کوئی گھڑی اُس نے میرے لئے خالی نہ رکھی۔ اور
خانہ داری کے مہمات کے لئے کوئی اضطراب اُس نے میرے نزدیک آنے نہ دیا۔
ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور
دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا۔ اور دو مرضیں یعنے
ذیابیطس اور درد سر مع دوران سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں جن کے ساتھ
بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا۔ اس لئے میری حالت مردمی کالعدم تھی۔ اور
پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض
دوستوں نے افسوس کیا۔ اور ایک خط جس کو میں نے اپنی جماعت کے بہت سے معزز
لوگوں کو دکھلا دیا ہے۔ جیسے اخویم مولوی نورالدین صاحب اور اخویم مولوی برہان الدین
وغیرہ۔ مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعۃ السنہ نے ہمدردی کی راہ سے میرے
پاس بھیجا کہ آپ نے شادی کی ہے اور مجھے حکیم محمد شریف کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ
آپ بباعث سخت کمزوری کے اِس لائق نہ تھے۔ اگر یہ امر آپکی روحانی
قوت سے تعلق رکھتا ہے تو میں اعتراض نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں اولیاء اللہ کے
خوارق اور رُوحانی قوتوں کا منکر نہیں ورنہ ایک بڑے فکر کی بات ہے۔ ایسا نہ ہو کہ

تریاق القلوب صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 203 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 309 پر درج ہے

حوالہ نمبر331

دشمن ہوگئے مگر ہر ایک خدا کا فرستادہ جو بھیجا جاتا ہے ضرور ایک ابتلاء ساتھ لاتا ہے۔
حضرت عیسےٰ جب آئے تو بدقسمت یہودیوں کو یہ ابتلاء پیش آیا کہ ایلیا دوبارہ آسمان سے
نازل نہیں ہوا۔ اور ضرور تھا کہ پہلے ایلیا آسمان سے نازل ہوتا تب مسیح آتا۔ جیسا کہ
ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا ہے۔ اور جب ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے
تو اہل کتاب کو یہ ابتلاء پیش آیا کہ یہ نبی بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا۔ اب کیا ضرور
نہ تھا کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت بھی کوئی ابتلاء ہو۔ اور اگر مسیح موعود تمام
باتیں اسلام کے تہتّر فرقہ کی مان لیتا تو پھر کن معنوں سے اس کا نام حَکَم رکھا
جاتا۔ کیا وہ باتوں کو ماننے آیا تھا یا منوانے آیا تھا؟ تو اس صورت میں اسکا
آنا بھی بے سود تھا۔ سو اے قوم! تم ضد نہ کرو۔ ہزاروں باتیں ہوتی ہیں جو
قبل از وقت سمجھ نہیں آتیں۔ ایلیا کے دوبارہ آنے کی اصل حقیقت حضرت مسیح
سے پہلے کوئی نبی سمجھا نہ سکا تا یہود حضرت مسیح کے ماننے کے لئے تیار ہو جاتے۔ ۴۷۱
ایسا ہی اسرائیلی خاندان میں سے خاتم الانبیاء آنے کا خیال جو یہود کے دل میں مرکوز
تھا اس خیال کو بھی کوئی نبی پہلے نبیوں میں سے صفائی کے ساتھ دُور نہ کر سکا۔
اسی طرح مسیح موعود کا مسئلہ بھی مخفی چلا آیا تا سنت اللہ کے موافق اس میں بھی
ابتلاء ہو۔ بہتر تھا کہ میرے مخالف اگر ان کو ماننے کی توفیق نہیں دی گئی تھی تو
بارے کچھ مدت زبان بند رکھ کر اور کف لسان اختیار کرکے میرے انجام کو دیکھتے
اب جس قدر عوام نے بھی گالیاں دیں یہ سب گناہ مولویوں کی گردن پر ہے۔ افسوس
یہ لوگ فراست سے بھی کام نہیں لیتے۔ میں ایک دائم المرض آدمی ہوں اور وہ
دو زرد چادریں جن کے بارے میں حدیثوں میں ذکر ہے کہ ان دو چادروں میں مسیح
نازل ہوگا وہ دو زرد چادریں میرے شامل حال ہیں جن کی تعبیر علم تعبیر الرؤیا کے رُو سے
دو بیماریاں ہیں۔ سو ایک چادر میرے اوپر کے حصہ میں ہے کہ ہمیشہ سر درد اور

اربعین نمبر4 صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 470، 471 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 310 پر درج ہے

دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔ اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔ بسا اوقات میرا یہ حال ہوتا ہے کہ نماز کے لئے جب زینہ چڑھکر اوپر جاتا ہوں تو مجھے اپنے ظاہر حالت پر امید نہیں ہوتی کہ زینہ کی ایک سیڑھی سے دوسری سیڑھی پر پاؤں رکھنے تک مَیں زندہ رہوں گا۔ اب جس شخص کی زندگی کا یہ حال ہے کہ ہر روز موت کا سامنا اس کے لئے موجود ہوتا ہے اور ایسے مریضوں کے انجام کی نظریں بھی موجود ہیں تو وہ ایسی خطرناک حالت کے ساتھ کیونکر افتراء پر جرأت کرسکتا ہے اور وہ کس صحت کے بھروسے پر کہتا ہے کہ میری اسی برس کی عمر ہوگی۔ حالانکہ ڈاکٹری تجارب تو اس کو موت کے پنجہ میں ہر وقت پھنسا ہوا خیال کرتے ہیں۔ ایسی مرضوں والے مدقوق کی طرح گداز ہوکر جلد مرجاتے ہیں یا کاربنکل یعنی سرطان سے اُن کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ تو پھر جس زور سے میں ایسی حالت پُرخطر میں تبلیغ میں مشغول ہوں کیا کسی مفتری کا کام ہے۔ جب مَیں بدن کے اوپر کے حصہ میں ایک بیماری۔ اور بدن کے نیچے کے حصہ میں ایک دوسری بیماری دیکھتا ہوں تو میرا دل محسوس کرتا ہے کہ یہ وہی دو چادریں ہیں جن کی خبر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ ص۵

مَیں محض نصیحتاً للہ مخالف علماء اور ان کے ہمخیال لوگوں کو کہتا ہوں کہ گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔ اگر آپ لوگوں کی یہی طینت ہے تو خیر آپ کی مرضی۔ لیکن اگر مجھے آپ لوگ کاذب سمجھتے ہیں تو آپ کو یہ بھی تو اختیار ہے کہ مساجد میں اکٹھے ہو کر یا الگ الگ میرے پر بددعائیں کریں

اربعین نمبر 4 صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 470، 471 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 310 پر درج ہے

کے لئے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی۔ لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کر لوں۔ تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا۔ اور دوسرا افیونی۔

پس اس طرح جب میں نے خدا پر توکل کیا۔ تو خدا نے مجھے ان خبیث چیزوں کا محتاج نہیں کیا۔ اور بارہا جب مجھے غلبہ مرض کا ہوا۔ تو خدا نے فرمایا کہ دیکھ میں نے تجھے شفا دیدی۔ تب اسی وقت مجھے آرام ہو گیا۔ انہی باتوں سے میں جانتا ہوں کہ ہمارا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے*۔ جھوٹے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ نہ اُس نے رُوح پیدا کی اور نہ ذرّات اجسام۔ وہ خدا سے غافل ہیں۔ ہم ہر روز اُس کی نئی پیدائش دیکھتے ہیں۔ اور ترقیات سے نئی نئی رُوح وُہ ہم میں پھونکتا ہے۔ اگر وہ نیستی سے ہست کرنیوالا نہ ہوتا۔ تو ہم تو زندہ ہی مر جاتے۔ عجیب ہے۔ وہ خدا جو ہمارا خدا ہے۔ کون ہے جو اس کی مانند ہے۔ اور عجیب ہیں اُس کے کام۔ کون ہے جس کے کام اس کی مانند ہیں۔ وہ قادر مطلق ہے۔ ہاں بعض وقت حکمت اس کی ایک کام کرنے سے اُسے روکتی ہے۔ چنانچہ مثال کے طور پر ظاہر کرتا ہوں۔ کہ مجھے دو مرض دامنگیر ہیں۔ ایک جسم کے اُوپر کے حصّہ میں کہ سر درد اور دوران سر اور دوران خون کم ہو کر ہاتھ پیر سرد ہو جانا۔ نبض کم ہو جانا۔ دُوسرے جسم کے نیچے کے حصّہ میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا۔ یہ دونوں بیماریاں قریباً بیس برس سے ہیں۔ کبھی دُعا سے ایسی رخصت ہو جاتی ہیں کہ گویا دُور ہو گئیں۔ مگر پھر شروع ہو جاتی ہیں۔ ایک دفعہ میں نے دُعا کی۔ کہ یہ بیماریاں بالکل دُور کر دی جائیں۔ تو جواب ملا۔ کہ ایسا نہیں ہوگا۔

* انسان جبتک خود خدا کی تجلّی سے اور خدا کے وسیلہ سے اس کے وجود پر اطلاع نہ پا دے۔ تب تک وہ خدا کی پرستش نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے خیال کی پرستش کرتا ہے۔ محض خیال کی پرستش کرنا اندرونی گندگی کو صاف نہیں کرتا۔ ایسے لوگ تو پرمیشر کے خود پرمیشر بنتے ہیں کہ خود اس کا پتہ آپ لگاتے ہیں۔ منہ

نسیم دعوت صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 435 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 310 پر درج ہے

کیونکہ احمد نبی ہے۔ نبوت اس سے منفک نہیں ہو سکتی۔ اور ایک دفعہ یہ ذکر آیا کہ احادیث میں ہے کہ مسیح موعود دو زرد رنگ چادروں میں اُتریگا۔ ایک چادر بدن کے اُوپر کے حصہ میں ہوگی اور دوسری چادر بدن کے نیچے کے حصہ میں۔ سو میں نے کہا کہ یہ اس طرف اشارہ تھا کہ مسیح موعود دو بیماریوں کے ساتھ ظاہر ہوگا کیونکہ تعبیر کے علم میں زرد کپڑے سے مراد بیماری ہے۔ اور وہ دونوں بیماریاں مجھ میں ہیں یعنی ایک سر کی بیماری اور دوسری کثرت پیشاب اور دستوں کی بیماری۔ ابھی وہ اسی جگہ تھے کہ بہت سے یقین اور بھاری تبدیلی کی وجہ سے اُن پر الہام اور وحی کا دروازہ کھولا گیا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے کھلے لفظوں میں میری تصدیق کے بارے میں اُنہوں نے شہادتیں پائیں جنکی وجہ سے آخر کار اُنہوں نے اس شہادت کا شربت اپنے لئے منظور کیا جسکے مفصل لکھنے کیلئے اب وقت آگیا ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ جس طرز سے انہوں نے میری تصدیق کی راہ میں مرنا قبول کیا۔ اِس قسم کی موت اسلام کے تیرہ سَو برس کے سلسلہ میں بجز نمونہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور کسی جگہ نہیں پاؤ گے۔ پس بلاشبہ اس طرح انکا مرنا اور میری تصدیق میں نقد جان خدا تعالیٰ کے حوالہ کرنا یہ میری سچائی پر ایک عظیم الشان نشان ہے مگر اُن کیلئے جو سمجھ رکھتے ہیں۔ انسان شک و شبہ کی حالت میں کب چاہتا ہے کہ اپنی جان دیدے۔ اور اپنی بیوی اور اپنے بچوں کو تباہی میں ڈالے۔ پھر عجیب تر یہ کہ یہ بزرگ معمولی انسان نہیں تھا۔ بلکہ ریاست کابل میں کئی لاکھ کی انکی اپنی جاگیر تھی اور انگریزی عملداری میں بھی بہت سی زمین تھی۔ اور طاقت علمی اس درجہ تک تھی کہ ریاست نے تمام مولویوں کا انکو سر دار قرار دیا تھا۔ وہ سب زیادہ عالم علم قرآن اور حدیث اور فقہ میں سمجھے جاتے تھے اور نئے امیر کی دستار بندی کی رسم بھی انہیں کے ہاتھ سے ہوتی تھی۔ اور اگر امیر فوت ہو جائے تو اُسکے جنازہ پڑھنے کیلئے بھی وہی مقرر تھے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو ہمیں معتبر ذریعہ سے پہنچی ہیں۔ اور اُنکی خاص زبان سے میں نے سُنا تھا کہ ریاست کابل میں پچاس ہزار کے قریب مردم انکے معتقد اور ارادتمند ہیں جن میں سے بعض ارکان ریاست بھی تھے۔ غرض یہ بزرگ ملک کابل میں ایک فرد تھا۔ اور کیا علم کے لحاظ سے اور کیا تقویٰ کے لحاظ سے اور کیا جاہ اور مرتبہ کے لحاظ سے اور کیا خاندان کے لحاظ سے اُس ملک میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا۔ اور علاوہ مولوی کے خطاب کے صاحبزادہ اور اخوندزادہ اور شاہزادہ کے لقب سے اُس ملک میں مشہور تھے۔ اور شہید مرحوم ایک بڑا کتب خانہ حدیث اور

تذکرۃ الشہادتین صفحہ 44 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 46 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 311 پر درج ہے

کے لیے نمازیں جمع کی جاویں گی۔ تو یہ عظیم الشان پیشگوئی پُوری ہو رہی ہے۔ میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اس کے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مُبتلا رہتا ہوں، پھر بھی آج کل میری مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کرکے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا ہوں حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی جاتی ہے اور دورانِ سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ مگر مَیں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کام کو کئے جاتا ہوں؛ چونکہ دن چھوٹے ہوتے ہیں اور مجھے معلوم بھی نہیں ہوتا کہ وہ دن کدھر جاتا ہے۔ اُسی وقت عجز ہوتی ہے جب شام کی نماز کے لیے وضو کرنے کے واسطے پانی کا لوٹا رکھ دیا جاتا ہے۔ اس وقت مجھے افسوس ہوتا ہے کہ کاش اتنا دن اور ہوتا؛ حالانکہ اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں، مگر جب پاخانے کی حاجت بھی ہوتی ہے تو مجھے رنج ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی اور ایسا ہی روٹی کے لیے جب کئی مرتبہ کہتے ہیں تو بڑا جبر کرکے جلد جلد چند لقمے کھا لیتا ہوں۔ بظاہر تو مَیں روٹی کھاتا ہوا دکھائی دیتا ہوں، مگر مَیں سچ کہتا ہوں کہ مجھے پتہ بھی نہیں ہوتا کہ وہ کہاں جاتی ہے اور کیا کھاتا ہوں۔ میری توجہ اور خیال اسی طرف لگا ہوا ہوتا ہے۔ پس یہ کام بہت ضروری ہے اور خدا چاہے تو ایک نشان ہوگا جس کی نظیر لانے پر کوئی قادر نہ ہوگا۔"

[ناظرین! حضرت اقدسؑ کے اس جوش کا کچھ اندازہ ان الفاظ سے مِل سکتا ہے جو آپ کو اعلائے کلمۃ الاسلام کے لیے حق نے عطا فرمایا ہے۔ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہم کس دُھن میں ہیں اور وہ کس خیال میں۔ پھر اسی سلسلہ کلام میں فرمانے لگے کہ:]

"اگرچہ یہ کتاب بظاہر کوئی عجیب اور اعجاز نظر نہ آتی ہو، مگر اس کی اشاعت پر دُنیا کو معلوم ہو جائے گا۔ جب ہم نے مہوتسو کے لیے مضمون لکھنا شروع کیا تو ہمارے ایک دوست نے اپنے خیال کے موافق کچھ خوشی ظاہر نہ کی۔ مگر خدا تعالیٰ نے الہاماً خوشخبری دی کہ وہ مضمون بالا رہا؛ چنانچہ یہ اشتہار جلسہ سے پہلے ہی شائع کر دیا گیا۔ آخر جب وہ جلسہ میں پڑھا گیا تو اس کی عظمت اور اس کے حقائق کو سب نے تسلیم کیا۔ یہاں تک کہ لاہور کے انگریزی اُردو اخبارات نے اس کے بالا رہنے کا اعتراف کیا۔ اسی طرح پر جب یہ کتاب شائع ہو کر باہر نکلے گی، تب پتہ لگے گا۔ مَیں نے ایک بار ایک شخص کو دہلی سے عطر لانے کے لیے کہا وہ کہنے لگا کہ جب میں عطار کی دوکان پر گیا، تو جو عطر وہ دکھاتا تھا، مَیں اس کو ہی واپس کر دیتا تھا۔ آخر عطار نے کہا، میاں تم یہاں دوکان میں بیٹھے ہو تمہیں پتہ نہیں لگتا۔ جب دوکان سے باہر لے کر جاؤ گے، تب اس عطر کی حقیقت معلوم ہوگی؛ چنانچہ جب وہ عطر لے کر آیا تو اس نے بیان کیا کہ جو گاڑیاں ہم سے پیچھے آتی تھیں ان کے سوار کہتے تھے کہ کس کے پاس عطر ہے۔ گویا اس کی اتنی خوشبو تھی۔"

[اس قسم کی باتیں ہوتی رہیں۔ اپنے دعویٰ کی صداقت اور اپنے مامُور من اللہ ہونے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ

ملفوظات جلد اوّل صفحہ 565 طبع جدید از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 311 پر درج ہے

۲۸

(۳۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان سے گورداسپور جاتے ہوئے بٹالہ ٹھیرے وہاں کوئی مہمان جو آپ کی تلاش میں قادیان سے ہوتا ہوا بٹالہ واپس آیا تھا آپ کے پاس کچھ پھل بطور تحفہ لایا۔ پھلوں میں انگور بھی تھے۔ آپ نے انگور کھانے۔ اور فرمایا انگور میں ترشی ہوتی ہے۔ مگر یہ ترشی نزلہ کے لئے مضر نہیں ہوتی۔ پھر آپ نے فرمایا ابھی میرا دل انگور کو چاہتا تھا۔ سو خدا نے بھیج دیئے۔ فرمایا۔ کئی دفعہ میں نے تجربہ کیا ہے۔ کہ جس چیز کو دل چاہتا ہے۔ اللہ اُسے مہیا کر دیتا ہے۔ پھر ایک واقعہ سنایا۔ کہ میں ایک سفر میں جا رہا تھا۔ کہ میرے دل میں پونڈے گنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ مگر وہاں راستہ میں کوئی گنا میسر نہیں تھا۔ مگر اللہ کی قدرت کہ تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص ہم کو مل گیا جس کے پاس پونڈے تھے۔ اس سے ہم کو پونڈے مل گئے۔

(۳۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ اوائل میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سخت دورہ پڑا۔ کسی نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد کو بھی اطلاع دے دی اور وہ دونوں آگئے۔ پھر ان کے سامنے بھی حضرت صاحب کو دورہ پڑا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اس وقت میں نے دیکھا۔ کہ مرزا سلطان احمد تو آپکی چارپائی کے پاس خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے۔ مگر مرزا فضل احمد کے چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا۔ اور ایک جاتا تھا اور وہ کبھی اِدھر بھاگتا تھا۔ اور کبھی اُدھر۔ کبھی اپنی پگڑی اُتار کر حضرت صاحب کی ٹانگوں کو باندھتا تھا۔ اور کبھی پاؤں دبانے لگ جاتا تھا۔ اور گھبراہٹ میں اسکے ہاتھ کانپتے تھے۔

(۳۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب محمدی بیگم کی شادی دوسری جگہ ہو گئی اور قادیان کے تمام رشتہ داروں نے حضرت صاحب کی سخت مخالفت کی اور خلاف کوشش کرتے رہے اور سب نے

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 28 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 311 پر درج ہے

میرا ساتھ دیا ہے اسی طرح جنت میں بھی میرے ساتھ ہوگی۔

(۸۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے نے کہ میرا دادا جسے لوگ عام طور پر خلیفہ کہتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سخت مخالف تھا اور آپکے حق میں بہت بدزبانی کیا کرتا تھا۔ اور والد صاحب کو بہت تنگ کیا کرتا تھا والد صاحب نے اس سے تنگ آکر حضرت مسیح موعود کو دعا کیلئے خط لکھا حضرت مسیح موعود کا جواب گیا کہ ہم نے دعا کی ہے۔ والد صاحب نے یہ خط تمام محلہ والوں کو دکھا دیا اور کہا کہ حضرت صاحب نے دعا کی ہے اب دیکھ لینا خلیفہ گالیاں نہیں دیگا۔ دوسرے تیسرے دن جمعہ تھا۔ ہمارا دادا حسب دستور غیر احمدیوں کے ساتھ جمعہ پڑھنے گیا مگر وہاں سے واپس آکر غیر معمولی طور پر حضرت مسیح موعود کے متعلق خاموش رہا۔ حالانکہ اسکی عادت تھی کہ جمعہ کی نماز پڑھکر گھر آنے کے بعد خصوصاً بہت گالیاں دیا کرتا تھا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تم آج مرزا صاحب کے متعلق خاموش کیوں ہو؟ اسنے کہا کسی کے متعلق بدزبانی کرنے سے کیا حاصل ہے۔ اور مولوی نے بھی آج جمعہ میں وعظ کیا ہے کہ کوئی شخص اپنی جگہ کیسا ہی برا ہو ہمیں بدزبانی نہیں کرنی چاہیئے۔ لوگوں نے کہا اچھا یہ بات ہے؟ ہمیشہ تو تم گالیاں دیتے تھے اور آج تمہارا یہ خیال ہو گیا ہے۔ بلکہ اصل میں بات یہ ہے کہ بابو دمیرے والد کو لوگ بابو کہا کرتے تھے) کل ہی ایک خط دکھا رہا تھا کہ قادیان سے آیا ہے اور کہتا تھا کہ اب خلیفہ گالی نہیں دیگا۔ مولوی رحیم بخش صاحب کہتے تھے کہ اسکے بعد باوجود کئی دفعہ مخالفوں کے بھڑکانے کے میرے دادا نے کبھی حضرت مسیح موعود کے متعلق بدزبانی نہیں کی اور کبھی میرے والد صاحب کو احمدیت کیوجہ سے تنگ نہیں کیا (اس روایت کے متعلق یہ بات قابل نوٹ ہے کہ اسکے راوی صاحب نے اب حضرت خلیفۃ المسیح کے منشاء کے ماتحت اپنا نام عبدالرحیم رکھ لیا ہے اور عموماً مولوی عبدالرحیم صاحب درد کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں)۔

(۸۱) [بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپنے روزے رکھنے شروع]

سیرت المہدی جلد اول صفحہ 65، 66 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 312 پر درج ہے

سکئے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا اسلئے باقی چھوڑ دیئے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اسکے بعد جو رمضان آیا تو اسمیں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا اسکے بعد جو رمضان آیا تو آپکا تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپکو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اسکے بعد جتنے رمضان آئے آپ نے سب روزے رکھے مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل کمزوری کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا فرماتے رہے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپ نے ابتدا دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے تو کیا پھر بعد میں انکو قضا کیا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں صرف فدیہ ادا کر دیا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود کو دوران سر اور برد اطراف کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانہ میں آپ بہت کمزور ہو گئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی اسلئے جب آپ روزے چھوڑتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پھر دوسرے رمضان تک انکے پورا کرنے کی طاقت نہ پاتے تھے۔ مگر جب اگلا رمضان آتا تو پھر شوق عبادت میں روزے رکھنے شروع فرما دیتے تھے لیکن پھر دورہ پڑتا تھا تو ترک کر دیتے تھے اور بقیہ کا فدیہ ادا کر دیتے تھے۔ واللہ اعلم۔

(۸۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود اوائل میں غرارے استعمال فرمایا کرتے تھے پھر میں نے کہکر یہ ترک کروا دیئے اسکے بعد آپ معمولی پاجامے استعمال کرنے لگ گئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ غرارہ بہت کھلے پائنچے کی پاجامی کو کہتے ہیں۔ (پہلے اسکا ہندوستان میں بہت رواج تھا اب بہت کم ہو گیا ہے)

(۸۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود عام طور پر سفید ململ کی پگڑی استعمال فرماتے تھے جو عموماً دس گز لمبی ہوتی تھی۔ پگڑی کے نیچے کلاہ کی جگہ نرم قسم کی رومی ٹوپی استعمال کرتے تھے۔ اور گھر میں بعض اوقات پگڑی اتار کر سر پر صرف ٹوپی ہی رہنے دیتے تھے بدن پر گرمیوں میں عموماً ململ کا کرتہ استعمال فرماتے تھے۔ اسکے اوپر گرم صدری اور گرم کوٹ پہنتے تھے پاجامہ بھی آپکا گرم ہوتا تھا۔ نیز آپ

سیرت المہدی جلد اول صفحہ 65، 66 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 312 پر درج ہے

اور ماسٹر عبد الرحمن صاحب اور ماسٹر شیر علی صاحب بی اے اور حافظ عبد العلی صاحب اور بہت سے دوستوں کو اطلاع دی گئی۔ تب میں عید کی نماز کے بعد عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کیلئے کھڑا ہو گیا اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ غیب سے مجھے ایک قوت دی گئی۔ اور وہ فصیح تقریر عربی میں فی البدیہہ میرے مُنہ سے نکل رہی تھی کہ میری طاقت سے بالکل باہر تھی اور میں نہیں خیال کر سکتا کہ ایسی تقریر جسکی ضخامت کئی جزو تک تھی ایسی فصاحت اور بلاغت کے ساتھ بغیر اس کے کہ اوّل کسی کاغذ میں قلمبند کی جائے کوئی شخص دنیا میں بغیر خاص الہام الٰہی کے بیان کر سکے جس وقت یہ عربی تقریر جس کا نام خطبہ الہامیہ رکھا گیا لوگوں میں سُنائی گئی اُس وقت حاضرین کی تعداد شاید دو سَو کے قریب ہوگی سُبحان اللہ ۳۶۳
اُس وقت ایک غیبی چشمہ کُھل رہا تھا مجھے معلوم نہیں کہ میں بول رہا تھا یا میری زبان سے کوئی فرشتہ کلام کر رہا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ اس کلام میں میرا دخل نہ تھا خود بخود بنے بنائے فقرے میرے مُنہ سے نکلتے جاتے تھے اور ہر ایک فقرہ میرے لئے ایک نشان تھا۔ چنانچہ تمام فقرات چھپے ہوئے موجود ہیں جن کا نام خطبہ الہامیہ ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ کیا کسی انسان کی طاقت میں ہے کہ اتنی لمبی تقریر بغیر سوچے اور فکر کے عربی زبان میں کھڑے ہو کر محض زبانی طور پر فی البدیہہ بیان کر سکے۔ یہ ایک علمی معجزہ ہے جو خدا نے دکھلایا اور کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔

۱۶۶۔ نشان:۔ مجھے دو بیماریاں مدت دراز سے تھیں۔ ایک شدید درد سر جس سے میں نہایت بیتاب ہو جاتا تھا اور ہولناک عوارض پیدا ہو جاتے تھے اور یہ مرض قریباً پچیس ۲۵ برس تک دامنگیر رہی اور اس کے ساتھ دوران سر بھی لاحق ہو گیا اور طبیبوں نے لکھا کہ ان عوارض کا آخر نتیجہ مرگی ہوتی ہے۔ چنانچہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر قریباً دو ماہ تک اسی مرض میں مبتلا ہو کر آخر مرض صرع میں مبتلا ہو گئے اور اسی سے انکا انتقال ہو گیا۔ لہٰذا میں دُعا کرتا رہا کہ خدا تعالیٰ ان امراض سے مجھے محفوظ رکھے۔ ایک دفعہ

حقیقۃ الوحی صفحہ 363 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 376 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 312 پر درج ہے

(۳۶۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سُنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹیریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرتے کرتے یکدم ضعف ہو جانا۔ چکروں کا آنا۔ ہاتھ پاؤں کا سَرد ہو جانا۔ گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیر ذالک۔ یہ اعصاب کی ذکاوت حس یا تکان کی علامات ہیں اور ہسٹیریا کے مریضوں کو بھی ہوتی ہیں اور انہی معنوں میں حضرت صاحب کو ہسٹیریا یا مراق بھی تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ دوسری جگہ جو مولوی شیر علی صاحب کی روایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ یہ جو بعض انبیاء کے متعلق لوگوں کا خیال ہے کہ ان کو ہسٹیریا تھا یہ ان کی غلطی ہے بلکہ حق یہ ہے کہ حس کی تیزی کی وجہ سے ان کے اندر بعض ایسی علامات پیدا ہو جاتی ہیں جو ہسٹیریا کی علامات سے ملتی جلتی ہیں اسلئے لوگ غلطی سے اسے ہسٹیریا سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب جو کبھی کبھی یہ فرما دیتے تھے کہ مجھے ہسٹیریا ہے یہ اسی عام محاورہ کے مطابق تھا ورنہ آپ علمی طور پر یہ سمجھتے تھے کہ یہ ہسٹیریا نہیں بلکہ اس سے ملتی جلتی علامات ہیں جو ذکاوت حس یا شدت کار کی وجہ سے پیدا ہوگئی ہیں نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب ایک بہت قابل اور لائق ڈاکٹر ہیں چنانچہ زمانہ طالب علمی میں بھی وہ ہمیشہ اعلےٰ نمبروں میں کامیاب ہوتے تھے اور ڈاکٹری کے آخری امتحان میں تمام صوبہ پنجاب میں اوّل نمبر پر رہے تھے اور ایام ملازمت میں بھی ان کی لیاقت و قابلیت مسلّم رہی ہے۔ اور چونکہ بوجہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت قریبی رشتہ دار ہونے کے ان کو حضرت صاحب کی صحبت اور آپکے علاج معالجہ کا بھی بہت کافی موقعہ ملتا رہتا تھا اس لئے ان کی رائے اس معاملہ میں ایک خاص وزن رکھتی ہے جو دوسری کسی رائے کو حاصل ہے؟

(۳۷۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں گھر کے بچے کبھی شب برات وغیرہ کے موقع پر یونہی کھیل تفریح کے

سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 313 پر درج ہے

معلوم ہوا یا فرمایا اشارہ ہوا کہ اس راہ میں ترقی کرنے کے لئے روزے رکھنے بھی ضروری ہیں۔ فرماتے تھے۔ پھر مَیں نے چھ ماہ لگاتار روزے رکھے اور گھر میں یا باہر کسی شخص کو معلوم نہ تھا کہ مَیں روزہ رکھتا ہوں۔ صبح کا کھانا جب گھر سے آتا تھا۔ تو مَیں کسی حاجتمند کو دیدیتا تھا۔ اور شام کا خود کھالیتا تھا۔ مَیں نے حضرت والدہ صاحبہ سے پوچھا۔ کہ آخر عمر میں بھی آپ نفلی روزے رکھتے تھے یا نہیں؟ والدہ صاحبہ نے کہا کہ آخر عمر میں بھی آپ روزے رکھا کرتے تھے۔ خصوصاً شوال کے چھ روزے التزام کے ساتھ رکھتے تھے۔ اور جب کبھی آپ کو کسی خاص کام کے متعلق دُعا کرنا ہوتی تھی تو آپ روزہ رکھتے تھے! ہاں مگر آخری دو تین سالوں میں بوجہ ضعف و کمزوری رمضان کے روزے بھی نہیں رکھ سکتے تھے (خاکسار عرض کرتا ہے کہ کتاب البریہ میں حضرت صاحب نے روزوں کا زمانہ آٹھ نو ماہ بیان کیا ہے)

(۱۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹیریا کا دَورہ بشیر اول (ہمارا ایک بڑا بھائی ہوتا تھا جو ۱۸۸۸ء میں فوت ہو گیا تھا) کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔ رات کو سوتے ہوئے آپ کو اُتھو آیا اور پھر اسکے بعد طبیعت خراب ہوگئی۔ مگر یہ دَورہ خفیف تھا۔ پھر اسکے کچھ عرصہ بعد آپ ایک دفعہ نماز کیلئے باہر گئے اور جاتے ہوئے فرما گئے۔ کہ آج کچھ طبیعت خراب ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ تھوڑی دیر کے بعد شیخ حامد علی (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک پرانے مخلص خادم تھے۔ اب فوت ہو چکے ہیں) نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ جلدی پانی کی ایک گاگر گرم کر دو۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ مَیں سمجھ گئی۔ کہ حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہو گئی ہو گی۔ چنانچہ مَیں نے کسی ملازم عورت کو کہا کہ اس سے پوچھو میاں کی طبیعت کا کیا حال ہے۔ شیخ حامد علی نے کہا۔ کہ کچھ خراب ہوگئی ہے۔ مَیں پردہ کرا کے مسجد میں چلی گئی۔ تو آپ لیٹے ہوئے تھے۔ مَیں جب پاس گئی تو

١٧

فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی۔ لیکن اب ا فاقہ ہے۔ میں نماز پڑھا رہا تھا۔ کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اُٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے۔ پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اسکے بعد سے آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے خاکسار نے پُوچھا۔ دورہ میں کیا ہوتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے کہا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھچ جاتے تھے۔ خصوصاً گردن کے پٹھے۔ اور سر میں چکر ہوتا تھا۔ اور اس حالت میں آپ اپنے بدن کو سہار نہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوتے تھے۔ پھر اسکے بعد کچھ تو دوروں کی ایسی سختی نہیں رہی۔ اور کچھ طبیعت عادی ہوگئی۔ خاکسار نے پُوچھا اس سے پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سر درد کے دورے ہوا کرتے تھے۔ خاکسار نے پُوچھا کیا پہلے حضرت صاحب خود نماز پڑھاتے تھے والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں مگر پھر دوروں کے بعد چھوڑ دی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ ابتدا مسیحیت کے دعویٰ سے پہلے کی بات ہے۔

(اس روایت میں جو حضرت مسیح موعود کے دوران سر کے دوروں کے متعلق حضرت والدہ صاحبہ نے ہسٹیریا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس سے وہ بیماری مراد نہیں ہے۔ جو علم طب کی رُو سے ہسٹیریا کہلاتی ہے۔ بلکہ یہ لفظ اس جگہ ایک غیر طبی رنگ میں دورانِ سر اور ہسٹیریا کی جزوی مشابہت کی وجہ سے استعمال کیا گیا ہے۔ ورنہ جیسے کہ حصہ دوم کی روایت نمبر ۳۲۵ و ۳۶۹ میں تشریح کی جا چکی ہے۔ حضرت مسیح موعود کو حقیقتاً ہسٹیریا نہیں تھا چنانچہ خود حضرت مسیح موعود نے جہاں کہیں بھی اپنی تحریرات میں اپنی اس بیماری کا ذکر کیا ہے۔ وہاں اسکے متعلق کبھی بھی ہسٹیریا وغیرہ کا لفظ استعمال نہیں کیا اور نہ ہی علم طب کی رو سے دورانِ سر کی بیماری کسی صورت میں ہسٹیریا یا مراق کہلا سکتی ہے۔ بلکہ دورانِ سر کی بیماری کے لیئے انگریزی میں غالباً ورٹیگو

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 16، 17 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 313 پر درج ہے

کے لیے نمازیں جمع کی جاویں گی۔ تو یہ عظیم الشان پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اس کے کہ دو
بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں، پھر بھی آج کل میری مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے
بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا ہوں، حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی جاتی
ہے اور دوران سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ مگر میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کام کو کئے جاتا ہوں۔ چونکہ
دن چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اور مجھے معلوم بھی نہیں ہوتا کہ وہ دن کدھر جاتا ہے۔ اسی وقت عصر ہوتی ہے جب
شام کی نماز کے لیے وضو کرنے کے واسطے پانی کا لوٹا رکھ دیا جاتا ہے۔ اس وقت مجھے افسوس ہوتا ہے کہ کاش اتنا
دن اور ہوتا، حالانکہ اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں، مگر جب پاخانے کی حاجت بھی ہوتی
ہے تو مجھے رنج ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی اور ایسا ہی روٹی کے لیے جب کئی مرتبہ کہتے ہیں تو بڑا جبر کر کے
جلد جلد چند لقمے کھا لیتا ہوں۔ بظاہر تو میں روٹی کھاتا ہوا دکھائی دیتا ہوں، مگر میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے پتہ بھی نہیں
ہوتا کہ وہ کہاں جاتی ہے اور کیا کھاتا ہوں۔ میری توجہ اور خیال اسی طرف لگا ہوا ہوتا ہے۔ پس یہ کام بہت ضروری
ہے اور خدا چاہے تو ایک نشان ہوگا جس کی نظیر لانے پر کوئی قادر نہ ہوگا"

[ناظرین! حضرت اقدس کے اس جوش کا کچھ قدر پتہ ان الفاظ سے مل سکتا ہے جو آپ کو اعلائے
کلمۃ الاسلام کے لیے حق نے عطا فرمایا ہے۔ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہم کس دھن میں ہیں اور وہ کس خیال میں۔
پھر اسی سلسلہ کلام میں فرمانے لگے۔ کہ:]

"اگرچہ یہ کتاب بظاہر کوئی عجیب اور اعجاز نظر نہ آتی ہو، مگر اس کی اشاعت پر دنیا کو معلوم ہو جائے گا۔ جب
ہم نے مہوتسو کے لیے مضمون لکھنا شروع کیا تو ہمارے ایک دوست نے اپنے خیال کے موافق کچھ خوشی ظاہر نہ کی
مگر خدا تعالیٰ نے الہاماً خوشخبری دی کہ وہ مضمون بالا رہا، چنانچہ یہ اشتہار جلسہ سے پہلے ہی شائع کر دیا گیا۔ آخر
جب وہ جلسہ میں پڑھا گیا تو اس کی عظمت اور اس کے حقائق کو سب نے تسلیم کیا یہاں تک کہ لاہور کے انگریزی
اردو اخبارات نے اس کے بالا رہنے کا اعتراف کیا۔ اسی طرح پر جب یہ کتاب شائع ہو کر باہر نکلے گی، تب پتہ
لگے گا۔ میں نے ایک بار ایک شخص کو دہلی سے عطر لانے کے لیے کہا وہ کہنے لگا کہ جب میں عطار کی دوکان پر گیا، تو
جو عطر وہ دکھاتا تھا، میں اس کو ہی واپس کر دیتا تھا۔ آخر عطار نے کہا، میاں تم یہاں دوکان میں بیٹھے ہوتے ہیں
پتہ نہیں لگتا۔ جب دوکان سے باہر لے کر جاؤ گے، تب اس عطر کی حقیقت معلوم ہوگی، چنانچہ جب وہ عطر
لے کر آیا تو اس نے بیان کیا کہ جو گاڑیاں ہم سے پیچھے آتی تھیں ان کے سوار کہتے تھے کہ کس کے پاس عطر ہے۔
گویا اس کی اتنی خوشبو تھی۔"

[اس قسم کی باتیں ہوتی رہیں۔ اپنے دعویٰ کی صداقت اور اپنے مامور من اللہ ہونے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ

ملفوظات جلد دوم صفحہ 565 طبع جدید، از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 315 پر درج ہے

(۳۶۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سُنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹیریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرتے کرتے یکدم ضعف ہو جانا۔ چکروں کا آنا۔ ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا۔ گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیر ذالک۔ یہ اعصاب کی ذکاوت حس یا تکان کی علامات ہیں اور ہسٹیریا کے مریضوں کو بھی ہوتی ہیں اور انہی معنوں میں حضرت صاحب کو ہسٹیریا یا مراق بھی تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ دوسری جگہ جو مولوی شیر علی صاحب کی روایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ یہ جو بعض انبیاء کے متعلق لوگوں کا خیال ہے کہ ان کو ہسٹیریا تھا یہ ان کی غلطی ہے بلکہ حق یہ ہے کہ حس کی تیزی کی وجہ سے ان کے اندر بعض ایسی علامات پیدا ہو جاتی ہیں جو ہسٹیریا کی علامات سے ملتی جلتی ہیں اسلئے لوگ غلطی سے اسے ہسٹیریا سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب جو کبھی کبھی یہ فرما دیتے تھے کہ مجھے ہسٹیریا ہے یہ اسی عام محاورہ کے مطابق تھا ورنہ آپ علمی طور پر یہ سمجھتے تھے کہ یہ ہسٹیریا نہیں بلکہ اس سے ملتی جلتی علامات ہیں جو ذکاوت حس یا شدت کار کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب ایک بہت قابل اور لائق ڈاکٹر ہیں۔ چنانچہ زمانہ طالب علمی میں بھی وہ ہمیشہ اعلےٰ نمبروں میں کامیاب ہوتے تھے اور ڈاکٹری کے آخری امتحان میں تمام صوبہ پنجاب میں اوّل نمبر پر رہے تھے اور ایام ملازمت میں بھی ان کی لیاقت و قابلیت مسلم ہی ہے۔ اور چونکہ بوجہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت قریبی رشتہ دار ہونے کے ان کو حضرت صاحب کی صحبت اور آپکے علاج معالجہ کا بھی بہت کافی موقعہ ملتا رہتا تھا اس لئے ان کی رائے اس معاملہ میں ایک خاص وزن رکھتی ہے جو دوسری کسی رائے کو کم حاصل ہے؟

(۳۷۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں گھر کے بچے کبھی شب برات وغیرہ کے موقع پر یونہی کھیل تفریح کے

یہ حوالہ صفحہ 315 پر درج ہے

سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے

السلام علیکم۔ الہام خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ بندہ کی الہام میں فضیلت نہیں۔ بلکہ اعمال صالحہ میں فضیلت ہے۔ اور اس میں کہ خدا تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے۔ سو نیک کاموں میں کوشش چاہیئے تاکہ موجب نجات ہو۔ والسلام۔ مرزا غلام احمد

مسیح موعود کے لیے نمازیں جمع کی جائیں گی

چونکہ کچھ مدت سے حضرت کی طبیعت دن کے دوسرے حصہ میں اکثر خراب ہو جاتی ہے۔ اس لیے نماز مغرب اور عشاء گھر میں باجماعت پڑھ لیتے ہیں۔ باہر تشریف نہیں لاسکتے۔ ایک دن نماز مغرب کے بعد چند عورتوں کو مخاطب کرکے فرمایا جو سننے کے قابل ہے۔ (ایڈیٹر تشحیذ)

فرمایا :

کوئی یہ نہ دل میں گمان کرلے کہ یہ روز گھر میں جمع کرکے نماز پڑھا دیتے ہیں اور باہر نہیں جاتے۔ یہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی کہ آئندہ الاشخص نماز جمع کیا کرے گا۔ سو چھ مہینے تک تو باہر جمع کرواتا رہا ہوں۔ اب میں نے کہا کہ عورتوں میں بھی اس پیشگوئی کو پورا کر دینا چاہیئے۔ چونکہ بغیر ضرورت کے نماز جمع کرنا ناجائز ہے اس لیے خدا تعالیٰ نے مجھ کو بیمار کر دیا اور اس طرح سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کر دیا۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو پورا کرے۔ کیونکہ وہ پورا نہ ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ جھوٹے ٹھہرتے ہیں۔ اس لیے ہر ایک کو وہ بات جو اس کے اختیار میں ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے کے موافق پوری کر دینی چاہیئے اور خدا تعالیٰ خود بھی سامان مہیا کر دیتا ہے جیسا کہ مجھ کو بیمار کر دیا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو پورا کر دے۔ جیسا کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا کہ تیرا اس وقت کیا حال ہوگا جبکہ تیرے ہاتھ میں کسریٰ کے سونے کے کڑے پہنائے جائیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب کسریٰ کا ملک فتح ہوا۔ تو حضرت عمرؓ نے اس کو سونے کے کڑے جو لوٹ میں آئے تھے، پہنائے۔ حالانکہ سونے کے کڑے یا کوئی اور چیز سونے کی مردوں کے لیے ایسی ہی حرام ہے جیسا کہ اور حرام چیزیں۔ لیکن چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے یہ بات نکلی تھی اس لیے پوری کی گئی۔ اسی طرح ہر ایک دوسرے انسان کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

دو زرد چادروں سے مراد

فرمایا کہ :

دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ملفوظات جلد پنجم صفحہ 32، 33 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 315 پر درج ہے

پیشگوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اُترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اُوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی۔ یعنی مراق اور کثرت بول۔ ہمارے مخالف مولوی اس کے معنے یہ کرتے ہیں۔ کہ وُہ سچ مچ جوگیوں کی طرح دو چادریں اوڑھے ہوئے آسمان نیچے اُتریں گے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ چونکہ معبّروں نے ہمیشہ زرد چادر کے معنے بیماری کے ہی لکھے ہیں۔ ہر ایک شخص جو زرد چادر دیکھے یا کوئی اور زرد چیز تو اس کے معنے بیماری کے ہی ہوں گے اور ہر ایک شخص جو ایسا دیکھے آزما سکتا ہے کہ اس کے معنے یہی ہیں۔

صلح پسندی کے ساتھ مذہب کی غیرت ضروری ہے

دو عورتوں کے جھگڑے پر فرمایا کہ: قرآن شریف میں آیا ہے وَالصُّلْحُ خَيْرٌ (النساء: ۱۲۹) اس لیے اگر آپس میں کوئی لڑائی جھگڑا ہو جاتے تو صلح کر لینی چاہیئے کیونکہ اس میں خیر اور برکت ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ غیر مذاہب کے ساتھ بھی یہ بات رکھی جاتے بلکہ اُن کے ساتھ سخت مذہبی عداوت رکھنا چاہیئے۔ جبتک مذہب کی غیرت نہ ہو انسان کا مذہب ٹھیک نہیں ہوتا۔ اب یہ جو ہندو عیسائی ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نکالتے ہیں تو کیا ہم اُن کے ساتھ صُلح رکھ سکتے ہیں بلکہ ان کی مجلسوں میں بیٹھنا اور ان کے ساتھ دوستی کرنا اور ان کے گھروں میں جانا تو معصیت میں داخل ہے

جھگڑوں کی بنیاد بدظنی ہوتی ہے

ہاں آپس میں جو ایک فرقہ میں ہوں تو لڑائی جھگڑا کی زیادہ تر بنیاد بدظنی ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ دوزخ میں دو تہائی آدمی بدظنی کی وجہ سے داخل ہوں گے۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ قیامت کے دن مَیں لوگوں سے پُوچھوں گا کہ اگر تم مجھ پر بدظنی نہ کرتے تو یہ کیوں ہوتا۔ حقیقت میں اگر لوگ خدا تعالیٰ پر بدظنی نہ کرتے تو یہ کیوں ہوتا۔ حقیقت میں اگر لوگ خدا تعالیٰ پر بدظنی نہ کرتے تو اس کے احکام پر کیوں نہ چلتے۔ انہوں نے خدا تعالیٰ پر بدظنی کی اور کفر اختیار کیا۔ اور بعض تو خدا کے وجُود تک کے منکر ہو گئے۔ تمام فساد اور لڑائیوں کی وجہ یہی بدظنی ہے۔

پیشگوئیوں کے مطابق زلزلوں کا وقوع

زلزلہ کی نسبت باتوں میں فرمایا کہ: قرآن شریف میں زلزلہ آنے کی خبر دی گئی ہے کہ مسیح کے وقت ایسے زلزلے آئیں گے کہ شدت میں نہایت ہی سخت ہوں گے۔ اَبتک ان مولویوں نے

ملفوظات جلد پنجم صفحہ 32، 33 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 315 پر درج ہے

حوالہ نمبر 343

شاید محکمہ اپیل میں پورے ہوں۔ سو ایسا ہی ہوا کہ حاکم نے پانچ صد روپیہ جرمانہ کیا۔ جو اپیل میں واپس آ گیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ مولوی کرم دین والے مقدمہ کا واقعہ ہے۔

۹۶۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سیٹھی غلام نبی صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فرمایا۔ کہ حضور غلام نبی کو مراق ہے۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک رنگ میں سب نبیوں کو مراق ہوتا ہے اور مجھ کو بھی ہے۔ یہ طبیعتوں کی مناسبت ہے۔ جس قدر ایسے آدمی ہیں کھینچے چلے آویں گے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ جیسا کہ روایت نمبر ۱۹، ۳۶۵، ۳۶۹ میں تشریح کی جا چکی ہے اس سے طبی اصطلاح والا مراق مراد نہیں۔ بلکہ حس کی غیر معمولی تیزی اور طبیعت کی ذکاوت مراد ہے۔ جس کے اندر یہ احساس بھی شامل ہے کہ جب ایک کام کا خیال پیدا ہو تو جب تک وہ کام ہو نہ جاوے۔ چین نہ لیا جاوے اور اس کی وجہ سے طبیعت میں گھبراہٹ رہے۔

۹۷۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سیٹھی غلام نبی صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دن بڑی مسجد میں بیٹھے تھے۔ مسجد کے ساتھ جو گھر ہندوؤں کے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ جگہ اگر مسجد میں شامل ہو جائے تو مسجد فراخ ہو جائے۔ حضور کے چلے جانے کے بعد حضرت خلیفہ اولؓ نے فرمایا کہ آج مرزا نے یہ سارے مکان لے لئے۔ سو اب آ کر حضور علیہ السلام کا وہ ارشاد پورا ہوا کہ یہ مکانات مسجد میں مل گئے۔ ہمارا تو اس وقت بھی ایمان تھا کہ حضرت صاحب کی سرسری باتیں بھی پوری ہو کر رہیں گی۔ کیونکہ حضور بن بلائے بولتے نہ تھے۔

۹۷۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی شاذ و نادر ہی مجلس ایسی ہوتی ہوگی۔ جس میں ہر پھر کر وفات مسیح ناصری علیہ السلام کا ذکر نہ آ جاتا ہو۔ آپ کی مجلس کی گفتگو کا خلاصہ میرے نزدیک دو لفظوں میں آ جاتا ہے۔ ایک وفات مسیح اور دوسرے تقویٰ۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ وفات مسیح عقائد کی اصلاح اور دوسرے مذاہب کو مغلوب کرنے کے

یہ حوالہ صفحہ 316 پر درج ہے

سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 304 از مرزا بشیر احمد ایم اے

۵۵

تھے تو ناک سے بہت رطوبت بہتی تھی۔ حضرت صاحب اُٹھے اور چاہا کہ ان کو گلے لگا لیں۔ تاکہ ان کا شک دُور ہو مگر وہ اس وجہ سے کہ ناک بہ رہا تھا۔ پرے پرے کھچتے تھے۔ حضرت صاحب سمجھتے تھے۔ کہ شاید اسے تکلیف ہے اسلئے دُور ہٹتا ہے چنانچہ کافی دیر تک یہی ہوتا رہا کہ حضرت صاحب ان کو اپنی طرف کھینچتے تھے اور وہ پرے پرے کھچتے تھے اور چونکہ ہمیں معلوم تھا کہ اصل بات کیا ہے اسلئے ہم پاس کھڑے ہنستے جاتے

(۶۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ہم بچے تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام خواہ کام کر رہے ہوں۔ یا کسی اور حالت میں ہوں ہم آپ کے پاس چلے جاتے تھے۔ کہ ابا پیسہ دو اور آپ اپنے رومال سے پیسہ کھول کر دے دیتے تھے۔ اگر ہم کسی وقت کسی بات پر زیادہ اصرار کرتے تھے۔ تو آپ فرماتے تھے کہ میاں میں اس وقت کام کر رہا ہوں۔ زیادہ تنگ نہ کرو۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ آپ معمولی نقدی وغیرہ اپنے رومال میں جو بڑے سائز کا ململ کا بنا ہوا ہوتا تھا باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا کنارہ واسکٹ کے ساتھ سلوا لیتے یا کاج میں بندھوا لیتے تھے۔ اور چابیاں ازار بند کے ساتھ باندھتے تھے۔ جو بوجھ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا۔ اور والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ عموماً ریشمی ازار بند استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا اسلئے ریشمی ازار بند رکھتے تھے تاکہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جاوے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔ سوتی ازار بند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی۔ تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔

(۶۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ تمہارے دادا کی زندگی میں حضرت صاحب کو سل ہو گئی اور چھ ماہ تک بیمار رہے۔ اور بڑی نازک حالت ہو گئی۔ حتٰی کہ زندگی سے ناامیدی ہو گئی۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت صاحب کے چچا آپکے پاس آکر بیٹھے۔ اور کہنے لگے کہ دُنیا میں یہی حال ہے سبھی نے مرنا ہے۔ کوئی آگے گذر جاتا ہے۔ کوئی پیچھے جاتا ہے اس لیئے

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 55،56 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 316 پر درج ہے

حوالہ نمبر 344

اسپر ہراساں نہیں ہونا چاہیئے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ تمہارے دادا خود حضرت صاحب کا علاج کرتے تھے۔ اور برابر چھ ماہ تک انہوں نے آپ کو بکرے کے پائے کا شوربا کھلایا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس جگہ چچا سے مراد مرزا غلام محی الدین صاحب ہیں۔

(۶۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے ہماری پھوپھی صاحبہ یعنی مرزا امام الدین کی ہمشیرہ نے جو ہماری تائی کی چھوٹی بہن ہیں۔ اور مرزا احمد بیگ صاحب ہوشیارپوری کی بیوہ ہیں۔ کہ ایک دفعہ ہمارے والد اور تایا کو سکھوں نے بسراوا کے قلعہ میں بند کر دیا تھا اور قتل کا ارادہ رکھتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ غالباً سکھوں کے آخری عہد کی بات ہے۔ جب کہ [illegible] رنجیت سنگھ کے بعد ملک میں پھر بدامنی پھیل گئی تھی۔ اس وقت [illegible] کے بھائی مرزا غلام محی الدین صاحب کو سکھوں نے قلعہ میں بند کر دیا تھا اور سننے میں آیا ہے کہ جب مرزا غلام حیدر ان کے چھوٹے بھائی کو اطلاع ہوئی۔ تو انہوں نے لاہور سے کمک لا کر ان کو چھڑایا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ بسراواں قادیان سے قریباً اڑھائی میل مشرق کی طرف ایک گاؤں ہے۔ اس زمانہ میں وہاں ایک خام قلعہ ہوتا تھا۔ جو اب مسمار ہو چکا ہے۔ مگر اسکے آثار [illegible] باقی ہیں۔

(۶۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب میں چھوٹی لڑکی تھی۔ تو میر صاحب (یعنی خاکسار کے نانا جان) کی تبدیلی ایک دفعہ یہاں قادیان بھی ہوئی تھی۔ اور ہم یہاں چھ سات ماہ ٹھہرے تھے۔ پھر یہاں سے دوسری جگہ میر صاحب کی تبدیلی ہوئی۔ تو وہ تمہارے تایا سے بات کرکے ہم کو تمہارے تایا کے مکان میں چھوڑ گئے تھے۔ اور پھر ایک مہینہ کے بعد آکر لے گئے۔ اسوقت تمہارے تایا قادیان سے باہر رہتے تھے اور آٹھ روز کے بعد یہاں آیا کرتے تھے اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے انکو دیکھا ہے خاکسار نے پوچھا کہ حضرت صاحب کو بھی ان دنوں میں آپنے کبھی دیکھا تھا یا نہیں؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت صاحب

یہ حوالہ صفحہ 316 پر درج ہے

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 55، 56 از مرزا قادیانی

اور چہرہ اتنی سُرخ تھا کہ دیکھا نہیں جاتا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ یہ کیا کر دل منہ تو خدا کے سامنے پیش کیا ہے کہ میں تیرے دین کی خاطر اپنے ہاتھ اور پاؤں میں لوہا پہننے کو تیار ہوں۔ مگر وہ کہتا ہے کہ نہیں میں تجھے ذلت سے بچاؤنگا۔ اور عزت کے ساتھ بری کرونگا۔ پھر آپ محبت الٰہی پر تقریر فرمانے لگے۔ اور قریباً نصف گھنٹہ تک جوش کے ساتھ بولتے رہے۔ لیکن پھر یکلخت بولتے بولتے آپ کو اُبکائی آئی اور ساتھ ہی قے ہوئی۔ جو خالص خون کی تھی۔ جس میں کچھ خون جما ہوا تھا اور کچھ بہنے والا تھا۔ حضرت نے قے سے سر اٹھا کر رومال سے اپنا منہ پونچھا اور آنکھیں بھی پونچھیں۔ جو قے کی وجہ سے پانی لے آئی تھیں۔ مگر آپ کو یہ معلوم نہیں ہوا۔ کہ قے میں کیا نکلا ہے۔ کیونکہ آپ نے یکلخت جھک کر قے کی اور پھر سر اٹھا لیا۔ مگر میں اسکے دیکھنے کے لئے جھکا۔ تو حضور نے فرمایا کیا ہے؟ مینے عرض کیا۔ حضور قے میں خون نکلا ہے۔ تب حضور نے اسکی طرف دیکھا۔ پھر خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب اور دوسرے لوگ بھی کمرے میں آگئے اور ڈاکٹر کو بلوایا گیا۔ ڈاکٹر انگریز تھا۔ وہ آیا۔ اور قے دیکھ کر خواجہ صاحب کے ساتھ انگریزی میں باتیں کرتا رہا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اس بڑھاپے کی عمر میں اس طرح خون کی قے آنا خطرناک ہے پھر اسنے کہا کہ یہ آرام کیوں نہیں کرتے؟ خواجہ صاحب نے کہا آرام کس طرح کریں۔ مجسٹریٹ صاحب قریب قریب کی پیشیاں ڈال کر تنگ کرتے ہیں۔ حالانکہ معمولی مقدمہ ہے جو یونہی طے ہو سکتا ہے اسنے کہا اسوقت آرام ضروری ہے میں سرٹیفکیٹ لکھ دیتا ہوں۔ کتنے عرصہ کے لیئے سرٹیفکیٹ چاہیئے؟ پھر خود ہی کہنے لگا۔ میرے خیال میں دو مہینے آرام کرنا چاہیئے۔ خواجہ صاحب نے کہا کہ فی الحال ایک مہینہ کافی ہوگا۔ اس نے فوراً ایک مہینہ کے لیئے سرٹیفکیٹ لکھدیا اور لکھا کہ اس عرصہ میں میں ان کو کچہری میں پیش ہونے کے قابل نہیں سمجھتا۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے واپسی کا حکم دیا۔ مگر ہم سب ڈرتے تھے۔ کہ اب کہیں کوئی نیا مقدمہ نہ شروع ہو جاوے۔ کیونکہ دوسرے دن پیشی تھی اور حضور گورداسپور آ کر بغیر عدالت کی اجازت کے واپس جا رہے

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 97 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 316 پر درج ہے

حوالہ نمبر 346

اُٹھا اور امتحان کیلئے چلنا شروع کیا تو ثابت ہوا کہ میں بالکل تندرست ہوں۔ تب مجھے اپنے قادر خدا کی قدرت عظیم کو دیکھ کر رونا آیا کہ کیسا قادر ہمارا خدا ہے اور ہم کیسے خوش نصیب ہیں کہ اُس کی کلام قرآن شریف پر ایمان لائے اور اُسکے رسول کی پیروی کی۔ اور کیا بدنصیب وہ لوگ ہیں جو اس ذوالعجائب خدا پر ایمان نہیں لاتے۔

۸۵۔ نشان۔ ایک مرتبہ میں قولنج زحیری سے سخت بیمار ہوا اور سولہ[۱۶] دن پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے انہیں دنوں میں شیخ رحیم بخش صاحب مرحوم مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کے والد ماجد بٹالہ سے میری عیادت کیلئے آئے اور میری نازک حالت انہوں نے دیکھی اور میں نے سُنا کہ وہ بعض لوگوں کو کہہ رہے تھے کہ آجکل یہ مرض وبا کی طرح پھیل رہی ہے بٹالہ میں ابھی میں ایک جنازہ پڑھ کر آیا ہوں جو اسی مرض سے فوت ہوا ہے اور ایسا اتفاق ہوا کہ محمد بخش نام ایک حجام قادیان کا رہنے والا اُسی دن اُسی مرض سے بیمار ہوا اور آٹھویں دن مر گیا۔ ۲۳۵
اور جب سولہ دن میری مرض پر گذرے تو آثار نومیدی کے ظاہر ہو گئے اور میں نے دیکھا کہ بعض عزیز میرے دیوار کے پیچھے روتے تھے اور مسنون طور پر تین مرتبہ سورہ یٰسٓ سنائی گئی۔ جب میری مرض اِس نوبت پر پہنچ گئی تو خدا تعالیٰ نے میرے دل پر القاء کیا کہ اور علاج چھوڑ دو اور دریا کی ریت جس کے ساتھ پانی بھی ہو تسبیح اور درود کے ساتھ اپنے بدن پر ملو۔ تب بہت جلد دریا سے ایسی ریت منگوائی گئی اور میں نے اِس کلمہ کے ساتھ کہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم اور درود شریف کے ساتھ اُس ریت کو بدن پر ملنا شروع کیا۔ ہر ایک دفعہ جو جسم پر وہ ریت پہنچتی تھی تو گویا میرا بدن آگ میں سے نجات پاتا تھا صبح تک وہ تمام مرض دور ہو گئی اور صبح کے وقت الہام ہوا۔ وان کنتم فی ریب مما نزلنا علٰی عبدنا فاتوا بشفاء من مثلہ۔

۸۶۔ نشان۔ ایک دفعہ مجھے دانت میں سخت درد ہوئی۔ ایک دم قرار نہ تھا کسی شخص سے میں نے دریافت کیا کہ اس کا کوئی علاج بھی ہے۔ اُس نے کہا کہ علاج دندان اخراج دندان۔ اور دانت نکالنے سے میرا دل ڈرا۔ تب اُسوقت مجھے غنودگی آگئی اور میں زمین پر بیتابی کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا اور چارپائی

حقیقۃ الوحی صفحہ 234 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 246 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 317 پر درج ہے

آدمی تھا۔ اور کچھ پڑھا ہوا بھی تھا۔ اسکے لڑکے میاں دین محمد مرحوم عرف میاں بگا کو ہمارے اکثر دوست جانتے ہونگے۔ قوم کا کشمیری تھا۔

(۱۹۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کہ ہمارے ساتھ والد صاحب کے بہت کم تعلقات تھے۔ یعنی میل جول کم تھا۔ وہ ہم سے ڈرتے رہتے تھے۔ اور ہم اُن سے ڈرتے رہتے تھے یعنی وہ ہم سے الگ الگ رہتے تھے۔ اور ہم اُن سے الگ الگ رہتے تھے کیونکہ ہر دو کا طریق اور مسلک جدا تھا) اور چونکہ تایا صاحب مجھے بیٹوں کی طرح رکھتے تھے اور جائداد وغیرہ بھی سب انہی کے انتظام میں تھی۔ والد صاحب کا کچھ دخل نہ تھا۔ اسلئے بھی ہمیں اپنی ضروریات کے لیے تایا صاحب کے ساتھ تعلق رکھنا پڑتا تھا۔

(۱۹۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کہ والد صاحب کی ایک بہن ہوتی تھیں اُن کو بہت خواب اور کشف ہوتے تھے۔ مگر دادا صاحب کی اُنکے متعلق یہ رائے تھی۔ کہ اُنکے دماغ میں کچھ نقص ہے۔ لیکن آخر انہوں نے بعض ایسی خوابیں دیکھیں۔ کہ دادا صاحب کو یہ خیال بدلنا پڑا۔ چنانچہ انہوں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ کوئی سفید ریش بڈھا شخص انکو ایک کاغذ جس پر کچھ لکھا ہوا ہے۔ بطور تعویذ کے دے گیا ہے۔ جب آنکھ کھلی تو ایک بھوج پتر کا ٹکڑا ہاتھ میں تھا۔ جس پر قرآن شریف کی بعض آیات لکھی ہوئی تھیں۔ پھر انہوں نے ایک اور خواب دیکھا کہ وہ کسی دریا میں چل رہی ہیں جس پر انہوں نے ڈر کر پانی پانی کی آواز نکالی اور پھر آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو اُن کی پنڈلیاں تر تھیں اور تازہ ریت کے نشان لگے ہوئے تھے۔ دادا صاحب کہتے تھے۔ کہ ان باتوں سے خلل دماغ کو کوئی تعلق نہیں۔

(۲۰۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے۔ کہ ایکدفعہ والد صاحب سخت بیمار ہوگئے۔ اور حالت نازک ہوگئی اور حکیموں نے نا اُمیدی کا اظہار کر دیا اور نبض بھی بند ہوگئی۔ مگر زبان جاری رہی والد

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 221، 222 از مرزا بشیر احمد ایم اے | یہ حوالہ صفحہ 317 پر درج ہے

صاحب نے کہا کہ کیچڑ لا کر میرے اوپر اور نیچے رکھو۔ چنانچہ ایسا کیا گیا۔ اور اس سے
حالت رو باصلاح ہو گئی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے۔
کہ یہ مرض قولنج زحیری کا تھا۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو دکھایا تھا کہ پانی اور ریت منگوا
کر بدن پر ملی جاوے۔ سو ایسا کیا گیا تو حالت اچھی ہو گئی۔ مرزا سلطان احمد صاحب کو ریت
کے متعلق ذہول ہو گیا ہے۔

٢٠١ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ حضرت
صاحب ایک دفعہ غیر معمولی طور پر غرب کی طرف سیر کو گئے۔ تو راستہ سے ہٹ کر عید گاہ والے
قبرستان میں تشریف لے گئے اور پھر آپ نے قبرستان کے جنوب کیطرف کھڑے ہو
کر دیر تک دعا فرمائی۔ خاکسار نے دریافت کیا۔ کہ کیا آپ نے کوئی خاص قبر سامنے رکھی
تھی؟ مولوی صاحب نے کہا میں نے ایسا نہیں خیال کیا۔ اور میں نے اسوقت دل میں سمجھا تھا
کہ چونکہ اس قبرستان میں حضرت صاحب کے رشتہ داروں کی قبریں ہیں اسلیئے حضرت
صاحب نے دعا کی ہے خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ شیخ یعقوب علی صاحب نے لکھا ہے
کہ وہاں ایک دفعہ حضرت صاحب نے اپنی والدہ صاحبہ کی قبر پر دعا کی تھی۔ مولوی صاحب
نے یہ بھی بیان کیا کہ جب حضرت صاحب کی لڑکی امۃ النصیر فوت ہوئی تو حضرت صاحب
اُسے اسی قبرستان میں دفنانے کے لیئے لے گئے تھے اور آپ خود اُسے اُٹھا کر قبر
کے پاس لے گئے۔ کسی نے آگے بڑھ کر حضور سے لڑکی کو لینا چاہا۔ مگر آپ نے فرمایا کہ میں خود
لیجاؤنگا۔ اور حافظ روشن علی صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ اُس وقت حضرت صاحب نے وہاں
اپنے کسی بزرگ کی قبر بھی دکھلائی تھی۔

٢٠٢ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ میرے
چچا مولوی شیر محمد صاحب مرحوم بیان کرتے تھے کہ اوائل میں بعض اوقات حضرت مسیح موعود بھی حضرت
مولوی نور الدین صاحب کے درس میں چلے جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مولوی صاحب نے
درس میں بدر کی جنگ کے موقع پر فرشتے نظر آنے کا واقعہ بیان کیا اور پھر اسکی کچھ تاویل
کرنے لگے تو حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ نہیں ایسا ہو سکتا ہے کہ فرشتوں کے دیکھنے میں نبی

یہ حوالہ صفحہ 317 پر درج ہے

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 221، 222 از مرزا بشیر احمد ایم اے

سمجھتا ہوں گزشتہ مجددینِ امت محمدیہ میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سید عبد القادر صاحب جیلانی کے ساتھ سب سے زیادہ محبت تھی۔ اور فرماتے تھے کہ میری روح کو ان کی روح سے خاص جوڑ ہے۔

۴ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو غالباً ۱۸۹۷ء میں ایک دفعہ خارش کی تکلیف بھی ہوئی تھی۔ اس واقعہ کے بہت عرصہ بعد ایک دفعہ ہنس کر فرمانے لگے کہ خارش والے کو کھجانے سے اتنا لطف آتا ہے کہ بعض لوگوں نے لکھا ہے۔ کہ ہر بیماری کا اجر انسان کو آخرت میں ملے گا۔ سوائے خارش کے۔ کیونکہ خارش کا بیمار دُنیا میں ہی اس سے لذت حاصل کر لیتا ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خارش کی تکلیف مرزا عزیز احمد صاحب کی پیدائش پر ہوئی تھی۔ جو غالباً ۱۸۹۰ء کا واقعہ ہے۔ اس کا ذکر روایت ۲۶۲ میں بھی ہو چکا ہے۔

۵۷۵ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مکرم منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ رزق کی تنگی بسا اوقات ایمان کی کمزوری کا موجب ہو جاتی ہے۔ یہ بھی فرمایا۔ کہ دنیا میں مصائب اور مشکلات سے کوئی خالی نہیں یہانتک کہ انبیاء علیہم السلام اور خدا کے اولیاء کرام بھی اس سے خالی نہیں رہتے۔ مگر انبیاء اور اولیاء کی تکالیف کا سلسلہ رُوحانی ترقیات کا باعث ہوتا ہے۔ اور دنیا داروں پر جو مصائب اور مشکلات کا سلسلہ آتا ہے وہ ان کی شامتِ اعمال کی وجہ سے ہوتا ہے۔ نیز فرمایا کہ جب تک مصائب و آلام بصورت انعام نظر نہ آنے لگیں۔ اور ان سے ایک لذت اور سرور حاصل نہ ہو۔ اس وقت تک کوئی شخص حقیقی مومن نہیں کہلا سکتا۔

۵۷۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بذریعہ تحریر ذکر کیا۔ کہ ایک دفعہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قصر نماز کے متعلق سوال کیا۔ حضور نے فرمایا جس کو تم پنجابی میں وانڈھا کہتے ہو۔ بس اس میں قصر ہو نا چاہیئے۔ مَیں نے عرض کیا۔ کہ کیا کوئی میلوں کی بھی شرط ہے۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ بس جس کو تم وانڈھا کہتے ہو۔ وہی سفر ہے جس میں قصر جائز ہے۔ مَیں نے عرض کیا۔ کہ مَیں سیکھواں سے قادیان آتا ہوں کیا اس وقت نماز قصر کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ بلکہ میرے نزدیک اگر ایک عورت قادیان سے ننگل جائے تو وہ بھی قصر کر سکتی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ سیکھواں قادیان سے غالباً چار میل کے فاصلہ پر ہے اور ننگل تو شاید ایک میل سے بھی کم ہے۔ ننگل کے متعلق جو حضور نے قصر کی اجازت فرمائی ہے۔ اس سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے کہ

سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 53 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 318 پر درج ہے

حوالہ نمبر 349

ہوا تھا۔

(۳۳۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان میں کسی قدر لکنت تھی اور آپ پرنالے کو پنالہ فرمایا کرتے تھے اور کلام کے دوران میں کبھی کبھی جوش کی حالت میں اپنی ٹانگ پر ہاتھ بھی مارا کرتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ قاضی صاحب کی یہ روایت درست ہے مگر یہ لکنت صرف کبھی کبھی کسی خاص لفظ کے تلفظ میں ظاہر ہوتی تھی ورنہ ویسے عام طور پر آپ کی زبان بہت صاف چلتی تھی۔ اور ٹانگ پر ہاتھ مارنے کے صرف یہ معنی ہیں کہ کبھی کبھی جوش تقریر میں آپ کا ہاتھ اٹھ کر آپ کی ران پر گرتا تھا۔

(۳۳۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ ایک دفعہ میں اور عبدالرحیم خان صاحب پسر مولوی غلام حسن خان صاحب پشاوری مسجد مبارک میں کھانا کھا رہے تھے جو حضرت کے گھر سے آیا تھا۔ ناگاہ میری نظر کھانے میں ایک مکھی پر پڑی۔ چونکہ مجھے مکھی سے طبعاً نفرت ہے میں نے کھانا ترک کر دیا۔ اس پر حضرت کے گھر کی ایک خادمہ کھانا اٹھا کر واپس لے گئی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اسوقت حضرت اقدس اندرون خانہ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ خادمہ حضرت کے پاس سے گذری تو اسنے حضرت سے یہ ماجرا عرض کر دیا۔ حضرت نے فوراً اپنے سامنے کا کھانا اٹھا کر اس خادمہ کے حوالہ کر دیا کہ یہ لے جاؤ۔ اور اپنے ہاتھ کا نوالہ بھی برتن میں ہی چھوڑ دیا۔ وہ خادمہ خوشی خوشی ہمارے پاس وہ کھانا لائی اور کہا کہ لو حضرت صاحب نے اپنا تبرک دیدیا ہے۔ اسوقت مسجد میں سید عبدالجبار صاحب بھی جو گذشتہ ایام میں کچھ عرصہ بادشاہ سوات بھی رہے ہیں، موجود تھے۔ چنانچہ وہ بھی ہمارے ساتھ شریک ہو گئے۔

(۳۳۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ سنہ۱۹۰۴ء میں جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مقدمہ کی پیروی کے لئے گورداسپور میں قیام فرما تھے ایک دفعہ رات کو بارش ہونی شروع ہو گئی۔ اسوقت حضرت اقدس مکان کی چھت پر تھے جہاں پر کہ ایک برساتی بھی تھی۔ بارش کے آنے پر حضور اس برساتی میں داخل ہونے لگے۔ مگر اس کے عین دروازے میں مولوی عبداللہ صاحب متوطن سنور ضلع کیمبل پور

سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 25 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 318 پر درج ہے

مگر چوڑان ماتھے کی تنگ ہوتی ہے۔ آپ میں یہ تینوں خوبیاں جمع تھیں۔ اور پھر یہ خوبی کہ پیشانی بہت کم پڑتی تھی۔ سر آپکا بڑا تھا۔ خوبصورت بڑا تھا۔ اور علم قیافہ کی رو سے ہر سمت سے پورا تھا۔ یعنی لمبا بھی تھا۔ چوڑا بھی تھا۔ اونچا بھی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہموار اور پیچھے سے بھی گولائی درست تھی۔ آپ کی کنپٹی کشادہ تھی اور آپ کی کمال عقل پر دلالت کرتی تھی۔

لب مبارک آپ کے لب مبارک پتلے نہ تھے۔ مگر تاہم ایسے موٹے بھی نہ تھے کہ بُرے لگیں۔ دہانہ آپ کا متوسط تھا۔ اور جب بات نہ کرتے ہوں تو مُنہ کھُلا نہ رہتا تھا بعض اوقات مجلس میں جب خاموش بیٹھے ہوں تو آپ عمامہ کے شملہ سے دہان مبارک ڈھک لیا کرتے تھے۔ دندان مبارک آپ کے آخر عمر میں کچھ خراب ہو گئے تھے یعنی کیڑا بعض ڈاڑھوں کو لگ گیا تھا جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جاتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک ڈاڑھ کا سرا ایسا نوکدار ہو گیا تھا کہ اس سے زبان میں زخم پڑ گیا تو ریتی کے ساتھ اسکو گھسوا کر برابر بھی کرایا تھا۔ مگر کبھی کوئی دانت نکلوایا نہیں۔ مسواک آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔

پیر کی ایڑیاں آپکی بعض دفعہ گرمیوں کے موسم میں پھٹ جایا کرتی تھیں۔ اگرچہ گرم کپڑے سردی گرمی برابر پہنتے تھے۔ تاہم گرمیوں میں پسینہ بھی خوب آجاتا تھا مگر آپکے پسینہ میں کبھی بو نہیں آتی تھی خواہ کتنے ہی دن بعد کرتہ بدلیں۔ اور کیسا ہی موسم ہو۔

گردن مبارک آپ کی گردن متوسط لمبائی اور موٹائی میں تھی۔ آپ اپنے مطاع نبی کریم صلعم کی طرح ان کے اتباع میں ایک حد تک جسمانی زینت کا خیال ضرور رکھتے تھے غسل جمعہ۔ حجامت حنا۔ مسواک روغن اور خوشبو۔ کنگھی اور آئینہ کا استعمال برابر مسنون طریق پر آپ فرمایا کرتے تھے۔ مگر ان باتوں میں انہماک آپ کی شان سے بہت دُور تھا۔

لباس سب سے اول یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ آپ کو کسی قسم کے خاص لباس کا شوق نہ تھا۔ آخری ایام کے کچھ سالوں میں آپکے پاس کپڑے ساختہ اور سلے سلائے بطور تحفہ کے بہت آتے تھے۔ خاص کر کوٹ صدری اور پائجامہ قمیض وغیرہ جو اکثر شیخ رحمت اللہ صاحب لاہوری ہر عید بقر عید کے وقت پر اپنے ہمراہ نذر لاتے تھے وہی آپ استعمال فرمایا کرتے تھے۔ مگر علاوہ ان کے کبھی کبھی آپ خود بھی بنوا لیا کرتے تھے۔ عمامہ تو اکثر خود ہی خرید کر باندھتے تھے جس طرح

سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 125 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 318 پر درج ہے

مگر چوڑان ماتھے کی تنگ ہوتی ہے۔ آپ میں یہ تینوں خوبیاں جمع تھیں۔ اور پھر یہ خوبی کہ جبیں
جبیں بہت کم پڑتی تھی۔ سر آپکا بڑا تھا۔ خوبصورت بڑا تھا۔ اور علم قیافہ کی رو سے ہر سمت سے
پورا تھا۔ یعنی لمبا بھی تھا۔ چوڑا بھی تھا۔ اونچا بھی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہموار اور پیچھے سے
بھی گولائی درست تھی۔ آپ کی کنپٹی کشادہ تھی اور آپ کی کمال عقل پر دلالت کرتی تھی۔

لب مبارک آپ کے لب مبارک پتلے نہ تھے۔ مگر تاہم ایسے موٹے بھی نہ تھے کہ برے
لگیں۔ دہانہ آپ کا متوسط تھا۔ اور جب بات نہ کرتے ہوں تو منہ کھلا نہ رہتا تھا بعض اوقات
مجلس میں جب خاموش بیٹھے ہوں تو آپ عمامہ کے شملہ سے دہان مبارک ڈھک لیا کرتے تھے۔
دندان مبارک آپ کے آخر عمر میں کچھ خراب ہو گئے تھے یعنی کیڑا بعض ڈاڑھوں کو لگ گیا تھا
جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جاتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک ڈاڑھ کا سرا ایسا نوکدار ہو گیا تھا کہ اس
سے زبان میں زخم پڑ گیا تو ریتی کے ساتھ اسکو گھسوا کر برابر بھی کرایا تھا۔ مگر کبھی کوئی دانت
نکلوایا نہیں۔ مسواک آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔

پیر کی ایڑیاں آپکی بعض دفعہ گرمیوں کے موسم میں پھٹ جایا کرتی تھیں۔
اگرچہ گرم کپڑے سردی گرمی برابر پہنتے تھے۔ تاہم گرمیوں میں پسینہ بھی خوب آجاتا تھا مگر آپکے
پسینے میں کبھی بو نہیں آتی تھی خواہ کتنے ہی دن بعد کرتہ بدلیں۔ اور کیسا ہی موسم ہو۔

گردن مبارک آپ کی گردن متوسط لمبائی اور موٹائی میں تھی۔ آپ اپنے مطاع نبی کریم صلعم کی
طرح ان کے اتباع میں ایک حد تک جسمانی زینت کا خیال ضرور رکھتے تھے۔ غسل جمعہ۔ حجامت۔
حنا۔ مسواک۔ روغن اور خوشبو۔ کنگھی اور آئینہ کا استعمال برابر مسنون طریق پر آپ فرمایا کرتے تھے۔
مگر ان باتوں میں انہماک آپ کی شان سے بہت دور تھا۔

لباس سب سے اول یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ آپ کو کسی قسم کے خاص لباس کا شوق
نہ تھا۔ آخری ایام کے کچھ سالوں میں آپکے پاس کپڑے ساختہ اور سلے سلائے بطور تحفہ کے
بہت آتے تھے۔ خاص کر کوٹ صدری اور پائجامہ قمیص وغیرہ جو اکثر شیخ رحمت اللہ صاحب لاہوری
ہر عید بقرعید کے موقعہ پر اپنے ہمراہ نذر لاتے تھے وہی آپ استعمال فرمایا کرتے تھے۔ مگر علاوہ
ان کے کبھی کبھی آپ خود بھی بنوا لیا کرتے تھے۔ عمامہ تو اکثر خود ہی خرید کر باندھتے تھے جس طرح

سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 125 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 319 پر درج ہے

کھیت کو بہت سی بھرتی ڈلوا کر حضرت اُمّ المومنین نے تیار کروایا تھا۔ (اُس وقت نواب صاحب کی بیگم جو وہ مالیر کوٹلہ سے ساتھ لائے تھے، زندہ تھیں) یہ بات حضرت اُمّ المومنین کی ناراضگی کا موجب ہوئی۔ اور حضرت اُمّ المومنین نے حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے اِس ناراضگی کا اظہار کیا۔ حضورؑ نے نواب صاحب کو لکھا۔ جس پر نواب صاحب نے اُس زمین پر مکان بنانے کے ارادہ کو ترک کیا۔ کہ اِس میں ابتداءہی میں تنازع ہوا ہے یہ جگہ مبارک نہیں ہوسکتی۔ اور بعد میں دوسرے اصحاب نے بھرتی ڈلوا کر وہاں مکانات بنوا لئے۔ اور نواب صاحب نے مدرسہ تعلیم الاسلام کے پاس زمین خرید کرکے کوٹھی بنوائی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے ساتھ تعلقات محبّت کے بڑھانے میں اُنہیں بڑی برکات حاصل ہوئیں ؎

بال سفید

فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہمارے بال تیس سال کی عمر میں سفید ہونے شروع ہوئے تھے۔ اور پھر جلد جلد سب سفید ہوگئے ؎

اُنہوں کجھ وِیدا ہے

حضرت مسیح موعود کے اندرون خانہ ایک نیم دیوانی سی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اُس نے کیا حرکت کی۔ کہ جس کمرے میں حضرت صاحبؑ بیٹھکر لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے۔ وہاں ایک کونے میں گھڑا تھا جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے۔ وہاں اپنے کپڑے اُتار کر اور ننگی بیٹھ کر نہانے لگ گئی حضرت صاحبؑ اپنے کام تحریر میں معروف رہے، اور کچھ خیال نہ کیا۔ کہ وہ کیا کرتی ہے۔ جب وہ نہا چکی تو ایک اور خادمہ اتفاقاً آنکلی۔ اُس نے اُس نیم دیوانی کو ملامت کی۔ کہ حضرت صاحبؑ کے کمرے میں انکی موجودگی کے وقت تو نے یہ کیا حرکت کی۔ تو اُسنے ہنسکر جواب دیا۔ اُنہوں کجھ وِیدا ہے۔ یعنی اُسے کیا دِکھائی دیتا ہے۔ حضور

ذکر حبیب صفحہ 38 از مفتی محمد صادق قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 319 پر درج ہے

حوالہ نمبر 353

مبارک سمجھا کرتی تھیں۔ اب یہ قطعی طور پر یقینی ہے۔ کہ راجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں ہی خاندان کے مصائب کے دن دُور ہو کر فراخی شروع ہو گئی تھی۔ اور قادیان اور اسکے ارد گرد کے بعض مواضعات دادا صاحب کو راجہ رنجیت سنگھ نے بحال کر دیئے تھے۔ اور دادا صاحب کو اپنے ماتحت ایک معزز عہدہ فوجی بھی دیا تھا۔ اور راجہ کے ماتحت دادا صاحب نے بعض فوجی خدمات بھی سرانجام دی تھیں پس بہرحال حضرت صاحب کی پیدائش راجہ رنجیت سنگھ کی موت یعنے ۱۸۳۹ء سے کچھ عرصہ پہلے ماننی پڑیگی۔ لہذا اس طرح بھی ۱۸۳۶ء والی روایت کی تصدیق ہوتی ہے۔ وھو المراد۔ اور حضرت صاحب نے جو ۱۸۳۹ء لکھا ہے سو اس کو خود آپ کی دوسری تحریریں رد کر رہی ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ آپ نے ۱۹۰۵ء میں اپنی عمر ۷۰ سال بیان کی ہے اور وہاں یہ بھی لکھا ہے یہ تمام اندازے ہیں۔ صحیح علم صرف خدا کو ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میری تحقیق میں اوائل ۱۲۵۲ھ میں آپکی ولادت ہوئی تھی اور وفات ۱۳۲۶ھ میں ہوئی۔ واللہ اعلم۔

(۱۸۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے۔ کہ میں بچپن میں والد صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تاریخ فرشتہ۔ نحو میر۔ اور شاید گلستان۔ بوستاں پڑھا کرتا تھا۔ اور والد صاحب کبھی کبھی پچھلا پڑھا ہوا سبق بھی سنا کرتے تھے۔ مگر پڑھنے کے متعلق مجھ پر کبھی ناراض نہیں ہوتے تھے۔ حالانکہ میں پڑھنے میں بے پروا تھا لیکن آخر دادا صاحب نے مجھے والد صاحب سے پڑھنے سے روکدیا اور کہا کہ میں نے سب کو ملاں نہیں بنا دینا۔ تم مجھ سے پڑھا کرو۔ ویسے دادا صاحب والد صاحب کی بڑی قدر کرتے تھے۔

(۱۸۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے۔ کہ ایک دفعہ والد صاحب اپنے چوبارے کی کھڑکی سے گر گئے۔ اور دائیں بازو پر چوٹ آئی۔ چنانچہ آخر عمر تک وہ ہاتھ کمزور رہا۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں۔ کہ آپ کھڑکی سے اترنے لگے تھے سامنے

یہ حوالہ صفحہ 319 پر درج ہے	سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 216، 217 از مرزا بشیر احمد ایم اے

سٹول رکھا تھا وہ اُلٹ گیا۔ اور آپ گر گئے اور دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور یہ ہاتھ آخر عمر تک کمزور رہا۔ اس ہاتھ سے آپ لقمہ تو مُنہ تک لیجا سکتے تھے مگر پانی کا برتن وغیرہ منہ تک نہیں اُٹھا سکتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ نماز میں بھی آپ کو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے سہارے سے سنبھالنا پڑتا تھا۔

(۱۸۸) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب تیرنا اور سواری خوب جانتے تھے اور سُنایا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ بچپن میں میں ڈوب چلا تھا تو ایک اجنبی بڈھے شخص نے مجھے نکالا تھا۔ اس شخص کو میں نے اس سے قبل یا بعد کبھی نہیں دیکھا نیز فرماتے تھے کہ میں ایک دفعہ ایک گھوڑے پر سوار ہوا اس نے شوخی کی اور بے قابو ہو گیا۔ میں نے بہت روکنا چاہا۔ مگر وہ شرارت پر آمادہ تھا نہ رُکا۔ چنانچہ وہ اپنی پورے زور میں ایک درخت یا دیوار کی طرف بھاگا (الشک منی) اور پھر اس زور کے ساتھ اس سے ٹکرایا۔ کہ اس کا سر پھٹ گیا۔ اور وہ وہیں مر گیا۔ مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب بہت نصیحت کیا کرتے تھے کہ سرکش اور شریر گھوڑے پر ہرگز نہیں چڑھنا چاہیئے۔ اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اس گھوڑے کا مجھے مارنے کا ارادہ تھا۔ مگر میں ایک طرف گر کر بچ گیا اور وہ مر گیا۔

(۱۸۹) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کہ والد صاحب باہر چوبارے میں رہتے تھے۔ وہیں اُن کے لئے کھانا جایا کرتا تھا۔ اور جس قسم کا کھانا بھی ہوتا تھا کھا لیتے تھے۔ کبھی کچھ نہیں کہتے تھے۔

(۱۹۰) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے۔ کہ والد صاحب تین کتابیں بہت کثرت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ یعنی قرآن مجید۔ مثنوی رومی اور دلائل الخیرات اور کچھ نوٹ بھی لیا کرتے تھے۔ اور قرآن شریف بہت کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔

(۱۹۱) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 216، 217 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 319 پر درج ہے

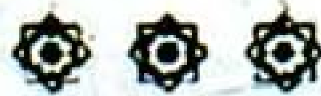
جس قدر جلد اس رسالہ کی فروخت ہوگی اسی قدر جلد تر رسالہ سراج منیر طبع ہوگا۔ آٹھ سَو روپیہ جمع تھا۔ وہ سب رسالہ سرمہ چشم آریہ پر خرچ ہوگیا۔ اس رسالہ میں کچھ تو بوجہ علالت طبع اس عاجز اور کچھ دیگر موانع سے مطبع وغیرہ سے توقف ہوئی۔ اب یہ رسالہ سرمہ چشم آریہ، امید قوی ہے کہ پندرہ روز تک من کل الوجوہ تیار ہوکر میرے پاس پہنچ جائے گا۔ چونکہ یہ رسالہ ضخامت میں بہت بڑا ہوگیا ہے اور خرچ بھی اس پر بہت ہوا ہے اور ابھی دوسو روپیہ دینا ہے اس لئے قیمت اس کی ایک روپے بارہ آنے مقرر ہوئی ہے۔ جس زمانہ میں یونہی تخمینہ سے ۴؍ قیمت مقرر کی گئی تھی اس زمانہ میں آپ نے ڈیڑھ سو رسالہ کا فروخت کرنا اپنے ذمہ لیا تھا۔ پس اس حساب سے ستّیس روپے آٹھ آنے کا رسالہ آپ کے ذمہ فروخت کرانا ہے۔ لیکن اس سے قطع نظر کرکے اگر آپ محض للہ پوری پوری کوشش کریں اور جہاں تک ممکن ہو، رقم کثیر جمع کرنے میں سعی مبذول فرماویں تو نہایت ثواب کی بات ہے۔ مجملہ اس کے پانسو روپیہ منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ شملہ کا ہے جو بطور قرضہ طبع رسالہ کے لئے لیا گیا۔ اور تین سَو روپیہ چندہ کا ہے۔ اس میں بہت کوشش کرنی چاہئے تا سراج منیر کے طبع میں توقف نہ ہو۔ امید ہے کہ یہ کوشش موجب خوشنودی رحمٰن ہو۔ آپ کے رفیق ہندو کو اس رسالہ کا پڑھنا مفید ہے اگر وہ غور سے پڑھے اور نجابتِ طبع رکھتا ہو۔ اور سعادتِ ازلی مقدر ہو تو ہدایت پانے کے لئے کافی ہے۔ [انشاءاللہ القدیر دعا بھی کروں گا۔ کبھی کبھی یاد دلاتے رہیں۔ میرا حافظہ بہت خراب ہے۔ اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں۔ یاددہانی عمدہ طریقہ ہے۔ حافظہ کی یہ ابتری ہے کہ بیان نہیں کرسکتا۔] وللّٰہ فی کل فعل حکمۃ۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد

از صدر انبالہ حاطہ ناگ پھنی



مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ 483 (طبع جدید) از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 320 پر درج ہے

مکتوب نمبر ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ مجھے نہایت تعجب ہے کہ دوا معلومہ سے آں مخدوم سے کچھ فائدہ محسوس نہ ہوا۔ شاید کہ یہ وہی قول درست ہو کہ ادویہ کو ابدان سے مناسبت ہے۔ بعض ادویہ بعض ابدان کے مناسب حال ہوتی ہیں اور بعض دیگر کے نہیں۔ مجھے یہ دوا بہت ہی فائدہ مند معلوم ہوئی ہے کہ چند امراض کاہلی وسستی ورطوبات معدہ اس سے دور ہو گئے ہیں۔ ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھی کہ صحبت کے وقت لیٹنے کی حالت میں نعوظ بکلی جاتا رہتا تھا۔ شاید قلت حرارت غریزی اس کا موجب تھی۔ وہ عارضہ بالکل جاتا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوا حرارت غریزی کو بھی مفید ہے اور منی کو بھی غلیظ کرتی ہے۔ غرض میں نے تو اس میں آثار نمایاں پائے ہیں۔ واللہ اعلم و عِلْمُہٗ اَحکم

اگر دوا موجود ہو اور آپ دودھ اور ملائی کے ساتھ کچھ زیادہ قدر شربت کر کے استعمال کریں۔ تو میں خواہشمند ہوں کہ آپ کے بدن میں ان فوائد کی بشارت سنوں۔ کبھی کبھی دوا کی چھپی چھپی تاثیر بھی ہوتی ہے کہ جو ہفتہ عشرہ کے بعد محسوس ہوتی ہے چونکہ دوا ختم ہو چکی ہے اور میں نے زیادہ زیادہ کھالی ہے اس لئے ارادہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو دوبارہ تیار کی جائے۔ لیکن چونکہ گھر میں ایام امید ہونے کا کچھ گمان ہے جس کا میں نے ذکر بھی کیا تھا۔ ابھی تک وہ گمان پختہ ہوتا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو راست کرے۔ اس جہت سے جلد تیار کرنے کی چنداں ضرورت میں نہیں دیکھتا۔ مگر میں شکر گزار ہوں کہ خدا تعالیٰ نے دوا کا بہانہ کر کے بعض خطرناک عوارض سے مجھ کو مخلصی عطا کی۔ فالحمدللہ علی احسانہ۔ مجھے اس بات کے سننے سے افسوس ہوا کہ رسالہ امرتسر سے واپس منگوایا گیا۔ فیروز پور کو وہ خاص ترجیح کونسی تھی؟ بلکہ میری دانست میں حال کے زمانہ میں دنیوی واقف کاروں سے کوئی معاملہ نہیں ڈالنا چاہئے کہ وہ عہد شکنی میں بڑے دلیر ہوتے ہیں۔ عمدہ اور سیدھا طریق یہ ہے کہ قانونی طور پر کارروائی کی جائے۔ اللہ جلشانہٗ بھی قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ جب کوئی دادستد تم کرو تو اس معاملے کے بارے میں تحریر ہونی چاہئے۔ مطبع ایسا ہونا چاہئے جن کے پریس میں استاد

مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ 20 (طبع جدید) از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 320 پر درج ہے

حوالہ نمبر 356

کہ دروغگو کو اس کے گھر تک پہنچا دیں کیونکہ مکاروں اور خیانت پیشوں کی سزا واجبی یہی ہے کہ اُن کے خیانت کے
طریقوں کو پوشیدہ نہ رکھا جائے اور ست اور اَست کو نکھیڑ دیا جائے اسی غرض سے ہم نے اس رسالہ کو
لکھا ہے تا غلط بیانی کے بیجا الزام کا فیصلہ ہو جائے کیونکہ یہ تمیں بدزبانیاں جو میری نسبت کی گئیں اور کہا گیا کہ
یہ شخص غلط بیان اور قدیمی متعصب اور خبیث النفس ہے یہ ایسا خباثت سے بھرا ہوا بہتان ہے کہ کوئی
صادق آدمی اس پر صبر نہیں کر سکتا اور نیز اس پر خاموش رہنے سے خلق اللہ کو ضرر پہنچتا ہے اور پبلک کو دھوکا
لگتا ہے غلط بیانی اور بہتان طرازی راستبازوں کا کام نہیں بلکہ نہایت شریر اور بدذات آدمیوں کا کام ہے
کہ جو نہ خدا سے ڈریں اور نہ خلقت کے لعن و طعن کی پروا رکھیں اور چونکہ ناحق ان لوگوں نے گالیاں دیکر اور بوجہ

میرے خیال میں انسانی شرم نے ان کو اجازت نہیں دی اور جب میرے بعض مخلصوں نے اُن کو وہ مقام پڑھ
کر سنایا تو پھر دوسرا عذر یہ پیش ہوا کہ یہ طریق اس حالت میں ہے کہ جب خاوند ہرگز عورت کے پاس جا نہ سکے۔
پھر جب کھول کر بتلایا گیا کہ ستیارتھ پرکاش میں یہ صاف لکھا ہے کہ ایسا نامرد ہو جو قابل اولاد ہو پس اس میں ۱۱
وہ نامرد بھی داخل ہیں جو صحبت کرنے پر تو پورے قادر ہیں مگر منی قابل اولاد نہیں مثلاً منی میں کیڑے نہیں یا کچی
ہے۔ یہ نہیں لکھا کہ ایسا ہو کہ ہرگز صحبت نہ کر سکتا ہو بلکہ یہ نہایت کھلا ہے کہ اگر مرد قابل اولاد ہو مگر لڑکیاں
ہی پیدا ہوتی ہوں تب بھی نیوگ ہوگا تو یہ جواب سنکر وہ لوگ خاموش ہو گئے اور ان میں سے ایک
پنڈت جی بولے کہ بے شک ایسی حالتوں میں ابھی نیوگ کرانا کچھ مضائقہ نہیں اور ہم ایسے نیوگ پر راضی
ہیں۔ غرض اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ عام ہدایت وید کی یہی ہے کہ آریہ لوگ ضرورتوں کے وقت اپنی بیویوں
اور بہو بیٹیوں سے نیوگ کرایا کریں مگر ظاہر ہے کہ انسانی کانشنس اس کو قبول نہیں کرتا اور عقل ان کی
فطرتی حمیت اور غیرت ہزار بیزاری سے اس کام پر لعنت بھیجتی ہے اور انسان تو انسان ایک مرغ بھی اپنی
مرغیوں کے لئے غیرت رکھتا ہے۔ اب حاصل کلام یہ ہے کہ اگر اس بارہ میں کوئی اور آریہ صاحب بھی بحث
کرنا چاہتے ہوں تو ہم اپنے خرچ سے اُن کو اُن کی درخواست پر قادیان میں بلا سکتے ہیں اور ۱۰ اگست
۱۸۹۵ء تک مہلت ہے۔

راقم
میرزا غلام احمد

۱۰؍ جولائی سنہ ۱۸۹۵ء از قادیان ضلع گورداسپور

آریہ دھرم صفحہ 13 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 13 از مرزا غلام احمد قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 323 پر درج ہے

شائع کر دیا اور شائع بھی ایسا کیا کہ شاید ایک یا دو ہفتہ تک دس ہزار مرد و عورت تک ہماری درخواست نکاح اور ہمارے مضمون الہام سے بخوبی اطلاعیاب ہو گئے ہونگے اور پھر زبانی اشاعت پر اکتفا نہ کر کے اخباروں میں ہمارا خط چھپوایا اور بازاروں میں ان کے دکھلانے سے وہ خط جابجا پڑھا گیا اور عورتوں اور بچوں تک اس خط کے مضمون کی منادی کی گئی۔ اب جب مرزا نظام الدین کی کوشش سے وہ خط ہمارا نورافشاں میں بھی چھپ گیا۔ اور عیسائیوں نے اپنے مادہ کے موافق بیجا افترا کرنا شروع کیا تو ہم پر فرض ہو گیا کہ اپنے قلم سے اصلیت کو ظاہر کریں۔ بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا اور نیز یہ پیشگوئی ایسی بھی نہیں کہ جو پہلے پہل اسی وقت میں ہم نے ظاہر کی ہے بلکہ مرزا امام الدین و نظام الدین اور اس جگہ کے تمام آریہ اور نیز لیکھرام پشاوری اور صدہا دوسرے لوگ خوب جانتے ہیں کہ کئی سال ہوئے کہ ہم نے اسی کے متعلق مجملاً ایک پیشگوئی کی تھی یعنے یہ کہ ہماری برادری میں سے ایک شخص احمد بیگ نام فوت ہونیوالا ہے۔ اب منصف آدمی سمجھ سکتا ہے کہ وہ اس پیشگوئی کا ایک شعبہ تھی یا یوں کہو کہ یہ تفصیل اور وہ اجمال تھی اور اس میں تاریخ اور مدت ظاہر کی گئی اور اس میں تاریخ اور مدت کا کچھ ذکر نہ تھا اور اس میں شرائط کی تصریح کی گئی اور وہ ابھی اجمالی حالت میں تھی۔ سمجھدار آدمی کیلئے یہ کافی ہے کہ پہلی پیشگوئی اس زمانہ کی ہے کہ جبکہ ہنوز وہ لڑکی نابالغ تھی اور جبکہ یہ پیشگوئی بھی اسی شخص کی نسبت ہے جس کی نسبت اب سے پانچ برس پہلے کی گئی تھی یعنے اس زمانہ میں جبکہ اس کی یہ لڑکی آٹھ یا نو برس کی تھی تو اس پر نفسانی افترا کا گمان کرنا اگر حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

(خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ پنجاب)۔ ار جولائی ۱۸۸۸ء۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ 288، مندرجہ روحانی خزائن، جلد 5 صفحہ 288 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 323 پر درج ہے

حوالہ نمبر 358

(۲۸۵)

مولوی ثناء اللہ صاحب (امرتسری) کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

یَسْتَنْبِئُوْنَکَ اَحَقٌّ ھُوَ قُلْ اِیْ وَرَبِّیْٓ اِنَّہٗ لَحَقٌّ[1]

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الہدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود کذاب دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لیے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہیں محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت

[1] یونس ۵۴

یہ حوالہ صفحہ 324 پر درج ہے

مرزا غلام احمد قادیانی کا اشتہار مورخہ 5 اپریل 1907، مجموعہ اشتہارات، جلد دوم، صفحہ 705، 706 طبع جدید

سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا۔ اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے۔ بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ[1] پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لیے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ[2]۔ آمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم

عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد المسیح الموعود عافاہ اللہ وایّد

مرقومہ تاریخ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء مطابق یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ روز دوشنبہ

---

[1] بنی اسرائیل : ۳۷ [2] الاعراف : ۹۰

مرزا غلام احمد قادیانی کا اشتہار مورخہ 5 اپریل 1907ء مجموعہ اشتہارات، جلد دوم، صفحہ 705، 706 طبع جدید

یہ حوالہ صفحہ 324 پر درج ہے

حوالہ نمبر 359

۱۴ر اپریل ۱۹۰۷ء

(قبل عصر)

صداقتِ اسلام کیلئے طاعون کی تلوار

ابو سعید عرب صاحب نے ذکر کیا کہ رنگون میں بندروں میں بھی طاعون کی وبا پڑی تھی حضرت نے فرمایا کہ :-

براہین کے لکھنے کے زمانے میں خدا تعالیٰ نے ہم کو اس طاعون کے پڑنے کی خبر دی تھی۔ بدقسمت کفار کی ہمیشہ سے یہ عادت ہے کہ وہ انبیاء کے مقابلہ میں اپنی موت کا نشان مانگا کرتے ہیں۔ اب ہمارے مخالفوں کا بھی یہی حال ہے۔ اس واسطے خدا تعالیٰ نے ان کے واسطے یہ تلوار بھیج دی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ براہین میں جو دلائل کا وعدہ دیا گیا تھا وہ پورا نہیں ہوا۔ حالانکہ براہین میں صداقتِ اسلام کے واسطے کئی لاکھ دلیل ہے۔ خدا تعالیٰ نے پہلے سے اس میں یہ باتیں لکھوا دی ہیں۔ کیا ہی شان ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ پہلے زمانہ میں جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں کو نامراد اور ذلیل کر کے ہلاک کیا جاتا تھا ایسا ہی آخر میں بھی ہو رہا ہے۔ اس وقت شریروں کی سزا کے واسطے تلوار آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ میں دی گئی تھی اور اُس زمانہ میں تلوار خدا خود چلا رہا ہے جو لوگ جہاد پر اعتراض کرتے ہیں وہ دیکھ لیں کہ بدقسمت کفار اُس وقت بھی اپنی شامتِ اعمال کے سبب اسی طرح ہلاک ہوتے تھے جیسے کہ اب ہو رہے ہیں۔ دینِ اسلام کی خاطر اگر اس وقت تلوار چلی تھی تو اس وقت بھی دینِ اسلام ہی کی خاطر تلوار چل رہی ہے۔

سب سے بڑی کرامت استجابتِ دُعا ہے

فرمایا :-

یہ زمانہ کے عجائبات ہیں۔ رات کو ہم سوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ اچانک ایک الہام ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے۔ کوئی ہفتہ عشرہ نشان سے خالی نہیں جاتا۔ ثناء اللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا کہ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ (البقرۃ : ۱۸۷) صوفیاء کے نزدیک بڑی کرامت استجابتِ دُعا ہی ہے۔ باقی سب اس کی شاخیں ہیں۔

ملفوظات جلد پنجم صفحہ 206 طبع جدید، از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 326 پر درج ہے

لاہوری نے آپکی چھاتی میں پستان کے پاس انجکشن یعنی دوائی کی پچکاری کی۔ جس سے وہ جگہ کچھ اُبھر آئی۔ مگر کچھ افاقہ محسوس نہ ہُوا۔ بلکہ بعض لوگوں نے بُرا منایا۔ کہ اس حالت میں آپ کو کیوں یہ تکلیف دی گئی ہے تھوڑی دیر تک غرغرہ کا سلسلہ جاری رہا۔ اور ہر آن سانسوں کے درمیان کا وقفہ لمبا ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ آپ نے ایک لمبا سانس لیا اور آپ کی روح رفیقِ اعلیٰ کی طرف پرواز کر گئی۔ اللھم صل علیہ وعلٰی مطاعہ محمد و بارک وسلم۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ کی یہ روایت جو شروع میں درج کی گئی ہے جب دوبارہ والدہ صاحبہ کے پاس برائے تصدیق بیان کی۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کا ذکر آیا۔ تو والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا۔ مگر اسکے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے۔ اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے۔ اور میں بھی سو گئی۔ لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کے لیئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے اسکے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا۔ تو اپنے ہاتھ سے مجھے جگایا۔ میں اُٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپکے پاؤں دبانے کے لیئے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا۔ تم اب سو جاؤ۔ میں نے کہا۔ نہیں میں دباتی ہوں۔ اتنے میں آپکو ایک اور دست آیا۔ مگر اب اسقدر ضعف تھا۔ کہ آپ پاخانہ نہ جا سکتے تھے۔ اسلیئے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اُٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی۔ مگر ضعف بہت ہو گیا تھا اسکے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے۔ تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے۔ اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت

سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ 11 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 326 پر درج ہے

بچشم خود دیکھے۔ بلکہ خود میری ذات اور میرے گھر والوں اور بچوں پر ان کا اثر ہوا۔ زلزلہ کے وقت نہایت اندیشہ ہوا کہ خدا جانے محمد اسمٰعیل کا کیا حال ہوا۔ ممکن ہے۔ زلزلہ میں کہیں کسی مکان کے نیچے دب کر مرگیا ہو۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ مرا نہیں۔ مجھے الہام ہوا ہے۔ کہ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل وہ ڈاکٹر ہوگا۔ محمد اسحاق کو دو دفعہ طاعون ہوا۔ آپ کی دعا سے اچھا ہوا۔ اور آپ نے پہلے ہی فرما دیا تھا۔ کہ یہ مریگا نہیں

دہلی میں علالت اور حضرت کی دعا سے صحت

ایک دفعہ تین چار گھنٹہ میں بخار بھی جاتا رہا اور گلٹیاں بھی دور ہوگئیں مجھے ایک دفعہ سخت گردہ کا درد ہوا۔ میں نے جب آپ کو بلایا تو دیکھ کر فوراً واپس ہوگئے۔ تنہائی میں جاکر دعا شروع کردی۔ جس کا اثر فوراً ہوا۔ اور یہ عاجز اچھا ہوگیا۔ ایک دفعہ ہم سب حضرت مرزا صاحب کے ہمراہ دلی گئے۔ وہاں میں سخت بیمار ہوگیا۔ ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اور محمد اسمٰعیل میرا بیٹا سخت پریشان ہوگئے۔ حضرت صاحب نے مولوی حکیم نورالدین صاحب کو تار دیا۔ کہ فوراً چلے آؤ۔ وہ فوراً دلی چلے گئے۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے شفا عطا فرمادی۔ اور حضرت صاحب میرے تندرست ہونے سے بہت خوش ہوئے۔ ابتداء

حضرت اقدس کی خدمت

میں جب کہیں حضرت صاحب باہر تشریف لے جاتے تھے۔ تو مجھے گھر کی حفاظت اور قادیان کی خدمت کے لئے چھوڑ جاتے تھے۔ اور آخر زمانہ میں جب کہیں سفر کرتے تھے اور گھر کے لوگ ہمراہ ہوتے تھے۔ تو بندہ بھی ہمرکاب ہوتا تھا۔ چنانچہ جب آپ لاہور میں تشریف لے گئے۔ جس سفر میں آپ کو سفر آخرت پیش آیا۔ تب بھی بندہ آپکے ہمراہ تھا۔ اور اس شام کی سیر میں بھی شریک تھا جس کے دوسرے روز آپ نے قبل از دوپہر انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؁

اب بڑی اور سخت تبدیلی میرے حال میں پیدا ہوئی۔ اور ایسی سخت مصیبت نازل ہوئی۔ کہ جس کی تلافی بہت مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا میری تکلیف کو کوئی نہیں جان سکتا۔ حضرت صاحب جس رات کو بیمار ہوئے۔ اس رات کو میں اپنے مقام پر جاکر سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی۔ تو مجھے جگایا گیا تھا۔ جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا۔ اور آپ کا حال دیکھا۔ تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔ ایک طرف تو ہم پر آپکے

یہ حوالہ صفحہ 328 پر درج ہے	حیاتِ ناصر صفحہ 14، از شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی

(۲۷۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تمام جماعت احمدیہ کے لئے اعلان

چونکہ ڈاکٹر عبدالحکیم اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ نے جو پہلے اس سلسلہ میں داخل تھا نہ صرف یہ کام کیا کہ ہماری تعلیم سے اور ان باتوں سے جو خدا نے ہم پر ظاہر کیں مونہہ پھیر لیا بلکہ اپنے خط میں وہ سختی اور گستاخی دکھلائی اور وہ گندے اور ناپاک الفاظ میری نسبت استعمال کئے کہ بجز ایک سخت دشمن اور سخت کینہ ور کے کسی کی زبان اور قلم سے نکل نہیں سکتے اور صرف اسی پر کفایت نہیں کی بلکہ بیجا تہمتیں لگائیں اور اپنے صریح لفظوں میں مجھ کو ایک حرام خور اور بندۂ نفس اور شکم پرور اور لوگوں کا مال فریب سے کھانے والا قرار دیا اور محض تکبر کی وجہ سے مجھے پیروں کے نیچے پامال کرنا چاہا اور بہت سی ایسی گالیاں دیں جو ایسے مخالف دیا کرتے ہیں جو پورے جوش عداوت سے ہر طرح سے دوسرے کی ذلت اور توہین چاہتے ہیں اور یہ بھی کہا کہ پیشگوئیاں جن پر ناز کیا جاتا ہے کچھ چیز نہیں مجھ کو ہزارہا ایسے الہام اور خوابیں آتی ہیں جو پوری ہو جاتی ہیں۔ غرض اس شخص نے محض توہین اور تحقیر اور دلآزاری کے ارادہ سے جو کچھ اپنے خط میں لکھا ہے اور جس طرح اپنی ناپاک بدگوئی کو انتہا تک پہنچا دیا ہے ان تمام تہمتوں اور گالیوں اور عیب گیریوں کے لکھنے کے لئے اس اشتہار میں گنجائش نہیں علاوہ اس کے میری تحقیر کی غرض سے جھوٹ بھی پیٹ بھر کے بولا ہے مگر مجھے ایسے مفتری اور بدگو لوگوں کی کچھ پرواہ نہیں کیونکہ اگر جیسا

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 668،667 طبع جدید از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 329 پر درج ہے

حوالہ نمبر362

۶۶۸

کہ مجھے اس نے دغاباز حرام خور مکار فریبی اور جھوٹ بولنے والا قرار دیا ہے اور طریق اسلام اور دیانت اور پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باہر مجھے کرنا چاہا ہے اور میرے وجود کو محض فضول اور اسلام کے لئے مضر ٹھہرایا ہے۔ بلکہ مجھے محض شکم پرور اور دشمن اسلام قرار دیا ہے۔ اگر یہ باتیں سچ ہیں تو میں اس کیڑے سے بھی بدتر ہوں جو نجاست سے پیدا ہوتا اور نجاست میں ہی مرتا ہے لیکن اگر یہ باتیں خلاف واقعہ ہیں تو میں اُمید نہیں رکھتا کہ خدا ایسے شخص کو اس دنیا میں بغیر مواخذہ کے چھوڑے گا جو مرید ہو کر اور پھر مرتد ہو کر اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ جو ذلیل سے ذلیل زندگی بسر کرنے والے جیسے چوہڑے اور چمار جو شکم پرور کہلاتے ہیں اور مُردار کھانے سے بھی عار نہیں رکھتے ان کی مانند مجھے بھی محض شکم پرست اور بندہ نفس اور حرام خور قرار دیتا ہے۔

اب میں ان باتوں کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا اور خدا کی شہادت کا منتظر ہوں اور اس کے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں اور اس اشارہ پر ختم کرتا ہوں اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔[1]

اب چونکہ یہ شخص اس درجہ پر میرا دشمن معلوم ہوتا ہے جیسا کہ عمرو بن ہشام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور جان کا دشمن تھا اس لئے میں اپنی تمام جماعت کو متنبہ کرتا ہوں کہ اس سے بکلی قطع تعلق کر لیں اس کے ساتھ ہرگز واسطہ نہ رکھیں ورنہ ایسا شخص ہرگز میری جماعت میں سے نہیں ہوگا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ۔[2] آمین آمین آمین۔

المشتہر

خاکسار

مرزا غلام احمد مسیح موعود

از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

(الحکم ۳۰ را پریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲)

---

1 یوسف: ۸۷ 2 الاعراف: ۹۰

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 667، 668 طبع جدید از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 329 پر درج ہے

۱۸۹۹ء

(الف) "ایک دفعہ مجھے دانت میں سخت درد ہوئی۔ ایک دم قرار نہ تھا۔ کسی شخص سے میں نے دریافت کیا کہ اس کا کوئی علاج ہے۔ اُس نے کہا کہ علاجِ دندان اخراجِ دندان۔ اور دانت نکالنے سے میرا دل ڈرا۔ تب اُس وقت مجھے غنودگی آگئی اور میں زمین پر بیتابی کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا اور چارپائی پاس بچھی تھی میں نے بیتابی کی حالت میں اُس چارپائی کی پائینتی پر اپنا سر رکھ دیا اور تھوڑی سی نیند آگئی جب میں بیدار ہوا تو درد کا نام و نشان نہ تھا اور زبان پر یہ الہام جاری تھا:

إِذَا مَرِضْتَ فَهُوَ يَشْفِي

یعنی جب تُو بیمار ہوتا ہے تو وہ تجھے شفا دیتا ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۳۵۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۴۶، ۲۴۷)

(ب) (حضرت) "مولوی نورالدین صاحب کو ایک مہینہ سے زیادہ عرصہ ہوا لگاتار دانت کا سخت درد رہا اور سوائے اکھڑوانے کے کسی علاج سے فائدہ نہ ہوا۔ فرمایا[1]: مجھے بھی ایک دفعہ خطرناک درد ہوا یہاں تک کہ مارے درد کے غشی ہوگئی۔ اس میں الہام ہوا:

وَ إِذَا مَرِضْتَ فَهُوَ يَشْفِي

جب اُٹھا تو درد جاتا رہا۔" (از خط مولوی عبدالکریم صاحبؓ مندرجہ الحکم جلد ۳ نمبر ۲۴ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۹۹ء صفحہ ۴)

۶ جولائی ۱۸۹۹ء

"۶ جولائی کی رات کو خدا تعالیٰ نے بہشت و دوزخ کا نظارہ آپ کو دکھایا۔ اول بہشت دکھائی گئی اور اس کے ہر قسم کے ثمرات و نعماء دکھائی گئیں۔ اتنے میں الہام ہوا:

يَأْتِيكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ[3]

پھر دوزخ دکھایا گیا۔ وہ سخت مکروہ اور پاخانہ کی شکل کا تھا۔ اتنے میں الہاماً زبان پر جاری ہوا:

اس رؤیا کی صحیح تاویل پوری ہوگئی۔" (خط حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ مندرجہ الحکم جلد ۳ نمبر ۲۴ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۹۹ء صفحہ ۳)

[1] (نوٹ از مرتب) یہ الہام یہاں اس لئے لایا گیا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے (جو جزو ب میں درج ہے) معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰ جولائی ۱۸۹۹ء سے پہلے کا الہام ہے۔

[2] یعنی حضرت اقدسؑ نے فرمایا۔ (مرتب)

[3] (ترجمہ از مرتب) (مدد الٰہی) تیرے پاس ہر گہرے رستے سے آئے گی۔

حوالہ نمبر 364

نہیں وہ ہرگز مومن نہیں ہوسکتا۔ اسے ایک دن قرآن کو بھی چھوڑنا پڑے گا۔

پس قرآنِ شریف میں جس شخص کا نام خاتم الخلفاء رکھا گیا ہے اسی کا نام احادیث میں مسیح موعود رکھا گیا ہے اور اسی طرح سے دونوں ناموں کے متعلق جتنی پیشگوئیاں ہیں وہ ہمارے ہی متعلق ہیں۔ خلیفہ کہتے ہیں پیچھے آنے والے کو۔ اور کامل وہ ہے جو سب سے پیچھے آوے۔ اور ظاہر ہے کہ جو قربِ قیامت کے وقت آوے گا وہی سب سے پیچھے ہوگا۔ لہٰذا وہی سب سے اکمل اور افضل ہوا۔ صرف تغیّرِ الفاظ ہی ہے۔ قرآنِ شریف نے خلیفہ کے لفظ سے پکارا ہے اور حدیث میں اس کو مسیح موعود کے نام سے نامزد کیا گیا ہے۔ رہا یہ کہ ہمارے اس دعویٰ کا ثبوت کیا ہے۔ سو یاد رکھو کہ ہماری صداقت کا ثبوت وہی ہے جو ہمیشہ سے انبیاء اور ماموروں کا ہوتا رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا جو ثبوت کوئی شخص پیش کر سکتا ہے اسی دلیل سے ہم اپنے دعویٰ کا صدق ظاہر کر سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے خدا تعالیٰ ہی کی گواہی سے سچے ٹھہرا کرتے ہیں۔ دعویٰ تو صادق بھی کرتا ہے اور کاذب بھی۔ اور نفسِ دعویٰ کرنے میں تو دونوں یکساں ہیں مگر اُن میں مابہ الامتیاز بھی تو ہوتا ہے۔

بھلا فرض کرو کہ مسیح موعودؑ کا ذکر قرآن میں بھی نہ ہوتا اور حدیث میں بھی پایا نہ جاتا تو پھر کیا تھا؟ پھر بھی صادق اپنے نشانوں سے شناخت کر لیا جاتا۔ دیکھو حضرت موسیٰؑ کا ذکر بھلا کس پہلی کتاب میں درج تھا؟ کوئی بتا سکتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے آنے کی خبر اور پیشگوئی کس کتاب میں موجود تھی؟ پھر حضرت موسیٰؑ کس طرح نبی مان لئے گئے؟ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی تازہ بتازہ گواہی ہی صدق کی دلیل ہوسکتی ہے۔ صرف دعویٰ بلا دلیل صدق کی دلیل ہرگز نہیں ہوسکتا۔ بلکہ جس دعویٰ کے ساتھ خدائی شہادت نہ ہو وہ جھوٹا ہے اور خدا کے مؤاخذہ کے قابل ہے۔ جھوٹے مدعی کو خدا خود ہلاک کرتا ہے اور اس کو مہلت نہیں دی جاتی کیونکہ وہ خدا پر افتراء کرتا ہے اور حق و باطل میں گڑبڑ ڈالنا چاہتا ہے۔

مَیں اِسی شریعت کی خدمت اور تجدید کے واسطے آیا ہوں

مَیں کوئی نئی بات نہیں لایا اور نہ ہی مَیں نے کوئی نئی شریعت قائم کی ہے۔ مَیں اسی شریعت کی خدمت اور تجدید کے واسطے آیا ہوں جو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) لائے تھے اور میری سچائی دعویٰ کے لیے بھی منہاجِ نبوت پر ہی نشان موجود ہیں۔ مَیں نے اپنی کتابوں میں اُن کا ذکر کیا ہے۔ ابھی ایک تازہ کتاب حقیقۃ الوحی مَیں نے لکھی ہے اس کا مطالعہ کر کے دیکھ لیا جاوے کہ کس قدر نشان خدا تعالیٰ نے میری تائید کے واسطے ظاہر فرمائے۔ کیا یہ کسی جھوٹے کے واسطے بھی دکھائے جاتے ہیں؟ دیکھو بعض انبیاء صرف ایک ہی معجزہ سے صادق قبول کر لیے گئے۔ مگر یہاں تو ہزاروں نشان موجود ہیں۔ پھر ہم اگر کسی نئے دین کا دعویٰ کرتے۔ کتاب اللہ کے خلاف کوئی نیا حکم اپنی طرف سے بیان کرتے۔ سنّتِ رسول

ملفوظات جلد پنجم صفحہ 554 طبع جدید از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 329 پر درج ہے

مجھے معلوم ہوئی تھی اور وہ یہ ہے کہ اِنّ اللّٰہ لا یغیّر ما بقوم حتّی یغیّروا ما بانفسھم۔ اِنّہ اٰوی القریۃ۔ یعنی خدا تعالیٰ اُس نیکی یا بدی کو جو کسی قوم کے شامل حال ہے دُور نہیں کرتا جب تک وہ قوم ان باتوں کو اپنے سے دُور نہ کرے جو اُس کے دل میں ہیں۔ اُس خدا نے اس قریہ کو جو اس کے علم میں ہے انتشار سے محفوظ رکھا۔" افسوس کہ بعض نادان کہتے ہیں کہ الہام آپ بنا لیا ہے۔ ان کے جواب میں کیا کہیں اور کیا لکھیں۔ اے بد قسمت بدگمانو! کیا ممکن ہے کہ کوئی خدا پر جھوٹ باندھے اور پھر اُس کے دستِ قہر سے بچ رہے۔ خدا جھوٹوں کو ہلاک کرے گا۔ اور وہ جو اپنے دل سے باتیں بناتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ یہ خدا کا الہام ہے وہ ہلاک کئے جائیں گے کیونکہ انہوں نے دلیری کرکے خدا پر بہتان باندھا۔ راستبازوں کے لئے بھی دن مقرر ہیں۔ اور جھوٹے مفتریوں کے لئے بھی وقت مقرر کئے گئے ہیں۔ جب وہ وقت آئیں گے تو خدا تعالیٰ دکھا دیگا کہ کس نے شوخی سے باتیں کیں اور کس نے رُوح القدس کی آواز کی پیروی کی۔ خدا کی باتوں کو خدائی نشانوں سے تم شناخت کرو گے سچائی پوشیدہ نہیں رہے گی اور نہ باطل مخفی رہے گا۔ وہ خدا جو ہمیشہ اپنے تئیں ظاہر کرتا رہا ہے وہ اب بھی دکھلائیگا کہ وہ اُن کے ساتھ ہے جو واقعی طور پر اس سے ڈرتے اور نیکی اور پرہیزگاری کی راہوں کو اختیار کرتے ہیں۔

اے لوگو! خدا سے ڈرو۔ اور درحقیقت اس سے صلح کرو۔ اور سچ مچ صلاحیت کا جامہ پہن لو۔ اور چاہیئے کہ ہر ایک شرارت تم سے دُور ہو جائے۔ خدا میں بے انتہا عجیب قدرتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا طاقتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا رحم اور فضل ہے۔ وہی ہے جو ایک ہولناک سیلاب کو ایک دم میں خشک کر سکتا ہے۔ وہی ہے جو مہلک بلاؤں کو ایک ہی ارادے سے اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر دُور پھینک دیتا ہے۔ مگر اس کی یہ عجیب قدرتیں اُن ہی پر کھلتی ہیں جو اس کے ہی ہو جاتے ہیں۔ اور وہی یہ خوارق دیکھتے ہیں جو اس کے لئے اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کرتے ہیں۔ اور اُس کے آستانے پر گرتے ہیں اور اُس قطرے کی طرح جس سے موتی بنتا ہے صاف ہو جاتے ہیں۔ اور محبت اور صدق اور صفا کی سوزش سے پگھل کر اس کی طرف بہنے لگتے ہیں۔ تب وہ مصیبتوں میں

لہ الرعد: ۱۲

ایام الصلح صفحہ 115 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 341 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 329 پر درج ہے

حوالہ نمبر 366

۸۴ میرا گناہ کیا ہے میں اُس کو گھسیٹوں گا اور اُس کو دوزخ دکھلاؤنگا یعنی عیسیٰ ابنِ مریم کے ظہور سے تو لوگ کچھ بھی متنبہ نہ ہوئے اب میں اپنے اِس بندہ کو موسیٰ کی صفات میں ظاہر کروں گا اور فرعون اور ہامان کو وُہ دِن دکھاؤنگا جس سے وُہ ڈرتے تھے۔ سو اَے عزیزو! مدّت تک مَیں مسیح ابنِ مریم کے رنگ میں دُکھ اُٹھاتا رہا اور جو کچھ قوم نے کرنا چاہا میرے ساتھ کیا۔ اب خدا میرا نام موسیٰ رکھتا ہے جس سے سمجھا جاتا ہے کہ مقابل کے لوگوں کا نام اُس نے فرعون رکھا ہے اور یہ نام آج سے نہیں بلکہ اس بات پر چھبیس[۲۶] برس گذرے ہیں۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام موسیٰ رکھ کر فرمایا اَنت منّی بمنزلۃ موسٰی۔ اور پھر اسی براہین احمدیہ میں میرا نام موسیٰ رکھ کر فرمایا ولمّا تجلّٰی ربّہٗ للجبل جعلہٗ دکًّا وخرّ موسٰی صعقًا۔ مگر چونکہ خدا نے ابتداء ترمی سے کی اور اپنی بُرد باری کو پُورے طور پر دکھلایا اسلئے میرا نام ابنِ مریم رکھا گیا۔ کیونکہ ابنِ مریم اپنی قوم سے کوفتہ خاطر رہا اور اُسکو بہت دُکھ دیا گیا اور ستایا گیا اور عدالتوں کی طرف اُسکو کھینچا گیا اور اُس کا نام کافر اور مکّار اور ملعون اور دجّال رکھا گیا اور نہ صرف اِسی پر کفایت کی گئی بلکہ یہ چاہا گیا کہ اُسکو قتل کر دیا جائے مگر چونکہ وُہ خدا کا برگزیدہ تھا اور اُن لوگوں میں سے تھا جن کے ساتھ خدا ہوتا ہے اسلئے وُہ خبیث قوم

* یہ الہام ۵ مارچ ۱۹۰۶ء جو ۲۲ مارچ کو اخبار بدر میں شائع ہو چکا ہے اور بعد میں بھی اسکی عبارت یہ ہے۔ ایک موسیٰ ہے میں اسکو ظاہر کرونگا اور لوگوں کے سامنے اُسکو عزت دُونگا۔ طلعت آیاتی۔ تلک آیات ظہرت بعضھا وخلعت بعض اجال لاتیم وازیہ الجحیم الی آثرتک واخترتک (ترجمہ) میرے نشان روشن ہونگے بعض نشان بعض کے بعد ظہور میں آئیں گے تا اس موسیٰ کی عزت ظاہر کیجائے۔ پر جس نے میرا گناہ کیا ہے میں اُسکو گھسیٹوں گا اور اُسکو دوزخ دکھلاؤں گا۔ میں نے تجھ کو چُن لیا اور اختیار کیا۔ تیری عاجزانہ راہیں مجھے پسند آئیں۔ میرا دشمن ہلاک ہو گیا۔ اِنّ اللّٰہ مع الصّادقین۔ خدا سچوں کے ساتھ ہے۔ یہ پیشگوئی کھلے طور پر بابو الٰہی بخش اکونٹنٹ کی نسبت ہے جو مارچ ۱۹۰۶ء کو طاعون سے فوت ہو گیا کیونکہ اُس نے موسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا تھا اسو خدا فرماتا ہے کہ موسیٰ ایک ہی اس زمانہ میں ہے جس کو میں نے موسیٰ بنایا۔ پر وُہ شخص جو خود بخود موسیٰ بن گیا وُہ ہلاک ہوگا تا صادق اور کاذب میں فرق ظاہر ہو جائے چنانچہ طاعون جو دوزخ کا ایک نمونہ ہے اس میں بابو مذکور گرفتار ہو کر اس دار فانی کو تاریخ ۷ مارچ ۱۹۰۶ء میں چھوڑ گیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ منہ

حقیقۃ الوحی صفحہ 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 520 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 330 پر درج ہے

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی
کے موضوعات پر مبنی نہایت مستند، وقیع، تحقیقی، فکرانگیز اور ایمان پرور

کتابیں

- جنہوں نے بے شمار قادیانیوں کے افکار و عقائد بدل کر رکھ دیئے
- دینی سکالر اور نامور محقق **محمد متین خالد** کے حقائق کشا قلم سے
- ایک ایسا اندازِ تحریر جو قاری کے دل و دماغ پر اپنے انمٹ نقوش چھوڑ جاتا ہے

آیئے! خود پڑھیے! دوستوں کو تحفہ میں دیجیے!!! اور فتنۂ قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد میں حصہ لے کر امت مسلمہ کے دین و ایمان کے سرمائے کی حفاظت کا سامان کیجیے!!!

تحفظِ ختمِ نبوت اہمیت اور فضیلت	شہیدانِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
ثبوت حاضر ہیں!	قادیانیت سے اسلام تک
قادیانیت، اُس بازار میں	ربوہ و قادیان، جو ہم نے دیکھا
اسلام، انٹرنیٹ پر	علامہ اقبالؒ اور فتنۂ قادیانیت
اسلام کا سفیر (قائداعظمؒ)	معلوماتِ ختمِ نبوت (سوالاً جواباً)
وحیدالدین خان، اسلام دشمن شخصیت	کامیاب مناظرہ

ہر اچھے بک سٹال پر دستیاب ہیں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر قربان ہو جانے والے خوش نصیبوں کا ایمان افروز تذکرہ

شہیدانِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

شہدائے جنگ یمامہ	غازی علم دین شہیدؒ	غازی حاجی محمد مانکؒ
غازی میاں محمد شہیدؒ	غازی عبداللہ شہیدؒ	غازی فاروق احمد
غازی احمد دین شہیدؒ	غازی زاہد حسینؒ	غازی عامر عبدالرحمن چیمہؒ
شہدائے تحریک ختم نبوت 1953ء	غازی عبدالقیوم شہیدؒ	غازی مرید حسین شہیدؒ
غازی عبدالرشید شہیدؒ	غازی منظور حسین شہیدؒ	غازی محمد صدیق شہیدؒ
غازی عبدالمنانؒ	غازی بابو معراج دین شہیدؒ	غازی محمد عمران وحید

اس کے علاوہ تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر اور بہت سے دوسرے اہم مقالات

- ظلمت دہر میں ''چراغ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' کی اجلی اور کومل لوؤں سے اجالا کرنے والے ضوریز و ضیا بار ماہتابی و آفتابی کرداروں کا روشن تذکرہ
- تھانوں کی تنگ و تاریک حوالاتوں، پھانسی گھاٹوں کی بے نور فضاؤں اور جیلوں کی کال کوٹھڑیوں میں ''آبروئے ما زنام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم است'' کا ورد کرنے والے کفن بردوش مجاہدوں کی زندہ جاوید روداد اور انوکھے مشاہدات
- ایک ایسی کتاب جس کا ایک ایک لفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہونے والے بدطینت انسان نما ابلیسوں کے ایوانوں کے لیے برق قضا کی حیثیت رکھتا ہے۔
- یہ کتاب محض ایک کتاب نہیں .... خواجہ بطحا صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر کٹ مرنے والوں اور دشمنان رسالت مآب کے ناپاک وجود سے دھرتی کو پاک کرنے والی پاکیزہ ہستیوں کا مختصر مگر مبسوط انسائیکلو پیڈیا ہے۔

اپنی نوعیت کی منفرد کتاب جس کا مطالعہ آپ کے جذبہ ایمانی کو ایک نیا ولولہ عطا کرے گا

عالمِ اسلام میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

قادیانیت ثبوت حاضر ہیں!

قادیانیوں کے بدترین کفریہ عقائد و عزائم پر مبنی عکسی شہادتیں

محمد متین خالد

هوشربا انکشافات

حیرت انگیز معلومات

یہ ایک ایسی تاریخی و تحقیقی کتاب ہے

- جو قادیانیوں کی اسلام کے خلاف ہرزہ سرائیوں اور گستاخیوں کے مستند دستاویزی ثبوت لیے ہوئے ہے۔
- جسے 10 سال کی شبانہ روز انتھک محنت کے بعد مکمل کیا گیا ہے
- جس میں قادیانی کتب اور اخبارات و رسائل کے 50 ہزار سے زائد صفحات کھنگالنے کے بعد قادیانیوں کے مذموم عقائد و عزائم کے تحریری ثبوت یکجا کر دیے گئے ہیں۔
- جس کے مطالعے سے ہر قادیانی اپنے عقائد کی کجی اور بھیانک تصویر دیکھ کر راہ ہدایت پا سکتا ہے۔
- جو سادہ لوح مسلمانوں کو فتنۂ ارتداد سے بچانے کے لیے ایک مؤثر ہتھیار ثابت ہو سکتی ہے۔
- جس کا مطالعہ علما، خطبا، وکلا، اساتذہ اور طلبا کو فتنۂ قادیانیت کے خلاف مضبوط دلائل اور ٹھوس معلومات کا ذخیرہ فراہم کرے گا۔
- جسے قادیانیت کے خلاف ہر عدالتی مقدمہ، بحث اور مناظرہ میں مستند حوالے کی حیثیت سے پیش کیا جا سکتا ہے۔
- جسے تمام مکاتیب فکر کے جید علمائے کرام اور نامور اہلِ علم و دانش کی خواہش اور سرپرستی میں تیار کیا گیا۔

سنسنی خیز واقعات

سارے راز بے نقاب

ناقابلِ تردید حقائق

بند کتابوں کی کھلی کہانی

قادیانیت پر مکمل انسائیکلوپیڈیا

ہر گھر اور لائبریری کی ضرورت

ایک ایسی دستاویز جس کا مدتوں سے انتظار تھا
پڑھیے اور تحفظ ختم نبوت کے لیے آگے بڑھیے!

عِلم و عرفان پبلشرز

الحمد مارکیٹ، 40- اردو بازار، لاہور۔

فون: 7352332 '7232336 فیکس: 7223584

www.ilmoirfanpublishers.com

E-mail: ilmoirfanpublishers@hotmail.com